

غذیہ

قرآن، حدیث اور ادب میں

۱۲/۵



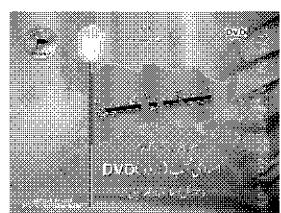
تألیف: حضرت علامہ عبدالحسین الامینی لخنفی

ترجمہ و تصحیح: ادیب عصر مولانا سید علی اختر رضوی شعور گوپال پوری

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔

منجانب۔



سبیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان



۷۸۶

۹۲-۱۱۰

یا صاحب الْوَمَانِ اور کنیٰ



لَبِيكَ يَا مُحَسِّنٌ

نذر عباس
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو)

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

NOT FOR COMMERCIAL USE



قال أبو عبد الله :

**هذا يوم عظيم عظم الله حرمته على
المؤمنين وأكمل لهم فيه الدين وتم
عليهم النعمة وجدلهم ما أخذ عليهم
من العهد الميثاق**

سُنْنَة

قرآن و حدیث اور ادب میں

چوتھی جلد (۳)

تألیف

حضرت علامہ عبدالحسین الامینی الجفری

ترجمہ و تلخیص

ادیب عصر مولانا سید علی اختر رضوی شعور گوپال پوری

امنی، عبدالحسین، ۱۳۳۹_۱۲۸۱

[الغدري في الكتاب والكتاب والادب۔ اردو۔ ترجمہ و تجزیص]

غدیر: قرآن، حدیث اور ادب میں مؤلف عبدالحسین الامین (تغمی)

ترجمه و تصحیح: سید علی اختر رضوی شیرازی (۱۳۷۰) | ۱۳۲۳

۵۷

ISBN: 978-600-92030-4-8 (٥٣)

جستجو کار اسایر با خلاصه

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ساده نامه، مورث ریویل

موزان: الغدر في الكتاب والكتاب في الغدر، مترجم بـ موزان.

سازمان اسناد و کتابخانه ملی

شناختنیہ کتاب

کتاب کاتام: غدیو، قرآن، حدیث اور اقوال میں (جلد ۵)

الفصل

الحادي عشر

ترجمہ تلخیص: اس عصر میں انسان علیاً خاتم پرسکے شعراً کے انسانی

گلستان: میرزا کاشانی

قرآن و عترت فاقه شیعی (علم کردن و حفظ قرآن)

کائنات گل

یہ ملکہ مینار سخور و پال پور (سیوان بھار)

الرجب، مصطفى.

جبل عجمان

ملفہ کا نتیجہ

پاکستان: مختاران زیر ایجاد کشیده، ۱۹۷۰ء: ۵۳۹۰۰

ایران: «تم» دفتر قرآن و میراث فرهنگی، مدرسه تجربه خلیان حجت بارک ۲۰۱۴، چاچ، ایشراق‌المرتضی.

سازمان اسناد و کتابخانه ملی ایران - نسخه الکترونیکی

۸۸۴۱۲۸۸۷۹۹۷۵

بیو سی رہے سرپس - ن، ۸، کلان پارہ روڈ، ماسٹر جانہ بی (۱)

فہرست مطالب



گفتار مترجم

بقیہ عند لیبان غدیر (چھپی صدی بھری)

۱۵.....	ابوالحق کشاجم
۱۶.....	شاعر کے حالات
۱۷.....	ادب و شعر کشاجم
۲۰.....	کشاجم کی ہجو یہ شاعری
۲۱.....	کشاجم اور ریاست مداری
۲۱.....	دانش افروز گھر پارے
۲۲.....	کشاجم کی سیاست
۲۳.....	عقائد کشاجم
۲۴.....	مشائخ و تالیفات
۲۵.....	ولادت و وفات
۲۶.....	تجھ طلب
۲۷.....	اخلاق کشاجم
۲۹.....	ناشی صیر
۳۳.....	شری تسبیح

۳۲.....	شاعر کے حالات
۳۹.....	ولادت و وفات
۴۲.....	بُشْنُوی کردی
۴۳.....	شاعر کے حالات
۴۶.....	نمودہ کلام
۴۹.....	صاحب بن عباد
۵۲.....	شاعر کے حالات
۵۴.....	تالیفات صاحب بن عباد
۵۸.....	وزارت اور اس کی قدر روانی
۶۲.....	صاحب بن عباد کا نامہ ہب، ان کے شعروں میں
۶۷.....	صاحب کا نامہ ہب
۷۲.....	محاسن و مزاج
۷۶.....	کلمات قصار
۷۸.....	صاحب کی وفات
۷۹.....	مصادر حالات
۸۰.....	جو ہری جرجانی
۸۳.....	شاعر کے حالات
۸۵.....	ابن جاج بخداوی
۸۶.....	شاعر کے حالات
۸۷.....	مرتبہ علم و دانش
۸۹.....	ادب و هنر
۹۰.....	ابن جاج کے معاصر خلفاء

۹۳.....	ولادت و وفات
۹۴.....	مصادر حالات
۹۵.....	ابوالعباس خسی
۹۶.....	شعری تبع
۹۷.....	شاعر کے حالات
۹۸.....	ابورقمن انطا کی
۹۹.....	شاعر کا تعارف
۱۰۰.....	ابوالخطاء سردی
۱۰۱.....	شاعر کے حالات
۱۰۲.....	نمونہ کلام
۱۰۳.....	ابالمحمد عونی
۱۰۴.....	شاعر کے حالات
۱۰۵.....	ابن حماد عبدی
۱۰۶.....	شاعر کا تعارف
۱۰۷.....	ولادت و وفات
۱۰۸.....	ابوالقرچ رازی
۱۰۹.....	شاعر کا تعارف
۱۱۰.....	جعفر بن حسین
۱۱۱.....	ابوالنجیب طاہر
۱۱۲.....	شاعر کے حالات
۱۱۳.....	شریف رضی
۱۱۴.....	شاعر کے حالات

اساتذہ و مشائخ

تلاندہ و رواۃ

تالیفات

شعر و شاعری

القاب و مناصب

ولادت و وفات

ابو محمد صوری

شاعر کے حالات

مہیا ردیلی

شعری تسبیح

دوسری اقصیدہ

تیسرا اقصیدہ

شعری تسبیح

شاعر کے حالات

شریف مرتضی

شاعر کے حالات

کلمات ستائش

اساتذہ و مشائخ حدیث

تلاندہ و رواۃ

علم الہدی اور ابوالعلاء

علم الہدی اور ابن مطرز

علم الہدی اور زعامت

۱۵۰.....

۱۵۱.....

۱۵۲.....

۱۵۹.....

۱۶۱.....

۱۶۲.....

۱۶۵.....

۱۶۸.....

۱۷۱.....

۱۷۳.....

۱۷۴.....

۱۷۵.....

۱۷۵.....

۱۷۶.....

۱۷۷.....

۱۷۸.....

۱۷۹.....

۱۸۰.....

۱۸۱.....

۱۸۲.....

۱۸۳.....

۱۸۴.....

۱۸۵.....

۱۹۱.....	ولادت و وفات
۱۹۲.....	شعری انتخاب
۱۹۵.....	ابوالعلی بصیر
۱۹۶.....	شاعر کے حالات
۱۹۷.....	نمودہ کلام
۱۹۹.....	ابوالعلااء مصری
۲۰۰.....	شعر اور شاعر پر تحقیقی نظر
۲۰۱.....	شاعر
۲۰۳.....	المویدین الدین
۲۰۴.....	شعری تحقیقی
۲۰۵.....	شاعر کے حالات
۲۰۷.....	ابن جبر مصری
۲۰۸.....	شاعر کے حالات
عند لیبان غدری (چھٹی صدی ہجری)	
۲۱۱.....	ابوالحسن فتحجر دی
۲۱۲.....	شعری تبیغ
۲۱۳.....	شاعر کے حالات
۲۱۹.....	ابن منیر طرابلسی
۲۲۰.....	تحقیقی نظر
۲۲۲.....	شاعر کا تعارف
۲۲۷.....	قاضی بن قادوس
۲۲۸.....	شاعر کے حالات

۲۲۹.....	ملک صانع
۲۳۰.....	شاعر کے حالات
۲۳۲.....	ملک صانع کی تفصیلات حیات
۲۳۵.....	ولادت و وفات
۲۳۷.....	مصادر حالات
۲۳۹.....	ابن عودی نیلی
۲۴۰.....	شاعر کا تعارف
۲۴۲.....	قاضی جلیس
۲۴۳.....	شاعر کے حالات
۲۴۵.....	ابن کمی نیلی
۲۴۶.....	شاعر کے حالات
۲۴۹.....	خطیب خوارزمی
۲۵۰.....	شاعر کے حالات
۲۵۱.....	مشائخ و اساتذہ روایت
۲۵۱.....	تلامذہ اور راویاں حدیث
۲۵۱.....	تالیفات
۲۵۲.....	وقات
۲۵۳.....	فقیر عمارہ
۲۵۴.....	شاعر کے حالات

گفتار مترجم

خدا کے فضل و کرم سے اللعہ یہ جلد چہارم و پنجم، کتابت و طباعت کے صبر آزماء حل سے گذر کر

قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔

یہ کتاب جسے شیعہ دائرۃ المعارف کہنا بجائے ہے، اس کے وقیع علمی و عرفانی مندرجات سے آگاہ ہونا تمام ارباب ولایت کے لئے موجودہ زمانے میں ازبس ضروری ہے۔ میں نے اس کی تلخیص میں بہت زیادہ سرکھایا ہے تاکہ اہم مطالب کا مختصر ضائع نہ ہوا اور مصروفیت کے اس دور میں ہر شخص تھوڑا اساوقت نکال کر اپنے عقائد و مسلمات کی خوبیوں سے معطر ہو سکے۔ اس کتاب کو پڑھ کر یہ بھی اندازہ ہو گا کہ شیعی منطق کس قدر متوازن اور خدائی ہے۔

دل تو بہت چاہتا تھا کہ اس کتاب کو پڑھ کر دنیا کے عظیم دانشوروں اور شاعروں نے مذہب حقد قبول کیا اور خط کی صورت میں اس کی عظمت کا اعتراف کیا اس کا کچھ اقتباس بھی شامل کیا جاتا لیکن وسائل کی کمی سے اصل کتاب ہی میں کتر بیوت کرنی پڑی۔ پھر بھی ہماری کوشش رہے گی کہ آئندہ جلد وہ میں چند اہم خلوط کے منحصر اور اہم اقتباسات شامل کر دیے جائیں۔

سید علی اختر رضوی

گوپاں پور ۱۵ اکتوبر ۱۹۹۶ء

باقیہ

عند لیبان غدیر

(چوتھی صدی ہجری)

- | | |
|---------------------------------|---------------------------------------|
| ۱۔ ابوالفتح محمود بن محمد کشاجم | ۲۔ ابوالحسن علی بن عبد اللہ ناشی صغیر |
| ۳۔ ابوعبد اللہ حسین بشنوی کردی | ۴۔ ابوالقاسم وزیر صاحب بن عباد |
| ۵۔ ابوالحسن علی جو ہری جرجانی | ۶۔ ابوعبد اللہ بن حجاج بغدادی |
| ۷۔ ابوالعباس وزیر احمد حضی | ۸۔ ابوحامد احمد بن محمد انطاکی |
| ۹۔ ابوعلاء محمد بن ابراہیم شروی | ۱۰۔ ابومحمد طلحہ غسانی عونی |
| ۱۱۔ ابوالحسن علی بن حماد عبدی | ۱۲۔ ابوالفرج بن هند درازی |
| ۱۳۔ جعفر بن حسین | |

ابوالفتح کشاجم

دفاتر / ۱۰۷

لہ شغل عن سوال الطلل اقام الخلیط به ام رحل

قصیدہ میں موضوع ولایت سے متعلق ۱۹ اشعار و کاترجمہ پیش کیا جا رہا ہے:-

”وہ مخلوقات خداوندی پر اسکی جست ہیں اور قیامت کے دن ان لوگوں کے حریف ہوں گے جنہوں

نے ناطہ توڑ لیا تھا۔

خداوند عالم نے ان کے متعلق سنہ فضیلت نازل فرمائی اور اس نے مسترد کر دیا ان کے جد خاتم

الانبیاء تھے اور اس بات کو تمام تو میں جانتی ہیں۔ ان کے والد ماجد سید الاصیاء تھے، جو محتاجوں کو عطا

کرنے والے تھے اور میدان جنگ میں بہادروں کو خاک چنانے والے تھے۔ جنہوں نے نیزہ زندگی کا فن

سیکھا تھا کہ نیزہ کس طرح سے دشمن کے سینے میں پیوسٹ ہو گا اور تکواریں کس طرح سروں پر پڑیں گی۔

جنگ کے دن اگر زمین اپنی جگہ سے مل جائے تو مل جائے یہ ہر گز نہیں مل سکتے ہیں یہی ہیں جنہوں

نے لوگوں کی دنیا سے منہ موڑ لیا تھا جب کہ وہ آراستہ اور بن سفیر کران کے پاس آئی تھی۔

جس وقت ان کا تقابل دوسروں سے کیا جائے تو ایسا ہے کہ جیسے پست زمین کا تقابل آسمان سے کیا

جائے یا قطرہ کا تقابل دریا سے کیا جائے۔

ان کے جود و سخا سے بادل سبق کئھے اور حلم سے پہاڑوں کو پانداری ملے کتنے ہی فتنے ان کی

قیادت سے فرو ہو گئے اور کتنی ہی مشکلیں ان کے فیصلوں سے مل گئیں اور ان کی وجہ سے خدا نے کتنی ہی

گمراہیوں کی آگ بمحادی اور یہ حدایت کی ایسی مشعل ہیں جو (بے راہ روی) کی آگ بجھاتے ہیں۔

جن کے لئے خداوند عالم نے ذوبتے سورج کو پلٹایا اگر سورج واپس نہ ہوتا تو اس کی شعاعیں
ہمیشہ کے لئے سیاہی سے بدل جاتیں، وہی جھنوں نے دین کے لئے لوگوں کے سروں پر نیزوں کی باڑھ
ماری جیسے عربی اونٹوں کو لگاتا رضب لگائی جاتی ہے۔

اور لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ غدیر کے دن کا ہی اثر تھا کہ جس کی نافرمانی سے جمل کے دن
کا واقعہ روئنا ہوا۔

اسے ظالموں کے گروہ! جھنوں نے رسولنا کو مصیبت کی تباخیاں چٹائیں۔ آگے کہتے ہیں واضح طور
سے قرآن کی نص تھہاری مخالفت کرتی ہے اور رسول خدا نے بھی جو کچھ نص فرمائی ہے وہ بھی تھہارے
مخالف ہے۔

تم نے رسول خدا کی وصیت کو قطعی چھوڑ دیا اور اس کے متعلق نامناسب باتیں کہہ ڈالیں۔
یہ قصیدہ خطوط دیوان میں ۷۴ شعروں پر مشتمل ہے لیکن طباعت کے وقت ناشر نے اکثر اشعار
حذف کردے اس قسم کی خیانتیں تو ہوتی آئی ہیں۔

شاعر کے حالات:

ابوالفتح محمود بن محمد بن حسین بن سنی بن شاھک رملی (فلسطین کی آبادی رملہ سے منسوب)
عرفیت کشاجم تھی، اپنے عہد کے بہترین لوگوں میں بے مثال اور یکانہ روزگار تھے۔
میدان تنقید و ادب کے شہسوار اور بے مثل تھے بحث و جدال میں کوئی ان سے جیت نہیں سکتا تھا
شاعرانشائیہ نگار، مشکلم و مناظر، مجم، منطقی، حدیث، ماہر طبیب، باریک بیل محقق ہونے کے ساتھ ساتھ متاز
ترین بخشی اور داتا تھے۔

خلاصہ یہ کہ ان میں تمام فضائل جمع تھے اس لئے انھوں نے اپنا نام کشاجم رکھ لیا تھا جس کے ہر
حرف سے ان کی علمی و فنی برتری کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

ک: سے کاتب، ش: سے شاعر۔ الف: سے انشائیہ نگار و ادیب ج: سے جمل و جودم: سے مشکلم یا

لٹکنے والے اور بھرپور تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ مذکروں نے بھی اپنی کتابوں میں لکھا

اوپ و ششم کتابیم:

کھلماں اور بندھم کے امام تھے ان کی شعری کاوشوں سے معلوم ہوتا ہے کہ معنوی بلندی تمام فتوں
اور پڑائیں گی امام دیوان اسی کے مظاہرات سے ہوا ہے (۲) صاحب طرز شاعر تھا یک شاعر نے ان
کے شعری اسلوب کا یوں تصدیر و پڑھا ہے۔

۱۱۔ اگر براہ راست ہے اخور و روگر آنسو پنے سینے پر بیمار ہے، اسے چاہئے کہ وہ بادہ ناب نہ ہو تو
صلبی سے اٹھائیں کلام اور کشاجم کے اٹھوار سے اپناول بھلانے (۳)
ابو بکر، ابو جعفر عباسی و حسنی نے دیوان شعری مرتب کیا۔ بعد میں کشاجم کے فرزند نے کچھ اور کلام
دیا تھا اسی کا اعلان کر دیا۔

اپسیں الحکومت و حکومتی بیوں بڑے بھارت تھی ان کی ادبی و فنی برتری کو دیکھ کر آنکھیں پھینی کی چھٹی رہ ہیں جوں دھرم یونیورسٹیاں روپاں اور معنوی سلیمانیوں کو سوسو کر اپنے محسن و فضائل اجاگر کر دیجے تھے۔

فی ذری کسری صریحه
و مسندہ بوس فی المکا
محدث عصر اغوثا مصلی المعلی

١- ملکه ایتالیا ناچیو را با خود در ۳۶۱ میلادی خواسته بود (شروع قدرت ایتالیا) و ملکه ایتالیا

(45L, 2+4+4, 4+4) 100% Polyester

(+64 6) 444 446 228 111

ولقد سنت فی الکتابة للوری طرقا فسیحہ

وفضضت من عذر المعاشر فی الغرّ فی اللغة الفصیحہ

وشفعت ما شور الرواية بباب البیدع من القریحہ

ووصلت ذاک بهمّة فی المجد مائیة طموحہ

وعزیمة بالکلیلة فی الخطوب لا الطیحة

کل اهمالی صاحب فی کل دامیة جمروحة

کشاجم کی تدریت کلام، نکتہ سنجی اور بلند معانی کی پرواخت اور ذکری اصابات کا ثبوت یہ اشعار ہیں:

لو بحق تناول النجم خلق نلت اعلی النجوم باستحقاق

او ليس اللسان متى امضى من ظبات المهندسات الوراق

وابدی تحمل الانامل منها فلما ليس دمعه بالراقي

وتراه بجود من حيث تجري منه تلك السموم بالدریاق

مطراقا يهلك العدو عقابا يريش الولي ذا الخفاف

وسطور حظطها في كتاب مثل عiem السحابة الورق راق

صفت فيه من البيان حلما باختراع البعيد لا الاشفارق

وائقی کشاجم جیسا محقق، ادیب و شاعر اپنے نغمات میں عظیم الشان معلم اخلاق نظر آتا ہے، ان کی فتنی چاکدستی میں اخلاقی عقافت، بلندی طبع، وفا و صمیمیت آشکار ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ معراج انسانیت، فضائل کی ترویج اور تقویٰ کی اشاعت و تبلیغ کے لئے قیام کئے ہوئے ہیں۔

”جو شخص مہربانی کرتا ہے میں اس کی محبت و اخلاص و وفا کا پاس و لحاظ کرتا ہوں جب تک جسم میں جان ہے اس کی خوشنودی خاطر کا مثالی رہتا ہوں، جب وہ ناماگم حالات سے روچار ہوتا ہے تو ہماری عنایت اسے تھام لیتی ہے یہ یہ مری سرشت ہے اور ہم وہ لوگ ہیں جن کے پاس مکارم اخلاق کے حوصلے ہیں“ یا یہ اشعار، سب لوگ ہم سے بے جرم و خطا کئے کئے رہتے ہیں۔

وہ غلط فہمی کا شکار ہیں۔ کاش ہم سے حسن نظر رکھتے۔

وہ کئے کئے رہتے ہیں اگر رابطہ قائم کرتے تو ہم بھی ان سے پیان دوستی استوار کرتے۔

لیکن اگر وہ ہم سے خیانت کا برداشت کرتے تو ہم ان سے خیانت کا برداشت کرتے۔

اگر وہ ہم سے بے نیاز ہیں تو ہم ان سے زیادہ بے نیاز ہیں۔

یا ابن مقلہ کی مدح میں قصیدہ کے اشعار دیکھئے:

کم فی من خلۃ لوانها امتحنت ادت الی غبطة او سذت الخلۃ

وهمة فی محل النجم موقعها و عزمه لم تكن فی الخطب منجله

اس میں شاعر نے انقلاب زندگی کی وجہ سے دوستوں کی دوڑی پر ناگواری کا انظہار کیا ہے نتیجہ میں وہ زبان شکایت دراز کرتا ہے، نالہ وزاری کرتا ہے، دل سے سیاہ انگارے اپنے لگاتے ہیں:

”کون میری چشم شعلہ بارہ کھینے والا ہے کون مجھ خستہ جان پر رحم کرنے والا ہے؟“

آنکھوں میں خس دخاشاک پڑ جانے کی وجہ سے آنسو بھہ رہے ہیں آنکھیں محرومی پر اشکبار ہوتی ہیں، خوف سے خشک ہو جاتی ہیں یہ حسرت روزگار کا ماتم ہے۔“

یا یہ تین اشعار دیکھئے:

”اے وہ جو میری طرف متوجہ نہیں۔ خدا کرے تیری راتیں بھی میری طرح ہو جائیں۔

میری حالت فراق دیکھ کر دشمن بھی رورہا ہے میں نے تجھ کو دل دے دیا ہے زندہ رکھ یا ہلاک کر

دے۔“

کشاجم کے پاس مہربان دل، روح خاضع اور اخلاق و فروتنی کاٹھا ٹھیں مارتا ہوا سمندر بھی موجود تھا، انہوں نے بڑا زم دل پایا تھا جو انسانی جذبات سے بھرا ہوا تھا۔ کبھی انہوں نے شرات، بد ذاتی و نشرتیت کا مظاہرہ نہیں کیا، کبھی کسی کی بھجنہیں کی۔ وہ اپنے اشعار میں خود اپنی مدح سرائی کرتے ہیں اور دوسروں کی مدح یا بھجنہیں کرتے وہ اس کے قائل بھی نہ تھے نہ ہی انہوں نے شعر کو وسیل معاش بنایا۔ وہ خود کہتے ہیں:

اگر با شعور ہو گے تو کبھی کسی کی مدح یا بھونہ کرو گے بلکہ سمجھو لو گے کہ اشعار اپنے خوش بیانی کے
مظہر ہوتے ہیں جس کے ذریعے آداب انسانی کی حکایت کی جاتی ہے۔

کشاجم کی بھجو یہ شاعری

چوتھی صدی کے شعراء نے بھجو یہ شاعری کے لئے اپنے اپنے مخصوص مخصوص طرز نکالے تھے ہر
ایک کا اپنا الگ اسلوب تھا صدی کے آخر میں یہ امتیاز زیادہ نمایاں ہو چکا تھا کچھ بہت زیادہ بھجو یہ شاعری
کرتے تھے کچھ کم، کشاجم ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے بہت کم بھجو یہ شاعری کی ان کا بھجو یہ شاعری
میں اپنا الگ انداز تھا وہ اس ذگر سے کبھی تجاوز نہیں کرتے تھے۔

اگر گہری نظر ڈالی جائے تو معلوم ہو گا کہ ان کی بھجو یہ شاعری میں پسندیدہ اخلاق، کریمانہ طبیعت
اور مہربانی کے جذبات ان کی مرشدت بن گئے ہیں صرف چند موقعوں پر انہوں نے اپنی اس مرشدت سے
تجاویز کیا ہے اکثر میں وہی بہترین روح دوڑ رہی ہے، وہ بھجو یہ شاعری میں ناصح مشفق کا عتاب یا
مہربان دشمن نظر آتے ہیں دوسروں کی طرح زبان درازی اور عیب جوئی نہیں کرتے انہوں نے بھجو یہ
شاعری کو دفاع کا تھیار بنایا تھا حملہ کا نہیں، اسلئے تمام شاعری فخش، بد گوئی، آلو دیگ اور بد کرداری سے
پاک ہے ذرا ان اشعار کو ملاحظہ فرمائیے، ایک رئیس زادہ سے مخاطب ہیں جس نے ان کے خط کا
جواب نہیں دیا تھا:

ه قد كتبت فما زددت جوابي	ور جمعت مختوما على كتابي
و اتسى رسولا مستكينا يشتكي	ذل الحجاب و نخوة البواب
و كانى بك قد كتبت معذرا	وظلمتني بسلامة و عتاب
فارج الى الانصاف واعلم انه	اولى بذى الاداب والحساب
يارحمة الله التي قد اصبحت	دون الانام على سوط عذاب
سايسى و امى انت من مستجمع	تمه القيان ورقه الكتاب

اسی طرح بزم رسائے کی فضیحت کرتے ہو کہتے ہیں:

عدمت رئاسة قوم شقوا شبابا ونا لوا الغنى حين شابوا
 حدیث بن عتمتهم عهدهم فليس لهم في المعالى نصاب
 ان کی لطیف ترین بھوی شاعری یہ ہے:

ان مظلومة التي	زوجت من ابى عمر
ولدت ليلاً لزفا	فالي بعلها ذكر
قلت: من اين ذالفلا	م مامسه باشر؟
قال: لي لعلها الم	يات في المسمى من الخبر؟
ولدالمرء للفرا	ش وللعاهر الحجر
قلت: هنـيـه على	رغم من انـكـرـ الخبرـ

کشاجم اور ریاست مداری

اپنی اسی سلامتی طبع، قد است، پاکیزہ نفسی اور مکارم اخلاق سے آرائیگی، بکرو فریب سے علیحدگی، شرارت اور بدزبانی سے دوری کی وجہ سے حکومت کے عحدوں سے خود کو الگ رکھا، اور نہ ہی انھیں محمدوں کی لائج رہی وہ دوباروں کی حاضری اور عہدوں کی لائج کو پست طبعی سمجھتے تھے۔ وہ اکثر اپنے دوستوں کو عہدے کو قبول کرنے سے منع کیا کرتے تھے کیونکہ اس سے خود کو بھی ہلاکت ہے اور دوسروں کو بھی ہلاکت ہے اس سے دشمن بنتے ہیں حقوق عوام ضائع ہوتے ہیں اور مکارم اخلاق کا زیان ہوتا ہے۔

دانش افروز گہر پارے

کشاجم کی شاعری میں حکمت آمیز گہر پاروں کی کمی نہیں ہے جس سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ

وہ نخلصانہ طور پر امت کو خدا کی طرف پکارتے تھے، موعظہ حنہ اور گہر پاروں نے واقعی انہیں مصلحت اور
بنا دیا ہے، ان کے حکیمانہ اقوال کے چند نمونے یہ ہیں:

لِسْ الْخَلْقِ الْأَوَّلِهِ إِذَا مَا	وَقَعَ الْفَحْصُ عَنْهُ خَيْرٌ وَشَرٌ
فَهُمْ مِنْ لِهِ بِذَالِكَ خَبْرٌ	لَا زَمْ دَأْكَ فِي الْجَبَلَةِ لَا يَدِ
شَيْءٌ لَا وَفِيهِ نَفْعٌ وَعَسْرٌ	حَكْمَةُ الصَّانِعِ الْمَدْبُرَانِ لَا
يَكْ مِنِ النَّفْعِ وَالْأَقْلَلُ الْأَضْرَرُ	فَاجْتَهَدَانِ يَكُونُ أَكْبَرُ قَسْمٍ

جب نفس کے متعلق ان کے گہر پارے بڑے قیمتی ہیں:

لَمْ أَرْضِ عَنْ نَفْسِي مَخَافَةً سَخْطُهَا	وَرَضِيَ الْفَتِي عنْ نَفْسِهِ اغْضَابُهَا
لَوْ رَأَنَّنِي عَنْهَا رَضِيتُ لِقَصْرِتْ	عَمَّا تَرِيدُ بِمَثْلِهَا اِدَبُهَا
وَبَيْنَا آثَارَ ذَالِكَ وَأَكْتَرَتْ	عَذْلَى عَلَيْهِ وَطَالَ فِيهِ عَتَابُهَا

کشاجم کی سیاحت

کشاجم نے مادرہ طن رمل سے سفر کیا اور وہاں سے مشرقی ملکوں کی سیر کرنے کے لئے نکل پڑے
پھر وہ مصر، شام اور عراق کی سیاحت پر نکلے، ان مقلدہ کے قصیدہ میں سفر کی صعوبات کو مزے لے کر
بیان کرتے ہیں انہوں نے مصر و شام میں جو بھی زم و گرم حالات دیکھی یا بھگتے، جو کچھ ستائیں یا مدد کا
سامنا کیا اس کی بیش شعروں میں مدح بھی کرتے ہیں اور مدد بھی۔

يَا هَذَا قَلْتَ فَاسْمَعْنِي لِفْتِي فِي حَالِهِ عَبْرَةً لِعَتْبَرَه

کشاجم نے اس سیاحت کے درمیان بادشاہوں، وزیروں، امیروں کی صحبت میں وقت گزارا، ان
کے انعامات سے بہرہ مند ہوئے، دانشوروں اور محدثوں سے ملاقات کی، ان سے حدیث بیان کی اور
ان سے حدیث لی۔

ان کی بزم میں مناظرے بھی ہوئے اور بعد میں خط و کتابت کا سلسلہ بھی چاری رہا، اس طرح

انہوں نے مختلف علوم و فنون میں مہر رت حاصل کی، بعض فنون مثلاً کتابت و خطابت میں سب پر بازی لے گئے چنانچہ مسعودی انہیں دانش و درایت اور ادب کا ماہر تصور کرتے ہیں۔ (۱)

عقائد کشاجم:

کشاجم کا عہد انہوں عقائد کا عہد ہے، کم ہی ایسے افراد میں گے جنہوں نے نظریات طور سے اپنی الگ ذیروں ہائیت کی مسجدتہ بنائی ہو، اور اسلام کی اپنے مخصوص زاویہ فکر سے تفسیر نہ کی ہو ان میں بعض نے تو اپنے نظریات کا بر ملا اظہار کر دیا لیکن بعض نے احتیاط کا دامن تھا ہے ہوئے اپنے افکار کو پیش کیا ان راستوں سے الگ کشاجم صرف ایک شیعہ ہی نظر آتے ہیں انہیں اہلبیت کرام سے پچھی مودت تھی ان سے والہانہ عقیدت کا مظاہرہ اکثر شعروں سے ہوتا ہے جس میں انہوں نے بر ملا اظہار کیا ہے کہ خاندان نبوت اس دنیا میں تقرب انجی کا ذریعہ اور آخرت میں باعث نجات ہے۔

درحقیقت کشاجم کی شخصیت ”یخرج الحی من المیت“ (وہ خدا زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے) کا بیتا جائیتا نمونہ تھی کیونکہ ان کا رادا سندی بن شاہک ہے جس کی خاندان اہل بیت خصوصاً امام موسی کاظم علیہ السلام سے زمانہ بارون میں وشنی معروف ہے لیکن اس کا فرزند کشاجم اس گروہ شیطانی سے قطعاً الگ ہے، نہ صرف یہ کہ وہ اپنے خاندان کی حمایت سے الگ ہے بلکہ وہ مدح اہلبیت میں آٹھنگ نعمہ طرازی کرتا ہے جیساں اخدار یگ زاروں سے مولیٰ نکات ہے۔

ان کی مدحیہ شاعری کا نمونہ یہ ہے:

بکاء و قل غناه البكاء علی زرء ذرية الانبياء

میں رورا ہوں مگر کیا میرا خاندان نبوت پر روتا ان کے درد کا مداواہ بن سکتا ہے؟

مزید تیس شعروں میں انہوں نے ملامت کرنے والوں سے کہا ہے کہ یہ جامہ تقوی ارباب کسائے کا

یہ صدقہ ہے، وہ سفینہ نوح ہیں کہ جن کی محبت اسی نجات ہے، رسول خدا نے اہلیت کے متعلق وصیت کی تھی اگر اطاعت کی جاتی تو بھی رستگار ہوتے، وہ رشد و حدايت کے چاند تھے ان کی تلوار نے آسانی سے کفر کا سر قلم کیا، موج محبرات کے دریائے علم تھے ان کے علوم سماوی کو تاروں کا علم رکھنے والے بھی نہیں پاس کر سکتے میری جان کی قسم لوگوں نے ان کے حق کا انکار کیا حالانکہ مناسب تو یہی تھا کہ ان کا حق تسلیم کیا جاتا، معرکہ قوال میں اکثر مرد سب پر سایہ گلن ہو جاتی ہے، ان کی شجاعت نے غم کو خوشی میں بدل دیا، غزوات ذات السلاسل میں مجرم پر چڑھ دوزے اور جنگ پدر میں قریش کے پر پچے اڑائے خدا کی قسم کر بلا میں ان کا کتبہ تھا.....

ان کے علاوہ کچھ اشعار شعابی نے ثمار القلوب میں نقش کر کے ثبوت فراہم کیا ہے کہ ناشی کا سیاہ رو ہونا ادباء میں مشہور تھا۔ (۱) ناشی کے اشعار بھی اس مفہوم کے آگے پیش کئے جائیں گے۔

کشاجم کے مرثیہ بھی ہیں ان میں ۲۵ شعروں پر مشتمل مرثیہ علامہ امینی نے نقل کیا ہے، اس کے بعد ۳ شرح بعلی کے متعلق بڑے لطیف مفہوم کے پیش کئے ہیں۔

”لوگوں کا گمان ہے کہ جو بھی علیٰ کو دوست رکھے گا وہ فقر سے دوچار ہو گا۔

وہ جھوٹے ہیں، اگر کوئی فقیر دوستدار علیٰ ہو جائے تو عزت دو دوست کا مالک ہو جائے گا انہوں نے وہی رسول کی منطق کو بدلت دیا ہے، یہ بہت بڑا پاپ ہے کہ صحیح بات کی غلط تاویل کی گئی میرے مولانا کا ارشاد یہ ہے کہ اگر تم میرے دوست ہو تو اس پست و ذمیل دنیا سے منح موز لوا اور دنیا کی محبت دل سے نکال دو۔ (۲)

مشائخ و تالیفات:

مذکورہ کی کتابوں میں کشاجم کے بچپن کے حالات تعلیم و متیاب نہ ہو سکے، صرف اتنا ملتا ہے کہ

۱۔ ثمار القلوب ۹ (۱۳۶) (ص ۲۷۳ نومبر ۲۵۹)

۲۔ مناقب اہل ابی طالب ج ۲ (ص ۱۳۸)

انخش اصغر علی بن سلیمان (متوفی ۳۱۵) کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا، یا تو انہوں نے اس زمانے میں تعلیم حاصل کی ہوگی جب انخش مصر میں تھے کیونکہ وہ ۲۷۸ میں مصر آئے تھے پھر ۳۰۶ میں حلب چلے گئے یا پھر یہ بات ان کے اس قصیدہ سے ظاہر ہوتی ہے جس میں انہوں نے انخش کی مدح کی ہے۔

ان کی کتابیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ ادب الندیم (۱)

۲۔ کتاب رسائل

۳۔ دیوان شعر

۴۔ کتاب مصاید و مطارد (۲)

۵۔ خصائص طرف (چشم)

۶۔ الصیح (زیما)

۷۔ الہیر زہ (شکایات)

ولادت و وفات:

مجھے کتب معاجم میں ان کی ولادت کی تاریخ دستیاب نہ ہو سکی، لیکن وہ ایک شعر میں چوتھی صدی کے اوائل میں اپنی ضعیفی کا مذکورہ کرتے ہیں اس طرح تیسری صدی کے وسط میں ان کی ولادت متعین ہو جاتی ہے، لیکن وفات کی تاریخ شذررات الذهب کے مطابق ۳۶۰ ہے (۳) اس کی تائید مندرجہ ذیل کتابوں نے کی ہے:

۱۔ (فہرست ابن ندیم ۱۵۳)

۲۔ ابن علکان نے وفیات الاعیان ج ۳۷۹۲ (ج ۳ ص ۹۱ نمبر ۳۲۵، ج ۲ ص ۱۹۹ نمبر ۸۰۲) پر اس کتاب سے نقل کیا ہے۔

۳۔ شذررات الذهب (ج ۳۲۱ حادث ۳۶۰)

تاریخ آداب؛ لغت عربیہ؛ کشف الظنون؛ شیعہ و فتنہ الاسلام۔ (۱)

اعلام زرکلی میں آپ کی وفات ۵۰۳ھ میں مرقوم ہے جس پر کچھ دوسرے تذکرہ نگاروں نے اعتراض بھی کیا ہے۔

لیکن گہرے تنقیح سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۳۳۰ھ میں وفات پائی کیونکہ ابن مقلہ کے قصیدہ میں (جسے انہوں نے ۳۳۰ھ میں کہا تھا) اپنی پیرانہ سالی کا شکوہ کیا ہے۔

توجه طلب:

مسعودی نے مرودج الذهب (۲) میں کشاجم کے کچھ اشعار نقل کئے ہیں اور ان کا نام ابو الفتح محمد بن حسین لکھ دیا ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ سید صدر الدین کاظمی نے تاسیس الشیعہ (۳) میں کشاجم کے نام کو محمد اور محمود اور باپ کے نام کو حسن و حسین کی تلقین میں جس تردید کا اظہار کیا ہے مسعودی بھی اس سے متاثر ہو گئے ہیں (۴)

اختلاف کشاجم:

کشاجم کے دو فرزند تھے ایک کا نام ابو الفرج اور دوسرے کا نام ابو نصر احمد تھا کشاجم نے دوسرے کی کنیت کو ایک شعر میں تظم بھی کیا ہے:

قالوا: ابو احمد یعنی. فقلت: لهم كما بنت دودة بنیان السرق

۱۔ تاریخ آداب اللغة العربیہ (مجلد ایڈیشن ۸۱) کشف الظنون (ج ۱ ص ۸۰۷) الشیعہ و فتنہ الاسلام (ص ۱۳۰) الاعلام (ج ۷ ص ۱۶۷)

۲۔ مرودج الذهب ج ۲ ص ۵۲۳ (ج ۳ ص ۱۹۷)

۳۔ تاسیس الشیعہ (ص ۲۰۳)

۴۔ مرودج الذهب ج ۲ ص ۵۲۵ (ج ۳ ص ۳۸۹، ۳۸۶، ۳۸۳)

چند اشعار میں ان کی توصیف بھی کی ہے۔
کشاجم کے فرزند ابو نصر شاعر وادیب بھی تھے، بھل کی نمائت میں ان کے اشعار بھی معروف ہیں۔ (۱)

شاعری نے تیجۃ الدہر میں ان کے ساتھ اشعارِ نقل کئے ہیں۔ (۲)

محض میں ہے کہ میں نے دیوان کشاجم میں یہ اشعار نہیں دیکھے انہیں یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ یہ اشعار بننے کے ہیں باپ کے نہیں۔ (۳) انہیں ابو نصر نے وزیرِ فضل بن فرات کی خدمت میں سب پر آب زد سے یہ اشعار لکھ کر پیش کئے تھے:

اذ الوزیر تخلیٰ لـ النيل فـى الاوقات

فقد اتـاهـ سـمـوـا جـعـفـرـ بـنـ الفـراتـ (۴)

محمد بن ہارون نے کشاجم کے دونوں فرزندوں کی جھوٹیں چار اشعار کہے ہیں:

يـابـنـىـ كـشاـجمـ اـنـسـماـ مستـعـمـلـانـ مجرـبـانـ

فـخـلـفـتـمـاهـ عـلـىـ الـمـكـانـ مـاتـ مشـمـومـ اـبـوـ كـماـ

فـفـعـلـتـمـافـعـلـ الـقـرـانـ وـقـرـنـتـمـافـىـ عـصـرـناـ

مـ وـ مـتـيـةـ الـمـلـكـ الـهـجـانـ (۵)

۱- تیجۃ الدہر ج ۱ ص ۲۲۸ (ج ۱ ص ۳۵۱) نہایۃ الارب ج ۳ ص ۳۱۸ (ج ۳ ص ۳۱۳)

۲- تیجۃ الدہر ج ۱ ص ۲۵۰-۲۵۵ (ج ۱ ص ۲۵۰-۲۵۵)

۳- تعلیق بر تیجۃ الدہر ج ۱ ص ۲۲۰، غر رائہ کما کمالا خاص (ص ۱۶۲)

۴- مکم الارباء ج ۲ ص ۳۳۱ (ج ۲ ص ۳۷۲) بدائع البیان ج ۱ ص ۱۵۷ اور تاریخ ابن عباس ج ۲ ص ۱۳۹ (ج ۳ ص ۱۲۶ اپر ۱۲۷۸)

۵- تیجۃ الدہر ج ۱ ص ۳۵۲ (ج ۱ ص ۳۷۵)

ناشی صغیر

ولادت ۱۷۲۵ھ

وفات ۱۳۵۷ھ

یا آل یاسین من یحبکم

”اے آل یاسین (آل محمد) جس نے تم سے دوستی کی بلاشبہ اس نے اپنی خیرخواہی کی تم گمراہی میں راہ راست ہو جس طرح ہر خرابی میں تمہاری محبت باعث اصلاح ہے۔ تمہارے سوا کسی دوسرے کی کوئی بھی خوبی اگر تمہاری فضیلت کے مقابلے میں قیاس کی جائے تو برائی ہے وہ کی نشانی ہمارے لئے موجود ہوئی تھیں رات کی نشانی خدا نے ذوالجلال نے محو کر دی۔

اور تمہارے راہ راست کا نور کیسے محو ہو سکتا ہے جب کہ تم گمراہی کے اندر ہیروں میں روز روشن ہو تمہارے باپ احمد یہ اور ان کے وزیر جو علم الہی سے بہرہ یاب ہیں۔
وہ علیٰ صاحب افتخار غدرِ خم اس وسیلہ سے ان کی برتری آٹھ کار ہے۔

جب کہ لوگوں کے درمیان رسول خدا کھڑے ہوئے، اور بازوئے علیؑ کو بلند کر کے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ میرا وصی مولا ہے اس بات کی میرے خدا نے مجھے وحی فرمائی ہے، پس لوگوں نے ننانخ کبکے مبارکباد دی اور لوگوں نے آپ کی بیعت کی جس نے آپ کی مخلصانہ بیعت کی وہ فائدہ میں ملا۔

وہ علیٰ ہی ہیں جن کے لئے جبریل نے روز احمد سماں کرتے ہوئے کہا: معز کے کارزار میں کوئی تکوار نہیں لیکن صرف وصی رسول کی تکوار اور کوئی جوان نہیں سوابے اسکے اگر ان کی عمر پر ماری گئی ضرب کا

موازنہ کیا جائے تو تمام لوگوں کے اعمال کے مقابلے میں بڑھ جائے۔

وہی علیٰ کہ جب دوسرے حضرات قلعہ کو فتح کرنے سے عاجز رہ گئے اور خالی ہاتھ وہ اپنی آئاز آپ تشریف لے گئے اور قلعہ فتح کیا۔

جس دن خبر کے یہودی جوش میں آگئے تھے جب آپ نے دروازہ خبر اکھاڑ کر ہاتھ میں لے لے تھا، مسلمانوں نے کسی بھی جنگ کی چکی نہیں دیکھی مگر یہ کہ اس کے قطب علیٰ تھے۔

خداوند عالم ان پر صلوٰت نازل فرمائے اور اس بندہ کو مسلسل اضافہ مدح کی تو فیض عنایت فرمائے۔ ایک دوسری قصیدہ جس میں ۱۳۶ اشعار ہیں:

اے اشرف کائنات کے جانشیں! یقیناً قوم نے آپ کی مخالفت کر کے کفر اقتیار کیا، بہترین شادیہ ہے کہ آپ کے بارے میں واضح نص من کر بھی انکار کیا۔

انہوں نے آپ سے بغاوتیٰ حالت کی انہوں نے خود ہی آپ کو نامزد کیا تھا اور انہوں نے یہ انٹھنی کی حالت کی خود ہی بیعت کی تھا۔

آگے فرماتے ہیں:

فیانا صدر المصطفیٰ احمد
تعلمت نصرتہ من ابیکا

”اے ناصر مصطفیٰ! آپ نے درس نصرت اپنے والد ابو طالبؑ سے حاصل کیا تھا۔

آپ کے دشمنوں نے آپ کے خلاف ناصبیت دکھائی خداعننت کرے جن لوگوں نے آپ سے ناصبیت کا اظہار کیا۔

آپ ہی خلیف رسول ہیں، نہ کہ دوسرے لوگ پھر کیوں لوگوں نے آپ کو پس پشت ڈال دیا؟ خاص طور سے اس دن جب لوگ جتوک کی طرف جا رہے تھے پھر آپ بعد میں اس شکر سے ملحت ہو گئے لوگوں نے طعنہ دیا کہ آپ کو نبی نے چھوڑ دیا ہے، آپ ان کی خدمت میں پہنچے تا کہ حقیقت واضح ہو سکے، رسول خدا نے آپ کے جواب میں فرمایا: ان کا ناس ہو جائے کیا تم راضی نہیں ہو کر تم اور میں دیے ہیں جیسے ہارون اور موسیٰ۔

اور اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو جس طرح میں نے تمہیں خلافت میں شرکیک کیا ہے بہوت میں بھی تمہیں شرکیک کرتا لیکن میں خاتم المرسلین ہوں اور تم میرے خلیفہ۔ کاش! یہ لوگ تمہاری اطاعت کریں۔ آپ ہی وہ خلیفہ رسول ہیں کہ آپ نے لوگوں کے مقابل رسول سے سرگوشی کی لوگوں نے دیکھا کہ اسرار کی سرگوشی کے لئے مناسب ترین شخص آپ ہی ہیں اور یہ اصل میں خدا نے سرگوشی کی تھی۔ دینِ احمد پر آپ کے لئے وحی ہوئی اور کینت توزوں نے اس کا مشاہدہ کیا۔

آپ ہی دعوتِ ذوالعشیرہ میں خلیفہ رسول بنے جب کہ وہاں آپ کے والد ماجد بھی تھے۔

اور غدرِ ختم میں بھی خلیفہ بنے لیکن ہاں! غدری کے ان مکاروں کے لئے کوئی بہانہ باقی نہ رہ گیا۔

انہوں نے قسم کے ساتھ پیمان باندھا کہ آپ پر ظلم کریں گے اسی لئے انہوں نے آپ کی مدد نہ کی جب ان پر نص رسول خدا اپیش کی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ علیؑ نے تو خود ہی ستی و کھانی اور آپ کو ضعیف و ناتوان خیال کیا۔

ہم نے ان سے کہا کہ ارشادِ رسول واضح ہے وساں و شک کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔

یہ بھی خاصان خدا کے متعلق ان کے اشعار ہیں:

آل محمد ہی کی وجہ سے راہ حق پہچانی گئی اور انہیں کے گھر میں قرآن اتراء۔

وہی کلمات اور اسماء کے مصداق ہیں جو آدم کے سامنے جلوہ گر ہوئے ان کی توبہ قبول ہوئی وہ تمام مخالفات پر جھٹ خدا ہیں نہ تو خود ان میں کوئی شک کی گنجائش ہے اور نہ ہی ان کے اقوال زریں میں، وہ بقیر حقیقت علیا اور شاخہ اصل (توحید) ہیں۔ ان کے بارے میں بہترین خطاب الہی ہوا وہ لوگوں کے لئے ارشادِ حق کے سلسلہ میں شہاب ہیں ان کا نور ہر عہد میں دیکھا جا سکتا ہے ذریتِ احمد، فرزندِ ان علیؑ خلیفہ رسول بس وہی حقیقتِ محض اور لبِ لباب ہیں ان کا ہر رشتہ عظمت و سیادت انہما کو پہنچ گیا ان کی روچ پاک و طاہر ہے۔

اگر طالبان علم کو روک دیا جائے اور کہیں ملک کا نہ ہو تو بس وہیں صحیح علم حاصل کر سکتے ہیں ان کی

محبت صراطِ مستقیم ہے لیکن ان کے راستے میں بڑی مشقتیں ہیں۔

اور شمشیر براں کی طرح جو غدرِ خم میں بیعت لی گئی اور وہ بیعت سب کی گردان پر ہے۔
درخواش ہیں، علیٰ طلائے ناب ہیں باقی تمام لوگ مٹی ہیں۔

اگر تم ان کے دشمن سے بیزار نہ ہو تو ان کی محبت کا اجر نہ پاسکو گے۔

جس وقت ان کی تلوار لوگوں کو آواز دے تو سوائے جواب دینے کے کوئی چارہ نہ ہو گا۔

ان کا نوک نیزہ سوئے ہوئے لوگوں کی آشتنی اور تیز تلوار کا جہڑوں سے رابطہ ہے۔ راتوں کو حرب
عبادت میں بہت زیادہ رونے والے اور بہت زیادہ ہنسنے والے ہیں اگر جنگ کے میدان میں تکاری
چل رہی ہوں۔ وہی جن کے موزے میں دشمنوں نے سانپ رکھ دیا تھا تا کہ انہیں ذس لے لیکن جب وہ
موزہ پہننے والے تھے تو موزہ پہننے سے کوئے نے روک دیا تھا وہ موزہ لے کر اڑا اور الٹ دیا اچانک ان
میں سے سانپ گر پڑا اور پہاڑ کی طرف بھاگا۔

وہی علیٰ... جنہوں نے عظیم اژدہ سے سرگوشی کی جس اژدہ نے سرخانہ رسول پر اپنے کوڈال دی
تھا۔

لوگ؛ کیکھ کر خوفزدہ ہوئے، راستے بند ہو گئے اور میدان میں خوبی بلند ہو گیا لیکن جب علیٰ اس سے
قریب ہوئے تو تمام لوگ آگے بڑھے سب کو حیرت ہو رہی تھی حضرت علیؑ نے بہت درستک اس سے
بہت کی اور اس کے سامنے رہے نہ ڈرے اور نہ بھاگے پھر وہ اژدہ ہا ایک نیلے کی طرف با کرناک کے
تو وہ میں غائب ہو گیا اور بولا میں فرشتہ ہوں غصب خداوندی نے مجھے اس صورت میں مسخ کر دیا ہے آپ
ہی میرے مولا اور میری دعاۓ مستحب ہیں آپ کی خدمت میں توبہ کرتے ہوئے حاضر ہوا ہوں اس
لئے آپ میری شفاعت اس ذات سے فرمادیجھے جس کی طرف سب کی بازگشت ہے۔

علیٰ نے دعا کی اور رسول خدا نے آمین کی، تمام لوگ رورہے تھے دعاء مقصد سے ہمکنار ہوئی،
فرشتہ آسمان کی طرف چلا گیا جس طرح تیز عقاب آسمان کی طرف جاتا ہے، اس کے جسم پر پر طاؤ وی
روشنیدہ ہو گئے، تمام پر جواہرات سے آر است ہو گئے۔ کہنے لگا: خدا کی قسم! میں محاجات پا گیا اس خاندان کی
برکت سے جس کے غصب سے آتش جہنم فردوza ہے اور جن کے دوستوں کے لئے جنت کی نعمت ہے۔

وہی بجا عظیم اور کشتی نوح ہیں، انہیں پروتی کا اختتام ہوا۔

شعری تنقیح:

قطعی اور حکم بات یہ ہے کہ یہ قصیدہ ناشی کا ہے جیسا کہ شہر ابن آشوب نے اس کی نشاندہی کی ہے (۱) ابن خلکان نے ابو بکر خوارزمی سے روایت کی ہے کہ ناشی نے ۳۲۵ میں کوفہ کا سفر کیا اور اپنے شعروں کو مسجد میں لکھوایا اس وقت متینی کمن تھا ان کی بزم میں حاضر ہوا اس نے بھی ناشی کے یہ اشعار نقل کئے تھے:

کان سنان ذابلہ ضمیر فلیس عن القلوب له ذهاب

وصارمه کبیعتہ بخم معاقدہا من القوم الرقاپ (۲)

یا قوت حموی نے مجسم میں اور یافی نے مرات الجہان میں واقعہ مندرجہ بالا کو لکھا ہے۔ (۳) صاحب نسخہ اسکے نے پورے یقین کے ساتھ لکھا ہے کہ جو بھی اس قصیدہ کو عمر و عاص کی طرف منسوب کرتا ہے رسول ترین اشتباہ میں بتلا ہے۔ (۴) ان ارباب تنقید کا نقطہ نظر ہمارے لئے جنت ہے الہذا اس قصیدہ کو عمر و عاص کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا جیسا کہ اکثر کتابوں میں ملتا ہے کتاب اکمل ابو محمد افی اور تنقید الاجاہ جلال الدین شیرازی کے خیالات اس سلسلہ میں معترض نہیں، ان کے خیال میں ایک دن معاویہ نے اپنے مصاہبوں سے کہا کہ جو بھی علی کے بارے میں ایک شعر کہے اسے یہ دس بڑا کی تھیلی دے دوں گا عمر و عاص نے یہ اشعار تھیلی کی لائج میں کہے۔

بعض نے ان اشعار کی نسبت این فارض کی طرف دی ہے یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ این فارض کے

۱۔ مناقب آل ابی طالب (ج ۳۲۳ ص ۳۰۱)

۲۔ وفیات الاعیان (ج ۳۲۹ ص ۳۲۹ نمبر ۲۶۶)

۳۔ ستم الادباء ج ۵ ص ۲۲۵ (ج ۲۹۰ ص ۲۹۰)؛ مرآۃ الجمآن ج ۲ ص ۳۲۵

۴۔ نسخہ المحرر مجلد ۸ ج ۲۷۵ ص ۲۷۵

معاصر ابن خلکان و جموی تھے اگر یہ قصیدہ ان کا ہوتا تو ان دونوں کو ضرور معلوم ہوتا علاوہ از این یہ
قصیدہ ابن فارض سے پہلے ہاتھوں ہاتھ لیا جا رہا تھا۔

میرا خیال یہ ہے کہ اکثر قصیدہ نگاروں نے اس بحر میں علی کی درج کی ہے جو عام طور سے
لوگوں میں مشہور ہو گئے اکثر قصیدہ میں ایسا حادثہ ہوا کہ یہ قصیدہ اس قصیدہ میں خلط ملط ہو گیا چنانچہ ناشی
کے اکثر قصیدے مثاب شہر ابن آشوب میں سوی کے نام سے درج ہو گیا، ابن جماد کے قصائد عونی کے
نام سے درج ہو گئے ہیں، زانی کے قصائد ناشی کے نام سے درج ہو گئے ہیں، عبدی کے ابن جماد کے نام
سے درج ہو گئے ہیں، تذکرہ نگاروں کو اشتباہ ہو گیا اور انہوں نے ان کا ان کے نام سے منسوب کر دیا۔
اس قصیدہ کے بعض شعروں کو علامہ محمد علی اعسم تحقیقی نے مجس کیا ہے پہلی بیت یوں ہے:

لهم فی کل معضلة جواب
بنو المختار هم للعلم بباب
اذ الواقع اختلاف واضطراب
بآل محمد عرف الصواب

شاعر کے حالات:

علی بن عبد اللہ بن وصیف نام تھا کنیت ابو الحسن (صحابی) اور ابو الحسین تھی (رجال ابی داؤد) ناشی
(صغری) اصغر سے معروف تھے بغداد کے محلہ باب الطاق کے رہنے والے تھے پھر وہ مصر میں مقیم ہو گئے
ان کے باپ دستہ شمشیر بانے کا کام کرتے تھے اس لئے حلاء کے نام سے مشہور ہو گئے، انہیں ناشی بھی کہا
جاتا تھا کیونکہ انہوں نے فنون شعری کی لطیف ترین پروارش اور پرداخت کی (۱)
ناشی ممتاز متكلم تھے، فتنہ پر بھی دسترس تھی، حدیث و دانش اور ادب بھی پر کمال تھا، آخر میں وہ
شاعری بھی کرنے لگا اور شہرت حاصل کر لی، خلاصہ یہ کہ مجع فضائل، معدن ثقافت و علم تھے، ممتاز ترین
شیعہ دانشمندوں، متكلموں، حدیثوں، فقیہوں اور شاعروں میں شمار ہوتے تھے۔

شیخ مفید ان سے روایت کرتے ہیں اور طوی بتوسط مفید روایات کرتے ہیں۔ (۲) صاحب ریاض

العلماء اس بات کا احتمال ظاہر کرتے ہیں کہ شاید یہی استاد شیخ صدوّق ہیں۔ (۱)

مزید ان سے روایت کرنے والوں کے نام یہ ہیں:

- ۱۔ ابو عبد اللہ بن خالع؛
- ۲۔ ابو بکر ابن زرعة، ہمدانی؛
- ۳۔ عبد الواحد عکبری؛
- ۴۔ عبد السلام بن حسن بصری؛
- ۵۔ ابن فارس لخوی؛
- ۶۔ عبد اللہ بن احمد بن محمد روزبه، ہمدانی؛
- ۷۔ مبرد؛
- ۸۔ ابن محزز؛ وغیرہم۔ (۲)

ابن خلکان (۳) کے مطابق ناشی نے ممتاز متكلّم شیعہ ابو سہیل اسماعیل بن علی بن نوجخت سے علم حاصل کیا فہرست طوی میں (۴) ہے کہ ناشی فقہ میں اہل ظاہر کے ملک پر تھے اور اہل ظاہر ابو سلیمان داؤدی (متوفی ۲۷۰) کے طرفدار تھے ابوزیمان پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے قیاس کو مسترد کر کے کتاب وسنت کے ظاہر کو سند قرار دیا۔ (۵)

ابوزیمان کا مستقل مذہب تھا ان کے طرف داروں کو ظاہر یہ کہا جاتا تھا۔ (۶)
نجاشی (۷) نے ناشی کی فقط ایک کتاب امامت کی نشاندہی کی ہے لیکن فہرست طوی میں ہے کہ انہوں نے بہت سی کتابیں لکھیں، ابن خلکان بھی یہی کہتے ہیں۔

۱۔ ریاض العلماء (ج ۲ ص ۱۳۷)

۲۔ الاولی بالوانیات (ج ۲ ص ۲۰۳) لسان المیزان ج ۳ ص ۲۳۸ (ج ۲ ص ۲۷ نمبر ۵۸۵۰)

۳۔ وفیات الاعیان (ج ۳ ص ۵۷۹ نمبر ۳۶۶) (ص ۲۷)

۴۔ وفیات الاعیان ج ۱ ص ۱۹۲ (ج ۲ ص ۲۵۵ نمبر ۲۲۲)

۵۔ فہرست ابن زمیم (ص ۳۰۳)

۶۔ رجال نجاشی (ص ۱۷ نمبر ۲۷)

وافی بالوفیات کے مطابق ان کے اشعار مدون تھے خاندان نبوت کے متعلق ان کے اشعار کا شمار نہیں کیا جاسکتا، این شہر آشوب معلم العلماء (۱) میں لکھتے ہیں ناشی ان لوگوں میں ہیں جنہوں نے بے با کانہ خاندان رسول کا دفاع کیا ہے۔

خالع کہتے ہیں کہ ناشی الہبیت کی امامت کے قائل تھے، بہترین اسلوب کے ساتھ مناظرہ کرتے، الہبیت کی مدح میں ان کے اشعار بے شمار ہیں ساری عمر مدح الہبیت میں گزاروی (۲)

اس کے باوجود انہوں نے خلیفہ راضی باللہ کی مدح کی ہے، کافور اخیڈی کو دیکھنے مصتریف لے گئے اس کی مدح کی، این خراپہ وزیر کی بھی مدح کی اس کے نذیر تھے وہ برید متن کی مدح کے لئے بصرہ بھی گئے، این العمید کی مدح کر کے جان پیچی۔

عبد الرحیم کہتے ہیں کہ مجھ سے خالع نے بیان کیا کہ ناشی نے خود مجھ سے کہا کہ این رائق مجھ راضی باللہ کے پاس لے گئے میں این رائق کا مدح تھا وہ میرا بہت خیال رکھتا تھا جب میں راضی کے سامنے پہنچا اس نے پوچھا تم ہی ناشی راضی ہو؟

میں نے جواب دیا: میں خادم امیر المؤمنین ہوں، شیعہ ہوں۔

پوچھا: شیعوں کے کس فرقہ سے؟

میں نے جواب دیا: شیعہ بنی ہاشم۔ کہنے لگا: یہ براخیت جیلہ ہے۔

میں نے کہا: لیکن پاکیزہ نسب کے ساتھ ہے۔

کہنے لگا کہ لا وہ کیا کہا ہے۔ میں نے قصیدہ پڑھا تو اس نے دل پار پچھے خلعت کے اور چار ہزار درہم انعام دیا میں نے شکریہ ادا کیا، میں نے کہا کہ میرا طریقہ ہے کہ طلیسان پہنتا ہوں کہا یہاں طلیسان عدنی ہے حکم دیا کہ ایک طلیسان کے ساتھ خز کا عامامہ بھی دے دو، پھر اس نے کہا کہ بنی ہاشم کے متعلق کچھ اشعار کہے ہوں تو سناؤ، میں نے پڑھا۔ اے بنی عباس! بنی امیہ نے کینہ و عناد میں تمہارا خون بھایا اس لئے کوئی ہاشمی بنی امیہ کو دوست نہیں رکھ سکتا، نہ اس ذلیل مرد ملعون ابو زبیل کو دوست رکھ سکتا ہے۔

پوچھا: تمہارا ابوتنل کے ساتھ کیا معااملہ ہے۔
 میں نے کہا کہ امیر المومنین خوب جانتے ہیں۔ یہ سن کر راضی مسکونا یا اور مجھے جانے کی اجازت دیدی۔

اکثر تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ باوجود اہل بیت کی مدح و ثناء کے ناثری عوای مقبولیت رکھتے تھے یہ خود ان کی بلندی منزلت اور سعادت داریں کا ثبوت ہے۔ جموی (۱)، غالع کا بیان نقل کرتے ہیں کہ میں اپنے باپ کے ساتھ ۳۲۶ھ میں محدث کبودی کی بزم میں حاضر تھا یہ بزم کتاب فردوسوں اور زر گروں کے درمیان واقع مسجد میں منعقد ہوئی تھی مجلس بھری ہوئی تھی اچانک ایک مسافر وارد ہوا بدن پر بھری پڑی رداڑا لے ہوئے، ایک ہاتھ میں کھانے پینے کا سامان اور دوسرے ہاتھ میں نوک دار چھڑی، ابھی گرداہ نہ جھاڑی تھی کہ بلند آواز سے لوگوں کو سلام کیا اور فرمایا: میں فاطمہ زہرا کا پیغامبر ہوں سب نے کہا خوش آمدید اور اس کا احترام و اکرام کر کے بھایا اس نے پوچھا مجھے آپ لوگ احمد مزوق نوح خوان کا پتہ بتا سکتے ہیں لوگوں نے کہا وہ سبھیں بیٹھے ہیں اس نے کہا، میں نے بی بی زہرا علیہ السلام کو خواب میں دیکھا ہے فرمائی ہیں بعد اد جاؤ اور احمد کو ڈھونڈ کر اس سے کہو کہ میرے فرزند حسین پر ناشی کے ان اشعار کے ساتھ نوح خوانی کرو:

بنی احمد قلبی لكم یقطع بمثل مصابی فیکم ليس يسمع
 ناشی وہاں موجود تھے اپنے منہ پر بے تحاشہ طمأنی مارنے لگے، انہیں کے ساتھ مزوق نوح مگر تمام لوگ سرو سینہ پینے لگے، سب سے زیادہ غیر حالت ناشی کی تھی پھر مزوق کی۔
 یہ مجلس عز اظہر تک برپا رہی، لوگوں نے ہر چند کوشش کی کہ وہ شخص کچھ معاوضہ قبول کر لے، وہ انکار کرتا رہا اور بولا: خدا کی قسم! مجھے ساری دنیا بھی دیدی جائے تو قبول نہ کروں گا، میں خاتون قیامت کا پیغامبر ہو کر معاوضہ کیسے لوں۔ بغیر کچھ لئے پلٹ گیا۔

غالع کہتے ہیں کہ اس نوح کے دل شعر ہیں، ان میں دو شعريہ ہیں:

عیج لکم تفونقتلا بسیفکم
کان رسول الله اوصی بقتلکم
علماء ایشی فرماتے ہیں کہ نوح کے شروع کے اشعار یہ ہیں:

بنی احمد قلبی لکم یقطع
فما بقعة فی الارض شرقا و مغربا
ظلمتم وقتلتكم و قسم فينك
جسوم على البوغاء ترمي واروس
توارون لم تباو فراشا جنوبكم
خالع کا بیان ہے کہ ایک دن بازار سراج میں گیا تو ناشی سے ملاقات ہوئی مجھ سے کہا: میں نے
ایک تصدیہ کہا ہے، اسے لکھ دو، میں چاہتا ہوں یہ تصدیہ تمہارے ہی ہاتھوں لکھا جائے۔
میں نے تعلیم حکم کر دیا اور گھر واپس آ کر سو گیا، خواب میں ابو القاسم شترنجی نوح خوان کو دیکھا مجھ سے
فرما رہے ہیں کہ ذر راثی کا مرشیہ باسیے لکھ دو میں اسے روپہ حسین میں پڑھوں گا یہ صاحب زیارت حسین
سے واپس آتے ہوئے راستے میں انقال فرمائے تھے میں اٹھ گیا اور ناشی سے سارا واقعہ بیان کیا کہ اپنا
مرشیہ باسیے دیدو پوچھا تم نے کیسے جانا کہ میں نے مرشیہ باسیے کہا ہے میں نے تو ابھی تک کسی کو نہیں دیا ہے
میں نے سارا خواب بیان کر دیا وہ رونے لگے اور کہا میں اسے لکھنے کا وقت آگیا ہے۔
میں نے وہ مرشیہ لکھا ڈالا، جس کے چند اشعار یہ ہیں:

رجائی بعيد والممات قریب يخطى ظني والمنون تصيب (۱)
اناس علوا اعلى المعالى من العلا
فليس لهم فى الفاضلين ضريب
فما لهم فى العالمين نسيب
فليس له من منتفيه رسوب

تسیر به فلک النجاة و ماؤها لشرا به عذب المزاق شروب
 هو البحر يغنى من عدا في جواره و ساحله سهل المجال رحيب
 هم سبب بين العباد و ربهم محبهم في الحشر ليس يخيب
 علامہ ساوی نے ناشی کے مدح المیت سے متعلق تین سو اشعار جمع کئے ہیں۔

ولادت اور وفات

حموی نے مجمم الادباء (۱) میں خالع کا بیان نقل کیا ہے کہ خود مجھ سے ناشی نے بیان کیا کہ میری پیدائش ۱۴۲۵ھ میں ہوئی اور میں شہر میں تھا کہ دو شنبہ کے دن پانچ صفر ۳۲۵ھ کو انتقال کیا، ابن بقیہ کا خط ابن عمید کے نام آیا جس میں ناشی کے مرنے کی خبر تھی کہا گیا کہ ابن بقیہ اپنے وزیر اور ارکان دولت کے ساتھ پاپیا وہ جناتا زہ کی مشایعت کو نکلا اور مقابر قریش میں ان کو دفن کیا گیا ان کا مزار آج بھی معروف ہے ناشی ان لوگوں میں ہیں جن کی قبر ۳۲۳ھ میں کھو دکر ہڈیاں نکالی گئیں اور جلا کر راکھ کرو گئیں۔ ابن شہر آشوب معالم العلماء میں لکھتے ہیں کہ ان کو جلا دیا گیا ظاہر مفہوم تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ انہیں زندہ جلا کر شہید کیا گیا و اللہ اعلم۔ (۲)

یہاں دوسرے اقوال بھی ہیں جو قرین صحت نہیں، یافی (۳) نے تاریخ وفات ۳۲۲ھ لکھتے ہیں،
 ابن خلکان (۴) نے تاریخ اشیر ۳۲۰ھ اور ابن اشیر (۵) نے تاریخ وفات ۳۲۲ھ لکھتے ہیں:
 انہیں کی تائید ابن حجر (۶) نے نجار کے حوالہ سے کی ہے، علاء الدین بہائی نے بھی مطالع البدور (۷) میں اسکو درہ رکران کا شعر لکھا ہے۔

۱۔ مجمم الادباء (ج ۱۳ ص ۲۸۲)

۲۔ معالم العلماء (ص ۱۳۶)

۳۔ مرآۃ الجان (ج ۲ ص ۲۳۵)

۴۔ وفیات الاعیان (ج ۲ ص ۳۲۷ نمبر ۳۶۶)

۵۔ تاریخ کامل (ج ۵ ص ۳۲۶، حدائق ۳۶۶)

۶۔ مطالع البدور (ج ۱ ص ۲۵)

۷۔ سان المیر ان (ج ۲ ص ۵۸۵ نمبر ۲۵)

لیس الحجاب بالله الاشراف
 ان الحجاب الممجانب الانصاف
 ولقل ما ياتی قیح حب مرة فیعود ثانية بقلب صاف
 شعائی (۱) لکھتے ہیں کہ ناشی بالکل ناصیوں کی طرح سیاہ فام تھے چنانچہ چار شعر مشہور ہیں:
 یا خلیلی و صاحبی من لوئی بن غالب حاکم الحب جائز موجب غیر واجب
 لک صدغ کان مالونہ وجه ناصبی یلدغ الناس اذا التعریب لدغ العقارب
 تنقیح القال (۲) میں تذکرہ ناشی کے سلسلہ میں ہیر تاک اشتباه دیکھنے کو ملتا ہے، انہوں نے لکھ دیا
 ہے کہ بظاہر یہ ناشی وہی عبداللہ بن وصیف بن عبد اللہ بائشی ہیں جنہوں نے عيون الاخبار میں امام موئی
 کاظم علی السلام سے بعض امامت علی رضا علیہ السلام کی روایت کی ہے۔

مصادر حالات

فهرست شیخ طوی	مطابع البدور
معالم العلماء	جامع الروایات
رجال ابن داود	تمحیص الاقوال
رجال بجاشی	فتیح القال
تحمیة الدهر	نسمة الحر
ہدیۃ الاحباب	اللطیحة
خلاصة الرجال	آل الآمال
نقد الرجال	ختمة الوسائل
کامل ابن اثیر	ربیض العلماء

مجالس المؤمنين	ملخص المقال
لسان الميزان	الكتابون النسيع
ستقح المقال	الشيخ وفتون الاسلام
انساب المعانى	شهد القصيلية
وفيات الاعيان	تمثيل المقال
مجمع الادباء	تاسيس الشيعه
ميزان الاعتدال	روضات الجنات
وفيات الاعلام	الوافي بالوفيات
	شذرات الذهب

کرتے ہوئی فرمائی: کیا میں تمہارا مولا نہیں ہوں؟ علیٰ بھی میری طرح تمہارا مولا ہے اب اسے دوست رکھوں۔ نے واجبی بات تم تک پہنچادی۔“۔

یہ اشعار بھی بُشُونی کے ہیں:

”غدری کا دن دوستان علیٰ کے لئے عید کا دن ہے اور نامہ اس کی عظمت کے مکر ہیں، جس دن دوپھر کے وقت بغوانِ عہد معبود جشن منایا گیا تھا۔

اگر نافرمان لوگ حکم مانیں اور حاسدوں کی فساد انگیزی ختم ہو جائے تو زمین کا یہ جشن آسمانی جشن کے مانند ہو گا۔“۔

شاعر کے حالات:

ابو عبد اللہ حسین بن داؤد کردی بُشُونی..... ابن شہر آشوب لکھتے ہیں کہ یہ بر ملامح اہل بیت فرمایا کرتے تھے اور ولایت کی باتیں سنایا کرتے تھے۔ (۱) ان کے بے شمار اشعار اس بات کا ثبوت ہیں، مناقب شہر ابن آشوب (۲) میں جا بجا ان کے اشعار بکھرے ہوئے ہیں، اس طرح کہا جاتا ہے کہ وہ فصاحت و بلاغت کے علمدار اور امامیہ شاعر تھے۔

ولایت کے متعلق ان کے بعض اشعار یہ ہیں:

”خدا کی قسم رسول مختار کے بعد میں نے بارہ اماں کا دامن تحام لیا ہے میں نے اپنی زندگی اس خانوادے کے لئے وقف کر دی ہے قریش کے دینی سردار ہیں ہیں۔“۔

ان کا یہ شعر بھی ہے:

”اے وہ شخص! جس نے نادانی میں منصب خلافت کو ابا الحسن سے چھین لیا دروازہ شہر کو جاہلوں کے لئے کھول دیا، ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا، وہ بھی ایسے شہر علم جن کی طرف طالبان علم کی آمد ہے ہاں اس طرف دانشوروں کو توجہ کرنا ضروری ہے، وہ دنیا کے سید و سردار ہیں خدا نے جبریل کی زبانی یہ حکم پہنچایا۔“۔

۲۔ مناقب آل ابی طالب (ج ۱، ص ۳۸۰، اعیان الشیعہ ج ۲، ص ۱۱)

۱۔ معالم العلماء (ص ۱۴۹)

بشنوی کردی

وقات / ۳۸۰ ج

وقد شهد واعید "الغدیر" و اسمعوا مقال رسول الله من غير كتمان
 "یقیناً انہوں نے بروز غدرِ خم پچھم خود دیکھا اور ارشاد رسول کو واضح طور سے سناتھا کیا میں تمام لوگوں کے مقابل تم پر صاحب اختیار نہیں ہوں، سب نے کہا تھا ہاں، آپ تمام جن والنس میں سب سے افضل۔"

پھر آپ خطبہ دینے کے لئے کباوں کے منبر پر کھڑے ہوئے بلند آواز سے حیدر کا اعلان فرمایا اور تمام لوگ منہ میں زبان لئے سر جھکائے ہوئے تھے کچھ سامنے اور کچھ پس پشت۔ علیٰ لبیک کہتے ہوئے سامنے آئے آپ کا چہرہ یوں دمک رہا تھا جیسے سرد کی اوٹ میں چاند، رسول خدا نے خوش آمدید کہتے ہوئے اپنے پاس جگہ دی، ہاں وہ پاک مرد شیعہ مصطفیٰ ہو گیا علیٰ کاباز و پکڑ کر بلند کیا اور آپ کی آواز نزدیک و دور بکھنچ رہی تھی۔

علیٰ میرا بھائی ہے اور اس کے درمیان علیحدگی نہیں ہو سکتی، اس کی نسبت مجھ سے وہی ہے جو ہارون کی مویٰ کلیم اللہ سے تھی، یہ میرا اور اس علم اور اثر علم پر میرا جانشین ہے زندگی کی آخری سانسوں تک پس اے میرے پروردگا! جو علیٰ کو دوست رکھے اسے دوست رکھ جو دشمن رکھے تو بھی اسے دشمن رکھ جو اس سے عداوت رکھے تو اس سے غصب ناک ہو۔"

ایک دوسری قصیدہ یہ ہے:

"کیا میں وہ محکم بات اور مشہور حدیث بیان کر دوں کہ جو بروز غدرِ احمد مصطفیٰ نے لوگوں کو خطاب

ان کا یہ شعر بھی ہے:
 ”ایک نالائق اور مکتر کو آگے بڑھا کر خیانت کی گئی، میں مکتر کو ترجیح دے کر اپنے خدا سے خیانت
 نہیں کروں گا۔“

آگے ان کے دوسرے اشعار بھی پیش کئے جائیں گے جن سے معلوم ہو گا کہ وہ مخلصانہ طریقہ پر
 صرف ائمہ مصویں کی سرداری کے قائل تھے اس طرح انہیں شاعر اہل بیت کہا جاسکتا ہے حالانکہ لوگ
 انہیں شاعر بنی مروان کہتے ہیں۔ (۱)

اس لئے کہ وہ دیار بکر کے سلاطین کے درباری شاعر تھے، ان کا مورث اعلیٰ ابو علی بن مروان تھا۔
 وہ اپنے اماموں کے بعض علاقوں پر قبضہ کر بیٹھا تھا پھر اس کے بھائی محمد الدولہ کے قتل ہونے کے
 بعد حکومت پر قابض ہو گیا، اس کا دوسرا بھائی ابو نصر قاحمی مدت سلطنت ۳۲۰ھ سے ۳۵۳ھ تک ہے اس
 نے مرنے کے بعد دو بیٹے چھوڑے ایک نصر جو میانار قین کا حکمران ہوا اور ۳۵۳ھ میں اس کا جانشین اس
 کا بیٹا منصور ہوا دوسرا سعید نامی تھا جو آمد پر قابض ہو گیا۔ بشنوی قلمخانہ فسک میں سکونت پذیر کرد بشنوی
 سے تعلق رکھتے تھے، انہوں نے لوگوں کو ابھارا کہ بنی مروان کے اماموں باذ کر دی کی حیات کریں یہ واقعہ
 ۳۸۰ھ سے ۹۴۲ھ میں ابو طاہر اور حسین (حمدان کے بیٹے) جب موصل کے شہروں پر قابض ہو گئے
 انہوں نے ایک قصیدہ بھی کہا تھا:

البنویة انصار لد ولتكم ولیس فی ذا خفا فی العجم والعرب
 اس بنیاد پر صاحب اعیان الشیعہ (۲) کی تحریر کردہ بشنوی کی تاریخ ۳۰۰ھ تک صحیح نہیں رہ جاتی ہے،
 کیونکہ بشنوی ۹۴۲ھ کے اس واقعہ کے بعد بھی دس سال تک زندہ رہے ہیں۔

بشنوی کی تصانیف معالم العلماء (۳) کے مطابق کتاب الدلائل اور رسائل بشنویہ ہیں، ابین اشیر

۱۔ تاریخ کامل، ج ۹، ص ۲۲۰ (ج ۵ ص ۳۸۳، جوادی ۳۸۰)

۲۔ اعیان الشیعہ ج ۱ (ص ۳۸۷، ج ۶ ص ۱۱)

۳۔ معالم العلماء (ص ۳۲۸، ج ۶ ص ۲۶۸)

عراق کے مشرقی دجلہ کے علاقہ میں کردوں کے بہت سے قبیلے اور گروہ آباد ہیں اور ان کے قلعہ اور شہر ہیں جو موصل اور اربل کے علاقہ سے متصل ہیں انہیں قبیلوں میں سے ایک بشنوی ٹاپنگلہ ہے جس کی فرد بشنوی تھے یہ گروہ موصل کے بالائی حصہ میں جزیرہ ابن عمر کے قریب آباد تھا، لگ بھگ دو فرع کے فاصلے پر ایسے گروہ میں تعصب کے حامل ہیں ان کے قلعوں کے نام یہ ہیں:

قلعه برق، بختیار، هزارسیه، جلاسنه، ووادیه، شوانکاریه، محمدیه، بندیانه، حکمیه

ان کے علاوہ:

مارانی، یعقوبی، جوز قانیه، سورانیه، کورانیه، علادیه، محمودیه، جوبیه، مهرانیه، جاوانیه، رضائیه، سروچیه، هارونیه، ریه و غیره بے شمار قبیله چیز.

شونه کلام

خیر الوصیین من خیر الیوت ومن خیر القبائل معصوم من الزلل
اذانظرت الى وجه الوصی فقد عدت ربک فی قول وفی عمل
”حضرت علی اوصیاء میں سب سے بہتر تھے سب سے بہتر گھروالے اور قبیلہ والے تھے، وہ تمام
لغزشوں سے معصوم تھے جب تم نے وہی کے چہرے کی طرف نظر کی تو گویا قول و عمل میں خدا کی عبادت
کی۔“

دوسرے شعر میں اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ رسول نے فرمایا ”النظر الی وجہ علی عبادو“۔

محدث طبری نے رماضن (۲) میں اس کی روایت ابو بکر، عبد اللہ بن مسعود، عمر و عاص، اور عمران

النهاية، ج ١، ص ١٢٧

٢-الرماض العضر (ج ٣، ص ٢١٩)

بن حصین کے علاوہ دوسرے سے کی ہے، سُنْحَی نے کفاریہ (۱) میں ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ حصین ترین سند کا حامل کہا ہے، اس کی روایت حلیہ نیم (۲) بیجم طبرانی (۳) میں کی ہے یہ حدیث حسن، عالی، جلیل، غریب اور دوسرے طریقے سے عالی اور سیاق اعتبار سے حسن ہے۔

دوسرے طریقے سے معاذ بن خبل سے روایت کی ہے۔ (۴) حافظ و مشقی (۵) نے ابو بکر، عمر، عثمان، جابر، ثوبان، عائشہ، عراں حصین، ابوذر سے روایت کی ہے، حدیث ابوذر کے الفاظ میں ”مثل علی فیک او قال فی هذه الامة كمثل الكعبة المستورة النظر اليها عبادة والحج اليها فريضة اس کی روایت حضرت علی علیہ السلام سے بھی کی گئی ہے۔ (۶)

بشوی کے یہ اشعار بھی ہیں:

قضی اللہ نجیبی اذا ما قضی
ولست ابابی بای البلااد

”مجھے کوئی پروانہ نہیں خدا مجھے کس خطز میں پر فرمان موت دے گا، نہ پر کہ کس خطز میں پر قبر بنے گی کیونکہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی خدا نہیں اور اس کا فرمان حق ہے، اور محمد مصطفیٰ اس کے رسول اور علیٰ رسول خدا کے بھائی ہیں اور بنت رسول فاطمۃ تمام رحمٰس سے پاک ہیں، محمد وہی رسول ہیں جنہوں نے دین حق کی ہمیں رہنمائی کی ان کے دونوں باعظمت فرزند بھی ہمارے سردار ہیں خوش بحال اس کا جوان دنوں سرداروں کا غلام ہو گا“۔

یا ناصبی بکل جہد ک فاجہد انى علقت بحب آل محمد
اے ناصبی! (مجھ سے بھگڑ نے والے) اپنی پوری طاقت سے میرے سامنے آ کیونکہ میں دوستی آل

۱۔ کفاریہ الطالب، ص ۲۵، ۲۳، ۲۵، ۱۵۸ (ج ۱، باب ۲۲)

۲۔ حلیہ الاولیاء (ج ۵ ص ۵۸، نمبر ۲۹۵)

۳۔ بیجم الکبیر (ج ۱۰ ص ۶، ۷، حدیث ۱۰۰۰۶)

۴۔ کفاریہ الطالب ص ۲۲ (ج ۱، باب ۲۲)

۵۔ تاریخ ابن عساکر حالت حضرت علی (نمبر ۹۱۱-۸۹۲) (مختصر تاریخ ابن عساکر، ج ۱، ص ۸، ۷)

۶۔ کفاریہ الطالب ص ۱۲۲ (ج ۱، باب ۲۲)

محمد سے سرشار ہوں آل محمد پاک و پا کیزہ، صاحبان ہدایت ہیں وہ خود پاک ہیں اور ان کا مولا بھی پاک و پا کیزہ ہے میں ان سے دو تی کادم بھرتا ہوں، ان کے دشمنوں سے بیزار ہوں، اے نطفہ ناصحین تو میری جس قدر بھی چاہے ملامت کر معتبر حدیث کے مطابق آل محمد ستاروں کی طرح امان اور وہ کشتی نجات ہیں۔

اس طرح پانچ شعروں میں سعینہ کی بڑی چھٹاڑ چھائی ہے، پھر چار شعروں میں ﴿اجعلتم سقایہ الحاج﴾ کی تفسیر کے طور پر فضیلت علیؑ کا گوشہ نکالا ہے۔ دو شعروں میں حدیث "مدينة العلم" اور آخرت میں قسم النار والجنة کہا۔ دو شعروں میں خاصف الفعل اور علم و قضا و خصوص علیؑ کا تمذکرہ کیا ہے۔
تن شعروں میں صدیقہ طاہرہؓ کی مدح کی ہے:

"جب وہ میدانِ محشر میں آئیں گی تو لوگوں کو حکم ہو گا کہ اپنی آنکھیں بند کرو، ان کے دشمنوں کے پھرے سیاہ اور ارباب حق کے چھرے اجلے ہوں گے۔"

دو شعروں میں صادق آل محمد کی مدح کی ہے:

"آپ سلسلی ائمہ تھے جو اپنے جد کے سلک پر با وقار طریقے سے چلے اگر ہمیں درماندہ کرنے والی مشکلیں آئیں تو اس کے بھید کو دلیل و برہان سے واضح کرنے والے ہیں۔"

صاحب بن عبادہ

ولادت ۳۲۶

وفات ۳۸۵

قالت: فمن صاحب الدين الحنيف اجب؟ فقلت: احمد خير السادة الرسل
 پوچھا: صاحب دین حنفی کون ہے جواب دو؟ میں نے کہا: احمد جو بہترین سردار شیخوں میں تھے۔
 پوچھا: پھر ان کے بعد کون ہے جس کے لئے ولائے خالص سزاوار ہے؟ میں نے کہا: ان کا وصی
 جس کے خیر مصلحت پر نصب ہیں۔

پوچھا: کون تھا جو جان فدا کر کے ان کے بستر پر سوایا؟ میں نے جواب دیا: جس نے طوفان حادث
 میں بھی ذرا جنبش نہ کی۔

پوچھا: کس کے لئے رسول اللہ نے برادری اشتیاق کا مظاہرہ کیا؟ میں نے کہا: وہی جس کے لئے
 وقت عصرِ دُو بیتا سورج پلٹا۔

پوچھا: کس کے ساتھ فاطمہ زہرا کی تزویج ہوئی؟ میں نے کہا: اس کے ساتھ جو پارہنڈا اور کنش
 پوشوں میں سب سے بہتر تھا۔

پوچھا: دونوں فرزندوں ان رسول کا والد کون ہے؟ میں نے کہا: وہی جو میزان فضیلت میں سب پر
 بازی لے گیا۔

پوچھا: جنگ بدرا کا بلند ترین انتشار کس کے نصیب میں آیا؟ میں نے کہا: وہی جس نے سب سے
 زیادہ دشمنوں کی سرکوبی کی۔

پوچھا: جنگ احزاب کا بہادر شیر کون تھا؟ میں نے کہا: جو عمر وحی سے بہادر نر کا قاتل ہے۔

پوچھا: جنگ حنین میں کس نے کانٹ چھانٹ اور چھڑاڑ چائی؟ میں نے کہا: جس نے مشرکین کو تیزی سے دور ہنکا دیا۔

پوچھا: کس کو مرغ بریاں کھانے کے لئے بلا یا گیا؟ میں نے کہا: جو خدا اور رسول کے زادیک محبوب و مقرب تھا۔

پوچھا: کون سایر عباد میں رسول کے شانہ بٹانے تھا جواب دو۔ میں نے کہا: وہی جو گیم پوشوں اور خرپوشوں میں سب سے بہتر تھا۔

پوچھا: غدیر کے دن کس کو سردار بنایا گیا؟ جواب دو۔ میں نے کہا: جو اسلام کے لئے سب سے بہتر ولی تھا۔

پوچھا: کس کے شرف و بزرگی کے لئے سورہ حل اتنی نازل ہوا؟ میں نے کہا: خیرات کرنے والے روی زمین پر سب سے بہتر کے لئے۔

پوچھا: کس نے حالت رکوع میں انگوٹھی کی زکوٰۃ دی، میں نے کہا اس ہاتھ نے جو سید و شیخ پر سب سے حکم نیزہ بازی کرنے والا تھا۔

پوچھا: کون جہنم کو تقسیم کرنے والا ہے؟ میں نے کہا: جس کی رائے بہر کتے شعلوں سے زیادہ صاف تھی۔

پوچھا: رسول خدا مبارکہ میں کس کو ہمراہ لائے؟ میں نے کہا: جو رسول خدا کے سفر و حضر میں برابر ساتھ رہا۔

پوچھا: پھر کون شبیہ ہارون تھا ہم بھی تو جانیں؟ میں نے کہا: جو فتنہ و آشوب میں نہ ڈگ کیا نہ ڈوبا۔

پوچھا: اچھا بتاؤ شہر علم کا دروازہ کون تھا؟ میں نے کہا: جس سے لوگوں نے پوچھا اور اس نے کسی سے نہ پوچھا۔

پوچھا: پھر بیت توز نے والے کو کس نے قتل کیا؟ میں نے کہا: اس کی تفسیر واقعہ جمل ہے۔

پوچھا: حد سے تجاوز کرنے والے گندے ان لوگوں (قاطین) سے کس نے جنگ کی؟ میں نے کہا: جنگ صحنیں اس حقیقت کو واضح کرنے والی ہے۔
پوچھا: دین سے نکل جانے والوں (مارقین) کے سر پر تکوار کس نے چلائی؟ میں نے کہا: اس کا مفہوم نہروان میں پوری طرح واضح ہو گیا۔

پوچھا: کون حوض کو رکا مالک ہو گا؟ میں نے کہا: جس کا خاندان سب سے شریف ترین ہے۔
پوچھا: لواء احمد کس کے ہاتھ میں ہو گا؟ میں نے کہا: وہی جو بھی جنگ سے ہر اسام نہ ہوا۔
پوچھا: کیا یہ تمام چیزیں ایک ہی شخص میں جمع تھیں؟ میں نے کہا: ہاں ایہ تمام چیزیں ایک ہی شخص میں جمع تھیں۔

پوچھا: پھر وہ کون تھا ذرا مجھے اس کا نام بتاؤ؟ میں نے کہا: وہ ذات امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی تھی۔

ان کا ایک اور قصیدہ ہے:

یا کفو بنت محمد لو لاک ما زفت الی بشر صدی الا حقاد
”اے دخترِ محمد کے کفو! اگر آپ کی بلند ذات نہ ہوتی تو وہ کبھی اپنے شوہر کے گھر نہ جاسکتیں۔
اے اصل خاندانِ احمد! اگر آپ نہ ہوتے تو محمد مصطفیٰ کی نسل ہی نہ چلتی رسول خدا جو شہرِ علم اور تمام کمالات سے آراستہ تھے، آپ ان کے بہترین دروازہ تھے۔

آپ کے لئے سورج پلانا اور یہ بہترین فضیلت ہے جسے چھپایا نہیں جاسکتا۔
میں نے ان باتوں کی حکایت نہیں کی جن کی حکایت ناصیحی کرتے ہیں اس لئے کہ میں ان کے جان و مال کو حلال سمجھتا ہوں۔

اے رسول کے شانہ بٹانہ رہنے والے اور ان کے شریک کار! آپ نے ایسے ابد آثار کارہائے نمایاں کئے کہ سب حیرت ناک ہیں۔

ان لوگوں نے صفتِ ابو تراب سے آپ کی توجیں کرنی چاہی لیکن ایک ستمی خاک کے بدے اپنی

شریعت نجع دی تم نہیں جانتے کہ رسول کا جانشین وہی ہے جس نے حالت نماز میں زکوٰۃ دی، تم نہیں
جانتے کہ وسی وہی ہے جس کا ان کا یہ بھی صیدہ ہے غدری میں اصحاب کو حکم دیا گیا۔

انہوں نے کہا علیؑ کو بلندی ملی، میں نے کہا نہیں بلکہ بلندیاں علیؑ سے بلند ہوئیں۔
لیکن میں تو وہی کہتا ہو جو نبیؑ نے کہا جب کہ تمام لوگ جمع تھے۔

آگاہ ہو جاؤ جس کا میں مولا ہوں اسکے علیؑ مولا ہیں، اگر اسے نہ مانو تو سب بیکار....۔

ایک اور صیدہ یہ ہے:

وَكُمْ دُعَوةً لِّلْمُصْطَفَى فِيهِ حَقْتَ وَامَالْ مِنْ عَادِي الْوَصِيَّ خَوَافِ
”اور محمد مصطفیؐ کی کتنی دعا کیں علیؑ کے بارے میں پوری ہوئیں اور جو لوگ علیؑ سے دشنی و عناصر
رکھتے تھے ان کی آرزوئیں ناکامی سے دچار ہوئیں۔

رسولؐ نے ان کی دھکتی آنکھوں کو دعا کے ذریعے شفا دی جب کہ جنگ خیبر میں با دخال فوجل رہی
تھی ہمیشہ کے لئے گری سردی کی اذیت سے چھٹکار املا گیا اور یہ دعا انہائی حیرت ناک ہے۔

اور کس دن کاموں کو مقصد دراد سے ہم آنکھ نہیں کیا جب کہ پرتو خور شید آسمان ولائیت پر
درخشاں تھا کیا فاطمہ زہراؓ کی شادی کے وقت جب کہ رسولؐ نے فاطمہؓ کو علیؑ کے حوالہ کیا حالانکہ بہت
سے لوگ اس کے طلبگار تھے۔

یا اسوقت جب مرغ بریاں کے وقت رسولؐ نے دعا کی اور وہ پوری ہوئی حالانکہ اس سے قبل احمد
ملازم (انس) نے آپ کو واپس کر دیا تھا۔

یا مبارہ کے دن جب رسولؐ خدا نے علیؑ کی قدر و منزلت کو بیان کیا اگر رسولؐ چا جائے تو یہ بلند ترین
منزلت ہے اور غدری کے دن جب آپ کا ذکر بلند کیا اور آنے والوں اور جانے والوں نے رسولؐ کی
وصیت سنی۔

اے دین خدا کے یعوب۔ اے شریک نبوت، اے وہ جس کی محبت خدا کی طرف سے فرض قرار
دی گئی ہے۔

آپ کا مرتبہ و مقام ستاروں سے بھی بلند و آشکار ہے اور آپ کی عظمت ستارہ سماء کی نگران، اور آپ کی شمشیر دشمنوں کی گزون میں ایسا گلو بند ہے کہ ماہر لواہ بھی پاندھنیں سکتا۔

شاعر کے حالات

صاحب کافی الکفارة ابو القاسم اسماعیل بن ابو الحسن عباد بن عباس بن احمد بن ادریس طالقانی۔

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ قادر الکلام شاعر وادیب کی شخصیت کا تجزیہ کرتے وقت تاریخ و تذکرہ کی سلسلہ شخصیتیں اپنی وقت و عظمت کے باوصاف تذکرہ نگاروں کو لکھتے ہے دوچار کردیتی ہیں، زبانیں خشک ہونے لگتی ہیں، انہیں عظیم و قیع شخصیتوں میں صاحب بن عباد بھی ہیں، ان کی بلندی و کرامت کا آسانی سے احاطہ نہیں کیا جاسکتا بلکہ زندگی و شخصیت کے مختلف رخوں کا الگ الگ تجزیہ کرنا پڑتا ہے، کبھی ان کا علم فتن، کبھی ادب و انشائیہ نگاری، کبھی سیاست و تدبیر، کبھی اصلی نجابت و عظمت، اس طرح ان کے بے اندازہ شاداب فضائل کی کچھ احاطہ بندی ہو سکتی ہے ان کی معنوی و روحانی عظمت کا بھی اندازہ نہیں لگایا جاسکتا، تذکرہ نگاروں نے ان کے خصائیں پسندیدہ کا تھوڑا بلکہ دریا سے قطرہ ہی پر قناعت کیا ہے صاحب کی عظمت و شخصیت تمام معاشرتی میدانوں میں ممتاز ہے لیکن تاریخ نویسوں نے اشارتی حیثیت پر اکتفا کی ہے ان کے تذکرہ کا قدیم ترین ماذن ععالیٰ کی تجہیۃ الدھر ہے جس میں ان کے ۹۱ صفات مختص کئے گئے ہیں۔ (۱) ان کے علاوہ جن لوگوں نے صاحب کے حالات پر کتابیں لکھی ہیں ان کے نام یہ ہیں اور یہی ہمارے ماذن بھی ہیں۔

۱۔ مہذب الدین محمد بن علی حلی مزبدی (ابو طالب نجی) الدیوان المعتبر فی مدح الصاحب المذکور

۲۔ شیخ محمد بن علی بن شیخ ابی طالب زادہ۔

۳۔ سید ابو القاسم احمد بن محمد حسنی حسینی اصفہانی۔ رسالت الارشاد فی احوال الصاحب بن عباد۔

۲۔ استاد خلیل مردم بک

صاحب بن عبد الصفر یا طالقان کے ایک گاؤں میں ۱۶ اذی قعده ۳۲۶ھ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی پھر ابن عمید، احمد بن فارس لغوی و عباس بن محمود خوی عرام، ابو سعید سیرانی، ابو بکر بن مقسم، قاضی ابو بکر احمد بن کامل، عبد اللہ بن جعفر فارس وغیرہ سے ادب و فواد و حدیث کا درس حاصل کیا۔

سماعی لکھتے ہیں کہ انہوں نے مشائخ اصفہان سے علم حدیث حاصل کر کے دوسروں کو درس دیا حصول علم حدیث کی طرف لوگوں کو متوجہ کیا، ابن مردویہ نے صاحب کی زبانی تقلیل کیا ہے وہ فرماتے ہیں جس نے علم حدیث حاصل نہ کیا اس نے شیرینی اسلام کا احساس نہ کیا۔ (۱)

جب وہ مجلس درس میں حدیث لکھواتے تو بہت بڑا اجتماع ہو جاتا تھا بلند آواز کے ساتھ لوگ اعلاییہ کے طور پر مجلس کے آخری لوگوں تک آواز ہو نچاتے تھے اسی وجہ سے زیادہ تمدنیں نے ان سے استماع حدیث کیا ہے جیسے قاضی عبد الجبار، شیخ عبدالقاہر جرجانی، ابو بکر بن مقیری، قاضی ابوالظیب الطبری، ابو بکر ذکوانی جو اساطین حدیث مشہور ہیں۔ ان کی ادبی و علمی مہارت اس مرتبہ پر تھی کہ شیخ بہائی نے رسالہ علیل الیدين میں انہیں علماء شیعہ میں شمار کیا ہے صاحب کا نام کلینی، شیخ صدقہ، مفید و طوی کے ساتھ لیا جاتا ہے مجلسی اول انہیں اتفاقہ الفہراء اور شیخ حرطانی (۲) انہیں محقق و معلم والا مقام کے لقب سے یاد کرتے ہیں دوسرا طرف شبی فقة اللغوں میں انہیں لیٹھ خلیل و سببیہ خلف احرم بن دریہ وغیرہ کی طرح صاحب و مورداً عتماداً مام تصور کرتے ہیں اسی لئے انباری (۳) نے انہیں علماء لغت میں شمار کیا ہے علامہ مجلسی نے تو انہیں لغت و عروض میں علماء شیعہ کا سر خلیل کہا ہے (۴)

ابن جوزی لکھتے ہیں وہ علماء و ادباء کے درمیان باہم تعلقات استوار فرماتے تھے اور فرماتے تھے

۱۔ الانساب (ج ۲، ص ۳۰)

۲۔ اہل الآل (ج ۲، ص ۳۲، نمبر ۹۶)

۳۔ نزحة الالباء فی طبقات الادباء والغاۃ (ص ۲۲۵، نمبر ۹۱۲۸) ۴۔ بخار الاتوار (ج ۱، ص ۲۲)

کہ میں دن میں بادشاہ ہوں اور رات کے وقت بھائی ہوں (۱) محمد شین سے حاصل کرتے اور وہ سروں کو حدیث لکھواتے، ابو الحسن علی بن محمد طبری معروف پر کیا نے یہ بن صالح حنفی کا بیان نقل کیا ہے کہ وہ حدیث لکھواتے وقت وزارت کا کام بھی انجام دیتے رہتے تھے ایک کشاد یہ عبا اور تحت الحکم باندھے بزم علم و ادب سے برآمد ہوئے فرمایا کیا تم لوگ میرا یہ لباس اور علمی سبقت قبول کرتے ہو؟ سب نے اعتراف کیا پھر فرمایا میں عہدہ وزارت میں مشغول ہوں لیکن بچپن سے آج تک صرف ذاتی دولت خرچ کی ہے، وہ صرف میرے باپ وادا کا ہی مال تھا اس کے باوجود میں دعوی نہیں کرتا کہ میں نے کسی کا حق مارا، میرا خدا ہے اور میں ہوں میں اسے گواہ بناتا ہوں اور اس کی مغفرت کا طلبگار ہوں پھر ایک گھر بنا مخاطب توبہ منتخب فرماتے ایک ہفتہ اسکیں اعتکاف فرمایا اس کے بعد فقہاء کے دستخط سے صداقت و صحت توبہ کا خانہ توبہ منتخب کرنا کے بعد دوبارہ مند حدیث پر بیٹھے اور اتنے تشکیل علم جمع ہو گئے۔

کہ ایک بلند گوکافی نہ تھا چہ بلند گوستیں کئے گئے جو آخر تک لوگوں تک تقریر کو پہنچاتے تھے آپ نے معمول بنا لیا تھا کہ ہر سال پانچ ہزار دینار بقدر اد کے فقہاء اور ادباء کو تقسیم کرنے کے لئے ارسال کرتے، حقوق الہی کے اجراء میں لوگوں کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

اکثر ممتاز ارباب علم و ادب نے آپ کی عظمت اور بیوغ علمی کا اعتراف کر کے اپنی تالیفات کو ان

کی بارگاہ میں منون کیا ہے ان میں اہم نام یہ ہیں:

۱۔ شیخ صدقہ ابو جعفر

۲۔ حسین بن علی بن حسین بن موکی بن بابو یہی

۳۔ شیخ حسن بن محمد

۴۔ ابو الحسن احمد بن فارس

۵۔ قاضی عبدالعزیز جرجانی

۶۔ ابو جعفر احمد بن سلیمان

تالیفات صاحب بن عباد

ان کے اب آٹا تاریخیات مندرجہ ذیل ہیں: (۱)

۱۔ کتاب خدا کے اسماء و صفات

۲۔ نجح المسیل در اصول

۳۔ الامامة؛ امیر المؤمنین کی تفصیل کے متعلق

۴۔ وقف و ابتراء

۵۔ الحجۃ (دس جلد)

۶۔ زیدیہ

۷۔ المعارف

۸۔ الوزراء

۹۔ قضاوقدر

۱۰۔ روزنامہ

۱۱۔ اخبار ابی العیناء

۱۲۔ تاریخ الملک و اختلاف الدول

۱۳۔ زیدیتین

۱۴۔ اقیاع ذر عروض

۱۵۔ لفظ عروض

۱۶۔ دیوان رسائل

۱۷۔ اکافی و فتن انشائیہ

- ۱۸۔ اعیاد و فضائل نوروز
- ۱۹۔ دیوان شعر
- ۲۰۔ کتاب شواحد
- ۲۱۔ کتاب تذکرہ
- ۲۲۔ کتاب تعلیل
- ۲۳۔ الانوار
- ۲۴۔ الفصول المهدیہ
- ۲۵۔ رسالہ اباہ
- ۲۶۔ رسالہ در طب
- ۲۷۔ دوسرا رسالہ در طب
- ۲۸۔ فضائل عبدالعظیم حنفی
- ۲۹۔ کشف از مساوی شعر متینی۔ (۱)
- ۳۰۔ کتاب سفینہ (۲)
- ۳۱۔ حالات محمد بن اوریس شافعی
استاد حسین محفوظ کاظمی نے مزید تین کتابوں کی نشاندہی کی ہے:
- ۱۔ الفصول الادیبیہ؛
 - ۲۔ الہدایہ والضلالة؛
 - ۳۔ الامثال السائروہ؛
- قارئین کرام کو اس متنوع علمی نگارشات سے اندازہ ہو گیا ہو گا کہ صاحب نابغہ عصر تھے، انہیں تمام

۱۔ تیجہ الدمر (ج ۲، ج ۲۵)

۲۔ تیجہ الدمر (ج ۵، ج ۳۷)

علوم و فنون پر یکساں دسترس تھی، وہ یک وقت فلسفی بھی ہیں تسلیم بھی فقیر و محدث بھی ہیں اور سورخ و لغوی بھی ہیں، ماہر خود لغت بھی ہیں اور ادیب و شاعر بھی جس ریگانہ روزگار نے ایسے مختلف النوع علم و ہنر سے اپنا سینہ کشادہ کیا تھا ان کا مرتبہ و مقام کیا ہو سکتا ہے؟

ان کا ایک عظیم دگر اس بہا کتاب خانہ بھی تھا، جس وقت والی خراسان نوح بن منصور سامانی نے اقتدار سنبھالا تو اپنے دربار میں بلا کر بہایا و تحائف دینے کے بعد وزارت کی پیشکش کی، صاحب نے معدرت کرتے ہوئے کہا میں اپنے اموال کو منتقل نہیں کر سکتا صرف میرے دفتر کا سامان اور کتب خانہ ہی اس قدر ہے کہ چار سو اتوں پر بار کر کے منتقل کیا جائے گا۔ مجم (۱) یہی کے بقول ان کا ”ری“ کا کتب خانہ ان کی عظمت کا گواہ صادق تھا بعد میں سلطان محمود بن سعید بن حسن نے کچھ حصہ کو جلاڑا میں نے ان کے کتب خانہ کا معاونہ کیا تھا صرف فہرست دس جلدیوں میں تھی۔

واقعہ یہ ہے کہ جب سلطان ”رے“ میں داخل ہوا تو اس سے کہا گیا کہ اس میں کبھی رافضیوں کی کتابیں ہیں اس نے حکم دیا کہ علم کلام سے متعلق تمام کتابوں کو جلا دیا جائے، یعنی کہتے ہیں تمام نقیش کتابیں جلا دی گئیں آثار شیعیت کو نذر آتش کرنے کا یہ پہلا واقعہ نہیں ہے اس کتب خانے کے منتظمین میں ابو بکر مقری (۲) اور عبد اللہ بن حسن اصفہانی چیسے لوگ تھے۔

وزارت اور اس کی قدر دانی:

ابو بکر خوارزmi کہتے ہیں کہ صاحب نے آغوش وزارت میں پروش پائی اسی آستانہ میں قدم رکھا اور اسی پستان سے دودھ پیا وہ چکیدہ وزارت تھے جھوٹ نے اپنے آباء سے میراث پائی تھی۔

ابوسعید رستی نے کہا ہے کہ، انہوں نے وزارت کو پشت در پشت حاصل کیا جیسے سلسلہ روایت کی سند متصل ہوتی ہے، عمار نے عباس سے اور اسما علی نے عباد سے وزارت پائی ہے۔ وہ پہلے وزیر ہیں

۱۔ مجم الادباء (ج ۲، ص ۲۵۹)

۲۔ الاولی بالوفیات، ج ۱، ص ۳۳۲ (۲۲۳) پران کے حالات درج ہیں

جنهیں صاحب کے عنوان سے لقب دیا گیا شروع میں ابوالفضل بن عمید کو صاحب بن العمید کہا جاتا تھا بعد میں جب خود منصب وزارت پر فائز ہوا تو اسے یہ لقب دے دیا گیا۔

لیکن صابی اپنی کتاب تاریخی میں لکھتا ہے کہ انہیں صاحب اس لئے کہتے ہیں کہ بچپن ہی سے وہ بویہ کے فرزندِ مونڈ الدولہ کے صاحب رہے اس نے ان کا نام صاحب رکھا پھر اس لقب کو دو امیل گیا اس کے بعد جو بھی منصب وزارت پر فائز ہوا اسے صاحب کہا جانے لگا۔

۲۳۷ھ کے شروع میں صاحبِ مونڈ الدولہ کے فٹی کی حیثیت سے مقرر ہوئے اسی سال وہ بغداد پلے گئے ۲۳۸ھ میں وزارت کے لئے منتخب کئے گئے وہ مونڈ الدولہ کے انتقال (۲۴۰ھ) تک اسی منصب پر باتی رہے مونڈ الدولہ کے بعد اس کے بھائی فخر الدولہ نے بھی انہیں منصب وزارت پر فائز کیا اور صاحب اس کے ساتھ ”ری“ پلے گئے اور پوری وقاری نجھائی۔

جوی کہتے ہیں صاحب نے مملکت کے پچاس قلعے فتح کئے، خود فخر الدولہ نے اعتراف کیا کہ وہ قلعے تو ایسے تھے جیسے والد اور بھائی نے بھی فتح نہیں کئے تھے۔ (۱)

صاحب اپنے زمانہ وزارت میں عوامی خدمت کے لئے ہمد وقت تیار رہتے، علماء و شعراء ان کی عطا و بخشش سے خوش و خرم تھے، شاعری نے عون بن حسین کا بیان نقل کیا ہے کہ میں ایک دن صاحب کے خزانہ خلعت کے ایک شعبہ میں موجود تھا اس کے حساب و کتاب کا انچارج میرا ایک دوست تھا میں نے دیکھا کہ علویوں کے صاحبان علماء و شعراء کی تعداد ۲۸۰ تھی ملازموں اور حاشیہ نشینوں کی تعداد ان کے علاوہ تھی صاحب ہر سال پانچ ہزار دینار بغداد کے علماء و فقہاء کو تقسیم کرتے تھے، ماہ صیام میں جو صدقات و خیرات ہوتے تھے وہ سال بھر کے عطا یا کے مادی ہوتے تھے جو بھی گھر میں آ جاتا افظار کر کے ہی واپس جاتا لگ بھگ ایک ہزار افراد افظار کے دستخوان پر حاضر رہتے (۲) صاحب کا زمانہ علم و ادب کا مبارک ترین زمانہ تھا دیوبیوں اور شاعروں کو مقرب بناتے، ان کی تشویق و ترغیب فرماتے، ان کے نگارشات کی

۱۔ تہذیب الاولاء (ج ۲، ص ۲۵۱)

۲۔ تہذیب الاولاء (ج ۳، ص ۲۷۳)

اشاعت کا بندوبست کرتے اس طرح بازار علم و دانش میں رونق بڑھی اہل دانش کی تعداد بے اندازہ ہو گئی صاحب ہر نگارش پر دولت پانی کی طرح بہاتے اسی وجہ سے ان کے مادا حوالوں اور شاخوانوں کی تعداد صرف شعراء میں پانچ سو تھیں بقول جوی خود صاحب کا بیان تھا، خدا بہتر جانتا ہے کہ میں نے آپنی شان میں کہے گئے ایک لاکھ قصیدوں کو جمع کیا ہے (۱)، تھی ہاں! اسی وجہ سے صاحب کا نام تاریخ میں جاودا ہوا ہو گیا جو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

اہم ترین مذاہوں کے نام یہ ہیں:

- ۱۔ ابوالقاسم زعفرانی، عمر بن ابراہیم عراقی نے اکثر قصیدے کئے، قصیدہ نویسی مشہور ہے۔
- ۲۔ ابوالقاسم عبدالصدق بن باک
- ۳۔ ابوالقاسم عبد العزیز بن یوسف وزیر آل بویہ۔
- ۴۔ ابوالعباس فضی وزیر
- ۵۔ ابوالقاسم علی بن قاسم کاشانی، انشائیہ و قصیدہ نگار
- ۶۔ ابوالحسن محمد بن عبد اللہ سلامی عراقی
- ۷۔ قاضی ابوالحسن علی بن عبد العزیز جرجانی
- ۸۔ ابوالحسن علی بن احمد جوہری جرجانی
- ۹۔ ابوالفیاض سعد بن احمد طبری
- ۱۰۔ ابوحاشم محمد بن داؤد احمد بن داؤد بن تراب
- ۱۱۔ ابوبکر محمد بن عباس خوارزمی۔
- ۱۲۔ ابوسعد نصر بن یعقوب۔
- ۱۳۔ سید ابوالحسن علی بن حسین بن علی بن حسین بن قاسم بن محمد بن قاسم بن حسن بن علی بن ابی طالب علیہم السلام۔

۱۲۔ ابو عبد اللہ حسین بن احمد، ابن جاج بغدادی۔

۱۵۔ ابو الحسن علی بن ہارون بن محمد۔

۱۶۔ شیخ ابو الحسن بن ابو الحسن (محکمہ مواصلات کے عہدیدار)

۱۷۔ ابو طیب کاتب۔

۱۸۔ ابو الحمد بن محمد۔

۱۹۔ ابو عیسیٰ بن محمد۔

۲۰۔ ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن معلیٰ

۲۱۔ ابو العلاء اسدی۔

۲۲۔ ابو الحسین غویری۔

۲۳۔ ابو سعید رستی، محمد بن محمد بن حسن اصفہانی۔

۲۴۔ ابو الحمد عبد اللہ بن احمد خازن اصفہانی۔

۲۵۔ ابو الحسن علی بن محمد بدیہی۔

۲۶۔ ابو ابراهیم اسماعیل بن احمد شاشی عامری۔

۲۷۔ ابو طاہر بن الی رقیع عمر و بن ثابت۔

۲۸۔ ابو الفرج حسین بن محمد بن ہندو۔

۲۹۔ عییری، قاضی قزوین۔

۳۰۔ ابو رجاء اهوازی۔

۳۱۔ ابو منصور احمد بن محمد بیکم دید نوری۔

۳۲۔ ابو محمد احمد دامغانی۔

۳۳۔ شریف رضی (جامع فتح البلاغ)

۳۴۔ قاضی ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن جعفر اسکی۔

- ۳۵۔ ابوالقاسم عاصم بن محمد بن ابی العلاء اصفہانی۔
- ۳۶۔ ابوکبر محمد بن احمد یوسفی زوزنی۔
- ۳۷۔ ابویکبر یوسف بن محمد احمد جلووی رازی۔
- ۳۸۔ ابوطالب عبد السلام بن حسین مامونی۔
- ۳۹۔ ابومنصور گرگانی۔
- ۴۰۔ اُوسی۔
- ۴۱۔ ابراہیم بن عبد الرحمن معزی۔
- ۴۲۔ محمد بن یعقوب نجوكا امام۔
- ۴۳۔ محمد بن علی بن عمر۔

صاحب کamideہب، ان کے شعروں میں
**صاحب نے اپنے دوستوں اور شاعروں سے جو قلم و پتھر کے ذریعہ خط و کتابت کی ہے وہ اکثر
 رسائل میں موجود ہے انکا ایک دیوان بھی موجود ہے ہم یہاں ان کی شعری نگارشات سے عقیدہ کی تحقیق
 پیش کرتے ہیں۔**

شعابی (۱) مسئلہ تبیہۃ الدھر میں دو شعر لکھیں ہیں:

علی بن ابی طالب کی دوستی وہ ہے جو جنت کی ہدایت کرتی ہے
 اگر انہیں صحابہ پر ترجیح دینا بدعت سمجھا جاتا ہے تو اہل سنت پر لعنت ہو
 مزید دو شعر بھی نقل کئے گئے ہیں:

ایک ناصی نے کہا معاویہ تمہارا ماموں جان ہے، وہ بہترین پچا اور یہ بہترین ماموں، واقعی وہ
 مومنین کا ماموں جان ہے میں نے جواب دیا، ہاں وہ ماموں تو ہے لیکن تمام تکمیلوں سے خالی ہے۔

نقیہ جاڑ بھی شافعی نے کفایتۃ الطالب (۱) میں یہ اشعار نقل کئے ہیں اور مناقب (۲) خوارزی میں بھی ہے۔

اے امیر المؤمنین! علی مرتضیٰ! میں نے آپ کو دل دے دیا ہے میں جب آپ کی مدح میں زبان کھولتا ہوں تو بد باطن دشمن کہتا ہے ان سے پہلے کے خلفاء کو یاد کروان میں کون علیؑ کے مانتد ہے جس زاہد نے دنیا کو تین طلاقوں دیں، مجھے ہوئے پرندے کو تناول کرنے میں کس کو دعوت دی گئی تمہارے عقیدہ کے مطابق وصی مصطفیٰ کون ہے؟ وصی مصطفیٰ کو مصطفیٰ کی طرح ہی منتخب روزگار ہونا چاہیے۔

یہ اشعار بھی بھی شافعی (۳) نے نقل کئے ہیں۔

رسولؐ و آل رسولؐ کی محبت میری تکمیل گاہ ہے پھر مشکلات زندگی میری سعادت میں کیوں آڑے آتی ہے؟ اے رسول کے چیخیرے بھائی، اے تمام جہاں کے سردار، اے دین کے نادر ترین، اے یگانہ دھر میری مدح سننے کے میں آپ کو مخلوقات میں افضل ترین سمجھتا ہوں، آپ کی تلوار کی طرح کس تلوار نے اسلامی خدمت انجام دی؟ اور یہی چیز میرے دعوے کی گواہ ہے اگر حق کو راہ دی جائے جب دوسرے بھلک رہے تھے صرف آپؐ ہی کا علم مشغل راہ تھا۔

کیا کوئی آپ کے علاوہ بھی ہے جو قرآنؐ کے لفظ و معنی کو تنزیل و تاویل کے ساتھ جانتا ہو۔

مرغ بریاں کے وقت رسولؐ کی دعا کے بعد آپؐ ہی حاضر ہوئے آپؐ کا ہم پا یہ کون تھا؟ کون آپؐ کے صدق و صفا کا مقابلہ کر سکتا ہے کہ آپؐ نے مسکین و دیم و اسیر کو کھانا کھلایا اور سورہ حل اتنی اتر۔

صفین کے روز جب لوگوں نے آپؐ کے ساتھ خیانت کی آپ سے زیادہ صابر کوں تھا۔ آپؐ کی طرح کس نے لوگوں کی مشکل کشائی کی یہاں تک کہ لوگوں نے فریاد بلند کی اگر علیؑ نہ ہو تے تو ہم فتوؤں کے بارے میں ہلاک ہو جاتے۔ خدا یا، مجھے ان کی زیارت کی توفیق دے کیوں کہ میرا

۱۔ کفایتۃ الطالب ص ۸۱، باب ۱۹۲ (ص ۱۹۲، باب ۱۹۱)

۲۔ مناقب خوارزی ص ۶۹ (ص ۱۱۵، حدیث نمبر ۱۴۷)

۳۔ کفایتۃ الطالب ص ۱۹۲ (ص ۳۲۵-۳۲۳، باب ۹۲)

مرغ دل ان کے روشنے کی طرف پہنچتا ہے۔

خدا یا! میری زندگی ان کی محبت میں خالص کر محشر میں ان کے ساتھ اٹھا آمین، آمین۔ (۱)

ابن شہر آشوب (۲) نے ان کے قصیدہ کے چند اشعار نقل کئے ہیں:

”آپ امام ہیں سب آپ ہی کی طرف متوجہ ہیں، جو میری بات رد کر دے وہ تینی دلائل کو نظر
انداز کر رہا ہے، شب بحرت بستر رسول پر سوتا، فاطمہ جیسی سیدہ نساء عالم کا تیری زوج ہونا، حالت رکوع
میں انگوٹھی کا دینا، رسول گی خاصف النعل، حسن و حسین جیسے دو شیروں سے آپ کی نسل کا چنان، آپ کی
فضیلت کا ثبوت ہے۔“

مناقب خوارزمی، کفاریہ سنجی، تذکرہ الخواص،مناقب ابن شہر آشوب، میں صاحب کا قصیدہ ہے (۳)
جس کے شعروں کی تعداد میں اختلاف ہے (علامہ امینی نے روایات عامہ کو حروف عین سے مشخص کر کے
تمام اشعار نقل کئے ہیں۔

مناقب ابن شہر آشوب اورمناقب خوارزمی میں یہ اشعار بھی ہیں۔ (۴)

”بلند مرتبہ علی کا کوئی مثل و نظیر نہیں، ہرگز نہیں، اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی خدا نہیں۔

ان کی بیسرت بالکل رسول گی بیسرت سے ہم آہنگ تھی ان کے دونوں فرزند رسول کے فرزند تھے
علی اس شرف و منزلت پر فائز ہوئے کہ جہاں خیال کی پرواز بھی نہیں پہنچ سکتی۔

اے صبح! افتخار علی کو فراموش نہ کر جب روز کسماں علی کو وزیر کسماں قرار دیا گیا۔

اے ظہر! یاد کر اس مرغ بربیاں کا واقعہ کہ اس کے برادر شرف ناممکن ہے۔

اے سورہ برائۃ! توہی اعلان کر کہ تیری تلاوت کے لئے کون معزول ہوا اور کون مامور ہوا۔

۱- تذکرہ خواص الامم ص (۸۸) (۱۳۸)مناقب خوارزمی ص (۶۱) (۱۰۳۲)

۲-مناقب آل طالب (ج ۲، ص ۷۲۷، ۷۳۰، ۷۳۷، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳) (۵۷)

۳-مناقب خوارزمی ص (۱۰۵) (۱۷۳) (۲۲۲) تذکرہ خواص الامم ص (۳۱) (۵۲-۵۳)مناقب آل

آل طالب (ج ۲ ص ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹) (۱۳۱)

۴-مناقب آل طالب (ج ۲، ص ۲۵۸) (۲۵۸)مناقب خوارزمی ص (۲۲۲) (۲۲۲)

اے مرحب! اے کافروں کی امید تھی کس نے نکوار کا شربت پلایا؟

اے عمر دا! تھے کس نے موت کے گھاٹ اٹا را۔

اکر جائے تو شریا تک بلند ہو جائے کیا تم نے اس کی بلند پوں کا ادراک نہیں کیا۔

تم نہیں دیکھا کہ محمد نے کس طرح ان کی شفقت کی اور تربیت میں محنت کی۔

بچپن میں پالا اور کمال کے عمر میں انہیں اپنا بھائی بنایا، اپنی بیٹی فاطمہ کو جو پارہ جگرتی ان کی زوجہ بنایا۔ میرا باپ حصین پر فدا ہو جائے جو حیرت پنڈوں کا سردار تھا، روز عاشورا دین کی بلندی کے لئے چھاد کیا۔

میراپ اس خانوادے پر قربان جو خاک و خون میں غلطان ہوا۔

خدا اس قوم کو ذلیل کرے جس نے اپنے امام کو تھا چھوڑا اس کا پاس وظیفہ نہ کیا۔

خداعت کرے بغیر مدارکیت پر جو چھڑی سے وندان مبارک امام حسین کو چھیڑ رہا تھا۔

اسی طرح ان کا تصدیہ دالیے ہے جسے مناقب خوارزمی (۱) اور ابن شہر آشوب (۲) نے نقل کیا ہے،

اس میں جنگ بدر، حدیث طیر، سورہ ال آفی کا نزول، حدیث خیبر، جنگ احمد، جنگ حین، امانت، عدالت، حدیث سدابواب، فاطمہ کا ان کے گھر میں آنا، حشیش کی سر پرستی، نورانی چکر ہوتا، محبت خدا ہوتا اور تابندہ مشعل ہونے جیسے فضائل کا تذکرہ کر کے کہا ہے اے خاندان محمد امیں تمہاری محبت کا دم بھرتا ہوں کیونکہ تم علم کے درخشاں ستارے ہو جو تمہاری دوستی کا دم نہیں بھرتا وہ بے آبرو ہے اور آبرو باختیہ عورت کا بٹھائے۔

فرائد حموئی (۳) میں صاحب کے بہ دو شعر درج ہیں:

خدا کی یہ پناہ عنایت کا شکر ادا نہیں کیا جاسکتا کہ اس نے محبت علیٰ کی توفیق دی۔ علامہ مجلسی نے

۱-مناقب خوارزمی، جل ۲۲۲ (ص ۳۳۳) حدیث (۳۵۵)

۲-مناقف آل الی طالب (ج ۲ ص ۱۷۰، ۱۷۱، ۳۲۰، ۳۲۱، ج ۳ ص ۱۳۰، ۳۲۸، ج ۴ ص ۹۰)

٣٥٨ حدیث (١٢ ص ٢٤) السط (ب) اسرائیل میں کام فرائد

صاحب کا ایک طولانی مرثیہ بخار الانوار (۱) میں درج کیا ہے جس میں یہ اشعار ہیں۔
یہ صاحب کے اشعار کے کچھ نمونے تھے، اعیان الشیعہ میں مناقب بن شہر آشوب کے منتشر آثار
کو جمع کیا گیا ہے چوں کہ وہ کتاب عام طور سے دستیاب ہے اس لئے اسے نقل کرنا مناسب نہیں سمجھا
گیا۔

سید علی خان مدینی درجات الرفید (۲) میں لکھتے ہیں کہ صاحب کا بغیر الف کا قصیدہ بھی ہے باوجود
اس کے نظم و نثر میں الف کا استعمال بہت زیادہ ہوتا ہے صاحب نے پورے قصیدہ میں ایک بھی الف
استعمال نہیں کیا، مطلع یہ ہے۔

قد ظل بجری صدری من لیس يعدوه فكري
اس میں سڑ اشعار ہیں عجیب ترین یہ قصیدہ لوگوں کے ہاتھوں ہاتھ بطور تختہ منتقل ہوتا رہا، اسی طرح
صاحب کا ایک اور قصیدہ ہے جس میں ہر شعر میں ایک ایک حرف کو استعمال نہ کرنے کا انتظام کیا گیا ہے،
ایک قصیدہ ہے جس میں حرف واکو استعمال نہیں کیا گیا ہے۔

صاحب کے داما ابو الحسن علی نے ایک قصیدہ صاحب کی درج میں کہا ہے جس کا ہر شعرو اوسے خالی
ہے مطلع یہ ہے:

برق ذکرت به العجائب لما بدی فالدمع ساکب

صاحب کے پاس دو انکوٹھیاں تھیں، ایک میں یہ کلمات نقش تھے۔

علی اللہ توکلت وبالخمس توسلت

دوسری پر یہ نقش کندہ تھے:

شفیع اسماعیل فی الآخرة محمد والعترة الطاهرة (۳)

۱۔ بخار الانوار، ج ۱۰، ص ۲۶۳ (ج ۲۵، ص ۲۸۲)

۲۔ الدرجات الرفید (ص ۲۸۲)

۳۔ المقین فی مرأۃ المؤمنین (ص ۳۵۷، باب ۱۷۲)

صاحب کا مذہب:

علماء شیعہ میں کسی نے اس کی تروییہ نہیں کی ہے کہ صاحب مذہب شیعہ کے ممتاز ترین فرد تھے، ان کے مراٹی و قصائد اور نثر پارے موجود ہیں جن میں مدح الہمیت اور اعلان تفضیل اس کا گواہ صادق ہے ان کی نغمہ طرازی فریاد بن گئی۔

بہت سے لوگ مجھے تمہاری محبت میں راضی کہتے ہیں لیکن ان کے بھوکھنے سے ہم تمہاری محبت سے دستبردار نہیں ہوئے، سید ابن طاؤوس نے کتاب القین میں وضاحت کی ہے کہ وہ غلظ شیعہ تھے۔ مجلسی اول انہیں ممتاز فقہاء شیعہ میں شمار کرتے ہیں، مجلسی دوم، (۱) اور شیخ حرم عالمی (۲) بھی بزرگان شیعہ میں سمجھتے ہیں

ابن شہر آشوب معالم العلماء (۳) میں بے باک شیعہ شاعر اور شہید دوم (۴) اپنے اصحاب میں شمار کرتے ہیں، معاذہ التصییں (۵) میں ہے کہ آل بویہ کی طرح چیز طرار شیعہ اور معتزلیوں کے طرف دار تھے۔ اس سے بڑھ کر صرف شیخ صدق (۶) اور شیخ نفیہ (۷) کی گواہی کافی ہے، چنانچہ ابن حجر میں لسان المیزان (۸) میں اس کی وضاحت کی ہے، ان کے شیعہ ہونے کی گواہی خود ان کی کتاب ہے جسے انہوں نے شاہزادے عبد العظیم کے حالات میں لکھا ہے، علامہ نوری نے مستدرک (۹) میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ابن حجر میزان المیزان میں لکھتے ہیں کہ صاحب شیعہ تھے جو انہیں معتزلی سمجھتے ہیں غلطی پر ہیں (۱۰)
قاضی عبدالجبار ان کی نماز جنازہ پڑھانے کھڑے ہوئے تو کہنے لگے کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس راضی کی

۱۔ بخار الانوار (ج ۱، ص ۳۲)

۲۔ معاذہ التصییں (ج ۲، ص ۳۲، نومبر ۹۶)

۳۔ الدرریۃ (ص ۹۲)

۴۔ میون اخبار رضا (ج ۱، ص ۱۲)

۵۔ ج ۳، ص ۲۱۲

۶۔ لسان المیزان، ج ۱، ص ۲۳

۷۔ لسان المیزان، ج ۱، ص ۲۳، نومبر ۱۳۰۰

۸۔ لسان المیزان، ج ۱، ص ۲۳

نماز جنازہ کیسے پڑھاؤں۔

ابن الی طئی کا بیان ہے کہ شیخ مفید اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ صاحب کی جس کتاب کو معتزلیوں کی طرفداری میں بیان کیا جاتا ہے وہ قطعی جعلی ہے۔

اس سلسلہ میں اختلاف بیان پایا جاتا ہے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ صاحب معتزلی تھے اور شافعی مسلم کے پابند تھے، بعض کہتے ہیں کہ حنفی مذہب تھے اور شیعہ زیدی تھے۔ (۱)

ان کی نہاد کرنے والوں نے اچھی طرح جلدی دل کے پھیپھولے پھوڑے ہیں ان پر دھیان نہیں دیتا چاہیے مثلا ابوظاہن تو حیدری وغیرہ خودان کے بیانات میں تھا کہ، شیخ مفید اور ابن حجر نے بھی رسالہ اعتزال کو جعلی کہا ہے علماء حنفی میں اور متاخرین نے ان کے امامیہ ہونے کی تصریح کی ہے، سید ابن طاؤوس (۲) شیخ مفید اور علم الحدیث نے ان کے معتزلی ہونے کی حکایت کی ہے قطعی بات وہی ہے جس میں ان کے شیعہ ہونے کی صراحت ہے۔

شیخ مفید کی بات تو معلوم ہو گئی کہ وہ تائید اعتزال کی کتاب کو جعلی سمجھتے ہیں لیکن سید مرتضی (رضی اللہ) بظاہر اس لئے معتزلی کہتے ہیں کہ صاحب نے جاہل کی طرف داری میں خود درجہ تعصب کا مظاہرہ کیا ہے اس لئے انہوں نے صاحب پر اعتراض بھی کیا ہے لیکن میرا خیال یہ ہے کہ ان کی یہ طرف داری جاہل کے علم وہنر کی وجہ سے تھی نہ کہ معتزلی ہونے کی وجہ سے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ سید رضی (رض) نے صابی جیسے زندیق کی محض اس کی علمی برتری کی وجہ سے طرف داری کی ہے۔ جہاں تک ان کے رسالہ ابانہ کی بات ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اس کتاب میں امیر المؤمنین کی نص ولایت سے انکار کیا ہے یہ بعض افسانہ ہے کیونکہ اسی رسالہ میں اس بات کا ثبوت فراہم ہوتا ہے کہ وہ کچھ شیعہ تھے بحوالہ ”تذکرۃ“ پورا متن یہ ہے۔ کتاب ابانہ میں فرماتے ہیں:

عثمانی اور خارجیوں کے گروہ کہتے ہیں کہ تمام صحابہ حضرت امیر المؤمنین سے افضل و بہتر ہیں وہ

۱۔ (الامتناع والمؤانه، ج ۱، ص ۵۵، ۵۶)

۲۔ ایقین (ص ۳۵۷، باب ۱۷۲)

ثبوت میں کہتے ہیں کہ ابو بکر و عمر نے ان پر حکومت کی ہے۔ جواب میں شیعہ عدالیہ کہتے ہیں کہ رسول خدا نے عرو و عاص کو غزوہ ذات اللالس میں ابو بکر و عمر پر حاکم بنایا تھا اگر یہ کوہی درست ہو تو چاہیے کہ عمرو عاص ان دونوں سے افضل ہو جائیں۔

پھر گروہ شیعہ یہ بھی کہتے ہیں کہ علیؑ بعد رسول تمام صحابہ سے افضل ہیں کیونکہ جب رسولؐ نے صحابہ کے درمیان مواخات قائم کی تو علیؑ کو اپنا بھائی بنایا، اسی کو بھائی بنایا جو سب سے افضل تھا یہاں تک کہ وضاحت فرمائی کہ "انت منى بمنزلة هارون من موسى" نبوت کے سوا کسی چیز کا استثناء نہیں فرمایا، نیز علیؑ کے بارے میں یہ بھی فرمایا "اللهم انتي باحباب خلقك" خدا یا اسے پیغام جو تجھے سب سے زیادہ محبوب ہے جو میرے ساتھ مرغ بریاں کھائے نیز فرمایا "من كنت مولاه فعلى مولاہ"۔ اس کے علاوہ علیؑ کی سبقت اسلامی بھی ان سے افضل تراویتی ہے کیونکہ خدا نے فرمایا ﴿السابقون السابقون او لئک المقربون﴾ انہوں نے جہاد را خدا میں ہمیشہ تواریخ میں باہر رکھی، انہوں نے چہرہ رسولؐ سے حزن کا غبار صاف کیا مشکلات میں رسولؐ کی حمایت کی، وہی قاتل مرحبا ہیں، کتنہ در خیر ہیں عمرو بن عبد و دکون خاک چٹانے والے ہیں انہیں کے لئے بروز خیر فرمایا علیؑ کے لئے فرمایا: انا مدينة العلم و على بابها، چنانچہ صحابے نے ہمیشہ علیؑ سے پوچھا علیؑ نے بھی صحابہ سے کچھ نہیں پوچھا، انہوں نے بھی صحابہ سے فتویٰ نہیں پوچھا، سب انہیں سے فتویٰ پوچھتے ہر نے تو کہا بھی: لسولا علی لہلک عمر، یہ بھی اعلان کیا کہ خدا مجھے اس مشکل کے لئے زندہ نہ رکھے جس کی مشکل کشائی کے لئے ابو الحسن زندہ ہوں، حضرت علیؑ زہد و تقویٰ و احسان میں بھی ان سے برتر تھے ان پر مزید یہ کہ ان سے اعلم بھی تھے، چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿اَنَّمَا يَخْشِيُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾ انہیں نے ہی مسکین و تیم و اسیر کو روئیاں دیں اور ﴿يَطْعَمُونَ الطَّعَامَ﴾ کی آیت نازل ہوئی، اس طویل داستان میں فضائل کے بہت گوشے ہیں۔

انہوں نے ہی حالت رکوع میں انکوٹھی عطا کی اور آیہ ولایت اتری۔

ایک شیعوں کا گروہ حقیقت سے غافل یہ خیال کرتا ہے کہ علیؑ حالت تقدیر میں تھے اسلئے انہوں نے

لوگوں کو اپنی امامت کی دعوت سے ہاتھ کھینچ لیا تھا نیز وہ کہتے ہیں کہ علیٰ کی امامت کے متعلق واضح نص ہے جس میں تاویل کی مجازیت ہی نہیں ہے۔

گروہ عدیہ کہتا ہے کہ یہ خیال فاسد ہے، انہوں نے اقام حق کے سلسلہ میں جب کہ وہ سرداری ہائیم تھے تقیہ کیسے کیا ہو گا وہ سعد بن عبادہ کی طرح نہ تھے جنہوں نے مہاجر والصار سے زیارت کیا اور سب سے کٹ کر رہ گئے بغیر اسکے کے رکاوٹ دقائی سے خوف زده ہوں آخر کار وہ حوران چلے گئے اور بیعت کے وقت حاضر نہ ہوئے۔

نیز اگر صحیح ہو کہ نص امامت واضح ہوتے ہوئے امت پر تغییرہ جائے تو یہ بھی صحیح ہو گا کہ نمازیں چھ وقت کی ہوں اور ماہ صیام کے علاوہ بھی روزے فرض ہوں اور امت پر تغییرہ جائیں، حالانکہ تمام امت نے اس پر اتفاق کیا ہے اور یہ اجماع و اتفاق تھانیت کا گواہ ہے، البتہ جن لوگوں نے علیٰ سے زیارت کیا اور ان سے جنگ کی وہ ولایت خدا سے خارج ہیں مگر یہ کہ توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لی ہو اور خدا توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (کلام صاحب تمام ہوا)

گروہ عدیہ کے جواب کا ماحصل یہ ہوا کہ شیعوں کا تقیہ علیٰ کے متعلق دعویٰ، دوسروں کے دعووں کے ساتھ واضح نص کے باوجود باطل اور بھل خیال ہے جنہیں ایک ساتھ سونچا بھی نہیں جا سکتا کیونکہ اگر نص تھی تو علیٰ ضرور اکھار فرماتے اور اپنے دعوائے امامت سے صرف نظر نہ کرتے۔

در واقعی یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ان مدعيوں کا مطلب کتاب و سنت سے بصورت برہان استدلال سے میں نہیں کھاتا کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ مولانے اپنی امامت کا دعویٰ پیش کیا تھا اور نصوص و برائیں سے استدلال فرمایا تھا، خلاصہ یہ کہ اس عبارت سے صاحب کی طرف انکار نص جلی کی بات غلط ثابت ہوتی ہے کتاب تذکرہ کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ صاحب صحیح اسیل کے آخر میں لکھتے ہیں کہ امیر المؤمنین قطعی طور سے تمام صحابہ سے افضل ہیں اور اس اعتقاد کے ذیل میں انہوں نے سبقت اسلامی، دینی خدمات اور علمی جہادوں پر کو بطور ثبوت پیش کیا ہے۔ بلاتر دید علیٰ تمام صحابہ سے مقدم تھے کوئی آپ کا پاسنگ نہیں تھا، کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بہادروں سے جنگ میں انہوں نے ہمیشہ پیش قدمی کی، انہیں سے رسول نے عقد

مواخت قائم کیا جب کہ عمر ابو بکر کے درمیان باہم برادری قائم کی، رسول نے انہیں فاطمہ کا لفوق اردویا جو سیدہ عالمیان تھیں، ان کے لئے دعا کی کہ خدا ان کے وشمن کو شمن اور ان کے دوست کو دوست رکھنیز علی کی نسبت بمحض سے وہی ہے جو ہاروٹ کو موٹی سے تھی، مرغ بربیاں کے وقت محبوب ترین خداوند عالم قرار دیا، فرمایا میں شہر علم ہوں اور علی اس کے دروازہ ہیں۔

علی مصائب و آلام میں صابر ہے، اپنے دوران خلافت میں بھی موت جبوٹے کپڑے پہنے، نفاذ شریعت میں وہ گذشتہ و آئندہ لوگوں میں سب سے بہتر تھے، رسول خدا نے انہیں ناکشین جمل، قاطین صفین، اور مارقین نہروان سے جنگ کرنے کا مشورہ دیا تھا، عمار یاسر جنہیں ان کی دینی بصیرت کی وجہ سے جنت کی بشارت دی تھی انہیں کے ساتھ شہید ہوئے رسول نے ان کی موٹی وہاروٹ سے مثال دی تھی، علی نے ہی حالت رکوع میں انگشتی دی اور آیہ ولایت اتری، انہوں نے تین روز تک مسکین و چینی داسیر کو روٹی دی اور بال اپنی نازل ہوا انہیں کے لئے قرآن میں نازل ہوا ہے (انما انت مندر ولکل قوم هاد)۔ علی سے فرمایا: میں اس امت کا متذر ہوں اور تم ہادی ہو "وتعیها اذن واعیه" نازل ہوا تو فرمایا وہ حفظ رکھنے والا کان علی کا ہے خدا نے ان کی دوستی کو ایمان اور دشمنی کو علامت نفاق قرار دیا، صحابہ کہتے ہیں کہ ہم زمانہ رسول میں فقط دشمنی علی سے منافقین کو پہچانتے تھے، رسول نے خبر دی تھی کہ قیامت میں علی ہی جنت و جہنم کو تقسیم کرنے والے ہیں، جہنم سے کہیں گے اسے لے لے یہ تیرا ہے اور جنت والوں کو اپنے ساتھ لے کر جائیں گے، ابن عباس کہتے ہیں قرآن میں جہاں بھی "یا ایها الذین آمنوا" کی آیت ہے اس کے سردار علی ہیں اس سے بڑی بات یہ ہے کہ رسول نے فرمایا علی یحیوب ہیں مونوں کے اور یحیوب شہد کی مکہمیوں کا سردار ہوتا ہے جہاں بھی ہوتا ہے کہیاں اس کے گرد حلقة کئے رہتی ہیں، شب بھرت جب کفار قریش خانہ رسول کا گمراہ کئے ہوئے تھے کہ مجھ ہوتے ہی انہیں قتل کر دیں گے، استقامت کے ساتھ شیرانہ بستر رسول پر علی سوئے اس وقت ان کی حیثیت ذیع الحق (الل علت کے نظر کے مطابق) کی تھی کہ اطہینان قلبی کے ساتھ اپنے کو قربانی کے لئے پیش کیا انہیں کے لئے عمر نے کہا، "لو لا علی لہلک عمر" اور کہا کہ خدا مجھے اس مشکل کے لئے زندہ نہ رکھے جس کی مشکل کشائی کے لئے ابو احسن میرے

پہلو میں نہ ہوں، علی کی تمام زندگی ایمان و اسلام تھی ایک لمحے کے لئے بھی کافرنہ ہوئے ان کی زحمات خدا کے نزدیک لائق شکر پر قرار پائیں خدا کی راہ میں شہادت سے بر فراز ہوئے۔
خداوند عالم ہمیں انہیں کے زمرے میں قرار دے کیونکہ دوستی آل محمد تمام چیزوں سے بر تردید ہے
ہے ہمیں انہیں کی تاسی کی توفیق کرامت فرمائے۔

ان تحریروں کے علاوہ صاحب نے اشعار میں بھی اپنی عقیدتی کیفیت کو واضح کیا ہے وہ ان اشعار میں پورے طور سے شیعہ امامیہ نظر آتے ہیں، وہ سند غدر پیش کرتے ہیں کہ:
اگر تم سو گندیاں کرتے ہو تو نص خلافت کو یاد کرو ہمیں نے بقاون اختاری ان کی بارگاہ میں خود پر دگی
کام مظاہرہ کیا، حکم خدا کے آگے سر تسلیم خم کرو کہ فرمایا ہے مویں نے اپنی امت سے سزا فراد کو فتح کیا۔
ایک قصیدہ میں کہتے ہیں:

تم نہیں جانتے کہ وحی رسول وہی ہے جس نے حالت رکوع میں انگشتی تصدق کی، تم نہیں جانتے
کہ وحی رسول وہی ہے جس کے لئے روز غدری صحابہ کو اس کا حکوم بنانے کا اعلان کیا گیا۔

ایک اور شعر یہ ہے:

”امیر المؤمنین، وحی رسول کی دوستی قرآن میں فرض قرار دی گئی ہے جسے خدا نے تمام دنیا والوں کو
ان کی سرداری کا پابند بنایا ہے۔“

صاحب لسان المیزان (۱) کے مطابق یہ جو صاحب کے مفترضی ہونے کی بات کہی گئی ہے یہ کہ
وہ جوں سے غلط ہے، خود این مجرمے اس کی تردید کی ہے اور قاضی عبد الجبار کے قول کی حکایت کی ہے کہ
نمایز جنائزہ پڑھاتے وقت کہا کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس رفضی کی نماز کیسے پڑھاؤ؟ پھر یہ کہ خود صاحب
کا یہ شعر ہے کہ دشمن مجھے رفضی ہونے کا طعنہ دیتے ہیں، مجھے اس کی قطبی پرواہ نہیں ہے۔

قرآن کہتے ہیں کہ صاحب نے عدل الٰہی کے سلسلہ میں مفترضیوں کی تائید کی تو اس میں کیا حررج
ہے؟ ایسا تو اکثر علماء شیعہ نے کیا ہے کیونکہ شیعہ و مفترضہ اکثر مسائل کلام میں یکساں نظریہ کے حال ہیں

اسی وجہ سے اکثر موقع پر شیعہ کو معتزل اور مخلّل کہہ دیا جاتا ہے صاحب کی طرح علم الحدیٰ اور شریف رضی کو بھی معتزل کہہ دیا گیا ہے۔

انہیں شافعی کہنا بھی دیساہی ہے جیسے انہیں خنی کہا جائے، ابو حیان کا یہ قول امتناع (۱) میں اس سے بھی زیادہ حرمتاً کہے کہ صاحب ایسے شیعہ ہیں جنہوں نے مذہب ابوحنیفہ اور زیدی نظریہ کو اپنے اندر جمع کر لیا تھا۔

حالانکہ صاحب نے اکثر اشعار میں ائمہ اطہار کا نام لے کر زیدی ہونے کی تردید کی ہے، مثلاً یہ

اشعار:

میرے سردار محمد ہیں اور ان کے وصی علیٰ، ان کے دونوں فرزند اور زین العابدین، محمد باقر اور ان کے فرزند عصری اور وہ جو مویٰ بن عمران کے ہم نام ہیں اور علیٰ ہیں جو خاک طوس میں سوئے ہوئے ہیں اور ان کے بعد محمد علیٰ ہمارے سردار ہیں، ان کے بعد حسن اور قاسم آل محمد ہیں جو ظالموں کی گھات میں ہیں۔

اس کے علاوہ ان کے یہ اشعار ہیں:

”محمد علیٰ کی برکت نیز دونوں علیٰ کے فرزندوں زین العابدین علیہ السلام، دونوں باقر امام کاظم علیہ السلام اور ان کے بعد رضا محمد پھر ان کے فرزند، اور عسکری اور قاسم آل محمد ہیں“ کی برکت سے امیدوار ہوں کہ قیامت میں جنت میں داخل ہوں گا اسی طرح دو شعزوں میں تمام آئمہ کا نام لیا ہے کچھ اشعار میں زائر سے خطاب کر کے تمام ائمہ کے مشاحد مقدسہ پر سلام شوق پہنچانے کی بات کہی ہے کیونکہ یہی ان کی پناہ گاہ ہیں۔

ایک قصیدہ (۲) میں امام رضا سے والہانہ عقیدت کا جس طرح مظاہرہ کیا ہے ان کے امامیہ اثنا عشری ہونے کا واضح ثبوت ہے۔

۱۔ کتاب الامتناع، ج ۱، ص ۵۵)

۲۔ میون اخبار رضا، ج ۱۳ ص ۱۲)

محاسن و مزاج

۱۔ ایک دن صاحب بن عباد نے پانی مانگالا یا گلیا تو صاحب نے پینا چاہا، ایک صاحب نے کہا
مث چیجے یہ سوم ہے، صاحب نے ہاتھ روک کر صاحب سے ثبوت مانگا، اسے کہا یہ پانی خود اسی
نوکر کو پلا دیجئے آپ نے کہا اسی صورت میں جسے خود نہ ہیوں دوسروں کے لئے کیوں جائز بھوؤں اس
نے کہا اس مرغ کو پلا دیجئے جواب دیا میں جانور کی بلا کت جائز نہیں سمجھتا۔

پھر حکم دیا پیالہ والہ اپنے پھینک دو غلام سے کہا اپناراستہ لو اور اب کبھی گھرنہ آنا اور حکم
دیا کہ غلام کی جگہ کئیزیر یہ خدمت انجام دیا کرے اور فرمایا یقین کو شک سے ختم نہیں کیا جا سکتا اور قطع حقوق
کی بھی سزا ہے اس کے ساتھ خست بھی ہے۔

۲۔ ایک علوی سید نے رقعہ بڑھایا، خدا نے مجھے فرزند عطا کیا ہے گزارش ہے کہ اس کا نام ولقب
تجویز فرمادیں صاحب نے اس رقعہ کے گوشے میں لکھ دیا خداوند عالم فرزند کو کامگار اور سعادتمند قرار
دے۔

بخاری اور ادل خوش ہوا آنکھیں روشن ہوئیں، نام علی رکھوتا کہ آواز بلند ہو کنیت ابو الحسن رکھوتا کر
کار و بار مستحسن رہے دعا کی کہ جدا مجدد کی برکت سے نیک بختی شامل حال رہے اس پر سو مشقال دینار شمار کر
تاہوں تاکہ سو سال زندگی پائے، والسلام۔ (۱)

۳۔ ایک صاحب نے رقعہ لکھ کر صاحب سے حاجت طلب کی رقعہ کو واپس کرتے ہوئے کہا گیا کہ
صاحب نے اپنے ہاتھوں سے لکھ کر آپ کے حوالہ کیا ہے، اس نے دیکھا کچھ نہیں لکھا ہے رقعہ کو ابوالعباس
ضی کے حوالہ کیا گیا، انہوں نے بڑی وقت کے بعد دیکھا کہ صاحب نے فقط ایک الف لکھا ہے۔
رقعہ کے الفاظ تھے اگر آقا مناسب خیال کریں تو مرحمت فرمائیں صاحب نے فعل کے شروع میں
الف لکھ کر افضل کر دیا تھا فل ماضی تھا سے الف لکھ کر معنی مستقبل کر دیا تھا یعنی میں مدد کروں گا۔ (۲)

۱۔ (بیہقی، بیہقی، ج ۲، ص ۲۲۱)

۲۔ (بیہقی، بیہقی، ج ۲، ص ۲۲۲)

۲۔ صاحب نے ابوالہاشم علوی کو ایک طبق چاندی اور عطر ہدیہ کرتے ہوئے چند اشعار ارسال کئے جس کا حاصل مصروف مطلب یہ ہے کہ یہ بندہ حضور کی زیارت کے لئے پرتو انوار سے بہرہ مند ہونے کی غرض سے عطر کا تخفہ پیش کرتا ہے اس کا ظرف بھی حضور قبول فرمائیں تو عنایت ہوگی (۱)

۵۔ ابوالقاسم زعفرانی نے صاحب کا شکوہ جلال دیکھا کہ ان کے خدام اور مصالحین شاذار اور فاخرہ لباس پہنے ہوئے اردو گرد بیٹھے ہیں وہ ایک گوشے میں جا کر کچھ کہنے لگے لوگوں نے صاحب سے عرض کی حضور کی بارگاہ میں یہ جسارت؟

صاحب نے کہا انہیں حاضر کیا جائے زعفرانی نے کچھ مہلت مانگی لیکن اجازت نہ ملی، حکم دیا کہ کاغذ سیست انہیں یہاں حاضر کیا جائے زعفرانی نے نزدیک آ کر شعر پڑھا:

شاعر کا قلم کہتا ہے شاخ پر گل کس قدر تازہ تر ہے۔

صاحب نے شعر پڑھنے کا حکم دیا، اس میں اپنی بہادری کی ذیکر کے بعد کہا گیا تھا لوگ آپ کی خدمت میں ریشم و خرز کے لباس پہنے بیٹھے ہیں اور میں اس سے محروم ہوں۔

صاحب نے فرمایا: معن بن زائدہ کا واقعہ ہے کہ ان سے ایک شخص نے کہا حضور ایک گھوڑا مر جت فرمادیں، اس نے حکم دیا کہ ایک اوٹ، ایک گھوڑا، ایک چمڑا، ایک گھوڑی، ایک کنیز اسے عطا کی جائے، اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اس سے بلند تر سواری بھی ہوتی ہے تو اسے عطا کرتا، میں بھی صاحب بن عباد ہوں میں حکم دیتا ہوں کہ ایک خرز کا جامہ، ایک جب، ایک پیرا ہم، ایک شلوار، ایک عمامہ ایک رومال، ایک کمر بند ایک چادر، ایک منورہ بطور خلعت انعام میں دیا جائے اگر میں جانتا کہ اس کے علاوہ بھی خرز کا لباس ہوتا ہے تو وہ بھی عطا کرتا پھر فرمایا جو خلعت اس وقت نہیں لے جاسکتے اس کے علاوہ لاد کے گھر لے جانے کے لئے غلام حوالہ کر دیا جائے۔ (۲)

۶۔ ابو حفص وراق نے شکوہ کیا کہ ان دونوں پریشان ہوں گھر میں چوہے بھی نہیں رہ گئے ہیں، اس

۱۔ (فتحۃ الدھر، ج ۳، ص ۲۳۶)

۲۔ (فتحۃ الدھر، ج ۳، ص ۲۲۷)

نمک خوار کی مدد فرمائیے، صاحب نے رقہ کے گوشہ میں لکھ دیا، بدی اچھی بات کہی گئی کہ چوہوں کو میں بخشنش کی خوشخبری دیتا ہوں گیہوں تو اسی ہفتہ پہنچ جائے گا بقیہ سامان راستے میں ہے۔ (۱)

۷۔ ابو الحسن علوی ہدایتی بادشاہ کے سفیر بن کر صاحب کے پاس چلے راستے پر سونپا کہ بات کس طرح کروں گا عبارت آرائی سوچتے گئے سامنا ہوا تو سب بھول کر بولے ”ماہدا ان هذا الاملک کریم“ صاحب نے جواب دیا:

”انی لا اجد ریح یوسف لولا ان تفندون“ پھر فرمایا خوش آمدید، رسول، رسول کے بیٹے وصی، وصی کے فرزند (۲)

۸۔ صاحب اہواز میں ہیضہ کے شکار ہو گئے جب بھی طشت میں رفع حاجت کرتے دس دیناں سرخ اس میں رکھ دیتے تاکہ اٹھانے والاستی و کاملی نہ کرے جب صحت یا ب ہوئے تو حساب کیا گیا پچھاں ہزار دیناں تقدیق کئے تھے۔ (۳)

۹۔ ابو نصر کی حکایت ہے کہ صاحب شہنشاہ اپنی پینے کے بعد کہتے:

فَعْقَةُ الشَّلْجِ بِمَاءِ عَذْبٍ تَسْتَخْرُجُ الْحَمْدَ مِنَ الْقُلُوبِ
مَحْوُنُثٌ شَهْنَدٌ أَپَنِي دَلِيٰ كَيْرَايَوْن سَمْ خَدَاوَنْدِي باهْرَلَا تَاهِ، اور بلند آواز میں کہتے خدا یا
بِزَيْدٍ پِر مُتَوَازِلَعْتَ فَرْمَا۔ (۴)

۱۰۔ ایک بار صاحب کی مجلس میں اہن حضرتی موجود تھا بے تحاشہ بلند آواز سے ریاح خارج ہو گئی وہ شتم سارہ ہو کر مجلس سے باہر چلا گیا صاحب نے کہا اسکو یہ دو شعر سنادو۔
کیا کیا جاسکتا ہے ہوا ہے کیا تم اسے روک سکتے ہو تم سیلان تو نہیں ہو (۵)

۱۔ (تہیۃ الدھر، ج ۲۲۲۲)

۲۔ (تہیۃ الدھر، ج ۲۳، ص ۲۲۷)

۳۔ (البدایۃ والتحلیۃ، ج ۱۱، ص ۲۴۰ حادث ۲۸۵)

۴۔ (تہیۃ الدھر، ج ۲۳، ص ۲۲۲)

۵۔ مجم الادباء (ج ۲، ص ۲۵۵)

كلمات قصار

(علامہ امین) ۲۲ کلمات گھر بار نقل کئے ہیں، یہاں صرف دل نقل کئے جاتے ہیں:

- ۱۔ جو شخص شیریں دریا پیدا کرتا ہے، گوہرا آبدار ڈھونڈتا ہے۔
- ۲۔ جسے زمانے کی سلامتی کا گھنٹہ ہوتا ہے وہ مستقبل میں ندامت کی داستانیں بیان کرتا ہے۔
- ۳۔ بات جب کان میں وہ رائی جاتی ہے تو دل میں جڑ پکڑتی ہے۔
- ۴۔ بے لوٹ مہربانی لپچے دار باتوں سے زیادہ مؤثر ہوتی ہے۔
- ۵۔ اگر کتنا چاند کو بھونکتا ہے تو لوگ پھروں سے اس کا منہ بند کرتے ہیں۔
- ۶۔ شیر دل بہادر بہت ہیں لیکن عمرو کی طرح نہیں بہت سے مردوں پر فوجہ پڑھا گیا مگر نہ صحر کی طرح۔

۷۔ سخاوت کا وعدہ کبھی آب حیات کی طرح ہوتا ہے اور کبھی مانند سراب۔

۸۔ سخاوت کی ناشکری زوال کی پوچھی ہے۔

۹۔ نیک دل سے نالہ باہر آتا ہے اور درود مند دل سے خکایت۔

۱۰۔ ہو سکتا ہے کہ بے گناہ کسی گنہگار کے جرم میں جلا یا جائے اور خوش کردار، بد کردار کے بد لے گرفتار ہو جائے۔

مزید گھر ہائے آبدار کو تجیہ الدھر اور اعیان الشیعہ میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ (۱)

یہ ہے ایک شیعہ اور اس کا نمونہ افکار، یہ ہے ایک شیعہ وزیر اور اس کے حکمت شعار کلمات، یہ ہے ایک شیعہ فقیہ اور اس کا تابناک ادب، یہ ہے ایک شیعہ دانشور اور اس کے افکار درخشاں، اور یہ ہے ایک شیعہ تکلم اور اس کے مقالات و گفتار.....

شیعوں کو ایسا ہی ہونا چاہئے۔

۱۔ تجیہ الدھر (ج ۲ ص ۲۸) اعیان الشیعہ (ج ۲ ص ۳۵۲-۳۵۳)

صاحب کی وفات

صاحب نے شب جمعہ صفر ۲۲ میں "رسے" میں انتقال کیا، عوام نے خبر سننے ہی عام تعطیل کر دی، بازار بند ہو گئے اور آخری دیدار کے لئے ان کے گھر کی طرف جانے لگے، فخر الدولہ بھی اپنے فوجی افسروں کے ساتھ سیاہ پوش مشایع特 کرتا چلا، چاروں طرف فریاد و شیون کی آوازیں بلند تھیں، ابوالعباس خسی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی فخر الدولہ نے کئی دن تک ان کا سوگ منایا، نماز جنازہ کے بعد ایک کرے میں پر دخاک کر دیا گیا پھر اصفہان لے جا کر مقام دریہ میں دفن کر دیا گیا اس پر ایک قبہ بھی تعمیر ہے۔ اکثر لوگوں نے مریمے کہے ان میں ابو منصور حنفی، ابوالعلاء اصفہانی، ابن میسرہ، ابوسعید رستمی، ابو الفیاض طبری، وصی ہمدانی، ابوالعباس خسی لاکن ذکر ہیں۔

مصادر حالات:

- | | |
|---------------------|----------------------------|
| ۱- تجربة الدرر | ۲- انساب معانی |
| ۳- تتمم الادباء | ۴- نزهة الالباء |
| ۵- تجارب السلف | ۶- درجات رفعة |
| ۷- محاسن اصفہانی | ۸- كامل ابن اثیر |
| ۹- مختمل الآمال | ۱۰- معالم العلماء |
| ۱۱- لفظتكم ابن جوزی | ۱۲- تاریخ ابن خلکان |
| ۱۳- معابر لقصصیں | ۱۴- اعیان الشیعہ وغیرہ (۱) |

- ۱- تجربة الدرر، ج ۳ ص ۲۶۷-۲۶۹ (ج ۳، ص ۲۲۵-۲۲۷) (۱۶۹) انساب معانی (ج ۳ ص ۳۰) (۲۲۵-۲۲۷) تجارب السلف ص ۲۲۳ درجات رفعة (ص ۳۸۲) تاریخ کامل، ج ۹ ص ۲۷ (ج ۵ ص ۵۱، ج ۵ ص ۲۷) (ج ۵ ص ۵۱، ج ۵ ص ۲۷) مختمل القال ص ۵۶ (۱۱۹) معالم العلماء (ص ۱۰، نمبر ۴۵) لفظتكم، ج ۷، ص ۲۷۹ (ج ۱۲، ص ۲۷۵، نمبر ۱۱) وفیات الاعیان، ج ۱، ص ۲۷ (ج ۱ ص ۲۲۸، نمبر ۹۶) سعادت لقصصیں، ج ۲، ص ۱۶۲ (ج ۲ ص ۲۱۱، نمبر ۲۱۸) اعیان الشیعہ، ج ۱۲، (ج ۳، ص ۲۲۶-۲۲۸) (۲۲۸-۲۲۶)

جوہری جرجانی

وفات ۱۸۰ھ تقریباً

اما اخذت عليکم اذ نزلت بكم غدیر خم عقودا بعد ايمان
 "کیا میں نے تمہاری بے شمار قسموں کے بعد تم سے غدرِ خم میں عہد دیا ہے؟
 اور میں نے سردار عرب اور زبدۃ عدنان کے بازوں کو تھام کر کھا تھا اور یہ حکم خدا نے دیا تھا کہ نہ
 کوتا ہی کروں اور نہ تشریع یہاں میں کی کروں، یہ علی ان تمام لوگوں کا مولا ہے جن پر میں مسجوت ہوا ہوں
 ، خواہ پوشیدہ یا ظاہر بر ابر ہے۔

میرا چھپرا بھائی، میرے منبر کا وارث اور میرا بھائی اور وارث ہے، اس کے سوانح کوئی صحابی نہ میرا
 بھائی، اس کا مرتبہ اگر میرے جسم سے قیاس کرو تو وہی ہے جو ہارون کا موسیٰ بن عمران سے تھا۔ (۱)

مناقب ابن شہر آشوب (۲) میں یہ چار شعر درج ہیں:
 غدرِ خم کا منکر وہی ہو گا جو حرام زادہ، بدکار اور ناپاس ہو گا۔

کس کے لئے ڈوبنے کے بعد سورج پلٹا باطل میں، جاؤ تھقین کر تو تمہیں معلوم ہو جائے گا۔
 دوسری بار بھی اس کے احترام میں سورج پلٹا رسول خدا کے زمانے میں، اخبار و احادیث بے شمار

ہیں۔

۱۔مناقب ابن شہر آشوب، ج ۱، ص ۵۳۲ (ج ۲، ص ۳۰) یا ضمی کی مراد استقیم (ج ۱، ص ۳۱۱)

۲۔مناقب آل ابی طالب، ج ۲، ص ۲۰۳ (ج ۲، ص ۲۵۵)

انہوں نے تمام فضائل و اخخارات کا احاطہ کر لیا تھا اس لئے ان کے متعلق مدحہ اشعار کے لئے تمام
کا احاطہ کرنے سے قاصر ہوں۔“

شاعر کا تعارف

ابو الحسن کنیت، علی بن احمد جرجانی نام تھا، ان کے اشعار سے پتہ چلتا ہے کہ عرفیت جو صریحتی
پیارہ فضل و ادب تھے، لغت عرب کے ستون تھے قافیہ پردازی میں بڑی مہارت تھی شعری تقید و پرکھ میں
ممتاز تھے، وزیر صاحب بن عباد کے دست راست اور خاص مصاحب تھے، ان کے درباری شاعر بھی تھے
ابتداء جوانی سے ہی شعرو و شاعری سے تعلق ہو گیا کچھ ہی دنوں میں اس قدر مہارت پیدا کر لی کہ صاحب
طرز شاعر ہو گئے، انہیں اپنے مقام کو مختلف اسالیب میں بیان کرنے کی اس قدر مہارت تھی کہ لوگ کہتے
یہ جو ان تو کہنہ مشقتوں کو بھی مات کر دیتا ہے۔

صاحب کو ان کی قدرت کلام پر بڑی حیرت ہوتی تھی ان کے اشعار پر جموم جموم المثلثہ شعری
شادابی اور ظرافت کا ہر شخص اقرار کرتا اسی لئے صاحب بن عباد نے انہیں اپنا خصوصی مصاحب بنا لیا تھا
اپنے تمام کارگزاروں اور افسروں کے درمیان رابطہ کی حیثیت سے مقرر کیا تھا۔

جس وقت انہیں صولی کے پاس بھیجا تو ان کے تعلق صاحب نے خط میں جو ستائشی فقرے لکھے ان
فقروں کی وجہ سے تمام لوگ ان کے کمالات کے مفتون ہو گئے۔

اسی طرح ایک خط ابوالعباس ضمی کو لکھ کر ان کے ہاتھوں روانہ کیا تو اسے پڑھ کر ضمی نے بھی ان کا
بہت اکرام و احترام کیا (۱) اس خط میں صاحب نے اپنے تمام محاسن میں انہیں شریک قرار دیا اور ان کے
ادب و فن کی بہت زیادہ ستائش کی، ان کے خصوصی تعلق، محاسن و فضائل و اخلاق کا قصیدہ پڑھا جس دوستی،
حدود معاشرت اطاعت میں خود پر دگی کی انتہائی حالت و غیرہ کو بیان کیا، ظرافت و بذلہ کوئی، شیریں زبانی
نشرو نظم میں یکساں مہارت، طبع سرشار میں دریاقاری و عربی میں حیرت ناک قدرت وغیرہ کا مذکورہ کیا۔

شعابی (۱) نے بھی ان کی بہت سائش کی ہے وہ کہتا ہے کہ ۷۴۲ھ میں جب امیر ابو الحسن کے پاس بطور سفیر جا رہے تھے تو میں بھی ان کے ہمراہ تھا اور پھر چند اشعار نقل کئے ہیں:

ان کے اشعار ریاض العلماء، مقلل خوارزمی، مناقب شہر آشوب، بخار محلی میں نقل کئے گئے ہیں

شعابی نے بھی تیجۃ الدھر جلد چہارم میں تین صفات مخصوص کئے ہیں (۲) عظیم شاعر جو هری جرجان میں ۷۴۳ھ اور ۷۴۵ھ کے درمیانی زمانے میں دنیا سے گئے ۷۴۳ھ میں ایک بار صاحب بن عباد نے انہیں امیر ابو الحسن ناصر الدولہ کے پاس سفیر ہنا کر بھیجا، دوسری بار اصفہان کے گورنر ابوالعباس خسی کے پاس بھیجا جب وہ اصفہان سے جرجان پلٹے تو زیادہ دن نہ گذرے تھے کہ دنیا سے منہ موزیا (۳) چونکہ انہوں نے صاحب کی زندگی میں ہی انتقال کیا اور صاحب کی وفات ۷۴۵ھ میں ہوئی اس لئے ان کی وفات کا زمانہ لگ بھگ ۷۴۳ھ تسلیم کیا جاستا ہے۔

۱- تیجۃ الدھر (ج ۲، ص ۲۹)

۲- ریاض العلماء (ج ۲، ص ۳۲۹)، مقلل خوارزمی (ج ۲، ص ۱۳۶)، مناقب آل ابی طالب (ج ۲، ص ۱۳۶)، بخار الانوار

(ج ۲۵۲، ص ۲۷۹-۲۵۲) تیجۃ الدھر، ج ۲، ص ۳۱، ۲۹-۳۲ (ج ۲، ص ۲۲-۲۸)

۳- تیجۃ الدھر (ج ۲، ص ۳۲)



امن حجاج بغدادی

وفات / ۱۹۳ھ

یا صاحب القبة الیضاء فی التجف من زار قبرک واستشغی للبیک شفی
امن نجف کے چکلیے نبدوالی! جو بھی آپ کی قبر کی زیارت کرے اور شفاف طلب کرے اسے شفا
ملق ہے، ہدایت کرنے والے ابو الحسن کی زیارت کروتا کہ تمہیں اجر ملے، اقبال و کامرانی سے ہمکنار ہو
اس رہبر کی خدمت میں شرفیاب ہو کیونکہ ان کی بارگاہ میں مناجات مقبول ہے جو شخص ان سے حاجت
طلب کرے، روا ہوگی۔

جب حرم بارگاہ میں پہنچ تو احرام باندھ کر لبیک کہتے ہوئے وارد ہو، پھر مزار کے گرد طواف کرو،
جب تم حرم کا سات بار طواف کر لو تو اس سردار کے پائیں بیٹھ جاؤ اور کہو، خدا کا سلام، اہل سلام کا سلام
اور ارباب علم و شرف کا سلام!

میں آپ کی بارگاہ میں اے مولا اپنے شہر سے حاضر ہوا ہوں آپ کی ولایت سے متسلک ہو کر
خدمت میں شرفیاب ہوا ہوں، مجھے امید ہے کہ آپ میری شفاعت فرمائیں گے۔

اے مولا! اور مجھے شدت عطش میں آپ بہشت سے سیراب کریں گے، کیونکہ آپ عروۃ الاوثینی ہیں
جو بھی آپ سے متسلک ہو جائے نہ تو وہ بد بخت ہو گا اسے خوف ہو گا اگر آپ کے اسماء حسنی کی کسی
مریض پر حلاوت کر دی جائے تو شفاء ہو جائے، هر چیز سے نجات مل جائے، کیونکہ آپ کی شان میں کسی قسم
کا نقش نہیں اور آپ کا نور کبھی زوال پذیر نہیں، اور آپ آیت کبریٰ ہیں جو عارفین پر مکشف ہوتا ہے

ملکوتی جلوں کے ساتھ۔

یہ خدا نے رحمٰن کے فرشتے ہیں جو آپ کی بارگاہ میں اتر کر الاطاف و تھانف لاتے رہے۔ کبھی طشت، کبھی جام آب، کبھی دستار جبریل آپ کے لئے تختہ لائے اس میں کسی کو اختلاف نہیں، جب بھی رسول خدا نے کسی مہم میں آپ سے مرطلب کی آپ نے بخوبی اسے انجام دیا۔

اور اس سے مروی ہے کہ آپ کے متعلق مرغ بریان کا داقعہ رسول خدا کی نص صریح کا واضح ہوتا ہے، قرآن میں جودا نہ، شاخ اور زیتون کے واقعات بیان ہوئے ہیں وہ آپ کے لئے عرش والے خدا کی کرامت و شرف کا مظہر ہیں۔

اور عادیات میں جو گھوڑے دوڑانے اور گردانے کی بات ہے یا شمشیر برائی کی بات یا زرہ توڑنے اور نالہ و فریاد کرنے کی بات۔

آپ ان کی جمعیت پر شاخ شمشاد کی طرح ٹوٹ پڑے تاکہ انہیں خاکستر کر دیا جائے اگر آپ چاہئے تو انہیں سخن کر دیتے یا زین سے کہتے انہیں دھنالے، آپ کے قبضہ میں موت اور روحلیں ہیں آپ ہی فرمادیں اگر آپ حکم دیتے تو قطعی ظلم نہ ہوتا۔

خدالئیں مبارک نہ کرے جن میں سے ایک نے نجیخنہ کہ کے آپ کے فضل و شرف کا اعتراض کیا اور آپ کی غدیر خم میں بیعت کی، پھر رسول خدا نے اپنے بیان سے اس کی تائید فرمائی آپ کو انہوں نے چھوڑ دیا ارشاد نبی کو نظر انداز کیا، ان کو اس قول رسول نے بھی بازنہ رکھا کہ یہ میرا بھائی اور میرا جانشیں ہے، یہ تہارا امولہ ہے میرے بعد جو بھی اس سے دابستہ ہو جائے اسے نہ ماضی میں خوف ہو گا نہ مستقبل میں۔ (۱)

یہ قصیدہ ۲۶۳ شعروں پر مشتمل ہے اور اس سے متعلق ایک واقعہ بھی آئندہ بیان ہو گا: این حاجج کا ایک قصیدہ اور بھی ہے جو ابن سکرہ کے جواب میں کہا گیا تھا، ابن سکرہ نے اہلیت اور ابن حاجج کے خلاف زبان درازی کی تھی میں نے اس قصیدہ کو ان کے منظوظ دیوان سے حاصل کیا جو

۲۲۰ میں عمر بن اسما علیل کے قلم سے لکھا گیا۔

اس کا پہلا شعر یہ ہے:

لَا كاذب اللہ ان الصدق ينعني
يَدُ الْأَمِيرِ بِحَمْدِ اللّٰهِ تَحِينِي
آگے فرماتے ہیں:

فَمَا وَجَدْتُ شَفَاءً تَسْتَفِيدُ بِهِ

”بغیر آل لیں سے در ماں طلب کئے کہیں شفائے پاؤ گے، تم آل محمدؐ کی جو کر رہے ہو؟ تم نے بلند مرتبہ اور روشن چہرہ والوں پر دشام طرازی کی ہے تو خدا تمہیں فقر و کفر سے تمام عمر ذات چٹاتا رہے گا دنیا بھی گئی اور دین بھی“۔

شاعر کے حالات

اب عبد اللہ حسین بن احمد بن محمد بن جعفر بن محمد بن حجاج نیلی بغدادی، گروہ علماء کے ایک اہم ستون، دانش و ادب کے عظیم ونا در روزگار شخص تھے، صاحب ریاض العلماء نے انہیں بزرگترین علماء میں شمار کیا ہے (۱)، ابن خلکان نے بزرگ ترین شیعوں میں (۲) اور حموی نے بزرگ شیعہ شعرا اور آخرین انسانیہ زنگار لکھا ہے (۳)، ان کا قافیہ پردازی کا مخصوص اسلوب تھا اسی طرح ان کے انشائیہ بھی لا جواب تھے، ان کے دانش کا بڑا استوار قدم تھا، ادب، معانی آفرینی اور سخن طرازی میں عالمگیری شہرت کے حامل تھے، ادیبوں نے بڑے احترام سے ان کا نام لیا ہے، صاحب نسمه لحر نے معلم ثانی کہا ہے (۴) ان کی سخن پردازی نے آوازہ ادب کو تھت الشعاع میں کر لیا تھا، ہم یہاں دونوں محاسن کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں گے۔

۱- ریاض العلماء (ج ۲ ص ۱۱)

۲- وفات الانعیان (ج ۲، ص ۱۷۱، نومبر ۱۹۶۲)

۳- نسمه لحر (مجلدے، ج ۱، ص ۱۰۵)

۴- مجمع الادباء (ج ۹، ص ۲۲۹)

مرتبہ علم و دانش:

دنیٰ علوم میں ان کی مہارت کا اس قدر شہرہ تھا کہ وہ حکومتِ اسلامی کے پایہ تخت بغداد میں امور حبہ کے منصب پر کئی بار سرفراز ہوئے۔ (۱) یہ منصب ہمیشہ ان لوگوں کو ملتا ہے جو اپنے شکوہ علمی میں متاز ہوتے ہیں ماوراء الہی نے احکام سلطانیہ (۲) میں لکھا ہے کہ امور حبہ کا منصب ان لوگوں کو ملتا ہے جو صدر اول کے ائمہ سمجھے جاتے ہیں کیونکہ یہ منصب دینی اموزہ کا ستون تھا۔

”حبہ“ اصل میں تمام لوگوں کو امر بالمعروف اور نبی عن الامر کو وسیع معنوں میں نافذ کرنے سے عبارت ہے، ابن حجاج سے پہلے اس منصب پر بزرگ فلسفی احمد بن طیب رخسی تھے جو ۳۲۸ھ میں مقتول ہوئے پھر ابن حجاج ہوئے اس کے بعد فقیہ شافعی ابو سعید احمد بن حسن بن احمد اصطہری متوفی ۳۲۸ھ فائز ہوئے (۳) احکام سلطانیہ میں ہے، ”حبہ“ کا منصب اسے ملنا چاہیئے جو آزاد، عادل، دادگتر، صاحب نظر، دین کے معاملہ میں نجٹ اور مکرات کا واقف کار ہو (۴) فقیہاء شافعی اس بارے میں اختلاف رکھتے ہیں وہ کہتے ہیں کیا جس معاملہ میں مختلف فقیہاء میں اختلاف رائے ہو تو محکمہ اپنی رائے واجھتا دو کو لوگوں پر مسلط کر سکتا ہے؟ ابو سعید اصطہری کہتے ہیں کہ مسلط کر سکتا ہے اسی صورت میں کہا جاسکتا ہے کہ محکمہ کو دانش مند مجتهد اور صاحب نظر ہونا چاہیئے تاکہ اختلافی موقع پر اپنا نقطہ نظر واضح کر سکے۔

رشید الدین و طواط کا خیال ہے کہ نظام حکومت، ثبات دین اور اصلاح مسلمین کے لئے محکمہ کا منصب ضروری ہے کیونکہ اس کے ذریعہ جادہ حق سے محروم افراد یا فاسق افراد کی جاہ کاری سے شریعت و دین حفظ اور مضبوط رہے اور معاشرتی امور ٹھکانے سے انجام پاتے رہیں، یہ منصب اسی شخص کے لئے

۱۔ وفیات الاعیان (ج ۲، ص ۱۶۸، نمبر ۱۹۲)؛ البریۃ والتحابی (ج ۱، ص ۳۷۸، حدیث اول ۳۷۰)؛ مرآۃ الجان (ج ۲، ص ۳۳۳)

ریاض العلماء (ج ۲، ص ۱۱۶)؛ مفتاوی کی دائرۃ المعارف الاسلامیہ (ج ۱، ص ۱۳۰)؛ فرید وجدی کی دائرۃ المعارف (ج ۲، ص ۱۶)

الاعلام (ج ۲، ص ۲۳۱) (۲۲۱)

۲۔ احکام سلطانیہ میں (۲۲) (ج ۲، ص ۲۵۲، باب ۲۰)

۳۔ وفیات الاعیان (ج ۲، ص ۱۶۸، نمبر ۱۹۲)؛ مرآۃ الجان (ج ۲، ص ۳۲۲، وفیات ۲۹۱)

۴۔ احکام سلطانیہ میں (۲۰۹) (ج ۲، ص ۲۳۱، باب ۲۰)

مز اور ہو سکتا ہے جو دینداری سے متصف، اداء امانت میں معروف اور بدنامی سے دور، عیب و تھمت کے علاوہ لسکر تقویٰ سے آرستہ، اصابت و رشد و صلاح سے مزین ہو۔ (۱)

اس اعتبار سے اب جاج کا کئی مرتبہ منصب احصاب پر فائز ہونا بتاتا ہے کہ وہ مرتبہ اجتہاد پر فائز، عدالت و تائش علمی سے آراستہ تھے، اب جاج دو مرتبہ بخداو میں اس منصب پر فائز ہوئے ایک مرتبہ مقدار باللہ کے عہد میں اور دوسری بار عز الدولہ کے زمانے میں اسی زمانہ میں وزارت پر اپنی بقیہ فائز تھے۔

ابن حجاج نے ان کا قصیدہ بھی کہا تھا :

ايها ذا الوزيران انت انصفت والافقين مع الجيران

۱۰

لیت شعری الست محتسب الناس؟! فلم ليس تعرفون مكانی؟!

ادب و هنر:

قبل از این اشاره کیا گیا کہ شعراء شیعہ میں نابغہ عصر اور دیرین میں ممتاز تھے، کچھ لوگوں نے تو انہیں امرؤ لقیس کا ہم پایہ بھی کہا ہے۔ (۲) چار سو سال کے درمیان ان دونوں کے درمیان کوئی بھی ان کا ہم پایہ نہ ہوا، ان کا دیوان دس جلدیوں میں مرتب کیا گیا ہے، زیادہ تر اشعار میں سلاست و رواني، سهل و آسان تعبیرات، معانی آفرینی، نفاست اسلوب، اور جدت رنج پایا جاتا ہے، صاحب نسمة الحجر انہیں معلم ہانی کہتے ہیں۔ (۳) ان کے خیال میں معلم اول یا تمہلیں بن واہل ہے یا امرؤ لقیس ہے کیونکہ انہوں نے حدود روش ایجاد کی تھی اور دوسرے افراد جیسے ابو قعیق اور صریح الدلاء نے اس روشن کا اتباع کیا ہے۔

مجم الادباء، ج ١٩، ص ٣١

^{٣٩١} موسى الديبا، من، ١٩٦٢، ج ٢، ص ٣٨٧، حوارث (٢٠٦-٢٠٩)، شذرات الذهب (ج ٢، ص ٣٨٧، حوارث ٣٩١)

سے نسیہ احر (مجلد ۷، ج ۱، ص ۲۰۵)

شعابی کہتے ہیں کہ میں نے ارباب بصیرت ادیب اور خن خجوں سے سنا ہے کہ ابن حجاج فن اور روش کا اختراع کرنے والوں میں یگانہ دہراتے کیوں کردہ بے نظر اور فن سے بھر پور تھے، معانی کی پرداخت کی حیرت انک مہارت و صلاحیت رکھتے تھے، خواہ مفہوم کتنا ہی دشوار ہوا سے طبی روانی، شیریں بیانی اور ملاحظت تمام اور بلاغت کمال کے ساتھ پیش کر دیتے تھے۔ (۱)

بدیع اسٹرالابی ہبۃ اللہ بن حسن (۵۳۲م) نے ان کا دیوان ۱۳۷ ارباب پر مشتمل ترتیب دیا، ہر باب ایک مخصوص فن کا حامل ہے، اس کا نام انہوں نے درہ التاج فی شعر ابن الحجاج رکھا ہے۔ (۲) اس کا خطی نسخہ پیرس کے کتب خانہ میں رکھا ہے ابن ختاب نبوی نے مقدمہ لکھا ہے۔

شریف رضی نے بھی بہترین و نیقیں ترین اشعار کا انتخاب بنام "الحسن من شعر الحسین" (۳) ہروف تجھی کے مطابق ابن حجاج کی حیات ہی میں مرتب کیا تھا، آخر میں شریف رضی نے پدرہ اشعار بھی بطور تبصرہ کئے ہیں، پہلا شعر یہ ہے:

اتعرف شعراً الى من ضوى فاضحى على ملکه يحتوى؟!

شعابی کہتے ہیں کہ ابن حجاج کا شعری دیوان سائٹھ دینار سے کبھی گر نہیں سکتا کیوں کہ اشعار میں بڑی نقاوت ہے، غمکنی اور جذب توجہ کی صلاحیت ہے ان کے اشعار میں امثال قارئین کو آفاق کی سیر کرتے ہیں، پڑھتے ہی دل میں اترجمتے ہیں۔ (۴)

ابن الحجاج کے اشعار میں زیادہ تر ہزل اور جنون کی باتیں ہیں گویا یہ دونوں چیزیں ان کے ذوق و احساس کی سرشنست ہیں جب وہ شوخی پر اتر آتے ہیں تو نہ سلطان کی پرواہ کرتے ہیں نہ امراء کی، ان کی گستاخی پر کوئی روک نہ تھی جو دل میں آتا کہہ ڈالتے، لوگوں کو پسند خاطر بھی تھا لیکن ابن حجاج کے بہترین اور نیقیں ترین اشعار وہ ہیں جو انہوں نے آل محمد کی مدح و ثناء میں کہے ہیں یا دشمنان آل محمد کی ندمت میں کہے ہیں۔

۱۔ تہذیب الدھر (ج ۳، ص ۳۵)

۲۔ مجمع الادباء (ج ۱۹، ص ۲۷۳) و فیفات الاعیان (ج ۶، ص ۵۲، نمبر ۲۷۷)

۳۔ مرآۃ الجان (ج ۳، ص ۲۶۱) کشف الطعون (ج اس ۳۹۹) عثماوی کی دائرة المعارف الاسلامیہ (ج ۱، ص ۱۳۰)

۴۔ تہذیب الدھر (ج ۳، ص ۳۶)

ابن حجاج کے معاصرین خلفاء:

معتمد علی اللہ: (متوفی ۹۲۷ھ)

معتصد باللہ: (متوفی ۹۲۸ھ)

ملکشی باللہ: (متوفی ۹۲۹ھ)

مقتدر باللہ: (متوفی ۹۳۰ھ)

الراضی باللہ: (متوفی ۹۳۲ھ)

مسکنی باللہ: (متوفی ۹۳۸ھ)

قاهر باللہ: (متوفی ۹۳۹ھ)

ستقی باللہ: (متوفی ۹۳۹ھ)

مطیع اللہ: (متوفی ۹۴۱ھ)

طالیع اللہ: (متوفی ۹۴۳ھ)۔ (۱)

وہ معاصرین آں بیویہ جو عراق پر حکومت کرتے تھے

مخراط الدولہ: فاتح عراق: (متوفی ۹۴۵ھ)

عز الدولہ: (متوفی ۹۴۷ھ)

شرف الدولہ: (متوفی ۹۴۹ھ)

صماصم الدولہ: (متوفی ۹۴۸ھ)

بہاء الدولہ: (متوفی ۹۵۰ھ)

عضد الدولہ: (متوفی ۹۵۱ھ)

شعابی کہتے ہیں کہ وہ تمام عمر وزیروں اور رئیسوں پر حکومت کرتے رہے، جیسے گھر کا بزرگ بچوں

پر حکومت کرتا ہے انہوں نے بڑی اچھی زندگی گذاری دو لکھ عقائد سے نہال رہے۔ (۲)

ان کے دیوان میں بہت سے قصائد و مراتی اور ہجوبیہ کلام اپنے زمانے کے خلفاء، امراء، وزراء، اور
نشیوں کے متعلق پائے جاتے ہیں دیوان میں تلاش کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے سانچھے افراد ہیں۔

ہارون بن نجم

متنبی بن شاعر

خلیف طبع اللہ

وزیر ابوریان

عز الدولہ

ابو تغلب

ابن شاھین

محمد بن عمران

ابوسحاق صابی

صاحب بن عباد

ابو علی حاتی

وزیر سایور

ابن حفص

شرف الدولہ بن بویہ

قاضی تنوفی

ابن سکرہ شاعر

ابن یوسف

وزیر مرزبان

وزیر فاسنجس

ابن حجاج نے مدح الہمیت میں بہت زیادہ اشعار کئے ہیں دشمنان آل محمد مثلاً مروان بن ابو حفصہ
جیسوں کی بہت زیادہ نمودت بھی کی ہے، انہیں گالیاں بھی دی ہیں یہاں تک کہ بعض فقادوں نے آپ پر
اعتراض بھی کیا کہ اس حد تک تلتھ و تند اور طنزیہ شاعری اور شرمناک اور رسوا کن باتیں نہیں کہنی چاہئیں۔
لیکن یہ پیش نظر ہنا چاہئے کہ ابن حجاج کا دل مظالم سادات پر خون گشتہ تھا ان کے اشعار آہ کی
طرح ہیں جو سینہ در دمند سے نالہ بن کر لکھے ہیں نہ کہ انہوں نے گالم گلوچ اپنا پیشہ بنا لیا تھا ان کا پھکلتا جگر
اشعار میں ڈھل گیا ہے اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ ان کے اشعار بارگاہ ائمۃ میں بہت مقبول تھے نیز ان

کے ناپسندیدہ اشعار سے کریمانہ طریقے پر چشم پوشی کی گئی۔

سیدا جل زین الدین علی بن عبدالمجید نیلی بحقی کتاب در الفید میں لکھتے ہیں کہ ابن حجاج کے زمانے میں دونیک مرد تھے محمد بن قارون اور علی سورائی ان کے اشعار پر بڑی تنقید کرتے تھے محمد بن قارون نے خواب میں دیکھا گویا میں روضہ حسینی میں مشرف ہوں وہاں حضرت فاطمہ زہرا موجود ہیں وہ دہنی طرف داخل ہونے والے دروازے سے بیک لگائے ہوئے ہیں تمام ائمہ مخصوصین حضرت صادق آل محمد تک وہاں موجود ہیں سبھی ضریع علی اکبر کے مقامیں بیٹھے ہیں آپس میں باشیں کر رہے ہیں محمد بن قارون ان کے برابر میں بیٹھے ہیں۔

سورائی کہتے ہیں کہ میں نے ابن حجاج کو دیکھا کہ وہاں آمد و رفت کر رہے ہیں میں نے محمد بن قارون سے کہا اس شخص کو دیکھ رہے ہو کس طرح بارگاہ ائمہ میں گستاخانہ طریقے سے آمد و رفت کر رہا ہے میں نے کہا مجھے وہ قطعی پسند نہیں میں تو اس کی طرف دیکھنا بھی نہیں چاہتا۔

سورائی کہتے ہیں کہ یہ سن کر حضرت فاطمہ زہرا نے غصب ناک نگاہوں سے دیکھا اور فرمایا ابو عبد اللہ تھے پسند نہیں؟ اسے دوست رکھو کیوں کہ جو اسے دوست نہ رکھے وہ شیخ نہیں تمام ائمہ نے بیک آواز کہا جو اسے دوست نہ رکھے وہ ہمارا شیخ نہیں۔

ابن قارون کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا تھا کہ کس نے کہا، میں خواب سے بیدار ہوا بڑی وحشت تھی کیوں کہ میں ابن حجاج کی تنقید و تفییص کرتا رہتا تھا۔

کچھ دن بعد میں خواب بھول بھال گیا پھر میں زیارت روضہ حسین سے مشرف ہوا راستے میں کچھ شیعوں کو دیکھا کہ وہاں ابن حجاج کے اشعار پڑھ رہے ہیں، میں نے جا کر بڑی حیرت سے دیکھا کہ وہاں سورائی بھی موجود تھے، میں نے سلام کر کے ان سے پوچھا اس سے پہلے تو تم ابن حجاج کے اشعار میں کیڑے نکلتے تھے اب کیا ہوا کہ بڑی توجہ سے سن رہے ہو کہنے لگے کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے اور وہی خواب بیان کیا جو میں نے دیکھا تھا۔

یہ دونوں م رد صاحب اس کے بعد ہمیشہ ابن حجاج کی مدح و ستائش اور اشعار کی اشاعت میں جدوجہد

کرنے لگے (۱)

دوسرے واقعہ میں یہ ہے کہ جب سلطان مسعود بن بابویہ (عبد الدولہ بن بابویہ) نجف اشرف کے روشنی کی تعمیر کرنے لگا تو بارگاہ میں ادب سے حاضر ہوا حرم مبارک کو بوسہ دیا ہیں برابر ہی ابن حجاج بھی موجود تھے اور اپنا قصیدہ فاسیہ پڑھنے لگے (جسے شروع میں نقل کیا گیا۔ یا صاحب القبة البیضاد فی النجف)

جب وہ ان اشعار تک پہنچ جن میں دشمنان علیؑ کے متعلق فحش اور نامناسب باتیں نظرم ہیں تو علم الحمدؑ نے تین وسیلے میں ان اشعار کو حرم شریف علویؑ میں پڑھنے سے منع کیا، ابن حجاج بھی چپ ہو گئے جب رات ہوئی تو ابن حجاج نے حضرت علیؑ کو خواب میں دیکھا، وہ فرمائے ہیں کی کبیدہ خاطر نہ ہو میں نے علم الحمدؑ کے پاس پیغام بر بھیجا ہے وہ تمہاری خدمت میں معافی مانگنے آئیں گے جب تک وہ نہ آئیں گھر سے باہر نہ نکلنا۔ شریف علم الحمدؑ نے بھی خواب میں رسول اکرمؐ کو دیکھا کہ تمام ائمۃ آپ کے گرد میں حلقوں کے بیٹھے ہیں یہ ان کی خدمت میں گئے اور سلام کیا رسول خدا نے بڑی سردمبری دکھائی ہاتھ جوڑ کر عرض کی، اے ہمارے سردار! میں آپ حضرات کا غلام ہوں آپ کا فرزند ہوں آپ کا دوستدار ہوں یہ سردمبری کیوں ہے؟ انہوں نے فرمایا اس لئے کہم نے ہمارے شاعر کا دل توڑا ہے تمہیں جا کر اس سے معافی مانگی چاہیے اور اس کو لئے ہوئے مسعود بن بابویہ کے پاس جاؤ اور ابن حجاج پر جو کچھ بھی میری عنایات ہیں اس سے خبردار کرو۔

صلی سکینہ

علم الحمدؑ سید مرتضیٰ فوراً اٹھے اور ابن حجاج کے گھر آئے دروازہ کھلکھلایا، انہوں نے گھر سے بلند آواز میں کہا جس سردار نے تمہیں یہاں بھیجا ہے اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ گھر سے نہ نکلوں وہ تمہارے پاس آنے والے ہیں سید مرتضیٰ بولے ان کا فرمان برسو جشم قبول، پھر وہ عذر و مغفرت کے بعد لئے ہوئے ابن مسعود کے پاس گئے دونوں نے اپنا اپنا خواب بیان کیا، پھر سلطان نے بڑی قدر افزائی کی، بہترین عطا یا کے ذریعہ ان کا مرتبہ و مقام بلند کیا اور حکم دیا کہ میرے سامنے اشعار پڑھے جائیں۔

ولادت ووفات:

ابن حجاج نے جمادی الآخر ۱۹۳ھ میں دار فانی کو دواع کہا، یہ چھوٹی سی آبادی فرات کے کنارے بغداد کوفہ کے درمیان واقع ہے ان کا جنازہ کاظمین لے جایا گیا انہوں نے وصیت کی تھی کہ مجھے کاظمین شریفین کی پائتی میں دفن کیا جائے اور تعویذ قبر پر لکھا جائے:

﴿وَكَلِّبُهُمْ بِأَسْبَطِ ذِرَاعِيهِ بِالْلُّوْصِيدِ﴾

شریف رضیٰ اور ابن جوزی نے مریئے ہے۔ (۱)

میں نے تمام معاجم اور تذکروں کو دیکھا کہیں تاریخ ولادت نہیں ملی لیکن اتنا واضح ہے کہ تیری صدی میں پیدا ہوئے، لگ بھگ ایک سو تیس سال زندہ رہے اور اس کے شواهد مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ ابن شہر آشوب لکھتے ہیں کہ آپ نے ابن روی سے پڑھا اور ابن روی ۲۸۷ھ میں مرے۔ (۲)

۲۔ امور "حبه" کے منصب پر اصطہری ۳۲۸ھ کے بعد فائز ہوئے اصطہری زمانہ مقتدر بالشہد میں

مختسب ہوئے تھے۔ (۳)

۳۔ ان کے دیوان میں ہارون بن علی کی بیجو موجود ہے جب کہ ابن حجاج کسن تھے اور ہارون

۲۸۸ھ میں مرے۔

۴۔ وزیر عباس بن حسین کا قصیدہ کہا جو ۲۹۰ھ میں قتل ہوا پھر یہ چوہی صدی کے وسط میں اکثر اشعار کہے جس میں اپنی پیرانہ سالی کا شکوہ ہے، ان سے زیادہ کسی شاعر نے اپنی پیرانہ سالی کا شکوہ نہیں کیا۔ اب اسکے بعد ابن کثیر (۴) کا فقرہ کوئی وقت نہیں رکھتا کہ ابن خلکان کی بات غلط ہے کہ اصطہری کے بعد امور حبه کے متولی ابن حجاج ہوئے کیوں کہ اصطہری ۳۲۸ھ میں مرے اور ۳۲۸ھ میں مختسب بنے۔

۱۔ دیوان رضی (ج ۲، ص ۲۳۱)، ششم، ج ۷، ص ۲۱، (ج ۱۵، ص ۲۹، نومبر ۱۹۷۶)

۲۔ مسلم الحلاء (ص ۱۳۹)

۳۔ وفاتات الاعیان (ج ۲، ص ۱۶۸، نومبر ۱۹۷۲) مرأة الاعیان (ج ۲، ص ۳۳۳)، ثدرات الذهب، ج ۲، ص ۳۱۲ (ج ۲، ص ۱۳۲، حادث ۲۷۸)

۴۔ البدرية والتحفی، ج ۱۱، ص ۳۲۹

مصادر حالات:

- | | |
|-------------------------------|--------------------------|
| ۱- شیرۃ الدھر | ۲- تاریخ خطیب |
| ۳- مجم | ۴- ابن خلکان |
| ۵- ابن کثیر | ۶- مختشم |
| ۷- دائرۃ المعارف الاعلام زرگی | ۸- ریاض العلماء |
| ۹- مجالس المؤمنین | ۱۰- کشف الظہون |
| ۱۱- تفتح القال | ۱۲- ریاض الجنة وغیرہ (۱) |

(۱) شیرۃ الدھر۔ ج ۳ ص ۲۵ (ج ۳ ص ۲۵) تاریخ خطیب بغدادی، ج ۸، ص ۱۲، مجم الادباء، ج ۲، ص ۶ (ج ۹، ص ۲۰۶) وفیات الاعیان، ج ۱، ص ۲۷۶ (ج ۲، ص ۱۶۸، نمبر ۱۹۲) البدریۃ والتحلیۃ، ج ۱، ص ۳۲۹ (ج ۱۱، ص ۸۷۸) مختشم، ج ۷، ص ۲۱۶ (ج ۱۵، ص ۲۸، نمبر ۱۹۷۱) دائرۃ المعارف الاسلامیہ، ج ۱، ص ۱۳۰، الاعلام، ج ۱، ص ۲۲۵، ریاض العلماء (ج ۲، ص ۱۱) مجالس المؤمنین ص ۳۵۹ (ج ۲، ص ۵۳۳، کشف الظہون، ج ۱، ص ۳۹۸) (ج ۱، ص ۵۶۷) تفتح القال، ج ۱، ص ۳۱۸۔

ابوالعباس ضی

وفات ۲۹۸ھ

لعلی الطهر الشہیر مجداناف علی ثیر
 صنو النبی محمد وصیہ یوم الفدیر
 وحیل فساطمة ووا لدشبو ر ابو شیر
 ”پاک و پاکیزہ اور بلند آواز علی کے لئے اسکی عظمت و شرافت ہے جس نے کوہ شہر کا احاطہ کر لیا
 ہے، وہ جو رسول خدا کے صنو (شریک ہدایت) اور غدیر کے دن ان کے وصی بنے، وہ جو فاطمہ کے شوہر
 اور شہر و فتحی کے والد ماجدین“۔ (۱)

شعری تسلیع:

شہر کے کامبند ترین پہاڑ ہے جو عرف اور مکہ کے درمیان واقع ہے اس پہاڑ پر قبلہ ہدیل کا ایک ممتاز
 ترین شخص مر گیا تھا، اسی کے نام پر پہاڑ کو معروف کر دیا گیا۔ حافظ ابو قیم نے ”ما نزل من القرآن فی
 علی“ (۲) اور نظری نے خصائص علویہ میں شعبہ عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ ہم رسول خدا
 کے ساتھ مکہ میں تھے رسول خدا نے میرا ہاتھ پکڑا اور کوہ شہر پر لئے چلے گئے وہاں چار رکعت نماز پڑھی
 پھر رسول کو آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا، خدا یا، موسیٰ بن عمران نے تجھ سے تمنا کی تھی اسی طرح آج میری بھی

۱۔ مناقب ابن شہر آشوب، ج ۱، ص ۵۵۰ (ج ۳، ص ۱۷)

۲۔ ما نزل من القرآن فی علی (ص ۱۳۸، حدیث ۲۷)

تمنا ہے کہ میرا شرح صدر فرمائیے امور میں آسانی کرامت فرما، میری زبان کی گرہ بکھول دے تاکہ لوگ میری باتوں کو اچھی طرح سمجھ سکیں اور میرا وزیر میرے ہی خاندان کا ایک فرد علی بن ابی طالب کو بنا دے، اس کے ذریعہ سے میری کمر کو مضبوط کر دے، اسے میرے کاموں میں شریک قرار دے، ابن عباس کا بیان ہے کہ میں نے ایک آواز سنی، اے محمد! جو تم نے ماٹا تمہیں دیا گیا۔

شاعر کے حالات:

کافی اوحد، ابوالعباس۔ احمد بن ابراہیم نصیٰ قبیلہ ضباء سے تھے، وزیر تھے اور ان کا القتب رئیس تھا، صاحب بن عباد کے بعد انظامِ مملکت اور سیاست کی ممتاز ترین شخصیت تھے، ادب پروری میں بھی معروف تھے صاحب کے مقرب خاص اور ان سے غیر معمولی اکتساب فیض کیا پھر ان کے بعد خود ان کے دانش و ادب میں مستقل حیثیت ہو گئی اور شعراء و ادباء کی پرورش و پروداخت کرنے لگے۔

ان کی بلندی شرف کی وجہ سے ۳۵۸ھ میں صاحب کے انتقال کے بعد فخرِ الدول نے منصب وزارتِ عطا کرتے ہوئے صاحب کا جائشیں بنایا اور ابو علی کو ان کا معاون قرار دیا جن کا القتب جلیل تھا، ان کی عظمت و جلالت کا آوازہ اس قدر بلند ہوا کہ لوگ دور دور سے اپنی حاجت لے کر آتے اور فیضِ خاوات سے نہال ہو کر واپس لوئتے، اس سلسلہ میں مدحِ سراویں کی تعداد بہت زیادہ ہے واقعی وہ صاحب کے جائشیں صالح تھے، ان کے تمام عادات و خصال کو اپنالیا تھا، اصفہان کی جامع مسجد کے پاس انہوں نے گدڑی پوشوں کے قیام کے لئے لمبی چوڑی سرائے بنوادی جس میں مسافر آکر رہتے، اسی سے متصل ایک مطالعہ گھر بھی بنوادیا تھا جس میں مختلف علوم و فنون کی نصیں و فیقیتی کتابیں جمع تھیں۔ کتابِ محاسن اصفہانی کے مؤلف اور دوسروں کا بیان ہے کہ اس کتبِ خاتمة کی فہرست کتب تین جلدیوں میں تھی۔ (۱) ادیبوں اور شاعروں نے ان کے محاسن و فضائل کا اعتراف کیا ہے ان میں چند یہ ہیں۔

۱- شیخۃ الدہر، ج ۲، ص ۲۶ (ج ۳، ص ۳۳۹) تجمیع الارباء، ج ۱، ص ۶۵ (ج ۲، ص ۱۰۵) تاریخ کامل، ج ۹، ص ۷۲ (ج ۵، ص ۷۷) معالم العلماء (ص ۱۳۸) دیوان میرا، ج ۲، ص ۲۹، اعيان الشیعہ، ج ۸، ص ۷۷ (ج ۲، ص ۳۲۹) بستانی کی دارة المعارف، ج ۱، ص ۱۲۰)

- ۱۔ ابو عبد اللہ محمد بن حامد خوارزmi
- ۲۔ ابو الحسن علی بن احمد جوہری جرجانی (تیمتۃ الدھر، ج ۳، ص ۳۸) (ج ۳، ص ۳۲)
- ۳۔ مہیار دیلی (دیوان مہیار، ج ۱، ص ۱۵، ۱۶، ۱۷، ج ۲، ص ۹۷، ۱۸، ج ۳، ص ۳۲۲، ۲۷، ج ۴، ص ۳۰)

۴۔ ابو الفیاض سعد بن احمد طبری

۵۔ صاعد بن محمد جرجانی

۶۔ ابو القاسم عبدالواحد بن علی بن حریش اصفهانی (تیمتۃ الدھر (ج ۵، ص ۱۳۵))

ان کے زمانہ وزارت میں یہ واقعہ پیش آیا کہ مجدد الدولہ کی ماں نے ابوالعباس پر الزام لگایا کہ میرے بھائی کو زہر دیا ہے اور دو ہزار دینار اس کے مراسم تعزیت بجالانے کے لئے طلب کئے ابوالعباس نے ادا نیکی سے انکار کیا اور اس کے خوف سے بروجرد کی طرف بھاگ گئے یہ علاقہ بدر بن حسویہ کی علمداری میں تھا۔

پچھے دونوں کے بعد حاضر ہوئے کہ مطالبه ادا کردیں اور منصب وزارت پر واپس آجائیں لیکن قبول نہ کیا گیا پھر وہ بروجرد میں مقیم رہے اور ۹۸۳ھ میں انتقال کیا۔

پچھے لوگوں کا ذیال ہے کہ فخر الدولہ کے فوجی افسر ابو بکر نے خود ابوالعباس کے نوکر کی سازش سے ان کو زہر دے کر مارڈ الاتھا۔

ان کے صاحبزادہ ایک حاجب کے ذریعے بغداد بھیجا اور ابو بکر خوارزمی کو خط لکھا کہ میرے والد نے جو اسید الشہد اعلیٰ میں دفن ہونے کی وصیت کی تھی اس سلسلہ میں قبر کی قیمت پانچ سو دینار بھی روانہ کی، جب یہ معاملہ شریف ابو احمد (علم الہدیٰ اور شریف رضیٰ کے والد) کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

ابوالعباس میرے باپ کے جوار میں دفن ہونا چاہتے تھے تو انہیں دفن ہونے کی اجازت ہے لیکن قیمت نہ لوں گا قبر کھودی گئی اور جتاڑہ کو مسجد برائما لے جایا گیا وہیں ابو احمد نے نماز جتاڑہ پڑھائی نماز میں

اشرف و فقہا حاضر تھے آپ نے حکم دیا کہ پچاس افراد جنازہ کو لے جا کر کر بلا میں دفن کر دیں (مجموع الادباء)

شاعر غدری مہیار دہلی نے ۵۹ شعروں پر مشتمل بہترین مرثیہ کہہ کے ان کے فرزند سعد کو دینور بھیجا، ان کے علاوہ دوسروں نے بھی مرثیے کئے ہیں۔

ابوالعباس کے فرزند ابوالقاسم سعد بن احمد خسی بھی باپ کی طرح شرف و عظمت کے حامل تھے بروجردی میں قیام پذیر تھے باپ کے انتقال کے چند ماہ بعد انہوں نے بھی دارفانی کو دادع کہا، مہیار دہلی نے انکا بھی مرثیہ کہا ہے۔

ابورقمن انطا کی

وفات ۱۳۹۹ھ

بوریہ نے تخت کو لکھا کر فصیل اوٹ کے پنج کا نام ہے:

كتب الحصیر الی السریر ان الفصیل ابن البعیر

غدری کے متعلق دو شعر ہیں:

لَا وَاللَّهِ نُطِقَ النَّبِيٌّ بِفَضْلِهِ يَوْمُ الْغَدَیرِ

مَا لِلَّامَمَ ابْنَى عَلَىٰ فِي الْبَرِّيَّةِ مِنْ نَظِيرٍ

”ہرگز نہیں! اس کی قسم جس کی فضیلت میں رسول خدا نے بروز غدری خطبه ارشاد فرمایا: کہ میرا سردار

علق ساری کائنات میں بے مش نظر ہے۔“ (۱)

شاعر کا تعارف:

ابو حامد....احمد بن محمد انطا کی، مصر کے باشندے تھے ابورقمن کے نام سے معروف تھے مشہور نغمہ

نگار اور عظیم فنکار تھے ان کا شتری اسلوب اس قدر مقبول ہوا کہ صاحب طرز شاعر بن گنے، ان کی شاعری

میں شوخی اور ظرافت کی بھی چاشنی پائی جاتی ہے۔

ایام شباب شام میں گذرے پھر مصر چلا آئے وہیں انہیں عالم گیر شہرت حاصل ہوئی، انہوں نے علم و ادب

میں اپنا مستاز ترین مقام بنالیا، بادشاہوں اور سرداروں کی مدح و ثناء کی جن میں مهز، ان کے بیٹے زفر۔

پس سالار جو ہر، وزیر ابو الفرج وغیرہ لائق ذکر ہیں۔

انہوں نے مصر میں مزاح نگاروں کی ایک انجمن قائم کی اور طنزیہ شاعری میں اس قدر رشہت حاصل کر لی کہ اب قسمت ہی لقب ہو گیا (امقتوں کے سردار) کچھ لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے خود ہی یہ لقب رکھ لیا تھا، چنانچہ ان کا شعر ہے:

میں خدا کی بارگاہ میں استغفار کرتا ہوں اور عقائدوں کی باتوں سے جو میری زبان پر جاری ہوں
عقل مندی میرے شایان شان نہیں ہے۔

نہیں، اس خدا کی قسم جس نے مجھے اکیلہ اس جان غلط میں پیدا کیا اور حماقت کی دوستی مجھے دیت کی،
شعابی نے تبیہ الدھر (۱) میں ان کے حالات میں ۷۴ صفحہ قلبند کئے ہیں اور ان کے ۱۳۹۲ اشعار انقل کئے ہیں۔

وہ اپنے وقت کے منفرد شاعر تھے طفروظرافت میں تو گویا آپ فطری شاعر نظر آتے تھے انہوں نے
اپنا اسلوب زیادہ تر ابن الجحاج کے شعری اسلوب سے وابستہ کیا ممکن ہے کہ جو بھی ان کے اشعار پڑھے
اہلیت کرام سے ان کی شدید وابحکی کا یقین کرے۔

خاص طور سے دشمنان اہل بیت کے متعلق ان کی تبلیغ و تندیشی روشن تو بہت واضح ہے اسی لئے ابو
رقمن بھی تشیع کی طرف مائل تھے صاحب نسمه الحرنے (۲) تو انہیں شیعہ شاعروں میں شمار کیا ہے انہوں
نے دیوالگی کا مفہوم زیادہ بیان کیا ہے۔

ابن خلکان نے اپنی تاریخ (۳) میں ان کے حالات بیان کئے ہیں پھر کہتے ہیں کہ امیر خوار مسیحی کا
بیان ہے کہ ۱۳۹۲ھ میں انتقال کیا کچھ لوگوں نے اضافہ کیا ہے کہ بروز جمعہ ۲۲ رمضان کو انتقال کیا، بعض
نے ماہ ربيع الاول کہا ہے انتقال کے وقت مصر میں تھے ان کے حالات مرأۃ الجمان، شذررات حبلی، معابرہ
الاعلام اور تاریخ ادب اللغة میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ (۴)

۱- تبیہ الدھر، ج ۱، ص ۲۹۶-۲۹۹ (ج ۱، ص ۲۰۸-۲۲۹) ۲- نسمه الحر (جلد ۶، ج ۱، ص ۲۰)

۳- وفاتات الاعیان، ج ۱، ص ۳۲۳ (ج ۱، ص ۱۳۱-۱۳۲) (۵۲)

۴- مرأۃ الجمان، ج ۱، ص ۳۵۲، شذررات الذنب، ج ۲، ص ۱۵۵ (ج ۲، ص ۱۵۱-۱۵۰) معاعد الحصیم، ج ۱، ص ۲۲۶ (ج ۲، ص ۲۵۳) (۱۱۹) الاعلام، ج ۱، ص ۷۴ (ج ۱، ص ۲۱۰) تاریخ آداب اللغة، ج ۲، ص ۲۶۳ (مجلد ۱۲، ص ۱۰۲)

ابوالعلا سروی

”علی، بعد رسول میرے امام ہیں وہ بروز قیامت میری شفاعت فرمائیں گے۔ میں علی کے لئے صرف انہیں فضائل کا دعویٰ کرتا ہوں جو عقل کے مطابق ہوں۔ میں ان کے رسول ہونے کا دعویدار نہیں ہوں لیکن وہ واضح نص کے مطابق امام ہیں۔ اور ارشاد رسول ان کی بلندی مقام کے متعلق ہے پھر بھی فاضل اور مفضول کا اشتباہ پیدا کیا گیا۔

آگاہ ہو جاؤ جس کا میں مولا ہوں پس علی بھی بغیر تک و شمہہ اس کا مولا ہے۔“ (۱)

شاعر کے حالات:

ابوالعلا محمد بن ابراہیم سروی، طبرستان کے منفرد شاعر اور فضیلت و دانش کے پرمدار تھے، ابوفضل بن عمید سے خط و کتابت اور شعری تبادلہ خیال رہا کرتا تھا ان کی تالیف اور اشعار بہت وقیع اور نمکین ہیں، اکثر کوئی تہذیۃ الدھر، حasan اصفہانی اور نہایۃ الارب نویری میں بیان کیا گیا ہے۔ (۲)
مجسم جوی (۳) میں ان کے پانچ اشعار طبرستان کے متعلق بھی نقل ہیں۔

مدح اہل بیت کے متعلق ان کے ستائی اشعار مناقب شہرا بن آشوب (۴) میں منقول ہیں:

۱۔ مناقب بن شہرا شوب، ج ۱، ص ۵۳۱ (ج ۳، ص ۳۹)

۲۔ تہذیۃ الدھر، ج ۳، ص ۳۸ (ج ۲، ص ۵۶) حasan اصفہانی ص ۵۶، ۵۷، نہایۃ الارب (ج ۲، ص ۳۸)

۳۔ مجسم البلدان، ج ۶، ص ۱۸ (ج ۳، ص ۱۳)

۴۔ مناقب آل ابی طالب، ج ۲، ص ۲۷ (ج ۳، ص ۱۵۰، ۳۳۵، ۳۳۷، ج ۲، ص ۱۰۰)

ضدان جالا علی خدیک

”دو متصفاً چیزیں تیرے رخسار پر بھم پیچان ہیں، پھر وہ ایک دوسرے سے اس حال میں مل گئیں کہ اختلاف و افتراق روزگار رونما ہوا، یہ ایک سفید پر چم نمودار ہوا اور دوسرا سیاہ مجھے حیرت ہے کہ دو مختلف شعائر کی حامل اشیاء کیسے ملد ہو گئیں۔

بھی شاہان بنی عباس ہیں جنہوں نے سیاہ لباس اپنا شعار شرافت بنا لیا اور یہ داشمند کہن سال فرزندان سلطین ہیں جنہوں نے اپنا پر چم سفید قرار دیا ہے کتنے ہی جوں سال رونق والے ہوتے ہیں جن میں دوام نہیں ہوتا اور کتنے ہی کہن سال ہوتے ہیں جن میں خردمندی ہوتی ہے بات دراصل یہ ہے کہ جوانی کے بعد بھری سپیدی صبح کی ہوتی ہے جو سیاہی کے چہرے سے پرداہ ہٹاتی ہے علاوہ ازاں پیری آنے سے جوانی کے زمانے کی کدورتیں و تاریکیاں صفا و روشنی میں بدل جاتی ہیں، اگر فرزندان زہرا کی حقانیت کے لئے صرف یہی ایک گواہی ہوتی تو کافی تھی کہ بنی عباس کا پر چم سیاہ ہے جس میں خوت و تکبر ہے اور فرزندان زہرا کا پر چم سفید ہے جو حق و عدالت کا نشان ہے یہ گواہی پر اسرار ہے اس پر سے پرداہ ہٹا کر انصاف کرنا چاہیے، فاطمہ کے دونوں فرزندوں اور ان کے شوہر سے رسول خدا اس طرح سرفراز ہوئے کہ اس کو احاطہ تحریر میں نہیں لایا جاسکتا اگر ان کے اتفاقرات مجسم ہو جائیں تو ان کے فضائل کا گوشوارہ بن جائیں لیکن ہوا کچھ یوں کے الہمیت کے بارے میں عقلیں متقلب ہو گئیں اور اب نور خدا بجھا بجھا سا ہے۔

آگاہ ہو جاؤ کہ ابو الحسن نے علم و دانش سے تاریکیوں کو دور کیا اور لوں کی آگ ٹھنڈی کی، کیا ان کا زہد میں کوئی مثل و نظیر ہے؟ جب کہ دنیا ان کے قبضہ اختیار میں تھی اور کیا ان سے پہلے کسی بشر نے محمد مصطفیٰ کی اطاعت کی اور ان کے آثار پر ان سے زیادہ کوئی جمارا ہے؟

کیا ہم ان کے سوا کسی کو پہچانتے ہیں کہ جس کا لقب ذوالفقار کے ساتھ دیا گیا ہو، جو پہلوانوں کی طرف پہنچتا ہو؟ ایک سے ایک سے ایک بہادرلوں کو مات دی ہو؟

جس وقت کہ قوم کا پھر اپنے سینے میں سانس روکے ہوئے تھا اور سامری تجب سے دم بخود

تحا جنگ کے دن جب کہ دلوں پر موت کا خوف طاری تھا وہ رسولؐ کے دل سے اندوہ رفع کر رہا تھا۔

ان مرطبوں میں جب کہ میدان میں دلیروں کے پتے پانی ہو جائیں وہ ہے کہ شیر ٹیاں کی طرح بڑھ بڑھ کے جملہ آور ہے، کامرانی اس پر سایقیں ہے مزید یہ کہ دشمنوں کے دلوں کو دھلا بھی رہا ہے چاہے وہ دھرم کیس روں ہوں، یا مُثہرین، تمام مخلوقات پر ان کی اطاعت لازم ہونے کے ثبوت موجود ہیں برخلاف ہر حاسد اور منحرف افراد کے۔

پھر ان کی اولاد میں تمام ائمۃ کی اطاعت کے بھی ثبوت واضح ہیں جو اختران تباہ کی طرح ہیں اور بدایت کے تاجوں سے آرستہ ہیں، ان میں بعض خانہ نشین علم و مکال میں مشہور تھے، بعض کے ہاتھ قبضہ شمشیر پر تھے، وہ بھی پاک و پاکیزہ، محرز اور بھی علامت حق تھے، وہ مشکل کشا تھے مشکل پیدا کرنے والے نہیں تھے۔ (۱)

تختہ الدھر کے یہ دو شعر بھی دیکھئے:

میں علیٰ کے چمن کی طرف سے گذراؤ ہاں تمام پھول مسکرا رہے تھے لیکن ہر لالہ کے گلے سے خون پکڑ رہا تھا وہ منظر براہی خوشنما تھا میں نے ایسا منظر نہیں دیکھا کہ چمن خندان ہو لیکن ان کی آنکھوں سے خون دل روں ہو۔

ان کے علاوہ شاعر کے ز جس اور خطباء الطیر (فاختہ، قمری اور بلبل) پر بڑے نقیص اشعار ہیں (۲) صاحب بن عباد نے انہیں ایک خط لکھا تھا جس میں شوق ملاقات کا اظہار کیا۔

ابوالعلاء عربوں کے برخلاف بڑا بھی تقصیب رکھتے تھے اس سلسلہ میں ابن عمید نے انہیں سرزنش کی، علامہ امینی نے خط کا کچھ متن اور بعض تلمیحات مثلاً حرب بوس، رگیف الحوالاء اور سوط عزاب کی تشریع کی ہے۔

۱۔ تختہ الدھر، ج ۲، ص ۲۸ (ج ۲، ج ۵۶، ۵۷)

۲۔ الظائف واللطائف ص ۱۵۹ (ص ۱۱۸، باب ۱۰۸)

غمونہ کلام

ایں شہر آشوب باز نہ رانی نے مناقب جلد دوم (۱) میں مدح الہیت سے متعلق ۷۴ شعر نقل کئے ہیں
یہاں آخر کے آٹھ اشعار نقل کئے جاتے ہیں:

وهل عرفنا وهل قالوا سواه فتی	بذی الفقار الی اقرانہ زلفا
یدعو النزال وعجل القوم محتبس	والسامری بکف الرعب قد ترفا
مفرج عن رسول الله کربلہ	یوم الطعنان اذا قلب الجبان هفا
تخالہ اسد ای حمی العرین اذا	یوم الهیاج با بطآل الوغی رجفا
یظله النصر والرعب اللذان هما	کانالہ عادۃ اذا سارا ووفقا
شواهد فرضت فی الخلق طاعته	بزعم کل حسود مال وانخرفا
ثم الانسمة من اولاده زهر	متوجون بتیجان الهدی حنفا
من جالس بكمال العلم مشتهر	وقائم بغیر ارسالیف قد زحفا
مطهرون کرام کلهم علم	کتمل ما قیل کشاون لا کشفا

۱- مناقب آل ابی طالب، ج ۲، ص ۷۳ (ج ۳، ص ۱۵۰، ۳۳۷، ۳۳۵، ج ۲، ص ۱۰۰)

ابو محمد عونی

اما می لہ یوم الغدیر اقامہ نبی الہدی ما بین من انکر الامر ا

”میرا امام وہ ہے جسے رسول ہدایت نے روز غدر انکاری جرگے کے درمیان کھڑا کیا ان لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا، محمد خداوندی کے بعد واضح طور سے فرمایا آگاہ ہو جاؤ یہ مرتضیٰ جو فاطمہ کا شوہر ہے یعنی میری دامادی سے سرفراز ہے اور بڑا ہی معزز داماد ہے۔

یہ میرے علم کا وارث ہے اور تمہارے درمیان خدا کی طرف سے میرا خلیفہ ہے میں اس کے تمام دشمنوں سے اپنی برأت کا اعلان کرتا ہوں۔ کیا تم نے سنا؟ تم نے اطاعت کی؟ کیا تم نے میری بات اچھی طرح سمجھ لی؟ سب نے ایک ساتھ کہا ہم اس معاملہ میں یعنی سے عناوینیں رکھیں گے ہم نے سنا اور اطاعت کی اے مرتضیٰ آپ میری بات پر بھروسہ کریں لیکن انہوں نے غداری کی“۔ (۱)

حدیث معراج جس کا تذکرہ غدر یہ جلد دوم میں کیا جا چکا ہے، اس کے متعلق سات شعر ہیں اور حدیث صحیح کی روایت رسول خدا سے کی گئی ہے جس میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں۔

آپ نے فرمایا کہ جب میں آسمان پر گیا تو دیکھا کہ بہت سے فرشتے گوشہ چشم سے ایک شخص کی شبیہ کو دیکھ رہے ہیں جو ان کے درمیان ہے عظمت کی وجہ سے اس کے اور میرے درمیان اچھی طرح دیکھنے سے پرده حائل تھا میں نے کہا میرے دوست جبریل! یہ کون ہے جسے فرشتے دیکھ رہے ہیں۔

ہیں۔

جریل نے کہا تمہیں بشارت ہو میں نے کہا کس بات کی بشارت؟ کہا کہ علی مرتضیٰ کی بشارت جنہیں خدا نے بہترین انتخار سے سرفراز کیا ہے فرشتوں کو شوق ہوا کہ ان کی زیارت کریں تو خدا نے ان کی صورت تکمیل دے کر نصب فرمادیا، رسول خدا مشا قانہ ادھر تشریف لے گئے اور پھول جسے چہرہ کی شاخت کر لی۔ (۱)

عوñی کے یہ اشعار مناقب ابن شہر آشوب میں منقول ہیں:

”کیا رسول نے کھڑے ہو کر بروز غدری خطبہ نہیں فرمایا تھا جب کہ تمام لوگ آپ کے گرد تھے؟ اور آپ نے فرمایا جس کامیں مولا ہوں اس کے یہ میرے بعد مولا ہیں اور اسے بھائی بنا یا لیکن لوگوں نے اسے نہیں مانا اگر وہ ابو الحسن کو اپنارہبر تسلیم کر لیتے تو تمام کائنات کے لئے کافی تھا اور راہیں وحشتاک نہ ہوتیں لیکن ہوا یوں کر ایک، کینہ و خاد کے ساتھ موقع کا منتظر تھا اور دوسرا اونٹ پر سوار بصرہ کی طرف روای دوال تھی۔“ (۲)

مناقب میں ایک قصیدہ یہ بھی ہے:

”پس رسول خدا نے فرمایا یہ آج سے میری امت کا مولا ہے پروردگار جو کچھ میں نے کہا سن لے! اسی وقت ایک منکر اور کینہ تو ز منافق کھڑا ہو گیا چنکتے بُجکے ساتھ رسول خدا کو آواز دی، کیا یہ ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے یا آپ نے خود ہی اپنی طرف سے کہہ دیا ہے؟ رسول اکرم نے فرمایا: خدا کی پناہ، میں بدعتی ہرگز نہیں ہوں اس وقت دشمن خدا نے کہا خدا یا جیسا کہ یہ کہہ رہے ہیں اگر یہ حق ہیں تو میرے اوپر عذاب نازل کر دے اور اس کے کفر کی وجہ سے اسی وقت تیزی سے ایک آسمانی پتھر نازل ہوا اور خاک پر ذہیر تھا اک کشتہ بے گور و فن۔“ (۳)

ایک بڑے قصیدہ میں امیر المؤمنین اور تمام ائمہ کی نام بیام مدح کی ہے:

۱۔ مناقب ابن شہر آشوب، ج ۲، ص ۳۲۰ (ج ۲، ص ۲۶۷)

۲۔ مناقب ابن شہر آشوب (مناقب آل الی طالب) ج ۱، ص ۵۲۷ (ج ۲، ص ۵۰)

۳۔مناقب آل الی طالب (مناقب شہر ابن آشوب، ج ۱، ص ۵۲۸ (ج ۲، ص ۵۱))

”بلاشہ رسول خدا چاغ بہایت میں تمام انسانوں پر خدا کی جنت میں آپ حق اور واضح فرقان کے ساتھ، عظیم القدر خدا کی طرف سے آئے ہیں۔

پس جنہوں نے سب سے پہلے ان کی تصدیق کی، حالانکہ وہ بھی کہنے ہی تھے وہی ان کے وصی قرار پائے انہوں نے کبھی خدا کا شریک قرار نہیں دیا اور نہ کبھی اپنی پیشانی بتوں کے بعد سے آلوہ کی، وہی تھے جو سب سے پہلے ایمان لائے اور اسی راہ میں جہاد اور نصرت جیسی فضیلتوں سے سرفراز ہوئے۔

تمام قوم میں وہی سب سے پہلے نماز پڑھنے والے، حج، عمرہ اور طواف کرنے والے تھے، انہیں کی ذات کے دن شریک تھی جسے اس بارے میں شک ہو وہ کافر ہے، کون اپنے نفس کا مظاہرہ کرتے ہوئے شب بھرت بستر رسول پر سویا اور یہ بات مشہور ہے؟ کس کا گھر ہے کہ فضاوں سے تارہ ٹوٹ کر اس کی ڈیوڑھی پر گرا؟

کون صاحب پر حم ہے جب کہ گذشتہ دنوں میں لوگ ذلت و رسوائی کے ساتھ بھاگ آئے تھے؟ کون تبلیغ سورہ برأت سے مخصوص ہوا اس بات میں عقل مندوں کے لئے درس عبرت ہے؟ کس کے لئے مسجد کا دروازہ کھلا رہا اور اس میں رہنا حلال ہوا جب کہ تمام لوگوں کو مسجد میں رات بسر کرنے کی اجازت نہیں دی گئی؟

کون حکم خدا سے غدریم میں فضیلتوں سے سرفراز ہوا لوگوں پر اسکی حاکیت مسلم ہوئی؟ کون مرغ بربیاں کے دن دعائے رسول سے اختیارات سرفراز ہوا؟ کون ہے انحصاری رات میں پانی لانے کے لئے چلا اور قدرت خداوندی کا مشاہدہ کیا؟ کون رسولؐ کی جو تیاں تاکے والا ہے کس کے لئے رسول اللہ نے مختلف احادیث ارشاد فرمائیں؟ اس بارے میں خین کے دن کا واقعہ پوچھو تو تم سمجھ لو گے کہ کس نے پی جنگ کی اور کون پیٹھ پھرا کر بجا گا، خدا کے سورج سے بات کرنے والا، اسے پلانے والا جب کہ اس کی شعائیں غروب سے دوچار ہو چکی تھیں، اصحاب کھف سے بات کرنے والا، رات کے وقت زمین طے کرتے ہوئے ذرا اس خبر کو دریافت کرو اور اڑو ہے کا قصہ جب کہ وہ آپ سے منبر پر ہمکلام تھا اور لوگ غول غول کر کے جو حق در جوق بھاگ رہے تھے اور اس خوفناک شیر کا واقعہ جس نے آپ کی فضیلت کا

پوری معرفت کے ساتھ اقرار کیا کہ آپ خدا کی طرف اور حدیث مشہور کی بنابر رسول تک پہنچنے کا دروازہ ہیں آپ امت پر خلیفہ مقرر کئے گئے ہیں خدا جو چاہتا فیصلہ کرتا ہے وہ علم خدا کی پناہ ہیں، (۱) ایک اور قصیدہ یہ بھی ہے:

”اے بری امت! جو عبرتوں اور مثالوں کے باوجود بھی نہیں جائی، جس نے آل رسول کو ان کے خانوادے کو ہر عہد میں تنہا چھوڑا، اور جس نے علی مرتضیٰ کے ساتھ خداری کی جو پرچم ہدایت، مخلوق کے امام اور مصائب کو دفع کرنے والے تھے انہوں نے بدر، احد، خیر، حین میں مہیب موقعوں پر کارنمایاں انجام دئے، وہ صاحب غدیر خم تھے، بستر رسول پر سوئے اور تبلیغ سورہ برأت سے مخصوص کئے گئے۔“ (۲)

مدح امیر المؤمنینؑ میں ایک اور قصیدہ یہ بھی ہے:

”اور خداوند عالم نے آپ کو بیعت اور فرزانگی کے لباس سے آراستہ کیا اور اس طرح پروردش کی کہ آپ اضام کی پروردش سے باز رہے، ہمیشہ آپ نے دینِ محمدؐ کے لئے غذا فراہم کی، بڑھاپے، بچپن، کنسنی اور جوانی میں۔

کیا آپ کے علاوہ بھی کسی کے سامنے مشکل مسئلہ آیا اور آپنے فیصلہ کر کے لوگوں کے شکوہ رفع کئے؟ اور جب قوم نے بڑی عرق ریزی اور کوشش کے ساتھ رائے قائم کی تو آپ نے ان کی رائے کے خلاف رائے تھیں کی۔

قرآن ان کی رائے کے مطابق نازل ہوا گویا خدا نے ان کی رائے کے مطابق احکام تکمیل دئے۔ ان کے سو اکون ہے کہ جب نیزے آپس میں گھٹے گئے بہادروں نے بڑھ بڑھ کر جملے کے اسلوں کی جہنمکار بلند تھی تو دلیروں کو فریاد و نفاس سے نجات دی، اگر تم اچھی طرح غور کرو تو دیکھ لو گے کہ غبار جنگ بلند ہے، کھوپڑیاں اڑ رہی ہیں اور چہرے سیاہ ہو رہے ہیں، اور جریل ان کا بوجھ بثارہ ہے تھے اور جنگ میں تدبیر کر رہے تھے اسی طرح میکائیل بھی جنگ میں تدبیر کر رہے تھے۔

۱۔ مناقب آل ابی طالب (ج ۲، ص ۳۵، ج ۳، ص ۳۳۵)

۲۔ مناقب آل ابی طالب (ج ۳، ص ۲۲۷)

ان کے سوا کون ہے جس کے متعلق احمد مصطفیٰ نے بروز غدریاً و در دوسراے دنوں میں ارشاد فرمایا کہ یہ میرا بھائی تمہارا مولا اور امام ہے اور میرا خلیفہ ہے جب تک تم موت سے ہمکنار نہ ہو جاؤ، اس کی منزلت مجھ سے وہی ہے جو ہارون کی مویٰ سے تھی اب تم حق کے معاملہ میں ان سے آگے بڑھنے کی جسارت نہ کرنا اور نہ ہی کوتا ہی کرنا، جس طرح مویٰ کی غیبت میں ہارون لوگوں کے سردار اور امام تھے، یہ بھی میرا خلیفہ ہے اور امام ہے اور یہ تمام سبکاروں اور حتیٰ فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے۔

یہاں تک کہ جب آپ کو سیادت تفویض ہوئی تو عمر ابن خطاب نے کھڑے ہو کر کہا، آپ میرے مولا ہو گئے اور ہر شخص کے مولا ہو گئے جو نماز روزہ کرتا ہے، آپ رسول خدا کے محکم جڑ کی شاخ تھے اور یہ شاخ پوری طرح سے تروتازہ رہی یہاں تک کہ وہ شاخ بلند ہوتی رہی جہاں تک آسان کے پروردگار نے چاہا جلال آمیز سرداروں کے ساتھ۔ آپ کو کسی جوان سردار کا پابند نہیں بنایا شہ کی اسماء النبی کی ولایت میں دیا وہ ہر حال میں ماہر تھے حیات و موت کی حالت میں اور یہ معاملہ خدائے بلند والا کی طرف سے لازم قرار دیا گیا تھا، خدا آپ کو صلوٰات سے مشرف فرمائے اور ملائکہ اس کی بارگاہ میں کرامت کے ساتھ صلوٰات پنجاہو کرتے رہیں۔

ایک قصیدہ بھی ہے:

”اے آل محمد! اگر آپ حضرات نہ ہوتے تو نہ سورج طلوع ہوتا اور نہ زمین میں ہر یاںی مسکراتی۔

اے آل محمد! ہمارا دل تمہارے سوگ میں ہمیشہ خون بہانا رہتا ہے۔

اے آل محمد! تم تمام کائنات میں بہترین اور ہماری آخری امید ہو۔

آپ کے والد ماجد تمام لوگوں سے بہتر تھے جو مصیبۃ میں لوگوں کی مشکلیں آسان کرتے ہیں جنہیں پکارا جاتا ہے، ہمچاہی قرآن، وصی مصطفیٰ اور سبطین کے والد، ہر والد اور باپ سے زیادہ شرف تر قاطی نہ ہر آکے شوہر، پاک و پاکیزہ نسب والے، جن سے ہر بلند نسب والا اپنے کو وابستہ کرے جن کے لئے رسول خدا نے بروز غدری فرمایا: جس کا میں مولا ہوں عرب و غم میں اس کا یہ مولا اور ذرانتے والا ہے کیا کہنا اس کا جس کے آپ مولا بنے، میری جان آپ پر قربان!

ان کا مشل و نظیر کون ہے؟ کائنات کے پروردگار اور اشرف الانبیاء کے واضح ارشاد کی بنا پر وہ تمام مخلوقات کے مولا ہو گئے، وہ بروز قیامت ہاتھ میں لواہ حملے ہوئے آئیں گے اور تمام لوگ ہر جہت سے آپ کی اقتدا میں گرم غفر ہوں گے، یہاں تک کہ جب کچھ لوگوں کے قدم پل صراط پر ڈال گئے گے تو وہی مغضرب ہو کر جہنم میں گرجائیں گے۔

شاعر کے حالات:

ابو محمد..... طلحہ بن عبد اللہ بن ابی عون غسانی، عونی، - وہ اکثر عونی کے نام سے پکارے جاتے ہیں، ان کے اشعار ادب و شعر کی کتابوں میں بھرے پڑے ہیں، ان کی عبرتی شخصیت تعریف کیختا ج نہیں، نظم پر بے پناہ قدرت حاصل تھی الفاظ و عروض کے موتی رولتے تھے ان کے حالات زندگی، قطعات، اشعار ان کی شیعیت کے گواہ صادق ہیں، ولائے الہبیت سے پوری طرح سرشار تھے۔

عونی کے اشعار کو شہروں اور آبادیوں میں بطور تھغہ ارسال کیا جاتا تھا، تمام لوگ مدح الہبیت کے متعلق اشعار کو دل سے پسند کرتے تھے، بازاروں اور سڑکوں پر بلند آواز سے پڑھے جاتے تھے ایک شاعر "منیر نامے" طرابیس کے بازاروں میں سن کر لوگوں کی ساعت کی نذر کرتے تھے، یہیں منحوں ان عساکر (۱) میں کوئی بات قطعی نہ گوارتھی کہ الہبیت کی مدح بازاروں میں کی جائے اس کے سینہ پر سانپ لوٹ جاتا تھا جب وہ طنز کے ساتھ شاعر کا نام لیتے ہوئے کہتا کہ منیر شاعر طرابیس کے بازاروں میں عونی کے اشعار کو گا کر پڑھا کرتا تھا۔

اس کے بعد این خلakan (۲) کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو کچھ زیادہ ہی آتش زیر پا ہوئے، لکھتے ہیں کہ منیر شاعر بازاروں میں گیت کایا کرتے تھے باقی باقوں کو حذف کر دیا، یقیناً ان دونوں سے حساب لیا جائے، منیر اپنا حق ان لوگوں سے طلب کریں گے اور خدا تو خالموں کی گھات میں ہے۔

۱۔ تاریخ این عساکر (ج ۲، ص ۳۲، نومبر ۱۹۷۴) (مختصر تاریخ این عساکر، ج ۳، ص ۳۰۶)

۲۔ وفیات الاعیان (ج ۱، ص ۱۵۶، نومبر ۱۹۷۴)

وہ تمام قصائد و اشعار جو مدح آئندہ مخصوصین میں نقل کئے گئے ہیں عونی کی خالص شخصیت کے گواہ ہیں بعض تذکرہ نگاروں نے کینہ تو زی میں انہیں غالی شیعوں میں شمار کیا ہے کیونکہ ابن شہر آشوب نے معالم (۱) میں لکھا ہے کہ ان کے کلام اکثر مناقب میں ہیں۔

لیکن اگر ان کے اشعار کا الصاف سے تجزیہ کیا جائے تو سمجھ میں آئے گا کہ وہ افراط و تفریط کے درمیان میں ہیں، جادہ اعتدال سے ذرا نہیں ہے ہیں ایک شیعہ جو مقام شائستہ پر فائز ہونا چاہیے وہ اس سے بلند ہی ہے جن ان کے تمام مناقب حدیث رسول سے مستعار ہیں اس لئے غلوکی نسبت محض جاہلانہ یا معاندانہ ہے عونی کا تشیع ہر عهد میں مشہور تھا ان کی زندگی میں بھی اور بعد وفات بھی یہاں تک کہ جب بغداد میں ۲۲۳ ھ شیعہ سنی فساد ہوا اور باہم خت خون ریزی ہوئی تو قسم پیشہ سنیوں نے تمام بزرگان شیعہ کی قبریں کھوڑ کر لاٹھیں نکالیں اور نذر آتش کر دیں جن لاشوں کو نذر آتش کیا گیا ان میں عونی، جذوی، ناشی صیری علی بن وصیف لائق ذکر ہیں۔ (۲)

عونی کو فنون شعری پر بڑی مہارت تھی، وہ اسالیب، فون اور بحروں کو بڑی فنی چاہکدستی کے ساتھ جس طرح چاہیے استعمال کرتے تھے، ابن رشیق (۳) عمدہ میں کہتے ہیں کہ نظم میں ایک نادر فن ہے جس کا نام ”قادیسی“ ہے اس میں قافية شعری کو بڑی فنی چاہکدستی کے ساتھ بھی زیر، بھی زبر، اور پیش دیا جاتا ہے میرے خیال میں اس فن کو سب سے پہلے عونی نے ہی بردا، ان کا طولانی قصیدہ ہے:

کم للدمى الا بكاربال	جنین من منازل
بمهجتى للوجدمى	تدكاري هامنازل
معاهد زرعليها	مشمنجر الهاوطل
لمانى ساكنها	فادمعى هواطل

۱۔ معالم العشاء (مس ۱۴۷)

۲۔ تاریخ کامل، ج ۹، م ۱۹۹ (ج ۶۲ م ۱۵۸) شذرات الذهب، ج ۳، م ۲۷۰ (ج ۵۵ م ۱۹۱)

۳۔ العدة ج ۱، م ۱۵۲ (ج ۱، م ۱۷۸، باب ۲۲)

عوئی شعری مظاہرین کو خوبصورتی سے ادا کرنے میں بھر پور دسترس رکھتے تھے تمام معاصر شعرا نے ان کے اس کمال کا اعتزاز کیا ہے اگرچہ با قاعدہ طور پر ان کا نام نہیں لیا ہے لیکن فن کے اصل امتیاز میں عوئی کا نام آیا ہے۔

عبدی کتاب البانہ (شتبی کے سرتے) ص ۲۲ میں لکھتا ہے کہ عوئی کا شعر ہے:

مضى الربيع وجاء الصيف يقدمه جيش من الحر يرمى الارض بالشر
كان الجومابي من جوى وهوى ومن شحوب فلا يخلو من الكدر
اس مضمون کو شتبی نے باندھا ہے:

كان الجو قاسي ما اقاسي فصار مسوده فيه شحوباً
عوئی کا درج الہمیق میں قصیدہ ہے:

الاسيد يبكى بشجوى فانسى لم يستذهب ماء البكاء ومستجلى
احب ابن بنت المصطفى واذوره زيارة مهجور يحن الى الوصل
وما قدمنى في سعيه نحو قبره بافضل منه رتبة مركب العقل
شتبی کہتا ہے:

خير اعضائنا الرؤوس ولكن فضلتها بقصدها الاقدام
عوئی کے قصائد و مرااثی متناقب ابن شہر آشوب، روضة الواعظین اور صراط مستقیم میں ہیں، میں نے ان کے ۳۵ سے زیادہ اشعار جمع کئے ہیں علامہ سماوی نے ان کے اشعار کو دیوان کی شکل میں جمع کیا ہے۔ انہیں میں عوئی کا ایک سنہری قصیدہ بھی ہے جو متناقب میں اول و آخر قصص ہے، پورا قصیدہ اکیاون بیتوں پر مشتمل ہے، موضوع غدری سے متعلق ابتدائی چودہ بیتیں یہ ہیں:

وسائل عن العلى الشان هل نص فيه الله بالقرآن

بانه الوصى دون ثان احمد المظہر العدنانی؟!

فاذکر لسان نصابة جلیا

اجبت يكفى "خم" في النصوص من آية التبليغ بالخصوص
وجملة الأخبار والنصوص غير الذي انتاشت يد النصوص

وَكَسْمَتْهُ تَرْتِضِي امِيَا

اس نے پوچھا: کیا بلند مرتبہ علیؑ کی شان میں کوئی نص قرآن مجید ہے؟ وہ وصی احمدؓ ہیں اور قبیلۃ
عدنان کے پاکیزہ گوہر ہیں ان کے سوا دوسرا کوئی نہیں ہے مجھے کوئی واضح نص بتاؤ۔
میں نے کہا ہاں نص غدریم اور آیہ تبلیغ انہیں سے مخصوص ہے ان کے علاوہ بے شمار احادیث
و نصوص ہیں، اور بہت سی احادیث تو خائن ہاتھوں بر باد ہو گئیں اور میں امیر کو خوش کرنے کے لئے چھا
دی گئیں۔

اے کندڑ ہم! کیا تو نے سنائیں کہ رسول خدا نے ان سے بطور تہنیت فرمایا کہ تمہیں مجھ سے وہی
نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی تو تم میرے جانشین ہو جاؤ، ان سے پوچھو پھر کیوں مخالفت کر رہے ہو
تم نے واقعہ مبلہ نہیں سنایا تم نہیں جانتے کہ اس سے بڑی فضیلت ممکن نہیں کیا کوئی ان کے برابر ہو سکتا
ہے، ان کا رتبہ خدا کے نزدیک بلند ہے رسولؐ نے تو انہیں خود قرابت عطا کی۔ (۱)

کیا تم نہیں سن اک رسولؐ نے انہیں اپنا وصی بنایا حالانکہ جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو وہ فقیر تھے اپنا
قرض ادا کرنے کی ذمہ داری سونپی کسی دوسرے کو پختہ نہ ملا کسی نے ان کا قرض ادا نہیں کیا۔

اس نے پوچھا: کیا کوئی آیت ہے کہ جو بغیر کسی تقلیل کے واضح طور سے علیؑ کی طہارت پر دلالت
کرے، تھا وہی صاحب فضل ہوں دوسرے اس سے محروم ہوں، مطرود ہوں۔

میں نے کہا کہ خداوند عالمؐ نے انسان کے آباء پر لباس شرف درست کرتے ہوئے آل ابراہیمؐ کے
لئے فرمایا کہ میں نے انہیں فضیتوں سے بہرہ مند کیا، انہیں لسان صدق عطا کی انہیں میں علیؑ ہیں حضرت
ابراهیمؐ ربائی تھے پھر رسولؐ بنے پسندیدہ رسول پھر پاک و پاکیزہ ظلیل بنائے گئے، پھر امام، پھر بادی اور
مہبدی بنائے گئے، وہ خدا کے نزدیک پسندیدہ ترین تھے اس کے باوجود انہوں نے امامت کے متعلق کہا

میری ذریث میں بھی امارت قرار دے تو خدا نے فرمایا کہ میرا یہ منصب رحمت ظالموں کو نہ ملے گا، اپنی مملکت میں ذات و حدایت سے انکار کیا، پاک ہے وہ ذات وہ ہمیشہ اکیلا ہے۔ (۱)

مصطفیٰ ہی اس امت کے حکم دینے والے اور رونکنے والے (آمر و ناہی) ہیں ان کا شبیہ وظیفہ نہیں، ان کا درخشاں قول فعل بالکل خدا کے مطابق تھا، بھی انہوں نے افترا اور دازی نہیں کی۔

اگر وہ اپنی خواہش نفس سے بات نہیں کرتے تھے بلکہ جو کہتے تھے فرمان حق ہوتا تھا تو کیوں آپ نے دوسروں کو وحیکار اور علیٰ کو قریب بلا یا اس طرح تو گراہ اور بے راہ ہو جائیں گے، معاذ اللہ وہ بھی راہ راست سے بھکنے نہیں۔ (۲)

اصل بات یہ ہے کہ (مہاجر و انصار) نے اپنی رائے سے خلیفہ مقرر کر لیا اور ایسے موقع پر علیٰ انسانی فریضہ ادا کرتے ہوئے رسول کا حسل و کفن بجالا رہے تھے، حالانکہ وہ غم سے مذہل تھے۔

ایک دور گزر اور خلیفہ بھی گذر گیا اور دوسرے کا تھوڑا پھیل گیا وہ بھی گذر گیا اور وہ تیر کے خلیفہ بنا گیا شوریٰ بھی جو بنائی اس کا بھی ایک سبب تھا... صاف بات ہے کہ آئندہ حالات کو مقصد سے ہم آہنگ رکھنا تھا پھر تیرا بھی گذر گیا اور لوگ گروہ در گروہ خانہ علیٰ کی طرف بڑھے انہوں نے مجبوراً قبول کر لیا حالانکہ نظریاتی اتفاق حال تھا کیوں کہ ہر شخص کے پاس اپنی آرزو تھی۔

ایک قصیدہ کے چند اشعار یہ ہیں:

میں اس کی ولایت کا دم بھرتا ہوں جس کے متعلق رسول خدا نے جم غفار میں ارشاد فرمایا:

عنقریب قیامت کے دن ہم پانچ سوار ہوں گے چھٹانہ ہو گا میں برائق پر سوار ہوں گا میرے بعد میری پارہ جگر فاطمہ گرم خرام ہو گی، اس کے پیچھے ناقہ عضباً پر محمل ہو گی جس پر میرے باب ابراہیم باعزت طریقے سے سوار ہوں گے۔

پھر میرے بھائی صالح ناقۃ اللہ پر سوار ہوں گے میں اس شاہباز کی ثانیتیں کر سکتا (۳)، ان کے

۱۔ مناقب آل ابی طالب (ج ۱، ص ۳۰۷)

۲۔ مناقب آل ابی طالب (ج ۳، ص ۲۶۲)

۳۔ مناقب آل ابی طالب (ج ۲، ص ۲۶۷)

ہاتھ میں لواحدہ ہو گا جو میرے سر پر بلند ہو گا سر پر تاج نور اُنی آفتاب کی طرح تباہ ہو گا، اس کے نور سے تمام محشر دمک رہا ہو گا کیا کہنا اس مظرا کا!
اس تاج میں ستر کنگرے ہوں گے ہر ایک دلکشا چاند ہو گا (۱)، میں نعمت بے پایاں پر خدا کی حمد کرتا ہوں۔

ان کا پچیس شعروں پر مرثیہ حسین بھی ہے اس کے بعد صادق آل محمد کی مدح میں چھ شعر ہیں اور پھر مدح علی میں پانچ شعر ہیں۔

خدا نے انہیں تمام مخلوقات میں منتخب فرمایا اور ان کا ذکر خیر کیا، ان کے بارے میں م hakim سورے نازل کے قرآن میں انہیں نور سے ڈھانپ کر آواز دی کھڑے ہو جاؤ! تم ہی بشیر و نذیر ہو اس طرح ہدایت واضح اور گمراہی ملیا میٹ ہو گئی گمراہی نے منہ پھیر لیا دھوک ختم ہو گیا پس علی کو وصی بنا یا اور وہ کتنے اچھے وصی ہیں، کتنے اچھے ولی اور ناصر ہیں۔ (۲)

مدح اعمّة میں ان کے دو شعر ہیں:

”رسول خدا نے اپنے بعد جانشین کی حیثیت سے چھ اور چھر (پارہ) کی نشاندہی کی ہر ایک امام اور صاحب برہان ہیں، خدا نے بزرگ کی صلوات اور ابدی رضا ان کے شامل حال رہے۔“

ایک اور قصیدہ یہ بھی ہے:

”تونے کہا کہ بر اثاث مریم کا گھر ہے، یہ راویوں کی حدیث ضعیف ہے، لیکن بر اثاث عسیٰ بن مریم کا گھر ہے جو در خشائی انبیاء کا سہارا ہے، اسی میں اوصیاء ظاہرین کا مسکن گذرتے زمانوں کے ساتھ رہا، حق واضح ہے کہ ستر انبیاء کے ستر وصی اس جگہ بجده ریز رہے ہیں، ان کے آخری فرد ہمارے امام علی ہیں یہ حدیث روز روشن کی طرح عیاں ہے۔“

ایک عظیم الشان قصیدہ مدح علی میں ہے علامہ امتحانی نے اس کے لیے اشعار نقل کئے ہیں:

الست ترى جبريل وهو مقرب لِهِ فِي الْعُلَى مِنْ رَاحَةِ الْقَصْدِ مَوْقِفٌ!

يقول لهم لهل العبا: انتم منكم؟! فمن مثل لهل البيت ان كثت تتصف؟!
 ”کیا تم نہیں دیکھتے جب میل خدا کے مقرب فرشتہ اور الامقام ہیں ہے وہ ارادہ الہی کے پابند ہیں،
 وہ اہل کسائے سے کہتے ہیں کہ میں آپ سے ہوں، پھر بھلا الہمیت سے کون ہو سکتا ہے اگر تم انصاف کو راہ

۶۹

ہاں! آں طک کائنات میں سب سے بہتر اور اہل ارض کے تمام شرفاء سے برتر ہیں۔

وہ کلمات طیبات ہیں جن کے وسیلے سے گنہگاروں کی توبہ قبول ہوتی ہے۔

وہ نازل ہونے والی برکات ہیں جو تمام کائنات کے مومنین کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔

وہ باقیات الصالحات ہیں کہ جن کے ذکر سے ثواب میں اضافہ ہوتا ہے۔

پاکیزہ صلووات والے ہیں جسے ہر نمازی دھراتا ہے۔

وہ حرم مامون ہیں جس میں دوست امن سے اور دشمن عذاب سے بے امان ہے۔

ان کا چہرہ وجہ اللہ ہے، وہ جذب اللہ ہیں وہ کشتی نوح ہیں جس سے تخلف کرنے والا ناکام ہے۔

وہ باب اللہ ہیں، جبل اللہ ہیں، عروۃ الوثقی ہیں، وہ اسماء حسنہ جس کے وسیلے سے دعا کی جاتی

ہے (۱) سمعانی نے انساب میں لکھا ہے کہ عونی شیعہ شاعر تھے وہ صحابہ کی نعمت کرتے تھے ایک قصیدہ

ہے ”لیس الوقوف على الاطلال من شانی“۔ (۲)

میں نے سنا کہ جب عمر بن عبد العزیز کو معلوم ہوا کہ وہ صحابہ پر سب دشمن کرتے ہیں تو انہیں قتل کا حکم

دے دیا، انہیں مدینہ میں اتنے ڈنٹے مارے گئے کہ مر گئے۔

علامہ ایضاً فرماتے ہیں کہ سمعانی پر عونی کا نام اور ان کے عهد اور مدنی پوشیدہ رہ گیا انہوں نے جس

قصیدہ نو نیہ کا تذکرہ کیا ہے اس کو ابو محمد عبد اللہ بن عمار بر قی نے کہا ہے جو شاعر الہمیت تھے متوكل کے

سامنے جب ان کا قصیدہ نو نیہ پڑھا گیا تو اس نے زبان قطع کرنے اور دیوان کو جلاذ لئے کا حکم دے دیا،

متوكل کے حکم پر عمل کیا گیا جس سے وہ ۲۳۵ھ میں مر گئے۔

ان کا تصدید نونیہ یہ ہے:

عما يجتمع من كفر وايمان	فهو الذى ممتحن الله القلوب
ان لا يكُون له فى فضله ثان	وهو الذى قد قضى الله العلي له
امسو امن الله فى سخط وعصيان	وان قوما رجو الطال حركم
ما انزل الله من اي وقرآن	لن يدفعوا حركم الا بدفعهم
صنوا النبي وانتم غير عصوان	فقلىدروها لاهل البيت انهم

علی بن حماد عبدالدی

ایک سو چالیس اشعار پر مشتمل قصیدہ کے صرف ترین (۵۳) اشعار علامہ امیت نے نقل کئے ہیں،
یہاں موضوع ولایت سے متعلق صرف اتنا لیس شعروں کا ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے:

الا قل لسلطان الھوی: کیف الھمل لقد الجار من اھوی وانت المولم

”سلطان عشق سے کوئی کہہ دے کہ اب کیا کروں؟ معموق جور و ستم کر رہا ہے اور وہی پناہ گاہ ہے،
گریز کا شعر ہے کہ میں نے معشوق سے دصل کی خواہش ظاہر کی تو مجھے دھنکار کر ستم کھائی کہ ہرگز وباوں نہ
کروں گا، اور یوں بجا گا جیسے حیدر کے حملہ سے حریف بھاگتا ہے چوپا یوں کی تاپوں سے ساری فضا تیرہ
وتاریک ہو گئی تھی ایسا بھیاں کہ دن کے مشرکین کے مقابلے کے وقت توار سے موت کی بارش ہوتی ہے۔
حیدر کی وہ تکوار کنڈی مارے اس سانپ کی طرح تھی اس کی حرکت یوں تھی جیسے پتھر پر چونٹی پھسلتی
ہے جب وہ نیام سے باہر آتی اور مقابلی طلب کرتی تو پہاڑوں کے پتے پانی ہو جاتے۔ اس توار سے
حیدر نے مرحب کو خاک چٹائی، عمر و بن عبد و د کا خون پیا، اسی کی وجہ سے اسلام استوار ہوا اس کی کجی
درست ہوئی اور دین حنیف مکمل ہوا۔“

آگے فرماتے ہیں:

”وہ کھوپڑیاں اڑانے والے ایسے قہمان تھے کہ نوفل جیسے بہادر کو خاک و خون میں غلطان کر دیا
اور جبریل نے بلند آواز سے آسمان میں بکیر و قلبیل کی صدائیں دکی۔

بروز غدری وہ مصطفیٰ کے بھائی اور ان کے صنو (شریک ہدایت) قرار پائے، انہوں نے ہی جد
رسول موسیٰ و کفن کے بعد پر دلخ کیا۔

انہیں کے لئے غروب کے بعد سورج پلتا جب کہ آپ کی نماز قضا ہو گئی تھی، اور یہ فوت شدہ نماز فضیلت کے وقت سے افضل تھی اور نماز کے بعد وہ مغرب کی طرف یوں رواں ہوا جیسے شیاطین کی طرف شہاب ثاقب۔ کیا رسول خدا نے ان کے لئے کھڑے ہو کر پالان شتر کے منبر پر تقریر نہیں فرمائی جب کہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے، تمام صحابہ کے مقابلہ میں صرف علیؑ ہی میرے بھائی ہیں اگر تم پوچھو تو بتاؤں کہ مجھے پیغام جبریل نے ہو چکایا ہے علیؑ حکم خدا سے میرے بعد خلیفہ ہیں وہ جو کچھ کریں بہر حال وہ تم پر میرے دھی ہیں۔

خبرداران کی نافرمانی گویا میری محبت کی نافرمانی ہے، اور میری نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے اور حق واضح ہے، خبردار اس کا نفس میرا نفس ہے اور میرا نفس اس کا نفس ہے یہ بخوبی کی بنیاد پر تازل شدہ وحی ہے۔ آگاہ ہو جاؤ میں تمہارے لئے شہر علم ہوں اور جو بھی اس میں داخل ہونا چاہتا ہے علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔

آگاہ ہو جاؤ کہ وہ تمہارے موٹی اور ولی ہیں اور حق کے معاملہ میں سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے اور انصاف کرنے والے ہیں۔

اس وقت سب نے ایک ساتھ کہا ہم نے بخوبی انہیں اپنا حاکم تسلیم کیا ہمارے تمام امور و معاملات انہیں کے حوالہ ہیں۔

ان کی فضیلت کے لئے ایک دوسری علامت بھی بتاتا ہوں جو تمہارے لئے کافی ہو گی جس دن تمام قوم یہ رب کی جانب رواں تھی بھی تھی سے پریشان تھے وہیں ایک دری نظر آیا جہاں ایک دانشمند راہب تھا دور ہی سے اس کو بلند آواز سے پکارا، راہب خوف سے لرزنے لگا عالم وحشت میں اس نے دیر سے اپنا سر نکلا اس نے پوچھا اے پارسا! یہاں کہیں قریب میں پانی ہے؟ یہ سٹگاٹ اور ٹھک ز میں ہے لیکن انجیل میں مرقوم ہے کہ تینیں کہیں چشمہ ہے دو فرغ کے فاصلے پر اور اس کو وہی دیکھ سکتا ہے جو رسول ہو، یا فضیلتوں والا وصی رسول ہو۔

خدا کا نام لے کر پانی کی تلاش میں چلنے دیر کاراہب آنکھوں سے تباشد لیکھ رہا تھا، ایک جگہ ٹھہر کر

اتے اور آپ کے ساتھ تمام سوار بھی اتر گئے تھے سب کے لکیجے پھنک رہے تھے ان سے فرمایا یہ جگہ ہے جو بھی پانی کا طلبگار ہے اسے یہاں پر کھودنا چاہیے تھوڑی دیر میں ایک پتھر نمودار ہوا جو اپنی جگہ سے ذرا جبکش نہیں کرتا تھا وہ پتھر صاف و سفید چاندی کی طرح سے تھا جیسے چاندی کے رینے پتھر ک دئے گئے ہوں یا شاداب جھلتی، فرمایا اسے نکالو سب نے بھر پور کوشش کی لیکن وہ پتھرنہ ملا۔

سب نے بیک زبان کہایا علی! یہ صاف پتھر اور پھسلن والا پتھر ہے، ہم سب عاجز ہو کر تھک گئے ہیں سواری سے اتر کر آپ نے ہاتھ بڑھایا اور پتھر کو ہٹا دیا اس کے نیچے سے ایک شیریں اور صاف پانی بہر رہا تھا سب نے سیر ہو کر پانی پیا آپ نے پھر وہ پتھر ہیں رکھ دیا نہ تھے نہ حیران ہوئے راہب نے یہ حال دیکھا تو تیزی سے حضرت کے پاس آ کر ہاتھوں کا بوسہ لینے لگا اور سب کے سامنے اسلام لے آیا کہنے لگا میر اخیال تھا کہ آپ کا ہی نام ایلیا ہے، میر اخیال صحیح تکلا، میں جاہل و نادان نہیں تھا۔

دوسری قصیدہ:

ل عمر کی یافی یوم الغدیر لانت المرء اولی بالامر
”آپ کی جان کی قسم! اے جواں مرد غدری کہ آپ ہی تمام معاملات کے ”اول الامر“ ہیں آپ اشرف کائنات کے بھائی، اور مبالغہ کے دن رسول بشیر کے نفس قرار پائے، آپ شریک ہدایت، پاک نفس داما در، امام حسن اور امام حسین کے والد ماجد ہیں آپ ہی ہیں کہ جس نے دنیا کو اپنی قیمت نہیں قرار دیا، آپ کا کوئی مثل و نظیر نہیں، آپ ہی ہیں جس کے لئے اونٹ کی گردن کی طرح کھسار سے چشمہ آب جاری ہوا جب بشارت دینے والے نے اس کی بشارت دی تو حضرت علی نے فرمایا مژده ہوا بے بشارت دینے والے میں نے عزت و قدرت والے خدا کے لئے اس کو وقف کر دیا وہ سب کے لئے مبارح ہے۔

آپ اکثر فرماتے: اے دنیا میرے علاوہ کسی دوسرے کو دھوکہ دینا، میں دھوکا کھانے والا نہیں، آپ نے اپنی رفیقہ حیات کے ساتھ مصیبتوں میں صبر کیا اور دونوں نے صبر کا بہترین انجام پایا۔
ام ایک کہتی ہیں کہ میں ایک دن فاطمہ زہرا کوخت دھوپ میں دیکھنے گئی میں ان کے قریب پہنچی

تو چکی چلنے کی آواز سن لیکن کوئی چلانے والا نہ تھا، میں نے کندھی کھنکھنائی کوئی جواب نہ ملا میں محمد مصطفیٰ کی خدمت میں پھر بھی اور سارا ماحرا کہہ دیا، آپ نے شکر خدا کے ساتھ فرمایا خدا نے میری حیادار فاطمہؓ کو یقینت کرامت فرمائی ہے۔، خدا نے اس کی تھکن دیکھی تو نیند غالب کر دی وہ بڑا ہی احسان کرنے والا ہے، ایک فرشتہ کو چکلی پر مامور کر دیا کہ گیوں پس جائے میں خوش و سرور داہم ہو گئی۔

وہی علی ہیں جن کا عقد فاطمہ زہرا سے آسمان پر ہوا ان کا مہر زمین کا پانچواں حصہ مقرر ہوا خداوند عالم کے خیر و کرم سے جو کچھ بھی زمین پر روئیدی گی ہو۔

اس طرح یہ مردوں میں سب سے بہتر اور وہ تمام عبور توں میں سب سے بہتر ہیں اور ان کا مہر بہترین مہر قرار پایا اور ان کے دونوں فرزند تمام کائنات میں ہی بہترین ہیں یہ ہے لطف پروردگار ان کی مودت رسول خدا کی تبلیغ و رسالت کا اجر قرار پائی۔

اس قصیدہ میں فضائل علیؑ کے بعض گشوں کی طرف اشارہ ہے جیسے حدیث مواخاة اور واقعہ مبارہ جس میں علیؑ قرآن و حدیث کی نص سے نفس رسول قرار پائے میں نے تیسرا جلد میں ان دونوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

اس میں چشمہ کے جاری ہونے کا واقعہ بھی بیان کیا گیا ہے، جسے حافظ بن سمعان نے کتاب موافقت میں اور ان سے محبت الدین طبری نے ریاض الحضرۃ (۱) میں نقل کیا ہے کہ عمر نے اپنے زمانہ خلافت میں چشمہ کی زمین آپ کے اختیار میں دیدی حضرت علیؑ نے اسی کے قریب کچھ دوسری جانکردگی خریدی تھی آپ نے وہاں چشمہ کھونے کا حکم دیا اچانک وہاں سے ایک چشمہ تیز دھارے والا جاری ہوا جیسے اونٹ کی گردن سے نحر کرتے وقت خون جاری ہوتا ہے، حضرت علیؑ کو جب بشارت دی گئی تو آپ نے فرمایا وارث کو مژده سناؤ آپ نے راہ خدا میں اسے خیرات کر دیا۔ (۲) این ابی الحدید (۳) لکھتے ہیں۔

۱- ریاض الحضرۃ، ج ۲، ص ۲۲۸ (ج ۳، ص ۱۸۳)

۲- مجرد صادری کی الامام علیؑ، ج ۲،

۳- شرح نهج البلاغہ، ج ۲، ص ۲۶۰ (ج ۷، ص ۲۹۰، خطبہ ۱۱۹) تہم المبدان، ج ۲۵، ۸ (ج ۵، ص ۳۵۰) وفاء الوفاء، ج ۲

کہ روایت میں آیا ہے کہ امیر المؤمنین کی خدمت میں خوبخبری لئے ہوئے ایک شخص آیا کہ آپ کی جائیداد میں جوش مارتا ہوا چشمہ جاری ہوا ہے آپ نے فرمایا کہ وارث کو مژده سناؤ کی باری یہ فقرہ دہرایا پھر اس جائیداد کو فقراء اور مساکین کے لئے وقف کر دیا اور اسی وقت ایک وقف نامہ بھی تحریر کر دیا۔

ارشاد علیؑ ”یا دنیا غری غیری“ کو اکثر حفاظت نے لکھا ہے، اسی طرح چکلی کا واقعہ حدیث ابوذر میں ہے رسول نے فرمایا اے ابوذر! بہت سے فرشتے زمین پر چکر لگاتے رہتے ہیں وہ آل محمدؐ کے تعاون پر مامور ہیں (۱) اسی طرح عقد زہرآ اور مودت اجر رسالت کے واقعہ کوئی استاد، ہم دوسری جلد میں نقل کر چکے ہیں۔

تیراقصیدہ:

خدا کو راضی کرو اور شیطان کو نار ارض کروتا کہ حضرت کے دن تمہیں رضاۓ خدادندی حاصل ہو، اپنی ولایت کو ان لوگوں کے لئے خالص کرو جن کی ولایت قرآن میں فرض قرار دی گئی ہے، رسول اشرف کائنات محمد مصطفیٰ کی آل کا مرتبہ و مقام خدا کے نزدیک بہت بلند ہے وہ ایسا گروہ ہیں جن سے دین و دنیا کا توام ہے کیونکہ وہ دین و دنیا کے ارکان ہیں جس گروہ کی محبت خوف کے ماحول میں مایہ امن و امان ہے۔

جس گروہ کی اطاعت طاعت حق، جن کی تافرمانی خدائے رحمان کی تافرمانی ہے وہ صراط مستقیم ہیں ان کی محبت قیامت میں نام اعمال کا وزن بڑھائے گی خدا نے ان کی ذات کو ہدایت و گمراہی کا معیار قرار دیا ہے۔

وہ محاوظ شریعت ہیں شریعت کو جھوٹ اور بہتان سے محفوظ رکھتے ہیں قرآن میں ان کی فرمائبرداری کو تمام خلاف پروا جب قرار دیا گیا ہے قرآن سے سن لو۔

۱۔ ریاض المعرفة، ج ۲، ص ۲۲۳ (ج ۳، ص ۷۷۱) صواعق محرقة، ص ۱۰۵ (۱۷۶) اسعاف الراغبين، ص ۱۵۸، اعجم بارہمیت، ج ۱، ص ۸، الامام علی، ص ۱۸

حدیث متواتر ہے کہ رسول خدا نے ان کی ولایت و حفاظت کی ہمیں وصیت فرمائی ہے وہ رسول جس کی صداقت کی گواہی ریگ صحراء نے دی جس پر خدا نے قرآن نازل کیا تمام کے تمام علوم پر برہان و جلت قرار پائے جس رسول نے بروز غدری اپنے وسی کا تعارف کرایا تاکہ اساس ایمان مکمل ہو ایسا کون ہے کہ جس کے لئے یوم غدری کو مخصوص کیا گیا ہو جس کو کوئی انکار نہ کر سکے۔

وہی ہیں جنہوں نے مرغ بریاں کھایا، جس کا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا، وہی ہیں جنہوں نے کوہ حراء میں میوہ بہشت تناول فرمایا خدا نے انا رتحفہ میں بھیجا، وہی ہیں جن کی شاخوانی میں خدا نے سورہ هل اتنی اتارا اور حور و غمان کو جزا میں مرحمت فرمایا، جس کے مکارم پر سے رسول خدا نے پردہ ہٹایا، جن مکارم کو خدا نے کسی کو عطا نہیں کیا۔

جس کی ولایت کا اتر اصرف طالب زادہ ہی کر سکتا ہے اور جس کی ماں نے اپنے شوہر سے خیانت نہ کی ہو۔

چوتھا قصیدہ:

اے عید غدری! صریت و شادمانی کے ساتھ ہر سال آتی رہ۔

تجھ میں چاشت کے وقت حضرت علی ہر امیر کا سالار دوامیر قرار پائے۔

صحدم جبریل خدا کی طرف سے نازل ہوئے اور کہا اے احمد! اس جشے پر اتریے۔

اور پیغام ہو نچا دیجھے، اگر آپ نے یہ پیغام نہ ہو نچایا تو کوئی پیغام ہی نہ ہو نچایا۔

پس آپ نے سب کو قیام کا حکم دیا اور پالان شتر کے منبر پر تشریف لے گئے فرمایا خدا نے لطیف و خیر کا فرمان آیا ہے کہ میں علی کو اپنے بعد خلیفہ بنادوں یہ سن کر سب نے علی کی بیعت کی جس کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں ملتی، آپ ہر پیش رو کے امام اور ہر بزرگ کے مولا قرار پائے ہر ہدایت کا باب اور نور کے اوپر نور قرار پائے۔

میرے بعد یہ ہر مگر اور کافر کے لئے جلت خدا ہیں آپ کے بعد بارہ مہینوں کی طرح ہدایت کے

چاند ہیں جن کے اسماء دہرانے ہوئے مذکور ہیں (سات اسماء کو دہرانے سے چودہ کی تعداد پوری ہوتی ہے) موئی و عیسیٰ کے صحیفوں (زبور و انجیل) میں ہمیشہ ان آنکھ کے نام لوح محفوظ میں درخشاں رہیں گے، فرشتگان الٰہی ان کی زیارت کرتے رہتے ہیں آپ نے خدا کو گواہ کر کے فرمایا کہ میں نے حکم خدا ہر حاضر تک یہ چوہا دیا، اسوقت سالار غدری کو بلا یا علی اس جم غیر سے برآمد ہوئے آپ کے ہاتھ پر ان لوگوں نے بھی بیعت کی جو دلوں میں کینہ چھپائے ہوئے تھے اور خدا اچھی طرح جانتا ہے جو لوگ اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں۔

مَدْحُ عَلَيْيِ مِنْ پَانِچْوَاںْ قَصِيْدَةْ:

کائنات میں محمد مصطفیٰ کا ان کے بھائی علیؑ کے سوا کوئی بھی مثل و نظیر نہیں (۱) انہوں نے اپنی جان ندا کی جب کہ ان کے بستر کا قریش نے احاطہ کر لیا تھا۔

انہوں نے طائف میں رسولؐ سے سرگوشی کی، تمام اصحاب جو وہاں موجود تھے، انہوں نے کہا کہ علیؑ سے سرگوشی بہت طویل ہو گئی رسولؐ نے فرمایا اور اس میں جھوٹ کا ذرا بھی شایبہ نہ تھا کہ میں نے اس سے سرگوشی نہیں کی بلکہ عزت والے واقف کا رخدانے ان سے سرگوشی کی ہے۔

اور غدری خم میں رسولؐ نے فرمایا: بلاشبہ علیؑ میرے بعد خلیفہ و امیر ہیں، اور ان کے سواب کے دروازے بند کئے تھے جس سے دلوں میں بھونچاں آگیا تھا، علیؑ کے بارے میں بہت سی باتیں کہی گئیں دلوں میں شرارتیں رینگنے لگیں۔

رسولؐ نے فرمایا: تم علیؑ سے کیا چاہتے ہو خدا خود دیکھنے اور سننے والا ہے میں نے تمہارا راستہ مسجد میں بند کیا خداۓ مقتدر نے ایسا ہی حکم دیا تھا۔

یہ فضیلت اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ منفرد حماقی ہیں۔

۱۔ شیر اسلام گی اس حدیث کی طرف اشارہ ہے ”ہر ہمی کا اس امت میں ایک نظر ہے اور علیؑ میرا نظر ہے“، ریاض المثیر، ج ۲، ص ۱۶۲ (ج ۳، ص ۱۰۸)

چھٹا قصیدہ بھی عظیم مدحیہ نغمہ ہے:

”خداوند عالم نے احمد سے فرمایا (خلافت علیٰ کی) قریش میں تبلیغ کر دیجئے، میں دشمنوں سے آپ کی حفاظت کروں گا اگر آپ نے میرا یہ پیغام نہ ہبہ نچایا تو آپ نے گویا نہ کوئی کار رساالت ہی ان جام دیا اور نہ ہی آپ امین ہیں۔“

پس آپ نے لوگوں کو غدری خم میں تھہرا کیا، اور علیٰ آئے پھر آپ نے مسلمانوں کو آواز دی ان کے ہاتھوں کو اس طرح بلند کیا کہ تمام موجود لوگوں نے دیکھا۔

کس قدر وہ معزز ہاتھ تھا جس نے بلند کیا اور کیا معزز ہاتھ تھا جو بلند ہوا، آپ نے ان سے فرمایا اور سبھی گوش برآواز تھے سبھی توجہ سے سن رہے تھے: آگاہ ہو جاؤ جس کا بھی میں مولا ہوں یہ اس کا مولا ہے تم سب گواہ رہنا، خدا اس کو دوست رکھے جو علیٰ کو دوست رکھے اور اس کے دشمنوں پر غلبناک ہو۔ جابر بن عبد اللہ انصاری سے مردی ہے کہ ہم مومنین کو علیٰ کے ذریعہ آزماتے تھے ہم جب کسی میں محبت علیٰ دیکھتے تھے تو سمجھ جاتے تھے کہ یہ مومن ہے اور اگر ان سے نفرت رکھتا تھا تو سمجھ جاتے تھے کہ یہ منافق ہے۔

بعض علیٰ رکھنے والوں کا سنتی ناس ہو، کیوں ہماری جان کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں یہ بات انصار کی آزمودہ بات ہے کہ ہم دشمن علیٰ کے ذریعے منافقین کو پہچانتے تھے اور یقینی طور سے سمجھ جاتے تھے کہ اس سے نفاق میں کوئی شک و شبہ نہیں کیا جاسکتا۔“

مدح علیٰ میں ساتواں قصیدہ:

”غدیر کا دن اسلامی نقطہ نظر سے تمام ایام میں شریف ترین ہے جس دن خدا نے ہمارے امام کو متعارف کرایا، میری مراد ہے وسی رسول اور ہر پیشوں کا تعارف، رسول نے پالان شتر کے منبر پر کھڑے ہو کر وہی کا بازو دھام کر قوم سے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ مولا ہے، یہ خداۓ مقتدر اور علام کی طرف سے وسی ہے، یہ زندگی میں تم پر میرا وزیر ہے اور جب میں وفات پا جاؤں تو میرا قائم مقام ہے۔“

پروردگارا! جو بھی اس کی ولایت کا دم بھرے اسے دوست رکھ اور جو اسے دشمن رکھے اس پر خوبنداں ہو پھر تو بیعت کے لئے لوگوں کے ہاتھ پکنے گے، اسی دن دین کامل ہو اور نعمتیں تمام ہوئیں۔

درخ علیٰ میں آٹھواں قصیدہ:

تم نصوص امامت اور اجماع صحابہ چاہتے ہو؟

تم نے رسول کا سچا قول نہیں سنا جو آپ نے کل بروز غدیر کس طرح لکارا تھا کہ آگاہ ہو جاوے بشک یہی تھا راوی ہے اس کی اطاعت کرو جو اس کی اطاعت نہ کرے اس پر چھٹکار۔ اور ان کے لئے فرمایا تم میرے اسی طرح بھائی ہو جس طرح ہارون شریک رسالت تھے وہ مطمئن ہو گئے۔ اور ان کے لئے فرمایا:

تم میرے شہر علم کے دروازہ ہو جو بھی چاہے بہرہ یا ب ہو، اور تھماری ہدایت کے لئے فرمایا کہ علیٰ تم میں سب سے بہتر فصلہ کرنے والے ہیں کبھی گذرے لوگ علیٰ کی پیروی کرتے رہے۔ اور تبلیغ سورہ برأت کے دن خدا نے واضح نفس کا شہوت فراہم کر دیا، اب دھوکا نہیں دیا جا سکتا اور قرآن میں انہیں نفس رسول کہا گیا مبارہ کے دن بڑے خشوع کا موقع تھا وہ۔

اور موانحات کے دن پکار کے کہا کہ آج سے تم میرے بھائی ہو اس طرح بلند مرتبہ کیا، اور جس دن رسول کو طاری پیش کیا گیا اور آپ نے خدا سے عاجزی کے ماتھ دعا کیا اے خدا! اپنے محظوظ ترین بندہ کو بھیج دے تاکہ ہم اس کے ساتھ اسے کھائیں ابھی دعاۓ رسول تمام نہ ہوئی تھی کہ علیٰ آگئے پھر آپ واپس کر دئے گئے یہ تین بار ہوا آخری بار آپ نے دروازہ کھلکھلایا تو نبیؐ نے فرمایا کہ واصل ہو جاؤ تم نے بہت دریک انتظار کرایا آپ نے انہیں باخبر کیا کہ میں تین بار آیا یا لیکن روکنے والے نے مجھے روک دیا آپ نے روکنے والے کو غصہ سے دیکھا کہ کیوں میرے بھائی کو آنے سے روکا اس کی وجہ سے اس کے چہرہ پر سفید داغ نمودار ہو گئے وہ اپنے چہرہ پر نقاب ڈالے رہتا تھا۔

پھر تم نے کیا سوچ کر دوسروں کو علیٰ پر ترجیح دی جب کہ علیٰ کو خدا نے منتخب فرمایا ہے، پھر کس طرح

لماچی اور کینہ تو زی لوگوں کے اجماع کو ان نصوص کے مقابلے میں پیش کیا جاسکتا ہے؟

مدح علیٰ میں نوال قصیدہ:

اے حیدر کے متعلق مجھ سے سوال کرنے والے تو نے مجھے پریشانی میں ڈال دیا میں اس سوال کا جواب دینے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

خداوند عالم نے علیٰ کا نام بالکل واقع کے مطابق رکھا ہے، وہ بلند یوں کے آسمان پر سرفراز ہیں، انہیں خدا نے دوسروں کے مقابلہ رہا ہے ایت کے لئے بطور نشانی منتخب کیا، خدا نے تمام کائنات والوں سے بروز غدیریان کی ولایت کا عہد و پیمان لیا۔

جس دن رسول خدا نے صحابہ کے درمیان برادری قائم کی انہیں (علیٰ کو) اپنا بھائی اور شریک قرار دیا۔

آسمان کے فرشتے انہیں حیدر فاروق کے نام سے یاد کرتے ہیں، انہوں نے سب سے پہلے احمد مصطفیٰ کی رسالت کی تصدیق کی اسی لئے انہیں صدقیق کہا جانے لگا، اگر ان اساماء گرامی کو کسی دوسرے سے وابستہ سمجھتے ہو تو کوئی معتبر ثبوت فراہم کرو۔

مدح علیٰ میں دسوال قصیدہ:

اٹھائیں شعروں پر مشتمل اس قصیدہ میں شاعر نے نجف کی طرف تیز رفتار اونٹ پر سوار زائر سے خطاب کیا ہے کہ تم نجف جا رہے ہو جہاں علیٰ کا مزار ہے، جہاں نور ہدایت روشن ہے، جہاں کی خوبیوں از از کو قبول ہی سے اپنے احاطہ میں لے لیتی ہے، وہاں موئین کی بہار، مغفرت و رضوان اور ایمان و فضیلت تقسیم ہوتی ہے، وہاں آسمان کے فرشتے احرام باندھ کر آتے ہیں اور عبادت کرتے رہتے ہیں، جب وہاں ہو چنا تو مولا کو میرا سلام کہنا، اور کہنا کہ آپ قیامت میں میری شفاعت کریں۔ مجھے ان لوگوں پر حیرت ہے جو اس دوپھر کے سورج کو دیکھنے سے بھی اندر ہے بننے ہوئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے قرآن

میں ان کے متعلق سورے نہیں پڑھے، وہ بہایت چھوڑ کر اندر ہیرے میں بھٹک رہے ہیں۔
غدر وہ یوم الغدیر۔ انہوں نے بروز غدر ی غداری کی اور عہدِ مسول کو ضائع کر دیا۔
اے جہنم باشندے والے آپ سے ہر شیعہ محبت کرتا ہے آپ ہی صراطِ مستقیم، ساتھِ حوضِ کوثر، اور آپ
ہی کے ساتھ میں جنت و جہنم کی کنجی ہے، میں نے دل میں آپ کی محبت کاشت کی ہے اور انسان کل
قیامت میں وہی کاٹے گا جو بویا ہے۔

گیارہواں قصیدہ انیس شعروں پر مشتمل ہے:

علی کا خدا کے نزدیک مرتبہ بلند ہے اگرچہ فضائل بیان کرنے والوں کی ملامت کرنے والے بہت
ہیں، وہ عروۃ الوفی یعنی جس سے وابستہ ہونے میں رسی ٹوٹنے کا ذریبیں، وہ عابدِ شب زندہ دار اور قائمِ اللیل
تھے، انہوں نے موت کے گرداب میں دین نبی کے ارکان استور کئے، اسی لئے رسول نے انہیں اپنی
اخوت کے نازش آفریں اعزاز سے سرفراز کیا، اور انہیں بروز غدر ی مولا بنا دیا، وہ تمام لوگوں کے مولا اور امام
ہو گئے، بدر میں بہادروں کی کھوپڑیاں اڑائیں، خیبر کے دن علم ملا اور فتح سے سرفراز ہوئے، رسول نے فرمایا
تھا کل اسے علم دوں گا جس کی حرمت مسلم ہے، پھر فرمایا لو یہ علم تم سے تسلیت کا ذریبیں، امیر المؤمنین
اس طرح چلے کر آپ کے آگے آگے دھائے رسول اور نصرت تھی، مخصوصاً قلعہ کے دروازے کو اکھاڑ پھینکا اور
ذمتوں کو موت کا مزا پچھایا، خیبر کے بہادر، مرحوب کاخون کیا اور یہودیوں کی ناک رگڑ دی۔

اور پوچھو کہ ”سلع“ میں عمرو کے ساتھ کیا کیا جب کہ جنگ کے شعلے بھڑک اٹھے تھے، بہادروں
کے پتے پانی ہو رہے تھے سمجھی کانپ رہے تھے لکھنی بندھی ہوئی تھی، اس کے مقابل وہی گیا جس نے اپنی
تلوار سے گھروں میں صفاتِ مامن پچھا دی۔

رسول نے فرمایا: یا علی تم ہی میرے بعد تاویلِ قرآن کے لئے جنگ کرو گے اسی لئے بیت
توڑنے والوں سے جنگِ جمل میں پیکار کی، صفين کے دن قاطلین سے جنگ کی، اور نہروں ان میں مار قیمن
کاخون بہا کران کے سمجھے باہر کئے۔

بارہوال قصیدہ:

و لائے مرتعنی میر اتو شد نیا بھی ہے اور کل قیامت میں بھی شاہ خوبال اور تمام دنیا کے سردار غدریم
میں ہمیشہ کے لئے مولا و آقا بنائے گئے۔

اس دن لوگوں نے ہاتھ بڑھا بڑھا کر مرتعنی کی بیعت کی، وہ فضیلوں میں بالکل مصطفیٰ ہیں نہ کم نہ
زیادہ، آسمانی کتابوں میں وہ جب اللہ اور عین اللہ ہیں، عورتوں نے ان جیسا فرزند پیدا نہیں کیا اور نہ
آئندہ پیدا کر سکتی ہیں۔

جس نے جنگ میں غبار غم و حوا، بدر، احمد، خیبر اور بی نظر کے یہود اور اسی طرح خندق کے دن سلح
کے مقام پر جنگ میں جب فریاد دیا ہوئی تھی تو لوگوں پر جان آجائی، بڑے بڑے بھادروں کے کلیجے اس
شیر زر کے خوف سے پانی تھے، سائیں رک جاتی تھیں آپ کی بیت سے سنا تا چھا جاتا گویا یہاں کوئی موجود
ہی نہیں صرف انہیں کی آوازیں تھیں آپ ہی کی تکوار جوسروں اور اسلحوں پر پڑھی ہے۔
ہمارے شاعر عبدی کے دوسرے غدیری قصائد بھی ہیں کچھ آگے بیان ہوں گے اور باقی کو ہم نے نظر
انداز کر دیا ہے۔

شاعر کا تعارف:

ابو الحسن۔ علی بن حماد بن عبد اللہ بن حماد۔ عدوی۔ عبدی۔ بصری؛ شاعر کے والد حماد خود بھی شرعاً
ابنیتیت میں ہیں چنانچہ شاعر خود کہتا ہے:

وَانَ الْعَبْدَ عَبْدَكُمْ عَلَيَا كَذَا حَمَادَ عَبْدَكُمْ الْأَدِيبُ
أَرَاكُمْ وَالَّدِي بَاشِعَرَ قَبْلِي وَأَوْصَانِي بِهِ أَنْ لَا إِغْيَبُ
يَا عَلَيْ! آپ کا یہ بندہ ناجیز بھی اپنے باپ حماد کی طرح ادیب بندہ ہے، تمہارا یہ مرثیہ میرے والد
نے مجھ سے پہلے کہا اور مجھے وصیت کی کہ یہ سلسلہ بندہ کروں۔

ابن حماد نامور ترین شیعوں میں تھے، بلند قیامت علماء میں شمار ہوتا تھا صاف اول کے شاعروں میں

تھے، حافظ حدیث بھی تھے صدق وغیرہ کے معاصر تھے نجاشی نے ان کا زمانہ پایا تھار جال نجاشی (۱) میں ہے کہ میں نے انہیں دیکھا ہے، لیکن ابو احمد جلوہ اپنی کتاب میں بواسطہ شیخ غھاڑی (م ۳۱۱) روایت کرتے ہیں اسی طرح ابن حماد مشائخ غھاڑی میں ہیں جو اساتید محدثین سے صاحب اجازہ ہیں ان حادیکی محدثانہ عظمت کے لئے یہی کافی ہے کہ غھاڑی جیسا بزرگ ان سے روایت کرتا ہے۔

فِنْ شِعْرٍ مِّنْ تِوَانَ كَأَجَابَ لِيْ نَهِيْسُ، شِعْرٌ وَادْبُ مِنْ فَصَاحَتْ وَبَلَاغَتْ كَأَتُو طَوْطِيْ بُوتَ تَحَاظَمْ مِنْ
مُوْتَيْ پُرَوْتَتْ تَحَقَّ، قَصَانَدْ تَحَقَّ كَمُنْظَمْ درَجَ كَهَرَ، تَامَ تَذَكَّرَهَ نَگَارُوْنَ نَزَّ احْتَراَمَ سَانَ كَاذَ كَرَ كَيَاَهَ۔
انَ كَشَفَتِيْ مِنْ شَفَرِيْ مِنْ هَمَارَتِيْ پَرَ كَسَيِّ كَوَكَيِّ شَكَ نَهِيْسُ كَمِيدَانَ خَنَ كَشَهُوارَ تَحَقَّ فَصَاحَتْ كَتَهَامَ گَلِيْ
كُوچُولَ مِنْ بَلَاغَتْ كَپَرَچِمَ لَهَرَاتَ رَهَ مَتوَازَنَ كَلَمَاتَ كَوَقَامَتْ نَظَمَ مِنْ كَبَرَكَيِّ طَرَحَ پُرَوْتَ رَهَ
آَپَ كَاسَمَ گَرَائِيْ تَهَامَ تَذَكَّرَهَ نَگَارُوْنَ كَيِّيَاهَ مُوجَودَ ہَے۔ (۲)

درَجَ الْمَلَيِّتِ مِنْ قَصَانَدَ وَمَرَاثِيْ بَهْتَ زَيَادَهَ كَيْهَ، بَهْتَ زَيَادَهَ كَهَهَا اورَ، بَهْتَ خَوبَ كَهَهَا، وَهَفَضَالَ الْمَلَيِّتِ
كَيْ بَيَانَ مِنْ آپِيْ جَوَى تَلَوَارَ تَحَقَّ چَنَانِچِيَانِ شَهَرَ آَشَوبَ نَزَّ غَازِيَانَ شَمَراءَ الْمَلَيِّتِ مِنْ آپَ كَشَارَ كَيَاَهَ ہے آپ
کَيْ مدَحِيَّ كَلامَ كَوَعَلَامَهَ سَهَادَيِّ نَزَّ جَمِيْعَ کَيَاَهَ، لَمَجَكَ ”۲۲۰۰“، اَشَعَارِكَ تَعْدَادَ ہَوَنُجَتِيْ ہے، اَكَرَشَ كَلامَ مِنْ
انَ کَفَنِيْ مِنْ هَمَارَتِ اورَ مَعَانِيْ آَفَرَنِيْ نَيْزَ قَافِيَهَ پَرَ دَازِيْ مِنْ صَفَ اوَلَ كَتَهَاعَوُونَ کَيِّ طَرَحَ ہَے، عَلَمَ حدِيثَ
ہَنِ، نَكَتَهَ خَجِيْ سَانَدَازَهَ ہَوتَا ہَے کَهَ وَهَ عَنْتِيمَ دَانَشُورَ بَھِيْ تَحَقَّ وَهَ جَوَكَجَهَ بَھِيْ كَتَهَ صَرَفَ فَضَالَ الْمَلَيِّتِ پَرَ مَشْتَقَلَ، ہَوَنَتَا
وَهَ قَرَآنَ وَحدِيثَ کَمُوْتَيْ جَنَ كَرَلَوُوْنَ کَوَخَاصَانَ خَدَا کَيِّ طَرَفَ دَعَوَتَ دِيْ نَظَرَاتَ۔

اسَ لَنَّهَ انَ کَيِّ شَاعِرِيْ مَحْضَ شَاعِرِيْ نَهِيْسُ ہَے بلَكَهَ مَنَاظِرَهَ وَاسْتَدَلَالَ کَسَنَدَرَ مَوْجَزَنَ ہَیْنَ، بَحْمَ الدِّينَ
عَمَرِيْ اپنِیْ کَتابَ مجَدِیِّ (۳) مِنْ فَرَزَمَانَ زَيَادَنَ عَلِيَّ کَيِّ ذَلِيلَ مِنْ اَبِنَ حَمَادَ کَيِّ اَكِيْكَ مَنَاظِرَانَهَ قَوْلَ پَرَ تَبَصِّرَهَ
كَرَتَهَ ہَوَنَے حَسِينَ كَلامَ، توَيِّ جَمِتَ ہَوَنَے کَاعْتَرَافَ کَرَتَهَ ہَیْنَ انَ کَيِّ دِينِيِّ بَصِيرَتَ کَيِّ بَھِيْ مَتَرَفَ تَھَتَهَ۔

۱۔ رجال نجاشی (ص ۲۲۲، نمبر ۲۰۰)

۲۔ رجال نجاشی، ج ۱، ا ۱ (ص ۲۲۲، نمبر ۲۰۰) الحجَّی فی انساب الطالبین (ص ۱۸۵) محاجم العلماء (۱۲۷) علامہ حلی کی ایضاخ الاعتباہ
(ص ۹۲۸) مجلس المؤمنین ص ۳۲۲ (ج ۲ ص ۵۵۸) ریاض العلماء (ج ۲ ص ۲۰۷) ریاض الجنة ریاض، تحقیق الفقال (ج ۲، ص ۲۶)

۳۔ الحجَّی (ص ۱۵۸)

ولادت ووفات:

ہمیں ابن حماد کی تاریخ ولادت اور وفات کا کہیں سراغ نہ سکا صرف اتنا کہا جاسکتا ہے کہ بخاری
نے ان کا زمانہ پایا تھا لیکن ان سے روایت نہیں کی ہے ان کی ولادت صفر ۲۳ھ میں ہوئی بخاری کے
استاد جلدی جن سے ابن حماد نے روایت کی ہے ۷ اذی الحجہ ۲۳ھ میں وفات پائی اس طرح قرینہ بنتا
ہے کہ ابن حماد چوتھی صدی کے اوپر میں پیدا ہوئے اور چوتھی صدی کے اوپر میں وفات پائی گئے۔

میں نے ایک نادر خاطلی مجموعہ میں ابن حماد عدی کا قصیدہ دیکھا ہے جسے ابن شہر آشوب نے نصیان
بن مصعب عبدی کے نام سے منسوب کر دیا ہے انہیں کی پیروی صراط مستقیم کے مولف یااضی نے بھی کی
ہے جو صحیح نہیں ہے، قصیدہ کا اول شعر یہ ہے:

اسائلتی عما الاقي من الاسا سلى الليل عنى هل اجن اذا جنا
علاما میکی نے پورا قصیدہ نقل کیا ہے جو ایک سو چھوٹے شعروں پر مشتمل ہے۔
درج امیر المؤمنین میں ایک مختصر قصیدہ یہ ہے:

محمد عن صدقہ	حدثنا الشيخ الشفیع
عن انس عن النبی	رواية متافقہ
مع علی ذی النہی	راتہ علی حری
شیئاً كمثل العنبر	يقطف القطافی الہوی
حتی اذاما شیعا	فاکلامنہ معما
فطال منه عجبی	رایتہ مرتفعما
انزله ذو العزة	کان طعام الجنہ
من الهدایا النخب	هدیۃ للصفوہ

اس قطعہ میں جس حدیث کی طرف اشارہ کیا گیا اسے ابن جریر طبری نے بعد خود انس بن مالک
سے روایت کی ہے کہ ایک دن رسول خدا نجف پر سوار ہو کر کوہ کدی پر تشریف لے گئے پھر نجف میرے حوالہ کر

کے فرمایا فلاں جگہ چلے جاؤ ہاں علیٰ کو تسبیح الہی میں مصروف پاؤ گے، میر اسلام کہنا اور اس خچر پر سوار کر کے یہاں لے آؤ۔ انس گئے پیغام پہنچایا جب خدمت رسالت میں ہوئے تو آپ نے فرمایا مجھے یہاں ستر پیغمبر و مرسل بیٹھے چکے ہیں اور ان میں سب سے بہتر میں ہوں وہ انبیاء اپنے بھائیوں کے ساتھ بیٹھے تھے اور تم ان بھائیوں میں سب سے بہتر بھائی ہو۔

انس کہتے ہیں کہ اتنے میں ایک ابر سفید ان دونوں حضرات پر سایہ فگن ہوا اس میں سے ایک خوش اگور نمودار ہوا رسول خدا نے تناول فرمایا اور علیٰ سے کہا کھاؤ یہ ہدیہ الہی ہے اگور کھانے کے بعد پانی پیا اور وہ ابر آسمان پر بلند ہو گیا رسول خدا نے فرمایا خدا کی قسم اس اگور کوتین سو ستر انہیاء اور تین سو تیرہ اولیاء نے تناول کیا ان میں میری ذات ابو علیٰ کی ذات گرامی تر ہے۔

ابن حماد عبدالی نے عونی کی روشن پر قصیدہ نونی بھی کہا ہے جس کا مطلع ہے:

نَمَّالًا بْنَ حَمَادَ سُوِّيْ مِنْ حَمْدَتِهِ اثَارَهُ وَابْهَجَتْ غَرَانَهُ

علامہ امینی نے یہاں تینیں اشعار نقل کئے ہیں۔

ابن حماد کا ۷۵ شعروں پر مشتمل مرثیہ امام حسین بھی ہے علامہ امینی نے یہاں اس کے چواہیں شعر نقل کئے ہیں پہلا شعر ہے:

لَهُ مَا صنعتَ فِي نَاسِ الدِّينِ كم من حشاق رحمت مناو من عین؟!

چور انوے اشعار کا ایک دوسرا مرثیہ بھی ہے جس میں غدریکا تذکرہ ہے۔

حَيَ قَبْرَ أَبْكَرَ بِلَامِنْتِيرَا صَنَمْ كَنْزَ التَّقْيَى وَعَلِمَانَ خَطِيرَا

وَاقْعَدَ غَدِيرَ مَتَّعِلَ دُوْشَعْرِيَہ ہیں:

وَابْرُوْهُمْ أَقَامَهُ اللَّهُ فِي "خَمْ" اِماماً وَهَادِيَا وَامِراً

حِينَ قَدِبَأَيْغُورَهُ امْرَأَعِنَّ اللَّهُ فَسَائِلَ دُوْحَانَهُ وَالْغَدِيرَا

اور ان کے والد ماجد وہ ہیں کہ خدا نے انھیں غدریم میں امام، ہادی اور امیر المؤمنین متعین فرمایا۔

لوگوں نے آپ سے اس معاملے میں حکم خدا سے بیت بھی کی۔ اب ذرا کئے درختوں سے اور چشمے

(غدیر) سے تفصیل پوچھلو۔

ابن حاد کے نام سے ایک نادر خلی مجموعہ مجھے بجف اشرف کے کاظمیہ میں دستیاب ہوا۔ اس میں
بڑے قیمتی تصاہی درج ہیں۔ یہاں اس کی فہرست درج کی جاتی ہے۔

۱۔ ۳۶ راشعار پر مشتمل قصیدہ جس کا مطلع ہے۔

بایوم عاشورا اطلت بکائی و ترکتنی و قفاعی البراء
۲۔ قصیدہ ۳۷ راشعار پر مشتمل:

هن بالعيد ان اردت سوانی ای عید لمست باح العزاء
۳۔ قصیدہ ۳۸ راشعار پر مشتمل:

شجاک نوی الاحبة کیف ماءا بدء لاصحیب لہ دراءا
۴۔ قصیدہ ۳۹ راشعار پر مشتمل

الیفرح من لہ کبیدوب و قلب من صباتہ کنیب؟
۵۔ قصیدہ ۴۰ راشعار پر مشتمل:

ویک یاعین سعی دمعاسکوبا ویک یاقلب کن حزینا کنیبا
۶۔ قصیدہ ۴۱ راشعار پر مشتمل

اللعا با و قد لاح المشیب؟ و شیب الراس منقصة و عیب
۷۔ قصیدہ ۴۲ راشعار پر مشتمل

دعوت الدمع فانسکب انسکابا و نادیت السلو فما اجابا
۸۔ قصیدہ ۴۳ راشعار پر مشتمل

دعوت الدمع فانسکب انسکابا ام لعینی من الرقاد نصیب؟
۹۔ قصیدہ ۴۴ راشعار پر مشتمل

یا اهل بیت رسول اللہ انکم لا شرف الخلق جدا غاب او آبا

۱۰۔ سائھ اشعار پر مشتمل قصیدہ:

هل لجسمی من السقام طبیب؟ ام لعینی من الرقاد نصیب؟

۱۱۔ راشعار پر مشتمل قصیدہ:

الدهر فیه طرائق و عجائب تتری و فیه فواند و مصائب

۱۲۔ راشعار پر مشتمل یہ قصیدہ عیل کے قصیدہ تائیہ کے طرز پر کہا گیا ہے:

ایامن لقلب دائم الحسرات؟ ومن لجفون تسکب العبرات؟

۱۳۔ راشعار پر مشتمل قصیدہ:

بقاء فی البقاء مقدسات واکناف بطیة طیبات

۱۴۔ راشعار پر مشتمل یہ قصیدہ:

دعنى انوح واسعد النواح مثلی بكى يوم الحسين وناحا

۱۵۔ راشعار پر مشتمل قصیدہ:

ارى الصبر يفنى والهموم تزيد وجسمی بیلى والسمام جدید

۱۶۔ راشعار پر مشتمل یہ قصیدہ اسیدا ساعیل حیری کے طرز پر ہے:

ماضر غهد الصبى لو انه عادا يوم ما يزودنى من طيبة زادا

۱۷۔ راشعار پر مشتمل یہ قصیدہ:

ابك ماعشت بالدموع الغزار لذراي محمد المختار

۱۸۔ راشعار پر مشتمل:

آمرتى بالصبر اسرفت فى امرى ايوم مثلی لا ابالك بالصبر؟

۱۹۔ راشعار پر مشتمل:

سلامى على قبر تضمن حيدرا سلام مشوق ما يطيق التصيرا

۲۰۔ راشعار پر مشتمل:

بالانسی دع ملامی فی الھوی و ذر فان حب علی قام فی عذری

۲۱۔ اشعار:

دعی قلبہ داعی الوعید فاسمعا وداع لبادی شیبہ فتورعا

۲۲۔ ۷/ اشعار پر مشتمل:

فرقت یابین شملا کان مجتمعاً ابعدت عنی حبیبی والسرور معاً

۲۳۔ ۲۵/ اشعار پر مشتمل:

خلیلی عج بن انطل الوقوفاً علی من نزرة شمل الطفو فا

۲۴۔ ۵۲/ اشعار پر مشتمل:

خواطر فکری فی الحشاء تجول وحزنی علی آل النبی بطول

۲۵۔ ۵۸/ اشعار پر مشتمل:

وجعلت جسمی للصدود خیالاً وحزنی علی آل النبی بطول

۲۶۔ ۲۶/ اشعار پر مشتمل:

الان زین المرء فی عمره الفعل ونهج هدئ مافیه زحلوقة زل

۲۷۔ ۲۱/ اشعار پر مشتمل:

یاعلی بن ابیطالب یابن المفضل یاحجاب اللہ والباب القديم الازلی

۲۸۔ ۵۱/ اشعار پر مشتمل:

ناجتك اعلام الهدایة فاعلم واقمت فيها بالطريق الاقوم

۲۹۔ ۵۵/ اشعار پر مشتمل:

النوم بعدكم على حرام من فارق الاحباب كيف يسام؟

دوسرے ادبی مجموعوں میں علی بن حادی عبدی سے منسوب قصائد پائے جاتے ہیں لیکن وہ متذکرہ بن

حاد کے علاوہ ہیں جو کئی صدی بعد پیدا ہوئے ہیں۔

ابوالفرج رازی

تجلى الهدى "يوم الغدير" على الشبه وبرز ابربيز البیان عن الشبه "غدیر کے دن شہادت کی تاریکی میں جلوہ حق درخشاں ہو گیا۔ اور طلائے ناب غش سے پاک ہو گیا۔ آسان وائلے پر درگار نے لوگوں سے ان کا دین کامل کر دیا۔ چنانچہ قرآن نے اس سلسلے میں بھرپور وضاحت کر دی ہے۔

رسول خدا لوگوں کے مجمع میں بلند مرتبہ علیؑ کا بازو و تھامے ہوئے کھڑے ہوئے اور فرمایا: آگاہ ہو جاؤ جس کے نفوس کا میں مولا ہوں یہ مولا ہے۔ کیا کہنا بڑا امر تب علیؑ نے پایا۔ (۱)

شاعر کا تعارف:

ابوالفرج محمد بن ہندورازی:
خانوادہ ہندو شیعی فرقے کا عظیم اور بفضل خاندان ہے جس نے علم و ادب کی بڑی خدمت کی ہے۔ ان میں اکثر زیور علم و دانش سے آراستہ اور رنگارنگ فضیلتوں سے پیراست تھے۔ ادب و شعر کے میدان میں ان کی دفعی خدمات ہیں۔ بعض تو بہت زیادہ مشہور ہوئے۔ انھیں میں ابوالفرج محمد بن ہندو بھی ہیں۔ جن کے اشعار اور پر درج کئے گئے۔ ابن شہر آشوب نے معالم العلماء میں ان کو مقیٰ و پرہیزگار شعراء المال بیق میں ثمار کیا ہے۔ (۲)

اسناق ابن شہر آشوب جلد ایس، ۵۳۱ (ج، ۲، ۲۷) صرات شتم (ج، ایس، ۳۱۱)

۲۔ معالم العلماء (ص، ۱۵۰)

اس خانوادے کی ایک فرد ابوالفرج حسین بن محمد بن ہندو ہیں۔ شعابی نے انھیں صاحب بن عباد کے وزیروں میں شمار کیا ہے۔ یہ بھی بڑے پاکیزہ اشعار کہتے تھے۔ (۱)
ایک ابوالفرج علی بن حسین بن محمد بن ہندو ہیں۔ تمام تذکرہ نگاروں نے ان کے علم و فضل کا اعتراف کیا ہے۔ (۲)

حکمت، فلسفہ، طب، کتابت اور شعر میں مہارت رکھتے تھے۔ مفتاح طب، مقالہ مشوقہ، کلمہ روحانیہ ان کی کتابیں ہیں۔ لطیفوں کی ایک کتاب اوساط بھی ہے۔ ان کا دیوان شعری بڑا و قیع و نشیس ہے۔
اس خانوادہ کی ایک فرد ابوالشرف بن الی الفرج علی بن حسین بن محمد بن ہندو بھی ہیں۔ ان کا تذکرہ صاحب دمیۃ القراء نے کیا ہے۔ (۳)

متذکرہ غدریہ ابوالفرج رازی کے سلسلے میں ایک بات پیش نظر رکھنی چاہیے کہ بعض متذکروں میں یہ ابوالفرج سلامہ بھی موصیٰ کے نام سے درج ہو گیا ہے (۴) جو صحیح نہیں، کیونکہ ابن شہر آشوب کی مناقب و معالم سے بیشیں ہو جاتا ہے کہ یہ غدریہ انھیں کا ہے، کیونکہ وہ موصیٰ کو نام و لقب کے ساتھ یاد کرتے ہیں، اور متذکرہ، محمد ابن ہندو کو فقط کنیت سے یاد کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

۱۔ شیخۃ الدھر (ج، ۲۶، ص، ۳۲۶) (ج، ۲۳، ص، ۳۵۹)

۲۔ (طبقات الاطماء، ج، ۱، ص، ۳۲۳، ۳۲۹) (ص، ۳۲۹) دمیۃ القراء ص، ۱۱۳ (ج، ۱، ص، ۶۰۸) نوات الوقیات، ج، ۲، ص، ۳۵ (ج، ۲، ص، ۱۳۷)

۳۔ (دمیۃ القراء ص، ۱۱۳) (ج، ۱، ص، ۶۱۸)

۴۔ شیخۃ الدھر، ج، ۱، ص، ۸۲ (ج، ۱، ص، ۱۲۹) اعيان الغیره (ج، ۷، ص، ۲۷۵)

جعفر بن حسین

”اس سے کہہ دو جو اپنے شعروں میں بدکاری کو برملاء کرتا ہے۔ اور نادانی میں اپنادین بخ رہا ہے۔ گمراہ لمحے میں چند روزہ حیات کی امید لگائے ہوئے۔“
 تجھے کہاں سے حق یہو بخ گیا کہ اسرار امامت کی بات کرے، تجھے پر خدا کی لعنت۔
 تو نے سمجھ رکھا ہے کہ امامت میراث رسول ﷺ کی بنا پر ہے جو ان کا قائم مقام ہے۔
 گفتگو کی بلاشبہ امامت نفس رسول ﷺ کی بنا پر ہے جو ان کا قائم مقام ہے۔
 چنانچہ رسولؐ کا ارشاد فدیح میں حیدر کے متعلق جب آپؐ نے کھڑے ہو کر فرمایا: جس کا میں
 مولا ہوں اس کے یہ مولا ہیں۔ سب نے آپؐ کا یہ ارشاد سن۔
 صاحب نظر سے پوچھ لے تاکہ تجھے معلوم ہو اور اپنی انکھیاں دانت میں دبائے۔ علیؑ وہی ہیں
 جنہوں نے اپنی برہنہ توارے میدان جنگ میں چردوں سے غم داندوہ کو دھلا کرتے تھے۔ تمہارے باپ
 (عباس) اسیر ہو کر رات بھر گریہ کرتے رہے اور رسول خدا ﷺ کی نیند اڑ گئی۔
 ہمارے دین میں امام وہی ہے جس کا رسول نے اعلانیہ نام لیا ہوا اور ارکان امامت استوار
 کرے۔ میدان کا رزار میں جنگ کے شعلے بھڑک رہے ہوں تو وہی چھوٹی چھوٹی لکڑیاں ڈال کر بجا میں
 وہی خیر کشا ہیں جب کہ دوسرا بھاگ کر اپنی جان بچا چکے تھے۔
 قسم خدا کی! اگر تمام لوگوں کا موازنہ کیا جائے تو سب مل کر بھی اس کے ناخن پا کا مقابلہ نہیں
 کر سکتے۔“

قاضی ابوالکارم طبی (متوفی ۵۶۵ھ) نے ابو فراس کی شرح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مردان

بن الی خصہ کا بیان ہے کہ میں نے متکل کے سامنے رافضیوں کی نذمت میں اشعار پڑھے تو متکل نے مجھے بھریں دیاماں کا حکم را بنادیا۔ اشعار یہ ہیں:

لکم ترااث محمد و بعد لکم تنفی الظلامة

”اے نبی عباس! میراث محمد تمہارے لئے ہے اور تمہارے انصاف سے ظلمتیں کافروں میں۔

بنت رسولؐ کے بیٹے میراث کی لاٹھ کر رہے ہیں جب کہ ان کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ نہ تو داماد کو کوئی میراث ملتی ہے اور نہ ہی بیٹی کو جائشیں کا انتھاق ہے۔ جنہوں نے تم سے میراث طلب کی انہیں صرف نہ دامت ہی تھی۔ وارثت کا حق حقدار کو پہنچ گیا۔

اگر دفتر رسولؐ کو جائشین بنادیا جائے تو قیامت برپا ہو جائے۔ میراث رسولؐ صرف تمہارا حق ہے دوسروں کا حق نہیں، خدا کی قسم۔ دوسروں کے پاس شرافت بھی نہیں۔

میں نے اپنے ان اشعار میں تمہارے دوست اور دشمنوں کو نمایاں کر کے دکھایا دیا۔ ایک صاحب جعفر بن حسین ناہی تھے انہوں نے ان یادوں کو نیوں کا بھرپور جواب دیا۔ (۱)

ان اشعار کو اور پر درج کیا گیا۔

علامہ اسٹی فرماتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ یہ متذکرہ جعفر، ابن حجاج کی نسل سے ہیں، یا ان کے معاصر ہیں۔ ہم نے ان کا تذکرہ کتابوں میں نہیں پایا۔

ان کے علاوہ کچھ چوتھی صدی کے دوسرے شعراء ہیں لیکن چونکہ ہم نے ان کا تذکرہ کتابوں میں نہیں پایا اس لئے انہیں نظر انداز کرتے ہیں۔

۱۔ (اعیان الشیعہ، ج ۱۸، ص ۳۳۶، ج ۲، ص ۹۳)

عند لیبان غدیر

(پانچویں صدی ہجری)

- | | |
|-------------------|------------------|
| ۱۔ ابونجیب طاہر | ۲۔ شریف رضی |
| ۳۔ ابومحمد صوری | ۴۔ مسیار دیلمی |
| ۵۔ سید مرتضی | ۶۔ ابوعلی بصیر |
| ۷۔ ابوالعلاء معزی | ۸۔ مودی فی الدین |
| ۹۔ جبری مصری | |

ابونجیب طاہر

وفات ۱۴۲۷ھ

عید فی یوم الغدیر المسلم و انکر العید علیه المجرم
 ”یوم غدیر کا عید ہونا مسلم ہے۔ اس دن کے عید ہونے کا انکار مجرم ہی کر سکتا ہے۔ اے منکران روز
 غدیر، اور جو کچھ رسول نختار نے اس دن اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا اس کا انکار کرنے والوں تھا را
 ستیا ناس ہو جائے۔“

خدائے بزرگ و برتر نے اس دن آیت نازل فرمائی: ﴿الیوم اکملت لكم دینکم﴾ ”آج میں نے
 تمہارا دین کامل کر دیا اور آج ہی تم پر اپنی نعمت تمام کر دی، اور بلاشبہ امام کا منصوب ہونا ہی نعمت ہے۔ (۱)

شاعر کے حالات:

ابونجیب شداد بن ابراہیم بن حسن۔ طاہر جزیری لقب تھا، شاعر اہل بیت تھے فون شعر پر عبور
 حاصل تھا۔ مختلف بیرونیہ خیال کے حسن ادا کی مہارت تھی شوکت الفاظ جزالت معانی کے ساتھ احساس کی
 شدت ان کی شعری خصوصیت تھی۔ ان کا ایک شعری دیوان بھی ہے۔ ابن شہر آشوب نے معالم (۲) میں
 مجاہدین شعراء اہل بیت میں ان کا شمار کیا ہے مجمم الادباء (۳) میں ہے کہ عضد الدوکہ درباری شاعر

۱۔ مناقب ابن شہر آشوب: ج، ۱۱، ۵۲۸

۲۔ معالم الحمداء: ج ۱۳۹

۳۔ مجمم الادباء: ج ۲۶۱، ۳ (۲۷۰)

تھے۔ اشعار و قصہ اور اسلوب بڑا ہی لطیف تھا۔ ابو محمد سہلی وزیر اور دوسرے ارکان دولت کی شان میں قصیدے کہے۔

دمیۃ القصر، تیجۃ الدھر اور تاریخ بن خلکان میں ان کے قصائد و اشعار مذکور ہیں۔ (۱)

ابوالخیب طاہر کے حالات زندگی و ادارۃ المعارف بتانی (۲) میں ملتے ہیں۔ متذکرہ مصادر سے گانہ نے متفقہ طور سے ابوالخیب کنیت اور شداد بن ابراہیم نام اور عرفیت طاہر لکھی ہے۔ صاحب اعیان الشیعہ (۳) نے ان القاب و اسماء کو دو افراد کے اسماء شمار کیا۔ (طبع جدید میں دونوں کو ایک جگہ ایک کنیت اور ایک نام کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔

یہ شاعر کا نام شداد لکھا ہے اور ان کی تاریخ وفات مذکور ہے۔ دوسری جگہ ابوالخیب طاہر جزئی اور وفات نام معلوم لکھا ہے۔

شعابی نے قصیدہ سیف الدولہ کے تین شعر نقل کئے ہیں۔

وحاجة قبیل لی: نبہ لها عمراء و نم. فقلت: علیٰ قدتبہ لی
حسبی علیان ان ناب الزمان و ان جماء المعاد بمعافی القول والعمل
فلی علی بن عبد اللہ متتجع ولی علی امیر المؤمنین ولی
اور ابن خلکان نے اپنی تاریخ میں دمیۃ القصر کے حوالے سے کچھ اشعار نقل کئے اور بڑی ستائش کی ہے۔

۱۔ (دمیۃ القصر (ج، ۱۵۲ ص ۱۵۲) تیجۃ الدھر ج، ۱۵۲ ص ۲۶۱۔ ج، ۵، ۵ ص ۲۰۔ ۵۹۔ ۵۹۔ وفاتات الاعیان ج، ۲، ص ۲۳۶۔ ج، ۵، ص ۲۶۶
(۷۴۵ نمبر ۲۵۷)

۲۔ دارۃ المعارف ج، ۲، ص ۳۶۰۔

۳۔ (اعیان الشیعہ ج، ۷، ص ۲۳۲)

شریف رضی

ولادت ۱۳۵۹ھ

وفات ۱۴۲۷ھ

نطق اللسان عن الضمير والبشر عسوان البشير

”ربیان، دل کی ترہ مان ہے اور بشارت دینے والے انداز سے مردہ ظاہر ہے۔ اب دونوں کو دوست اضطراب سے عافیت و سکون نصیب ہوا اور وہ سن صح کے افق سے تلبیکیاں چھٹ گئیں۔“

آگے فرماتے ہیں:

”شادمانی ہم سے رفاکر گئی۔ اب تو صرف روز بندیر ہے یعنی کو شادمانی نصیب ہوتی ہے۔ وہ نمازش آفرین دن جس دن وہی رسول حاشہ بگوش ہوا اور انھیں امیر المؤمنین کے لقب سے سرفراز کیا گیا۔ اس نے دل کو خنثیار کھوا دیا اور عالمی عشق کو معشوق کی طرف واپس کر دو۔“

”کم و اندوہ کو جسے اکھاڑ چھینگو، شادمانی و امید کے پودے لگاؤ۔ وہ دوسرے لوگ ہیں جواندہ دل کو جریعہ شراب کے ذریعہ مٹاتے ہیں۔ اور جب تم نعمت کے متلاشی ہو تو یکداں فضل و انعام سے کم پر راضی ہو۔ یہ وہ موقع ہے کہ دست تمنا طول طول اور امیدیں کم ہیں۔“

”اپنے دوپول کرم کے ہاتھوں سے جسد بخشش کرو۔ وہ کم بلکہ بہت زیادہ، ایسا نہ ہو کہ الحاج و طلب کا با تحد پھیلارہ جائے جب کتم اور تمہارے بخت نعمت سے سرشار ہیں، اور تمہارے شکریہ کے آثار دین میں اور شان عجت دل میں ظاہر ہے۔“

اور یہ اچھوتا قصیدہ یوں ہے جیسے تازہ باغ آؤیزاں۔ یہ نغمہ نگار کی خوش دلی و شادمانی سے ایسا ہو گیا ہے جیسے آب غدیر سے سیراب ہو کر ہر پالیوں کی دھومیں مچا رہا ہو۔ (۱)
مذکورہ اشعار غدیر کے دن کہئے گئے ہیں۔

شاعر کا تعارف:

شریف رضی، ذو الحسین، ابو الحسن، محمد بن ابی احمد، حسین بن موی بن محمد بن موی بن ابراہیم فرزند امام موی کاظم۔
آپ کی والدہ کاتام فاطمہ بنت حسین بن ابی محمد الحسن الاطرش بن علی بن حسن بن علی بن عمر بن علی بن ابی طالب تھا۔

آپ کے والد کا نام عہد عباسی دبویہ میں بزرگ مرتبہ اور مقام کا حامل تھا۔ ابو نصر بہاء الدین نے آپ کو طاہر اودھ کے لقب سے سرفراز کیا تھا۔ طالبوں کی نفابت کے پانچ باروائی ہوئے اور آخری دم تک نفابت ہی کے عہدے پر فائز تھے۔ ان کے عزت و افتخار ہی کی وجہ سے عضد الدولہ نے مجبوراً انہیں قلعہ فارس میں مقید کیا تھا۔ پھر بعد میں اس کے بیٹے شرف الدولہ نے انہیں آزاد کیا اور بقدر اونک ان کے ساتھ گیا اور ابو احمد کی ناقابل فراموش دینی خدمتیں ہیں۔ نہب کی استواری اور پیش رفت کے سلسلے میں وقیع مسائی ہیں ۲۰۲ میں پیدا ہوئے اور ۲۵ جمادی الاول ۲۰۵ھ میں وفات پائی۔ (۲)

آپ کی وفات پر مرثیہ کہنے والوں میں آپ کے دونوں فرزند علم الہدی، شریف رضی کے علاوہ مہیار دیلی اور ابوالعلاء معزی بھی ہیں کتاب سقط الزند میں تمام مرثیے موجود ہیں۔
سید رحمتی ذریت عترت طاہرہ کی نازش آفریں فرد علم حدیث و ادب کے امام اور دین و داش

۱۔ (دیوان سید رحمتی ناہیں ۳۲۷) (ج ۱: ص ۳۲۷)

۲۔ (صحاح الاخبار: ص ۲۰۔ الدرجات الرفيدة: ص ۳۵۸)

و نہ ہب کے غازی تھے۔ خاندانی شرافت و داش کے بھر پور وارث ہوئے۔ علم سرشار، سرشت تباہ روش نگری، طبعی استواری، عالی طرفی، طہارت خاندانی کے ساتھ نبوی نسب علوی شرف مجد قاطعی اور سیادت کاظمی سے بہرہ مند تھے۔ ان کے بیہاں فضائل و افتخارات کا موجیں مارتا ہوا سندر ہے۔

ان کی تعریف میں جس طرح اور جس قدر بھی دو اخن دی جائے کمالات و محسن کا حق ادا نہ ہو سکے گا۔ مکارم اخلاق اور معالی امور کے بیان سے زبان عاجز ہے۔ آپ کے حالات و بلندیت پر مندرجہ ذیل افراد نے خاص فرمائی کی ہے۔

۱۔ فہرست نجاشی ص ۲۸۳ (ص ۳۹۸ نمبر ۱۰۶۵)

۲۔ تیجۃ الدہر ح ۳، ص ۱۱۶ (ج ۱۵۵۳)

۳۔ دیوان سید رضی ح ۱، ص ۳۲۷ (ج، اصل ۲۲۷)

۴۔ صحاح الاخبار ص ۶۰، الدرجات الریفیة (ج ۲، ص ۱۵۵)

۵۔ انساب مجددی (ص ۱۲۶)

۶۔ کامل ابن اثیر ح ۹، ص ۸۹ (ج ۵، ص ۲۱۳)

۷۔ دیوبیۃ القصر ص ۲۳، (ج ۱، ص ۲۹۲)

۸۔ تنظیم ابن جوزی ح ۷، ص ۲۷۹ (ج ۱۵ ص ۱۱۵ نمبر ۳۰۶۵)

۹۔ صحاح الاخبار ص ۱۱، ۲۱

۱۰۔ عمدة الطالب ص ۱۸۳ (۲۰۷)

۱۱۔ تاریخ ابن کثیر ح ۱۲ ص ۳ (ج ۱۲، ص ۲)

۱۲۔ شذرات ح ۳، ص ۱۸۲، (ج ۵، ص ۲۲۳)

۱۳۔ غاییۃ الاختصار (۸۰-۷۷)

۱۴۔ مجالس المؤمنین ص ۲۱۰ (ج ۱، ص ۵۰۳)

- مختصر فرآن و محدثون اور ائمہ میں بحث
- ١٥۔ نسخہ الحجر (جلد ۸، ج ۲، ص ۲۵۹)
- ۱۶۔ روایات الحسن (ج ۲، ص ۲۰۷)
- ۱۷۔ خصیق المقال (ج ۲، ص ۲۹۳)
- ۱۸۔ اجازہ شاعری (ج ۲، ص ۲۹۴)
- ۱۹۔ سعید الحاضر (ج ۲، ص ۲۹۵)
- ۲۰۔ تہذیب عالمی (ص ۱۸)
- ۲۱۔ اعلام زرکلی (ج ۳، ص ۸۸۹)
- ۲۲۔ دائرۃ وجہی (ج ۳، ص ۲۵۱)
- ۲۳۔ مجموع المطہی عات (ج ۲، ص ۲۳۶)
- ۲۴۔ تاریخ بغداد (ج ۳، ص ۲۳۳)
- ۲۵۔ معالم العلماء (ص ۱۳۸)
- ۲۶۔ تاریخ ابن خلکان (ج ۲، ص ۱۰۶)
- ۲۷۔ خلاصہ علماء (ص ۸۱)
- ۲۸۔ انساب ابی انصار (ج ۲، ص ۱۷۲)
- ۲۹۔ تحفۃ الازہار (ج ۲، ص ۱۸۱)
- ۳۰۔ مرآۃ الجنان (ج ۳، ص ۱۸۱)
- ۳۱۔ شرح ابن ابی الحدید (ج ۱، ص ۱۰)
- ۳۲۔ درجات الرفیع (ص ۳۶۶)
- ۳۳۔ جامع الاقوال (ج ۵، ص ۲۲۲)
- ۳۴۔ لسان المیزان (ج ۲، ص ۱۵۹)

۳۶۔ الرؤوف البهی

۷۳۔ رجال بن ابی جامع

۱۲۱۔ الاقان ص

۳۹۔ تاسیس الشیعہ ص ۷۰ (۲۱۳)

۴۰۔ تنقیح القال ج ۲، ص ۷۰

۴۱۔ تاریخ آداب اللہ ج ۲، ص ۷۵ (مجلد ۱۲، ص ۹۲)

۴۲۔ دائرة المعارف بستانی ج ۱۰، ص ۲۵۸

۴۳۔ مجلہ الہدی سال اشارة ۳ ص ۱۰۶

آپ کی شخصیت کا تخلیل و تجزیہ مندرجہ ذیل موقوفیتی کیا ہے۔

۱۔ علامہ شیخ عبدالحسین حلی غنی

۲۔ ذکر مبارک (گزاروی)

سل علامہ شیخ محمد ضا فرنڈ استاذی شیخ بادی کا شفیع

۳۔ سید علی اکبر رحمتی (کاخ دلاؤزی)

۴۔ ذکر حفوظ (الشرف رضی)

۵۔ فرزند دادہ محمد بادی انتی

ایسی طرح دار اور گراں بھائی شخصیت کے متعلق اب ذرا دوسرا درج بھی ملاحظہ فرمائیے کہ مصر کے سید

محمد گیلانی جیسے کچھ طفل ناخواندہ مندرجہ علم و ادب پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہیں سید رضی جیسی شخصیت کے تخلیل

و تجزیہ کا شوق چڑھا اور ایسے مکمل کلمات لکھ کر جانہ والی شرمناک ہیں۔ اتنی حادثت سے سید رضی کے

مجد و شرف پر کچھ اچھا نہ لگے اور آل رسول سے چھپا ہوا کینہ ظاہر کر دیا۔ اس طرح انہوں نے خود اپنی

کوتاہ بگری کا شہوت دیکھ خود اپنی قبر کھو دی۔ ان کے شرمناک اقتباسات کو یہاں درج کر کے جواب دیجا

اور کم ظرف کو مند کا نامناسب نہیں سمجھتا۔

اساتذہ و مشائخ

۱۔ ابوسعید حسن بن عبد اللہ مرزباني نجوي، معروف بہ سیراني۔ آپ نے ان سے دس سال سے کم عمر میں نجوا درس لیا۔ (۱)

۲۔ ابوعلی حسن بن احمد فارسی نجوي؛

۳۔ ابوعبد اللہ محمد بن عمران مرزباني؛

۴۔ ابومحمد ہارون بن موسیٰ تملکبری؛

۵۔ ابوالفتح عثمان بن جنی موصلی؛

۶۔ ابوحنیفی عبدالرحیم بن محمد معروف بہ ابن نباتہ

۷۔ شیخ بزرگ شیخ مفید ابو عبد اللہ بن المعلم محمد بن نعماں۔ آپ سے سید رضی اور علم الہدی نے تعلیم حاصل کی۔ شیخ مفید نے خواب دیکھا کہ فاطمہ زہراؑ مسجد کو فیض میں آپ کے پاس تشریف لا کیں۔ اپنے دونوں بچوں (حسن و حسین) کی انگلیاں تھامے ہوئے شیخ مفید کو سلام کر کے فرمایا۔ ان دونوں کو فتنہ کی تعلیم دیتے۔ وہ اس خواب پر انتہائی متعجب ہوئے تھے۔ جب کچھ دن پڑھاتو اسی مسجد میں فاطمہ بنت ناصری اپنی کنیزوں کے ساتھ تشریف لا کیں اور شیخ مفید سے فرمایا: اے شیخ یہ سیرے دونوں بچے علی مرتفع اور محمد رضی ہیں، انھیں آپ کی خدمت میں لا کی ہوں تاکہ آپ انھیں فقہ کی تعلیم دیں۔ شیخ مفید رونے لگے اور معظہ سے سارا خواب بیان کیا۔ پھر تو ان دونوں پر بہت زیادہ توجہ دی اور علم و دانش سے یوں بہرہ منڈ کیا کہ دنیا میں ان کی شہرت کا ذکر کائن گیا۔ (۲)

۸۔ ابوحسن علی بن عسیٰ ربی نجوي ببغدادی۔ (۳)

۹۔ قاضی عبدالجبار شافعی مقری۔ (۴)

۱۔ (وفیات الاصحیان ج ۲ ص: ۲۱۶۔ مرآۃ الجہان ج ۲ ص: ۱۹۔ الدرجات الرفیعہ ص: ۳۶۸)

۲۔ درجات الرفیعہ ص: ۳۵۹۔ شرح فتح البلاء ابن ابی الحذیف ج ۱ ص: ۱۳۱ (ج ۱ ص: ۲۱)

۳۔ (حقائق التاویل (ص: ۲۰۷)۔ مجازات النبوی (ص: ۲۵۰)

۴۔ (مجازات النبوی (ص: ۱۸۰)

- ۱۰۔ ابو بکر محمد بن موسیٰ خوارزمی۔ (آپ نے ان سے فقہ پڑھا) (۱)
- ۱۱۔ ابو حفص عمر بن ابراہیم بن احمد کنائی (۲)
- ۱۲۔ ابو القاسم عسکری بن علی بن عیشیٰ بن داؤد بن جراح۔ (۳)
- ۱۳۔ ابو احمد عبداللہ بن محمد اسدی اکفانی۔
- ۱۴۔ ابو اسحاق ابراہیم بن احمد بن محمد طبری فقيہ مکنی۔ (آپ نے عقوان شباب میں پڑھا) (۴)

آپ کے تلامذہ و روأۃ

علمائے شیعہ و سنی کی اہم ترین شخصیتوں میں سے جن لوگوں نے آپ سے تعلیم حاصل کی یادداشت کی ان کے اسماء مندرجہ ذیل ہیں:

- ۱۔ شیخ الطائفہ ابو جعفر محمد بن حسن طوی؛
- ۲۔ شیخ جعفر بن محمد دریستی؛
- ۳۔ شیخ ابو عبد اللہ محمد بن علی طوانی؛
- ۴۔ قاضی ابوالمعالی احمد بن علی بن قدامہ؛
- ۵۔ ابو زید سید عبد اللہ بن علی کیا بکی؛
- ۶۔ ابو مظہور محمد بن ابی نصر بن احمد عکبری؛ (۵)
- ۷۔ قاضی سید ابو الحسن علی بن بندار محمد ہاشمی۔
- ۸۔ شیخ مفید عبدالرحمن بن احمد بن حبیب نیشاپوری۔

۱۔ مجازات النبویہ (ص ۹۲)

۲۔ (مجازات النبویہ ص ۲۲۳، ۱۵۵ نمبر ۱۹۷)

۳۔ (مجازات النبویہ ص ۱۵۳، ص ۲۲۳ نمبر ۱۹۵)

۴۔ (اعظم ح ۱۵، ص ۳۸ نمبر ۲۹۷)

(۵) (قصص الانبیاء مرادی (ص ۹۶ حدیث ۸۹)

آخری الذکر سے سید رضی اور آپ کے بھائی علم الهدی نے بلا واسطہ روایت کی سمجھتے ہیں۔

بیان کیا گیا تھا کہ اسی روایت کو محدثین اور علماء مسلمین کا مذکور کرنا چاہیے۔

تالیفات و تصنیفات:

۱۔ نجح البلاغ:

آپ کی بیش تریکوں میں قدر کی تھا سے ویکھا گئی اور برکت کے خیال سے قرآن کی طرح حفظ کیا گیا، حافظان نجح البلاغ میں قاضی جمال الدین محمد بن حسین بن محمد بن کاشانی۔ (۱) خطیب ابو عبد اللہ فاروقی۔ (۲) علامہ سید محمد یمانی کی حائری، سورخ و شاعر علماء محمد حسین۔ (۳) عہد تالیف سے آج تک اس کی بے شمار تحریریں لکھی گئیں۔

چند کے نام یہ ہیں:

۱۔ سید علی بن ناصر (علام نجح البلاغ)

۲۔ احمد بن محمد بری؛ پانچویں صدی کی معروف فقیہ۔

۳۔ فیض الدین راوندی

۴۔ علی بن ابو القاسم (صحابی رسول خزیرہ کی نسل سے) (۴)

۵۔ قطب الدین راوندی

۶۔ شیخ محمد بن حسین تیہنی

۷۔ حسن بن علی مہابادی

۸۔ قاضی عبدالجبار (۵)

۱۔ ثہرست منتخب الدین (ص ۲۷ نومبر ۲۰۰۷ء)

۲۔ البدریہ والنهایہ: ج ۱۲، ص ۲۶۰ (ج ۱۲، ص ۲۲۲) لختم: ج ۱۰، ص ۲۲۹ (ج ۱۸، ص ۱۸۶ نومبر ۲۰۰۸ء)

۳۔ مکمل الالال (ص ۲۷ نومبر ۲۰۰۸ء) (تمام الادباء: ج ۵، ص ۲۰۸، ج ۱۳، ص ۲۱۹)

۴۔ (متدرک الوسائل: ج ۲، ص ۲۹۶)

- ۹۔ فخر رازی - محمد بن عمر طبری (۱)
- ۱۰۔ ابو حامد، عز الدین عبد الحمید، ابن الہدی معتزلی
- ۱۱۔ سید رضی الدین ابو القاسم علی بن موسی بن طاؤس حسینی
- ۱۲۔ ابو طالب تاج الدین معروف بابن الساعی (۲)
- ۱۳۔ کمال الدین شیخ میثم بن علی بحرانی
- ۱۴۔ شیخ احمد بن حسن ناوندی
- ۱۵۔ علامہ حلی
- ۱۶۔ کمال الدین بن عبدالرحمن عتابی
- ۱۷۔ سعید بن حمزہ علوی یعنی (زیدیہ فرقہ کے امام)
- ۱۸۔ سید فتح الدین محمد بن حبیب اللہ بن احمد حسینی
- ۱۹۔ سعد الدین مسعود بن عمر بن عبد اللہ تفتازانی
- ۲۰۔ قوام الدین یوسف بن حسن معروف بـ قاضی بغدادی
- ۲۱۔ ابو حسن علی بن حسن زواری (شاگرد محقق کرکی)
- ۲۲۔ جلال الدین حسین بن خواجه شریف الدین عبد الحق اردبیلی (معروف بـ الہمی)
- ۲۳۔ شیخ اللہ بن شکر اللہ کاشانی
- ۲۴۔ عز الدین علی بن جعفر شمس الدین آملی
- ۲۵۔ عاد الدین علی قاری استرآبادی
- ۲۶۔ شمس بن محمد مراد
- ۲۷۔ شیخ بهائی آملی

۱۔ (تاریخ الحکماء، ص ۳۹۶، نمبر ۲۸۳)

۲۔ (منتخب المغارب، ص ۱۳۸)

- ۲۸۔ شیخ ارکمیس میرزا قاچاری
 ۲۹۔ شیخ نور محمد بن قاضی عبد العزیز
 ۳۰۔ عبد الباقی خطاط صوفی تبریزی
 ۳۱۔ نظام الدین علی بن حسین جیلانی
 ۳۲۔ شیخ حسین بن شہاب الدین بن حسین عاملی کرکی
 ۳۳۔ فخر الدین بن عبداللہ بن المؤید بالله
 ۳۴۔ سید ماجد بن محمد بخاری
 ۳۵۔ شیخ محمد مہدی ابوتراب
 ۳۶۔ میرزا علاء الدین محمد گلستانی
 ۳۷۔ سید حسن بن مطہر بن محمد یعنی جرموزی (۱)
 ۳۸۔ شایخ الدین حسن معروف بہ ملاتا جا
 ۳۹۔ محمد صالح بن محمد باقر روغنی قزوینی
 ۴۰۔ سید نجمۃ اللہ جز اڑی
 ۴۱۔ سلطان محمود بن غلام علی طوسی
 ۴۲۔ محمد رفیع بن فرج جیلانی
 ۴۳۔ شیخ محمد علی بن شیخ ابوطالب زاهدی
 ۴۴۔ سید عبداللہ بن محمد رضا شیرازی کاظمی
 ۴۵۔ امیر محمد مہدی خاتون آبادی
 ۴۶۔ سید محمد تقی بن امیر محمد موسوی
 ۴۷۔ میرزا بابا قرنواب محمد بن محمد بن لاہجی

- ۲۸۔ نصر اللہ بن فتح اللہ ذرفول
- ۲۹۔ سید صدر الدین بن محمد باقر موسوی
- ۵۰۔ مفتی محمد عباس
- ۵۱۔ احمد بن علی اکبر مراغی
- ۵۲۔ شیخ بیهاء الدین محمد
- ۵۳۔ استاد محمد حسن نائل مرصفی
- ۵۴۔ شیخ محمد عبدہ
- ۵۵۔ میرزا حبیب اللہ موسوی خوئی
- ۵۶۔ شیخ جواد طاری
- ۵۷۔ میرزا ابراہیم خوئی
- ۵۸۔ چهانگیر خان قشلاقی
- ۵۹۔ سید او لا حسن بن محمد بن حسن ہندی
- ۶۰۔ شیخ محمد حسین بن محمد غلیل شیرازی
- ۶۱۔ سید علی اظہر بھجوی
- ۶۲۔ استاد احمدی الدین خیاط
- ۶۳۔ سید زاکر حسین اختر دہلوی
- ۶۴۔ استاد محمد بن عبدالممید مصری
- ۶۵۔ سید ظفر مہدی لکمنوی
- ۶۶۔ سید رہنہ الدین محمد علی شہرستانی
- ۶۷۔ شیخ محمد علی بن بشارة الخیاقانی
- ۶۸۔ میرزا محمد تقی الماسی

۶۹۔ شیخ عبداللہ بخاری

۷۰۔ شیخ عبداللہ بن سلیمان بخاری

۷۱۔ علی العلیاری تمیری

۷۲۔ شیخ ملا حبیب اللہ کاشانی

۷۳۔ سید عبدالحسین حسینی

۷۴۔ میرزا محمد علی قرجہ واغی

۷۵۔ میرزا محمد علی بن محمد نصیر چهاروہی گیلانی

۷۶۔ استاد محمد مجید الدین عبدالحمید مدرس

۷۷۔ میرزا شیخ صمیری کمرہ ای طہرانی

۷۸۔ سید محمود طالقانی

۷۹۔ سید علی نقی فیض الاسلام

۸۰۔ میرزا محمد علی النصاری

۸۱۔ جوادفضل

نحو البلاعہ کی شرح لکھنے والے تمام بزرگ دانشوروں کو ذرا بھی شبہ نہیں کریں یہ کتاب شریف رضی کی تالیف ہے۔ تذکرہ نگاروں نے بھی زمانہ تالیف سے عصر حاضر تک اس بات کی صراحت کی ہے کہ یقیناً یہ شریف رضی کی ہی تالیف ہے۔ (۱)

جن دانشوروں اور محدثین نے اپنے اصحاب کو اس سلسلہ میں اجازت مرحت فرمائی ہے، ان سے بھی اس مفہوم کی تصریح ہوتی ہے۔ مجملہ ان کے:

۱۔ اجازہ شیخ محمد بن علی بن احمد بن بندار نے شیخ نقیہ ابو عبد اللہ حسینی کو۔

۲۔ اجازہ شیخ علی بن فضل اللہ حسینی نے علی بن محمد بن حسین حطب کو۔

- ۳۔ اجازہ شیخ نجیب الدین بخاری بن علی نے ابن الامزگ کو۔
- ۴۔ اجازہ علامہ علی مہنی زہرہ کو۔
- ۵۔ اجازہ سید محمد ابوالرضاء جمال الدین ابوالمعالیٰ کو۔
- ۶۔ اجازہ خرالدین ابن مظاہر کو۔
- ۷۔ اجازہ شہید اول ابن نجده کو۔
- ۸۔ اجازہ شیخ پیاضی شیخ ناصر احسانی کو۔
- ۹۔ اجازہ محقق کرکی، حسین استر آبادی کو۔
- ۱۰۔ اجازہ محقق کرکی، شیخ ابراہیم کو۔
- ۱۱۔ اجازہ محقق کرکی، صفائی الدین عسکری کو۔
- ۱۲۔ اجازہ شہید ثانی شیخ عبدالصمد عاطلی کو۔
- ۱۳۔ اجازہ شیخ حسن فرزند شہید ثانی کو۔
- ۱۴۔ اجازہ احمد بن خاتون مولی عبد اللہ سوستی کو۔
- ۱۵۔ اجازہ محمد بن خاتون ظہیر الدین ہمدانی کو۔
- ۱۶۔ مجلسی اول اپنے شاگرد آقا حسین خوانساری کو۔
- ۱۷۔ شیخ صالح محمد بن ہادی کو۔
- ۱۸۔ مجلسی دوم، میرزا ابراہیم کو۔
- ۱۹۔ مجلسی دوم، نعمۃ اللہ جزاً ری کو۔

ان کے علاوہ خود سید رضی نے اپنی دوسری کتابوں میں اس بات کی تصریح کی ہے کہ یہ کتاب خود انھیں کی تالیف ہے، چنانچہ ان کی تفسیر (۱) جلد چھم، مجازات نبویہ وغیرہ۔ (۲)

۱۔ حقائق الادیل (ص ۱۶۷، ۱۷۸)

۲۔ مجازات النبویہ (ص ۲۲۳، ص ۲۳۱، ص ۲۵۲) (ص ۲۵۲، ۲۷۰، ۲۷۹ نمبر ۱۹۹۹، ۱۵۵ نمبر ۲۰۰۰)

اس کے علاوہ ابن الہدید (۱) نے اس موضوع پر مدل بحث کر کے ثابت کیا ہے کہ یہ شریف رضی عی کی تالیف ہے۔

سید رضی کی دوسری تالیفات مندرجہ ذیل ہیں:

- ۱۔ خصائص الائمه
- ۲۔ مجازات آثار نبویہ
- ۳۔ تلخیص البیان عن مجاز القرآن (۲)
- ۴۔ حقائق اتاؤیل (۳)
- ۵۔ معانی القرآن (۴)
- ۶۔ تالیفات اختلاف المحدثاء
- ۷۔ حاشیہ بر الیضاح ابو علی فارسی
- ۸۔ الحسن من شعر احسین۔ ابن جاج کا شعری انتخاب
- ۹۔ ازیادات انتخاب اشعار ابن جاج
- ۱۰۔ ازیادات انتخاب اشعار ابو تمام
- ۱۱۔ انتخاب کلام ابو اسحاق صابی
- ۱۲۔ خطوط شعری۔ جواب ابو اسحاق سے شعری مکاتیب ہوتی (۵)
- ۱۳۔ رسائل و انشائیے (۶)

۱۔ شرح نجح البلاغہ: ج ۲، ص ۵۲۶ (ج ۱۰، ۱۲۷، ۱۸۷)

۲۔ (مجازات المبسوط: ص ۲، ۳، ۴، ۹، ۱۱، ۲۵، ۳۲۹، ۳۳۶ نمبر)

۳۔ (رجال نجاشی: ص ۳۹۸ نمبر ۱۰۶۵۔ عمرۃ الطالب: ص ۲۷۰ نمبر ۲۶)

۴۔ (معالم العلماء: ص ۳۳۔ ص ۵ نمبر ۳۳۶۔ الحجۃ بی: ص ۱۲۶۔ وفات الاعیان: ج ۳، ص ۳۱۶ نمبر ۲۶)

۵۔ (فهرست نجاشی: ص ۳۹۸ نمبر ۱۰۲۵۔ عمرۃ الطالب: ص ۲۰۸ نمبر ۲۶)

۶۔ (فهرست ابن ندیم: ص ۱۹۳، ص ۱۳۹)

۱۲۔ اخبار قضاۃ بغداد

۱۵۔ شرح حال پدر بزرگوار طاہر (۱)

۱۶۔ اشراح الصدر

۱۷۔ طفیل الحیال

۱۸۔ شعری دیوان (۲)

شریف رضی کے اشعار بطور تخفہ ارباب ذوق کے یہاں بیسجے جاتے اور ارباب فن خود اس کی خواہش کرتے، صاحب بن عباد نے بغداد میں قاصد بیحیج کرا اشعار طلب کئے۔ سیف الدولہ کی بیٹی تقيہ مصر میں قاصد بیحیج کرا اشعار منگوائی تھیں، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا کلام بہت زیادہ مقبول تھا۔ (۳)

شعر و شاعری:

ظاہری بات ہے کہ جو شخص سید شریف کے مرتبہ علمیم سے واقف ہوگا، ان کے علم و فضل، سیادت اور عظمت و شرف کو جانتا ہوگا اس کے سامنے شاعری ان سے پست نظر آئے گی۔ اور بات بھی ایسی ہی تھی۔ انہوں نے وہ سال کی عمر سے ہی شاعری شروع کر دی تھی۔ وہ کبھی اشعار میں اپنے کو انشعر الشراء بخیری و مسلم بن ولید سے افضل بتاتے ہیں اور کبھی فرزدق اور حریر کا هم رتبہ، کبھی زہیر کا پاسگ اور کبھی تمام لوگوں سے بہتر کلام بتاتے ہیں، لیکن سب کا اتفاق ہے کہ وہ قریش کے سب سے بہتر شاعر تھے۔ خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن عبد اللہ کا تب بے سناء کہ ارباب علم کے درمیان گھنٹو تھی کہ رضی قریش کے سب سے بہتر شاعر ہیں۔ ابن حفظ نے کہا کہ ہاں یہ سمجھ ہے۔ قریش میں جو اچھے

۱۔ (تاریخ آداب الملة جلد: ۱۳۰۳ ص ۹۳)

۲۔ کشف الظنون: ج ۱، ص ۵۱۳۔ ج ۱، ص ۱۸۲۔ و فیفات الاعیان: ج ۲، ص ۲۳۶ نومبر ۱۹۷۶ء)

۳۔ جیسا کچھ متنے تمل صاحب بن عباد کے حالات میں بیان کیا گیا ہے۔

شاعر ہیں انہیں نے کم کہا ہے۔ لیکن رضی مکرو بھی ہیں اور مجید بھی۔ (۱)
 ان کے علمی شعری اور اخلاقی بلندی کے قصیدے نسبتہ عمری، معاوی، ابن جوزی، ابن الی
 الحدید، باخرزی اور دفای نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھے ہیں۔ (۲)
 عمری اپنی کتاب مہدی میں لکھتے ہیں:

وہ بغداد میں نقباء طالبین کے نیقہ تھے ان کی بڑی بیہت و جلالت تھی۔ متورع عفیف اور تارک
 الدنیا تھے اپنے وقت کے جلیل القدر عالم تھے۔ شاعری میں بھی ان کا پاپہ بلند تھا۔ اشعر قریش کہے جاتے
 تھے۔

معاوی تیجتہ میں کہتے ہیں:
 اپنے وقت کے عظیم اور نجیب اور سادات عراق تھے۔ بلدمکارم سے آراستہ ادب و فضل میں لا تانی
 تھے۔ جمع حasan سے آراستہ اور اشعر طالبین تھے۔

ابن جوزی مقتنم کہتے ہیں:
 تمیں سال کی عمر میں تھوڑی مدت میں قرآن حفظ کر لیا تھا، فدق و فراکش کی داناترین فرد تھے۔ عالم
 ، فاضل اور بلیغ شاعر تھے۔ عالی ہمت اور متدین ایسے تھے کہ ایک دن ایک دن ایک حورت سے مخلوقات کے کچھ
 اجزاء خریدے۔ گھر آئے تو اس میں ابن مقلہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا جزوہ بھی تھا۔ دلائل سے کہا کہ حورت
 کو بلاو۔ وہ آئی تو فرمایا کہ میں نے اجزاء میں سے ابن مقلہ کا مخلوق بھی پیا ہے۔ اگر چاہو تو اسے واپس
 لے لو درہ اس کی یہ پائچ ذرہم قیمت لے لو۔ اس نے قیمت لے لی اور وہ اس پہلی گنی۔ وہ بہت زیادہ تھی
 وجود بھی تھے۔

ابن الی الحدید کہتے ہیں:
 تمیں سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا تھا بڑے فقیر، عالم اور بیت شاعر مغلن اور شوکت الفاظ کے نظم کار

۱۔ (تاریخ خطیب بغدادی: ج ۲ ص ۲۲۶)

۲۔ (الحمدی: ص ۱۲۶۔ تیجۃ الدڑح: ج ۲، بیان ۱۵۵، لسلسلہ: ج ۲، بیان ۱۵۵، و سید ج ۱، بیان ۱۵۵، انبیاء: ج ۱، بیان ۲۲۵۔ تیجۃ الملاعنة: ج ۱، بیان ۲۲۵)

رمیہ القصر: ص ۶۹۔ ج ۱، بیان ۲۹۲۔ صحاح الاخبار: ص ۶۱)

تھے... اس کے ساتھ ساتھ وہ پاک دامن، شریف النفس، عالی ہمت اور شریعت کے بہت پابند تھے۔ انھوں نے بھی کسی سے انعام نہیں لایا جہاں تک کہ باپ کا انعام بھی واپس کر دیا۔

بآخری دمیۃ القصر میں لکھتے ہیں:

وہ سید المسادات تھے۔ تعریف کی حدود سے باہر ان کے بلند اخلاق حیرت ناک اور علمی و شعری نفاست محیر العقول تھی۔ وہ بنداد کے لئے مائی ناز تھے۔ بلند اخلاق و عالیٰ ہمتی کی وجہ سے وہاں ہر یالیوں کا دور دورہ تھا۔

رفاقی، صحاح الاخبار میں لکھتے ہیں:

وہ اشعر قریش تھے۔ کیوں کہ قریش میں جو اچھے شاعر ہیں انھوں نے بہت کم اشعار کہے ہیں۔ صرف رضی ہیں کہ جنہوں نے بہت زیادہ اشعار کہے ہیں اور بہت اچھے کہے ہیں۔

القاب و مناصب:

بہاء الدولہ نے ۱۸۷۳ھ میں آپ کو شریف اجل کے لقب سے سرفراز کیا۔ پھر ۱۹۰۲ھ میں ”ذی المقتبن“ کے لقب سے اور ۱۹۰۸ھ میں رضی ذی الحسین اور ۱۹۱۰ھ میں خطاب و خطوط کا عنوان الشریف ازا جل ہو گیا۔ کسی بادشاہ نے پہلی مرتبہ کسی کو اس عظیم لقب سے سرفراز کیا تھا۔ شریف رضی کے عہد میں وزارتوں کو زیادہ چست و ذمہ دار بنانے کے لئے بہت سے شعبوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ ان میں عہدے بانٹ دیئے گئے تھے۔

سید رضی کی شخصیت و عظمت کا تجھی کرنے کے لئے اس عہد کے مناصب کی بھرپور واقفیت ضروری ہے۔ وہ ۱۸۸۰ھ میں جب اکیس سال کی عمر تھی عہد طائع میں نقیب خانوادہ ابوطالب ہوئے اور ان کے ذمے حاج کی امارت بھی تھی۔ عدیلہ کی فوج داری کے شعبے کے بھی انصار ج تھے۔

پھر بہاء الدولہ کے زمانہ حکومت میں طالبین کے تمام امور کے انصار ج ہو گئے اور انہیں نقیب القضاء کے لقب سے ملقب کیا گیا۔ اور یہ منصب امام علی رضا علیہ السلام کے بعد انہیں کو ملا۔ این ابی

الحمد لله الذي كفانا عن شرهم وعذابهم

اس سلطے میں نقاوت کے منصب کو سمجھنے کے لیے ماوری کی احکام سلطانیہ دیکھی جا سکتی ہے۔ (۲)

ولادت اور وفات:

مورخین کا اتفاق ہے کہ شریف رضی ۱۳۵۹ھ میں بغداد میں متولد ہوئے، وہیں پلے بڑھے اور وہیں بغداد میں برداشت کی شنبہ ۲ رجوم الحرام ۱۴۰۷ھ میں دارالفنون کا الوداع کہا۔ (۳)

صاحب شدرات الذهب (۲) نے روز پنجشنبہ کی صبح لکھا ہے۔ یہ نسخے کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ انہوں نے تاریخ ابن خلکان کا حوالہ دیا ہے اور اس میں یکشنسی کی صبح لکھا ہوا ہے۔

دارة المعارف وجدي (۵) میں سنہ وفات ۲۰۲۳ مرقوم ہے۔ میر اخیال ہے کہ انہوں نے شرح ابن الاحمدی سے لیا ہے یا پھر نسخے کی غلطی ہے، کیونکہ آگے خود انہوں نے ۲۰۲۴ لکھا ہے۔ (۶)

شریف رضی کا مرثیہ ابو الحسن احمد بن علی حق نے کہا جن کا سال وفات ۱۰۷۲ھ ہے اور یہ مرثیہ ان کے دیوان میں موجود ہے۔

شریف رضی کی موت پر ابو غالب، فخر الملک اور تمام وزراء و اعیان، اشراف و قضاۃ پاپر ہند شریک جنازہ تھے، فخرملک نے نماز جنازہ پڑھائی اور وہیں محلہ کرخ میں مسجد سے متصل گھر میں پرداخا کردہ اگما۔

شریف رضی کے بھائی علم الہدی شریک جنازہ نہیں ہو سکے۔ بھائی کے غم میں غیر حال تھا۔ وہ جنازہ نہیں دیکھ سکتے تھے۔ روضہ امام موئی بن حضرت میں پناہ لے لی تھی۔ آخری مراسم کے بعد خود فخر الملک نے

١- (شرح نجح البلاغة، ج ١، ص ٣٨)

۲- (احکام سلطانیہ) مص ۹۶، ۹۷ (ج ۲، ج ۸۲، ۸۳، ۸۴) مص ۹۵، ۹۶ (ج ۲، ج ۲۳، ۲۴)

۳- (رجال نجاشی: م ۳۹۸ نمبر ۱۰۶۵- تاریخ بنداد: ج ۲۷ نمبر ۱۵۱- عمدة الطالب: م ۲۱۰ برحال علام طلی (بعنوان نمبر ۶۲۱))

^{٣٦}-شدرات الذهب: ج ٥، ص ٣٦
^{٣٧}-دائرة المعارف: ج ٣، ص ٢٥٣

٦ - (دائرة المعارف، ١٩٧٣م، ٣٨٤)

جا کر انہیں تعریت و تسلیت پیش کر کے گھر پہنچایا۔

کچھ مورخین نے لکھا ہے کہ آپ کا جمد خاکی گھر میں پر در کر دیا گیا پھر کربلا میں علیؑ کے گھر پہنچا۔ مولیٰ کے پہلو میں فن کیا گیا۔ تاریخوں میں یہ بھی ہے کہ قرون وسطیٰ تک آپ کا مزار مشہور خلافت تھا۔ صاحب عمدة الطالب لکھتے ہیں کہ آپ کی قبر کربلا میں علیؑ میں واضح اور مشہور ہے۔ (۱) علم الہدیؑ کے حالات میں لکھتے ہیں کہ انہیں ان کے والد اور بھائی کے پہلو میں فن کیا گیا جو واضح اور مشہور ہے۔

رفاقی کہتے ہیں کہ علم الہدیؑ کو بھی اسی طرح بغداد سے کربلا منتقل کیا گیا جس طرح ان کے باپ اور بھائی کو، اور یہ ظاہر و مشہور ہے۔ (۲)

یہ بات قرین قیاس بھی معلوم ہوتی ہے کہ کیوں کہ فرزدان ابراہیم حاشر کی سکونت حائر کربلا میں تھی متذکرہ ابراہیم حاشر کے نزدیک بالائے سرد فن ہیں ان کے فرزندوں کا دہاٹ شخصی مزار تھا۔ انہیں کے اطراف میں سب کے سب فن ہیں۔ بصرہ و بغداد کے تمام سکونت پذیر افراد اسی خاندانی قبرستان میں دفن ہوتے تھے۔ مولیٰ ابرش بھی بعد مرگ کربلا منتقل کئے گئے۔ اس لئے قطعی ہے کہ شریف رضی بھی بغداد میں منتقل کر کے کربلا میں دفن کئے گئے ہوں۔ (پہلے وہ اپنے گھر میں پر در کئے گئے۔) (۳)

اسی طرح علم الہدیؑ کی لاش بھی بغداد میں پر در گئی کے بعد کربلا منتقل کی گئی کیونکہ یہ خاندان تویلت کربلا سے سرفراز تھا۔ بغیر ان کی اجازت سے کربلا میں کسی کو دفن نہیں کیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ وزیر ابوالعباس ضمیؑ کے حالات میں واقعہ منتقل کیا گیا ہے۔

اکثر شرعاً نے شریف رضیؑ کے مریضے کہے۔ علم الہدیؑ، مہیار و بیلی کے مریضے مشہور ہیں۔

علم الہدیؑ کا مریضہ ہے:

یا للرجال لنجعة جذمت يدى و وددت لوذہبت علی براسی

۱- عمدة الطالب، ص ۲۰۵، ۲۱۰

۲- صحیح الاخبار، ج ۲، ص ۷۴

۳- المختتم، ج ۷، ص ۲۲۷ (ج ۱۵، ص ۲، نومبر ۲۰۱۷)

مازلت احذرو قعہا حتی انت فحسو تھافی بعض ما ان حساسی

ومطلع تھا زمانا فلما صمت لم یجدنی مطلی و طول مکاسی

لاتنکروا من فيض دمعی عبرة فالد مع غیر مساعد و مواسی

للہ عمر ک من قصیر طاهر ول رب عمر طال بالادناس (۱)

علامہ امینی نے شریف رضی کے چار مرتبے نقل کئے ہیں۔ پہلے میں مدح اہل بیت ہے اور اس کے ۵۸ راشعار ہیں۔ دوسرا مرثیہ والیہ بروز عاشورہ ۱۹۷۰ھ میں کہا گیا۔ تیسرا مرثیہ حسین بروز عاشورہ ۲۷۷۰ھ میں کہا گیا۔ چوتھا بروز عاشورہ ۲۸۷۰ھ میں کہا گیا۔ (۲)

۱۔ (دیوان سید مرتشی: ج ۱، ج ۲، ج ۳)

۲۔ (دیوان رضی: ج ۱، ج ۲، ج ۳، ج ۴، ج ۵، ج ۶، ج ۷، ج ۸)

ابو محمد صوری

ولادت ۱۳۳۹ھ

وفات ۱۹۲۷ھ

”آپ کی ولایت بہترین راز دل اور نیس ترین دل کی محکم پونجی ہے، آپ کے عشق کی آگ نے
میرا تارو پودھا دیا ہے۔ اب آتشِ دوزخ میرے لئے بے وقعت ہے۔
اے ابو الحسن! قوم کی عهد خدا سے غداری اس وقت ظاہر ہوئی جب عہدِ قدر ریلیا گیا۔ حالانکہ رسول
خدا نے ان لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر علیٰ کے امیر المؤمنین ہونے کی نشاندہی کی تھی اس بارے میں
تمام مفہوم کی طرف اشارہ کیا جو کچھ بات بنا نے والے اس سلسلے میں کہہ سکتے تھے اکثر ان میں ایسے تھے
جو موجود تھے لیکن اس کی گواہی دینے کے معاملے میں دل سے مخالف تھے۔

غدری کے دن کچھ لوگوں کے قلام کیئے اس کی اشاعت کے ساتھ ہی ظاہر ہو گئے۔ اس دن پر افسوس
کہ جس دن قومِ منحوس اور سیاہ دن دیکھنے پر مجبور کی گئی۔ کچھ لوگوں نے اپنے نفسوں کو دھوکہ دیا اور فریب
کار دینا نے انہیں دھوکہ دیدیا۔ اور یہ ولایت کی بات ان کشیر گناہوں میں نہیں ہے (جن سے
خدا اور گذر فرمائے گا) تم مطمئن ہو جاؤ کہ خداوند عالم بہت سے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ (۱)
دوسری قصیدہ پچیس اشعار پر مشتمل ہے جس میں موضوع ولایت سے متعلق سولہ اشعار کا ترجیح پیش
کیا جا رہا ہے:

۱۔ (دیوان صوری: ج ۱، ص ۱۸۶ نمبر ۱۰)

”کیا موت نے اس کو چھوڑ دیا ہے جس سے تم نے امید لگائی خواہ وہ اولین میں ہو یا آخرین میں؟ سوائے ہدایت یافت محبت آل نبی ﷺ کے کیونکہ ان کی محبت بہترین امید ہے۔ وہ موت کے بعد میرا تو شہ، میری نجات اور کامرانی ہیں۔

وہ حوض کو شرپ وارڈ ہونے والوں کے ساتی ہیں، خدا کی مضبوط ری ہیں۔ وہ نیکی کے طلب گاروں کے مددگار ہیں۔ ان کی محبت کے ذریعے مدد طلب کی جاتی ہے۔ وہ زمین پر جنت خدا ہیں چاہے منکریں حق کتابی انکار کریں۔

وہ ناطق ہیں، وہ صادق ہیں، تم انہیں جھلکارہے ہو اس لئے جھوٹے ہو، وہ علوم نبی کے وارث ہیں، جو وارث بن گئے ان کا خیال ہے؟

تم نے ان سے اچھی طرح عناد کیا حالانکہ انہوں نے تکوار سے راہ اسلام دکھائی۔ تم نے یوم خدری ان کے مولا ہونے کو مان کر بھی انکار کیا۔ تم نے رسول خدا ﷺ کی زبان مبارک سے ان کے فھائل سن کر انہیں اچھی طرح پہچان لیا تھا۔ تم نے کہا تھا کہ آپ نے جو کچھ فرمایا ہے اس پر ہم راضی ہیں لیکن تمہارے دلوں نے کہا ہم نہیں مانیں گے۔

تم نے کہا کہ آپ سے زیادہ سرداری کے لیے سزاوار ترکون ہے۔ اور پاکیزہ تر لوگوں سے زیادہ استوار تر؟ اور تم میں کون بعد رسول ان کا وصی اور امین ہے؟ تم میں کون فرش نبی ﷺ پر سویا جب کرم ان کے خون کے پیاس سے تھے۔ اور کون پاک نفس مرغ بربیاں کے کھانے میں شریک تھا۔ تم تو وہاں موجود تھے۔

اے آل رسول! وہ قوم دھکاری جائے گی جس نے تمہارے ہاتھ پر ہدایت دیکھ کر بھی صریحی گمراہی کا راستہ اختیار کیا۔“ (۱)

تیراقصیدہ ۱۹ اشعر و پمشتل ہے۔ اشعر و پاک ترجمہ پیش کیا جاتا ہے:

”اور میں نے جامد زہد پار سائی اختیار کیا، معلوم نہیں خود پہنایا عاریت۔ اور شیطان میرے سامنے

۱۔ (دیوان صوری: حج ۲، ص ۲۷، نمبر ۲۸۲)

آگیا تاکہ مجھے ہدایت سے بہکار فریب دے۔ تو پھر میں نے جامہ پار سائی اتار پھینکا اور قباء عیازی و خوزیری پہن لی۔ جو کچھ بھی ہوتا اگر تو بے کرے خدا سے استغفار کرے تو خدا کو معاف کرنے والا پائے گا، جب تک تو ان لوگوں کی پار سائی میں نہ ہو جنہوں نے بروز غدری موجود ہوتے ہوئے بھی غداری کی اور ان سے علیحدہ ہو کر انہوں نے ایک الگ سے اپنا امیر بنالیا۔

ہر کینہ تو ز کے دل میں آتش بھری ہوئی تھی۔ وہ حکومت و اقتدار کے چکر میں تھے تخت و سریر کے منتظر تھے۔ انہوں نے ایسی میراث بنا لی تھی کہ کسی کو ہاشم برابر بھی حصہ نہیں مل سکے۔ یہ سلسلہ باقی رہے گا۔ یہاں تک کہ قائم آل محمد انتقام لینے کے لئے ظہور فرمائیں۔

بھی اسلام قبول کر لیں گے اور گمراہی و سیاہی پر نور نداامت کی پوشش چڑھادیں گے۔ (۱)

چوتھا قصیدہ ۱۸ اشعار پر مشتمل ہے، یہاں ۹ ف سوروں کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے:

یاہنی الزهراء ماذا اکتسبت

”اے فرزندان زہرا اہر زمانے کے چہرے سے بدنی کا داغ کبھی دھویا نہ جاسکے گا۔ اے مطاف جو طوفان بلا سے دوچار ہوا۔ اے حطیم جو نوک نیزہ پر پر بنا یا گیا۔ اب کس عہد کے تحفظ کی امید نکلی جاسکتی ہے جب کہ تمہارے بارے میں عہد خدا اور ذمہ داری کو رسوانی کے ساتھ ٹھکرایا گیا۔

مجھے کبھی تسلی نہ ہو گی کہ میں اسیہ نے تمہارے انوار کو ظلم و قسم سے ڈھانپ لیا۔ وہ دریائے گمراہی میں غوط زدن ہو گئے۔ حالانکہ وہ زبانی اسلام کا اقرار کرتے تھے۔ پھر انہوں نے ایسی منحوس روشن جاری کر دی جس میں جس سے جو بن پڑا اس نے ظلم کیا۔ حرمت کی بات تو یہ ہے کہ لوگوں نے نہ تم سے اس حق کا مفہوم سمجھا اور تمہارے ہی بارے میں حق کو رواج نہیں دیا گیا۔ اور صرف تمہاری ولایت ہی عبدالحسن صوری کے قول کے مطابق دوستوں میں رانج ہے۔

تمہارے والد کی قسم اور اس کی وصیت کی قسم جو تمہارے باپ کے متعلق تمہارے جد نے غدری میں کی۔ بلاشبہ تمام امت نے تمہاری فرمان روائی کو تسلیم کر لیا۔ رسول کی محنت نے اس قوم پر جنت انتمام کر دی۔ (۲)

۲۔ (دیوان صوری: ج ۱، ص ۲۵۱، نمبر ۳۷۲)

۱۔ (دیوان صوری: ج ۱، ص ۲۱۹، نمبر ۱۳۶)

شاعر کے حالات:

ابو محمد۔ عبد الحکمن بن محمد بن احمد بن غالب بن غلبون صوری۔ چوتھی صدی کے بہترین شاعر اور نابغہ روزگار تھے جن کی مدت زندگی پانچویں صدی کے اوائل تک بکھری ہے۔

ان کے اشعار میں جزالت الفاظ و بلندی معانی کی فراوانی ہے۔ ترجمہ تعلل بھی ہے اور جدلیات شدت بھی۔ اپنے حریف پر مضبوط دلیل کے ساتھ ثبوت پڑتے ہیں لیکن تو صیف پر آتے ہیں تو شریفانہ صورت کا چہ پر اتنا ردیت ہیں۔ ان کا شعری دیوان لگ بھگ پانچ ہزار نرم و حقیقت ریز اشعار پر مشتمل ہے۔ اشعار محبت آل محمد ﷺ کا شہوت بھی ہے چنانچہ ابن شہر آشوب (۱) نے عازیزان شعراہ الہی بیت میں ان کا شمار کیا ہے۔

میں نے ان کی جن شعری کا دشون کا انتخاب کیا ہے اس سے ان کی روحانی بلندی، آل رسول کی طرف سے محاذ آرائی اور ان کے حقوق کی حمایت کا پتہ چلتا ہے۔ دیوان شعری میں اشارات طفیلہ اور عقیدہ باطنی کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔

نمبلہ ان کے بچپن کا یہ قطعہ نام عمر ہے۔

نَادَ مِنِيْ مِنْ وَجْهِهِ رُوْضَةً مُشْرَقَةً يَمْرَحُ فِيْهِ النَّظَرُ

فَإِنْظَرْ مَعِيْ تَنْظِرَالِيْ مَعْجَزَ سِيفَ عَلَى بَيْنِ جَفْنَى عَمْرٍ

ابن شبانہ نے ان کے حالات لکھتے ہوئے شیعہ الہی بیت کا عنوان دیا ہے اس کے علاوہ جن

کتابوں میں ان کے حالات ہیں ان میں تیجہ الدھر، ابن خلکان وغیرہ میں شادستائش ہے۔ (۲)

ابن خلکان کہتے ہیں کہ ۹۳۷ھ بروز یکشنبہ ۹ رشوال ۸۰ سال کی عمر میں یا اس سے زیادہ کی عمر میں انتقال کیا۔ یہی بات تاریخ ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۲۵ (ج ۱۲، ص ۳۲) میں بھی ہے۔

۱۔ حوالہ الحمامہ (ص ۱۵۱)

۲۔ (تیجہ الدھر، ج ۱، ص ۲۵۷۔ ج ۱، ص ۳۶۳۔ تیجہ الدھر، ج ۱، ص ۳۵۵۔ تیجہ الدھر، ج ۱، ص ۳۶۵۔ وفیات الاعیان، ج ۱، ص ۳۳۳۔ ج ۳، ص ۳۰۶۔ نمبر ۲۲۲)

مدح اہل بیت میں یہ پانچ اشعار:

”ظالمون کی پارٹی خدا سے جگ پر آمادہ ہو گئی، وہ جب گراہ ہوئی تو اس نے دوسروں کو بھی گراہ کیا ان کے دل عہد جامیت سے منوس تھے اور حق و صداقت سے ان کا خدا اعلیٰ طبقہ کا یقین تھا۔
اے آل احمد! اور احمد! بھائی سے جواب میں کیا بہانہ تراشیں گے جب کہ وہ جواب طلب کریں گے
حالانکہ انہیں کی روایت کی ہوئی مشہور ترین حدیث رسول ہے کہ میں تم میں قرآن اور اپنی عترت
چھوڑے جا رہا ہوں۔ لیکن بات یہ ہوئی کہ دنیا ان کے سامنے بن سنوار کے آگئی اور وہ ادھر لپک گئے اس
وجہ سے انہیں آل محمد ﷺ سے مخرف دیکھ رہے ہو۔“ (۱)

شیخ مفید کا مرثیہ کہا ہے:

پانچہ باد کہ جس کی ذات کا فیض تمام لوگوں پر عام رہا۔ اور صوت کو تخلوقات کے درمیان عدل کے
سامنے تقسیم کیا۔ علومِ محمد کا مستقل وجود گذر گیا۔ افسوس۔ اب زمانہ ان کا مشل لانے سے قادر ہے۔ (۲)
ریاحی کا بیان ہے کہ جب صوری دشمن آئے تو مجبدی شاعر میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم
دونوں آدمیوں کو ان سے ملنے کے لئے چنانا چاہئے۔ ہم ان کی زیارت کے لئے چلے، صوری ہر وقت گندم
فروشوں کی دوکان پر رہتے دیں لوگ نظر آتے جاتے رہتے۔ اسی کے مقابل کپڑے کی دوکان تھی جس
میں ایک بوڑھا اندر حاصل تھا۔ اس سے ایک بڑی صیابات میں مصروف تھی۔ بدھا بڑی توجہ سے اس کی بات سن
رہا تھا۔ مجبدی نے مصرع پڑھا:

من صنة تسمع ما يقول

”میر فرتوت سرا پا گوش ہے کہ کیا کہہ رہی ہے۔“

صوری نے فوراً مصرع برائی کر دیا:

۱۔ (دیوان صوری: ج ۱، ص ۳۷۷۔ ج ۱، ص ۳۷۸ نمبر ۲۲)

۲۔ (دیوان صوری: ج ۱، ص ۳۷۳ نمبر ۲۳)

کالخلد لِما قابلَتْهُ الغول

”جیسے موش صحرائی غول کی صدائیں رہا ہو۔“

مجدی پڑک اٹھے۔ احسنت! آپ نے دو تشبیہیں بیک وقت استعمال کیں۔ خدا پچائے آپ
کو۔ (۱)

مہیار دیلمی

وفات / ۳۲۸ھ

۴۹ شعروں پر مشتمل قصیدے کے پچیس بند کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے:
هذی قضایا رسول اللہ مہملہ

”یہ فرمان رسول ہے جسے خداری کر کے چھوڑ دیا گیا ہے اور خانوادہ رسول بکھر کے رہ گیا ہے۔ اور لوگ اس عہد کے تحفظ کے سلسلے میں ایک رائے نہ ہو سکنے ایک دوسرے کے قریب آئے لیکن خیانت کے سلسلے میں سبھی ایک ہیں ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور آل رسول جوآل اللہ ہیں وہی دین کے تمہیان ہیں جو رعیت کے ہاتھوں ظلم و تم کا ڈکار ہیں۔

عہد رسول کو بیرون سے روٹڑا۔ انصار رسول بھی انہیں کے ہم خیال بن گئے۔ آل رسول کے متعلق بیعت غدر یکوتباہی کے گھاث لگا دیا گیا حالانکہ یہودی انصاری سے کئے گئے عہد و پیمان کا پاس دلخواہ کیا جاتا ہے۔

قسم کھا کھا کر بیعت لی گئی اور تکواروں کے زور پر لوگوں کو فرماں بردار بنا یا گیا۔ اس نے ایک فرمان لکھ کر اسکے جس نے بجائے سنتوں کے بدعتوں کو جنم دیا۔ دوسرے مکاری نے جال بن دئے ازراس کی فریب کا دینا نصیب آخرت سے محروم ہو گئی۔ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ نص کے مطابق علیٰ وارث ہیں۔ میں نے پوچھا۔ کیا انہیں وہ وراثت دی گئی یا انہیں وراثت سے روک دیا گیا؟

میں نے کہا وہ دل میں چھپی بات ہے جس کا تذکرہ مناسب نہیں۔ خداوند عالم اس قوم کو ان کے

کرتے کابل دے گا۔ اگر میں ان کا نام لوں تو بھی پہچان لیں گے۔ ان کے چہروں سے دل کا کینہ آشکار ہے جس وقت یہ زیادع میں معروف تھے باز اردینداری بے رونق تھا اور جب پرچم حق لہر دیا گیا یہ بیکھر ہوئے دستِ خوان پر بھکڑنے لگے۔ ان کے اول نے دوسرے سے غداری سیکھی اور تیر انہیں کی اتباع و پیروی میں جم گیا ذرا اٹھرہ بھی۔ حق کے معاملے میں منصفان غور کریں، عقل فیصلہ کرتی ہے اور کوئی جھیقی معاملے طنہیں ہونے دیتی۔

کس حکم کی یا پر فرزندان رسول نبھاری جیروی کریں۔ کیا تمہارا خیر یہ ہے کہ تم صحابی رسول اور ان کے نالیخ تھے؟ قبر رسول کس طرح ان کے خاندان والوں کے لیے بیکھر کر دی گئی اور ایرے غیرے کس طرح قبر رسول پر چھاپ مارے ہوئے سوئے ہوئے ہیں۔ آخر تم کس بنیاد پر اجماع کو جنت سمجھتے ہو۔ جب کہ نہ اجماع تھا، نہ رضا و غبت تھی۔

جس امر اجماع میں علیٰ مشورہ سے دور ہوں، زبردستی ان سے بیعت لینے کی کوشش کی جائے اور رسول کے پچا عباس صریحی مختلف ہوں۔ قریش رشتہ داری کے دعویدار ہوں اور ملخصار کونہ تو انگ کیا جاتا ہے نہ شامل کیا جاتا ہے، اگر تم نے روایات کو جوڑ توڑ اور جعلی اسناد میں نہ چھپایا ہوتا تو اسلام میں تمہارے اختلاف سے بڑا اختلاف کب روشن ہوا؟

میں ان سے پوچھتا ہوں کہ غدری کے دن جب کہ علیٰ کی ولایت کا عهد لیا گیا تھا، کیوں خیانت کی گئی اور کیوں بیعت توڑ دی گئی، قول صحیح تھا لیکن تینوں میں کھوٹ تھا۔ وہ تکوار کبھی مفید و کارآمد نہیں ہو سکتی جس میں زنگ لگا ہوا ہو۔

اے امیر المؤمنین آپ کی سرداری کا اعتراف کرنے کے بعد ان کا رکنا شرمناک جامہ زیب تن کرنا تھا۔ آپ کے حق میں جس لفظ عہد کو رکھا گیا یہ اسی بدعت تھی جسے شریعت کا رنگ دیکھ جائز کر لیا گیا۔ آپ اپنے حق سے دستبردار ہو گئے اگر آپ حق کا مطالبه کرتے تو ان کے خلاف ایسا محاذ بنتا کہ ناکوں پنچے چبانے پڑتے۔ آپ نے صبر کیا تاکہ امر خداوندی کا تحفظ کیا جائے۔ وہ دین کے معاملے میں سوئے ہوئے تھے اور آپ بیدار تھے۔

شعری تبع:

استاد احمد نسیم مصری مہیار دیلی کے اس شعر "تضاعغ بیعته یوم الغدیر لہم" پر حاشیہ لگاتے ہیں کہ غدیر وہی مکہ و مدینہ کے مابین جگہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے سامنے خطبہ فرمایا کہ "من كنت مولاہ فعلى مولاہ"۔ (۱)

علامہ امیتی فرماتے ہیں کہ کاش مجھے معلوم ہو سکتا کہ استاذ مصری پر متواتر روایات کی حقیقت کیوں پوشیدہ رہ گئی۔ جس حدیث کے راوی سو سے زیادہ اصحاب رسول ﷺ ہیں۔ یا تو یہ مذہبی میلان ہے جس نے حقیقت پر پردہ ڈال دیا ہے اور واقفیت کو امانت کے دامن میں جگہ نہیں لے سکی۔ ایسی واضح حقیقت کو فقط "قلیل" (کہا جاتا ہے) سے کمزور اور بے بنیاد بنا نے کی کوشش کی جاتی ہے۔ (ان سے کہہ دو کہ وہ بڑی خبر ہے جس سے تم مجھ کو پھر ارہے ہو، اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اسے اسی طرح پیچا نہیں ہیں جیسے اپنے بال پچوں کو۔)

دوسر اقصیدہ

مہیار کے دیوان میں مدح آل محمد کا ایک دوسر اقصیدہ بھی ہے جس میں ۳۵ راشعہار ہیں۔ (۲)

مدح کے صرف دس شعر کا ترجمہ کیا جا رہا ہے:

مجھ پر بڑھاپے نے اپنا پورا اثر دکھایا ہے مجھے اب صرف آل رسولؐ کے غم میں رونے دھونے سے کام رہ گیا ہے۔ وہ گروہ رشد و ہدایت نئے لیکن حماقت و گراہی کے ہاتھوں نے ان پر دست شتم دراز کر دیا۔ وہ داعیان حق تھے۔ سب نے ان کے حکم پر لبیک کہا پھر وہ بدل گئے اور مخالفت کی ہوا چلا دی۔ سقینہ کے دن خیانت کا بوجھا ان کے کاندھوں پر لا دیا، جس بوجھ کو پہاڑ بھی اخنانے سے قاصر تھا پھر بعد میں اس پر آمادہ ہوئے کہ اس بوجھ کو اتنا رچھیں، لیکن افسوس غلطی کا ازالہ ممکن نہ تھا ان کے حال

۱۔ (دیوان مہیار، ج ۲، ص ۱۸۲)

۲۔ دیوان مہیار، ج ۳، ص ۱۵

پر افسوس ہے جب کہ احمد مصطفیٰ ان کے درمیان کھڑے ہوئے، ان سے سوال کیا اور انہوں نے جواب دیا۔ غم و اندوہ نے میرے اوپر بسرا کر لیا ہے حالانکہ زمانہ غم کے ساتھ پائیدار نہیں۔ اس قوم پر افسوس ہے کہ جنہوں نے علیٰ کو قتل کیا حالانکہ وہ ان کی خوستوں کو قتل کرنے والے تھے۔

انہوں نے علیٰ سے کینہ تو زی کی حالانکہ حشر میں نہیں کی محبت کے متعلق باز پر ہو گئے گزرے لوگوں سے روایت ہوتی آئی ہے اور خدا ہی جانتا ہے کہ یوم غدر یکیا حالات رونما ہوئے تھے۔

تیسرا قصیدہ

مہیار کا تیسرا قصیدہ ۲۳ شعروں پر مشتمل ہے۔ (۱) علامہ نے یہاں ۲۳ شعر درج کئے ہیں:

فارحم عدوک

”اے دوست تمہارا دشمن جب تک تمہارا بظاہر خیر خواہ ہے زری کا برتاو کرو اگرچہ وہ اپنے دل کا علاج تمہارے کینہ و عناد سے کر رہا ہے۔ میں نے مانا کہ انہوں نے بغاوت کرتے ہوئے قول رسول کا انکار کیا تو ان سے کہو کہ دوسروں کی مساعی بھی شمار کریں۔ بدرو احمد میں اور جنگ حنین کے موقع پر اپنے قدم پوری طرح جمادے تھے۔ اور شام کے راستے میں صماء کے پھر کو کھودا اور اس کے نیچے سے پانی نکالا۔ اور علیٰ کے سوالوں کا کوئی دوسرا ساقی بھی نہیں تھا۔

خبر کے یہودیوں کی جنگ کے متعلق بھی غور کرو۔ مربح ہی کی بات مان لو وہ دشمن ہی فیصلہ کر دے گا۔ کیا مفبوض قلعہ علیٰ کے سواد و سرے کے ہاتھ سے منہدم ہوا؟ کیا باب خبر دوسرے نے اکھاڑا؟ اور زر اغمرو بن عبدود کے معاملے میں اولاد غور کرو پھر دوسری بار اغمرو بن عاص کے معاملے میں غور کرو۔ یہ دونوں شیر علیٰ کی شمشیر کا شکار ہوئے حالانکہ یہ دونوں کسی بہادر سے دستے نہیں تھے۔

بنی ضبة کے بہادروں کے متعلق بھی سوچو ہو دیج کے گرد پرداشہ وار چکر لگا رہتے تھے بصرہ کے دن انہیں علیٰ ہی نے فنا کے گھاث اتارا اور اس سے قبل کتنے ہی اثر در لقمة اجل بن گئے۔ البت جنگ صفين تمام

جنگوں میں بچیدہ تر تھی۔ اگر اس سلسلے میں صحیح اور حقیقی خبر سننا چاہتے ہو تو معاویہ سے پوچھلو۔ (۱)

شعری تنقیح:

وَهُبْ الْغَدِيرَ أَبُو اعْلَيْهِ قَبُولَهُ نَهِيَا فَقْلُ: عَدُو اسْوَاهِ مَساعِيَا
 (اس شعر میں خطی دیوان کا لفظ بخیا ہے لیکن مطبوعہ میں نہیا کر دیا گیا ہے۔ میں نے بخیا ہی کا ترجمہ
 کیا ہے۔) (مترجم)

استاد نیم مصری اس شعر کے مطابق لکھتے ہیں کہ نہی (بکسر نون) غدیر کے مانند چیزوں کو کہتے ہیں
 اور حضرت علیؑ کی ایک جنگ ہے جسے غدریم کہتے ہیں شاعرنے اسی جنگ کی طرف اشارہ کیا ہے۔
 علامہ امیتی فرماتے ہیں کہ استاد مصری جنہوں نے شرح میں نہی کے لفظ کو بدل کر نہی کر دیا ہے اور لفظ
 نہی خطی دیوان میں موجود بھی ہے وہ بتائتے ہیں کہ یہاں حال واقع ہوا ہے یا مفعول جسے نصب
 دیا گیا ہے۔ پھر یہ کہ یہ شعری تابع سے میل بھی نہیں کھانا مہیار دیلی ہے عظیم فکار شاعر سے قطعی
 بعد ہے کہ انہوں نے نہیا استعمال کیا ہو۔ گویا استاد مصری، ابراہیم ملک محمد اسود کے نقش قدم پر چلے ہیں
 جو کہتے ہیں کہ روز غدیر مشہور جنگ کا نام ہے۔ لیکن انہوں نے کبھی اس مشہور جنگ کے راز سے پردازیں
 اٹھایا کہ کس تاریخ میں اس جنگ کا واقعہ ہے۔ (ان کا ارادہ ہے کہ کلام خدا کو بدل دیں۔ ان کے دل
 شک و شبہ کا شکار ہیں وہ اسی میں جھولتے رہیں گے۔)

شاعر کے حالات:

ابو الحسن یا ابو الحسین۔ مہیار بن مرزوہ یہ دیلی بגדاد کے محلہ کرخ میں کوچہ ریاح میں سکونت
 پذیر تھے۔ عربی ادب کا بلند ترین پرچم تھے۔ جن کا مشرق سے مغرب تک ڈنکان بھ رہا تھا۔ نئیں ترین گنجینہ
 سرشار تھے۔ اس سخن رکھنے والے اور قصر ادب کو آسمان تک پہنچانے والے عرب نغمہ نگاروں کے

۱۔ (دیوان مہیار: ج ۲، ص ۱۹۸)

پیشا پیش تھے۔ انہوں نے لفظ عرب پر عظیم احسان کیا اس لئے ہمیشہ یاد کئے جائیں گے۔ شعر و ادب کی ثنا میں رطب اللسان ہے فضل و حسب ان کی شاگتر عرب نسل ان سے ناتھ جوڑ کران کی بے کران فضیلت کی قرضدار ہو گئی۔ اس کی گواہی خود ان کا شعری دیوان دے گا جو بڑے اور اراق پر پھیلا ہوا چار اجزاء میں ہے۔ اور اس میں فنون متعدد اور بہیت مختلف کے جو ہر دکھائے گئے ہیں۔ انہوں نے تصویر خیالی اور معانی کی بھرپور روشن کو اپنایا یہاں تک کہ تصویر تفصیل قاری کے سامنے جسم ہو کر آ گئی۔ ان کا اسلوب استوار، ادب تو انا اور زنگار نگہ ہے۔ ان کے عہد میں تنظیم فنکاروں کی کمی نہیں تھی لیکن وہ سب پر بازی لے گئے۔
بروز جمعہ جامع مسجد منصوری میں تشریف فرمائی ہوتے اور اپنے اشعار سناتے۔ (۱)

صاحب دمیۃ القصر (۲) نے قطعی مبارکہ نہیں کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں: وہ صاحب فضل و ادب شاعر تھے جن کا ذکر کائنگ رہا تھا۔ تیس تین ادیب تھے جنہوں نے دو شیزہ خیال کو ملاحظت عطا کی۔ ان کے قصائد میں اعتراض کی ذرا بھی نجاش نہ ہوتی، شاعری دل میں اترجماتی، گویا ناساز گارز ماند اس خوش نواز آہنگ سے غموں سے بھرپور ماضی کو فراموش کر جاتا تھا۔

البتہ ان کی مذہبی شاعری قوی ترین استدلال و احتجاج سے آراستہ ہوتی تھی۔ ان کی مذہبی شاعری مخلصانہ اور ظالموں کے کرتوت و اشکاف کرتی ہوئی ہوتی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ کینہ تو زندگہ نگاروں نے ان کی فنی و شعری خوبی کو پر دہ خفایں رکھنے کی کوشش کی، ان کے حالات زندگی کو کاختہ منظر عام پر آنے نہیں دیا۔ ان کا جو بھی تذکرہ ملتا ہے وہ بس واجبی لیکن ان کی شاعری میں حسن تغزل کو دیکھ کر ہر شخص ان کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ حق کی قسم یہ بجائے خود ایک مجزہ ہے کہ ایک پاری نژاد عربی شاعری میں خود عربوں سے بازی لے جائے جب کہ کسی بھی شاعر کو عربوں کی برا بری کا یارا بھی سکتے ہوتا ہے۔ مہیار کی تو خود عرب شاعروں نے اقتدا کی ہے، مہیار کو یہ مرتبہ اس لئے نصیب ہوا کہ وہ خاندان رسول کے ماہر اساتذہ ادب سید مرتضی اور سید رضی کے شاگرد تھے۔ ان دونوں کے استاد شیخ مفید کے سامنے بھی زانوئے ادب تہہ کیا تھا۔ وہ اسی بیکراں سمندر سے سیراب ہوا تھا۔

(۱) تاریخ خطیب بغدادی: ج ۱، ص ۲۷ (ج ۱، ص ۲۰۳)

(۲) دمیۃ القصر: ج ۱، ص ۲۷ (ج ۱، ص ۲۷۶)

کچھ دشمنان آل محمد نے طلاقہ طریقے سے اس پر تیر چلانے کی سعی کی اور ناروا تہمت لگا کر اس کی خفیت کو داغدار کرنے کی کوشش کی۔ (۱)

مثلاً یہ کہ وہ غلو افراط کے شکار تھے۔ ایسا ہر گز نہیں تھا، یہ مہیار جیسے بلند قامت کی شان میں گستاخی ہے، مہیار کا بارور ادب، فضل نامور، سیرت پاک، نور و اخراج اور علوی مذہب کے ساتھ خسروانہ نفعی کی تھی جس کی وجہ سے مذکورہ نگاروں نے ان کی تعریف کے پلی ہاندھے ہیں۔ اس بات میں کوئی زیان نہیں کہ کل دین محسوس پر تھے اور آج ذین اسلام اور مذہب علوی کے ساتھ ادب عربی کی نشوونما میں مصروف ہیں۔ ان کی نفعی ان کی باطنی طہارت کا پتہ دیتا ہے۔ ان کے شعروں نے ان کی روحانیت بلذکر کے انہیں زندہ جاویدہ بنادیا۔

انہوں نے ہر شرف و عظمت سے اپنی ذات کو آراستہ کیا۔ ان کے گذشتہ مذہب کو موردنظر بنا یا جائے تو لازم ہے کہ تمام صحابہ کو بھی موردنظر بنا یا جائے۔ اسلام گذشتہ باتوں کو محکرہ دیتا ہے اسی لئے مہیار دیلمی اپنے معزز خاندان کو شرف اسلام اور سن ادب سے وابستہ کر کے انقا را نہ فہرائلی کرتے ہیں: (۲)

اعججت بی بین نادی قومها	ام سعد فمضت تسال بی
سرہاما علمت من خلقی	فارادت علمہاما ماحسبی
لاتخالی نسبا ی خفضنی	انامن بر ضیک عند النسب
قرمنی استولو اعلی الدهرفتی	و مشوا فوق الرووس الحقب
عمموا بالشمس هاما تهم بالشعب	وبنوا بایا تهم بالشعب
وابی کسری على ایوانہ	این فی الناس اب مثل ابی؟!
”ام سعد میرے خاندان کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتی ہے وہ میری سیرت سے خوش تھی اس لئے خاندان کی بھی جو یائی ہوئی۔ یہ نہ سمجھو کہ میرا خاندان پست ہے۔ میں اپنے نسب پر خوشنود ہوں	

میرے خادمان نے بھادرانہ طریقے سے پوری دنیا پر حکومت کی۔ سالہاں تک لوگوں کو اپنا مطیع بنایا انہوں نے سورج سے اپنے سر پر عمامہ باندھا۔ شہاب ثاقب پر اپنا گھر بنایا۔ میرے باپ کری کی طرح کون ہو سکتا ہے۔ صاحب صولات سلاطین ہوں، پھر یہ کہ اسلام بھی میرے نصیب میں آگیا۔ میں نے شرافت کو بہترین باب سے اور دین کو اشرف الامیاء سے حاصل کیا۔ خود مبارکات کو چهار طرف سے حاصل کیا۔ عجم کی سرداری اور دین عرب۔“

مہماں نے ۳۷۰۰ میں شریف رضی کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا۔ انہیں سے شعر و ادب حاصل کیا۔ دو شب بیشتر ۵ رحمادی الثانی ۳۷۰۰ میں دنیا سے گزر گئے۔ ان کی تاریخ و قات میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔

مصادر حالات:

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۶۷۶

۲۔ منتظم۔ ح ۸، ص ۹۲ (ج ۱۵، ۲۰۰۸ نمبر ۲۲۰)

۳۔ تاریخ ابن خلکان۔ ح ۲، ص ۲۷

۴۔ مرآۃ یافی ح ۳، ص ۲۷

۵۔ وصیۃ المقصود، ج ۲، (ج ۱، ص ۳۶۲)

۶۔ تاریخ ابن کثیر ج ۱۲، ۱۳ (ج ۱۲، ۵)

۷۔ کامل ابن الصیرح ج ۹، ص ۱۵۹ (ج ۲، ص ۸۵)

۸۔ تاریخ ابی الفداء۔ ح ۲، ص ۱۶۸

۹۔ کامل الاعدی حرمی۔ ح ۲، ص ۳۷۹ (نمبر ۲۱۰)

۱۰۔ روشن المناظر (ج ۲، ص ۳۹)

۱۱۔ الاعلام زرکی ج ۲، ص ۱۰ (ج ۷، ص ۳۱)

- ۱۲۔ شذرات۔ ج ۳، ص ۲۸۷ (ج ۵، ص ۱۰۳)
- ۱۳۔ تاریخ آداب اللہ ج ۲، ص ۲۵۹ (مجلد ۱۲، ص ۹۲)
- ۱۴۔ نسخہ اسر (مجلد ۹، ج ۵۲۸: ۲)
- ۱۵۔ فرید و جدی کی ذرازہ للعارف۔ ج ۳۸: ۹
- ۱۶۔ سفہیۃ الاخبار۔ ج ۲، ص ۵۲۳ (ج ۸، ص ۱۵۲)
- ۱۷۔ مجلہ المرشد۔ ج ۲، ص ۸۵

درج اعلیٰ بیت میں ان کا ایک قصیدہ ۲۹ شعروں پر مشتمل ہے۔ اس کے پانچ شعروں کا ترجمہ ہیش

ہے:

”اے کاش موت میرے خون سے بیراب ہو جاتی اور آپ کا خون زمیں پر نہ بہتا۔ اے کربلا کے سونے والے اکاٹ میں بھی آپ کے ساتھ خاک و خون میں ٹلٹیڈہ ہوتا۔ قریب ہے کہ زمانہ اس دل پر درود کو دشمنوں کے ہاتھ شفابخش دے۔ قریب ہے کہ شوکت حق باطل پر غالب آئے، یہ تمام آرزوئیں خدا کے ہاتھوں پوری ہوں گی۔ لیکن ابھی تو میرا جگہ پھٹ رہا ہے۔“

امیر المؤمنین اوز امام حسینؑ کا مرثیہ ۷۷ شعروں پر مشتمل ہے۔ آپ نے یہ مرثیہ ۲۹ ص ۲۰۰ میں نعمتِ اسلام سے نہال ہونے کے بعد نظر کیا۔ (دیوان میں ۲۹ ص ۲۰۰ میں درج ہے۔ مگر گنج یہ ہے کہ ۲۹ ص ۲۰۰ میں اسلام لائے)۔ (۱)

”اے ابو الحسن! ان لوگوں نے اگر آپ کے حق کا جھالت میں انکار کیا تو خدا کی قسم یہ غلط ہے بلکہ انہوں نے جان بوجھ کر آپ کے حق کا انکار کیا۔ ورنہ پھر کیا آپ کیمہ تازمیداں شہادت نہ تھے اور کیا آپ خاص الفعل کی حیثیت سے نظیر رسول نہ تھے، کیا آپ این عمِ رسول اور ولی، داماد اور شریکِ پیامت نہ تھے۔ آپ کے حریف تو آپ کے برابر ہرگز نہ تھے۔ آپ کے حریفوں کو آپ کی فضیلتوں سے اس لئے مخصوص کیا کرو وہ جانتے تھے کہ آپ کے خصوصیات و فضائل کے حصول سے قطعی عاجز ہیں۔ بہت

سے لوگوں نے رنگ بد لے اور بعد رسول خیانت کی۔ فریب و خیانت میں ایک درس سے بازی لے گیا۔

حسین کے سامنے ایک مرثیہ پڑھا گیا جو فی لحاظ سے کمزور تھا آپ سے فنی پختگی کے ساتھ اسی بحر میں کہنے کی گزارش کی گئی۔ آپ نے بر جتہ ۲۳۶ رب شعر کہہ کے نادیے۔ مطلع ہے

مشین لنباین میل وہیف فقل فی قنادہ وقل فی نزیف
مدح اہل بیت میں ایک قصیدہ ۸۷ رب شعروں پر مشتمل ہے:

سلامن سلا: من بن استبدلا ۱۹۶ و کیف مسحا آخر الاروا ۱۹۷
مناقب امیر المؤمنین پر مشتمل ایک قصیدہ ہے جس میں ۱۱۳ شعر ہیں۔

اپنے استاد شیخ مفید کا بھی مرثیہ بڑاوالہان اور اثر انگیز کہا ہے جس میں ۱۹ شعر ہیں۔

سید شریف مرتضی

ولادت ۱۳۵۵ھ

وفات ۱۴۲۷ھ

۲۸ رشروع کا یہ غدیر یہ صوری و معنوی لحاظ سے عظیم الشان ہے یہاں موضوع غدیر سے متعلق ۵ رشروع کا ترجمہ ٹوٹیں کیا جا رہا ہے۔

ام االرسول ...

”رسول خدا نے آپ کی ولایت کا بر ملا اعلان فرمایا۔ اگر سرگشته و حیران لوگوں کو آپ کا ذرا را
مفید ہوتا تو آپ نے تو اپنی بات پوری وضاحت سے کہی تھی کوئی کنایہ یا اشارہ نہیں تھا واضح طریقے سے
نام لے کر اعلان فرمایا عبد الرحمن محدث کا کوئی شبہ نہ تھا۔
لوگوں کی آنکھوں کے سامنے انہیں بلند کر کے جادہ رستگاری پر رہنا مقرر کیا ہوا زغمدرت کا کوئی شبہ نہ تھا۔
دل کو شفا بخشی دلوں پر آب خنک چھپڑ کا اور اکثر لوگوں کو گرداب بلا میں جھوک دیا اسی لئے لوگوں کے
دلوں میں کینہ و عناد نے جوش مارا ایک نے تو اپنی فریاد سینے میں چھپا لی کہ رسول ہو اور دوسرے نے
نامید ہو کر اللہ پڑھ لیا۔“

شاعر کے حالات

سید مرتضی علم الہدی ذوالجگہ بن ابوالقاسم علی بن حسین بن موسی بن محمد بن موسی بن ابراہیم بن امام
موسی کاظم۔

اگر شریف مرثی کے مجد و عظمت کی احاطہ بندی نہ کر سکے تو قلم کو جرم نہیں شہر ایا جا سکتا ان کے بلکہ مرتبہ شخصیت کی کماۃ تعریف سے زبان کو لکھت ہے کیوں کہ ان کے فضل و شرف کا کوئی ایک میدان نہیں انہیں فضیلت کے جس رخ سے بھی دیکھا جائے وسیع خصوصیات کی جولانی نظر آئے گی، امام فتح موسیٰ کاظم اصول، استاد کلام، معلم حدیث، نابغہ شعر، قائد شخص، مفسر قرآن، غرض انہوں نے تمام عربی علوم میں نتوء شبت فرمائے ہیں علاوہ برائیں ان کا نسب تابناک حسب واضح دروشن ہے مزید یہ کہ انہوں نے دفع ترین دینی خدمات انجام دی ہیں۔ شیعیت کی خدمات ممتاز ترین ہیں اسی لئے ان کا نام ہمیشہ باقی رہے گا ان کی وقیع تصانیف مندرجہ ذیل ہیں:

- | | |
|--------------------|--------------------------------|
| ۱۔ الشافی | ۲۔ امامت کی بحث |
| ۳۔ شخص اصول میں | ۴۔ ذخیرہ اصول میں |
| ۵۔ جمل اعظم والعمل | ۶۔ غرروذر |
| ۷۔ تکملہ غرد | ۸۔ المعن |
| ۹۔ الخلاف فتنہ میں | ۱۰۔ الناصری فتنہ میں |
| ۱۱۔ الحلبیہ اول | ۱۲۔ الحلبیہ اخیرہ |
| ۱۳۔ سائل جرجانی | ۱۴۔ سائل طویلیہ |
| ۱۵۔ سائل صباویہ | ۱۶۔ سائل جانیات |
| ۱۷۔ سائل سلاڑیہ | ۱۸۔ سائل پچھو آیات کے بارے میں |
| ۱۹۔ سائل رازیہ | ۲۰۔ سائل کلامیہ |
| ۲۱۔ سائل صیدادیہ | ۲۲۔ دیلمیہ فتنہ میں |
| ۲۳۔ کتاب البرق | ۲۴۔ طیف ال الخيال |
| ۲۵۔ شب والباب | ۲۶۔ مقصہ |
| ۲۷۔ مصباح فتنہ میں | ۲۸۔ نصر الروایہ |

- ٢٩- ذريعة في أصول فقه
- ٣١- حنزير الانبياء
- ٣٣- الحكم وتشابه
- ٣٥- متولي شسل الامام
- ٣٧- احكام الملل آخرت
- ٣٩- الوجيزه
- ٤١- طبيعة المسلمين
- ٤٣- رساله في الاراءة حصه اول ودوم
- ٤٥- رساله في الاتا كيه
- ٤٧- دليل الخطاب
- ٤٩- كتاب الوعيد
- ٥١- الحدو و المحتاكلن
- ٥٣- الموصليه اول و ثانى وثالث
- ٥٥- مسائل مياقاراتهن
- ٥٧- مسائل محمديات
- ٥٩- مسائل مصرية اول ودوم
- ٦١- مختلف النوع مسائل
- ٦٣- انتحار
- ٦٥- نزويه بن جن
- ٦٧- الصرف في بيان اعجاز القرآن
- ٦٩- ترددية مقاله ابن عدرى
- ٢٠- شرح بايي تميرى
- ٢٢- ابطال القول بالعدد
- ٢٤- الخوم والمحبون
- ٢٦- اصول اعتقاديه
- ٢٨- معنى عصمت
- ٣٠- تقرير الاصول
- ٣٢- رساله في علم الله
- ٣٤- رساله في التوبه
- ٣٦- رساله في المسنه
- ٣٨- طرق الاستدلال
- ٤٠- شرح قصيدة
- ٤٢- مفردات
- ٤٤- مسائل طبرانيه وجبله
- ٤٦- مسائل رازيه
- ٤٨- مسائل بادرات
- ٥٠- مسائل رطبات
- ٥٢- مسائل رسبيه اول ودوم
- ٥٤- تفصيل انباء برطانكه
- ٥٦- شعرى ديوان
- ٥٨- الرساله الباهره في عترت الظاهره
- ٦٠- جواب ملاحده

- ۷۲۔ عقدام کا شوم عمر سے
۷۳۔ الرؤلی اصحاب العدد
۷۴۔ تفسیر الحمد و سورہ بقرہ
۷۵۔ ترددید ابن عدی حدوث اجسام کے بارے میں
۷۶۔ تفسیر آیت قل لقالوا اتلی ما حرم ربکم
۷۷۔ تفسیر آیت ليس على الذين آمنوا و عملوا الصالحات جناح
۷۸۔ تفہیم ایسا بت متنی
۷۹۔ تفہیم ایسا بت متنی

كلمات ستائش

نجاشی فرماتے ہیں: ابو القاسم مرتضی اپنے وقت کے عظیم و ممتاز عالم تھے، بہت زیادہ حدیثیں سنیں وہ متكلّم، شاعر، ادیب تھے اور زندگی و دینی و ادبی علوم پر بھر پور قدر تھی۔ (۱)

مجدی فرماتے ہیں: وہ نتیب نقباء، صاحب نظر، فقیر، مصنف، دانشوروں کی یادگار اور یگانہ عصر تھے، میں نے ان سے ملاقات کی، خوش بیان اور پر جوش ذہانت کے حامل تھے۔ (۲)

شیخ طویل فرماتے ہیں: وہ یگانہ عصر اور مختلف النوع علوم پر حادی تھے، فضیلتوں کے جامع کلام، فقہ، اصول، ادب، نحو، شعر و معانی اور لغت وغیرہ جیسے علوم میں سب کے قائد تھے۔ (۳)

معاجمی کہتے ہیں: آج مجد و شرف اور علم و ادب کی ریاست و زعامت علم الہدیٰ ہی کے ہاتھوں میں ہے، وہ بڑے نئیں اشعار کہتے ہیں۔ (۴)

ابن خلدون کہتے ہیں: وہ کلام، ادب، اور شعر کے امام تھے شیعیت پر ان کی گرانقدر تصنیف ہیں۔

- ۱۔ فهرست نجاشی ۱۹۲
۲۔ (المجدی) ۱۷۵
- ۳۔ فهرست شیخ مصیح ۹۹ (ص ۲۲۱)؛ خلاصہ علامہ مصیح ۲۳۶ (ص ۵۹ نمبر ۲۲)
- ۴۔ تختہ تکمیل الدھر (ج ۱۹۵ نمبر ۳۹)

ابن بسام نے ان کا تذکرہ یوں کیا ہے: مسلم ہے کہ آج عراق کی امامت علم الہدیؒ کے پاس ہے، وہ علماء عظام ان کے خوشہ چلیں، قدیم علوم کے استاد، عکشن، صاحب ختن، تمام دنیا میں ان کا ذہنگ رہا ہے، ان کے اشعار شاخ تازہ تر کی طرح ہوتے ہیں خاصہ خاصاب خدا ہیں، علاوه ازاں ان کی گرفتار تالیفات بھی ہیں۔ (۱)

خطیب تمیری بیان کرتے ہیں کہ ادیب ابو الحسن علی بن احمد قالی کے پاس جمیرہ ابن درید کا نہایت نفیس نسخہ انہیں اسے بیچنے کی ضرورت محسوس ہوئی علم الہدیؒ نے ساتھ دینار میں اسے خرید لیا، جب اس کے اوراق پلٹے تو فروخت کرنے والے کے ان اشعار پر نظر پڑے:

”میں اس کتاب سے میں سال تک مانوس رہا، اب بڑے اندوہ کے ساتھ بیچ رہا ہوں، میں نے سوچا بھی نہ تھا کہ ہمیشہ کے لئے اس کو جدا کر دوں گا۔ آخر کار فقر و فاقہ کی وجہ سے بیچنا پڑا۔ میرے آنسو روں ایں دل داغ دار ہے۔“

علم الہدیؒ نے ان اشعار کو پڑھ کر نسخہ انہیں واپس کر دیا اور ساتھ دینار بھی بخش دیے۔

ابن زہرا کہتے ہیں کہ علم الہدیؒ فقیہ، صاحب نظر، شیعہ قائد، فقیہ الہل بیت، دانشمند متكلّم فنکار شاعر تھے اور صدقات بہت زیادہ کرتے۔ ان کی خیرات کا ان کے مرنے کے بعد پڑھ چلا۔ (۲)

اپنے بھائی رضیؒ سے بڑے تھے، ان دونوں جیسا شرف و کمال و اتحاد کیمیت میں نہیں آیا۔ سید رضیؒ کی موت پر علم الہدیؒ جنازہ میں حاضر نہ ہو سکے کیونکہ جنازہ کامنزٹرنیں دیکھ سکتے تھے۔ سید رضیؒ نے پچاس ہزار دینار طلا سے زیادہ دولت چھوڑ دی۔

شیخ احمد بن مقبل کہتے ہیں کہ اگر کوئی قسم کھا کر کہے کہ علم الہدیؒ عربی علم کے سب سے بڑے عالم ہیں تو صحیح تم ہو گی، ایک استاد مصر نے کہا کہ بندہ میں نے ”غورو درز“ سے ایسے طالب حاصل کئے جو سببیہ اور دوسرے خوبیوں کے بیان بھی نہیں سکے۔ خواجہ طوی علم الہدیؒ کا نام لے کر صلوٰت اللہ کہتے پھر کہتے کہ ان پر ضرور صلوٰت پڑھنی چاہیئے۔

عمرۃ الطالب، دمیۃ القصر اور لسان المیوان میں بھی ان کے فتووٰ کلام و حدیث و لغت کی مہارت کا تذکرہ ہے۔ (۱)

ابھی میں سال کی عمر بھی نہ ہوئی تھی کہ سرداری مل گئی، وہی ریاست کو علم و عمل سے ہم آہنگ کیا ہمچہ تلاوت قرآن، نماز شب اور نذریں میں معروف رہے۔ کسی مرتبہ کوئی علم سے بہتر نہیں کہتے تھے۔ ان کے علاوہ درجات رفیدہ، شدرات الذهب، تاریخ بغداد، الختم، رجال ابو داؤد، لسان المیوان، مکمل، مجلس المؤمنین، صحاح الالئخار وغیرہ پہنچاں سے زیادہ کتابوں میں ان کی مدح سراہی مرقوم ہے۔ (۲)

اساتذہ و مشائخ حدیث:

- | | |
|--------------------------|--------------------------|
| ۱۔ شیخ حنفیہ | ۲۔ ابو محمد علبری |
| ۳۔ حسین بن علی بن باہبیہ | ۴۔ سید کوفی |
| ۵۔ مرزبانی | ۶۔ شیخ صدوق |
| ۷۔ ابن ببات | ۸۔ علی بن محمد کاتب |
| ۹۔ عبید اللہ بن محبی | ۱۰۔ احمد بن حنبل و بیانی |

تلذذہ و روایۃ:

- ۱۔ شیخ الطائفہ ابو حضر طوی

- ۲۔ سلار دہلوی

- ۱۔ عمرۃ الطالب: ج ۱۸۱، ص ۱۸۵ (ج ۱۸۵) کوئی تصریح نہ ہے (ج ۱۸۱) سان المیوان ج ۲۲، ص ۲۲۲ (ج ۲۲۲)، ج ۲۳، ص ۵۷ (ج ۲۳)، ج ۲۵۹، نمبر ۷۷
- ۲۔ درجات الرفید (ج ۲۵۹)۔ شدرات الذهب ج ۲۳، ص ۲۵۶ (ج ۲۵۶)؛ تاریخ بغداد ج ۱۱، ص ۲۰۲، ج ۱۱، الختم ج ۸، ص ۲۰۰؛ رجال ابن داؤد (ص ۱۳۶، نمبر ۱۰۳۶)؛ مکمل بہائی (ج ۲۲، ص ۶۵)؛ سان المیوان ج ۵، ص ۱۳۱ (ج ۳)، ج ۲۵۶، نمبر ۷۷
- مجالس المؤمنین ص ۲۰۹ (ج ۱۸۱)؛ صحاح الالئخار ص ۶۱؛ البدریہ والٹہریہ ج ۱۲، ص ۵۲ (ج ۱۲)، ج ۱۲، حادث ۳۳۶

- ۳۔ ابوالصلاح
- ۴۔ قاضی عبدالعزیز طرابی
- ۵۔ شریف محمد بن حسن جعفری
- ۶۔ ابوصمام مرزوqi
- ۷۔ حسن بن محمد موسوی
- ۸۔ سید تقی بن ابی طاہر البادوی
- ۹۔ شیخ سلیمان صحرشی
- ۱۰۔ شیخ کربلائی
- ۱۱۔ شیخ دورستی
- ۱۲۔ شیخ احمد بن حسن خواجی
- ۱۳۔ شیخ بیهقی
- ۱۴۔ شیخ محمد بن علی حلوانی
- ۱۵۔ عبد الرحمن بن احمد رازی
- ۱۶۔ ابو زید کیا کلی جرجانی
- ۱۷۔ شیخ ابو قاسم عاصی
- ۱۸۔ سید حسن جرجانی
- ۱۹۔ فقیر داعی حسینی
- ۲۰۔ ابو الفرج بنیتی
- ۲۱۔ محمد بصری

علم الہدیٰ اور ابوالعلاء معمری:

ابوالحسن عمری مجددی میں لکھتے ہیں کہ ۳۲۵ھ میں بغداد میں علم الہدیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ بڑے خوش بیان اور جذباتی تھے۔ (۱)

ایک دن ابوالعلاء معمری آیا۔ درمیان میں متنبی کا ذکر چھڑ گیا۔ علم الہدیٰ نے اس کے اشعار پر تقدیر کی، ابوالعلاء نے کہا: بھی ہاں! اگر اس نے یہ قصیدہ نہ کہا ہوتا (لکھ یا سامنازل فی القلوب منازل) تو اس کی قافیہ بخی کے لئے کافی تھا۔ علم الہدیٰ نے غصہ میں فرمایا کہ گروہ میں ہاتھ ڈال کر اسے نکال دو حاضرین مجلس کو علم الہدیٰ کے اس اقدام پر حیرت ہوئی۔ آپ نے فرمایا: جانتے ہو اس اندھے کا عقیدہ کیا تھا۔ وہ اس شعر کی طرف متوجہ کرنا چاہتا تھا:

و اذا انتك ملء مقصى من ناقص فهى الشهادة لى بانى كامل

”اگر کوئی ناقص شخص مجھ پر اعتراض کرے تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ میں کامل ہوں۔“ (۱)

یہی دہریہ ابوالعلاء ایک بار علم الہدیؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا: جناب آپ کل کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ جواب دیا: تمہارا عقیدہ جزء کے بارے میں کیا ہے۔ پوچھا: آپ شعری کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: تم تحریز اور ناخوب کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ پوچھا: آپ سات کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: سات سے تجاوز کرنے کے متعلق تمہارا کیا فیصلہ ہے؟ پوچھا آپ چوتھائی کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ پوچھا: موثر کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا: موثرات کے متعلق کیا کہتے ہو؟ پوچھا: نحسین (دوخ) کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: سعدین (دو سعد) کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ ابوالعلاء بہوت ہو گیا۔ علم الہدیؐ نے فرمایا: ہر طبقہ و قوت ہے۔ ابوالعلاء یہ کہتے ہوئے اٹھ گیا کہ میں نے قرآن میں پڑھا ہے کہ اے بیٹا! خدا کا شریک نہ قرار دو، یہ بلاشبہ علم عظیم ہے۔ علم الہدیؐ نے فرمایا کہ یہ شخص دور ہو گیا اب کبھی میری نظروں کے سامنے نہ آئے گا۔ آپ سے پوچھا گیا کہ یہ رمز و اشارات کیا ہے؟ فرمایا: اس نے مجھ سے پوچھا کہ کل جو قدم ہے اسے خالق کی احتیاج کیا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ جزء کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے کیوں کہ ان کے نزدیک جزو حادث ہے اور وہ عالم کبیر ہی سے پیدا ہوتا ہے، یہ جزو ان کے نزدیک عالم صغير ہے اور عالم کبیر کا جزو ہے کیوں کہ وہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اجزاء عالم حادث ہیں اور اس کا مجموعہ قدم ہے، اس لئے اس نے ستارہ شعری کے متعلق پوچھا، اس کا مطلب تھا کہ یہ کو اک سیارہ ہی سے نہیں ہے کیوں کہ قدم ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ تمہارا تدویر کے متعلق کیا خیال ہے مطلب یہ تھا کہ بطور کلی دور ان فلک ہی جس میں شعری بھی ہے اس کے تحويل و تحول کا گواہ ہے اس لئے قدیم نہیں ہو سکتا۔

پھر اس نے عدم انتہا کے متعلق پوچھا کہ یہ عالم لانہما یت ہے کیوں کہ قدم ہے۔ میں نے جواب دیا کہ جب ہمیں اس کا تحریز و تدویر معلوم ہو گیا تو اس کے عدم انتہا کی حقیقت بھی معلوم ہو گی، اس کا سبع (سات) سے مطلب ارباب نجوم کے سات سیاروں سے تھا۔ میں نے کہا کہ ان کے علاوہ زہرہ، مشتری،

مرن غیر عطارد، خورشید، ماہ و زحل بھی ہیں کہ جس سے نجومی فیصلے کرتے ہیں۔
 طبع سے اس کا مطلب طبائع سے تھا میں نے اس سے طبع واحد اور طبع دوم کے متعلق پوچھا کہ آتش طبیعت واحد ہے جس سے حیوانات پیدا ہوتے ہیں جب انھیں آگ میں ڈال دو گے تو زہوات جل جائیں لیکن کھال سالم رہ جائیگی کیوں کہ خدا نے حیوان کو آگ سے پیدا کیا ہے اور آگ آگ کو نہیں جلا سکتی اسی طرح برف بھی طبیعت واحد ہے اس سے حشرات پیدا ہوتے ہیں اور دریا کا پانی دو طبقیں رکھتا ہے۔ اس میں میڈھک محلی وغیرہ پیدا ہوتے ہیں حالانکہ دہریوں کا کہنا ہے کہ جب تک طبائع نہیں ملیں کوئی چیز پیدا نہیں ہوتی مورث سے اس کی مراد زحل تھا میں نے اس سے کہا مورثات کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے یعنی تمام مورثات اسی کی روایت ہیں ان متعدد مورثات کے باوجود مورث قدیم کیسے ہو گا دو شخص سے مراد بخوبی و سیارہ تھے جب وہ دونوں جمع ہوتے ہیں تو سعدین کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے کہ جب یہ ملتے ہیں تو شخص پیدا ہوتا ہے یہ حکم خدا نے اس لئے باطل کیا ہے کہ معلوم ہو جائے کہ احکام کا متعلق مسخرات سے نہیں ہے کیوں کہ ہم دیکھتے ہیں کہ شہد اور شکرمل کر خظل پیدا نہیں کرتے یہ ان کے بطلان عقیدہ کی دلیل ہے میں نے جو کہا کہ ہر لمحہ ملحد ہے تو اس سے اس کا شریک مراد لیا تھا کیوں کہ لعنت میں الحد الرجل عن الدین کا مطلب ہے وہ دین سے پھر گیا اور الحد کا مطلب ہے ظلم، ابوالعلاء اس کو سمجھ گیا اور اس نے آیت پڑھی: (۱)

﴿بَأَنْ لَا تُشْرِكُ بِاللَّهِ إِنَّ الشَّرِكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾

کہتے ہیں کہ ابوالعلاء جب عراق سے جانے لگا تو اس سے علم الہدیٰ کے متعلق پوچھا گیا اس نے دو شرپڑھے مجھ سے علم الہدیٰ کے بارے میں پوچھنے والے سن لے کر وہ ہر عرب و عارسے بری ہیں اگر تم ان کی خدمت میں چلے جاؤ تو دیکھو گے کہ بشریت ان کی ذات میں مجسم ہے اور زمانہ ان کے لمحوں میں مستا ہے اور پوری زمین ایک گھر میں ہائی ہوئی ہے۔ (۲)

۱۔ الاجتاج (ج ۲ ص ۶۱۲ نمبر ۳۶۶)

۲۔ بخار الانوار ج ۳ ص ۷۵۸ (ج ۱۰ ص ۳۰۶ باب ۲۶)

علم الہدیٰ اور ابن مطرز:

شریف مرتفعی آپے دولت کوہ میں تشریف فرماتھے کہ ابن مطرز راستے سے گزرے، جو تیاں پھٹی ہوتی غبار میں اٹا ہوا۔ علم الہدیٰ نے فرمایا: تمہارے رکاب کا اشارہ جدھر تھا یہی ہے، آپ نے اس کے اس شعر کی طرف اشارہ کیا تھا:

اذا لم تبلغنى اليك ركابى فلا وردت ماء ولا رعت العشا
اس نے کہا کہ جب آپ اس طرح عطا و بخشش کرتے ہیں کہ یعنی والانہیں ملت پھر بھی میری یہ خالت ہے ایسے کہ آپ نے اسے انعام اور خلعت عطا کرنے کا حکم دیا۔ (۱)

علم الہدیٰ اور زعامت

علم الہدیٰ میں دینی و دنیوی ریاست کی جہتوں سے جمع تھی۔

۱۔ ان میں علمی سرشاری تھی کہ آپ کے سامنے بڑے بڑے علماء آپ کی ہبہ سے بت بن رہے افادات سے فیضیاب ہو کر نابغہ عصر اور دانشوار ان عہد دنیا میں بکھر گئے آپ نے اپنے شاگردوں کا وظیفہ مقرر کر دیا تھا شیخ الطائفة طویٰ ۱۲ دینار طلا اور قاضی ابوالبراج ۸ دینار اسی طرح تمام علماء و وظیفہ پاتے ایک دینہات صرف اس لئے وقف کر دیا تھا کہ اس کی آمدی سے دانشوروں کے لئے لکھنے پڑنے کا سامان فراہم کیا جائے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک سال قحط آیا ایک یہودی آپ سے تحصیل علم اور روزنی کے انتظام کی غرض سے حاضر ہوا آپ نے اس کے لئے وظیفہ مقرر کر کے علم خجوم کی تعلیم دی آخر میں وہ مسلمان ہو گیا۔ (۲)

۲۔ شرافت حسب جو مقام نبوت کا لازم ہے آپ سید رضیٰ کے بعد طالبین کے نقیب القباد مقرر ہوئے یہ منصب بڑا ہم تھا کیوں کہ تمام دنیا میں علویین کی حکومت تھی ان کے معاملات کا تصفیہ، تعلیم، تادیب اور فوجداری کے فیضے چکانا اسی منصب سے متعلق تھا۔

۱۔ درجات الرفیع (۲۶۱) ۲۔ الدرجات الرفیع (۳۶۰)

۳۔ پوری و مادری جہت سے خاتمی عظمت ہے ہے کہ دنہوں طرف علماء و علماء کی تھارگی ہے،
لیاقت فرمائروائی کا دور و دور اسے مدوروائی کی وجہ سے ائمہ الحاج ہجتو ہوئے۔
۴۔ عوام کی نظر میں آپ کا جلال و جمال یہ تھا کہ خود آپ کی ولادت نے تین سال تک تقبیح
کا منصب بخشن و خوبی ہا نجاہم دیا۔ (۱)

قادر بالشد کی طرف سے فرمان تقبیح الحرام میں ان کی خاتمی وجہت و علی عظمت کا اقرار کیا گیا۔
پھر آپ کو علم الہدیٰ کا لقب اس لئے دیا گیا کہ ۲۵۰۰ ہجری میں وزیر ابوسعید یہارہوا اس نے خواب میں
امیر المؤمنین حضرت علیؑ کو دیکھا فرمادی ہے میں کہ علم الہدیٰ سے تھوڑی طالگی کر میکن لواحقیہ ہو جاؤ گے۔
پھر حاصل علم الہدیٰ کون ہے فرمایا علیؑ بن حسن موسوی، اس دن سے ابوسعید آپ کو علم الہدیٰ کے نام سے
پکارنے لگا۔

آپ کا ایک لقب ثانی بھی تھا۔ آپ کے کتب خانہ میں اسی ہزار کتابیں تھیں۔ آپ کی زمینداری
میں ۸۰ آبادیاں تھیں۔ (۲)

آخر ملاقات زندگی میں عدو اتنی کاعل دشیل ہے۔ آپ کی عمر بھی اتنی سال ہوئی۔ آپ کی ایک
کتاب بھی بامثابون ہے۔

ولادت وفات:

علم الہدیٰ رجب ۲۹۵ ہجری میں پیدا ہوئے اور یہ روز یکشنبہ ۲۶ ربیع الاول ۲۳۷ ہجری میں وفات پائی
تمام مورثین کا اس بات پر اتفاق ہے، کچھ تذکرہ گاروں نے اختلاف بھی کیا ہے۔ (۳)

۱۔ (صحاح الاخبار ص: ۶۶، مختصر الوسائل ج: ۲۳ ص: ۵۱۶)

۲۔ (حقیق ہانی کار سال خراجیہ ص: ۸۵)

۳۔ (عمدة الطالب ص: ۵۵ اور صحاح الاخبار میں ۵ ارتقی الاول، تاریخ کامل ج: ۲ ص: ۲۰۳ میں آخر ربع الاول، الحجہی (ص: ۲۶۲)
میں ۲۳۷ ہجری کے آخری ایام، اور شہید اول نے ۲۶ ربیع الاول تحریر کیا ہے۔)

ابو الحسن نجاشی اور سلار دیلمی نے مل کر غسل دیا اور آپ کے فرزند نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (۱)
اسی دن وقت غروب پر دھکر کر دئے گئے اس کے بعد خاتم رسالت میں تحفل کئے گئے اپنے بھائی کے
پہلو میں آپ کا مرقد مشہور ہے۔ (۲)

سید مرتفعؑ کے بارے میں کچھ مہمل بتیں گی کہیں ہیں مثلاً ان کا میلان مقتولیوں کی طرف تھا یا یہ
کہ نبی البلاغؑ آپؑ ہی کی اختراع ہے این حزم، این خلکان، این کشیر اور ذہبی کے بعد آنے والوں نے بھی
یہاں گھاٹ پھائی ہے (۳)۔

خود تالیقات علم الہدیؑ ان کی ترویید کر سکتی ہیں جنہی کہ میں نے سید رضاؑ کے حالات میں تایف نجح
البلاغہ پر مفصل بحث کی ہے این کشیر نے بدایہ (۴) میں این خلکان پر دشام طرازی کی ہے کیوں کہ اس
نے علم الہدیؑ کی مدح و شادی اور شیعوں کے علماء کو اچھے لفظوں کے ذریعہ یاد کیا ہے برتن سے وہی باہر آتا
ہے جو اس میں ہوتا ہے اس کی یادوں گوئیوں کو نظر انداز کرنا ہی مناسب ہے ﴿وَاذَا خَاطَبُهُمْ
الجَاهِلُونَ قَالُوا اسْلَامًا﴾

شعری انتخاب

علم الہدیؑ کے افتخار ان اشعار جن میں اپنے دشمنوں اور حاسدوں کی ندمت کی ہے اکثر اشعار ہیں
مطلع یہ ہے۔ (۵)

اما الشَّيَّابُ فَقَدْ مَضَتْ أَيَّامُهُ وَ اسْتَلَ مَنْ كَفِيَ الْعَدَةُ زَمامَهُ

- ۱۔ رجال نجاشی ص ۱۹۲ (ص ۲۷۱ نبر ۲۰۸)
- ۲۔ عمدة الطالب في المناقب آل أبي طالب (ص ۲۰۵) صحاح الاخبار، الدرر الجات الرفيعة (ص ۳۶۲)
- ۳۔ (جريدة زیدان کی آداب المعرفہ ج ۱ ص ۲۸۸) مولفات جرجی الذیدان ج ۲ ص ۱۳۸ از رکلی کی الاعلام ص ۲۶۷ ج ۲۲۸ ص ۲۲۸
- ۴۔ البدریہ دی تھاہیج ۱۲ ص ۵۳ (ج ۱۲ ص ۶۷)
- ۵۔ دیوان مرتفعؑ ج ۲ ص ۳۹۲

ایک امام حسین کا مرثیہ ہے جس میں ۳۸ اشعار ہیں۔ (۱)

انتم علی اللہ نزول و ان خال انساس انکم فی الشری
قد جعل اللہ الیکم كما علمتم التمبعث والمحشر
فان يكن ذنب فقولو المن شفعکم فی العفو ان یغفر
اپنی تعریف میں ان کا قصیدہ ۶۹ شعروں پر مشتمل ہے اور دوسرے افتخار میں ۵۹ شعر ہیں ایک امام
حسین کا مرثیہ ۱۵۲ اشعار پر مشتمل ہے۔

بـا دار دار الصوم الـقوم کیف خلا الفـک من انـجم؟! (۲)

دوسرے امریشیہ جس میں ۱۵۶ اشعار ہیں:

هـل انت رـاث لـصب القـلب مـعـمـود دـوـیـ الفـوـاد بـغـیر الـخـرـد الـخـوـد (۳)
تـیـرـاـمـرـیـشـیـہ اـمـامـ حـسـینـ ۱۲۵ اـشـعـارـ کـاـہـے۔
بـاـیـوـمـ اـیـ شـجـیـ بـمـثـلـکـ ذـاقـه عـصـبـ الرـسـوـلـ وـصـفـوـهـ الرـحـمـانـ (۴)
چـوـقـھـاـمـرـیـشـیـہـ یـہـ ہـےـ۔

اـسـقـیـ نـمـیرـ الـمـاءـ ثـمـ يـلـذـلـیـ وـدـورـ کـمـ الـرـسـوـلـ خـلـاءـ! (۵)
پـاـنـچـوـالـاـمـرـیـشـیـہـ:

لـکـ الـلـیـلـ بـعـدـ الـذـاهـبـیـنـ طـوـیـلـاـ وـوـفـدـ هـمـوـمـ لـمـ يـرـدـنـ رـحـیـلـاـ (۶)
ایک موعظہ ہے جس میں ۱۲۵ اشعار ہیں۔

۱۔ (دیوان مرتضیٰ ح ۳۸۷)

۲۔ (دیوان مرتضیٰ ح ۲۲ ص ۳۸۲)

۳۔ (دیوان مرتضیٰ ح اصل ۳۳۶)

۴۔ (دیوان مرتضیٰ ح ۲۲ ص ۵۶۰)

۵۔ (دیوان مرتضیٰ ح اصل ۱۵۹)

۶۔ (دیوان مرتضیٰ ح ۲۲ ص ۳۱۱)

لاتلربن عضیہہ ان العضایہ مخزیات (۱)
 اپنے استار شیخ مفید کا مرثیہ جس میں ۱۳۹ اشعار ہیں۔
 من علی هذہ الدیار اقاما؟! او حضفا ملبس علیہ و داما! (۲)

۱- دیوان مرتضیٰ حج امس ۲۷۱۔
 ۲- دیوان مرتضیٰ حج امس ۲۳۸۔

ابوعلی بصیر

وفات ۱۳۲۲ھ

”پاک ہے وہ ذات جس کا آسمان و زمین میں کوئی مثل نظری نہیں
اپنے اقتدار و قدرت کو تمام عالموں پر محیط کر رکھا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی خدا
نہیں۔“

اور خاتم المرسلینؐ ہمارے نبی ہیں، آسمان کے پروردگار نے ان کا نام احمد رکھا ہے۔
ان کی بعثت کے دن زمین جنمگاٹھی اور حق تمام کائنات میں واضح ہو گیا
غدیر کے دن حیدر کو آپ نے اپنا بھائی بنایا اور آپ خود ان کے بھائی ہو گئے۔
اور آپ نے مشرکین سے مبارکہ کیا فاطمہؓ، ان کے شوہر اور ان کے دونوں بچوں کو ساتھ لے کر۔ یہ
پانچ تن ہیں جن کی بدولت دنیا والوں پر خداوند عالم رحم کرتا ہے، ان کے وسیلے سے دعا قبول کرتا ہے اور
انہیں سے لوگانی جاتی ہے۔“

شاعر کا تعارف

ابوعلی بصیر... ناپینا تھے، حسن بن مظفر نام تھا، نیشاپور کے رہنے والے تھے، اصل طن خوارزم تھا۔
ابن شہر آشوب نے انہیں تقویٰ شعرا شعراء الال بیت میں شمار کیا ہے۔ (۱) ابن ارسلان نے اپنی تاریخ

۱۔ سادوی کی الطیحہ فی مشراء الحیۃ، جزء اول، مجمع الادباء (ج ۹ ص ۱۹۶)

میں ان کی بڑی بدخشان کرتے ہوئے کہا ہے: وہ خوارزمیوں کی ادب پروری کرتے، ادب آموز اور ادب و فن کے محاسن کی بھرپور واقفیت رکھتے تھے۔ (۱)

ان کی کتابوں کے نام یہ ہیں:

- ۱- تہذیب دیوان ادب
- ۲- اصلاح منطق
- ۳- شعری دیوان و جلدیں
- ۴- دیوان رسائل
- ۵- محاسن من اسرائیل
- ۶- زیارات اخبار خوارزم

نمونہ کلام

اهلا بعيش كان جد موات احیا من اللذات كل موات
ایام سرب الانس غير منفر او الشمل غير مروع بشتات (۲)

مدحیہ شاعری کا نمونہ

جیبنک الشمس في الأضواء والقمر
يمينك البحر في الارواه المطر
و ظلك الحرم المحفوظ ساكه
وبابك الركن للقصد العجر
وسیک الرزق مضمون لكل فم
انت الهمام بل البدر التمام بل الس
ياف الحسام بل الصارم الذكر
ادا أغثارت على ابناها الغير

۱- معالم العلماء (۱۵۲)

۲- مجمع الادباء ۱۹۹ ص ۱۹۲

تغزیل کے اشعار یہ ہیں:

اریا شمال؟! ام نسم من الصبا اتابا طرا وقا؟! ام خیال لزینبا ام الطالع المسعود طالع ارضنا فاطلع فیها للسعادة کو کیا؟! ابو علی کا بیان ہے کہ میں نے شاعر ہودار کو خواب میں دیکھا اور پوچھا: تم دارفنا سے ابدی گھر میں پہنچ گئے، کیا وہاں سکون ہے؟ جواب دیا: نہیں! یہاں ابدی عذاب سے دوچار ہوں، اندھیرا گھر ہے، جہاں کافروں قا جروں کو رکھا گیا ہے، اپنے اہل و عیال سے کہہ دو کہ مسلمان مرد، کیوں کہ خدا کے یہاں کافروں کا مٹھکانہ جہنم ہے۔ ابو علی کے فرزند، ابو حفص عربی فقیر، فاضل اور ادیب تھے، ان کا انتقال شعبان ۳۲ھ میں ہوا۔ (۱)

ابوالعلاء المعری

ولادت ۱۳۴۰ھ

وفات ۱۳۸۹ھ

گیارہ اشعار میں سے آخری دو شعروں کا ترجمہ جو خدیر اور تشیع سے متعلق ہیں:

لعم رک ما اسر بیوم فطر و لا اضحتی و لا بخدری خم
 ”تیری جان کی قسم! نہ تو میں عید فطر میں مسرور ہوتا ہوں، نہ عید الفتح میں، نہ عید غدیر میں
 اکثر دیکھتا ہوں کہ سرگفتہ راہ تشیع گراہی کا شکار ہیں کیوں کہ وہ اپنے کو شہر قم کی طرف منسوب
 کرتے ہیں۔“

شعر اور شاعر پر تحقیقی نظر

یہ اشعار ابوالعلاء معری کے قصیدے کے ہیں جسے ”لزوم مالا ملزم“ میں نقل کیا گیا ہے، مصری شارح نے خدیر خم کے متعلق لکھا ہے کہ یہ مکہ و مدینہ کے درمیان تین میل کے فاصلے پر بھٹکہ کا مقام ہے، ابوالعلاء نے اس مصروع میں ”ولا اضحتی و لا بخدری خم“ مذہب تشیع کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اسی خدیر خم میں رسول خدا نے آخری حج سے واپس ہوتے ہوئے علیؑ کے بارے میں فرمایا تھا: جس کا میں مولا ہوں اس کے علیؑ مولا ہیں، خدا یا! جو اسے دوست رکھے تو اسے دوست رکھ جو اسے دشمن رکھے تو اسے دشمن رکھ، شیعہ وہاں کی زیارت کو جاتے ہیں۔ بنابر ایں شیعوں کا شاعر کہتا ہے:

ویوما بالغدیر غدیر خم ابان لہ الولایہ لو اطیعا (۱)

مناسب ہے کہ ان شعروں کی شرح میں الغدیر جلد اول کا مطالعہ کیا جائے، جس میں طبقات راویان حدیث اور اس شارح مصری کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

شاعر

اکثر لوگوں نے ابوالعلاء مصری کے حالات لکھے ہیں، جو لوگوں میں کافی مشہور ہیں، اس کا شعری دیوان اس کے نابغۃ عصر ہونے پر گواہ ہے، عمر بن احمد حلی نے اس کے حالات پر بہترین کتاب "الانصاف" و "التحری فی دفع الظلم والتجزی عن ابی العلاء مصری" لکھی ہے۔ اس کتاب کا خلاصہ تاریخ حلب جلد چہارم میں کیا گیا ہے۔ (۲)

اس کی فہرست مندرجہ ذیل ہے:

نسب	خاندانی حالات
خانوادہ	ولادت و تربیت
علمی اشتغال و مشائخ رواۃ و قراءات کتاب	تاییفات لگ بھگ ۶۵ رسائل
سفر بقداد اور مصری و اپنی ذکاوت و ذہانت خلقاء و امراء کے یہاں عظمت	دولت کی کمی کے باوجود خفاوت عفت
ابوالعلاء سلاطین کی نظر میں	ایک فصل کتاب فضول و غایات سے بدعقیدہ کہنے والوں پر ایک نظر
خوش عقیدہ کہنے والے	وفات و مراثی
حسن عقیدہ پر آخری بات	

۱۔ یہ شعر گفت کا ہے، پہلا صارع صحیح یہ ہے: دیوم الدووح دوح تدریخ

۲۔ اعلام العلام تاریخ حلب الشہزاد ج ۲ ص ۱۸۰، ۱۷۷، ۱۷۶ (ج ۳ ص ۱۷۲، ۱۷۱، نمبر ۴۳)

المويد في الدين

وقات ۱۰ میکرو

۷۶۔ شعروں کے قصیدے میں علامہ امینی نے یہاں ۳۶ رشیر درج کئے ہیں، موضوع ولایت سے متعلق ۷۶ شعروں کا ترجمہ پیش ہے (شعر ۲۰ تا آخر) :

”جمهور کے افراد جو تعداد میں زیادہ ہیں، کہتے ہیں کہ کوڑو سلبیل ہمارے لئے ہے۔ اس دنیا کے بعد اس دنیا میں پاکیزہ اور اچھا کھانا پانی طے گا، ان کی تمام باتیں بازاری اور پروپگنڈہ ہیں۔ عقل کی روشنی میں ناقابل قبول۔ جس امت نے امام کا حق امامت ضائع کیا۔

وہی سیاہ کار و ظلوم و جھوٹ ہے۔ بد گوہر، انسان لیکن شیطان صفت، فریب کار و ذلیل ہے، گمراہ، رشتہ دین میں سرگشته، ان پر وائے ہوانہوں نے میدان کربلا میں اساس دین کو والٹ دیا، اس اجمال میں بڑی تفصیل پوشیدہ ہے۔

انہوں نے دین کی مہار و عروتوں اور جھروں کے حوالے کر دی، ایسے کمزوروں کے ہاتھوں میں کہ جن میں رہبری کی صلاحیت نہ تھی۔“

آگے فرماتے ہیں:

اگر وہ چوپائے حقیقت ہوتے تو اس بات کی پیدا وی کرتے کہ جب رسول نے قیام فرمایا تھا، اس سلسلے میں آیت بلغ نازل ہوئی تھی، خدیر خم میں، جبریل یہ آیت لے کر نازل ہوئے تھے، وہی مرتفعی علیٰ صاحب حق ولایت، آیات قرآنی اس پر گواہ ہیں۔

دنیا والوں پر جنت خدا، دشمنوں کے سر پر اپی ہوئی نکوار

انہوں نے عناود اکار میں صاحب فرمان کو نظر انداز کیا حالانکہ وہ تمام دنیا والوں سے بہتر تھے، الہ بیت وہ ہیں کہ جن کے متعلق حلال و حرام بنانے والے قرآن میں آیات نازل ہوئیں، وہ انہیں پن اور جہالت سے امان ہیں وہ صراط مستقیم ہیں اور وسیع سایہ الہی ہیں۔

دوسری قصیدہ

۱۵ راشعار پر مشتمل ہے۔ پانچ اشعار کا ترجمہ پیش ہے:
 ”یہ درخشن قبہ، قبر حیدر ہے جو وحی رسول اور خدا کی طرف سے ہادی ہنانے گئے تھے۔
 رسول مصطفیٰ کے وحی اور ان کے این عم تھے، جنہیں رسول نے غدرِ خم میں مولا ہنا یا۔
 جن کے لئے ایک قوم تو مناسب بات کہتی ہے اور ایک قوم تھی کی طرح حد سے تجاوز کر جاتی ہے۔
 برازہ آتا ہے اس کے روپ کی ضرتب کے گرد طواف کرنے، نماز پڑھنے اور خشوع برتنے میں۔“

تیسرا قصیدہ

۱۶ راشعار میں سے چھ شعروں کا ترجمہ پیش ہے
 ہائے آل رسول کے شیعوں کو قتل کیا گیا، ظلم و تم سے اور ان کی ہٹک حرمت کی گئی، افسوس ہائے افسوس کی ان کا خون بہایا گیا، ان کے سرت سن سے جدا کئے گئے۔
 ان کا جرم صرف یہ تھا کہ وہ وحی رسول کو اپنا امیر تسلیم کرتے تھے۔
 جس طرح لکن لوگوں نے دشمنی قریش کا بہانہ کیا اور غدری کے فرمان دلایت کو چھوڑ دیا۔
 اے بدترین قوم! تم نے شقاوت و عناد میں راہ ہدایت کو مسدود کر دیا، آفتاب ہدایت کے چڑھ کو تیرہ دتاریک کر دیا۔

قیامت میں شافع محشر تھا رے حریف ہوں گے، خدا کی طرف سے جہنم میں تمہارا اولیٰ و ثبور نہ کانا۔

۔۔۔

شعری تحقیق

یہ قصیدہ مولید نے فتنہ بغداد کے سلسلے میں کہا تھا جو ۳۲۳ھ میں واقع ہوا، شیعوں پر ظلم و تم کے پہاڑ توڑے گئے کیوں کہ وہ روضہ امام موی کاظم کے جواری تھے اور وہاں پناہ گزیں تھے۔

کامل بن اشیر میں اس فتنہ کا سبب یوں مندرج ہے کہ اہل کرخ نے دروازہ سما کیں بنا تا شروع کیا اور قلاں میں بقیہ باب مسعود بنانے لگے، کرخ والوں نے مکمل کر کے اس کے میناروں پر سنہرے حروف سے "محمد علی خیر البشر" لکھ دیا، اہل سنت نے منع کیا وہ کہتے تھے کہ "محمد و علی خیر البشر فمن رضي فقد شكر ومن ابى فقد كفر" لکھا گیا ہے۔ کرخ والوں نے کہا کہ ہم نے وہی لکھا ہے جو پہلے سے یہاں لکھا ہوا تھا، ہماری مسجدوں میں یہی لکھا رہتا ہے، خلیفہ قائم با مرالله نے عباسیوں کے نقیب اور علویوں کے نقیب فرزند سید رضی کو تحقیقات پر مامور کیا، ان دونوں نے خلیفہ کو رپورٹ دی کہ کرخ والوں کی بات صحیح ہے، انہوں نے اپنے رواج سے زیادہ نہیں لکھا ہے، خلیفہ نے حکم دیا کہ الملک الرجیم کے کارندوں سے جنگ نہ کریں لیکن اہلسنت نے حکم نہیں مانا۔ اسی درمیان ابن مذہب قاضی اور زہیری وغیرہ جو علی اور عبد الحمد کے ساتھی تھے، شیعوں کو جنگ پر ابھارنے لگے، الملک الرجیم کے کارندوں نے بھی رئیس الروساء کے عناد میں اس فتنہ کو ہوا دی اور خاموش تماشائی بننے رہے۔

دوسری طرف اہل سنت نے شیعوں پر آب دجلہ روک دیا حالانکہ نہر عیسیٰ باندھ کے طور پر تھی، شیعوں کے لئے پریشانی بڑھ گئی، کچھ لوگ ہمت کر کے دجلہ سے ملکوں میں پانی بھر لائے اور پھر عرق گلاب چھڑک کے آواز دی۔ پانی سب گئے لئے ہے۔ سنیوں کو اس پر بڑا غصہ آیا رئیس الروساء شیعوں پر چلتی کرنے لگا، شیعوں نے مجبوراً خیر البشر کو کاثر علیہ السلام لکھ دیا پھر بھی سنی نہ مانے، وہ کہتے تھے کہ ہم اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک محمد و علی کے نام کو نہ مٹا دیا جائے اور اذان میں حجی علی خیر اعلیٰ نہ ختم کر دیا جائے، شیعہ کبھی مانئے نہ پرمادہ نہ تھے، اس طرح ہنگامہ ۳ مرتبیں الاول تک چلتا رہا، اسی درمیان ایک مرد ہاشمی سنی قتل کر دیا گیا، وہ لوگ اس کی لاش کو حربیہ کوچہ دروازہ بصرہ وغیرہ میں گھمانے

لگے، بہت سے لوگ جمع ہو گئے، جب اس کی لاش کو مقبرہ احمد بن خبل میں دفن کیا گیا تو اچھا خاصاً جمع ہو گیا وہاں سے نکل کر یہ لوگ تین کی طرف مشہد کی راہ میں چلے، دربان نے دروازہ بند کر لیا وہ نقشب زنی پر آمادہ ہو گئے اور ڈرانے دھمکانے لگے، دربان نے ڈر سے دروازہ کھول دیا، وہاں سنیوں نے گھس کر خوب لوٹ مار چکی، سونے چاندی کے آلات، قدمیں وغیرہ اور حرم کو تباہ کر دیا، آدمی رات کو غارت گری سے باز آئے۔

دوسرے دن صبح کو پھر روپہ میں گھس گئے، تمام قبرستان میں آگ لگادی، ضرتع موسی بن جعفر اور ضرتع محمد بن علی کو من دیوار قبرہ جلا ڈالا، بنی بویہ کے تمام بادشاہوں کی قبریں جلا ڈالیں، وزیروں، رئیسوں وغیرہ کی قبریں بھی نذر آتش کر دیں۔

دوسرے دن پانچ رجیع الاول تھی، اس دن بھی روپہ مبارک کو لوٹا تربت موسی بن جعفر اور محمد بن علی کو کھودنا چاہتا کہ جسد اطہر کو نکال لیں اور مقبرہ احمد بن خبل میں دفن کریں اس قدر لوٹ مار چکی کر نشان قبرتک مٹ گیا، غبار سے وہ جگہ اٹ گئی۔

ای اور میان عجاسیوں کا نقیب اور تمام ہاشمی اور اہل سنت حالات سے مطلع ہوئے اور لوٹ مار کر کا۔ ادھر شیعوں نے خانقاہ ختنی پر ہجوم کیا اور اسے لوٹ لیا، وہاں کے مدرس ابو سعد سرخی کو قتل کر ڈالا، مدرسے کے تمام کمرے جلا ڈالے۔

ہنگامہ جانب غربی سے مشرقی جانب پھیل گیا، دروازہ طاق، بازار نجف بھی ہنگامے کی لپیٹ میں آگئے، امام موسی کاظم کے روپے کی آتشزندگی کی خبر نور الدولہ کو ہوئی، اسے بہت غصہ آیا، کیوں کہ وہ اور علاقہ نسل کے تمام باشندے شیعہ تھے، اس لئے خطبہ جو میں جو مقام با مراللہ کا نام لیا جاتا تھا، سب نے بیک زبان اعتراض کر کے اسے روک دیا، اس سلسلے میں امام کو سرزنش کی گئی تو اس نے کہا کہ میں لوگوں کی غالفت کی تاب نہیں لاسکتا تھا، سب نے بیک زبان کہا تھا، اس لئے میں نے خطبہ میں نام ترک کر دیا، خلیفہ میں اس شورش کو دبانے کی تاب نہیں تھی، لیکن کچھ دن بعد پھر نام بحال ہو گیا۔

ابن جوزی نے متفقہ میں کچھ اضافہ کیا ہے:

عیار طقطقی جو اہل درزی جان سے تھا اس نے خروج کیا، جب اسے جبل بھیجا گیا تو اس نے توبہ کر لی تا م لوگ بغاوت پر آمادہ تھے، دیوار قبر موسی توڑا لالا، مقبرے میں جو کچھ تھا لوٹ لیا بہت سے لوگوں کو قبر سے نکال کر ان کا جسد جلا ڈالا، جیسے عونی، ناشی جذوی کچھ لوگوں کا جسد دوسرے قبرستان میں منتقل کر دیا، نئی پرانی قبروں کو جلا ڈالا، روپ صمبارک پورا جمل کیا، دو ضریبخوں کو کھونے لگے کہ مقبرہ احمد حنبل میں منتقل کر دیں نقیب اور دوسرے لوگ اس سلسلے میں مانع ہوئے۔ (۱)
مزید معلومات کے لئے شذرات الذهب اور تاریخ ابن کثیر دیکھیں۔ (۲)

شاعر کے حالات

ہبہ اللہ بن موسی بن داؤد، شیرازی، المويبدی الدین، داعی الدعاۃ، منفرد عالم اور ممتاز شخصیت کے حامل تھے، دانش و ادب کے مشاہیر میں ان کا نام آتا ہے، عربی علوم پر مہارت تھی۔، اگرچہ انہوں نے فارس کی سر زمین پر آنکھ کھوئی لیکن ادب عربی سے بہرہ دانی پایا، شعر و شاعری میں بھی کمال حاصل کیا، ایام جوانی ہی سے فاطمین کے مبلغ رہے، بڑی وسیع تبلیغی خدمات ہیں، خود انہوں نے مستنصر باللہ کے سامنے یہ اشعار پڑھے، جن کا مفہوم ہے کہ میں مبلغین کا استاد اور اس فن میں لا ٹھانی ہوں۔
انہوں نے اپنے عقیدے کے لئے بڑے شدائی برداشت کئے، حادثات کا سامنا کیا لیکن بخشش کی راہ میں ہر مصیبت بیچ نظر آتی تھی، ان کے اشعار سے پتہ چلتا ہے کہ ۹۳۴ھ میں اہواز کا سفر کیا، کیونکہ ان کے اور سلطان ابوکا لیجر کے مابین کدو رت و عناد ہو گیا، حالانکہ انہوں نے اس کی مدح میں ۵۳ اشعار سلطان سے امان کی سہیل نظر آئی، وہاں سے حلہ علاقہ خوزستان میں پناہ لی، وہاں سات مہینے رہے پھر وہاں سے حمایت کی امید لیکر ابو منیع ”والی موصل“ کے یہاں گئے، وہاں بھی پناہ نہیں تو مصر چلے گئے،

۱- الختم ج ۸ ص ۱۵۰ (ج ۱۵ ص ۳۲۰ حادث ۳۲۲)

۲- شذرات الذهب ج ۳ ص ۲۰ (ج ۵ ص ۱۹۱ حادث ۳۲۳)؛ البدریۃ والنہایۃ ج ۱۲ ص ۲۲ (ج ۱۲ ص ۷۹ حادث ۳۲۳)



وہاں پکھ دن رہ کے شام گئے، وہاں سے پھر مصر چلے آئے اور وہیں بقیہ زندگی گزاری کے میں انقال کیا۔

آپ کی علمی حالت کا پتہ تالیفات سے چلتا ہے، کلام و مناظرہ پر اور ابوالعلاء کے مسئلہ گوشت خوری پر رسالہ لکھا ہے، اچھے مناظر بھی تھے، علماء شیراز اور اہل خراسان سے مناظرے کے، تالیفات مندرجہ ذیل ہیں:

مجلسِ مویدیہ	مجلسِ مویدیہ
دیوانِ مویدیہ	دیوانِ مویدیہ
شرحِ عمار	شرحِ عمار
ابتداء و انتهاء	ابتداء و انتهاء
قصیدہ اسکندریہ	قصیدہ اسکندریہ
سوال و جواب	سوال و جواب
نجح العبارۃ	نجح العبارۃ
جامع الحقائق	جامع الحقائق
الیضاح و تمہیر درفضلیت روز غدریہ	الیضاح و تمہیر درفضلیت روز غدریہ
سیرہ مونک	سیرہ مونک
مجالسِ مستصریہ	مجالسِ مستصریہ

ابن جبر مصری

ایک سوچہ شعروں کا قصیدہ ہے (۱)، جس کا مطلع یہ ہے:

یا دار غادلی جدید بلاک رث الجدید فهل رثیت لذاک؟!

موضوع خدیر سے متعلق:

یا امۃ ضلت سبیل لذاک

”لیبھے امت سرگشته گراہ، تمہارے خامبیر صاحب نے تمہیں گراہی کی راہ پر ڈال دیا۔ وہ خائن
تھے جنہیں امین سمجھتے ہو، حق امانت ضائع کیا۔“

آگے کہتے ہیں:

و غدرت بالعهد الموکد عقدہ یوم ”الغدیر“ لہ فما عذر اک

”اور یوم غدری خم جو تم سے تاکیدی عہد لیا گیا تھا، اس کے ساتھ غداری کی، تو تم بد عہدی کی مغدرت

میں کیا کہو گے؟

حق سے منہ پھیر لیا، باطل کی طرف دوڑ پڑے بہت جلد اپنا انعام دیکھو گے، خدا کے لئے بتاؤ کہ تم
نے ایسے وصی رسول سے روگردانی کی کہ ان کی جو تیوں کا پاسنگ بھی دوسرا لوگ نہیں۔

قسم خدا کی! محبت حیدر وہی نعم ہے جس کے متعلق قیامت میں باز پرس ہو گی لیکن اس خاندان
سے عناد نے تمہیں دھنکا رہا۔ جو تمام علوم کا دانا اور تمام مشکل مسائل کا حل کرنے والا تھا۔ تم اس کا مقابل

ایسے شخص سے کرتے ہو جس پر شیطان سوار رہتا ہے، خود اس کی گواہی اس بارے میں ہے جو کافی ہے۔ جس نے بروز جنگ ہر ایک کی گرون اڑائی اور کمر سے دلکش کئے، جب میں نے اس کی صولات و سلطت دیکھ کر آواز دی۔ ذوالفقار کی طرح کوئی تکوان نہیں اور علی کی طرح کوئی جوان نہیں۔ ایسے کا مقابل ایسے بزدل سے کرتے ہو جو جنگ کی ہول سے میدان چھوڑ کر بھاگ جاتا تھا۔

شاعر کا تعارف

ابن جبر مصری.... فاطمین کے خلیفہ "مستنصر بالله" کے وقت کے شاعر ہیں، ان کی پیدائش ۳۲۰ھ میں ہوئی اور وفات ۴۸۷ھ میں۔

مقریزی نے اس کا تذکرہ خطیط میں مراسم اقتداء خلیج کے موقع پر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک شاعر ابن جبر کے نام سے معروف تھے قصیدہ کہا، جس کے دو شریے ہیں:

سہیل سہیل

فتح الخليج فصال منه ماء و علت عليه الرایۃ البيضاء
فصافت موادرہ لائف کانہ کف الامام فعرفها الاعطاء
لوگوں نے اعتراض کیا کہ خلیج سے تو صرف پانی ہی نکلتا ہے، یہ کس قسم کا شعر ہے، شاعر نے بقیہ قصیدہ نہیں پڑھا۔

پانچویں صدی کے شعرا کے دوسرے قصائد بھی ہیں، مثلاً بن طوی و اسطلی، خطیب منجی، علی بن احمد مغربی۔ ان قصائد کو متقاب بن شہر آشوب، تفسیر ابو الفتوح رازی، صراط مستقیم یا ضی دراظلم ابن حاتم وغیرہ میں دیکھا جاسکتا ہے، لیکن ان سے اس لئے نقل کرنے سے اعتراض کیا گیا ہے کہ ان لوگوں کے حالات زندگی معلوم نہ ہو سکے۔ اتنا ہی معلوم ہو سکا کہ یہ شعرا عند لیبان غدیر میں ہیں، حدیث غدیر کو ان شعرا نے نظم کیا ہے اور لفظ مولیٰ کو مفہوم امامت ہی میں نظم کیا ہے یعنی زعامت کبریٰ دینی، اولویت امور دین و دنیا۔

عند لیبان غدیر

(چھٹی صدی ہجری)

- | | |
|----------------------|---------------------|
| ۱۔ ابو الحسن فتحرودی | ۲۔ ابن منیر طبرابلی |
| ۳۔ قاضی ابن قادوس | ۴۔ مک صالح |
| ۵۔ ابن عودی نیلی | ۶۔ قاضی جلیس |
| ۷۔ ابن حکی نیلی | ۸۔ خطیب خوارزمی |
| ۹۔ فقیرہ عمارہ | |

ابوالحسن فتحجر دی

لاتنکرن غدیر خم انه کالشمس فی اشرافها بل اظہر
”ہرگز غدیر خم کا انکار نہ کرنا کیونکہ وہ دو پھر کے سورج کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ واضح ہے
جو حدیث حکم سنن کے ساتھ اشراف کائنات احمد مصطفیٰ سے ملے اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔
اس حدیث غدیر میں حیدرؑ کی امامت، ان کا جلال اور کمال قیامت تک کے لئے مذکور ہے۔
اس کی روشنی میں جو شخص ولایت مرتفعی کا اقرار کر لے اس کے لئے لازم ہے کہ انہیں سے احکام
خداوندی کو حاصل کرے اور انہیں کے آثار کی پیروی کرے۔“

شعری تنبع

فتحجر دی کے معاصر شیخ فاقی نے روضۃ الوعظین میں، ابن شہر آشوب نے مناقب میں، قاضی نے
جالس میں اور قطب الدین اشکوری نے محبوب القلوب میں، ان کے علاوہ صاحب ریاض العلماء نے
ان اشعار کو نقل کیا ہے، (۱) مناقب ابن شہر آشوب اور جالس المؤمنین و ریاض العلماء میں یہ اشعار بھی
ہیں: (۲)

۱۔ روضۃ الوعظین ص ۹۰ (۱۰۳)؛ مناقب آل ابی طالب (ج ۳ ص ۵۵)؛ جالس المؤمنین ۲۲۲ (ج ۱ ص ۵۶۲)؛

ریاض العلماء (ج ۳ ص ۳۵۲)؛ محبوب القلوب (ج ۲ ص ۳۲۲)

۲۔ مناقب آل ابی طالب (ج ۳ ص ۵۵)؛ جالس المؤمنین ۲۲۲ (ج ۱ ص ۵۶۲)؛ ریاض العلماء (ج ۳ ص ۳۵۲)

یوم الغدیر سوی العبدین لی عید
 ”میرے لئے عید الفطر اور عید الحجہ کے علاوہ ایک اور عید بھی ہے جس کا نام ”عید غدیر“ ہے جس
 میں سادات مسرورو اور سلطانین شاداں ہوتے ہیں۔

اس دن رقیٰ نے امامت پائی اور اس میں ان کے لئے شرافت و مجد و بزرگی ہے۔

اس دن احمد مجتبیؑ نے دن چڑھے تمام کالے گورے جمع میں آپ کی امامت کا اعلان فرمایا۔

پس خدا ہی کی حمد ہے جو کبھی منقطع نہ ہو کہ اس نے احسانات والطاف و کرم سے بہرہ مند فرمایا۔

بلاشیر فتحرودی جیسا کہ حالات زندگی سے معلوم ہوا کہ ائمہ لغت میں سے تھے، انہیں الفاظ کے
 حقائق معانی اور اس کے محل استعمال کی بھرپور واقفیت تھی، وہ گفتگو کے تصریحات اور لمحے نیز تعبیراتی
 مفہوم پر عبور کرتے تھے، انہوں نے اپنے ان اشعار میں لفظ مولا کا مفہوم امامت اور احکام دین میں
 مرہیت ہی سمجھا ہے، ان کے موتیوں جیتے یہ اشعار ہمارے استدلال کا بہترین ثبوت ہیں، کیونکہ ہم لفظ
 مولا کو امامت ہی کے معنی میں سمجھتے ہیں۔

شاعر کے حالات

استاد ”ابوالحسن علی بن احمد“ نیشاپور کے دیہیات فتحرودی کے رہنے والے تھے (۱)، مردمیدان
 ادب اور لغت کے حاذق امام سمجھے جاتے تھے، اسی کے ساتھ وہ فقہاء و محدثین میں بھی شمار کئے جاتے
 تھے۔

سمعائی انساب میں کہتے ہیں: علی بن احمد فتحرودی ادیب تو انا اور سلیمان نقلم و نشر کے ماہر تھے تمام عمر
 بلکہ بڑھاپے میں بھی احساس ذوق ادب سے سرشار رہے، لغت کے اصول یعقوب بن احمد سے حاصل
 کئے، پاکدا من، بے تکلف، خوش بیان، حق شناس اور خوش کردار تھے، بڑھاپے میں گھٹیا کا مرض لاحق
 ہو گیا تھا، اس لئے خانہ نہیں ہو گئے، اچاب علماء سے ملاقات کرنے سے مغذور ہو گئے تھے، اس لئے
 نیابت میں دوسروں کو بھیج کر تحقیقی کام انجام دیتے، قاضی ناصحی سے علم حدیث حاصل کیا اور مجھے تمام

مسوئ حدیثوں کی روایت کا اجازہ مرمت فرمایا۔ شب جمعہ ۱۳ ارماہ رمضان ۱۵۵۰ھ وفات پائی، جامع قدیم میں نماز جنازہ ہوئی اور مقبرہ نوح واقع در جیرہ میں دفن ہوئے۔

مجسم الادباء میں ہے: وہ ادیب و فاضل تھے، میدانی نے ان کی بڑی ستائش کی ہے، ۱۲۵۰ھ میں انتقال کیا (۲) تینی نے دشائیں لکھا ہے کہ امام علی بن احمد فتحجر دی شیخ الادباء کے لقب سے نوازے گئے، اپنے وقت کی محیر العقول شخصیت تھی۔ استاذ فن، برآمد روزگار، نکتہ پرواز و شیریں خن شے۔

عبد الغفار فارسی کہتے ہیں: علی بن احمد ادیب تو انہا، سلیس نشواظم کے ماہر تھے، لغت کو یعقوب بن احمد ادیب سے حاصل کیا پھر خود استاد ہو گئے، آخر عمر میں گھٹھیا کا مرض لاحق ہو گیا اور نیشاپوری ۱۵۵۰ھ ۱۳ ارماہ رمضان کو انتقال کیا۔ فتحجر دی کے معاصر انشائیہ نگار اسعد بن مسعود تھی کہتے ہیں:

یا اوحد البلغاء والادباء یا سید الفضلاء والعلماء

یامن کان عطار دافی قلبہ یمنی علیہ حقائق الاشیاء (۳)

سیوطی و حموی نے بھی بڑی ستائش کی ہے اور وفات کا سال ۱۵۵۰ھ بھرا ہے، (۴) استاد فیض نیشاپوری روضۃ الوعظین میں کبھی شیخ الامام اور کبھی شیخ الادباء کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ (۵) مجلس المؤمنین، ریاض العلماء، روضات الجمیات اور شیعہ و فتوح الاسلام میں ان کی بڑی ستائش کی گئی ہے۔ (۶) ابن شہر آشوب نے ان کی تالیفات میں تاج الاشعار و سلوة الشیعہ کی نشاندہی کی ہے۔ (۷) جس

۱۔ الانساب (ج ۲۳ ص ۲۰۲)

۲۔ بیہقی الادباء (ج ۱۰۳ ص ۹۷)

۳۔ بیہقی الادباء (ج ۲۲۲ ص ۲۲۲)

۴۔ بیہقی الادباء (ج ۱۲۰ ص ۲۰۰)

۵۔ روضۃ الوعظین (ج ۱۰۳ ص ۱۰۰)

۶۔ بیہقی الادباء (ج ۱۲۰ ص ۱۰۰)

۷۔ مجلس المؤمنین (ج ۲۲۲ ص ۲۲۲)

الشیعہ و فتوح الاسلام (ج ۲۳۶ ص ۱۳۶)

۸۔ معالم الحمام (ص ۱ نومبر ۱۹۸۱)

میں امیر المؤمنین کے اشعار ہیں۔ مناقب میں اس کے حوالے سے اشعار بھی نقل کئے گئے ہیں، (۱) اسی طرح استاد قطب الدین خدری نے اس حوالے سے انوار العقول میں اشعار وصی الرسول میں حضرت علیؑ کے اشعار نقل کئے ہیں اور یہ بھی تصریح کی ہے کہ تاج الاشعار میں دوسرے زیادہ حضرت علیؑ کے اشعار جمع کئے گئے ہیں۔

صاحب ریاض الجنة نے روضہ چارام میں فتحور دی کے یہ دو اشعار بھی نقل کئے ہیں:

و اذا ذكرت الغر من هاشم تنافرت عنك الكلاب الشارد

فقل لسمن لامك فى جبه خانتك فى مولودك الوالده

جب تم منی هاشم کے روشن چہرے والوں کا تذکرہ کرو تو بھونکنے والے کتنے تم سے نفرت کا مظاہرہ کرنے لگتے ہیں، ان سے کہہ دو کہ تم ان کی محبت میں مجھے ملامت کرتے ہو؟ تمہاری پیدائش کے سلسلے میں تمہاری ماں نے خیانت کی ہے۔

علامہ امینی فرماتے ہیں کہ فتحور دی نے ان دو شعروں میں اس حدیث رسولؐ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جس میں رسولؐ نے فرمایا کہ علیؑ سے وہی نفرت رکھے گا جو رای ہو گا۔

۱۔ ابوسعید خدری سے مردی ہے کہ ہم گروہ انصار اپنے بچوں کو حب علیؑ سے آزماتے تھے، اگر ہمارے بچوں میں محبت علیؑ نہیں ہوتی تھی تو ہم سمجھ جاتے تھے کہ ہماری بوندی سے نہیں ہے۔ (۲)

جزری اس حدیث کو لکھ کر فرماتے ہیں کہ یہ مطلب قدیم زمانے سے آج تک مشہور ہے کہ دشمن علیؑ حرامی ہوتا ہے۔

۲۔ حافظ بن مردودیہ نے احمد بن محمد نیشاپوری سے حدیث اخراج کی ہے کہ انہوں نے عبد اللہ بن احمد بن حبیل سے روایت کی ہے کہ امام شافعی فرماتے تھے کہ میں نے انس بن مالک سے سنا ہے، وہ فرماتے تھے کہ ہم لوگوں کو باپ کے علاوہ بغرض علیؑ سے بھی پہچانتے تھے (یعنی جس طرح بغیر باپ والا

۱۔ مناقب آل ابی طالب ج ۲ ص ۹۹، ۱۳۹، ۱۷۶ (ج ۲ ص ۸۲، ۱۲۳، ۱۲۴)

۲۔ اسنی الطالب جزری ص ۵۸: شرح ابن ابی الحدید ج ۲ ص ۳۲۳ (ج ۲ ص ۱۰۰، ۱۰۱)

حرامی ہوتا ہے اسی طرح دشمن علی بھی حرامی ہوتا ہے)

۵۔ این مردو یہ انس سے روایت کرتے ہیں: جنگ خیر کے بعد میں نے دیکھا کہ ایک شخص اپنے پیچے کو کانڈھے پر لئے بر سر راہ بیٹھا ہے، جب حضرت علیؑ مسودا ر ہوئے تو بولا: اے بیٹا! انہیں دوست رکھتے ہو۔ اگر اس نے کہا: ہاں تو اس پر بوسوں کی بارش کرنے لگا اور اگر اس نے کہا نہیں تو زمین پر دے پنکا اور بولا تو اپنی ماں کا بیٹا ہے۔

۶۔ حافظ طبری نے کتاب الولایت میں حضرت علیؑ سے روایت کی ہے، آپ نے فرمایا: مجھے تین قسم کے لوگ دوست نہیں رکھتے، زنازادے، منافق اور فرزند حیضی۔

۷۔ دارقطنی اور حموئی انس سے روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ نے فرمایا: جب قیامت برپا ہوگی تو میرے لئے منبر نصب ہو گا، ایک منادی پلن عرش سے پکارے گا: محمد کہاں ہیں؟ میں جواب دوں گا، وہ کہے گا: اس منبر پر تشریف لے جائیے، پھر پکارے گا کہ علیؑ کہاں ہیں؟ وہ میرے منبر کے ایک زینہ نیچے بیٹھیں گے۔ میں اور علیؑ تشریف فرما ہوں گے تمام لوگ سمجھ لیں گے کہ میں سید المرسلین ہوں اور علیؑ سید المؤمنین ہیں۔ (۱) (حموئی کی روایت میں سید老子ین ہے)

انس کا بیان ہے کہ اتنے میں ایک شخص نے کھڑے ہو کر پوچھا: یا رسول اللہؐ اس کے بعد اب علیؑ سے کون نفرت کرے گا، پھر تو وہ حرامی ہے۔ اگر انصار میں سے کوئی علیؑ سے نفرت کرتا ہے تو وہ یہودی ہے، اگر عرب دشمن رکھتا ہے تو اپنے باپ کا نہیں اور دوسرے لوگ علیؑ سے نفرت کرتے ہیں تو وہ شقی اور بدجنت ہیں۔

اس حدیث کو سیوطی نے اس لئے ضعیف کہا ہے کہ اس میں ایک راوی اسماعیل فزاری ہے (۲) حالانکہ اسے ابن حبان نے معتبر کہا ہے۔ (۳) مطین، صدق و حق اور نسائی اس سے حدیث روایت کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے، اس مسوی کو جن لوگوں نے معتبر کہا ہے ان میں ابو داؤد، امام بخاری، ترمذی، ابن

۱۔ فراہم اسطین (ج اص ۱۳۲) حدیث ۷۹ باب ۲۲

۲۔ الفتاہات (ج اص ۲۷)

۳۔ الائی المعمودۃ (ج اص ۳۷)

بلج، ابن خزیم، ساجی اور ابو یعلی جیسے محدثین ہیں۔ (۱) ان لوگوں نے اس پر ذرا بھی انگلی نہیں انھائی ہے، ہاں! اس کا صرف اور صرف ایک گناہ ہے کہ وہ شیعہ ہے اور علوی نہ ہب ہے۔
ابو بکر صدیق سے مردی ہے کہ میں نے رسول خدا کو دیکھا کہ وہ ایک خیسے میں ستون سے ٹیک لگائے ہوئے ہیں۔

اس میں حضرت علی، فاطمہ اور حسن و حسین (علیہم السلام) ہیں، آپ نے فرمایا: اے گروہ مسلمین! میں ان لوگوں سے صلح کرتا ہوں جو اس خیسے والوں سے صلح کریں، میں ان سے جنگ کروں گا جوان سے جنگ کریں، ان کا دوست ہوں جوان کے دوست اور جوان کے دشمن ہیں میں ان کا دشمن ہوں ان سے وہی محبت رکھے گا جو نیک طبیعت اور پاک ولادت والا ہو گا اور ان سے وہی نظرت رکھے گا جو شقی طبیعت کا اور ناپاک نظرے کا ہو گا۔ (۲)

۹۔ ابو مریم کہتے ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا: مجھ سے کافر اور حرامی محبت نہیں کرے گا۔ (۳)
۱۰۔ ابن عذری، بنیان، ابوالشخ اور دیلیلی رسول سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: جو شخص میری عزت اور انصار اور عرب کو نہ پہچانے وہ تین میں سے ایک ہے، یا ماتفاق ہے یا زنازادہ ہے یا پھر اس کی ماں نے اسے حالت حیض میں جنم دیا ہے۔ (۴)

۱۱۔ مسعودی مروج الذہب میں اخبار نو قلی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ عباس بن عبدالمطلب حضرت رسول کی خدمت میں تھے اتنے میں علیؑ آئے، رسولؑ نے انہیں دیکھتے ہی مسرت کا اظہار فرمایا: ان کا چہرہ کمل الاملا، میں نے پوچھا: خدا کے رسول؟ آپ اس جوان کو دیکھ کر کمل الاملا ہے؟ فرمایا: اے پچا! خدا کی قسم! مجھے اس سے والہانہ محبت ہے جو نبی بھی میتوڑ ہو اس کی نسل دنیا میں باقی رہی اور میری

۱۔ تہذیب العہد بیب (ج ۱ ص ۲۹۲ نمبر ۲۰۶)

۲۔ اگریاض الحصرہ ج ۲ ص ۱۸۹ (ج ۳ ص ۱۳۶)

۳۔ شرح ابن القیم بیب (ج ۳ ص ۳۷۲) (ج ۳ ص ۱۰۰ اخطلہ ۵۶)

۴۔ الکامل فی الفحaca (ج ۳ ص ۲۰۲ نمبر ۷۰۰)؛ شعب الایمان (ج ۲ ص ۲۲۲ نمبر ۱۶۱۳)؛ فردوس الاخبار (ج ۳ ص ۲۶۶ حدیث ۵۹۵۵)؛ صواعق عرق میں ۱۰۲، ۱۳۹، ۱۷۳ (ص ۲۲۳، ۱۷۲)؛ الفصول میں ۱۱ (۲۶)؛ الشرف المودع میں ۱۰۳ (ص ۲۱۷)

نسل اسی جوان کی نسل سے چلے گی، جب قیامت برپا ہو گی تو سب کو اس کی ماں کے نام سے پکارا جائے گا لیکن یہ جوان اور اس کے شیعوں کو ان کے باپ کے نام سے پکارا جائے گا کیوں کہ یہ پاک نب ہیں۔ (۱)

۱۲۔ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے مجھ سے فرمایا: میں نے رسول خدا کو دیکھا کہ آپ ایسے شخص کو لعنت کر رہے ہیں جس کی صورت ہاتھی کی ہے۔ میں نے عرض کی: خدا کے رسول! یہ کون ہے؟ فرمایا: یہ شیطان رجیم ہے۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: اے دشمنِ خدا! خدا کی قسم ابھی تجھے قتل کر دوں گا اور امت کو تیری مکاریوں سے نجات دے دوں گا۔ اس نے کہا: بخدا! امیری پادا ش اس کے علاوہ ہے، میں نے پوچھا: کیسی پادا ش اے دشمنِ خدا۔ اس نے کہا: جو بھی تمہیں دشمن رکھتا ہے، میں اس کے باپ کے ساتھ ماں کے رحم میں شریک ہوتا ہوں۔ (۲)

محوئی فراید (۳) میں ابو الحسن واحدی کی سند سے اور زرندي نظم (۴)، ربيع بن سليمان سے نقل کرتے ہیں کہ امام شافعی سے کہا گیا کہ کچھ لوگوں کو فضائل علیؑ سننا تا قابل برداشت ہوتا ہے، اگر کوئی علیؑ کا نام لیتا ہے تو کہتے ہیں، یہ راضی ہے۔

یہن کرشافی نے یہ چھ اشعار نظم کر کے سنائے:

اذا في المجلس ذكر واعليها

”جب کسی بزم میں علیؑ و فاطمہؓ اور ان کے دونوں فرزندوں کا تذکرہ ہوتا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اس کے علاوہ کوئی ذکر کرو تو میں سمجھ جاتا ہوں کہ یہ بد کار عورت کی اولاد ہیں ہیں۔ جب ان کے سامنے علیؑ اور ان کی اولاد کا تذکرہ ہوتا ہے تو وہ دوسرا سے ہمکل کاموں میں لگ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چھوڑ دیجی یہ

۱۔ مردوح اللہ ہب ج ۲۲ ص ۱۵ (ج ۳ ص ۷)

۲۔ تاریخ بغداد ج ۳ ص ۲۹۰؛ کفاية الطالب ص ۲۱ (ص ۷ باب ۲)

۳۔ فرائد اسلمین (ج ۱ ص ۱۳۵ حدیث ۹۸)

۴۔ نظم در اسلمین (ص ۱۱۱)

رافضیوں کی باتیں ہیں۔ میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں جو لوگ حب فاطمہ کو رفض کر جتے ہیں، امّل بیٹ پر خدا کی صلوٽ اور اس جاہلانہ تصور پر خدا کی پھٹکارا۔

اس خیال کو بہت سے شعراء نے قلم کیا ہے، صاحب بن عباد کے بھی اشعار ہیں۔ (۱)

ابن منیر طرابلسی

ولادت / ۳۲۷ھ

وفات / ۵۲۸ھ

”میری آنکھوں کی نیند اڑ گئی، میرا دل ان دیشوں سے بھر گیا۔

تمہاری جدائی کے تصور سے محبت کا دل تیرہ دتار ہو گیا۔

میرے نا تو ان جسم کو خستہ کر دیا، میری پیکوں پر بیداری کا سرمه لگادیا۔

اس عاشق پر جنا کی جس کی محبت تمہارے حسین چہرے کے لئے بے قرار ہے۔

اے دل! کب تک دھوکے کھائے گا، کب تک دھوکے دیئے جائیں گے؟

کب تک آہو شوں کی فکر میں رہو گے کہ یہ خوش نوا ہے اور وہ سیم تن۔

اگر شریف موسوی (علم الہدی) بن شریف خاندان مظفر کی فرد سے انکار ظاہر ہو جائے تو میں اپنے زر خرید غلام ”تتر“ کو واپس نہ لوں، ان سے منھ پھرا کر عمر سے ناتھ جوڑ لیا ہے۔

راویان حدیث غدری کو جھوتا کہتا ہوں اور جو ظہور قائم کے ماننے والے ہیں ان پر طعن کرتا ہوں۔

اگر حدیث غدری کی روایت کی جاتی ہے تو میں کہتا ہوں کہ حدیث صحیح نہیں۔

غدری کے دن پر ان کپڑا اپنتا ہوں، غمزدوں کی طرح گوشہ نشیں رہتا ہوں۔

اور جب صحابہ کا تذکرہ ہوتا ہے تو کہتا ہوں کہ تمی بذ حساب سے افضل تھا اس کے بعد ان کا جانشین عمر بن خطاب افضل ہے، اس نے آل رسول پر عنا دکی تکوار ہر گز نہیں چلائی اور انہوں نے کبھی

فاطمہ زہرا کو میراث سے محروم نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں کہ یزید نے ہرگز شراب نہیں پی، نہ وہ فاسق و فاجر تھا، اس نے کہا تھا کہ فرزند ان فاطمہ کو آزاد کر دو، شر نے حسین کو قتل نہیں کیا۔ نہ ابن سعد نے غداری کی، عاشورہ کے دن بالوں میں لٹکھی کرتا ہوں، مالگ نکالتا ہوں، اس دن روزہ رکھتا ہوں اور دوسرے ایام میں روزے رکھتا ہوں۔ اس دن کچھ شکرانے کی نمازیں بھی پڑھتا ہوں، نئے کپڑے پہنتا ہوں، عید کے لباس صندوق سے نکالتا ہوں، رات بھر جا گلتا ہوں، اچھے اچھے کھانے کپواتا ہوں۔

وضو میں اٹی کہیاں دھوتا ہوں، سفر میں موزوں پر مسح کرتا ہوں۔

نماز میں زور سے آمین کہتا ہوں، دوسروں کو بھی زور سے آمین کہنے کی تائید کرتا ہوں، کوہاں جیسی قبر بنا ناسنست سمجھتا ہوں۔

قیامت کے دن میری آنکھیں کھل جائیں گی، نامہ اعمال منتشر ہو گا، آتش دوزخ بھر کے گی۔

میں کھوں گا: خدا یا اچھے شریف مرتفعی نے شیعیت سے نکال باہر کیا تھا۔

میں کھوں گا: شریف مرتفعی کا ہاتھ پکڑ لے، انہیں جہنم اسی آگ میں یہو نجادے، جہاں نہ کھال ختم ہونہ ہڈیاں ہی باتی رہ جائیں۔

اور خدا آنکھیں کو بختی دala ہے جب کہ وہ تو پہ و مخدرات کی زبان کھولیں۔

لیکن اسے معاف کرنے والا نہیں جو دسی رسول کے حق کوئہ پیچانے اور ان کی ولایت کا دم نہ بھرے، ایسی بد کرداری پر کہنا چاہیئے: پچھو، اچھی طرح پچھو۔ (۱)

تحقیقی نظر

فی محاسن سے بھر پوری قصیدہ تحریر جس کے میں نے یہاں ۳۹ شعر تقلیل کئے ہیں، پورا قصیدہ ۶۰۶ اور شروع پر مشتمل ہے جسے، ابین جج حموی نے ثمرات الادراق میں نقل کیا ہے (۲)، خزانۃ الادب میں

۱- دیوان ابن منیر طبلی (ص ۱۷۰) ۲- ثمرات الادراق ج ۲ ص ۳۸، ۳۹ (ص ۳۷۲)

۱۶۸ اشعار ہیں۔ (۱)

پورا قصیدہ، تذکرہ بنی عراق، مجلس المؤمنین، انوار الریح، سکول بحرانی، نامہ دانشوری، ترکین الاسواق، نسخہ اخر اور مل الامل میں مرقوم ہے۔ (۲)

ابن منیر شاعر نے ایک ہدیہ شریف موسوی کی خدمت میں سیاہ فام غلام کے ذریعہ بھیجا، شریف نے انہیں خط لکھا کہ: اما بعد! اگر آپ کو معلوم ہوتا کہ عدد میں ایک سے کم بھی کوئی عدد ہے یا سیاہی سے بھی زیادہ بدتر کوئی رنگ ہے تو آپ اسی کو میرے پاس ہدیہ بھیجتے۔

ابن منیر نے قسم کھالی کہ اب جب بھی ہدیہ بھیجیں گے تو سفید فام غلام کے ذریعہ بھیجیں گے، چنانچہ انہوں نے ایک گراں بہاتھ مہیا کر کے اپنے محبوب ترین تاری غلام کے باہم تخفہ روائہ کیا، شریف مرتفعی نے تخفہ اور غلام دیکھا تو سمجھے کہ غلام بھی تخفہ کا جزو ہے۔ غلام کو روک لیا، غلام کے بغیر ابن منیر کو چینیں نہیں تھیں، ابن منیر کو اس صورت حال سے بڑی اذیت تھی، غلام کو ملا نے کی کوئی ترکیب سمجھیں نہیں آرہی تھی، انہوں نے یہ قصیدہ کہہ کے خدمت شریف میں روائہ کیا، جب شریف نے وہ قصیدہ دیکھا، بہت نشی اور فرمایا کہ واقعی غلام کو سمجھنے میں تاثیر ہوئی، پھر غلام کو بہتر تھائف کے ساتھ بھیج دیا۔ ابن منیر نے مزید دو شعروں میں شریف کی مدح کی:

الى المرتضى حث المطى ناهه امام علىٰ كل البريه قيد سماء
ترى الناس ارضافى الفضائل عنده و نجل الزكى الهاشمى هو السماء
تذکرہ قصیدے کی تحسیں علام شیخ ابراہیم سعیی عاملی نے کی ہے، جسے مجموع الرائق (ص ۲۷۴) پر
دیکھا جاسکتا ہے۔

پہلی بیت ہے:

۱۔ نزولۃ الادب (ج اص ۳۲۲)

- ۲۔ مجلس المؤمنین ص ۲۵۷ (ج ۲ ص ۵۲)؛ انوار الریح ص ۲۵۹ (ج ۲ ص ۲۲۲)؛ سکول بحرانی (ج اص ۳۲۰)؛ نامہ دانشوری (ج اص ۲۸۵) (ج ۲ ص ۲۲۲)؛ ترکین الاسواق ص ۲۷۱ (ص ۲۳۲)؛ نسخہ اخر (جلد ۶ ج اص ۳۰)؛ مل الامل (ج ۱ ص ۲۵۵) (ج ۲ ص ۲۵۵)

الدی حبیب اکال قمر نادیتہ لما سفر
باصحاب الوجه الاغر عذبت طرفی بساهر
واذبت قلبی بالفکر
اس تھیدے کی طرح پر اکثر علماء نے تھیدے کہے ہیں۔

شاعر کا تعارف

ابو الحسن، مہذب الدین، احمد بن منیر بن احمد بن مقلع، طرابلی شای، مجلہ خابوری میں باب جامع پر سکونت پذیر تھے، عین الزماں کے لقب اور رفقاء کے نام سے معروف تھے، امام ادب اور عرب قافیہ پردازوں میں ممتاز تھے، بہت اشعار کہے اور بہت اچھے کہے۔ مدح الال بیت میں ان کے وقیع قصائد مشہور ہیں، وہ لغت ادب اور تمام متداولہ علوم میں کامل دستنگاہ رکھتے تھے، ان کی ذات سے علمی ماحول شاداب و سرشار تھا۔

انہوں نے اپنا تیز طراز زبان سے دشمنانِ الہمیت کے کلیج چھلانی کئے، ان کی بے با کی وجہ سے شامیوں نے انہیں خبیث اللسان بھی کہا، دشام طرازی بھی کرتے تھے، غلط سلط اڑات لگاتے تھے لیکن یہ باز نہ آئے، کوئی انہیں دشمن صحابہ کہتا، کوئی راضی کہتا۔ لیکن انکی برتری سے کسی کو اکارنہ تھا، بھی نے ان کی علمی شخصیت اور شعری اور فنی عظمت کا اقرار کیا ہے، طراحت و نگینی، سلاست و روانی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، مزید یہ کہ وہ حافظ قرآن بھی تھے جیسا کہ ابن عساکر، ابن خلکان اور صاحب شذررات نے ذکر کیا ہے۔

ابن عساکر کہتے ہیں کہ انہوں نے قرآن مجید حفظ کیا، لغت و ادب میں مہارت حاصل کی اور بڑے اچھے شعر کہنے لگے، پھر دمشق میں سکونت پذیر ہو گئے، وہ خبیث ترین راضی تھے، امامیہ مذہب رکھتے، بہت زیادہ بھجویہ شاعری کی، عامیانہ الفاظ استعمال کرتے، جس کی وجہ سے امیر ترین دشمن بوری بن طغلقین نے عرصے تک انہیں قید رکھا، وہ ان کی زبان بھی قطع کرنا چاہتا تھا، اس کے حاجب یوسف بن

فیر دز نے سفارش کی جسے امیر نے قبول کر لیا لیکن شہر بدر کر دیا، جب اس کا بیٹا اسماعیل بن بوری حکمران ہوا تو دمشق والہیں آگئے، پھر اسماعیل بھی عرصے تک ان سے خوارہا، وہ انہیں پھانی دینے کے درپے تھا، ابن منیر بھاگ گئے، کچھ دن مسجد میں روپوش رہے پھر دمشق سے شامی شہروں حماۃ سے شیزو رہا سے حلب اور پھر رکاب عادل چلے گئے جب دوسری بار دمشق کا محاصرہ کیا گیا تو صلح کے بعد دمشق میں وارد ہوئے پھر سپاہیوں کے ساتھ حلب، والہیں گئے اور وہاں ان کا انتقال ہو گیا۔ (۱)

وہ آگے لکھتے ہیں:

میں نے ان کو کئی پار دیکھا ہے لیکن ساعت حدیث کا شرف حاصل نہ کر سکا انہوں نے آپ بتا پر مشتعل ہے ارشعر کہے ہیں جس میں اپنے بد خواہوں کو گتایا ہے۔ (۲) انہوں نے ابن منیر پر افترا پردازیاں کیں اور انہیں مصائب برداشت کرنا پڑے، اسی وجہ سے انہوں نے ہجومیات بھی کہیں، حالات ہی کی وجہ سے ان کی مذہبی شاعری کی زبان بھی تغیرت تند ہے، ان کے وقیع اشعار کو ابن عساکر، ابن خلکان اور نویری نے نقل کیا ہے۔ (۳)

ابن منیر اور ابن قیسیر رافی شاعر کے مابین ادبی نوک جھوٹ برابر ہتھی تھی، اتفاقاً تا بک عداد الدین زنگی امیر شام جب کہ قلعہ ہمدر کا محاصرہ کئے ہوئے تھا، قلعہ کے اوپر سے ایک مخفی سے منیر کے اشعار سنے:

وَيَسْلِي مِنَ الْمَعْرُضِ الْفَضْحَيَانِ إِذْ نَقْلَ الْوَاهِشِ إِلَيْهِ حَدِيشَا كَلَهْ زَوْرٌ
زنگی کو اشعار بہت پسند آئے، پوچھا: اشعار کس کے ہیں؟؟ کہا گیا: ابن منیر کے اشعار ہیں جو حلب میں ہیں، اس نے فوراً حلب کے حکمران کو لکھا کہ جس قدر جلد ممکن ہو ابن منیر کو میرے پاس بیجج دیجئے، ابن منیر جب زنگی سے ملنے آئے تو وہ قتل کیا جا چکا تھا، ابن منیر فوج کے ساتھ پھر حلب چلے گئے، جب

استارخ ابن عساکر ج ۲ ص ۹۷ (ج ۶ ص ۳۳ نمبر ۲۷)؛ مختصر ابن عساکر ج ۲ ص ۲۰۶

و دیوان ابن منیر (۱۰۲)

۳۔ زارخ ابن عساکر (ج ۶ ص ۳۳ نمبر ۲۷)؛ وقایات الاعیان (ج اص ۷۵ نمبر ۲۷)؛ نہایۃ الادب ج ۲ ص ۲۲۹ (ج ۲ ص ۲۲۹)

زارخ حلب ج ۲ ص ۲۲۲ (ج ۲ ص ۲۲۲)

حلب وارد ہوئے تو ابن منیر نے کہا کہ آپ کی یہ ساری پریشانیاں اس لئے جعلیٰ پڑ رہی ہیں کہ آپ میری بجوکرتے ہیں۔

ابن منیر قلعہ شیزر میں امراء بنی منched کے ساتھ نہایت احترام سے رہتے تھے، دمشق میں ایک ابو الوحش نامی تھا جو ظرافت و بذلہ کوئی میں معروف تھا، اس کا ابوالحکم عبد اللہ سے یارانہ تھا، ابوالوحش نے چاہا کہ بنی منقد کی مدح کر کے کچھ کہائے، عبد اللہ سے ابن منیر کے نام خط لیا اور وہاں جا کر ان کی مدح کی۔

ابن منیر ۳۱۷ھ طرابلس میں پیدا ہوئے اور جمادی الآخر ۵۲۸ھ میں حلب میں انتقال کیا، کوہ جوش پر دفن کئے گئے، ابن خلکان کہتے ہیں کہ میں نے ان کی قبر دیکھی ہے، دو شرکتے ہوئے ہیں:

من ذار قبری فلیکن موقنا ان الذي القاه يلقاه

فَيَرْحَمُ اللَّهُ أَمْرُءَ زَادَنِي وَقَالَ لِي بِرَحْمَكَ اللَّهِ

ابن خلکان کہتے ہیں کہ میں نے دیوان ابوالحکم میں دیکھا ہے کہ ابن منیر دمشق میں ۵۲۵ھ میں مرے اور ان کا ہزاریہ انداز میں مریش بھی مرقوم ہے اس نیماد پر دونوں اقوال کو جمع کرنے کی صورت میں ممکن ہے کہ انہوں نے دمشق میں انتقال کیا ہوا اور حلب میں دفن کئے گئے ہوں۔

ابن منیر کے والد بھی اپنے دادا مغلخ کی طرح شاعر تھے مغلخ طرابلس کے بازاروں میں عونی کے اشعار پڑھا کرتے۔ ظاہر ہے کہ عونی صرف مدح الہمیت ہی میں اشعار کہتے چونکہ بازار طرابلس میں مختلف قوموں کا اجتماع ہوتا اس لئے نظر فضائل اہل بیت کے خیال سے عونی کے اشعار پڑھتے تھے، ابن عساکر اور ابن خلکان نے تحقیر کے لبطوں کھا کر مغلخ طرابلس کے بازاروں میں عونی کے اشعار گلگنڈیا کرتے تھے، اصل میں اہل بیت کے ساتھ عتاد نے ان سے یہ سب کچھ لکھوایا، اصل میں جس طرح مجالس میں قصیدہ خوانی ہوتی ہے اسی طرح مغلخ ایک عظیم شاعر کے کلام پڑھتے تھے نہ کرو گویا تھے۔

ابن منیر کے حالات مندرجہ کتب میں ملتے ہیں:

مجالس المؤمنین

۱۔ ابن خلکان

- | | |
|------------------|----------------------|
| ٣- انساب سمعانی | ٢- تاریخ ابن عساکر |
| ٤- مرآۃ الجمان | ٦- تاریخ ابن کثیر |
| ٧- اہل الال | ٨- شذرات الذهب |
| ٩- نسیہ اخر | ۱۰- روضات الجنات |
| ۱۱- اعلام زرکلی | ۱۲- تاریخ آداب اللغة |
| ۱۳- دائرۃ بستانی | ۱۴- تاریخ حلب - (۱) |

۱- وفاتات الاعیان ج اص ۱۵ (ج اص ۱۵۶ نمبر ۶۲)؛ الانساب (ج اص ۱۸۲)؛ تاریخ ابن عساکر ج ۲۲ ص ۷۹ (ج ۶۲ ص نبر ۲۷)؛ مختصر ابن عساکر ج ۳۲ ص ۳۰۶)؛ مرآۃ الجمان ج ۳۲ ص ۲۸۷؛ البدایة والنهایة ج ۱۲ ص ۲۳۱ (ج ۱۲ ص ۲۸۸)؛ مجلس المؤمنین ص ۲۵۶ (ج ۲۲ ص ۵۲۷)؛ اہل الال (ج اص ۳۵)؛ شذرات الذهب ج ۳۲ ص ۱۳۶ (ج ۲۳ ص ۲۳۱)؛ نسیہ اخر (مجلد ۲۶ ص اص ۳۰)؛ روضات الجنات ص ۲۷ (ج اص ۱۱ نمبر ۸۲)؛ الاعلام ج اص ۸۱ (ج اص ۲۶)؛ تاریخ آداب اللغة ج ۳۲ ص ۲۰ (مجلد ۱۲ ص ۲۳۸)؛ دائرۃ المعارف ج اص ۲۷؛ تاریخ حلب ج ۳۲ ص ۲۳۱ (ج ۳۲ ص ۲۰)

قاضی ابن قادوس

وقات را ۱۵۵ھو

”اے حاضر و مسافر تمام خلفاء کے سردار! اگر حاجپوں کے ساتی کا اکرام و احترام کیا جاتا ہے تو آپ تو ساتی کوڑ ہیں، آپ ہی ہمارے پسندیدہ امام اور محشر میں ہماری شفاعت کرنے والے ہیں اور افضل انبیاء احمد مصطفیٰ کے ولی ہیں، حسن و حسین کے والد ماجد ہیں، آپ ہی بروز غدر یہ سب پر بازی لے جانے والے ہیں اور یہ واضح بات ہے۔

جنگ بدر، جنگ خدقہ اور جنگ خیر کے غوغما کا تیا پانچ کرنے والے ہیں“۔ (۱)

شاعر کے حالات

قاضی جلال الدین، ابوالفتح محمود بن قاضی اسماعیل، بن حمید، معروف بہ ابن قادوس دمیاطی، مصری، ممتاز ترین ادب پرور اور مفہوم کو ہر اسلوب سے بیان کرنے اور شکوہ الفاظ کے ساتھ ادا کرنے پر مہارت رکھتے تھے، علوی عہد کے مصر میں عظیم انسانیہ نگار تھے، قاضی کے ساتھ فضیلت علم و ادب سے بھی بہرہ یاب تھے، ان کا شمار ادبی سخنواروں میں ہوتا تھا، جنہوں نے رسالہ خلافی اور آداب دیوانیہ کو بہترین ڈھنگ سے بھایا، امام بلاغت قاضی فاضل کو ان کی شاگردی کا شرف حاصل ہے، انہیں ذوالبلاغین (نشر و نظم میں یکساں مہارت والا) کہا جاتا تھا، شعری دیوان دو جلدیں میں ہے، ا۱۵۵ھ میں مصر میں انتقال کیا۔ (۲)

۱- مناقب ابن شہر آشوب (ج ۷ ص ۸۳)؛ اعيان الشیعہ (ج ۱۰ ص ۱۰۲)

۲- البدایہ والہایہ (ج ۱۲ ص ۲۲۵) (ج ۱۱ ص ۲۹۲)؛ الاعلام (ج ۳ ص ۱۱) (ج ۷ ص ۱۶۶)

اہن خلکان، جموی اور اہن کثیر نے ان کے اشعار نقل کئے ہیں۔ (۱)

امام زین العابدینؑ کے متعلق ان کے چار اشعار ہیں:

انت الامام الامر العدل الذى

آپ ہی دادگستر امام جن کے بعد کی جبریل نے مہار برائق تھامی، نسب کے ہرست سے آپ کو سرداری حاصل ہے، آپ امام طاہر اور پاک نہاد ہیں۔ آپ حضرات ہی غامض علوم الہی کے خزینے ہیں، آپ ہی حلال و حرام بیان کرنے والے ہیں، ملائکہ کے ذمے ہے کہ وہ وحی الہی کو ہونچا کیں اور آپ حضرات اس کی تاویل و تفہیم کرنے والے ہیں۔ (۲)

۱- وفاتات الاعیان (ج ۱۶۳ ص ۱۱۳)؛ البدایہ والنہایہ (ج ۱۲ ص ۲۹۲)؛ قلم الادباء ج ۲ ص ۶۰
۲- مخاتب اُلیٰ طالب (ج ۳۳ ص ۵۳)

ملک صالح

ولادت ۳۹۵/

وفات ۵۵۶/

”اے مرکب چہالت پر سوار اگر ہی چھوڑ بھی دے، یہ دیکھ ہے ایت کا مشہد تابان کوئے میں ہے۔ جن کے لئے ذوبنے کے بعد سورج پلٹانا تک فضیلت نماز حاصل کر لے اور ملائکہ گواہ ہوں اور خم کے دن رسول خدا نے ان کے متعلق ہاتھ پکڑ کر سب کے سامنے فرمایا۔ جس کا بھی میں مولا ہوں اس کے یہ مولا ہیں، میرے پاس اس بارے میں تاکیدی حکم آیا ہے، جو اسے چھوڑ دے، خدا اسے چھوڑ دے گا اور جو اس کی لمک کرے گا خدا اس کی لمک کرے گا۔“

دوسر اقصیدہ

۷۵ راشعار پر مشتمل ہے۔ دو شعر آخر کے یہ ہیں:

”اگر حاسدوں نے ان کا مرتبہ نہ پہچانا تو دوستوں نے ان کے حق کا اعتراض کیا، روز غدری ان کی نامور ترین فضیلت ہے جسے رسول خدا نے تمام لوگوں کے سامنے بلند کر کے ظاہر فرمایا۔“

تیسرا قصیدہ

۲۲ رشروع پر مشتمل ہے: (۱)

۱۔ ۳۹۵/ رہیت پر مشتمل یہ قصیدہ مگر وہ میں درج ذیل کتابوں میں موجود ہے، مناقب ابن شہر آشوب (ج ۲ ص ۳۰)؛ صراط مستقیم (ج ۱ ص ۳۱) اور علامہ سید احمد عطار کی الرائق من اشعار الخلاق

”غدیر کے دن رسول خدا نے ان کے متعلق سفارش کی، دوسرے کے لئے نہیں، بھی اس کے گواہ ہیں، فرمایا کہ یہ میراوصی ہے، میرا خلیفہ ہے اور فرانکن و سنن کا واقف کاربے، سب نے کہا کہ ہم نے مانا اور جب رسول کی وفات ہوئی تو ابھی جنازہ بھی نہ اٹھا تھا کہ لوگوں نے غداری کر دی۔“

چوتھا قصیدہ

جس میں ۲۷ ریتھر پڑیں:

”میں پیرو علیٰ ہوں، ان کے دوستوں کا دوست، ان کے دشمنوں کا دشمن۔ بخدا وہی تھے کہ شبِ بھرت اکیلے انہوں نے ہی رسول پر اپنی جان مثار کی، اپنی جان کی قسم! رسول نے بروز غدیر ان کے علاوہ کسی کو اپنی جائشی کے لائق نہیں سمجھا۔“

پانچواں قصیدہ

اس میں ۲۳ ریتھر ہیں:

”برادر رسول! امت کے درمیان رسول کے ولائع کا امین، رسول نے ان کی ولایت کے متعلق لوگوں سے وصیت فرمائی تھی (لوگوں نے ان کی یوں خالفت کی) جیسے رسول نے علیٰ کی خالفت اور ان سے جنگ کی وصیت کی تھی۔“
ہم نے ان قصائد کو کتاب الرائق، سید احمد عطاء رے منتخب کیا ہے۔

شاعر کے حالات

ابوالغاراث، ملک صالح، فارس اسلامیں، نصیر الدین القاب تھے۔

طلائع بن رذیک بن صالح ارمنی نام تھا، اعلام زرکلی کے مطابق اصل میں وہ عراقی شیعہ تھے۔ (۱)

یہ ان لوگوں میں سے تھے جن کے لئے خدا نے دین و دنیا آراستہ کی، دونوں جہان کا افتخار نصیب میں رہا، منید علم اور عادل حکومت سے سرفراز تھے، فقیر بھی تھے اور ادیب بھی، قاہرہ کو ان کی عادلانہ وزارت پر نماز ہے۔

فاطمی حکومت ان کے حسن تدبیر، سیاست، رعیت اور دوامی اسکن اور استحکام حکومت سے بہرہ یا بتحقیقی، بزرگی کہتے ہیں کہ وہ وزیر تھے لیکن بادشاہوں میں شمار ہوتا ہے، ملک صالح کے لقب سے مشہور ہوئے اور یہ لقب ان کے مناسب حال بھی تھا۔ (۱) تاریخ و سیرت میں ان کا علم و ادب، دادگستری، بخشش و عطا اور پسندیدہ سیاست کے تذکرے ہیں، قصہ مختصر یہ کہ وہ تمام فضائل و آداب دینی و دنیوی سے آراستہ تھے، مزید یہ کہ وہ اہل بیت کی محبت سے سرشار بھی تھے، انہوں نے حرم مودت کا نشر و ظلم کے ذریعے دفاع کیا، فقہا کو اپنی خدمت میں بلا کران سے مناظرہ کیا، وہ ملت شیعہ کے شعلہ جوالہ تھے۔ (۲) ان کی ایک کتاب "الاعتماد فی الرد علی اهل العناد" بڑی وقیع ہے جس میں امامت امیر المؤمنین پر مناظر انہ اور محمد ثانہ نظر ڈالی ہے، دو جلدوں میں ان کا دیوان بھی ہے جس میں تمام فنون شعری کو برداشت گیا ہے، سعد بن مبارک نجوى نے اس کی شرح کی ہے۔

اویپوں کی ایجن ان کے وزارت خانہ میں روزانہ حاضر ہو کر ان کے اشعار لکھتی تھی، دانشوروں کی ٹولی چاروں طرف سے حاضر ہو کر گوہر مراد سے شاد ہوتی، ہر سال بہت زیادہ دولت مشاہد مقدسہ بھیجتے تھے تاکہ وہاں علویین میں تقسیم کی جائے، اسی طرح مکہ میں اشرف مدینہ و مکہ کے لمباں اور دوسرا ضروریات کے لئے رقم بھیجتے، بچوں کے لکھنے پڑھنے کے لئے بھی رقم روانہ کرتے، مقس کی آبادی اس لئے وقف کی تھی کہ اس کا (۳۲۲) حصہ سادات حسن و حسین میں اور نو قیراط اشرف مدینہ اور ایک قیراط مسجد امین الدولہ میں صرف کیا جائے۔ بلقیس اور قلیوبیہ کی آبادی بھی امور خیر کے لئے وقف تھیں، قرافہ کی مسجد جامع، زویلہ کی نئی جامع مسجد تعمیر کی جسے جامع مسجد صالح کہا جاتا ہے۔

۱۔ الاعلام (ج ۳ ص ۲۲۸)

۲۔ المخطط (ج ۲ ص ۲۹۲)؛ شذررات الذهب (ج ۶ ص ۲۹۶)

تمام عمر انگریزوں سے بڑی و بھری فوجوں کے ذریعے لڑتے رہے، ہر سال فوجیں مزید مک کے لئے بھیجنے رہے۔ (۱) انہیں حکومت وزارت بھی حاصل تھی اور پھر شہادت کی کامرانی سے بھی ہمکنار ہوئے اور دو شنبہ ۱۹ رمضان المبارک ۱۹۵۶ء اپنے محل کی ڈیوڑھی پر ایک بھوم کے ذریعے شہادت پائی اور روز ارتخانہ کے محل میں دفن کئے گئے۔ بعد میں ان کے فرزند ملک عادل نے نعش کو قراذگیری میں منتقل کیا۔

ملک صاحب کی تفصیلات جیات

ابن اشیر کامل میں لکھتے ہیں کہ ۱۹۵۶ء میں ماہ مبارک رمضان میں ملک صاحب وزیر عاصد علوی قتل ہوئے، قتل کی وجہ یہ ہوئی کہ وہ قاہرہ حکومت کرتے تھے، امر و نہی اور مالی خرچ و آمد میں خودسری کرتے کیوں کہ بادشاہ عاصد کس نے تھا اور اسے ملک عادل ہی نے بادشاہ بنا لیا تھا، اس خیال سے اس نے افراد کی ایک ٹوپی کو شہر پور کر دیا تھا تاکہ ملک میں اسکن و امان رہے۔ (۲)

عاصد سے اپنی بیٹی کا نکاح بھی کر دیا تھا، جس کی وجہ سے بادشاہ کے اہل حرم اس سے عناد رکھتے تھے، عاصد کے پچانے بہت سی دولت مصر کے افراد کو بھیجی تھی کہ وہ ملک صاحب کے قتل میں مددگار ہوں، ان میں سب سے زیادہ شدت پسند ابن الداعی تھا، اس نے قصر کی دہنیز پر گھات لگا کر لوگوں کو کھڑا کیا تاکہ ملک صاحب کے نکتے ہی قتل کر دیں، پروگرام کے مطابق ملک صاحب نکلے تو سب نے چاقوؤں اور چھریوں سے حملہ کر کے سخت مجردح کر دیا، مددگاروں نے انہیں زخمی حالت میں محل پہنچا دیا، یا ملک صاحب نے عاصد کو سر زش کے ساتھ پیغام بھیجوایا کہ اس نے قتل کی اجازت دی ہے، عاصد نے قسم کھائی کہ میرا ہاتھ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر تمہیں میرے قتل کی اطلاع نہ تھی تو اپنے چچا کو میرے حوالے کر دتا کہ انتقام لوں، عاصد نے حکم دے دیا کہ اس کے چچا کو ملک صاحب کے حوالے کر دیا جائے۔ ملک

۱۔ الخطاب ج ۳۲۳ ص ۸۱ (ج ۲۷ ص ۲۹۲، ۳۲۷)؛ تحقیق الاحباب خادی ص ۶۷ (ص ۱۵۵، ۱۵۹)

۲۔ تاریخ کامل ص ۱۰۲ (ج ۲۷ ص ۱۵۷)

صالح نے اس کو قتل کر دیا اور وصیت کردی کہ وزارت میرے فرزند رزیک کو دے دی جائے اور اسے لقب عادل سے نوازا جائے، اسی لئے وزارت کا عہدہ اٹکے بیٹے کو سونپ دیا گیا۔

ملک صالح بڑے اچھے اشعار کہتے تھے، مرد کریم ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے بخی بھی تھے، شعراء کی مالی امداد بھی کرتے رہتے تھے، ان کا نامہ بہ شیعہ تھا، مصر کے علویوں کے ملک پر نہیں تھے، جب عاصد تخت نشیں ہوا تو لوگوں نے بڑا شور و غوغہ کیا، ملک صالح نے پوچھا: کیا بات ہے؟ کہا گیا: لوگ خوشیاں منار ہے ہیں۔ فرمایا: گویا یہ کہہ رہے ہیں کہ پہلا نہیں مرنا کہ دوسرا حکمراں ہو گیا۔ انہیں خبر نہیں کہ میں انہیں بھیڑ بکریوں کی طرح ہکاؤں گا۔

عمارہ کہتے ہیں کہ ان کی شہادت کے تین دن قبل ان سے ملنے گیا تو انہیوں نے یہ شعر مجھے سنائے:

نَحْنُ فِي غَفْلَةٍ وَنَوْمٌ وَلِلْمُو تَعْيُونٌ بِقَطْنَانَةٍ لَا تَنَامٌ

قَدْرَ حَلْنَا إِلَى الْحَمَامِ سَنِينَا لَيْتَ شَعْرِي مَتَى تَكُونُ الْحَمَامُ؟!

مقرر یہی خطط میں لکھتے ہیں کہ
ملک صالح نے روپر کام علی رضا کی زیارت ایک فقراء کی جماعت کے ساتھ کی، اس زمانے میں روپر کی تولیت ابن معصوم کے حوالے تھی، ابن معصوم نے خواب دیکھا کہ امام ان سے فرمائے ہیں کہ اس رات چالیس فقیر زیارت کے لئے آئے ہوئے ہیں، ان میں ایک شخص طلائع بن رزیک نامی ہے، وہ میرا بہت بڑا دوستدار ہے، اس سے کہہ دو کہ جاؤ میں نے تمہیں مصر کا حکمراں بنانا دیا ہے۔

صحیح کے وقت منادی نے پکارا کہ زائروں میں طلائع بن رزیک نامی کون ہے، چل کر معصوم سے ملاقات کرے، طلائع سید کی خدمت میں ہوئے، سید نے تمام خواب اور حکم امام ان سے بیان کیا۔

یہ سننے ہی طلائع مصر وانہ ہو گئے اور انہیں ترقی ملتی گئی۔

جب نصر بن ویاس نے خلیفہ قاطی اسما علی خافر کو قتل کیا، اس کے اہل حرم نے بال بکھرانے اور انتقام کے لئے افراد کو خطوط لکھے، طلائع نے لوگوں کو جمع کر کے قاتل وزیر سے انتقام کی غرض سے قاہرہ کا رخ کیا، طلائع کو قاہرہ آتے دیکھ کر وزیر نے فرار اختیار کی اور طلائع پورے اٹھیناں کے ساتھ شہر

میں وارد ہوا اس لئے اسے ملک صاحب فارس مسلمین اور نصیر الدین کے لقب عطا کئے گئے۔
واقعہ شہادت لکھنے کے بعد مقریزی لکھتے ہیں کہ وہ سرد شجاع، کریم، بخی، فاضل، ادب دوست اور
ادیب پرور تھے، بڑے اچھے اشعار کہتے، مختصر یہ کہ وہ فضیلت و عقل و دانش و سیاست میں یکتاں روزگار
تھے، جلال و جمال اور دولت کی فراوانی سے نوازے گئے، نماز بخیگانہ اور نماز شب کے پابند تھے، تسبیح کے
محاملے میں ختم تعصیب تھے، ان کی ایک کتاب بیام ”الاعتماد“ ہے جسے لکھنے کے بعد فتحہ کو بلا یا اور ان
سے مناظرہ کیا و جلد وہ میں ان کا دیوان بھی ہے، اپنے اعتقاد کے بارے میں چار شعر کہے ہیں:

یامۃ سلکت ضلا لا بینا حتی استروی اقرارها وجحو دها

قلتم: الا ان المعااصی لم تکن الابتقديسر الاله وجودها

لوصح ذا کان الاله بز عمکم منع الشريعة ان تمام حدودها

حاشا و کلا ان یکون الہنا ینهی عن الفحشاء ثم یربیدها

انہوں نے قدریوں کی رو میں ایک قصیدہ بھی کہا، جس کا نام ”الجوہریہ فی الرد علی القدریہ“ رکھا
آگے لکھتے ہیں کہ بیان کیا جاتا ہے جس صفحہ میں قبل کئے گئے اس رات فرمایا کہ آج حضرت علیؑ کو ضربت
لگائی گئی، آپ نے واقعہ شہادت پڑھنے کا حکم دیا، غسل کر کے ایک سو بیس رکعت نماز پڑھی رات بھر
جا گئے رہے۔

صحیح سوار ہونے کے لئے لکھ لئے تو پھر مل گئے آپ کا حمامہ گر گیا، آپ لڑکہ رانے لگے اور چوکھت پر
بیٹھ گئے، ابن صیف جو وزراء کے علماء باندھنے کا تجوہ دار ملازم تھا وہ حاضر ہوا اور حمامہ درست کیا،
ایک شخص نے کہا کہ شگون اچھا نہیں، مت جائیے، فرمایا: بد شگونی القاتے شیطانی ہے، جانے کے سوا چارہ
نہیں، سوار ہوئے اور پھر جو ہونا تھا ہوا۔

خطاط میں ہے کہ ابن عبد اللہ اہر کہتا ہے کہ مصر میں مشہد امام حسینؑ ہے، ملک صاحب نے ارادہ کیا کہ
عقلان سے سر امام حسینؑ لا کر بیہاں مصر میں دفن کیا جائے، چوں کہ عقلان میں فریگیوں کی اکثریت تھی
اس کے لئے باپ زویلہ پر مخصوص عمارت بنوائی تاکہ وہاں سر مبارک دفن کیا جائے لیکن محلہ قصر والے اس

مطابے میں کامیاب ہو گئے کہ سرمبارک انہیں کے بیہاں دفن کیا جائے۔ یہ ۱۹۵۹ء کا واقعہ ہے، فائز کے دوران خلافت میں ملک صالح کے ہاتھوں یہ خدمت انجام پائی۔ (۱)

وفات اور ولادت

ملک صالح ۱۹۵۷ء میں پیدا ہوا، فقیرہ عمارہ نے ان کی بہت زیادہ مدح سراہی کی ہے۔ (۲) علامہ امینی نے بہت سے تفصیدے بیہاں نقل کئے ہیں۔ اور ملک صالح روز دوشنبہ ۱۹ ماہ رمضان ۱۹۵۵ء میں شہید ہوئے، فقیرہ عمارہ نے ان کے فرزند عادل نے ۱۹۵۶ء میں صفر کوتاپوت وہاں سے منتقل کر کے قراقرہ مصر میں پسروں لے کر کیا۔ عمارہ نے اس موقع پر بھی مرثیہ کہا ہے، ابن شہر آشوب نے ملک صالح کے اکثر قصائد نقل کئے ہیں۔ چنانچہ پانچ اشعار یہ ہیں:

بِهِ بُشَارَةٍ قَسْ وَابْنَ ذِي يَزْن
يُكَوِّنُ مِنْ أَمْرِهِ الطَّهْرُ لَمْ يَكُنْ
وَالظَّهْرُ الْأَصْلُ مِنْ ذَمٍ وَمِنْ درن
بِنْعُ الْجِلَةِ وَغَيْثُ الْعَارِضِ الْهَنْتُون
بِهِ وَبِالْمَرْتَضِيِ الْهَادِيِ الْبَيِ الْحَسْنُ (۳)

وَوَشْرِيَّہ ہیں:

بِهَا بَلَغَتِ الْذِي ارْجُوهُ مِنْ اهْلِي
وَلَا يَتَسْبِي لِامِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ
فِي جُودِهِ فَتَمْسِكُ يَا اخْتِي بِهِل (۴)

ایک سات شعر کا قصیدہ میکیہ ہے:
ایک چھوٹی بھر میں چھ شعر ہیں

۱۔ المکت انصاریہ (ص ۳۵)

۲۔ مناقب آل ابی طالب (ج ۳ ص ۳۲۷)

۱۔ الخط وآل آثار ج ۲ ص ۲۸۲ (ج اص ۳۲۷)

۲۔ مناقب آل ابی طالب (ج اص ۳۲۳)

ياعرة الدين المتن
 وبحر علم المعارفينا
 ياقبلة للاولياء
 وکعبۃ للطائفيـا
 من اهل بیت لم یزالو
 فی البریة محسـنـا
 الشائین العابـدـین
 الصائمـین القائمـین
 السالـمـین الحافـظـین
 الراکـعـین الساجـدـین
 يـامـن اذا نـسـامـ الورـی
 بـاتـوا قـیـاماً سـاهـرـینـا (۱)

سورة حلائق کی شان نزول پر ان کے کئی قصیدے ہیں:
 آل رسول الالٰہ قوم مقدار ہم فی العلی خطیر (۲)
 اسی مفہوم میں یہ بھی شعر ہے:

ان الابرار يشربون بكأس
کان حقاً مزاجها کافورا (۳)
پھر چار شعری ہیں:

لما وفا بالندور
بجنة وحرير
فيها ولا زهرير
مزينة الكافور (۲)
والله اثني عليهم
وخصهم وجاهم
لا يعرفون بشمس
بسقون كاسار حيقا
ايك قصیدہ مہمی ہے:

فی هل اتی ان کنت تقرأ هل اتی مستحب سعیهم بھا مشکورا (۵)

۱-مناقب آل الی طالب (ج ۲۳ ص ۲۲۳)

۲-مناقب آل ابھی طالب (ج ۳ ص ۲۲۷)

۳-مناقب آل ای طالب (ج ۲ ص ۳۲۷)

۳۵-مناقب آل ای طالب (ج ۲۸ ص ۲۲۸)

ایک اور قصیدہ اسی مشہور میں یہ ہے:

فَلَمْ أتَى فِيهِمْ تَنْزِيلٌ فَهُوَا نَعْلَمُهُمْ مَعْكُمَا وَفِي السُّورَاتِ (۱)
 ملک صالح نے قصیدہ دعیل "مدارس آیات خلت من تلاوة" کی بحث اور ردیف میں شاندار
 قصیدہ کہا ہے جو اس طرح ہے:
 الائِمَّ دُعَ يَوْصِي عَلَى صَبْوَاتِي فَمَا مَاتَ مِيمُونَهُ الذِّي هُوَاتِ

مصادر حالات ملک صالح

۱۔ وفيات الأعيان ج ۱۴ ص ۲۵۹ (ج ۲۳ ص ۵۲۶ نمبر ۳۱)

۲۔ كامل ابن اخيرون ج ۱۱ ص ۱۰۳ (ج ۷ ص ۱۵)

۳۔ خطط مقریزی ج ۲۳ ص ۸۱ (ج ۲۳ ص ۱۹۳)

۴۔ تاريخ ابن کثیر ج ۱۲ ص ۲۲۳ (ج ۱۲ ص ۳۰۳)

۵۔ روض المناظر (ج ۲ ص ۱۲۸)

۶۔ تاريخ ابو الفداء ج ۳ ص ۲۰

۷۔ مرآۃ الجنان ج ۳ ص ۳۱۰

۸۔ انوار الربيع ص ۳۱۲ (ج ۳ ص ۱۱۲)

۹۔ تفتحة الاحباب ص ۲۷۱

۱۰۔ شذرات الذهب ج ۳ ص ۷۷۱ (ج ۶ ص ۲۹۶)

۱۱۔ نسمة الحمر (مجلد ۸ ج ۲ ص ۳۰۹)

۱۲۔ خواص الحصر ص ۲۳۲

۱۳۔ دائرة المعارف وجدی ج ۵ ص ۱۷۷

۱۔ مناقب آل ابی طالب (ج ۲ ص ۳۳۹)



- ۱۲۔ اعلام زرکلی ج ۲۲۹ ص ۲۲۸ (ج ۲۲۸ ص ۲۲۹)
- ۱۵۔ تاریخ مصر ج ۲ زیدان ج ۱ ص ۴۹۸ (محلہ ۳۰۷ ص ۴۹۹)
- ۱۶۔ شہداء الفضلیہ ص ۷۵

ابن عودی نیلی

ولادت / ۱۲۹ھ

وفات / ۵۵۸ھ

۱۲۹ء رشروع پر مشتمل عظیم الشان تصدیقہ کا مطلع یہ ہے:

متی یشتفی من لاعج القلب مغمرا وقد نصها يوم "الغدیر" محمد

”اور واضح طریقے سے رسول خدا محمد مصطفیٰ نے روز غدری فرمایا: آگاہ ہو جاؤ، اے لوگو! سمجھو لو بلہ
شبہ میرے پاس اس وضاحت کے بارے میں حکم آیا ہے کہ میرا پیغام یہو نچادو اور دیکھو یہ میں اپنی تقریر
کے ذریعے وہ پیغام یہو نچار ہوں۔ علی! میرا صی ہے، لہذا اس کی پیروی کرو کیوں کہ وہ میرے بعد
تھہارا امام ہے جب میں تم لوگوں کے درمیان نہ رہوں۔

سب نے کہا کہ ہم آپ کے اس حکم پر راضی ہیں اور انہیں اپنا امام و ہادی تسلیم کرتے ہیں اور انہیں
مولانا تھے ہیں وہی ہمارے سرور و مطاع ہیں، اس دن ان لوگوں نے ہدایت کو پہچان لیا لیکن دوسرا دن
آیا تو وہ ہدایت سے قطعی اندر ہے ہو گئے۔

جب رسول خدا کی وفات ہو گئی تو ان میں سے ایک نے کہا: کیا یہ میرے سردار و مولی ہوں گے؟
تمہیں لات و عزی کی قسم ہم ہرگز نہیں ہونے دیں گے۔

سبھی علیؑ سے نزاع کرنے لگے، جونہ اسلامی سبقت رکھتے تھے نہ صلاحیت سرداری رکھتے تھے،
انہوں نے خلافت پر ڈیرے ڈال دیئے کہ جو کچھ ہو جلد تباہ کا جائے۔

دوسری قصیدہ

جس میں ۷۵ راشعار ہیں:

”اے فرزندان احمد رسول مختار! تمہارے بابا علی علیہ السلام بھی خاندان نبوت سے تھے، احمد مجتبی نے تمام لوگوں میں صرف انہیں کو اپنا بھائی بنایا اور خلافت سے انہیں کو خصوص فرمایا، کاش ان پر ظلم نہ کیا جاتا۔

انہیں کے لئے غدیر کے دن اپنے بعد ولایت و خلافت کی نص فرمائی اور ہادی اعظم نے ان کے لئے دعا فرمائی، پروردگار امیں نے تبلیغ کر دی تو دیکھ لے اور گواہ رہتا ہیں جب رسولؐ کی وفات ہو گئی تو وہ ایسے ہو گئے جیسے کھیاں کھانے پر بھمنتی ہیں۔

انہوں نے بیعت توڑ دی کیوں کہ ان کے دل زبان سے ہم آہنگ نہیں تھے۔

پھر وہ جام خلافت کو اپنے میں گھمانے لگے، جیسے پیاسوں کے گرد جام شراب گھما یا جاتا ہے۔“

شاعر کا تعارف

ربیب، ابوالعالیٰ، سالم بن علی بن سلمان بن علی معروف (ابن عودی) مخالف بعوادی۔ نیلی ہے تلفی نیل فرات سے مشروب جہاں ۸۵ھ میں پیدا ہوئے ان کے تفصیلی حالات رسالہ غری نجف میں بقلم مصطفیٰ جواد بغدادی شائع ہوئے اسی کا خلاصہ یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔

ابوالعالیٰ مشہور شاعر ہیں لیکن ان کے حالات پر وہ خفا میں ہیں، ادب کے ستارہ درخشاں ہیں لیکن اس کی روشنی ہمارے لئے بہم ہے، ان کے ہم عصر عباد الدین اصفہانی نے کچھ ان کے حالات جمع کئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ وہ ایسے جوان تھے جنکی ذکاوت شعلہ جوالہ تھی، ان کے نئے شراب ناب کی طرح تھے یا آب حیات کی طرح شعر کہتے ہیں تو فصاحت و بلاغت کے دریا بہاتے ہیں جسے سن کر تمام پیاسے مد ہوش ہو جاتے ہیں۔

میں ۹۵ھ میں واسطہ یہو نچا تو معلوم ہوا کہ ابوالعالیٰ یہاں موجود ہیں، ایک دن خلیفہ کے گھبراں

”فاتنا“ کی دعوت پر ان سے قصیدہ سننے کا اہتمام ہوا لیکن بزم میں ان سے پہلے ایک شخص کری پر جا کر قصیدہ سنانے لگا اور انہوں نے قصیدہ سنانے سے انکار کر دیا۔ جائزہ و انعام سے بھی محروم رہ گئے۔ پھر میں نے ۵۵۵ھ میں ہمامیہ میں ملاقات کی، مگر کاتب انہیں نادر ترین جواں سال شاعر سمجھتے تھے، فاتنا کو سنانے کے لئے آمادہ ہوئے لیکن اک ذرا خلاف مزاج ہوا اور قصیدہ پیش کر چلے گئے۔ ان کی غزلیہ شاعری کا نمونہ دیکھیں:

ابی القلب الا ام فضل و ان غدت تعدمن النصف الاخير لداتها
لقد زاد ها عندى المشيب ملاحة وان زعم الواشى و ساء عداتها
ان کی شاعری خالص عربی لیکن اس کے تارو پود بیاشی روی سے آراستہ ہیں۔ صندی نے ان کے بعض اشعار کو نقل کر کے کہا ہے کہ ان کی شاعری حد اوسط کی ہوتی تھی۔ (۱)

لیکن ان کے اس تبرے سے ان کا کینہ و عناد ظاہر ہوتا ہے کیوں کہ ان کی شاعری بلند مظاہمین اور شکوه الفاظ کی حامل ہوتی تھی۔ تبرہ نگار کو عربی ادب کے مزاج سے واقفیت نہیں، ہم کہہ سکتے ہیں کہ ابن عودی کے اشعار ظرافت معانی کے لحاظ سے حد وسط میں ہو سکتے ہیں لیکن حسن تالیف کے اعتبار سے بہت بلند ہوتے ہیں۔

ابن عودی نے حیری، ابن حمار، عونی، ناشی صغری، ابن علویہ وغیرہ کی طرح مدح اہل بیت میں کافی سرمایہ چھوڑا ہے، ابن شہر آشوب چھٹی صدی کے وسط میں عراق گئے تو انہوں نے بچے بچے کی زبان سے ابن عودی کے اشعار سے، اسی لئے مناقب میں ان کے اکثر جگہوں پر اشعار درج کئے ہیں۔ (۲) جب ابن شہر آشوب عراق سے شام گئے تو عراق میں حلبوں نے شیعہ دشمنی میں ہنگامے شروع کر دئے، کتاب خانے، شیعہ شاعروں کے دیوان اور شیعی آثار جو پایا جلا ڈالا، ابن عودی کے دیوان کو بھی نذر آتش کر دیا۔ ابن نجاح کہتا ہے کہ ابن عودی خبیث رافضی تھے وہ صحابہ رسول کو گالیاں دیتے تھے۔

۱۔ الوفی با اوقیات (ج ۵ ص ۱۶۲)

۲۔ مناقب آل ابی طالب (ج ۳ ص ۲۲۰، ۳۲۱؛ ج ۴ ص ۲۷۲؛ ج ۳ ص ۳۲۲؛ ج ۴ ص ۳۵۰، ۳۶۰)

ابن عودی کی تاریخ وفات معلوم نہ ہو سکی، البتہ سال ولادت ۷۸ ھجری ہے، علما والدین اصفہانی نے ۹۵۵ ھجری میں بحامیہ میں ان سے ملاقات کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عودی ۹۵۵ ھجری سے زیادہ زندہ نہ رہ سکے، ممکن ہے ان کا سال وفات ۸۵۵ ھجری ہو کیوں کہ اس طرح ان کی عمر اسی سال ہو جاتی ہے، جہاں ابن عودی زندگی بر کرتے تھے، وہاں کی او سط عمر بھی تھی:-

قاضی جلیس

وقاتِ رال ۱۵۵

لوئی غدرہ یوم "الغدیر" بحقہ و اعقبہ یوم "البعیر" واتبعاً
"غدیر کے دن لوگوں نے غداری کا تہبیہ کر لیا اور اس کا نتیجہ جگہ جمل کے موقع پر ظاہر ہوا۔
ان سے قرآن برپا کار ہے کہ انہوں نے اس کی رعایت نہ کی اور اسلام ان کی سرزنش و ملامت
کرتا ہے کہ انہوں نے توجہ نہ دی۔"

یہ بھی ایک مرثیہ ہے جس میں ۳۶ شعر ہیں:

"پیان ولایت کے مکر ہوئے، ان کی سرکشی اپنی آخری حدود پر چلی۔

حد میں علی کے ساتھ غداری کی حالانکہ نص ولایت کے سلسلے میں واقعہ غدیر پر گواہ ہے۔"

۲۹ شعروں کا ایک قصیدہ یہ ہے:

بعل البتوول ...؟.....

"اے فاطمہ کے شوہر! اگر فاطمہ زہر آنہ ہوتیں تو ہم کہاں سے ائمہ برحق کے ذریعہ ہدایت پاتے،
رسول نے آپ کے لئے بروز غدیر نص فرمائی، صرف منافق اور بے دین ہی ان کے حق کے مکر ہوئے۔"

شاعر کے حالات

ابوالمعالی، عبدالعزیز بن حسین بن حباب، اعلیٰ، سعدی، مقلی، معروف بقاضی جلیس مشرکے متاز

شاعر اور انسائی نگار تھے، ملک صالح کے مصاہب ندیم خاص تھے، ممکن ہے کہ ملک صالح کی صحبت میں زیادہ بیٹھنے کی وجہ سے جلیس مشہور ہوئے ہوں۔

قاضی جلیس الی بیت کے پکے دوستدار اور شاعر تھے، فقیر عمارہ یمنی نے بھی ان کی ولایت کا قصیدہ پڑھا ہے، ان کی تعزیت میں خریدہ القصر، تاریخ ابن کثیر، فوات الوفیات ابن کثیر نے خامہ فرسانی کی ہے۔ (۱) اور لکھا ہے کہ موفق بن خلال کے ساتھ فائز باللہ کے کلک تھے، قاضی جلیس نے ملک صالح کی خدمت میں حسن بن علی مصری کی مدح کی تاکہ مقرب بارگاہ ہو جائیں۔ لیکن جب قاضی کا انتقال ہوا تو وہ مختلف ہو گیا، طعن و تفہیج کرنے لگا، جتنازہ میں خوشی کے لباس پہن کر شریک ہوا اسی اہانت کی وجہ سے وہ لوگوں کی نظرؤں سے گر گیا۔ اتفاق کی بات یہ کہ وہ قاضی کے ایک ماہ بعد ہی مر گیا۔ (۲)

قاضی بر جست اشعار کہنے میں ناہر تھے، وہ تمام اصنافِ خن پر اچھے اشعار کہتے تھے۔

فوات الوفیات میں ہے کہ قاضی جلیس نے الٰہی میں الگ بھگ ستر سال کی عمر میں وفات پائی۔

مرثیہ الی بیت کے ابتدائی اشعار یہ ہیں:

از ایت جرلہ طیف هدا زائر	ماهاب عادیہ الغیور الزائر
والی و شملته الظلام و لم يكن	لیزورا لافی ظلام ساتر
فکانہ انسان عین لم يلح	مذقط الافی سواد الناظر
ما حکم اجفانی کحکم جفونها	شتان بین سواهر و سواحر

۱۔ البدایہ والتحایہ ج ۲ ص ۲۵۱ (ج ۱۲ ص ۳۱۲)؛ فوات الوفیات ج ۱ ص ۸ (ج ۲ ص ۲۲۸) (۲۸۵)

۲۔ تجم الادباء ج ۲ ص ۱۵۷ (ج ۹ ص ۲۸۶)

ابن مکی نیلی

”کیا تم نہیں جانتے کہ رسول خدا محمد مصطفیٰ نے حیدر کو اپنا وصی بنایا، اس سے پہلے کہ ان کی روح آسمان کی طرف پرواز کرے۔

غدرِ خم میں جب کہ سبھی حاضر و گواہ تھے، خطبہ پڑھا، آوازیں خاموش اور جرس گم تھے، علیٰ میری قیص کا حملہ ہے، وہ میرا مددگار ہے اور اسے مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی۔“ (۱)

شاعر کے حالات

سعید بن احمد کی نیلی، مودب، ممتاز، شیعہ اور خوش نو اشعار تھے۔ عترت اطہار کے فدائی، انہوں نے ڈیکے کی چوت پر خصائیں ایں بیٹھ پیان کئے، ان کے حاسد اور طرفدار ان سقیفہ غلوکا الزم اگاتے تھے، حالانکہ یہ عظیم شاعر معتدل محبت الہمیت تھے، ابن شہر آشوب نے انہیں پرہیز گار شعراء میں شمار کیا ہے۔ (۲) یا قوتِ حموی کہتے ہیں کہ مودب شیعہ مذہب اور نجومی دانشور تھے، ادب و لغت پر مہارت تھی، شیعیت کے متعلق ان کے اشعار مبالغہ کی حد تک ہیں، بڑے اچھے شعر کہتے، زیادہ تر مدح الہمیت ہی میں کہا، ان کا تغولِ لطیف اور شاداب تھا، سو سال کی عمر پائی اور ۵۵ میں وفات کر گئے۔ (۳)

۱۔ مناقب ابن شہر آشوب ج ۱۴ ص ۵۲۳ (ج ۲۲ ص ۲۲۵)، ج ۲۰ ص ۳۰۵

۲۔ معالم العلماء (ص ۱۵۳)

۳۔ تعمیم الادباء ج ۲۳ ص ۱۹۰ (ج ۱۱ ص ۲۳۰)

عما德 کا تب لکھتے ہیں: تسبیح میں راہ افراط پر گامزن تھے، لیکن بڑے تقویٰ شعار ادیب و ادیب پرور تھے، مذہبی تعصّب بہت زیادہ تھا، بوڑھے ہو گئے تھے، کمر جھک گئی تھی، پینائی سے محروم تھے ۹۰، سال کی عمر پائی۔ ان کا وجود، عدم برابر تھا، میری ان سے آخری ملاقات بغداد کے محلہ صالح میں ۱۹۵۵ء میں ہوئی۔

صفدی و ابن شاکر نے بھی ان کا تذکرہ کیا ہے۔ (۱) کہتے ہیں کہ وہ بڑے اچھے شعر کہتے زیادہ تر مدح اہل بیت ہی میں کہتے، ان کے اشعار کا نمونہ دیکھیں:

فَان يَكْنُ آدَمَ مِنْ قَبْلِ الْوَرَىِ بَنِيٰ وَ فِي جَهَنَّمَ عَدَنَ دَارِ!

فَان مُولَىٰ عَلِيَا ذَا الْعُلَىِ مِنْ قَبْلِهِ سَاطِعَةٌ اِنْوَارِهِ (۲)

اگر آدم تخلیق کائنات سے قبل نبی اور جنت میں مقilm تھے تو ان سے بھی پہلے میرے بلند مرتبہ مولا علی کا نور ساطع تھا۔

سُلْطَانِ سَكِينَةٍ

اسی طرح نوح، یوسف، یوسف، موسیٰ اور عیسیٰ سے قابل کر کے تیر ہوا شعر کہا ہے:

مِنْ حَمَلَتْهُ اَمَّهُ مَاسِجَدَتْ لَلَّاتِ بَلْ شَفَلَهَا اسْتِغْفَارِ!

آپ وہ ہیں کہ اپنی ماں کولات و عزیٰ کے بحدے سے بطن مادر ہی میں باز رکھا اور انہیں استغفار میں مشغول رکھا۔

اس آخری شعر میں اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جسے سیرۃ حلیبیہ میں، سیرۃ ذہنی دھلان اور صوری نے نزہۃ المجالس نیز شبیخی نے نور الابصار میں لکھا ہے کہ امیر المؤمنین اپنی والدہ کو احناام کا بجدہ کرنے سے بطن مادر ہی میں باز رکھتے تھے۔ (۳)

یُوسُفُ وَ أَسْطِلُ نَدْشِنِي عَلَىٰ مِنْ دُوْشِرَ كَبَهْ تَهْ، اَسْ كَاجِيَابِ اِبْنِ كَلِيِّ نَدْيَ نَدْيَ دِيَا:

۱۔ نکت الحمیان (ص ۱۵۷)؛ نوات الوفیات (ج ۱۲۹) (ج ۲۴ ص ۵ نمبر ۱۶۷)

۲۔ مناقب آل ابی طالب (ج ۳ ص ۲۷)

۳۔ سیرۃ الحلیبیہ (ج ۱ ص ۲۸۵) (ج ۱ ص ۲۶۸)؛ السیرۃ النبویہ (ج ۱ ص ۹۱)؛ نزہۃ المجالس (ج ۲ ص ۲۱۰)؛ نور الابصار (ص ۱۵۶)

الاقل لمن قال فی کفره و ربی علی قولہ شاہد
 [اذا اجتمع النّاس فی واحد و خالفهم فی الرّضا واحد]
 [فقد دل اجماعہم کلہم علی انه عقلہ فاسد]
 ”اس کینے سے کہر دو جو کفر بکتا ہے اور میرا رب اس کا گواہ ہے۔

وہ کہتا ہے کہ جب لوگ خلافت کے بارے میں متفق ہو جائیں اور ان میں ایک مخالف ہو تو سب کا
 متفق ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ اس اکیلے شخص کی عقل فاسد ہے۔“

کلذبت و قولک غیر الصّحی

”تم قطعی جھوٹ بولتے ہو تمہارا پہ نظر ارباب تقید کے یہاں مہل ہے، کیوں کہ قوم موئی کے
 بھی لوگ گوسالہ پرستی پر متفق الرائے تھے، اکیلے ان کے مخالف و میں موئی جناب ہارون تھے۔ اکثریت
 خطا کار رہی جو گائے کو پوچھتے تھے اور جو اکیلا اور منفرد تھا اس کی رائے صحیح تھی۔“ (۱)
 علامہ امینی نے اعيان الشیعہ میں ابوسعید نیلی کے حالات کی فضل قائم کر کے حیرت ناک تاسع
 فرمایا ہے، فرماتے ہیں کہ ان کا مصرع (دعیٰ باسعید ہوا ک استمسک بحق) یہاں باسعید
 ہے، اس لحاظ سے ان کا نام سعدیا سعید ہے۔

۱- مجلس المؤمنین (ج ۲ ص ۱۵۷)

۲- اعيان الشیعہ ج ۶ ص ۷۰ (ج ۲ ص ۳۵)؛ ج ۱۲ ص ۷۰ (ج ۲ ص ۲۵)

خطیب خوارزمی

ولادت ۳۸۲ھ

وفات ۴۵۷ھ

الاہل من فتنی کابی تراب امام طاهر فوق التراب؟!

”کیا کوئی جوان ابوتراب کے مانند ہے، وہ زمین پر پاک و طاہر امام تھے۔

اگر میری آنکھیں آشوب کر جائیں تو علی کی جوتیوں کی خاک کا سرمہ بناوں۔

محمد رسول خدا علم کے شہر ہیں اور امیر المؤمنین ان کے دروازے کے مانند۔

وہ محراب میں بہت زیادہ رونے والے اور میدان جنگ میں بہت زیادہ ہنسنے والے تھے۔

علی، عمرو بن عبدود کے قاتل اور ضرب ششیر سے اسے خاک چٹانے والے ہیں۔

حدیث برآۃ اور غدر خم کی بات اور پرچم خیبر کی بات، بہترین فیصلہ کر سکتی ہے۔“ (۱)

شاعر کے حالات

حافظ، ابوالموید، ابو محمد موفق بن احمد بن ابی سعید اسحاق بن الموید، کمی حنفی معروف اخطب خوارزم۔

فقیر و دانشور تھے، معروف حافظ اور حدیث تھے، مایہ ناز خطیب تھے، سیرت و تاریخ سے آگاہ، شاعر

وادیب اور برجستہ خطبہ میں مہارت تھی، ان کی شاعری کتابوں میں جا بجا ملتی ہے۔

۱۔ ۳۶۲ بیت پر مشتمل یہ قصیدہ مناقب خوارزمی (ص ۳۹۹) کے آخر میں طبع ہوا ہے، ان میں بعض کو خوارزمی نے اپنی مقتل (ج ۲ ص ۱۶۱) میں نقل کیا ہے اور ان میں سے بعض ایمیات کو ان شہر آشوب نے اپنی مناقب (ج ص ۱۵۲، ۱۵۹) میں نقل کیا ہے۔

جموی، صدیقی، تقی فارسی، قسطی اور سیوطی نے بہت (یادہ ستائش کی ہے۔ (۱) ان کے علاوہ محمد بن عبدالجی، سید خوانساری، جرجی زیدان، عبد القادر مصری نے بھی بہت زیادہ سیرا ہے۔

مشارخ و اساتذہ روایت

- | | |
|-------------------------------------|--|
| ۱۔ حافظ نقی | |
| ۲۔ جاراللذت خنزیری | |
| ۳۔ ابوالفتح کردخی | |
| ۴۔ ابو الحسن غزنوی | |
| ۵۔ شیخ جوینی | |
| ۶۔ ابو بکر زاغوینی | |
| ۷۔ ابو الفتوح طائی | |
| ۸۔ شہزاد ابن شیراز یہ دیلمی | |
| ۹۔ محمد بن عطاءہ ہمدانی | |
| ۱۰۔ ابو المظفر ہمدانی | |
| ۱۱۔ مرزوکی | |
| ۱۲۔ محمد بن احمد کلی | |
| ۱۳۔ ابو طاہر خطیب مرد | |
| ۱۴۔ ابوالواحد باقر حنفی | |
| ۱۵۔ ابو منصور بقدادی | |
| ۱۶۔ حسن بن فرجار | |
| ۱۷۔ ابو ذر بن بندار | |
| ۱۸۔ ابوالفضل بن عبد الرحمن حضر بندی | |
| ۱۹۔ محمد بن سمان بن یوسف ہمدانی | |
| ۲۰۔ ابو محمد غضاوی طوسی | |
| ۲۱۔ سعید بن محمد نقی | |
| ۲۲۔ مبارک بن محمد قسطی | |
| ۲۳۔ ابو علی حداد، سیف الدین ججی | |
| ۲۴۔ عبد الرحمن بن میکائیل | |
| ۲۵۔ عبد الرحمن بن محمد کرمانی | |
| ۲۶۔ منصور بن فوح شهرستانی | |

۱۔ صحیح الادباء (ج ۸ ص ۳۹)؛ العقد الشیئیں (ج ۷ ص ۳۱۰)؛ انباء الرواۃ علی انباء انجیاۃ (ج ۳ ص ۳۲۲ نمبر ۹۷)؛ بیانیۃ الراویۃ (ج ۲ ص ۳۰۸ نمبر ۲۰۲۶)

- ۳۱۔ ابو داود ہدایی
- ۳۲۔ محمد بن منصور مقری
- ۳۳۔ امام مسعود بن احمد دہستانی (۱)

تلامذہ اور راویان حدیث

- ۱۔ ابوالکارم خوارزی؛ (۲)
- ۲۔ مسلم بن علی اخت؛ (۳)
- ۳۔ طاہر بن عبدالسید خوارزی؛ (۴)
- ۴۔ ابو محمد حسین؛ (۵)
- ۵۔ ابن شہر آشوب مازندرانی؛ (۶)
- ۶۔ ابن حمین؛ (۷)
- ۷۔ ناصر بن احمد بن بکر خجوي؛ (۸)

تالیفات

انہیں فقہ، حدیث، تاریخ و ادب پر بھرپور دستگاہ تھی اور دنیا بھر میں مشہور ہوئے، ان کی تالیفات مندرج ذیل ہیں:

۱۔ مناقب ابوحنیفہ، ۲۱۳ھ میں حیدر آباد میں دو جلدیں میں شائع ہوئی۔

- ۱۔ الفوائد الحمییہ ص ۳۹: روضات الجمیات ص ۲۱ (ج ۸ ص ۱۲۳) تاریخ آداب المذاہج ص ۲۰ (مجلد ۲ ص ۳۱۱)؛ الجواہر الحمییۃ (ج ۳ ص ۵۲۲ نومبر ۱۷۱۸)
- ۲۔ سخیۃ الوعاظ ص ۳۰۲ (ج ۲ ص ۱۱۳ نومبر ۱۹۵۳)
- ۳۔ بخار الانوار (ج ۷۰ ص ۱۵۲)
- ۴۔ بخار الانوار (ج ۷۰ ص ۱۵۲)
- ۵۔ مناقب آل ابی طالب (ج ۱ ص ۲۱)
- ۶۔ فرمادہ امیر (ج ۲۲ ص ۳۹۰ حدیث ۲۰۵۳ نومبر ۱۹۵۳)

۲۔ روشن برائے امیر المؤمنین: (۱)

۳۔ کتاب الریعن: (۲)

۴۔ تضییا امیر المؤمنین: (۳)

۵۔ مقتل امام حسین، جس میں پندرہ مفید ابواب ہیں۔

۶۔ شعری دیوان: (۴)

مناقب امیر المؤمنین جس میں سے عصر موجودتک کے تمام مقتندر علماء احادیث نقل کرتے آئے ہیں۔ (۵)

وفات

۱۹۵۰ میں ہوئی جن لوگوں نے ۱۹۵۰ کھاہے وہ غلط ہے، کیوں کہ بغایۃ الوعاۃ، فوائد النہیہ،
تاریخ زہبی، کشف الطیون، روضات الجنات میں ۱۹۵۰ ہی درج ہے۔ (۶)

۱۔مناقب آل ابی طالب ج ۲ ص ۳۹۰

۲۔مناقب آل ابی طالب ج ۱ ص ۵۸۳

۳۔ کشف الطیون ج ۱ ص ۵۲۲

۴۔ کشف الطیون ج ۲ ص ۵۲۲ (ج ۳ ص ۱۸۲۳)

۵۔ بغایۃ الوعاۃ (ج ۲ ص ۳۰۸ نمبر ۲۰۳۶) الفوائد النہیہ (ص ۲۱)؛ العقد الشیعی (ج ۲ ص ۳۱۰)؛ کشف الطیون (ج ۱ ص ۸۱۵)؛
روضات الجنات (ج ۱ ص ۱۲۳)

فقیہہ عمارہ

ولادت ۱۳۵۷ھ

قتل ۱۴۲۹ھ

”آپ کی ولادت تمام مسلمانوں پر فرض کی گئی ہے اور آپ کی محبت بڑی پوجی اور بہترین مال غنیمت ہے اگر آدمی آپ کی محبت سے دل نہوازے تو کل خدا کے نزدیک بے وقت رہے گا۔
آپ عیسیٰ بن حیدر (خلیفہ فائز بن طافر خطاب ہے) کی نص کی بنا پر وارث ہدایت ہوئے نہ کہ عیسیٰ بن مریم کی نص کی بنا پر۔

اور فرمایا: میرے ابنِ عُمَّ کی اطاعت کرو کیوں کہ وہ میرے پوشیدہ اسرارِ الٰہی کا امین ہے۔

اسی طرح وہ وصیٰ مصطفیٰ اور ان کے ابنِ عُمَّ ہو گئے، بروز غدریاں کا اہتمام و انصرام کیا گیا تھا۔

اہل قصر کا مرثیہ کہا ہے اس کا ایک شعر یہ ہے:

اور بساط زمین بروز عید غدیر یوں رقصائ ہوتی ہے جیسے کہ نیزہ بازوں کے ہاتھوں میں نیزے
تھرکتے ہیں۔“

شاعر کے حالات

فقیہہ، نجم الدین، ابو محمد، عمارہ بن ابو الحسن علی بن زیدان بن احمد، حکمی یعنی۔ شیعوں کے بلند مرتبہ فقیہہ صاحب تالیفات اور بہترین استاذ تھے، شیعیت کی راہ میں سر سے گزر گئے۔

علم کامل اور فضل شامل کے ساتھ بہترین شاعر بھی تھے، شعر کہتے تھے یا موتی پر ورنے تھے، ان کے شعروں میں روانی، سخیدگی اور شادابی ہوتی تھی، سب سے بلند تریہ بات کہ وہ ولائے آل محمد سے سرشار تھے، ایسا والہا نہ پن تھا کہ راہ شیعیت میں شہید ہوئے۔

ان کی جاوہاں تالیفات میں ”نکت عصریہ، اخبار وزراء مصر، تاریخ میں، فرائض و مواریث، شعری دیوان، ایک قصیدہ بنام شکایتِ امتنان و نکایتِ المحاظم“ کہہ کے صلاح الدین ایوبی کے پاس بھیجا تھا۔

نکت عصریہ (ص ۷) میں اپنے حالات لکھے ہیں: انہوں نے شاعری اپنے چچا علی بن زید ان سے یعنی ۵۵۶ھ میں حد بلوغ کو پہنچے اور ۳۱۳ سال کی عمر میں باپ کے حکم سے وزیر مسلم کے والدہ زبید گئے وہاں چار سال قیام کیا، سوائے نماز جمعہ کے مسجد سے باہر نہ نکلتے، پانچوں سال والدین سے ملاقات کرنے آتے اور پلٹ جاتے، تین سال تک طلبہ کوشانی فتحہ پڑھائی، جب وہ ۳۹ سال کے ہوئے تو والدین ان سے ملنے زبید آئے ان کے ساتھ عمارہ کے پانچوں بھائی بھی تھے، انہوں نے والد کو کچھ اشعار سنائے، انہوں نے ستائش کی اور فرمایا: تم جانتے ہو کہ ادیب و شعر نعمت الہی ہے، لوگوں کی ندمت کر کے کفر ان نعمت نہ کرنا، عمارہ کو قسم دی کہ ایک شعر میں بھی کسی مسلمان کی بحونہ کرنا۔

ایک بار ملکہ آزادہ کے ساتھ حج کے لئے گئے، دوسری بار ملکہ کی زیارت سے مشرف ہوئے، ۵۵۷ھ میں مصر آئے، خلیفہ مصر امام فائز تھے اور ان کے وزیر ملک صالح، خلیفہ کی بارگاہ میں قصیدہ پیش کیا۔ بھی نے خاص طور سے ملک صالح نے بڑی ستائش کی بار بار اشعار پڑھوائے، خلعت و انعام سے نوازا گیا۔ سب سے زیادہ ملک صالح نے ۵۰۰ دینار دئے پھر خلیفہ کی بیٹی نے ۵۰۰ دینار عطا کئے۔

پھر ان کا وظیفہ مقرر ہو گیا، ان سے پہلے اتنا وظیفہ کسی کا مقرر نہیں ہوا تھا، انہیں خاص طور سے ملک صالح سے تعلق خاطر تھا۔

فیصلہ عمارہ ایک قصیدہ کی بناء پر کچھ لوگوں کے ہمراہ فرازدار سے نوازے گئے۔
اس کا مطلب یہ ہے:

رمیت یادہر کف المجد بالشلل وجیدہ بعد حسن الحلی بالاعطل
کہا گیا ہے کہ ایک گروہ انگریزوں سے خط و کتابت کر رہی تھی کہ صلاح الدین ایوبی کو ہٹا کر فرزند
عاضد کو بٹھا دیں، اس گروہ میں ایک سپاہی بھی جو مصری باشندہ تھا، اس نے صلاح الدین سے جا کر
شکایت کر دی صلاح الدین نے سب کو حاضر ہونے کا حکم دیا، سب نے اعتراف کر لیا اس نے حکم دیا کہ
سب کو چھانی دے دی جائے۔

روز شنبہ ماہ رمضان ۹۹ھ قاہرہ میں سب کو چھانی دے دی گئی۔

فقیرہ عمارہ کے ساتھ قاضی القضاۃ ابو القاسم ہبۃ اللہ، ابن عبد القوی وائی الدعاۃ عویس ناظر فقر،
شیریا، عبدالصمد مشی، نجاح حمای نجم نصرانی بھی تھے، آخر الذکر نے سب کو آمادہ کیا تھا۔
صفدی لکھتے ہیں کہ بعد نہیں کہ قاضی فاضل نے عمارہ کے قتل میں چغلی کی ہو کیوں کہ صلاح الدین
نے ان کے بارے میں اس سے مشورہ کیا تھا، قاضی نے کہا کہ شہر پر کردیا جائے۔ صلاح الدین نے کہا:
ممکن ہے پھر چپ کرو اپس آجائے، قاضی نے کہا: تنبیہ و سرزنش کی جائے۔ صلاح الدین نے کہا: کہے
ابھی چپ رہیں گے پھر موقع دیکھ کر بھوکنکیں گے۔

قاضی نے کہا: اسے چھانی دے دیجئے۔ صلاح الدین نے کہا: بادشاہ جب ارادہ کر لیتے ہیں تو عمل
بھی کرڈا لتے ہیں۔ (۱)

صلاح الدین تیزی سے اٹھا اور قاضی عویس کو چھانی کا حکم دے دیا، جب انہیں دارپرالکانے لے
جایا گیا تو انہوں نے خواہش کی کہ قاضی کے گھر کی طرف سے لے جایا جائے، خیال تھا کہ شاید قتل سے
نجات دلاعے قاضی نے دیکھا تو اندر گھس کر دروازہ بند کر لیا، عمارہ نے یہ شعر پڑھا:

عبدالعزیز قد احتجب ان الخلاص من العجب
عبد العزیز گھر میں گھس گیا، اب نجات تجھب خیر ہے۔ (ممکن نہیں)

غدیر

قرآن، حدیث اور ادب میں

پانچویں جلد

مؤلف

حضرت علامہ عبدالحسین الامینی الحنفی



ترجمہ و تنجیض:

ادیب عصر مولانا سید علی اختر رضوی "شیعور گو پال پوری"

قال أبو عبد الله :
هذا يوم عظيم عظم الله حرمته على
المؤمنين وأكمل لهم فيه الدين وتم
عليهم النعمة وجدلهم ما أخذ عليهم
من العهد الميثاق

فہرست مطالب

باقیہ عنہ لیبان غدری (جھٹی صدی تہجیری)

۲۶۹.....	سید محمد اقسامی
۲۷۰.....	شاعر کی شخصیت
۲۷۰.....	خانوادہ اقسامی
۲۷۰.....	ایک دوسرا خاندان اقسامی
۲۷۳.....	توجہ طلب
۲۷۳.....	طی الارض کے متعلق اہل سنت کے تھے
۲۷۹.....	نگ جگ جیرو
۲۷۹.....	حدیث رد شس
۲۸۱.....	ہزار رکعت نماز
۲۸۲.....	اہن تیہیہ کے جوابات
۲۸۸.....	مشکل اور ادوات حتمات
۲۹۴.....	اسلام میں محدث
۲۹۶.....	نصوص اہل سنت
۳۰۰.....	لائق توجہ فکر
۳۰۱.....	نصوص شیعہ

۳۰۶.....	شیعوں کا عقیدہ ائمہ کے علم غیب کے متعلق
۳۱۸.....	قطرہ ای از دریا
۳۲۱.....	جنازوں کی منتقلی مشاہد مقدسہ کی طرف
۳۳۰.....	ان کے اسماء جنہیں وہن کے بعد دوسری جگہ منتقل کیا گیا۔
۳۳۶.....	زیارت مشاہد مقدسہ آل رسول (دعا و نماز، توسل و تبرک)
۳۴۲.....	زیارت قبر رسول کی ترغیب
۳۵۲.....	مشاخچ اربعہ کے اعلانات
۳۵۹.....	تین اہم فروعات
۳۶۰.....	علماء اہل سنت کی نظر میں آداب زیارت
۳۶۳.....	پیغمبر اکرم پر صوات
۳۶۴.....	قبر رسول پر توسل
۳۶۵.....	تمک بہتر شریف
۳۷۱.....	زیارت ابو بکر
۳۷۱.....	وداع حرم مقدس
۳۷۲.....	زیارت بقیع
۳۷۳.....	زیارت شہداء احمد
۳۷۳.....	زیارت قبور کی تحریص
۳۷۴.....	آداب زیارت قبور
۳۷۸.....	ارشادات مشاخچ
۳۸۱.....	مردوں کے لئے نذر و نیاز
۳۸۲.....	زیارت کے مقبرے

۳۹۰.....	احادیث کی ریڈھماری
۳۹۳.....	کذاب اور جعل ساز محمد شین
۳۷۰.....	معیار نظر
۳۶۲.....	درج ابوحنیفہ میں
۳۶۵.....	نہمت ابوحنیفہ میں
۳۷۷.....	دوسرے انکار اہل سنت
۳۸۱.....	جعل حدیثوں کی فہرست
۳۸۵.....	اعتبار کی بات
۳۸۹.....	حدیث کے کارخانے
۵۲۱.....	خلافت کے بارے میں جعلی احادیث
۵۲۲.....	مکار کا منہ کالا
۵۲۳.....	گہار، حجج و پکار
۵۲۵.....	حدیث سازی کے متعلق علماء کی رائے
۵۲۷.....	قطب الدین راوندی
۵۲۷.....	حالات و شخصیت
۵۲۸.....	اساتذہ اور جن سے روایت کی
۵۲۹.....	تایفات
۵۷۰.....	اولاد
۵۷۱.....	سیط میں تقاوندی
۵۷۱.....	شاعر کے حالات
	عند یہاں غدری (ساتویں صدی ہجری)

۵۷۵.....	ابوالحسن منصور بالله
۵۷۶.....	شاعر کے حالات
۵۷۶.....	اولاد
۵۷۷.....	محمد الدین ابن جمیل
۵۷۷.....	شعری تنقیح
۵۷۸.....	شاعر کا تعارف
۵۸۱.....	الشواکونی حلی
۵۸۱.....	شاعر کے حالات
۵۸۳.....	کمال الدین شافعی
۵۸۳.....	شاعر کے حالات
۵۸۴.....	تالیفات
۵۸۵.....	ابو محمد منصور بالله
۵۸۵.....	شاعر کے حالات
۵۸۷.....	ابوالحسین جزار
۵۸۷.....	شاعر کے حالات
۵۸۹.....	قاضی نظام الدین
۵۸۹.....	شعری تنقیح
۵۹۰.....	شاعر کے حالات
۵۹۲.....	شمس الدین محفوظ
۵۹۲.....	شاعر کے حالات
۵۹۳.....	بہای الدین ارمیلی

۵۹۳.....

شاعر کے حالات

۵۹۵.....

مشائخ دروداۃ

باقیہ عند لیبان غدیر
(چھٹی صدی ہجری)

- ۱۔ سید محمد اقسامی
- ۲۔ قطب الدین راوندی
- ۳۔ سبط ابن تعاویذی

سید محمد اقسامی

وقات ۱۵۵

و حق على خير من وطا الشري و افسر من بعد النبي قد التخر
 "اور خلافت علی کا حق ہے، جو بعد رسول تمام انسانوں میں بہتر اور شاکستہ مباحثات ہیں، وہ واقعی
 جانشین رسول اور وارث علم رسول ہیں، انھیں کی وجہ سے عدنان و مضر کے خاندان نے شرافت و افتخار
 پایا۔



وہی ہیں جنھیں بروز خدیر رسول خدا نے بازو تھام کر بلند فرمایا، حضرت عمر سے پوچھ لوا! انہوں نے
 بتوں کو توڑا اور لوگوں کی سرزنش سے گھبرائے نہیں حالانکہ وہ لوگ مت سے ان بتوں کی پرستش
 کر رہے تھے۔

وہ داما رسول اور ان کی بیٹی کے شوہر ہیں۔ ان کے بارے میں آیات و سورے نازل ہوئے،
 مغفرت اسی کا حصہ ہے جو بروز قیامت محبت الہی بیت ذخیرہ کر کے لے جائے۔"

بعض سینیوں نے اقسامی کی طرف مدح ابو بکر میں یہ دو شعر بھی منسوب کر دیے ہیں:
 حق ابی بکر الذى هو خير من على الارض بعد المصطفى سيد البشر
 لقد احدث التوديع عند داعنا لوعاجه بين الجوانح تستعر
 "خلافت حق ابو بکر ہے جو بعد رسول تمام لوگوں میں سب سے بہتر اور بوقت نزع ان کے اشتیاق
 کی آگ دل میں بھڑکتی ہے۔"

شاعر کی شخصیت

نام محمد بن علی بن فخر الدین ابو الحسن حمزہ بن کمال الشرف ابو الحسن محمد بن ابو القاسم حسن ادیب بن ابو جعفر محمد بن علی زاہد بن محمد اصغر اقسامی بن سیجی بن حسین ذی العبرۃ بن زید شہید ابن امام چہارم علی بن حسین علیہ السلام۔

خانوادہ اقسامی بزرگ ترین علوی خاندان ہے جس میں بلند مرتبہ فکار پیدا ہوئے ہیں۔ یہ کوئے کے ایک دیہات سے منسوب ہیں جس کا نام اقسام مالک ہے۔

اس خاندان میں تبحر عالم، موثن محدث، عظیم لغوی اور خوشنواش اشعار ہوئے ہیں۔ کامیاب حکمراں اور فاضل نقیب بھی گذرے ہیں۔ سب سے پہلے اقسامی لقب سید محمد اصغر بن سیجی بن زید نے اختیار کیا۔ انھیں سے بنی جوزاً، بنی موضع، بنی قرة الہمین اور بنی صعوہ کی شانیں نکلیں۔ طاہر بن احمد، بنی صعوہ سے ہیں جن کے بارے میں سمعان نے لکھا ہے کہ طاہر بن محمد بن علی اقسام کا لقب صعوہ تھا۔ وہ متین اور معتر آدمی تھے۔ انہوں نے عدوی، انہوں نے حراث اور وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔

خانوادہ اقسامی

ابن عساکر (۱) ان کے جدا علی کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ محرم ۳۷ھ میں دمشق آئے پھر مکہ و مدینہ چلے گئے۔ ادیب و شاعر کے ساتھ رعب و جلال کے حامل تھے، چہرہ پر رونق تھا، لفت و شعر پر عبور تھا، زندگی کے لحاظ سے خاندان ابو طالب کی بہترین فرد تھے، خوش اخلاق و ملنوار تھے۔ ابن فوٹی کا بیان ہے کہ تحصیل علم کے لئے بہت سفر کیا، ادب سے بہرہ در ہوئے، خط بڑا اچھا تھا، بڑے یار باش تھے۔

ایک دوسرا اقسامی خاندان:

کمال الدین شرف ابو الحسن محمد بن ابو القاسم حسن ایک بہترین شاعر تھے۔ سید مرتضی نے کئی بار ان

کو کوفہ کا امیر الحاج بنایا، ۱۵ جو میں وفات پائی، (۱) سید مرتفعی نے مرثیہ کہا (۲۲ شعر)۔ (۲)
 کامل ابن اشیر میں ہے کہ ۲۲ جنوری میں ابو الحسن اقسامی نے لوگوں کے ساتھ حج کیا جب فید یہو نے
 تو عرب بدوں نے گھیر لیا۔ ان سے پیچھا چڑانے کے لئے تا صحی (ابو محمد قاضی القضاۃ) نے پانچ لاکھ
 دینار دینا چاہا لیکن عربوں نے گھیرا اور ختم نہیں کیا۔ وہ تمام حاجیوں کو لوٹنے کے درپے تھے۔ ان کا سردار
 حمار بن عدی تھا جسے سرقد کے ایک حامی نے تاک کر تیر مارا اور وہ ڈھیر ہو گیا، اس طرح بھی بسلامت
 نکل آئے۔ (۳) جب حاج کے سے شام ہوتے ہوئے عراق آئے تو طاہر علوی نے ان حاجیوں کو بہت
 دولت دی اور خلعت سے نوازا۔ ان حاجیوں کی تیادت ابو الحسن اقسامی کر رہے تھے۔ (۴)
 اقسامی کے وادی فخر الدین بن حمزہ بن محمد کے متعلق مجددی (۵) میں ہے کہ وہ نقیب کوفہ، محلص، صاحب
 فضل و علم اور ریاست و مواسات والے آدمی تھے۔ انھیں فخر الدین کے بھائی ابو محمد نای تھے۔ انساب
 سمعانی میں ہے کہ وہ نقیب و داشتند تھے۔ (۶)

سید محمد اقسام کے متعلق کامل ابن اشیر میں ہے کہ ۲۲ جنوری میں محمد بن علی بن حمزہ اقسامی کا انتقال
 ہوا جو نقیب کوفہ اور مفکر و مجید شاعر تھے۔ (۷) مجلس المؤمنین (۸) کے مطابق ان سے علی بن علی بن نما
 نے روایت کی ہے۔ ان کے بزرگ مشائخ میں تھے۔

مجلس المؤمنین (۹) میں نقل ہے کہ عز الدین بن اقسامی اشراف کوفہ میں تھے، فاضل و ادیب تھے
 بڑے اچھے اور بر جتنا اشعار کہتے تھے۔ روایت ہے کہ خلیفہ مستنصر عباسی نے سلمان فارسی کے رودخانے

۱۔ لمظہم ابن جوزی ح ۱۹ ص ۱۹ (ح ۱۵ ص ۱۲۸) تاریخ کامل ح ۹، ج ۲۷ (ج ۶، ج ۱۳) البدریہ والنهجۃ ح ۲ ص ۱۸

(ح ۱۲ ص ۲۲) مجلس المؤمنین ح ۲۱ (ح ۱۵ ص ۲۰۶)

۲۔ دیوان سید مرتفعی (ح ۲، ج ۲۷) لمظہم ح ۲۰ (ح ۱۵ ص ۱۲۸)

۳۔ تاریخ کامل ح ۹، ج ۲۱ (ح ۱۵ ص ۲۰۰)

۴۔ الاجدی (۱۸۰)

۵۔ الانساب (ح ۱۵ ص ۲۰۰)

۶۔ مجلس المؤمنین ح ۲۱ (ح ۱۵ ص ۲۰۰)

۷۔ تاریخ کامل ح ۱۱ ص ۲۷ (ح ۱۵ ص ۲۸۱)

۸۔ مجلس المؤمنین، ج ۲۱، ج ۲۷ (ح ۱۵ ص ۵۰)

۹۔ مجلس المؤمنین، ج ۲۱، ج ۲۷ (ح ۱۵ ص ۵۰)

زیارت کا ارادہ کیا۔ اس کے ساتھ سید نہ کو بھی تھے۔ راستے میں خلیفہ نے کہا: غالی شیعوں کا ایک یہ بھی جھوٹ ہے کہ علی بن ابی طالبؑ مدینے سے مائن طی الارض کر کے تشریف لائے تاکہ سلمان فارسی کا دفن و کفن کریں۔ اسی رات پھر حضرت علیؓ مدینہ واپس چلے گئے۔ یہ سن کر ابن القاسی نے چھپ شعر کہہ ڈالے:

”انکار کیا جاتا ہے کہ وصی رسولؐ ایک رات ہی مدائن تشریف لائے اور پاک و پاکیزہ سلمان کو عسل و کفن دے کر پھر مدینہ واپس چلے گئے حالانکہ ابھی صح نہیں ہوئی تھی۔ تم کہتے ہو کہ یہ غالی شیعوں کا مولیٰ ہے۔ اگر غالی شیعہ غلط بیانی نہ کریں تو ان کا قصور کیا ہے؟“

آصف بن برخیا پلک جھکتے سبا سے تخت بلقیس کو لے آئے یہ بجوبہ بات نہیں۔ اور تم آصف کے متعلق غالی نہیں کہہ جاتے لیکن اگر حیدرؒ کے متعلق میں کہوں تو غالی ہوں، اگر احمدؒ تیر المصلین ہیں تو یہ خیر الوصیین ہیں۔“

ان اشعار کو علامہ سادوی نے طبیعہ میں نقل کر کے سید محمد القاسی کی طرف منسوب کیا ہے۔ علامہ کو القاسی اور مستنصر کے تاریخ وفات کا صحیح اندازہ نہ ہو سکا اس لئے یہ تسامح ہوا۔ ہم نے سابق میں لکھا کہ القاسی نے ۵۸۷ھ میں وفات پائی اور مستنصر ۵۸۹ھ میں پیدا ہوا اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے چودہ سال بعد پیدا ہوا اور ۵۸۷ھ میں خلافت پائی۔

علامہ حسن امین عاطی (۱) نے حسن بن حمزہ القاسی کے حالات میں ان اشعار کو لکھا ہے حالانکہ وہ نہیں جانتے تھے کہ یہ اشعار اُن نقلہ سے مر بوط ہیں اور وہ حسن بن حمزہ کے بھتیجے ہیں۔ محمد القاسی سے کئی سال پہلے گزرے ہیں۔ اور سید محمد القاسی بھی مستنصر سے مقدم تر ہیں۔

تحوڑے سے فرق کے ساتھ علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب (۲) میں ان اشعار کو نقل کر کے اب او الفضل تیکی کی طرف منسوب کیا ہے (اس میں سات شعر ہیں)۔ ابن شہر آشوب کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نظم قطب الدین القاسی کی نہیں ہے۔ ابن شہر آشوب نے ۵۸۸ھ میں وفات پائی، ولادت

۱۔ اعيان الحفيف، ج ۲۱، ص ۲۳۲ (ج ۵۹ ص ۵۹)

۲۔ مناقب ابن شہر آشوب، ج ۱، ص ۳۲۹ (ج ۲۴ ص ۳۲۸)

ستنصر سے چند سال قبل اور سید قطب کی وفات کے ۷۵ رسال قبل۔ ممکن ہے کہ خانوادہ اقسامی کے کسی مقدمہ نسل میں شاعر نے اسے کہا ہوا اور قطب الدین نے اسے ستنصر کے سامنے پڑھ دیا ہو۔

توجیہ طلب:

میرے کانوں میں عناد سے بھر پر یہ آواز بھی پہنچی ہے کہ حضرت علیؑ کی یہ واضح کرامت ہے ارباب سیرت و تاریخ نے نقل کیا ہے، لوگ جھلاتے ہیں۔ اسے غلوکی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں یہ قطعی حال ہے کہ اتنی لمبی مسافت اس قدر کم وقت میں طے کی جائے۔

ان بے چاروں کے سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر بالفرض مجال بھی ہو تو یہ مجال عادی ہے، مجال عقلی نہیں ہے۔ درنہ مسئلہ مراج، جو قطعاً جسمانی ہے اور ضروریات دین میں سے ہے یا آصف بن برخیا کا واقعہ جسے قرآن میں بیان کیا گیا ہے، صحیح نہ رہ جائے گا۔ ایک عفریت تخت بلقیس کو اس قدر کم مدت میں کہ سلیمان اپنی جگہ سے حرکت کریں حاضر نہیں کر سکتا۔ نہ تو اسے سلیمان نے جھٹلا یا نہ قرآن نے تزوید کی۔ گویا وہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ خدا کی ہمہ جانبہ قدرت بھی ست نہیں ہے۔ اس کے لئے تمام امور چاہے وہ آسان ہوں یا دشوار کیساں ہیں۔ نہ اس میں کیا رکاوٹ ہے کہ خداوند عالم اپنے خاص اور مقرب بندے پر سخت کاموں کی انجام دہی کے سلسلے میں خاص زحمت فرمائے جسے دوسرے انجام دینے سے قاصر ہوں۔

دوسرے نقطہ نظر سے بھی دیکھئے کہ خدا نے لوگوں کو گونا گون اور مختلف پیدا کیا ہے اس لئے ان کی تو انا بیان بھی مختلف ہیں۔ ایک کام کے لئے ایک شخص تو انا ہے اور دوسرا عاجز۔ اور قدرت خدا کی بھی کوئی حد نہیں، اسی لئے موجودات کے امور عادی بھی باہم متفاوت ہیں۔ جو مسافت ایک شخص سواری سے محدود وقت میں طے کر سکتا ہے اسی کو دوسرا شخص پایا دے طے کر سکتا ہے۔ گاڑیاں ان سے زیادہ مسافت طے کر سکتی ہیں۔ اگر انھیں راستوں کو ہوائی جہاز سے طے کیا جائے تو ان سے بھی زیادہ سرعت سے وہ مسافت طے ہو سکتی ہے، ہوائی جہاز سے جو راہ پانچ سمجھنے میں طے ہو سکتی ہے دوسری گاڑیوں سے وہ پانچ مہینے میں طے ہو گی۔

یہ طیارہ ۱۹ جو پیس سے ۲۲ اپریل ۱۹۲۳ء کو صبح کے وقت چلا۔ شام تک وہ ۱۲۵۰ میل کا سفر طے کر کے بخارست پہنچا۔ اسی کے دوسرا دن ۷۰۰ میل مزید چلا، پانچ روز بھی پورے نہ ہوئے تھے کہ ۳۲۰ میل طے کر کے ہندوستان پہنچ گیا۔ اس سے بھی زیادہ تیز رفتار ہوا۔ جہاز ہیں جو فنگھنہ ۱۵۰ میل کا سفر طے کرتے ہیں، ان کی اڑان ۲۲۰۰۰ قدم ہوتی ہے۔ (بسطاط الطیر ان) یہ بھی ممکن ہے کہ آئندہ سائنسی ترقی اس سے زیادہ تیز رفتار طیارے بنائے (آج تو آواز سے زیادہ تیز رفتار طیارے ایجاد ہو چکے ہیں۔ اپولو فنگھنہ چالیس ہزار کیلو میٹر راستے طے کرتا ہے)۔

اس پناہ پر کیا مانع ہے کہ خدا اپنے مخصوص بندے کو جب وہ چاہے مرعت رفتار عطا کر دے۔ خدا کے لئے تو یہ مشکل نہیں۔ اس کے علاوہ ہم مولا علیٰ اور انہر مخصوصین کو جعلی خاصان خدا کے برابر نہیں سمجھتے۔ ان جعلی اولیاء کی کرامتوں کے لوگ قاتل ہیں بلکہ ان کی کرامتوں کو تسلیم کرنا ضروریات دین میں سمجھتے ہیں۔

طی الارض کے متعلق اہل سنت کے قصہ:

حیرت ہوتی ہے کہ جن کے زنگ آلو قلب حضرت علیٰ کی کرامت کو تسلیم نہیں کرتے اسی قسم کا واقعہ ان سے پست ترین لوگوں کے متعلق بیان کیا جائے تو مان لیتے ہیں۔ چند واقعات کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے:

۱۔ تاریخ ابن عساکر میں سری بن یحییٰ سے منقول ہے کہ حبیب بن محمد عجی بصری روز تزویہ بصرہ میں تھے اور روز عزوف عرفات میں دیکھے گئے۔ (۱)

۲۔ حافظ ابن کثیر اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ شیخ عبد اللہ یونسی (متوفی ۷۶۷) ہوا کے ذریعے مکہ کے اور حج جمالی۔ اسی قسم کے واقعات اکثر اہل دن کے لئے منقول ہیں۔ (۲)

۱۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۲، ص ۳۳ (ج ۲۱، ص ۵۵۶) ہجت تاریخ ابن عساکر، ج ۲، ص ۱۸۸ (۱۹۰۲ء)

۲۔ البدریۃ والنہایۃ، ج ۱۳، ص ۹۲ (ج ۱۳، ص ۱۱۰)

۳۔ ابو بکر غسانی صید اوی کی عادت تھی کہ بعد نماز عصر، مغرب کے قبل تک سوتے تھے۔ اتفاقاً ایک دن ایک شخص ان سے ملاقات کرنے آگیا۔ وہ بے خیالی میں اس سے اتنی دریک باتیں کرتے رہے کہ بعد عصر سو نہیں سکے۔ وہ شخص چلا گیا تو خادم نے پوچھا: وہ کون صاحب تھے؟ غسانی نے جواب دیا: وہ ابدال تھے، سال میں ایک بار مجھ سے ملاقات کرنے آتے ہیں۔ خادم کہتا ہے کہ میں ان کی آمد کے وقت کا منتظر تھا جب وہ اس وقت آئے تو میں انتظار کرتا رہا کہ شیخ سے گفتگو ختم ہو۔ اتنے میں ابو بکر نے پوچھا: اب کہاں کا ارادہ ہے؟ فرمایا: ابو محمد ضریر سے فلاں غار میں ملاقات کروں گا۔ خادم نے کہا: میں بھی آپ کے ساتھ چلتا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا: بسم اللہ چلو۔ میں ان کے ساتھ چلتے لگا۔ میں تک ہو چکا تو مودن نے مغرب کی اذان کی۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا: بسم اللہ۔ ابھی دس قدم بھی نہ چلے تھے کہ اس غار تک پہنچ گئے۔ اگر عادت کے مطابق راستے طے کرتے تو دوسرے روز ظہر تک وہاں ہو چتے۔ غار میں جو صاحب تھے انھیں سلام کیا، وہیں نماز پڑھی، مختلف قسم کی بات کی۔ جب تھائی رات گذری تو مجھ سے کہا: یہاں رہو گے یا گھر جاؤ گے؟ کہا: گھر جاؤ گا۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: بسم اللہ۔ ابھی دس قدم راستے چلتے تھے کہ اپنے کو صیدا میں پایا۔ پھر انہوں نے زبان سے کچھ کہا کہ دروازہ کھل گیا اور شہر میں داخل ہو کر ہم گھر چلے آئے۔ (۱)

۴۔ بعد ادا کا ایک تاجر کہتا ہے کہ میں جمعہ کی نماز پڑھ کے چلا تو بشر حافی کو دیکھا کہ تیزی سے مسجد سے نکلے۔ میں نے دل میں کہا یہ شخص زاہد مشہور ہے۔ ذرا دری مسجد میں مسہر نہیں سکتا تھا۔ میں نے تعاقب کیا۔ دیکھا کہ نانوائی سے ایک درہم کی روٹی خریدی۔ میں نے کہا: اس زاہد کو دیکھو کہ روٹی خرید رہا ہے۔ پھر ایک درہم کا کہا ب خریدا۔ میرا غصہ بڑھ گیا۔ پھر وہ حلوہ فروش کے یہاں گئے، فالودہ خریدا۔ میں سمجھا اب کھائیں گے لیکن انہوں نے یہاں کی راہ لی۔ میں نے سوچا وہ بزرہ زار میں کھانا چاہتے ہیں۔ میں تعاقب کرتا رہا۔ بالآخر وہ ایک دیہات میں ہوا چکے، وہاں مسجد میں مریض تھا، اس کے سرہانے بیٹھ کر لقمه لقرہ کھانا کھلانے لگے۔ اس درمیان میں وہاں ٹھہٹا رہا۔ دیکھا کہ بشر نہیں ہیں۔ مریض سے پوچھا تو

کہا: وہ بغداد گئے۔ میں نے کہا: چالیس فرخ راہ فوراً طے کر لی؟ اب تو کرایہ بھی نہیں کہ خود کو بغداد
بیو نچاہوں، پہلیل چلنے کی بھی طاقت نہیں۔ اس نے کہا: یہیں رہو کر وہ آجائیں۔ دوسرا سے جمعہ تک رہا، وہ
اسی وقت آئے اور مریض کو کچھ چیزیں دیں، خود بھی کھائیں مریض کو بھی کھلائیں پھر مریض نے ان سے کہا
کہ یہ شخص گذشتہ جمعہ سے آج تک یہیں ہے اسے اپنے گھر واپس کر دیجئے۔ انہوں نے غصہ سے مجھے دیکھا،
فرمایا: میرے ساتھ کیوں آئے؟ کہا: مجھ سے غلطی ہوئی تھی۔ فرمایا: انہوں نے میرے ساتھ چلو۔ مجھے بغداد تک
چھوڑ دیا۔

۵۔ شیخ بزرگوار ابو الحسن علی فرماتے ہیں: ایک دن میں شیخ احمد رفاعی (متوفی ۵۸۷) کے مراثتے کے
کمرے میں تھا، میرے سوا کوئی نہ تھا، ایک مدھم آواز سنی، ایک اجنبی کو دیکھا جس سے طویل مدت تک
بات چیت ہوئی پھر وہ اس کمرے کے روشنداں سے باہر نکل گیا۔ میں نے پوچھا: یہ کون تھا جو بر ق
رفاری کے ساتھ باہر نکل گیا؟ پوچھا: تم نے اسے دیکھا؟ میں نے کہا: ہاں۔ فرمایا: خدا اس کے ذریعے
بجرائیاں کا تحفظ کرتا ہے، وہ چار خواص میں ایک ہے۔ تین دن سے بارگاہ خدا سے نکال دیا گیا ہے۔
پوچھا: کیوں؟ کہا: اقیانوس میں تین دن بارش ہوئی، اس نے کہا کہ اگر یہ بارش آبادی میں ہوتی تو بہتر
ہوتا۔ پھر خیال آیا تو استغفار کیا۔ لیکن اسی اعتراض کی وجہ سے دھنکار دیا گیا۔ میں نے پوچھا: آپ نے
اسے اطلاع دیدی ہے؟ کہا: نہیں۔ میں نے کہا: میں اطلاع دیوں۔ کہا: ہاں۔ فرمایا: آنکھیں بند
کرو۔ آنکھیں کھولیں تو بحر محیط میں پایا۔ مجھے بڑی حیرت ہوئی۔ وہاں چلنے لگا۔ وہاں اس شخص کو پایا،
سلام کر کے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ اس نے کہا: تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جیسا کہوں دیسا کرنا۔ میں نے
کہا: ٹھیک ہے۔ کہا: میری پیگڑی لو اور میری گردن میں پھنداڑاً الوا درز میں پر مجھے کھینچو اور کہو: یہ اس کی
سرما ہے جو خدا پر اعتراض کرے۔ میں نے اس کے کہنے کے مطابق کیا۔ ناگہاں ہاتھ کی آواز آئی۔
اے علی! اب کرو آسمان کے فرشتے در رہے ہیں، خدا اس سے راضی ہو گیا۔ میں کچھ دیر یہوش رہا، ہوش
میں آیا تو خلوت کے کمرے میں اپنے کو موجود پایا۔ بند! میں نہیں جانتا کہ کیسے گیا اور کیسے آیا؟ (۱)

۶۔ شیخ صالح غامب بن یحییٰ بکریتی کہتے ہیں کہ ایک بار میں نے فلکین دریا میں سفر کیا۔ طوفان آگیا۔ ٹوٹی کشتی پر ایک جزیرے میں پہنچا، ایک مسجد میں چار آدمیوں کو دیکھا اور ان سے ماجرائیان کیا۔ جب نماز عشاء کا وقت ہوا تو دیکھا کہ شیخ حرانی آئے، سب نے احرام کیا اور ان کی امامت میں نماز جماعت پڑھی۔ رات پھر دعا و مناجات میں مشغول رہے۔ پھر وہ مسجد سے نکلے اور کہتے جاتے تھے: محبت کی محبوب کی طرف سیر جلد ہونی چاہئے۔ ان لوگوں نے مجھ سے کہا کہ انھیں کے پیچھے پیچھے چلے جاؤ۔ میں پیچھے لگ لیا گیا زمین خلکی دریا یا کوہ و دشت سست گئے تھے۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ حران آگیا حالانکہ ہم زیادہ نہیں چلے تھے۔ میں نے حران میں لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی۔ (۱)

۷۔ سیوطی کا خادم محمد بن علی حباک بیان کرتا ہے کہ ایک دن قرافہ مصر میں پیٹھے ہوئے تھے، شیخ مجھ سے بولے: کیا تم نماز عصر مکہ میں پڑھنا چاہتے ہو؟ لیکن شرط یہ ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں کسی سے یہ واقعہ بیان نہ کرنا۔ میں نے کہا: ہاں۔ انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا: آنکھیں بند کرو۔ ہم ۲۷ قدم چلے تھے کہ فرمایا آنکھیں کھولو۔ دیکھا کہ میں باب المغارۃ میں ہوں۔ پھر داخل حرم ہو کر طواف کیا۔ آب زمزم پیا۔ نماز عصر تک مقام ابراہیم پر ظہرے رہے پھر طواف کر کے آب زمزم پیا۔ پھر مجھ سے فرمایا: طی الارض میرے لئے حیرتاں نہیں۔ حرمت کی بات یہ ہے کہ یہاں حرم کے مصری مجاور بھی مجھے پیچان نہیں رہے ہیں۔ پھر فرمایا: چاہو تو میرے ساتھ گھر چلو ورنہ تباہیں رہو۔ میں نے کہا: میں آپ کے ساتھ آؤں گا۔ فرمایا: آنکھیں بند کرو۔ سات قدم آگے بڑھے تو کہا: آنکھیں کھولو۔ میں نے اپنے کو جیوشی میں پایا اور عمر بن فارض کی خدمت میں پہنچ گیا۔ (۲)

۸۔ طبقات سنواری میں ہے کہ شیخ معالی نے شیخ سلطان بن محمود بعلکی سے پوچھا: میرے آقا! آپ کتنی مرتبہ ایک رات میں مکہ تشریف لے گئے ہیں؟ فرمایا: تیرہ بار۔ شیخ یونی فرماتے ہیں کہ اگر وہ چاہیں تو نکے میں ہی نماز پڑھا کریں۔ (۳)

۲۔ شذرات الذهب، ج ۸، ص ۵۰ (ج ۱۰، ص ۷۷)

۱۔ مرآۃ الجمآن، ج ۳، ص ۳۲۱

۳۔ شذرات الذهب، ج ۷، ص ۲۱۱ (ج ۷، ص ۳۶۵)

۹۔ حافظ ابن جوزی اپنی کتاب صفة الصفوۃ میں سهل بن عبد اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے مالک بن قابجی کی شخص کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں زعفران لگا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا: تم نے ابھی زعفران کھایا ہے؟ بولا: استغفار اللہ! میں نے ایک ہفت سے کچھ نہیں کھایا۔ لیکن میں نے اپنی والدہ کو کھانا دیا اور چونکہ نماز صبح یہیں پڑھنی تھی اس لئے تیزی سے یہاں آیا ہوں، مجھے ہاتھ دھونے کی فرصت نہ ملی کہ متذکرہ بجلہ سے یہاں کافاصلہ ۲۰۰ فرغ کا تھا (الٹھائیں ہزار کیلو میٹر)۔ کیا تم میری بات مانو گے؟ میں نے کہا: ہا۔ اس نے کہا: خدا کا شکر! جس نے مجھے یقین کرنے والے مومن کی صورت دکھائی۔ (۱)

۱۰۔ ابن جوزی اسی کتاب میں ہی موسیٰ بن ہارون سے نقل کرتے ہیں کہ ایک بار حسن بن خلیل کو میں نے عرفات میں دیکھا اور ان کی صحبت میں رہا۔ وہ سری بار کعبہ کے طواف کی حالت میں دیکھا۔ ان سے کہا کہ دعا کرو، میراچ قبول ہو جائے۔ انہوں نے روتے ہوئے میرے لئے دعا کی۔ جب میں مصر واپس آیا تو جو بھی مجھ سے ملنے آیا اس سے کہا کہ اس سال حسن میرے ساتھ مکہ میں تھے۔ انہوں نے کہا کہ انہوں نے اس سال حج نہیں کیا۔ میں نے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ ہر رات مکہ ہوئے بخج جاتے ہیں۔ کسی نے بھی میری بات کی تصدیق نہیں کی۔ کچھ دن بعد انہوں نے مجھے دیکھ کر افشاء راز پر میری سرزنش کی کہ میں نہیں چاہتا تھا کہ تم منھے اس طرح مشہور کرو۔ اب میں تجھے اپنے حق کی قسم دیتا ہوں کسی سے نہ کہنا۔ (۲)

علامہ امین فرماتے ہیں:

کوئی حقیق اس قسم کے واقعات پر بسوط کتاب تالیف کر سکتا ہے۔ میں نے اختصار کے خیال سے اتنے ہی پر اکتفا کیا۔ ان واقعات سے نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ ولی خدا (یعنی جسے خدا نے طی الارض کی نعمت عطا کی ہے) اگر چاہے تو کسی کو بھی اس کی خواہش کے مطابق طی الارض کر سکتا ہے۔ اسکے لئے زمین سست سکتی ہے۔

یہ نوئے امیر المؤمنین اور ائمہ مخصوصین کے نہیں ہیں بلکہ اہل سنت حضرات کے بیان کردہ ہیں اور

انہیں کے نقلی اولیاء اللہ کے قسم ہیں۔ اگر یہ لوگ طلب الارض پر قادر ہیں تو امیر المؤمنین مدینے سے سلمان کو عسل کفن دینے کیلئے مدائیں کیوں نہیں پہنچ سکتے؟ آخر اس بات پر انکار و جدال کا غل کیوں ہوتا ہے؟

جگ جگ جیو!!!

حضرت امیر المؤمنین اور ائمہ مصویین کے فضائل کے سلسلے میں اہل سنت قلم کار انکار و تھبب کی فضائل کے ہوئے ہیں۔ کیوں کہ ان کی فطرت میں انکار و عنااد کی آمیزش ہے۔ کبھی وہ طعن و تفسیر کرتے ہیں، کبھی جعلی ہونے کی ہاںک لگاتے ہیں، کبھی استاد پر بحث کرنے لگتے ہیں۔ جب کچھ نہیں ملتا تو عقل سے بعید ہونے کی گہار چانے لگتے ہیں۔ ہر نئے دن ایک نئی آواز سننے کو ملتی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم بڑا تیر مار رہے ہیں حالانکہ یہی لوگ اسی قسم کے فضائل و واقعات اہل بیت کے علاوہ دوسرے افراد میں ثابت بھی کرتے ہیں اور بیان بھی کرتے ہیں۔ نہ اس کی تردید کرتے ہیں نہ دل میں نفرت و عنااد کا جوش بھڑکتا ہے، زہ غلوکی طرف نسبت دیتے ہیں۔ یہ دیکھئے بعض مسائل کا آپ بھی تجویز کر جئے:

۱۔ حدیث روشن:

حضرت علی علیہ السلام کے لئے دعا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سورج پلنٹ کی سندیں اور شواہد صحت نیز کلمات علماء، ہم تیری جلد میں پیش کرچکے ہیں۔ اسے پڑھ کر مجال انکار نہیں ہو سکتا، اسی قسم کے واقعات شبیلی، یافقی، ابن حجر وغیرہ نے امامیل بن محمد حضری (متوفی ۶۷۶) کے لئے نقل کئے ہیں۔ اس سے کوئی انکار نہیں کرتا ہے۔

بکل طبقات اشافعین میں لکھتے ہیں کہ حضری کے مخلصہ کرامات جسے اکثر نقل کیا ہے یہ کہ وہ ایک دن سفر میں اپنے خادم سے بولے: سورج سے کہو کہ جب تک ہم گھرنہ ہوں چیزیں پھر ارہے۔ حالانکہ ان کا گھر دور تھا اور سورج ڈوبنے ہی والا تھا۔

خادم نے سورج سے کہا: فقیرہ امامیل حکم دیتے ہیں کہ تو اپنی جگہ پر تھبہ رہا۔ اور سورج اپنی جگہ پر تھبہ رہا

رہا۔ جب گھر یہ بونج گئے تو بولے: اس قیدی کو رہا کیوں نہیں کر دیتے؟ خادم نے سورج کو حکم دیا کہ ڈوب جائے۔ وہ فوراً ڈوب گیا اور رات کا گھپ اندر ہرا ہو گیا۔ (۱)
 یافی مرآۃ الجہان میں کہتے ہیں کہ کرامات اسماعیل میں ایک سورج کا شہرار ہنا بھی ہے۔ ایک دن اسے ڈوبنے سے روک دیا۔ یہ کرامت یمن والوں کے یہاں مشہور ہے۔
 ان کی ایک کرامت یہ بھی ہے کہ انہوں نے سدرۃ الشنتی کے درخت کو حکم دیا کہ انھیں اور انکے دوستوں کو میوہ کھلانے اور اس نے اطاعت کی۔ میں نے دو شعروں میں اس کو ظلم بھی کیا ہے:
 ”حضری وہی ہیں محمد ولی کی ذریت اور امام مجدد۔ ان کی عظمت یہ ہے کہ سورج کو اشارہ کیا تو جب تک گھر نہیں پہونچ گئے وہ غروب نہیں ہوا۔“
 ایک اور شعر میں اسی مفہوم کو ادا کیا ہے:

هو الحضرمي المشهور من وقفت له بقول قفي شمس لا بلع منزلی (۲)
 ابن عمار نے شذررات الذهب میں حضری کی کرامات کے متعلق مطربی کا بیان نقل کیا ہے کہ یہ سورج کار کار ہنا متواتر ہے۔ ایک کرامت یہ ہے کہ وہ زید ہو پخنا چاہتے تھے۔ دیکھا کہ سورج ڈوب رہا ہے۔ اس سے کہا: جب تک شہر میں داخل نہ ہو جاؤں مت ڈوبنا اودہ کئی گھنٹے تک شہرار ہا۔ جب وہ شہر میں داخل ہو گئے تو غروب ہونے کا حکم دیا۔ اچا تک وہ ڈوب گیا اندر ہیرا چھا گیا اور ستارے نکل آئے۔ (۳)
 ابن حجر فتاویٰ حدیثیہ میں کہتے ہیں کہ حضری کی ایک کرامت یہ ہے کہ وہ زید داخل ہونا چاہتے تھے اور سورج ڈوبنے والا تھا۔ اس سے کہا: جب تک شہر میں داخل نہ ہو جاؤں مت ڈوبنا۔ لیں وہ کئی گھنٹے تک توقف کئے رہا۔ جب شہر میں داخل ہو گئے تو ڈوبنے کا اشارہ کیا۔ (۴)

علامہ سماوی عجب المروی میں کہتے ہیں: واعجباً من فرقة قد غلت "مجھے اس گروہ پر حیرت

۱۔ طبقات الشافعین، ج ۵، ص ۱۵ (ج ۸، ص ۳۰۰ نمبر ۱۱۱)

۲۔ مرآۃ الجہان، ج ۲، ص ۱۷۸

۳۔ شذررات الذهب، ج ۵، ص ۳۶۲ (ج ۷، ص ۳۲۰)

۴۔ القتاوی الحدیثی، ص ۲۲۲ (س ۳۱۶)

ہے جو کینہ و عناد کی زبان کھولتے ہوئے حضرت علیؑ کے لئے سورج کے پلنے کا انکار کرتا ہے جب کہ اس کا حکم رسولؐ نے دیا تھا، اور وہ اس بات کا دعویدار ہے کہ اساعیل حضری نے خادم کو حکم دیا تو سورج پلت آیا۔ اب ہر حق متنبہ نکال سکتا ہے کہ حضری افضل ہیں یا رسول خدا اور علیؑ مرتضیؑ؟ ان میں کس کا مرتبہ خدا کے نزدیک بلند ہے۔ کیونکہ علیؑ کے سورج پلنے کی بات دعائے رسولؐ کی وجہ سے ہوئی اور یہاں اساعیل حضری نے اپنے خادم سے کہا کہ حکم دیو دکھرا رہے پھر ذوبنے کا حکم دیو۔ پھر خادم کو حکم دیا کہ اس قیدی کو آزاد کرو۔

یہ عظمت و امتیاز اسی وقت مانا جاسکتا ہے جب خواب صحیح مانا جائے۔ لیکن ارباب عقل اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ یہ افسانہ کب گڑھا گیا، کہاں گڑھا گیا اور کس لئے گڑھا گیا؟؟

﴿پَرِيدُونَ أَن يَطْفَلُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَا بَنِيَ اللَّهِ إِلَّا أَن يَتَمَّ نُورُهُ وَلُوكِرُهُ﴾

الكافرون ﴿۳۲﴾ (توبہ / ۳۲)

۲۔ ہزار رکعت نماز

اکثر سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ امیر المؤمنین، امام حسینؑ اور امام زین العابدینؑ ہر شبانہ روز ایک

ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ (۱)

یہ بات تمام لوگوں میں مسلم اور تمام علماء تسلیم کرتے ہیں لیکن ابن تیمیہ نے اس موضوع پر خاصہ فرمائی کرتے ہوئے کہا کہ یہ عمل مکروہ ہے۔ پھر یہ کہ نماز ہزار رکعت کی کوئی وقت نہیں۔ جو اسے اہم سمجھے وہ نادان ہے کیونکہ رسول خدا ﷺ رات میں تیرہ رکعت اور دن میں معینہ نماز سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ انہوں نے کبھی ایسا نہ کیا کہ تمام رات نماز پڑھتے رہیں اور تمام دن روزے رکھتے رہیں۔

۱۔ العقد الفريد، ج ۱، ص ۲۰۹، ج ۲، ص ۳۰۹ (ج ۲ ص ۱۷۱) و نیات الاعیان، ج ۱، ص ۳۵۰ (ج ۳، ص ۲۷۲ نمبر ۳۲۵) حدۃ الصفوہ، ج ۲، ص ۵۶ (ج ۱۰۰، ۲ نمبر ۱۲۵) طبقات الذہبی، ج ۱، ص ۱۷ (ج ۱، ص ۵۷ نمبر ۱۷ تہذیب التہذیب، ج ۱، ص ۲۰۶ (ج ۱، ص ۳۲۹) طبقات شمرانی، ج ۱، ص ۳۲ (ج ۱، ص ۳۲۲ نمبر ۳۷) یافی کی روشن الریاضین ص ۵۵ (ص ۱۱ نمبر ۱۷) مشارق الانوار، ص ۹۳ (ج ۱، ص ۲۰۱) اسحاق الرثینی، طبع عربی شارقی، ص ۱۹۶ (ص ۲۱۸)

پھر اضافہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ تمام رات بیداری نہ صرف یہ کہ مسح نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے۔ اسی طرح ہمیشہ روزہ رکھنا بھی سنت نبوی ہیں ہے۔

کبھی وہ کہتے ہیں کہ یہ کام انسانی طاقت سے باہر ہے۔ اگر یہ کام ممکن بھی ہو تو حضرت علیؓ سنت نبوی کے زیادہ واقف کا رستے، انھیں سیرت نبویؓ کی پیروی کا زیادہ حق تھا۔ حالانکہ چوبیں گھنٹے میں ہزار رکعت نماز پڑھنا اور دوسرا کام بھی انجام دینا طاقت سے باہر بات ہے۔ کیونکہ آدمی کھانے اور سونے کا بھی چنانچہ ہے۔

کبھی وہ کہتے ہیں کہ فطری حیثیت سے یہ عمل اسی وقت ممکن ہے جب سرعت اور تیزی دکھائی جائے۔ اور تیزی کرنا خصوص و خشوع میں رکاوٹ ڈالے گا جیسے کواز میں پر چونچ مارے۔ ایسے عمل سے فائدہ کیا۔

پھر وہی حضرت آگے کہتے ہیں کہ حضرت عثمان کے لئے ثابت ہے کہ آپ تمام رات جائیں تھے، ایک رکعت میں ایک قرآن ختم کرتے۔ اس طرح ان کے یہاں شب بیداری اور تلاوت قرآن دوسروں کے یہاں سے زیادہ واضح ہے۔ (۱)

ابن تیمیہ کے جوابات:

ابن تیمیہ کا یہ خیال کہ ہزار رکعت نماز پڑھنا مکروہ اور سنت نبویؓ کے مخالف ہے اور کوئی فضیلت کی بات نہیں، ان کی نادانی اور مزاج عبادت سے ناداقیت کا ثبوت ہے۔ انھیں اہل سنت کی نقہ کا پتہ ہی نہیں۔ کیونکہ رسولؐ کی تیرہ رکعتوں کا بیان جو کتب یہر میں آیا ہے وہ نماز شب، شفع، وتر اور نافلہ صحیح اور نافل یومیہ کے متعلق ہے ان کے علاوہ ایسی نمازیں جو ذاتی طور سے مسح ہیں ان کا احادیث میں الگ مذکور ہے۔

احادیث رسول ملاحظہ فرمائیے:

۱۔ الصلوٰۃ خیر موضوع استکشیر او استقل نماز بہترین چیز ہے زیادہ پڑھی جائے یا کم۔ (۱)

۲۔ نماز بہترین چیز ہے جسے زیادہ پڑھنے کی طاقت ہو وہ کوتاہی نہ کرے۔ (۲)

۳۔ اے انس! رواز نہ زیادہ نمازیں پڑھو، وہ تمہاری حفاظت کرے گی۔ (۳)

۴۔ اے انس! اگر ہو سکے تو زیادہ نمازیں پڑھو کیونکہ جب نمازی نماز پڑھتا ہے فرشتے اس پر صلوٰۃ پڑھتے ہیں۔ (۴)

۵۔ جورات میں نمازیں زیادہ پڑھے گا دن میں اس کا چہرہ روشن رہے گا۔ (۵)

۶۔ بخاری (۶) مسلم کی روایت ہے کہ رسول خدا اُش میں اس قدر نماز کے لئے کھڑے ہوتے کہ آپ کے پائے مبارک سے خون جاری ہو جاتا۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ اس قدر نماز پڑھتے کہ ہر دوں میں ورم آ جاتا۔ ایک روایت عائشہ سے ہے کہ قدموں سے خون جاری ہو جاتا۔ ابو ہریرہ کی روایت میں ہے کہ قدم لرزنے لگتے اور خون جاری ہو جاتا۔

مواہب اللہ نیتی میں ہے کہ رسول خدا بڑھاپے میں بعض اور اد کو بیٹھ کر پڑھتے اس کے باوجود اتنی نمازیں پڑھتے کہ قدم لرزتے اور خون جاری ہو جاتا۔ (۷)

۱۔ حلیۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۱۲۶۔

۲۔ اوسط طبرانی (ج اص ۱۸۳ احادیث ۲۲۵) اتر غیب و اتر حیب، ج ۱، ص ۱۰۹ (ج ۱، ص ۲۵۰ حدیث ۹) کشف الخاج، ۲، ص ۳۰ (حدیث ۱۶۱)

۳۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۲، ص ۱۲۲ (ج ۹ ص ۳۲۲ نمبر ۸۲۹)، تاریخ ابن عساکر ج ۵، ص ۶۷ (۶)

۴۔ تاریخ ابن عساکر ج ۳، ص ۱۳۲ (ج ۹ ص ۳۲۲ نمبر ۸۲۹)، مختصر تاریخ ابن عساکر، ج ۵، ص ۶۷ (۶)

۵۔ سنن ابن ماجہ، ج ۱، ص ۳۰۰ (ج ۱، ص ۳۲۲ حدیث ۱۳۲۳)

۶۔ المواہب اللہ نیتی، ج ۲، ص ۱۸۱ (حدیث ۱۰۷۸)

عبدات کی بجا آوری کے سلسلے میں عمل کرنے والوں کا معمول نماز، روزہ، حج اور تلاوت قرآن میں یہ رہا ہے کہ زیادہ سے زیادہ تقرب خداوندی کے لئے بجالا یا جائے۔ اس میں کوئی کمی نہ کی جائے۔ لوگوں کی توانائی اس بارے میں مختلف ہے۔ خدا فرماتا ہے: ﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا أَسْتَطَعْتُمْ وَلَا يَكُلفُنِّي ثُبُرٌ إِنِّي أَنَا الْعَزِيزُ﴾۔ اس طرح آپ دیکھئے کہ کچھ لوگ ہیں (۱) جو روزانہ سورکعت نماز پڑھتے تھے کچھ دوسرا کعت نماز پڑھتے۔ مثلاً: قاضی ابو یوسف کوفی متوفی ۱۸۲ (۲)، قاضی ابن ساغہ بغدادی (۳) متوفی ۲۲۳، بشربن ولید کندی متوفی ۲۳۸ (۴)۔

جن لوگوں نے روزانہ تین سورکعتیں نمازیں پڑھیں: احمد بن حبیل (۵)، جنید قواریری (۶)، حافظ مقدی۔ (۷)

جن لوگوں نے روزانہ تین سورکعتیں نماز پڑھیں: بشربن مفضل رقاہی (۸)، ابو حنیفہ نعمان بن ثابت (۹)، ابو قلابہ (۱۰)، ضیغم بن مالک (۱۱)، ام طلق (۱۲)، احمد بن مہبل (۱۳)۔

۱۔ دول اسلام ح ۱، ص ۹۲ (ص ۱۰۸) تاریخ بغداد ح ۳، ص ۶ (نمبر ۲۲۷) البدایہ والنهایہ ح ۱۰، ص ۲۱۳ (ج ۱۰، ص ۲۳۳) حادث ۱۹۳

۲۔ تذكرة الحفاظ، ح ۱، ص ۲۷ (ج ۱، ص ۲۹۲ نمبر ۲۷۲) شذررات الذهب، ح ۱، ص ۲۹۸ (ج ۲۲، ص ۳۶۷)

۳۔ تاریخ بغداد، ح ۵، ص ۳۲۳ (نمبر ۲۸۵۹) شذررات الذهب، ح ۱، ص ۲۸ (ج ۱، ص ۱۵۲)

۴۔ تاریخ بغداد، ح ۷، ص ۸۲ (نمبر ۲۵۱۸) میزان الا اعتدال، ح ۱، ص ۱۵۲ (ج ۱، ص ۲۲۶)

۵۔ البدایہ والنهایہ، ح ۱۳، ص ۳۹ (ج ۱۳، ص ۲۷) تاریخ ابن عساکر ح ۲، ص ۳۶ (ج ۵، ص ۳۰۰ نمبر ۱۳۶) شرائفی کی طبقات الکبری، ح ۱، ص ۲۷ (ج ۱، ص ۵۵ نمبر ۹۳)

۶۔ البدایہ والنهایہ، ح ۱۱، ص ۱۱۳ (ج ۱۱، ص ۱۱۸) المختتم، ح ۱، ص ۶، میں ۱۰۶ (ج ۱۳، ص ۱۱۸ نمبر ۲۰۵۳)

۷۔ البدایہ والنهایہ، ح ۱۳، ص ۳۹ (ج ۱۳، ص ۲۷)

۸۔ تذكرة الحفاظ، ح ۱، ص ۲۸۵ (ج ۱، ص ۲۷۲)

۹۔ خوارزمی کی مذاقب الی خفیہ، ح ۱۱، ص ۷۵ (ج ۱۱، ص ۶۷)

۱۰۔ البدایہ والنهایہ، ح ۱۱، ص ۲۷ (ج ۱۱، ص ۲۷)

۱۱۔ صفة الصفوۃ، ح ۲۰، ص ۲۳ (ج ۲۳، ص ۲۳۵ نمبر ۵۵)

۱۲۔ شذررات الذهب، ح ۲، ص ۲۷ (ج ۲، ص ۲۷ نمبر ۵۹)

۱۳۔ شذررات الذهب، ح ۲، ص ۲۷ (ج ۲، ص ۲۷)

جو لوگ پانچ سورکعتیں پڑھتے تھے: بشر بن منصور بصری (۱)، سنتون بن حمزہ۔ (۲)

جو چھ سورکعتیں پڑھتے تھے: حارث بن یزید حضری (۳)، حسین بن فضل (۴)، علی بن علی بن نجاد

بصري (۵)، امام صہباءعدویہ۔ (۶)

جو لوگ سات سورکعتیں پڑھتے تھے: اسود بن یزید (۷)، عبدالرحمن بن اسود۔ (۸)

اکثر اہل سنت تذکرہ نگاروں نے ایسے لوگوں کے فضائل لکھے ہیں جو ایک ہزار کعتیں دن یا رات میں پڑھتے تھے۔ ان میں مرہ بن شراحیل ہمدانی (۹)، عبدالرحمن بن ابان (۱۰)، عمر بن ہانی (۱۱)، علی بن عبد اللہ عباس (۱۲)، میمون بن مهران (۱۳)، بلاں بن سعد اشعری (۱۴)، عامر بن عبد اللہ اسدی (۱۵)، مصعب بن ثابت بن عبد اللہ (۱۶)، ابوالسائب مخدومی (۱۷)، سلیمان اذل و دوم (۱۸)، کہمس بن الحسن، محمد بن حفیث شیرازی۔

امام ابوحنیفہ:

روزانہ تین سورکعتیں نماز پڑھتے۔ ایک دن راستے سے گذر رہے تھے کہ ایک عورت نے دوسری سے کہا: یہ شخص رواز نہ پانچ سورکعتیں نماز پڑھتا ہے۔ وہ روزانہ پانچ سورکعت نماز پڑھنے لگے۔

۱۔ تہذیب الجہد یہ، حج اہم ۳۶۰ (ح اص ۲۰۳)

۲۔ تاریخ بغداد، ح ۹، م ۲۳۶

۳۔ مراۃ الہجان، ح ۲، م ۱۹۵

۴۔ صفة الصفوۃ، ح ۳، م ۲۲ (ح ۱۲، م ۵۸ نمبر ۵۸۲)

۵۔ انساب بلاذری، ح ۵، م ۱۱۰

۶۔ کامل برد، ح ۲، م ۱۵۷

۷۔ البدریۃ والنهایۃ، ح ۹، م ۳۳۸ (ح ۹۹ م ۳۸۰)

۸۔ حلیۃ الاولیاء، ح ۲، م ۷۸

۹۔ میزان الاعتدال، ح ۳، م ۱۷۲

۱۰۔ حلیۃ الاولیاء، ح ۱، م ۱۹۵

۱۱۔ آلاعائی، ح ۱، م ۲۶۹ (ح ۱، م ۲۶۹)

۱۲۔ مفتاح السعادۃ، ح ۲، م ۷۱ (ح ۱، م ۲۷)

۱۳۔ صفة الصفوۃ، ح ۳، م ۲۲۲ (ح ۱۲، م ۵۸۵ نمبر ۵۸۵)

ایک دن راستے سے گزر رہے تھے کہ بچوں نے باہم بات کی کہ یہ شخص روزانہ ایک ہزار رکعت نماز پڑھتا ہے۔ یہ سن کر وہ روزانہ ایک ہزار رکعت نماز پڑھنے لگے۔ (۱) رابعہ عدو یہ بھی دن رات میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتی تھی۔ (۲)

آج بھی ہم ایسے لوگوں کو دیکھتے ہیں جو دن میں یا رات میں کم سات گھنٹوں میں ہزار رکعت نماز پڑھتے ہیں لیکن روزانہ کے کام کا ج میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی یہ بات سنت نبوی کے خلاف ہوتی ہے بلکہ میں سنت ہوتی ہے۔ اس کی تائید میں عمل علماء اولیاء بھی ہے لہذا جو بھی چاہے نماز کم یا زیادہ پڑھے۔

چنانچہ اگر تمام رات بیداری متحب نہ ہو جیسا کہ ابن تیمیہ کا خیال ہے بلکہ کروہ اور مختلف سنت ہو تو کتابوں میں بزرگوں کے فضائل کے سلسلے میں کیوں مرقوم ہے؟ تمام رات بیدار ہئے والوں کے نام یہ ہیں:

سعید بن میتب تابی پچاس سال تک اول شب سے باوضو بیدار رہ کر نماز صبح اسی وضو سے پڑھتے رہے۔ (۳) ابوحنیفہ، ابن مبارک کے بقول ۲۵۰ رسال تک شب بیدار ہے اور عشا کے وضو سے نماز صبح پڑھی۔ (۴)

نقیہ ابو بکر نیشا پوری باوضو عشاء کے بعد اسی سے نماز صبح پڑھتے۔ (۵)
ابو جعفر عبد الرحمن ابن اسود، نماز صبح باوضو عشاء پڑھتے۔ (۶) محمد بن عبد الرحمن تمام رات نماز پڑھتے۔ (۷)

ہاشم یا ہشیم میں سال نماز صبح باوضو عشاء پڑھتے۔ (۸)

۱۔ اقامتۃ الحجۃ، ج ۹، ص ۸۰ (ص ۸۰)

۲۔ روضۃ الاخبار الحجۃ من ربیعۃ الابرار، ج ۲، ص ۲۲۳ (ج ۲، ص ۸۰، نومبر ۱۹۵۹)

۳۔ مفتہ الصفوۃ، ج ۲، ص ۲۲۰، ۲۲۳ (ج ۱، ص ۵)

۴۔ تاریخ بغداد، ج ۱۰، ص ۱۲۲

۵۔ مفتہ الصفوۃ، ج ۲، ص ۵۲ (ج ۲، ص ۹۵، نومبر ۱۹۵۹)

۶۔ مفتہ الصفوۃ، ج ۲، ص ۹۸ (ج ۲، ص ۹۵، نومبر ۱۹۵۹)

۷۔ دویل اسلام، ج ۱، ص ۹۱ (۱۰۵)

ابو غیاث ایک رکعت نماز بخیر کو ع وجدہ کے مجالاتے اور اسی میں تمام رات جاگتے۔ (۱)
 ابو الحسن الشعیری، میں سال تک نماز صبح و ضموضع شاء سے مجالائے (۲)۔ ابو الحسین بن بکار۔ (۳)
 ابو خالد زید بن ہارون ۲۵ رسال (۴) اور عبد الواحد بن زید چالیس سال تک عشاء کے وضو سے نماز صبح ادا
 کرتے رہے۔ (۵)

دوسرा اعتراض:

این تیمیہ کا دوسرا اعتراض کہ اہل سنت کے نزدیک سنت کا تحقیق صرف علی رسول ﷺ سے ثابت نہیں
 ہوتا بلکہ افراد مسلمین کے عمل سے بھی ٹافتہ ہوتا ہے۔ اس حساب سے آخر کیا قباحت ہے کہ امیر المؤمنین
 نے اپنے اوپر ہزار رکعت نماز پڑھنا سنت فرار دے دیا ہو۔

جیسا کہ سیوطی، سکواری اور دوسروں نے صراحت کی ہے کہ سب سے پہلے تراویح کو ایجاد کرنے
 والے اور سنت فرار دینے والے حضرت عمر ہیں۔ انہوں نے یہ کام چودھویں ہجری میں انجام دیا۔ (۶)
 وہ پہلے آدمی ہیں کہ لوگوں کو تراویح کے لئے جمع کیا۔ فوائل کو ماہ صیام میں باجماعت ادا کرنے کی بدعت
 بھی انہیں کی ہے۔ (۷) نیز پہلے وہ آدمی ہیں کہ شرابی کو اسی کوڑے نارے۔ (۸) ان تمام بدعتوں کو بعد
 میں تحسن سمجھا گیا اور اس کی پیروی کی گئی۔

۱۔ صفت الصفوۃ ح ۳، ص ۲۲ (ج ۳۲، نمبر ۳۲۷)

۲۔ طبقات الاخیر ح ۲، ص ۲۷ (ج ۲، نمبر ۱۹۰)

۳۔ صفت الصفوۃ ح ۳، ص ۲۲۰ (ج ۳۲، نمبر ۲۶۶)

۴۔ طبقات الحفاظ ح ۱، ص ۲۹۲

۵۔ صفت الصفوۃ ح ۳، ص ۲۲ (ج ۳۲، نمبر ۵۲)

۶۔ محاضرات الاولیاء، ص ۱۳۹ (مطبوعہ ۱۳۱) ص ۹۸ (طبع ۱۳۰) زرقانی کی شرح المواهب، ح ۷، ص ۱۳۹

۷۔ طرح انتزیب، ح ۳، ص ۹۶

۸۔ محاضرات الاولیاء، ص ۱۳۹ (۱۶۹)

حافظ ابو قحیم دخازن نے ایک اور ثبوت فراہم کیا ہے کہ انہمار سنت فقط فعل رسول نہیں ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے ایسا مسلمان جو صبر اُمقتول ہوا ہواں کی نماز حبیب بن عدی نے قرار دی۔ (۱) مورخوں نے وراشت اور دیت کے معاملے میں معاویہ کی بدعتوں کی بھی صراحةً کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ امور معاویہ، خلاف عمل رسول و شیخین ہیں۔ (۲)

مزید یہ کہ عمر بن عبد العزیز نے عید کے دن تہذیت کی رسم ایجاد کی جو عمل رسول کے خلاف ہے (۳) اور اس بات کا ثبوت ہے کہ سنت عمل رسول میں محصر نہیں۔ مگر رسول اکرمؐ سے جو حدیث مردی ہے کہ تمہارے اوپر لازم ہے کہ نیمری اور خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرو یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ (۴) ان لوگوں کی سنت لائق ستائش اور علیٰ کی سنت لاائق نہیں، کیوں؟؟

ابن تیمیہ اور ان کے قصے کو ہضم کرنے والوں کے خلاف محمد عبدالجعفی نے رسالہ لکھا ہے: اقامۃ الحجۃ علی ان الاکثار فی التعبد۔ اس میں اکثر ان صحابہ و تابعین کا تذکرہ کیا ہے جنہوں نے تمام عمر عبادت خدا میں گزاری۔ یہ وقیع رسالہ ﷺ میں ہندوستان میں شائع ہوا ہے۔ آخر میں وہ لکھتے ہیں کہ تمام رات میں مشغول رہنا علماء کا معمول رہا ہے، ہزار رکعت نماز بھی پڑھتے تھے۔ یہ نہ تو بدعت ہے نہ شریعت نے منع کیا ہے بلکہ یہ عمل نیک اور مطلوب شارع ہے۔ (۵) جو لوگ کہتے ہیں کہ یہ کام قدرت و طاقت سے باہر ہے اس کا نشوائے کاہلی ہے، ان کی روح عبادت کمزور ہے۔ جو لوگ تمام شب عبادت میں روح کی شادابی دیکھتے ہیں وہ عبادت کرتے ہیں۔ جو لوگ اس سے بے بہرہ ہیں ان کے نزدیک طاقت سے باہر ہے۔

مشکل اور ادوات ختمات:

حقیقت کے متلاشی کو طاقت سے زیادہ عبادت کرنے والے افراد بھی ملتے ہیں۔ معمولی افراد بھی

۱۔ حلیۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۱۳۳۔ تفسیر خازن، ج ۱، ص ۱۳۱ (ج ۱، ص ۱۳۲)۔ ۲۔ الابدیۃ والنہایۃ، ج ۹، ص ۲۳۲، ج ۸، ص ۱۳۹ (ج ۹، ص ۲۵۹)، ج ۸، ص ۱۳۸۔ ۳۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۲، ص ۳۶۵ (ج ۷، ص ۳۶۷ نمبر ۵۸۱)۔ ۴۔ محدث علی الحسنین، ج ۱، ص ۹۶ (ج ۱، ص ۵۷) حدیث ۳۲۹۔

۵۔ اقامۃ الحجۃ، ص ۱۸

ہزار رکعت سے زیادہ نمازیں پڑھتے تھے۔ کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا ہے صرف ابن تیمیہ ہی مذکروں کی صفائی میں نظر آتے ہیں۔ نہ کسی نے ان روایات کو مورد طعن بنایا ہے۔ اس کا فلسفہ اختتامی واضح ہے۔ ظاہر ہے کہ طعن و تشنیع کے پس پر وہ صرف دشمنی اہل بیت ہی ہے۔ اور فضائل الحمد گا انکار۔ یہ چند لوگوں کے نام ہیں جن کے اور ادھر میں کثرت تھی۔

۱۔ عوییر بن زید ابو درداء صحابی: روزانہ ایک لاکھ تسبیح پڑھتے۔ (۱)

۲۔ ابو ہریرہ: ہر رات سونے سے قبل بارہ ہزار تسبیح پڑھتے اور روزانہ بارہ ہزار استغفار۔ (۲)

۳۔ خالد بن معدان: تلاوت قرآن کے علاوہ چالیس ہزار تسبیح پڑھتے۔ (۳)

۴۔ عییر بن ہانی: روزانہ ایک لاکھ تسبیح پڑھتے۔ (۴)

۵۔ امام ابو حنفیہ: نماز جمعہ جانے سے قبل میں رکعت نماز اور ختم قرآن۔ (۵)

۶۔ یعقوب بن یوسف: سورہ تو حید ایکس ہزار بار پڑھتے۔ (۶)

۷۔ چینی قواریری: تین سور کعت نماز، تین ہزار تسبیح۔ (۷)

۸۔ فقیہ حرم امام محمد: روزانہ چھ ہزار مرتبہ سورہ تو حید پڑھتے۔ (۸)

۹۔ شیخ احمد زادوی: میں ہزار تسبیح، چالیس ہزار صلوٹ پڑھتے۔ (۹)

۱۰۔ محمد بن سلیمان: روزانہ چودہ ہزار مرتبہ سُم اللہ پڑھتے۔ (۱۰)

۱۱۔ عبد العزیز مقدسی کہتے ہیں کہ بالغ ہونے کے بعد میں نے حساب کیا کہ بالغ ہونے کے بعد

۱۲۔ ہزار غلطیاں کی ہیں۔ اس لئے غلطی پر ایک ہزار مرتبہ استغفار پڑھا اور ہزار رکعت نماز پڑھی اور ہر

۱۔ شذررات الذهب، ج ۱، ص ۲۷۲ (ج ۲ ص ۱۱۸)

۲۔ البدایۃ او النہایۃ، ج ۸، ص ۱۱۰ (ج ۸ ص ۱۲۰)

۳۔ حلیۃ الاولیاء، ج ۵، ص ۲۱۰ (ج ۲ ص ۳۰۵)

۴۔ تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۲۸۹ (ج ۲ ص ۲۲۰)

۵۔ مناقب ابو حنفیہ، ج ۱، ص ۱۰۶ (ج ۱ ص ۱۰۵)

۶۔ طبقات الاخیار، ج ۲، ص ۱۰ (ج ۲ ص ۸۷)

۷۔ تخلیل الاجتہاج، ج ۱، ص ۳۷ (ج ۱ ص ۳۱)

۸۔ شذررات الذهب، (۱۰ ص ۱۵۲)

رکعت میں ایک ختم قرآن کیا۔ (۱)

آپ جانتے ہیں کہ ہزار رکعت نماز، ۸۳ ہزار کلمہ ہے۔ کیونکہ رکعت اول میں تکبیرۃ الاحرام کے بعد دونوں سجدوں تک ۶۹ کلمات ہیں۔ اور جب اسی رکعت میں ایک ہزار مرتبہ پڑھا جائے تو ۶۹ ہزار کلمہ ہو جاتا ہے۔ رکعت دوم میں تکبیرۃ الاحرام سے دونوں سجدوں تک چونکہ تکبیرۃ الاحرام نہیں ہے اس لئے ہزار کلمہ خارج ہو جاتا ہے۔ اس طرح مجموع کلمات ۶۸ ہزار کلمہ ہوتا ہے اور جب کلمات شہد کو شیعوں کے مطابق اور سلام کو پڑھا لیا جائے تو پندرہ ہزار کلمہ ہو جاتا ہے۔ اس طرح متذکرہ اعمال کو ہزار رکعت نماز کے ساتھ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ کس قدر زیادہ ہے، صاحب اور ادنے اجازت دی ہے کہ اسے ممکن سمجھا جائے لیکن جن کے دل میں اہل بیت سے عناد ہے وہ اسے غیر ممکن سمجھیں گے۔

آخر میں خود ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ عثمان تمام قرآن کو ایک رکعت میں تمام کر دیتے یہ مطلب میرے موضوع سے خارج ہے۔ بحث صرف اس قدر ہے کہ ابن تیمیہ نے اس کو اس لئے بیان کیا ہے کہ عثمان کا اہل بیت سے مقابلہ کیا جاسکے۔ وہ یہ بات بھول گئے کہ جو اعتراض انہوں نے حضرت علی اور ائمۃ پر کیا ہے وہی عثمان پر بھی وارد ہوتا ہے کیونکہ یہ عمل ان کے قول کے مطابق مختلف سنت ہے کیونکہ یہ ثابت نہیں ہے کہ رسول نے ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کیا ہو۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ عمل امکان سے باہر ہے۔ کیونکہ کلمات قرآن کی تعداد ۹۳۷۷ ہے اور بقول عطا ۷۷۷۷ ہے۔ (۲) دونوں صورتوں میں یہ ایک رکعتیاً مغرب و عشاء کے درمیان واقع ہو یا مابین عشا و سحر، کسی حال میں بھی ایک رکعت میں ختم قرآن غیر ممکن ہو جاتا ہے۔

دوسری طرف بخاری و مسلم نے رسولؐ کی حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرتؐ نے عبد اللہ بن عمر سے فرمایا کہ قرآن سات دن میں ختم کیا کرو زیادہ نہیں۔ نیز بطریق صحیح آنحضرتؐ سے روایت ہے کہ فرمایا کہ جو تین روز سے کم میں ختم قرآن کرے وہ سمجھنہ سکے گا۔ اس کے علاوہ عثمان ان لوگوں کی صفت میں شمار

۱۔ منظہ الصفوۃ، ج ۳، م ۳۱۹ (ج ۳، م ۲۳۵، ۷۷۳)

۲۔ تفسیر قرطبی، ج ۱، م ۷۵ (ج ۱، م ۷۲) الاتقان، ج ۱، م ۱۲۰ (ج ۱، م ۷۶)

کئے جاتے ہیں جو سات دن میں ایک ختم قرآن کرتے تھے۔ (۱)

ختم قرآن کا مسئلہ اسلام سنت کے یہاں اس قدر صحیدہ ہے کہ سراسراً بہام ہی بہام ہے۔ وہ انھیں کتابوں میں لکھتے ہیں کہ بعض حضرات ایک ہی رکعت میں پورا قرآن ختم کر دیتے تھے۔ ظہرین یا مغربین کے درمیان۔ ان میں چند نام یہ ہیں جو ایک رکعت میں قرآن ختم کر دیتے تھے:

عثمان بن عفان (۲)، قیم ابن اوس (۳)، سعید بن جبیر (۴)، مصوّر بن نبذاں (۵)، ابو الحجاج مجاهد (۶)، امام ابوحنیفہ (۷)، سعید بن سعید قطان (۸)، حافظ ابو احمد (۹)، محمد بن طہیف (۱۰)، جعفر بن حسن (۱۱)

مندرجہ ذیل حضرات ایک دن میں پورا قرآن ختم کیا کرتے تھے:

سعد ابن ابراهیم (۱۲) ابوبکر بن عیاشر (۱۳) ابوالعباس محمد بن شاذل (۱۴) ابو جعفر کتلی (۱۵) ابوالعباس آدمی (۱۶) امام احمد بن حنبل (۱۷) امام شافعی (۱۸) امام بخاری (۱۹) محمد بن یوسف (۲۰) محمد بن علی کرخی (۲۱) ابوبکر بن حداد (۲۲) حافظ ابن عساکر (۲۳) خطیب بغدادی (۲۴) احمد بن احمد

۱۔ الذکار، ص ۲۷، احیاء العلوم، ج ۱، ص ۲۶۱ (ج ۱۸۲۲)

۲۔ حلیۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۵۷

۳۔ حلیۃ الاولیاء، ج ۲، ص ۲۳

۴۔ انطاقي الحشیثی، ص ۵۵ (۲۲۳)

۵۔ تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۱۳۱

۶۔ منتاح السعادۃ، ج ۲، ص ۲۷ (ج ۲۲۷)

۷۔ خلاصۃ التجذیب، ص ۱۱۳

۸۔ شذرات الذہب، ج ۲، ص ۲۱۳

۹۔ لختم، ج ۲، ص ۱۶۰

۱۰۔ مقدمة الصفوۃ، ج ۲، ص ۱۳۵ (ج ۲، ص ۲۵۵)

۱۱۔ اخلاقیۃ والہمیۃ، ج ۱۱، ص ۲۲۸ (ج ۱۱، ص ۲۵۹)

۱۲۔ دول اسلام، ج ۱، ص ۱۶۷

۱۳۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۱، ص ۳۱۰ (ج ۵، ص ۳۶۳)

ابو عبد اللہ قصری (۱)، شیخ احمد بخاری (۲)۔

مندرجہ ذیل حضرات، ہر شب ایک قرآن ختم کرتے:

علی بن عبد اللہ بازوی تابعی (۳)، دکیج بن جراح (۴)، امام بخاری (۵)، عطاب بن سائب (۶)، علی بن عیسیٰ حمیری (۷)، ابو نصر عبد الملک بن احمد (۸)، حافظ قرقنی (۹)، امام شافعی (۱۰)، حسین بن صالح (۱۱)، زید بن حارث (۱۲)، ابو بکر بن عیاش (۱۳)، ابو الحطاب بصری (۱۴)۔

مندرجہ ذیل افراد شب و روز میں ایک قرآن ختم کرتے:

سعد بن ابراہیم (۱۵)، غاہت بن اسلم (۱۶)، جعفر بن مغیرہ (۱۷)، عمر بن حسین مجھی (۱۸)، ابو محمد مجھی (۱۹)، ابو الفرج بن جوزی (۲۰)، ابو علی مصری (۲۱)، ابو الحسن مرتضی (۲۲)، محمود بن عثمان حنبلی (۲۳)، ام جبان سلمیہ (۲۴)۔



- ۱- تاریخ بغداد، ج ۳، ص ۱۷۰۔
- ۲- طبقات الاخیار، ج ۳، ص ۱۷۰۔
- ۳- تہذیب البدبوب، ج ۷، ص ۳۵۸ (ج ۷، ص ۳۱۲)۔
- ۴- دول اسلام، ج ۱، ص ۹۶۔
- ۵- البدایہ والتجہیز، ج ۱۱، ص ۲۶ (ج ۱۱، ص ۳۲)۔
- ۶- خلاص العجیب، ص ۱۲۲۵ (ج ۲۳، ص ۲۲۹) (ج ۲۳، ص ۲۸۵)۔
- ۷- لحظم، ج ۸، ص ۲۲۳ (ج ۱۲، ص ۷۰) (نمبر ۳۵۰۰)۔
- ۸- طبقات القراء، ج ۱۱، ص ۵۶۰۔
- ۹- تذكرة الحفاظ، ج ۲، ص ۱۸۵ (ج ۲، ص ۲۳۱) (نمبر ۲۵۶)۔
- ۱۰- تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۲۳۔
- ۱۱- طبقات الاخیار، ج ۱، ص ۵۰ (ج ۱، ص ۵۸) (نمبر ۹۷)۔
- ۱۲- حلیۃ الاولیاء، ج ۵، ص ۱۸۔
- ۱۳- تاریخ بغداد، ج ۱۱، ص ۳۰۷۔
- ۱۴- صفات الصفوۃ، ج ۳، ص ۱۸۲ (ج ۲، ص ۲۵۹) (نمبر ۵۱۲)۔
- ۱۵- صفات الصفوۃ، ج ۲، ص ۸۲ (ج ۲، ص ۲۶۱) (نمبر ۱۸۰)۔
- ۱۶- حلیۃ الاولیاء، ج ۲، ص ۳۲۱۔
- ۱۷- تاریخ ابن عساکر، ج ۲، ص ۷۹۔
- ۱۸- تہذیب تہذیب، ج ۷، ص ۸۲ (ج ۷، ص ۸۲)۔
- ۱۹- تہذیب البدبوب، ج ۷، ص ۳۲۲ (ج ۷، ص ۳۸۰) (نمبر ۱۷)۔
- ۲۰- شذررات الذهب، ج ۳، ص ۲۸۹ (ج ۷، ص ۲۷۲)۔
- ۲۱- البدایہ والتجہیز، ج ۱۳، ص ۹ (ج ۱۳، ص ۱۲)۔
- ۲۲- شذررات الذهب، ج ۳، ص ۵ (ج ۷، ص ۲۹۵)۔
- ۲۳- شذررات الذهب، ج ۵، ص ۲۹ (ج ۵، ص ۲۷)۔

مندرجہ ذیل افراد شب و روز میں دو قرآن ختم کرتے تھے:

سعید بن جبیر (۱)، منصور بن زاذان (۲)، امام ابوحنیفہ (۳)، امام شافعی (۴)، حافظ عراقی (۵)، ابو عبد اللہ قرقاطی (۶)، سید محمد نسیر (۷)، شیخ عبدالحیم منزاوی (۸)۔

مندرجہ ذیل افراد، ایک رات میں دو قرآن ختم کرتے تھے:

تفی الدین بن بلاطی (۹)، احمد بن رضوان بن جالیتوس (۱۰)۔

مندرجہ ذیل افراد دو شب و روز میں تین قرآن ختم کرتے تھے:

کرز بن وبرہ کوفی (۱۱)، زہیر بن محمد بن قیمر حافظ (۱۲)، ابوالعباس بن عطاء (۱۳)، سیم بن عزیز (۱۴)، عبدالرحمن بن ہبۃ اللہ (۱۵)۔

مندرجہ ذیل افراد دن بھر میں چار قرآن ختم کرتے تھے:

۱۔ ابوقیصر محمد عبدالرحمٰن خسی فرماتے ہیں: میں نے آج چار بار قرآن ختم کیا، پانچوں بار سورہ برآۃ پڑھنے لگا کہ مودن نے عصر کی اذان کہہ دی۔ (۱۶)

۲۔ علی بن ازہر لاجی۔ (۱۷)

بعض افراد مغرب و عشا کے درمیان پانچ قرآن ختم کرتے:

۱۔ محدث الصفوۃ، ج ۳، ص ۲ (ج ۲، میں اکتوبر ۲۰۲۳)

۱۔ البرلیٰۃ والنهایۃ، ج ۹، ص ۹۸ (ج ۹، میں ۱۱۶)

۲۔ محدث الصفوۃ، ج ۲، ص ۱۳۵ (ج ۲، میں ۲۰۲۵)

۲۔ الکارکار، میں ۲۷۔

۳۔ الدیوان المذهب، میں ۲۲۵ (ج ۲، میں ۱۸۹)

۳۔ شریح المواہب زرقانی، ج ۷، میں ۳۲۱

۴۔ طبقات الاخیار، ج ۲، میں ۱۲۱ (ج ۲، میں ۱۳۲ اکتوبر ۱۸۷)

۴۔ طبقات الاخیار، ج ۲، میں ۱۱۸ (ج ۲، میں ۱۳۱ اکتوبر ۱۵)

۵۔ تاریخ بغداد، ج ۲، میں ۲۶۱۔

۵۔ شذرات الذهب، ج ۸، میں ۲۱۳ (ج ۱۰، میں ۲۹۸)

۶۔ تاریخ بغداد، ج ۸، میں ۲۸۵۔

۶۔ اصابة، ج ۳، میں ۳۲۱۔

۷۔ عمدة القاری، ج ۹، میں ۲۳۹ (ج ۲، میں ۲۰ حدیث ۷۵)

۷۔ اخنثیم، ج ۲، میں ۱۶۰۔

۸۔ تاریخ بغداد، ج ۲، میں ۳۱۵۔

۸۔ شذرات الذهب، ج ۷، میں ۱۵۱ (ج ۹، میں ۲۲۱)

۹۔ شذرات الذهب، ج ۷، میں ۲۰ (ج ۲، میں ۲۰ حدیث ۷۵)

۹۔ شذرات الذهب، ج ۷، میں ۱۶۰۔

۱۰۔ شذرات الذهب، ج ۷، میں ۱۵ (ج ۹، میں ۳۱۵)

۱۰۔ طبقات القراءة، ج ۱، میں ۵۲۶۔

شراودی کہتے ہیں: ایک دن آقا ابوالعباس حنفی، مغرب وعشاء کے درمیان میرے سامنے ہی بیٹھتے تھے۔ میں گواہ ہوں کہ پانچ بار قرآن ختم کیا۔ میں نے دوسرے آقا علی مر منی سے یہ واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا: فرزند! میں جب حالت سلوک میں تھا تو تمی سورکعت نماز اور ساختہ قرآن ختم کیا، ایک شبانہ روز میں ہر درجہ ایک ختم پر مشتمل تھا۔ (۱)

بعض افراد ایک شبانہ روز میں آٹھ قرآن یا اس سے زیادہ ختم کرتے تھے:

۱۔ سید ابن کاتب: نووی کہتے ہیں کہ بعض مسلمان رات دن میں آٹھ قرآن ختم کرتے ہیں اور ان میں سید بن کاتب بھی ہیں۔ (۲) صاحب ختنۃ الاسرار از نے بھی سید کاتب کو اسی گروہ میں شمار کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ دن و رات میں چار چار ختم قرآن فرماتے۔ گویا یہ کام طی لسان اور طی زبان کے طور پر ہوتا تھا۔ صاحب توضیح فرماتے ہیں: میں اکثر ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جو آٹھ قرآن ختم کرتے ہیں۔ کہتے ہیں شیخ عثمان مغربی سے سنائے کہ ابن کاتب رات دن میں آٹھ قرآن ختم کرتے۔

۲۔ شیخ عبدالحی حنفی، اقامۃ الحجۃ میں فرماتے ہیں کہ بعض شارحین صحیح بخاری نے لکھا ہے کہ حضرت علی روزانہ آٹھ قرآن ختم کرتے تھے۔ (۳)

۳۔ یک بن سہیل دمیاطی کہتے ہیں: جمع کے دن صحیح کو آٹھ کرای دن عصر تک آٹھ قرآن ختم کیا۔ (۴) قطلانی کہتے ہیں کہ ابو طاہر مقدمی روزانہ دس قرآن ختم کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اس سے بالاتر یہ کشیخ الاسلام برہان بن ابی شریف (خدالاں کے علم سے لوگوں کو بہرہ مند کرے) انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ روزانہ پندرہ قرآن ختم کرتے ہیں اور یہ حقیقت میں فیض الہی سے ہی ممکن ہے۔ وہی کہتے ہیں: کتاب ارشاد میں پڑھا ہے کہ شیخ جنم الدین اصفہانی نے حالت طوف میں ایک مرد کو دیکھا کہ تمام قرآن ایک دور میں ختم کر دیا۔ یہ بات توفیق الہی اور مرد و ربانی سے ممکن ہے۔ (۵)

۱۔ شذرات الذهب، ج ۷، ص ۵۷ (ج ۱۰ ص ۲۲۲)

۲۔ ارشاد الساری، ج ۷، ص ۱۹۹، ج ۸، ص ۳۶۹ (ج ۷، ص ۳۱۲، ج ۱۰ ص ۳۱۲)

۳۔ اقامۃ الحجۃ، ص ۷ (ص ۲۲) ۴۔ سیر اعلام الخلاۃ (ج ۱۳، ص ۳۲۵ نومبر ۲۱۰)

۵۔ ارشاد الساری، ج ۷، ص ۱۹۹، ج ۸، ص ۳۶۹ (ج ۷، ص ۳۱۲، ج ۱۰ ص ۳۱۰)

غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ کرز بن دبرہ مکہ میں مقیم تھے، روزانہ سات بار خاصہ کعبہ کا طواف کرتے اور اس میں دو قرآن ختم کرتے۔

حساب کیجئے تو معلوم ہو گا کہ یے بار طواف کا دس فرخ نماز ہوتا ہے اور ہر طواف میں دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ مجموعی طور سے یہ شبانہ روز میں ۲۸۰ رکعت نماز، دو ختم قرآن اور دس فرخ کی مسافت۔ (۱)

نازلی خنسہ اللسرار میں لکھتے ہیں کہ:

شیخ موسیٰ سدرانی جوشی مغربی کے صحابی تھے ان کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ روزانہ ستر بار قرآن ختم کرتے۔ وہ حجر الاسود کو پوسدینے کے بعد قرآن شروع کرتے پھر اسی کے حاذی آنے کے بعد ختم کر دیتے۔ اس طرح پڑھتے کہ لوگ حرف بحرف سن لیتے تھے۔ (۲) آگے صفحہ ۱۸۰ پر کہتے ہیں کہ شیخ ابو مدین مغربی روزانہ ستر ہزار مرتبہ قرآن ختم کرتے۔

صحیح بخاری میں ابو ہریرہ سے مردی ہے کہ قرآن حضرت داؤد پر ہلکا ہو گیا تھا۔ وہ جب اپنی سواری پر زین کتے اور تیاری کا حکم دیتے تو زین پر سوار ہونے سے قبل قرآن ختم کر دیتے۔ (۳)

قطلانی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ کبھی قلیل میں کثیر برکت ہے، اس کے نتیجے میں زیادہ عمل واقع ہوتا ہے۔ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ خداوند عالم جس شخص کے لئے مناسب سمجھتا ہے زمان و مکان سمیٹ دیتا ہے۔ (۴)

علامہ امیلی فرماتے ہیں:

یہ تمام باقی قصہ پاریہ سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتیں۔ اگلوں کی مہمل نگاری نے اوہام کو قلبند کر دیا ہے۔ اس کے باوجود این تیہیہ کا جرگہ ذرا بھی آواز بلند نہیں کرتا کہ یہ مہمل ہے۔ نہ اعتراض ہے کہ انھیں افسانوی کتابوں میں نقل ہونا چاہئے علمی و اسلامی کتابوں میں نہیں۔ ان کتابوں پر افسوس جن میں یہ

۱۔ احیاء العلوم، ج ۱، ص ۳۱۹ (ج ۱، ص ۳۰۸)

۲۔ خنسہ اللسرار، ص ۸۸۷ (۱۵) مرقات الفاختی شرح حکایۃ الصالح، (ج ۳، ص ۷۰۲) حدیث (۲۲۰۱)

۳۔ ارشاد الساری، ج ۸، ص ۳۹۶ (ج ۳، ص ۱۲۵)

۴۔ صحیح بخاری، ج ۱، ص ۱۰۱ (ج ۳، ص ۱۲۶)

خرافات ہیں۔ ان لوگوں پر افسوس جوان واقعات کو احترام سے پڑھتے ہیں۔ کیا ابن تیمیہ کی نظر سے یہ شرمناک باتیں نہیں گزرا ریں؟ اس کی بولتی کیوں بند ہے؟ صرف ائمہ مصوّمین ہی کے خلاف زبان درازی کا حوصلہ ہے دوسروں کے خلاف نہیں؟

﴿وَلَوْا نَهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانظُرْنَا لِكَانَ خَيْرٌ إِلَهُمْ وَاقْوَمٌ﴾ (۱)

۳۔ اسلام میں حدیث

تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ سابقہ امتوں کی طرح کچھ افراد اس امت میں بھی ہوتے ہیں جنہیں حدیث کہا جاتا ہے۔ صحابہ و مسانید کے مطابق رسول اکرمؐ نے اس کی خبر دی ہے۔ حدیث وہ شخص ہوتا ہے جس سے فرشتہ باتیں کرتا ہے لیکن اس کو دیکھنا نہیں۔ حالانکہ وہ نبی نہیں ہوتا یا پھر اسے مبداء اعلیٰ کی طرف سے علم الہام ہوتا ہے یا دل میں حقائق کا القاء کر دیا جاتا ہے یا دوسرے طریقوں سے معافی اس کو سمجھائے جاتے ہیں۔

بہر حال اس قسم کے افراد کا امت میں ہونا مسلم ہے۔ اختلاف صرف پہچان کے سلسلے میں ہے کہ اس کی تشخیص و شناخت کس طرح کی جائے۔ شیعوں کے یہاں ائمۃ ہی حدیث ہیں اور اہل سنت عمر بن خطاب کو حدیث کہتے ہیں۔

اب دونوں کے نمونے ملاحظہ فرمائیے:

نصوص اہل سنت:

صحیح بخاری میں منائب عمر کے ذیل میں ابو ہریرہ سے حدیث رسول مروی ہے: نبی اسرائیل میں کچھ لوگ ہوتے تھے جو نبی نہیں ہوتے تھے لیکن ان سے بات کی جاتی تھی۔ میری امت میں اس قسم کی فرد عمر بن خطاب ہیں۔ ابن عباس کی روایت میں (من نبی ولا محدث ہے)۔ (۲)

۲۔ صحیح بخاری، حج ۲، ج ۱۹۲، م ۱۹۲ (ج ۲۳، م ۱۳۲۹)

۱۔ (نامہ ۲۹۶)

اس کی شرح میں قسطلانی کہتے ہیں کہ ارشاد رسول ہے کہ میری امت میں کوئی ہوتا۔ یہ کلام شرط تزوید کے بطور نہیں ہے بلکہ تاکید کے طور پر ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ اگر میرا کوئی دوست ہے تو وہ فلاں شخص ہے۔ اس میں مقصد یہ نہیں کہ اس کا کوئی دوست نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ وہ دوستی کا کمال خصوصیت ظاہر کرنا چاہتا ہے جب یہ ثابت ہو گیا کہ یہ حقیقت غیر امت اسلام میں تھی تو اس امت میں بھی لازمی طور سے ہونا چاہئے۔

قسطلانی ابن عباس کے قول (من نبی ولا محدث) کے ذیل میں کہتے ہیں کہ یہ ارشاد صرف ابوذر کے لئے ثابت ہے دوسروں کے لئے (ولا محدث) ثابت نہیں۔ اس کلمہ کو غیاث بن عینیہ نے آخر جامع میں نقل کیا ہے۔ اور عبد بن حمید نے کہا ہے کہ ابن عباس اس طرح قرأت کرتے ہیں ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ وَلَا مَحْدُثٍ﴾ (۱)

صحیح بخاری میں حدیث غار کے بعد ابو ہریرہ سے مردی یہ حدیث ہے: تم سے پہلے تمام امام سابقہ میں ایسے افراد تھے جو محمدؐ تھے اگر میری امت میں کوئی ہوتا تو وہ عمر ہوتے۔ (۲)

اس کی شرح میں قسطلانی کہتے ہیں کہ محدث وہ بھیکی زبان سے بغیر منصب نبوت کے حقوق جاری ہوتے ہیں۔ اس کے دل میں ایسی بات ڈال دی جاتی ہے کہ جیسے اس کو خبر دی گئی ہو، اس حال میں اس کا گمان بھی حق ہوتا ہے، جو سوچتا ہے صحیح ہوتا ہے، یہ واقع منزل اولیاء کی ہے۔ اس جملہ کی شرح میں کہ اگر میری امت میں... کہتے ہیں کہ یہ ارشاد رسولؐ توقع کی بناء پر ہے۔ اسے آگاہی نہیں ہوتی کہ یہ چیز واقع ہو گی لیکن واقع ہو جاتی ہے۔ (ظاہر ہے کہ قسطلانی کی اس شرح اور سابقہ شرح میں تضاد صاف جملہ رہا ہے) حضرت عمرؓ کا واقعہ ساریہ الجبل اس کا واضح ثبوت ہے۔ (۳)

صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ نے فرمایا: تم سے قبل کی امت میں محدث ہوتے تھے اگر میری امت میں کوئی ہے تو وہ عمر ہیں۔ (ابن وہب کہتے ہیں کہ محدث وہ ہے جسے الہام

۱۔ ارشاد الساری، شرح البخاری، (ج ۲ ص ۹۹)

۲۔ ارشاد الساری، ج ۵، ص ۲۲۱ (ج ۷ ص ۲۸۲)

۳۔ صحیح بخاری ج ۲، ص ۱۷ (ج ۳ ص ۱۲۷۹)

ہوتا ہے)۔ (۱) ابن جوزی نے صفتۃ الصفوۃ میں اس روایت کو نقل کر کے کہا ہے کہ یہ روایت متفقہ ہے۔ (۲) طحاوی مشکل الآلاء میں محدث کے بھی معنی لکھتے ہیں کہ محدث نے الہام ہوتا ہو، پھر اضافہ کیا ہے کہ عمر کو بھی الہام ہوتا تھا چنانچہ اُس کی روایت ہے کہ عمر نے فرمایا: تم موقوں پر خدا نے میری موافقت کی: امیں نے رسول سے کہا: کاش! ہم مقام ابراہیم کو مصلیٰ قرار دیتے، آیت اتری ﴿وَاخْدُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مَصْلِيٰ﴾۔

۲۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ کے گھر میں ابھے برے سمجھی لوگ آتے ہیں، آپ ازدواج کو حکم دیجئے کہ اپنے کو چھپائے رہیں۔ اس پر آیہ جواب نازل ہوئی۔

۳۔ آنحضرت کی ازدواج سرکشی پر آمادہ تھیں، میں نے کہا: ہو سکتا ہے کہ خدا تم سے اچھی عورتیں رسول کو عطا کر دے اور تمہیں طلاق دیدے۔ اس پر آیت اتری ﴿عَسَىٰ رَبُّكُمْ...﴾ (۳) علامہ مالکی فرماتے ہیں:

اگر اس قسم کے باتیں الہام ہیں تو اسلام کو فتح پڑھ دینا چاہئے۔ یہ لوگ مناقب گڑھنے میں اس بات کو بھی نہیں سمجھ پائے کہ اس سے خیر اسلام کی تو ہیں ہوتی ہے۔

نووی شرح مسلم میں کہتے ہیں کہ محدث کے بارے میں اختلاف ہے۔ ابن دھب کہتے ہیں کہ وہ لوگ ہیں جنہیں الہام کیا جائے۔ ایک قول ہے کہ جب وہ کچھ سوچیں تو تھیک سوچیں گویا وہ پہلے سے خبردار ہیں۔ ایک قول ہے کہ فرشتے ان سے کلام کرتے ہیں یا ان سے بات کی جاتی ہے۔ بخاری کے نزدیک محدث وہ ہیں کہ جن کی زبان سے حقائق جاری ہوں۔ کرامات اولیاء کا سرچشمہ یہی ہے۔ (۴) محدث الدین طبری کہتے ہیں کہ محدث وہ ہے کہ جنہیں حقیقت بطور الہام بتادی گئی ہو، ممکن ہے اس ظاہر کلام کا مطلب یہ ہو کہ جن سے فرشتے بات کرتے ہوں۔ لیکن وہی کے طور پر بات نہ کرتے ہوں۔ بلکہ بات چیت کے عنوان سے اور یہ بڑی فضیلت ہے۔ (۵)

۱۔ صحیح مسلم، (ج ۵، ص ۱۶) کتاب فضائل الصحابة

۲۔ صفتۃ الصفوۃ، ج ۱، ص ۱۰۲ (ام ۷۷ نمبر ۳)

۳۔ مشکل الآلاء، ج ۲، ص ۲۵۷

۴۔ ریاض الصفرۃ، ج ۱، ص ۱۹۹ (ج ۲، ص ۲۲۵)

تغیر قرطی میں ابن عطیہ، مسلم بن قاسم بن عبد اللہ، عمر و بن دینار کا بیان ہے کہ ابن عباس کی
قرأت یوں تھی:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ وَلَا مَحْدُثٍ﴾

مسلمہ کہتے تھے کہ محدث ہمچا یہ نبی ہے۔ کیونکہ وہ بلند ترین امور غیبی کی خبر دیتے ہیں اور حکمت
باطنی سے بات کرتے ہیں اور ان کی لغت اخلاقی واقع ہوتی ہے، وہ غلطیوں سے مخصوص ہوتے ہیں جس
طرح عمر بن خطاب نے ساریہ سے بلند ترین تکلم فرمایا۔ (۱)

ابوزرعة طرح التغريب میں یہ حدیث لکھتے ہیں کہ قطبی طور سے بنی اسرائیل کی طرح اس امت میں
بھی محدث ہوں گے اور وہ عمر ہیں۔ (۲)

مناوی (۳) نے شرح کی ہے کہ جن پر الہام ہوا ہو یا ان کا گمان درست ہو، محدث اسے کہتے ہیں
کہ جسے بطریق الہام و مكاففہ مبداء اعلیٰ سے حقیقت القاء کی گئی ہو، بغیر توجہ اس کی زبان سے جاری ہو
جائے یا فرشتے اس سے بات کریں۔ بغیر اس کے کوہ مخبر ہو یا جب وہ کوئی رائے دے تو مطابق واقع
ہو گویا اسے غیب کی خبر ہو۔ یہ کرامات اللہ اپنے خاص بندوں کو عطا کرتا ہے اور یہ اولیاء کا مقام ہے۔
آگے فرماتے ہیں کہ عمر کے محدث ہونے کی بات کا مطلب یہ ہے کہ وہ بے نظیر ہیں گویا کہ نبی نہیں کیونکہ
یہاں حرف شرط تردید کے طور پر آیا ہے۔

قاضی کہتے ہیں کہ یہاں تأکید و اختصار مراد ہے۔ پس اگر کوئی کہے کہ میراد وست اگر کوئی ہے تو
وہ زیید ہے۔ تو کہنے والے کی اس سے مراد تردید نہیں بلکہ مبالغہ ہے کہ دوستی صرف اسی سے مخصوص ہے۔
قطبی نے اس حدیث عمر کی شرح میں کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس قسم کے افراد بہت کم ہیں
جس کا گمان صاحب ہو محدث نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اکثر عموم و علماء کا گمان صائب ہے۔ اس میں حضرت عمر

۱۔ تغیر قرطی، ج ۱۲، ص ۷۸ (ج ۱۲، ص ۵۲)

۲۔ اشریف فی شرح التغريب، ج ۱، ص ۸۸، المصانع، ج ۲، ص ۲۷۰ (ج ۲، ص ۱۵۳) حدیث ۳۷۲ جامع الصغیر، (ج ۲، ص ۱۵۱)

حدیث ۷۴ (۶۰۹)

۳۔ شرح الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۷۸ (ج ۲، ص ۵۰)

کی خصوصیت ہی کیا رہی۔ اگرچہ رسول نے عمر کو قطعی طور سے محدث نہیں کہا ہے لیکن قرآن اس کی نشاندہی کرتے ہیں اور ساری یہ کی داستان یا حدیث رسول کہ خدا عمر کی زبان سے بولتا ہے، ان کے محدث ہونے کا شہود ہے۔

ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ بعد رسول بہت محدث ہوئے ہیں۔ اس نے کہنی اسرائیل میں انبیاء میتوث ہوئے لیکن چونکہ خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی میتوث نہ ہوتا اور اسلام کو پرتری حاصل ہے اس لئے نبی کی جگہ امت میں محدث قرار دئے گئے ہیں۔ (۱)

لائق توجہ نکلتے:

امام غزالی کہتے ہیں کہ بعض عرقاء کا بیان ہے کہ بعض ابدال سے ان کے مقامات نفس کے متعلق سوال کیا گیا، انھوں نے اپنے دائیں دیکھا پھر اپنے سینے کی طرف توجہ کی اور پوچھا: تم کیا کہتے ہو؟ پھر اس کے بعد سوال کا جواب دیا۔ ان سے پوچھا گیا: آپ نے دائیں دیکھا کیوں دیکھا؟ جواب دیا کہ تمہارے سوال کا جواب معلوم نہیں تھا اس لئے دائیں دیکھا فرشتوں سے پوچھا۔ انھیں بھی معلوم نہ تھا پھر میں نے اپنے دل سے پوچھا، اس نے جو مجھے بتایا وہ تمہیں جواب دیدیا۔ اس بناء پر یہ دونوں فرشتوں سے زیادہ عام تھے۔ غزالی کہتے ہیں کہ محدث ہونے کا یہی مطلب ہے۔ (۲)

ایک محقق بعض تذکرہ میں ایسے لوگوں کے حالات دیکھتا ہے جنھوں نے فرشتوں سے باتمیں کیں۔ ان میں عمر ان بن حصین خزانی (متوفی ۵۲) بھی ہیں ان کے متعلق لکھتا ہے کہ انھوں نے محافظ فرشتوں کو دیکھا اور ان سے باتمیں کیں۔ (۳)

ابن کثیر لکھتے ہیں کہ فرشتے انھیں سلام کرتے تھے جب داعی لگ گیا تو سلام کرنا بند کر دیا۔ پھر آخر ایام میں سلام کرنے لگے۔ (۴) شذررات میں ہے کہ فرشتے انھیں سلام کرتے جب جلنے کا داعی ہوا تو

۱۔ الحبیاری، (ج ۷، ص ۲۰)

۲۔ احیاء الحلوم، ج ۲، ص ۲۸

۳۔ استیاب، ج ۲، ص ۳۵۵ (نومبر ۱۹۶۹) (الاصابة)، ج ۳، ص ۲۶

۴۔ البدایۃ والنہایۃ، ج ۸، ص ۶۰ (ج ۸، ص ۲۶)

سلام کرتا بند کر دیا۔ پھر خدا نے گرم فرمایا اور فرشتے سلام کرنے لگے۔ (۱) حافظ عراقی، ابوالجاح مزی، ابن جوزی، ابن حجر، سبھی نے ان کے تسلیم ملائکہ کو لکھا ہے۔ (۲)

ابوالعالی صاحب بھی محدث تھے۔ ابن جوزی، ابن کثیر لکھتے ہیں کہ ماہ صیام میں شدید فقر کا شکار ہوئے، وہ ایک شخص سے قرض مانگنے چلے تو فرشتے نے منع کیا کہ کل میں خود اسے تمہارے پاس لے آؤں گا۔ (۳)

ابوالسلیمان خطابی کہتے ہیں کہ رسولؐ کا ارشاد ہے کہ اس امت کے محدث عمر ہیں اور میرا قول ہے کہ اس زمانے کے محدث ابو عثمان مغربی ہیں۔ (۴) اسی طرح حورائے ابو عیجی سے کلام کیا جب وہ چار ہزار قرآن ختم کر چکے تو حورائے کہا: تم نے مجھے خرید لیا۔ (۵)

نحوں شیعہ:

مکتبۃ الاسلام کلینٹی نے اصول کافی (۶) میں بعنوان فرق میان رسول، نبی اور محدث چار حدشیں نقل کی ہیں:

۱۔ برید سے مردی ہے کہ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے آیت ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ وَلَا مَحْدُثٍ﴾ کے بارے میں پوچھا کہ آیت میں لفظ محدث نہیں ہے

- ۱۔ شنزرات الذهب، ج ۱، ص ۵۸ (ج ۱۲، ص ۲۲۹)
- ۲۔ طرح التتریب، ج ۱، ص ۹۰، تخصیص تہذیب الکمال، ج ۲۵۰ (ج ۱۲، ص ۳۰۰)
- ۳۔ الطبقات الکبری، (ج ۷، ص ۱۰۷) الصفة، ج ۱، ص ۲۸۲ (ج ۱۲، ص ۲۸۲)
- ۴۔ الصفة، ج ۲، ص ۲۸۰ (ج ۲، ص ۳۰۶) الختم، ج ۹، ص ۱۳۶ (ج ۷، ص ۲۸۲) البدریہ والنهایہ، ج ۱۲، ص ۱۶۲ (ج ۱۲، ص ۲۰۰)
- ۵۔ تاریخ بغداد، ج ۸، ص ۳۶۲ (نمبر ۱۹۷۷، ۱۹۷۸) الصفة، ج ۱۲، ص ۲۸۶ (نمبر ۱۹۷۰)

- ۶۔ اصول کافی، ج ۱، ص ۲۷۹ (ج ۱۲، ص ۲۷۹)
- ۷۔ تاریخ بغداد، ج ۸، ص ۳۶۲ (نمبر ۱۹۷۷، ۱۹۷۸) مفتاح الصفة، ج ۱۲، ص ۲۸۶ (نمبر ۱۹۷۰)
- ۸۔ اصول کافی، ج ۱، ص ۲۷۹ (ج ۱۲، ص ۲۷۹)

اگر ہے تو محدث کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا: رسول وہ ہے جو فرشتوں کو دیکھے اور کلام کرے، نبی وہ ہے جو خواب میں فرشتے کو دیکھے۔ کبھی کبھی نبوت درسالت ایک شخص میں جمع ہو جاتی ہے۔ اور محدث وہ ہے جو آواز سنتا ہے لیکن فرشتے کو دیکھا نہیں ہے۔ برید نے پوچھا: جسکو خواب میں دیکھا ہے کیسے سمجھیں کہ وہ فرشتہ ہی ہے؟ فرمایا: خدا اس کو توفیق کرامت فرمادیتا ہے، خدا نے رسول خدا پر نبوت ختم کر دی ہے اور قرآن آخری کتاب ہے۔

دوسری حدیث میں بھی رسول اور محدث کا فرق بیان ہوا ہے۔ تیسری حدیث میں ذرا تفصیل ہے: زرارہ کا بیان ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے وکان رسولا نبیا کے متعلق پوچھا کہ رسول اور نبی کا فرق کیا ہے؟ فرمایا: نبی وہ ہے جو خواب میں فرشتے کو دیکھے۔ میں نے پوچھا؟ امام کی منزلت کیا ہے؟ فرمایا: آواز سنتا ہے لیکن خواب نہیں دیکھتا اور فرشتے کو مشاہدہ نہیں کرتا۔ پھر یہ آیت پڑھی: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ...﴾

چوتھی حدیث اسماعیل بن مرار سے ہے کہ حسن بن عباس نے امام رضا کی خدمت میں خط لکھا: قربان جاؤں ابھی رسول، نبی اور امام کا فرق بتائیے۔ امام نے جواب دیا: رسول وہ ہے جس پر جریں نازل ہوں، انھیں دیکھے، ان کا کلام نے، اس پر وحی نازل ہو، اکثر وہ خواب بھی دیکھے جیسے حضرت ابراہیم کا خواب۔ نبی وہ ہے کہ بھی کلام نے، بھی کلام کرنے والے کو دیکھے لیکن کلام نہ نہ۔ امام وہ ہے جو کلام نے لیکن دیکھے نہیں۔

کافی میں ایک عنوان ”باب ان الائمه محدثون مفہموں“ (۱) کا ہے، اس میں پانچ احادیث ہیں:

حران بن اعین کہتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: حضرت علیؑ محدث تھے۔ میں حیرت میں نکلا اور دوستوں سے کہا کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے عجب حدیث سنی ہے کہ علیؑ محدث تھے۔ انہوں نے کہا: تم نے کیا کیا، یہ کیوں نہ پوچھا کہ ان سے کون کلام کرتا تھا؟ میں نے پوچھا تو مجھ سے امام نے فرمایا: ان سے

۱۔ اصول کافی، (ج ۱ ص ۲۷۶، ۲۷۷)۔

ملک (فرشته) کلام کرتا ہے۔ میں نے کہا: یعنی آپ فرمانا چاہتے ہیں کہ وہ نبی ہیں؟ امام نے ہاتھوں سے نفی کا اشارہ کیا اور فرمایا: وہ سلیمان کے صحابی یا صاحب موئی یا ذوالقرنین کی طرحیں۔ کیا تمہیں حدیث رسول نبیں معلوم ہے کہ فرمایا: تمہارے درمیان انھیں کے مانند ہیں۔

دوسری حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت علیؑ اپنے قاتل کو پہچانتے تھے اور لوگوں کے اہم امور سے

واقف تھے اس آیت کے وہیلے سے: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ وَلَا مُحَدِّثٍ﴾۔ (۱) ایک دوسری جدیدیت میں ہے کہ اوسیاء محمدؐ محدث ہیں۔ دوسری میں ہے انہمؐ پیغمبر، علماء مفہوم اور محدث ہیں۔ (۲) پانچویں حدیث محدث کے معنی میں ہے کہ وہ آواز سنتا ہے لیکن آدمی کو دیکھتا نہیں۔ کتاب کافی میں اس بارے میں اتنی ہی حدیثیں ہیں۔

امالی طوی میں ہے کہ صادق آل محمد نے فرمایا کہ حضرت علیؑ حدث تھے اور سلیمان بھی حدث تھے۔ پوچھا گیا: حدث کی پہچان کیا ہے؟ فرمایا: اس کے پاس فرشتہ آتا ہے اور ایسا ویسا بتاتا ہے۔ انھیں امام کا ارشاد ہے: ہم میں سے بعض کو دل میں القاء کر دیا جاتا ہے اور بعض کو سور و خطاب قرار دیا جاتا ہے۔ حرث نصری سے روایت ہے کہ میں نے امام ششم سے پوچھا کہ امام سے انکی بات پوچھی جائے جو اس کے پاس نہ ہو تو اس کو کیسے علم ہوتا ہے؟ فرمایا: اس کے دل میں نکتہ یا کان میں آواز پڑ جاتی ہے۔ جب امام سے پوچھا جاتا ہے تو کیسے جواب دیتا ہے؟ فرمایا: الہام یا سماع سے اور کبھی دونوں طریقوں سے۔ (۳) صفار نے بصائر میں ہمراں سے روایت کی ہے کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے پوچھا: کیا آپ نے مجھ سے نہیں فرمایا تھا کہ علیؑ حدث تھے؟ فرمایا: ہاں۔ پوچھا: ان سے کلام کون کرتا تھا؟ فرمایا: فرشتہ۔ میں نے پوچھا: وہ نہیں یا رسول؟ فرمایا: نہیں بلکہ مثل صاحب سلیمان و موسیٰ اور مثلیں ذوالقرنین۔ کیا نہیں یہ حدیث معلوم نہیں کہ حضرت علیؑ سے ذوالقرنین کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ وہ نبی نہیں تھے بلکہ وہ خدا کے محیب اور خدا کے خیر خواہ تھے۔

۲- اصول کیمی

۱- اصول کافی، (ج ۱، ص ۲۷۰)

۳۔ ایامی طویہ مس ۲۲۰ (ص ۸۰-۷۰-۶۰) حدیث نمبر ۹۱۶-۹۱۳

حران نے امام چشم سے پوچھا: علماء کا مرتبہ کیا ہے؟

فرمایا: وہ ذوالقرنین، صحابی سلیمان و داؤڈ کی طرح ہیں۔ برید نے امام چشم سے پوچھا: آپ کا مرتبہ کیا ہے، گذشتہ لوگوں میں کس کی نظریہ ہیں؟ فرمایا: صاحبِ موثی یا ذوالقرنین کی طرح، وہ دونوں عالم تھے لیکن نبی (پیغمبر) نہیں تھے۔ (۱)

یہ تمام روایات شیعہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ خادuan عصمت و طہارت ہی کے افراد محدث ہیں۔ (۲) ان روایات کا مفاد، عمومی طور سے تمام شیعوں کا اعتقاد ہے جس طرح گذشتہ امتوں میں محدث ہوتے تھے اسی طرح اس امت میں امیر المؤمنین اور ان کی مخصوص اولاد جو امام ہیں وہی محدث ہیں، یہ سمجھی امام محدث ہوتے ہیں وہ پیغمبر نہیں ہیں۔ محدث ہونے کی فضیلت صرف اماموں ہی سے مخصوص نہیں بلکہ حضرت فاطمہ زہرا اور سلمان فارسی بھی محدث ہیں۔ جیسا ہاں، ہر امام محدث ہے لیکن ہر محدث امام نہیں۔ میں نے گذشتہ صفات میں بیان کیا کہ محدث وہ ہے جو حقائق کو متذکرہ طریقوں سے معلوم کرے، مفہوم محدث کے سلسلے میں شیعہ و سنی میں کوئی اختلاف نہیں۔ لیکن فرق صرف یہ ہے کہ شیعہ عرب کو محدث نہیں مانتے۔ یہاں ری خصوصی روشن ہے جسکے بیان کی یہاں منجاش نہیں۔ اب ذرا س میں معقولیت کی کوئی ر حق نظر آئی ہے کہ ایک گروہ اس محدث کے معاملے میں اپنے گروہ کو فضیلت سے نوازتا ہے اور دوسرے کو گمراہ سمجھتا ہے۔

قاضی کاظمی کہتا ہے کہ ائمہ اہل بیت شیعوں کی نظر میں انبیاء ہیں، ان کو وجہ ہوتی ہے، فرشتے ان کے لئے وحی لے کر آتے ہیں۔ شیعہ حضرات حضرت فاطمہ زہرا اور ائمۃ کے لئے ان تمام صفات کے قالی ہیں جو انبیاء میں پائی جاتی ہیں۔ اپنی اس افتراض پر داڑی کے ثبوت میں حسن بن عباس کے مکاتبہ کو پیش کیا ہے جو انہوں نے امام رضا کو حدیث میں لکھا تھا۔

اس نادان کے سمجھ میں آتا ہی نہیں کہ قرآن میں محدث کی صراحت آئی ہے اور جناب فاطمہ اور

۱۔ بصائر الدرجات (ص ۳۶۵-۳۶۶)

۲۔ بخار الانوار (ج ۲۶، ص ۶۶، ج ۳۰)

اممہ کے محدث ہونے پر تمام شیعہ سنی کا اتفاق ہے۔

جس طرح اہل سنت حضرات حضرت عمر کے محدث ہونے کے قائل ہیں کیا کوئی شیعہ اس بات کا
قال ہے کہ عمر کو اہل سنت نبی مانتے ہیں اور اہل سنت کے عقیدے کے مطابق فرشتے ان پر نازل ہوتے
ہیں؟ اور وہی پھر نہ چلتے ہیں؟

کبھی کوئی شیعہ جذبات میں افترا پردازی نہیں کرتا۔ کبھی کسی شیعہ کو نہیں دیکھا گیا ہو گا کہ وہ
بزرگوں کو تمہم کرے۔ کیا اس شخص کے پیش نظر یہ بات نہیں ہے کہ شیعوں کے یہاں نص ہے کہ ائمہ
محسوسین علامہ ہیں، انبیاء نہیں ہیں، حجابتی موتی یا مثل ذوالقرینین ہیں۔

امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام کی نص نہیں سنی کہ قرآن آخری کتاب ہے اور رسول خدا
خاتم النبیین ہیں۔ ان تمام نوصوں سے واقف ہوتے ہوئے بھی وہ اپنی پستی طبع سے وہی شرمناک جذبات
ظاہر کرتا ہے جو اس کی اوقات ہے۔ اموی سرنشیت سے ایسی یعنی دشنام طرازی کی توقع رکھی جاسکتی ہے۔
اس کے پڑھوں کی رسم ہے کہ ائمہ اور ان کے شیعوں پر طعن و تفہیق کرتے رہے۔

وہ کتاب "صراع" (۱) میں لکھتا ہے کہ شیعوں کی نظر میں ائمہ اہل بیت پر وحی ہوتی ہے۔
کافی (۲) میں ہے کہ حسن بن عباس نے امام رضا کو خط لکھا کہ رسول، نبی اور امام میں فرق کیا ہے؟ آپ
نے جواب دیا کہ رسول وہ ہے جس پر جربتیل نازل ہوں اور وہ انھیں دیکھے اور ان کا کلام نے، اس پر وحی
نازل ہو۔ اور نبی جو کبھی اس شخص کو دیکھتا ہے اور اس کی بات نہیں سنتا اور امام وہ بھجو۔ کبھی اس شخص کی بات
سنتا ہے لیکن اسے دیکھتا نہیں۔ ائمہ جو بھی کام کرتے ہیں وہ یہاں خدا کے مطابق ہوتا ہے وہ اس سے ذرا
بھی تجاوز نہیں کرتے۔ اس کے علاوہ بھی شیعوں کے یہاں کافی نوصوں ہیں کہ ائمہ جیخبر ہیں اور ان پر وحی
نازل ہوتی ہے۔ وہ رسول بھی ہوتے ہیں کیونکہ انھیں رسالت کی بھی وحی ہوتی ہے۔

مچھلے صفات میں ان کا قول (۳) نقل کیا کہ ائمہ جو بھی کام کرتے ہیں یا جو کچھ کہتے ہیں وہ وحی

۱۔ صراع ج ۱، ص ۱۷۶۔

۲۔ اصول کافی، (اص ۱۷۶)

۳۔ صراع ج ۲، ص ۲۵۵۔

ہوتی ہے۔ شیعوں کی نظر میں محمد اور ائمہ کے درمیان فرق یہ ہے کہ محمد وحی لانے والے فرشتے کو دیکھتے ہیں لیکن ائمہ وحی اور صدائے فرشتہ سنتے ہیں، اسے دیکھتے نہیں ہیں۔ ان کے بیان نبی اور امام کا فرق یہی ہے۔ ظاہر ہے کہ حقیقت میں یہ کوئی فرق نہیں۔ اس طرح شیعہ جو بھی بات بنائیں لیکن وہ ائمہ کو رسول اور نبی ہی سمجھتے ہیں۔ کیونکہ نبی و رسول وہی ہوتا ہے جسے خداوی کرے اور اس کو ذمہ داری سونپے کہ وہ تبلیغ کرے خواہ فرشتہ کو دیکھے یا نہ دیکھے بلکہ وحی سے اور درک بھی کرے تو وہ نبی و رسول ہے اور متفقہ حیثیت سے فرشتہ کا دیکھنا درحقیقت رسول و نبی کے معنی میں دخالت نہیں رکھتا۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ رسول وہ انسان ہے جس پر وحی ہوا وہ خدا کی طرف سے تبلیغ پر مامور ہو۔ اس حیثیت سے فرشتہ کو دیکھنا معنی نبی و رسول میں کوئی دخالت نہیں رکھتا۔ شیعہ جو کچھ انبیاء کے بارے میں عقیدہ رکھتے ہیں وہی ائمہ اور فاطمہ کے بارے میں عقیدے رکھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ائمہ، معصوم ہیں، ان پر وحی ہوتی ہے، فرشتے ان پر فرمان الہی لے کر نازل ہوتے ہیں، ان کو مجرمات عطا کئے جاتے ہیں اور کمترین مجرمہ یہ دیا گیا ہے کہ وہ مردہ کو زندہ کرتے ہیں۔ ان کی بہترین کتاب اصول کافی میں اس کی تصریح موجود ہے۔

﴿إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبُ الدِّينُ لَا يَوْمَنُ بِأَيَّاتِ اللَّهِ وَأَوْلَئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ﴾ (۱)

۲۔ ائمہ کے علم غیب کے متعلق شیعوں کا عقیدہ

شیعوں سے کہیں وغایر کھنے والوں میں علم ائمہ کے متعلق بڑی چھپی گوئیاں ہیں۔ عجیب و غریب باشیں مشہور کردی گئی ہیں۔ بصیرت سے عاری اور جہالت سے بھر پور ان کیہنہ تو زوں نے ایسی باشیں مشہور کردی ہیں کہ جیسے علم غیب کے متعلق عقیدے میں شیعہ دوسرے اسلامی فرقوں سے منفرد ہیں، شیعوں کے علاوہ کسی نے اس عقیدے کو ظاہر نہیں کیا ہے، اس لئے وہی طعن و تشنیع کے مسخر ہیں۔

قسمی اپنی کتاب الصراع میں لکھتا ہے کہ شیعوں کے نزدیک ائمہ ہر چیز کا علم رکھتے ہیں اور جب وہ چاہتے ہیں کہ کسی بات کو معلوم کریں تو خدا انھیں اس کی تعلیم دیتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ کب موت واقع ہوگی، موت ان کے اختیار میں ہے۔ وہ ”علم مساکن و مایکون“ رکھتے ہیں، ان پر کوئی چیز بھی

پوشیدہ نہیں۔ آگے لکھتا ہے کہ اصول کافی میں اس بارے میں نصوص موجود ہیں۔ پھر لکھتا ہے کہ انہے علم خدا میں شریک ہیں، انھیں علم غیب ہے، گذشتہ و آئندہ کی باتوں کا پتہ ہے۔ اور یہ بات واضح ہے کہ تمام اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ انبیاء مسلمین بھی اس صفت میں خدا کے شریک ہیں اور قرآن و حدیث اور ائمہ کے نصوص اس سلسلے میں موجود ہیں کہ علم غیب صرف خدا کو ہے۔ اس متواتر عقیدے کی تفصیل کا احاطہ دشوار ہے۔

جواب: علم غیب یعنی آنکھوں اور حواس ظاہری سے بیرونی چیزوں کا علم، خواہ وہ موجودہ ہاتھیں ہوں یا آئندہ ظاہر ہوں۔ اس کا علم تمام انسانوں کے لئے ممکن ہے۔

جب بھی کوئی شخص موجودہ یا آئندہ باتوں کی خبر دے خواہ وہ اپنے علم کی بنیاد پر خبر دے خواہ عقل بروئے کارا کر خبر دے ایسے علم کو بھی علم غیب کہتے ہیں۔ انسانوں کو ایسی واقعیت کے حصول میں بھی کوئی رکاوٹ نہیں۔ مثلاً تمام موسیٰین کا خدا، فرشتوں، آسمانی کتب اور پیغمبروں نیز قیامت، جنت و جہنم، بعد موت خدا سے ملاقات، حشر و نشر، حور و قصور پر ایمان ہے اور اس کی تقدیق کرتا ہے۔ یہ بھی علم غیب ہی کا حصہ ہے۔ قرآن میں ان باتوں کو علم غیب ہی کہا گیا ہے: ﴿الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ﴾ (۱) ﴿الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهِمْ بِالْغَيْبِ﴾ (۲) ﴿إِنَّمَا تُنَذِّرُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهِمْ بِالْغَيْبِ﴾ (۳) ﴿إِنَّمَا تُنَذِّرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمَانَ بِالْغَيْبِ﴾ (۴) ﴿مَنْ خَشِيَ الرَّحْمَانَ بِالْغَيْبِ﴾ (۵) ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهِمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ﴾ (۶) ﴿جَنَّاتٍ عَذْنِيَّةً وَعَدَ اللَّهُ عِبَادَةً بِالْغَيْبِ﴾ (۷)

منصب بوت بھی اس بات کا متناقضی ہے کہ وہ مختلف جہات نے علم غیب سے واقف ہوں۔ جو کچھ

۱۔ سورہ بقرہ، آیت ۳۔

۲۔ سورہ انعام، آیت ۳۹۔

۳۔ سورہ قاطر، آیت ۱۸۔

۴۔ سورہ ملک، آیت ۱۲۔

۵۔ سورہ ق، آیت ۳۲۔

۶۔ سورہ مریم، آیت ۲۱۔

موشین جانتے ہیں اس سے زیادہ انھیں علم ہو۔ آیات ذیل اس بات کا اشارہ کرتی ہیں:

﴿وَكُلُّا نَفْصُ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نَبَثَتْ بِهِ فُؤَادُكَ...﴾ (۱)

”ای لئے خدا نے اپنے رسول کو انبیاء کے قصے سنائے۔“

قصہ مریم میں فرمایا: ﴿ذَلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهُ إِلَيْكَ﴾ (۲)

قصہ نوح کے بعد فرمایا: ﴿تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهُ إِلَيْكَ﴾ (۳)

یہ علم غیب ہے رسولوں کے لئے، دوسروں کو اس سے بہرہ نہیں دیا گیا۔ قرآن کا ارشاد ہے: ﴿عَالَمُ
الْغَيْبِ فَلَا يَظْهُرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدٌ﴾ ﴿إِلَّا مَنْ ازْتَصَنَّى مِنْ رَسُولِنَا﴾ ”ہاں انھیں اس علم غیب کا
احاطہ بس اتنا ہی ہو سکتا ہے جتنا اللہ جا ہے اور تمھیں علم کا قلیل حصہ ہی عنایت کیا گیا ہے۔

اس طرح قرآن کی روشنی میں تمام اولیاء، موشین اور انبیاء علم غیب رکھتے ہیں لیکن ہر ایک کے علم غیب
کی حدیں متین ہیں۔ علاوہ اس کے ان میں سے سب کو کیت و کفیت کے اعتبار سے محدود علم عطا کیا گیا ہے
— ان کا علم عارضی ہے ذاتی نہیں۔ ازالی نہیں ہے بلکہ نہیں تھا اور ہوا۔ اس کی ابتداء و انتہا ہے سردمی نہیں ہے
اور یہ سب کا سب خدا سے ماخوذ ہے جس کا ارشاد ہے: ”ای کے پاس تمام غیب کی کنجیاں ہیں، علم غیب اس
کے سوا کوئی نہیں جانتا“۔

پیغمبر اسلام اور ان کے دارث علم حضرت علیؑ اپنے علم غیب کے مطابق بلا کوں، اموات اور حوادث کے
موقعوں پر عمل کرنے میں حکم خداوندی کی اجازت کے محتاج ہیں۔ علم و عمل اور لوگوں کی اس کی خبر دینے کے
تین مراحل ہیں۔ ان میں سے کوئی مرحلہ دوسرے مرحلے کا محتاج نہیں اور اس میں ہر جہت کی مراعات اور
تفاضلوں کا لحاظ ضروری ہے۔ اس نیماد پر ہر وہ چیز جس کی واقفیت ہو وہ واجب العمل اور لائق بیان نہیں۔

امام نجی معرفہ بشاطئی، المواقفات (۴) میں لکھتے ہیں کہ اگر کوئی حاکم از راہ مکافحة معلوم کر لے

۱۔ سورہ ہود، آیت ۱۲۰

۲۔ سورہ آل عمران، آیت ۳۲،

۳۔ سورہ ہود، آیت ۳۹

۴۔ المواقفات، ج ۲، ص ۱۸۲ (ج ۲، ص ۲۶۷)

کہ یہ چیز غصبی ہے یا بخس ہے یا یہ گواہ جھوٹا ہے یا یہ کہ یہ مال زید کا ہے لیکن گواہ اور دلیل گذر جائے اور ثابت ہو جائے کہ عمر کا ہے تو حاکم کے لئے جائز نہیں کہ اپنے مکافہ کے مطابق عمل کرے اس طرح وہ گواہ کو مسترد کرنے کا ارادہ نہیں کر سکتا نہ یہ کہہ سکتا ہے کہ جس کے قبضے میں مال ہے یا اس کا نہیں۔ کیونکہ ظواہر پر عمل کرنا چاہئے اپنے مکافہ پر عمل درست نہیں ہوگا نہ خواب پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔ اگر ایسا چائز ہو جائے تو ظاہری ثبوت فراہم ہونے کے بعد بھی فیصلہ اس کے خلاف دینا پڑے گا حالانکہ ایسا جائز نہیں۔

روایت صحیح میں رسول خدا کا ارشاد ہے کہ تم میرے پاس شکایت لے کر آئے ہو حالانکہ تم میں بعض بڑی لپھے دار اور منطقی باتیں کرتے ہیں لیکن میں جو کچھ ثبوت گواہ سنتا ہوں اسی کے مطابق فیصلہ دینا ہوں۔ (۱) آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ظواہر پر عمل کرنے کی تاکید ہوئی ہے، رسول خدا بھی اپنے علم حقیقی کی بنا پر فیصلہ نہیں کرتے تھے صرف گواہ و ثبوت کے بیان ہی کے مطابق فیصلہ کرتے تھے۔

امام باکت کا مشہور قول ہے کہ جب کبھی چند عادل افراد حاکم کے سامنے گواہی دیں لیکن حاکم اپنے ذاتی علم کی بناء پر جانتا ہو کہ حق اس کے خلاف ہے تو اس پر واجب ہے کہ وہ گواہی کے مطابق ہی فیصلہ کرے بشرطیکہ وہ جانتا ہو کہ گواہی دینے والے جان بوجھ کر جھوٹ بول رہے ہیں۔

حافظ نمکور آگے لکھتے ہیں کہ اگر اس کی اجازت دیدی جائے تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ ظواہر حفظ نہ رہ سکیں گے کیونکہ اگر کوئی شخص ظاہری طور سے قتل کرتا ہے تو اس کا فیصلہ بھی ظاہری کی بنیاد پر ہونا چاہئے اگر اس کا فیصلہ امور غصبی کی بنیاد پر کیا جائے تو دونوں میں وسوسے پیدا ہوں گے اور احکام ظواہر میں تزلزل پیدا ہو جائے گا۔ اس سے روح اسلام متاثر ہوگی اور ایک باب ہی بند کرنا پڑے گا۔ (۲)

کیا دعوؤں کا باب ملاحظہ نہیں کیا جاتا کہ جس میں کہا گیا ہے کہ مدعی کے ذمے ثبوت اور انکار کرنے والے سے تم لی جائے گی (ان الیثنة على المدعى والیعن من انکر) اس سے کوئی بھی

۱۔ صحیح بخاری، (ج ۲، ص ۵۶۲) صحیح سلم، (ج ۳، ص ۵۸)

۲۔ الموققات فی اصول الاحکام، ص ۷۸ (ج ۲، ص ۱۸)

مشتی نہیں یہاں تک کہ رسول خدا بھی ایک دعوے کے ثبوت میں انکار کے موقع پر جب آپ سے خریدو فروخت کا معاملہ ہوا اور اس میں انکار ہوا تو آپ ثبوت کے محتاج ہوئے۔ آپ نے فرمایا: کون گواہی دے گا؟ جناب خزینہ نے آپ کی گواہی دی تو ان کی گواہی کو دو گواہوں کے برادر قرار دیا گیا۔ پھر کسی فرد امت کو اس سے کیسے مشتی کیا جاسکتا ہے۔ امت کے بزرگ ترین شخص کے لئے بھی مدحی کے ذمے ثبوت اور منکر سے قسم کا حکم لا گو ہوگا، اس طرح شرعی اور امنو اہی میں امور غیبی سے کام لینا ممکن قرار پاتا ہے۔ آگے لکھتے ہیں: جب یہ بات ثابت ہو گئی تو اس کے مطابق عمل کہاں درست ہو سکتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ جائز یا مطلوبہ امور کے جس میں وسعت ہو تو اس پر عمل متذکرہ تقاضوں کے مطابق ہوگا۔ (۱) اور اس کی تین قسمیں ہیں: اول یہ کہ امر مباح ہو۔ مثلاً کوئی شخص اپنے مکافہ کی پیشاد پر جان لے کہ فلاں شخص فلاں وقت میں اس کے پاس آئے گا... اس قسم کے موقعوں پر عمل کرنا جائز ہوگا۔ چنانچہ اس سلسلے میں اگر خواب دیکھ لے بشرطیکہ غیر شرعی معاملہ نہ ہو تو اس کے مطابق عمل صحیح ہوگا۔ دوسرے یہ کہ اس کے مطابق عمل میں افادیت بھی ہو۔ کیونکہ علنند جس انجام سے خوفزدہ ہواں پر عمل نہیں کرتا۔ اور کرامت جس طرح خصوصیت ہے اسی طرح امتحان بھی ہے وہ اس طرح یہ ملاحظہ کرے کہ کیا کرے۔ اگر اسے ضرورت ہو یا کسی جہت سے اشبات کے حالات ہوں تو کوئی رکاوٹ نہیں۔ رسول خدا بھی ضرورت پڑنے پر غیب کی خبریں دیتے تھے۔ یہ بات واضح ہے کہ رسول خدا اپنے چیچے نازیوں کے متعلق خبر دیتے تھے کہ انھیں پیٹھے چیچے میں دیکھتا ہوں۔ مطلب یہ تھا کہ غیب کی اطلاع ہے اس لئے ممکن ہے امر و نبی کی جائے۔ اسی طرح تمام کرامات و ماجرات ہیں۔ بس عمل امت اس قسم کے موقع پر زیادہ نزد اوار ہے جب کہ امر مباح بھی ہو۔ لیکن جائز ہونے کے باوجود خود پسندی سے احتیاط مناسب ہے۔

تیسرا یہے موقع ہوں جہاں تجذیر یا بشارت کا فائدہ حاصل ہو سکے تاکہ خود کو پورے طور سے آمادہ کر سکے۔ یہ صورت بھی جائز ہے مثلاً ایسی بات کی خبر دینا جو واقع ہونے والی ہو یا کسی چیز کے ہونے کی خبر دینا جو نہیں ہے۔

ایسی صورت میں توغ کے دونوں بیٹوں کی خبر علم غیب کیوں نہیں ہے؟ قوم ہوڑ، عاد، ثمود، قوم ابراہیم، قوم لوط، تذکرہ ذوالقرنین یا گذرے رسولوں کا تذکرہ علم غیب کیوں نہیں ہے؟ رسول کا بعض از واج کو راز بتانا اور پھر فاش ہونے کے بعد فرمانا کہ مجھے علم خیر نے باخبر کیا ہے،

یہ بات علم غیب کیوں نہیں ہے؟



صاحب موئی کی باتیں جن پر موئی کو صبر نہ ہو کا علم غیب کیوں نہیں ہے؟ حضرت عیسیٰ کا اپنی قوم سے کہنا کہ میں ان باتوں سے تمہیں باخبر کر دوں گا جو تم اپنے گردوں میں جمع کرتے ہو، علم غیب کیوں نہیں یا حضرت عیسیٰ کا آخری نبی کی بشارت دینا علم غیب کیوں نہیں؟ خدا کا یوسفؑ کو تھی کہنا کہ تم انھیں ان کے امور سے باخبر کرو گے یہ علم غیب کیوں نہیں؟ آدم کا امامہ بتا دینا جب کہ فرشتوں کے مقابلے میں تھے علم غیب کیوں نہیں؟

نبوت رسول اکرمؐ کے متعلق توریت و انجیل کے حکم بشارات علم غیب کیوں نہیں؟

راہبوں اور کاہنوں کا رسول اکرمؐ کی نبوت کے متعلق بشارات دینا علم غیب کیوں نہیں؟

اس میں کوئی قباحت یا رکاوٹ نہیں کہ خداوند عالم اپنے بندوں میں سے کسی کو علم غیب اور علم "ماکان و مایکون" کا بعض حصہ تعلیم فرمادے۔ سادات و ارض، علم اولین و آخرین، علم ملائکہ سے بہرہ مند کر دے۔ اسی طرح امور شہودی سے باخبر کرنے میں کوئی قباحت نہیں چیزے کہ ابراہیمؑ کو ملکوت سادات دکھایا گیا۔ اس طرح وہ خلوقات، علم خداوندی میں شریک نہیں ہو جائیں گے نہ خدا کیعلم بالشہادت میں شریک ہوں گے، خواہ عالم اور علم کی مرتبہ پر پہنچ جائے۔ دونوں میں بڑا فرق ہے کیونکہ قیود و امکانی بشری ماخوذ ہوتے ہیں، علم بشری دائیٰ سے لامحالہ چاہے، وہ علم بالغیب ہو یا علم بالشہادۃ ہو کہ برابر اس کے علم میں ملحوظ رکھنا چاہئے خواہ وہ علم بالغیب سے متعلق ہو یا علم بالشہادۃ سے اور وہ اس قید سے جدا نہیں ہو سکتا لیکن علم غیب الہی، ذات واجب واحد سے مخصوص ہے۔

اسی طرح فرشتوں کو خدا نے علم غیب مرحت فرمایا ہے اس سے وہ علم خداوندی میں شریک نہیں ہو جاتے۔ مثلاً اسرافیل کو اجازت دی ہے کہ لوح محفوظ جس میں ہر شئی کا بیان ہے مطالعہ کریں اور اسرار

سے آگاہ ہوں۔ اس کی وجہ سے وہ کسی طرح بھی علم خداوندی میں شریک نہیں ہو جائیں گے۔ نہ اب ریں علم ذاتی مطلق اور علم محدود اکتسابی میں مقابلہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ امت کا علم خواہ کتنا ہی زیادہ ہو چکا گیر دل کے علمی امتیازات و خصوصیات کی وجہ سے برا فرق واقع ہو جاتا ہے۔ ایک مجتهد اور مقلد کے علم میں بھی برا فرق ہوتا ہے۔ اگرچہ مقلد تمام کا احاطہ کر لے پھر بھی مجتهد کے علم سے مقابلہ نہیں کیا جاسکتا کیونکہ دونوں کے حصول علم کا سرچشمہ الگ الگ ہے۔

متنزک رہے طالب کی روشنی میں علم غیب ذاتی و مطلق بغیر کم و کیف کی قید کے، اسی طرح علم بالشهادة مخصوص ہے خدا کے صفات ذات سے نہ کہ ہر علم غیب و شہود۔

اسی غیبوم کو نہیا و اشیاء ان آیات میں بیان کیا گیا ہے:

﴿فَلَمْ يَعْلَمْ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ غَيْبَ إِلَّا اللَّهُ﴾ (۱)

﴿إِنَّ اللَّهَ عَالَمُ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ﴾ (۲)

﴿إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ تَبَصِّرُ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾ (۳)

﴿ثُمَّ تَرُدُّونَ إِلَى عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيَبْيَكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ (۴)

﴿عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمَانُ الرَّحِيمُ﴾ (۵)

﴿ذَلِكَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ﴾ (۶)

﴿عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (۷)

حضرت نوح نے فرمایا:

﴿لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَرَزَ إِنَّ اللَّهُ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ﴾ (۸)

۱۔ سورہ نمل، آیت ۲۵۔

۲۔ سورہ قاطر، آیت ۳۸۔

۳۔ سورہ جمرات، آیت ۱۸۔

۴۔ سورہ بجمہ، آیت ۸۔

۵۔ سورہ حشر، آیت ۲۲۔

۶۔ سورہ بجمہ، آیت ۶۔

۷۔ سورہ تغابن، آیت ۱۸۔

۸۔ سورہ انعام، آیت ۵۰۔

قرآن میں رسول خدا کا قول: ﴿كُنْتَ أَغْلَمُ الْفَقِيرَ لَا مُتَكَبِّرَ ثُمَّ مِنَ الْغَيْرِ﴾ (۱) ان تفصیلات کی روشنی میں جھیل علم غیب کے بارے میں بیان کیا گیا ہے معلوم ہو جاتا ہے کہ کتاب و سنت میں اس مسئلے پر کوئی تضاد نہیں نہ فی کے لحاظ سے نہ اثبات کے لحاظ سے بلکہ جہاں کہیں بھی فی و اثبات کی بات آتی ہے ان کا تخصیص زاویہ ہے۔ بعض جگہ علم غیب کی نہیں ہوتی ہے اور بعض جگہ اس کا اثبات ہوا ہے، نصوص اہل بیت میں ان دونوں کی وضاحت ہوتی ہے۔ مثلاً تیجی بن عبد اللہ بن حسن نے امام مویٰ کاظم علیہ السلام سے عرض کی: قربان جاؤں! لوگ سمجھتے ہیں کہ آپ علم غیب جانتے ہیں؟ امام نے جواب میں فرمایا: سبحان اللہ! اذ را اپنا ہاتھ میرے سر پر تو رکھو۔ میرے تمام سر کے بال اور بدن کے روئیں کھڑے ہو گئے ہیں۔ نہیں، خدا کی قسم! یہ باتیں جو بتاتا ہوں یہ رسول خدا سے وراثت میں ملی چیزیں ہیں۔

اس علم خداوندی کی طرح دوسرے صفات خدا میں بھی اطلاق و تقيید کا فرق ہے۔ مثلاً حضرت عيسیٰ تمام مردوں کو اذن خدا سے زندہ کرتے تھے یا پھر مٹی میں پھونک مار کر پرندہ بنادیتے تھے۔ چنانچہ قرآن میں اس کو بیان کیا گیا ہے:

﴿أَنَى أَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطَّيْبِنَ كَهْيَنَةَ الطَّيْرِ﴾ (۲) "میں مٹی سے تمہارے لئے پرندہ پیدا کرتا ہوں۔" میں اس میں پھونک مارتا ہوں تو پرندہ بن کر خدا کے اذن سے اڑنے لگتا ہے۔ وہ اپنی اس صفت کی وجہ سے خدا کی صفت میں شریک نہیں ہو گئے۔ کیونکہ خدا ہی موت و حیات عطا کرتا ہے اور وہی خلاق عظیم ہے۔

اس طرح وہ فرشتہ، رحم مادر میں جیسی خدا چاہتا ہے صورت گری کرتا ہے، اس کو ساعت و بصارت کی قوت عطا کرتا ہے، ڈھانچے پر کھال، گوشت اور بڑی چیز ہاتا ہے۔ وہ خدا کے صفت تخلیق میں شریک نہیں ہو جاتا۔ حالانکہ خدا ہی خالق، باری اور مصور ہے، وہ رحم مادر میں جیسی چاہتا ہے صورت گری فرماتا ہے۔

اسی طرح خداوند عالم فرشتے کو حرم مادر میں بھیجا ہے کہ وہ بچے کی روزی، موت اور حوادث کی تقدیر طے کرے۔ پھر وہ اس میں روح پھوٹتا ہے۔ وہ بھی خدا کی صفت میں شریک نہیں ہو جاتا۔ کیونکہ تہا خدا ہی ہے، اس کی سلطنت میں کوئی شریک نہیں۔ اس نے تمام چیزوں کو پیدا کیا اور اس کی تقدیر مستعین کی۔

اسی طرح ملک الموت کے متعلق خدا کا ارشاد ہے کہ وہ لوگوں کی قبض روح پر متعین ہے: ﴿فَلَيَتَوْفَّكُمْ مَلِكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِلَّ بِكُمْ﴾ (۱)

اس حصر کے باوجود یہ بھی صحیح ہے کہ خدا ہی روحوں کو قبض کرتا ہے اور خدا ہی موت دیتا ہے اور ملک الموت اس کی اس صفت میں شریک نہیں ہیں۔ کیونکہ خدا نے قبض روح کو اپنی طرف منسوب کرتے ہوئے فرمایا ہے ﴿اللَّهُ يَسْرُفُ لِلنَّفْسِ حِينَ مُوتَهَا﴾ اور پھر فرماتا ہے کہ ظالموں کی روحوں کو فرشتے قبض کرتے ہیں۔ (۲) اگر اس صفت قبض روح کو خدا کے علاوہ دوسری کسی مخلوق کی طرف منسوب کیا جائے تو نہ گناہ ہے نہ اس میں کوئی برائی ہے۔

اور فرشتوں کو بھی نہ اوگھ آتی ہے نہ نیند آتی ہے۔ (۳) کیونکہ خدا نے انھیں اسی طرح پیدا کیا ہے اس کے باوجود وہ صفت خداوندی میں شریک نہیں ہو گیوہ اپنی ذات کے لئے فرماتا ہے: ﴿لَا تَأْخُذْهُ سِنَةً وَلَا تُنَومْ﴾ ”نہ اسے نیند آتی ہے نہ اوگھتا ہے۔“ اسی طرح اگر کوئی شخص مردہ زمین میں محنت کر کے جان ڈال دے تو وہ صفت خداوندی میں شریک نہیں ہو جائے گا حالانکہ خدا فرماتا ہے کہ وہی وہ خدا ہے جو مردہ زمین میں جان ڈالتا ہے۔

آئیے اب ذرا سیمی کی بکواس بھی سنئے:

وہ کہتا ہے کہ شیعوں کا قول ہے کہ ائمہ مصویں جب بھی چاہتے ہیں کہ کسی چیز کو معلوم کریں تو خدا انھیں تعلیم دیتا ہے۔ اس میں کہاں سے شرک کا مفہوم پیدا ہو گیا؟ ائمہ علم غیب میں خدا کے شریک کہاں

۲۔ سورہ علی، آیت ۲۸۔ ۳۲۔

۱۔ سورہ سجدہ، آیت ۱۱۔

۲۔ نجع البلاغ، خطبہ (نجع البلاغ، ج ۱، شرح نجع البلاغ، ج ۱، ص ۹۱)

سے ہو گئے؟ جب کہ خدا ہی انھیں تعییم دیتا ہے؟ اس حق و نادان نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ائمۃؑ کو مَا کان و ما یکون کا علم خدا کے علم غیب میں شریک ہونے کے مترادف ہے۔ اس کے صفات کو مدد و درد دینے کے ہم معنی ہے۔ حالانکہ جس نے اسے مدد و کہا اس نے اس کو گن لیا اور خدا اس سے قطعی منزہ دیا کہ ہے دراصل اس کو یہ گمان اس لئے ہوا ہے کہ اس کو حقیقتاً علم غیب کے صحیح مفہوم سے آگاہی نہیں تھی۔

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطَانٍ مَرِيدٍ﴾ (۱)

اب ہم اس سے سوال کرتے ہیں کہ جو باقی ائمۃؑ شیعہ کے متعلق تم شرک کہتے ہو، اہل سنت کے رہبروں کے متعلق انھیں کوشش کیوں نہیں کہتے؟ ان واقعات پر نظر ڈالو:

اہل سنت، صحابی رسولؐ حذیفہ کے لئے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا نے انھیں قیامت تک کے تمام گذشتہ و آئندہ باتوں کی خبر دیدی تھی۔ (۲) ابن اوریس کہتے ہیں کہ میں نے حذیفہ سے سنا کہ وہ فرماتے تھے: خدا کی قسم! میں آج سے قیامت تک ہونے والے واقعات کو تمام لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ (۳)
بیچارے شخصی کو یہ بھی نہیں معلوم کہ مومن کو یہ بھی اطلاع ہوتی ہے کہ اس کی کب موت واقع ہوگی، اسے موت و زندگی کا اختیار دیا جاتا ہے۔ ائمۃؑ مصویں تو مومن سے کہیں بلند ہیں۔ اس عقل کے یقین کو اپنے ہم نہ ہب افراد کے فضائل کی بھی اطلاع نہیں۔

ابو بکر اور حارث بن کلده ایک ساتھ بیٹھ کر حریرہ کھا رہے تھے جو ابو بکر کے لئے تحفہ آیا تھا۔ حارث نے ابو بکر سے کہا: اے خلیفہ رسولؐ! یہ غذامت کھائیے اس میں زہر ہے۔ میں اور آپ ایک ساتھ میریں گے۔ واقعی ہوا بھی ایسا ہی دونوں ایک ساتھ بیمار پڑے اور ایک دن مرے۔ (۴)

۱۔ سورہ حج، آیت ۳۔

(۲) صحیح مسلم، (ج ۵، ص ۳۱۰) کتاب الفتن، من محدث صحیح، ج ۲ ص ۳۸۶ (ج ۶ ص ۵۳۳) یعنی کی دلائل النبوة (ج ۶، ص ۳۰۶)
تاریخ ابن عساکر ج ۳، ص ۹۲ (ج ۱۲ ص ۲۲۲) تیر الوصول ج ۲ ص ۲۲۱ (ج ۳، ص ۲۹۰) حدیث (۸) الاصابی ج ۱، اس (۳۱۸) (نمبر ۱۶۲)

(۳) منhadی، ج ۵، ص ۳۸۸ (ج ۶، ص ۵۳۶) حدیث (۲۲۷۸۰)

۲۔ المسند رک علی الحسین، ج ۳، ص ۶۲ (ج ۳، ص ۶۶) حدیث (۲۲۷) مفتاح الصفوۃ، ج ۱، ص ۱۰ (ج ۱، ص ۲۵۲) (۲)

مند احمد میں عمر کا خواب منقول ہے، ان کے خواب اور خبر لگنے میں ایک جمعہ کا فاصلہ تھا۔ (۱) کعب الاحرار نے عمر سے کہا: اے امیر المؤمنین! وصیت کیجئے، آپ تین دن سے زیادہ نہیں جیسیں گے۔ تیرے دن ابواللوا نے خبر مارا۔ لوگ ان کی عیادت کو آئے کعب بھی ساتھ تھے۔ حضرت عمر نے کہا کہ بات وہی صحیح ہے جو کعب نے کہی۔ (۲) عینہ بن حصن فواری نے عمر سے کہا: چون کار پیئے، مجھے ذر ہے کہ یہ عجمی آپ کو زخمی کریں گے، انھیں مدینہ سے نکال دیجئے۔ پھر عمر کے پیٹ پر ہاتھ پھیرا۔ ابواللوا نے اسی جگہ خبر مارا۔

ابن حماد، جبیر بن مطعم سے نقل کرتے ہیں کہ عمر کے ساتھ میں عرف کے دن پہاڑ پر رہا کہ ایک شخص کی آواز سنی:

اے خلیفہ اقبالہ! یہ کے ایک اعرابی نے میرے پیچھے سے آواز دی: یہ کیسی آواز ہے؟ خدا تمہاری زبان قطع کرے۔ بخدا! امیر المؤمنین سال آئندہ زندہ نہ رہ سکیں گے۔

میں نے اسے برآ بھالا کیا، سر بُش کی۔ جب ہم عمر کے ساتھ ری ہجرات کر رہے تھے تو ایک پھر ان کے سر پر لگا اور خون بہنے لگا۔ اسی لمحیٰ اعرابی نے پھر کہا: اے امیر المؤمنین! دھیان رکھئے، آپ آئندہ سال یہاں نہ آ سکیں گے۔

بخدا! عمر اس کے بعد جنہے کر سکے اور مر گئے۔ اس سے بھی زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ ابو بکر کے زمانہ خلافت میں ایک مردے نے شہادت عمر کی اطلاع دی۔ جب اسے دفن کیا جانے لگا تو کہہ رہا تھا: محمدؐ خدا کے رسول ہیں، ابو بکر صدیق ہیں، عمر شہید ہیں، عثمان نیک و مہربان ہیں۔ ہم نے اس جسم کی طرف غور سے دیکھا وہ مردہ تھا۔ (۳)

عبداللہ بن سلام کہتے ہیں کہ جس زمانے میں عثمان کا محاصرہ تھا، میں ان سے ملنے گیا۔ سلام کیا تو

۱۔ مند احمد، ج ۱، ص ۵۱، ۳۸ (ج ۱، ص ۸۰، ۸۲، ۸۳) حدیث (۳۶۲، ۳۳۳) ریاض المترقب (ج ۲، ص ۲۷) (ج ۲۵۲، ۲۵۳)

۲۔ ریاض المترقب، ج ۲، ص ۵ (ج ۲، ص ۲۵)

۳۔ دلائل الحجۃ، (ج ۶، ص ۵۸) اتفاقہ تعریف حقوق المصطفیٰ (ج ۱، ص ۶۱۵)

بُولے خوش آمدید میرے بھائی، میں تم سے رات کا خواب بیان کروں: رسول خدا کو دیکھا وہ اس روشنداں سے کہہ رہے تھے: تمہارا حماصرہ کیا گیا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ پوچھا: تمہیں پیاس رکھا گیا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپ نے ایک ڈول پانی بھجوایا جسے میں نے پی لیا۔ بخدا! ابھی تک اس کی خشکی سینے میں محسوس کر رہا ہوں۔ پھر فرمایا: چاہو تو میرے ساتھ شام کو افظار کرو اور چاہو تو تمہیں ان پر کامیابی دیوں۔ میں نے ساتھ میں افظار کرنے کو ترجیح دی۔ (۱)

پھر وہ کہتے ہیں کہ میں نے گذشتہ شب ابو بکر و عمر کو خواب میں دیکھا۔ مجھ سے کہا کہ صبر کرو میرے ساتھ افظار کرو گے۔ کثیر بن عثمان سے عثمان نے کہا کہ مجھ سے رسول خدا نے خواب میں فرمایا: اگلے جمعہ تم میرے ساتھ رہو گے۔

ابن عمر کہتے ہیں کہ صحیح کو عثمان نے کہا کہ مجھ سے رسول خدا نے فرمایا ہے کہ کل میرے ساتھ افظار کرو گے۔ دوسرے دن وہ روزے سے تھے کہ قتل کئے گئے۔
محبت الدین طبری کہتے ہیں کہ اس روایت میں اختلاف اس جہت سے ہے کہ عثمان نے کتنی بار خواب دیکھا کبھی رات میں، کبھی دن میں۔ (۲)

مُسْتَدِرُك حاكم میں ہے کہ عبد اللہ بن عمر نے اپنے صاحب زادے جابر سے کہا کہ وہ جنگ احمد میں قتل ہوں گے۔ وہ سب سے پہلے شہید اسلام ہیں جیسا کہ کہا تھا ویسا ہی واقع ہوا۔ (۳)
خطیب بغدادی، ابو الحسن مالکی کا بیان نقل کرتے ہیں کہ میں بہترین پارچہ باف محمد بن اسماعیل کے ساتھ مدتیں رہا اور ان سے بہت سے کرامات سرزد ہوئے۔ انہوں نے مرنے سے آٹھ دن پہلے کہا کہ میں جعرات کو مردوں گا، جمعہ کے دن قبل نماز جمعہ فتن کیا جاؤں گا۔ ہو سکتا ہے کہ تم بھول جاؤ لیکن بھولنا نہیں۔ یہ واقعہ روز جمعہ تک بھول گیا۔ کسی نے مجھ سے کہا کہ وہ مر گئے۔ میں تشیع جنازہ کے لئے چلا میں

۱۔ ریاض الحضر، ج ۲، ص ۱۲۷ (ج ۳ ص ۶۰) (الاتحاد)، ص ۹۶ (ص ۲۲۹)

۲۔ ریاض الحضر، ج ۲، ص ۱۲۷ (ج ۳، ص ۶۰)

۳۔ مُسْتَدِرُك علی الحسین، ج ۳، ص ۲۰۳ (ج ۳ ص ۲۲۲) (حدیث ۳۹۱۳، ۳۹۱۲)

نے دیکھا کہ لوگ واپس آ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا: کیوں واپس آ رہے ہو؟ کہا گیا: بعد نمازِ دُن کے جائیں گے۔ میں نے ان کی باتوں پر دھیان نہیں دیا جا کر دیکھا تو واقعی قتل نمازِ دُن کے جا پکے تھے۔ (۱)

قطرہ از دریا:

تاریخ و تذکرہ کی کتابوں میں الہ سنت کے بزرگوں کی بے شمار داستانیں ملتی ہیں جنہیں انہوں نے فضائل و کرامات کے ذیل میں لکھا ہے۔ یہ داستانیں غیب سے متعلق ہیں لیکن قصیٰ یا ان کا جرگہ سے شرک نہیں سمجھتا۔ لیکن اگر اسی قسم کے واقعات ائمہ مصوّیٰ میں کے متعلق بیان ہوتے ہیں تو انہیں مزخرفات کہا جاتا ہے:

۱۔ ابو عمرو بن علوان کہتا ہے کہ کسی ضرورت سے بازارِ حبہ جارہا تھا کہ ایک جنائزہ دیکھا، اس پر نماز پڑھنے چلا کہ اسی درمیان ایک عورت پرنگاہ پڑ گئی۔ دل چاہا کہ اسی طرح نظرِ بازی کرتا رہوں لیکن استغفار کر کے شیخ جنید سے ملنے بنداد مل دیا۔ جب مجرے کے پاس کنڈی کھکھٹائی تو شیخ نے مجھ سے فرمایا:

آ جاؤ ابو عمرو! تم نے بازارِ حبہ میں جو گناہ کیا تھا میں نے یہاں تمہارے لئے استغفار پڑھ لیا۔ (۲)
 ۲۔ ابن نجاح کہتے ہیں کہ شیخ جبار ایک دن اخلاص، ریا اور خود پسندی کے متعلق وعظ کہہ رہے تھے۔ میں نے سوچا گھمنڈ سے کیسے چھکارا پایا جائے۔ شیخ نے مجھے دیکھ کر کہا: جب تم تمام چیزوں کو خدا کی جانب سے سمجھو گے اور یقین کرلو گے کہ خدا ہی نیک عمل کی توفیق دیتا ہے تو گھمنڈ سے چھکارا پایا لو گے۔ (۳)
 ۳۔ شیخ علی شلمی کہتے ہیں کہ میری بیوی نقاب مانگ رہی تھی۔ میں کہہ رہا تھا کہ پانچ درہم کا مقرض وض ہوں کہاں سے لا دیں؟ رات میں خواب دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ اگر ابراہیم خلیل اللہ کو دیکھنا چاہتے ہو تو شیخ عبدالعزیز کی طرف دیکھو۔

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۳۹، ۱۷۴۳، ج ۶، ص ۲۷۳ (ج ۱۳، ص ۲۲۵ ۲۳۲۸)

۲۔ تاریخ بغداد، ج ۷، ص ۲۳۷، صفحہ الصفرۃ، ج ۲، ص ۲۳۶ (ج ۲۳، ص ۳۱۶ ۲۹۹)

۳۔ شذرات الذهب، ج ۵، ص ۱۶ (ج ۷، ص ۲۱)

صحح کو جب ان سے ملنے قاسیون گیا تو مجھ سے کہا بینھو پھر گھر جا کر پانچ درہم لا کر مجھے دیا۔ (۱)

۳۔ ابو محمد جوہری کہتے ہیں کہ میرے بھائی نے کہا کہ میں نے رسول سے خواب میں پوچھا: کون

مذہب سچا اور بہتر ہے؟ فرمایا: ابن بط، ابن بط۔ میں بغداد سے عکبر اگیا، جمعہ کا دن تھا، مسجد جامع میں

ان سے ملاقات ہو گئی مجھے دیکھتے ہی فرمایا: رسول نے چ فرمایا، رسول نے چ فرمایا۔ (۲)

۵۔ ابو الفتح قواس اس قد ر مفلس ہو گئے تھے کہ گھر میں صرف کمان اور جوتارہ گیا تھا۔ اسے بیچنے کا

ارادہ کیا تو ابو الحسین بن سمعون کا جلس تھا، وہاں پہنچ گیا۔ باہر آنے لگا تو ابو الحسین نے مجھے پکار کر فرمایا:

کمان اور جوتارہ مت پیچو کیونکہ خدا جلد ہی تمہیں روزی عطا کرے گا۔ (۳)

۶۔ حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ زیاد نامی ایک شخص برا خطیب تھا، اس کی مجلس میں تیس ہزار عورت

مرد شریک ہوتے تھے۔ ایک دن وہاں پہنچا تو دل میں سوچا کاش زیاد مجھے آبگوش پیٹے کو دیتا کہ حافظ

قرآن ہو جاتا۔ اس نے مجھے آبگوش دیتے ہوئے کہا: یہ تمہاری نیت کے مطابق ہے۔ میں نے پیا تو

حافظ قرآن ہو گیا۔ (۴)

۷۔ ابوالحارث اول اسی کہتے ہیں: میں قلعہ اولاد سے نکلا کہ دریا کا سفر کروں۔ میرے بھائی نے

کہا: میں نے آپ کے لئے عجہ (خصوص کھانا) پکوایا ہے کھا لیجئے تو جائیے۔ میں نے قبول کر لیا۔ پھر دریا

کی سیر کرنے چلا، وہاں ابراہیم بن سعد مشغول نماز تھے۔ میں نے ان کی پانی پر چلنے کی فرماش کو دل میں

سوچا تو انھوں نے کہا: جو دل میں نیت کی ہے۔ بسم اللہ کہہ کے چلو۔ میں بسم اللہ کر کے پانی پر چلا تو دریا میں

لڑھک گیا۔ فرمایا: تمہیں عجہ کھانے کی وجہ سے یہنا کامی ہوئی ہے۔ (۵)

۱۔ شذررات الذهب، ج ۵، ص ۲۷ (ج ۷، ص ۱۳۲)

۲۔ شذررات الذهب، ج ۲۳، ص ۱۲۳ (ج ۳، ص ۳۶۳)

۳۔ تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۲۷۵

۴۔ البدریۃ والنهایۃ، ج ۱۲، ص ۱۳۲ (ج ۱۲، ص ۱۷۷)

۵۔ تاریخ بغداد، ج ۷، ص ۸۶، تاریخ ابن عساکر، ج ۲، ص ۲۰۸ (ج ۲۰۲، نومبر ۲۰۰۷) مفتاح المصنفو، ج ۲، ص ۲۲۲ (ج ۲، ص ۲۰۹)

(۲۰۰۷ء)

۸۔ ایک دن ابن سمعون واعظ نبیر پر تھے۔ نبیر کے نیچے ابن قواس بھی تھے۔ اچانک انہیں اونگ آگئی، ابن سمعون نے وعظ روک دیا۔ ابن قواس خواب سے بیدار ہوئے تو پوچھا کہ میں نے رسول خدا^۱ کو خواب میں دیکھا ہے؟ کہا: ہاں۔ ابن سمعون نے کہا: اسی لئے میں نے وعظ روک دیا کہ اس میں رکاوٹ نہ بنوں۔ (۱)

۹۔ ابن جنید کہتے ہیں کہ میں نے شیطان کو خواب میں عریاں دیکھا۔ اس سے کہا: تجھے انسانوں سے شرم نہیں آتی؟ اس نے کہا: اگر یہ انسان ہوتے تو ان سے بچوں کی طرح نہ کھیلنا؟ میں نے پوچھا: انسان کہاں ہیں؟ بولا: مسجد شوینیزی میں جو میرے دل کو خون اور بدن کو رُخْمی کرتے ہیں، میں ان کو بہکانہیں پاتا۔ خواب سے بیدار ہو کر اسی مسجد کی طرف چل دیا، وہاں تین آدمی زانوں میں سرد بائے بیٹھے تھے۔ ایک نے سراخا کر کہا: اس مکار (شیطان) کی فرمی باتوں پر توجہ مت دو۔ ان تیوں کے نام یہ تھے: ابو مکر دقاق، ابو الحسین نوری، ابو حمزہ جرجانی۔ (۲)

۱۰۔ ایک دن نصرانی جوان مسلمان کی شکل میں ابوالقاسم جنید کے پاس آیا۔ ان سے کہا: حدیث رسول^۲ موسیٰ کی فراست سے بچ کیونکہ وہ نور خدا سے دیکھتا ہے، کام مطلب کیا ہے؟ جنید نے سراخا کیا اور کہا: اب تمہیں مسلمان ہونا چاہئے اور وہ مسلمان ہو گیا۔ (۳)

ابو الحسن شاذی کہتے تھے کہ اگر میری زبان پر شریعت کا تالانہ ہوتا تو قیامت تک کے تمام خواص بتا دیتا۔ (۴)

اس سے کہیں زیادہ تجب کی بات ایک مرد نی کا دعویٰ ہے کہ وہ لوح حفظ کا مطالعہ کرتا ہے۔ اور پھر سنی حضرات اسے فضائل کے زمرہ میں شامل کر کے اسے نقل کرتے ہیں۔

شدزادت میں حالات قوجویِ حنفی درج ہیں، اس نے تفسیر بیضاوی پر حاجتیے لکھے ہیں۔ وہ کہتا ہے

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۲۷۶، المختصر، ج ۷، ص ۱۹۹ (ج ۱۵، ص ۲۹۳۷ نمبر ۲۹۳۷) البدریۃ والنهایۃ، ج ۱۱، ص ۳۲۲ (ج ۱۱، ص ۳۷۰)

۲۔ البدریۃ والنهایۃ، ج ۱۱، ص ۷۷ (ج ۱۱، ص ۰۹ اصنفۃ الصفوۃ، ج ۲۲، ص ۲۲۲ (ج ۱۱، ص ۲۹۳۷ نمبر ۲۹۳۷)

۳۔ البدریۃ والنهایۃ، ج ۱۱، ص ۱۱۲ (ج ۱۱، ص ۱۰۹)

۴۔ شذرات الذهب، ج ۵، ص ۲۷۹ (ج ۷، ص ۳۸۳)

کہ جب مجھے کسی آیت قرآنی کے متعلق شک ہوتا ہے تو خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ میرے سینے میں دو چاند طلوع ہوتے ہیں۔ پھر ایک نور پیدا ہوتا ہے اس کے ویلے سے ہی لوح محفوظ کا مطالعہ کرتا ہوں اور پھر مجھے آیت کے مفہوم کے معنی معلوم ہو جاتے ہیں۔ (۱)

مولانا بخشی کے حالات میں ہے کہ وہ دیار عرب کی طرف گئے، وہاں علماء سے فہرست میں مہارت پیدا کی۔ وہ اکثر فرماتے کہ میں لوح محفوظ کا مطالعہ کرتا ہوں۔ جو کلکھا ہوتا ہے اس کے خلاف واقع نہیں ہوتا۔ (۲) شیخ جاگیر اپنے مریدوں کے نام لوح محفوظ میں دیکھ کر اسے مرید بناتے تھے۔ (۳) ابن صباغ اسی سے صحبت کرتے جس کا نام لوح محفوظ میں دیکھ لیتے۔ (۴) اس قسم کے بے شمار خرافات کتابوں میں بھرے پڑے ہیں۔ (۵)

﴿وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا سَبَقُنَا رُجْهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ﴾ (۶)

۵۔ جنازوں کی متفقی مشاہد مقدسہ کی طرف

احکام اسلام سے بے خبر، مصادر فتویٰ سے غافل افراد اس مکے میں بہت زیادہ شور غوغما کر رہے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ یہ مسئلہ مخصوص شیعوں ہی کا ہے۔ اس لئے طعن و تضییع شروع کر دیتے ہیں۔ اس درمیان کچھ ناچحتہ علماء اس کے دفاع میں کہتے ہیں کہ یہ ناداوقف عوام کی حرکت ہے، علماء کرام کی اجازت کے بغیر جنازے مشاہد مقدسہ کی طرف منتقل کئے جاتے ہیں۔ دوسرا گروہ تحقیق کی آرزو میں حقیقت کو تحریف کر کے پیش کرتا ہے۔ ان تمام نادانیوں کے برخلاف علماء کرام نے اس حقیقت سے پرده اٹھایا ہے۔

۱۔ شدرات الذهب، ج ۸، ص ۲۸۶ (ج ۱۰، ص ۱۳۰)

۲۔ شدرات الذهب، ج ۸، ص ۲۷۸ (ج ۱۰، ص ۱۷۷)

۳۔ سرآۃ الجمان، ج ۲، ص ۲۵، شدرات الذهب، ج ۵، ص ۵۲ (ج ۷، ص ۰۶۰)

۴۔ جیسے طبقات شعرانی، نووی کی الکواکب الدریۃ، یافی کی روشن الریاضین، احمد وزیری کی روشنۃ الناظرین۔

۵۔ سورہ اعراف، آیت ۱۸۲۔

ان بیچاروں کو یہ خبر ہی نہیں کہ دوسرے مذاہب کے ماننے والے بھی اپنے مردوں کو دوسری متبرک جگہوں پر منتقل کرتے رہے ہیں۔ چاہے میت نے وصیت کی ہو یا نہیں۔
مذہب مالکی کہتا ہے کہ جنائزون کا دوسری جگہ منتقل کرنا خواہ دفن سے پہلے ہو یا بعد تین شرطوں سے جائز ہے:

۱۔ منتقل کرنے وقت میت کے خراب اور مسخر ہونے کا اندر یہ نہ ہو۔

۲۔ چک حرمت نہ ہو یعنی اس طرح منتقل کیا جائے کہ تحریر میت نہ ہو۔

۳۔ منتقل کرنے میں مصلحت بھی ہو۔ مثلاً سیالب کی وجہ سے قبر متاثر ہو، کسی برکت کی امید ہو، خاندان کی سکونت سے قریب ہو یا خاندان کے لوگ قبر کی زیارت کر سکیں۔ (۱)

خلیل مذہب کہتا ہے: میت کو منتقل کرنے میں کوئی حرخ نہیں، اسے کہیں دور بھی لے جایا جاسکتا ہے بشرطیکہ منتقلی غرض صحیح کی بنیاد پر ہو۔ کسی مقدس مقام پر دفن کیا جائے یا کسی نیک مردے کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ یہ بھی شرط ہے کہ اس کی بو متغیر نہ ہو۔ اس میں کوئی فرق نہیں کہ قبل دفن منتقل کیا جائے یا بعد دفن۔ (۲)

شافعی مذہب کہتا ہے کہ میت کو دوسری جگہ منتقل کرنا حرام ہے، بعض کہتے ہیں کہ کروہ ہے لیکن یہ حرمت اور کراہت ختم ہو جاتی ہے اگر اسے کم و مدینہ یا جن لائق میں دفن کرنے کے لئے منتقل کیا جائے یا کسی نیک مردے کے پہلو میں یا میت نے خود منتقل کرنے کی وصیت کی ہو۔ ایسی صورت میں منتقل کرنا لازم ہو جاتا ہے لیکن بو متغیر نہ ہو اور کم سے مراد تمام حرم ہے نہ کہ صرف شہر۔ (۳)

حنفی مذہب کہتا ہے: مستحب ہے کہ میت کو اسی جگہ دفن کیا جائے جہاں اس کا انتقال ہوتا ہے لیکن قبل دفن اسے منتقل کرنے میں کوئی حرخ نہیں اگر بو متغیر نہ ہو۔ لیکن بعد دفن اس کا منتقل کرنا حرام ہے لیکن

۱۔ الفقہ علی المذاہب الاربعة، ج ۱، ص ۳۲۱ (ج ۱، ص ۵۲۷)

۲۔ الفقہ علی المذاہب الاربعة، ج ۱، ص ۳۷۲

۳۔ المہاج مطبوع بر حاشیہ الحنفی، ج ۱، ص ۳۶۵ (ج ۱، ص ۳۵۸) شرح شربی، ج ۱، ص ۳۶۶ (ج ۱، ص ۳۶۶)

اگر بیت عنصیر جگہ پر دفن کر دی گئی ہے یا اس زمین کو شفعت پر لے لیا گیا ہے تو حرام نہیں۔ (۱)

جس کو بھی تاریخ پر ذرا بھی عبور ہے اس پر یہ حقیقت واضح ہو گی کہ تمام مذاہب کے علماء عملًا اس پر متفق ہیں کہ جنازوں کو بعد دفن یا قبل دفن منتقل کرنا جائز ہے اور یہ کہ میت کو مقدس مقامات مثلاً مکہ، مدینہ، جوار قبر امام، جوار بندہ صالح، پاک سرزمیا میت کے خاندان کا مخصوص قبرستان، ان جگہوں پر منتقل کرنا جائز ہے۔ ان مذاہب کے علماء، خطباء اور قاریان قرآن پر اس کا نفاذ بھی ہوا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام ممالک اس پر متفق ہیں بلکہ تاریخ گواہ ہے کہ زمانہ صحابہ و تابعین ہی سے اس کا رواج تھا۔ اگر زمانہ صحابہ سے اس کا رواج نہ ہوتا تو صحابہ ہرگز اس بارے میں اختلاف نہ کرتے کہ آنحضرت کو مدینہ یا مکہ یا جوار ابراہیم میں دفن کیا جائے۔ (۲)

میت کی منتقلی شریعت سابقہ میں بھی منتقة تمی چنانچہ آدم کے میں مرے لیکن غار ابو قبیس میں دفن کئے گئے۔ نوع کوسفینہ سے الحاکر بیت المقدس میں (۳) دفن کیا گیا۔ شیعوں کے مطابق نجف میں دفن کیا گیا۔

حضرت یعقوب کا مصر میں انتقال ہوا اور شام میں دفن کئے گئے۔ (۴) حضرت موسیٰ کی نعش حضرت یوسف نے مصر سے نکال کر اپنے آبائی دفن فلسطین میں دفن کی۔ (۵) حضرت یوسف نے اپنے باپ یعقوب کا جسد مصر سے جرون منتقل کیا۔ (۶) امام حسن و حسین نے اپنے والد ماجد کا جسد اطہر کو نے سے نجف لے جا کر دفن کیا۔

۱۔ الفقہ علی المذاہب الاربیہ، ج ۱، ص ۳۲۲ (ج ۱، ص ۵۲۷)

۲۔ اسلسل و انجل، ج ۱، ص ۲۱ (ج ۱، ص ۳۰) قاری شرح الشماک، ج ۲، ص ۲۰۸ اور منادی کی شرح الشماک جواہی کتاب کے حاشیہ پر بھی ہے، بیرہ حلیہ، ج ۲، ص ۳۹۳، (ج ۳، ص ۳۵۳) صواعق حرقد، ص ۲۹، (ص ۳۲)

۳۔ تاریخ طبری، ج ۱، ص ۸۰ (ج ۱، ص ۱۲۱)

۴۔ قاری کی شرح الشماک، ج ۲، ص ۲۰۸ نجز منادی کی شرح۔

۵۔ تاریخ طبری، ج ۱، ص ۱۶۹ (ج ۱، ص ۳۲۰، ۳۲۳) (مجم البدان ج ۲، ص ۲۰۸) البدریہ و النہایہ، ج ۱، ص ۲۷۲، ص ۱۹۸ (ج ۱، ص ۲۵۲، ۲۲۶)

دلائل النبوة میں (۱) ہے کہ سب سے پہلے جس کی میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا گیا وہ حضرت علیؑ کا جسد اطہر ہے۔ روزِ جمعہ کے ا رمضان کو ظالم کی تواریخ سے آپ زخمی ہوئے، دور روز کے بعد آپ نے وفات پائی، امام حسنؑ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور دارالامارہ کوفہ میں آپ کو دفن کر دیا، قبر چھپا دی۔ پھر بعد میں بحیرہ منتقل کر دی۔ ہارون رشیدؑ کے زمانے تک آنحضرتؐ کی قبر پوشیدہ رہی۔ ہارون رشیدؑ کے زمانے میں جب ظاہر ہوئی تو اس نے آپ کی قبر اطہر پر گنبد بنوادیا۔

اس کا واقعہ یوں ہوا کہ ہارون نے دیکھا کہ بحیرہ کے گرد جانوروں کو انس ہے اور شکاریوں سے دہاں پناہ لیتے ہیں۔ پاس کے دیہات کے بوڑھے سے وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ اس جگہ حضرت علیؑ اور نبی خدا حضرت نوعؑ کی قبر ہے۔

اب یہاں ان لوگوں کے نام لکھے جا رہے ہیں جن کو قبل دفن یا بعد دفن دوسری جگہ منتقل کیا گیا:

۱۔ مقداد بن عمرو بن ثعلبة صحابی: مدینے سے تمیں میل جرف میں وفات پائی اور بقیع میں دفن کیا گیا۔ (۲)

۲۔ سعید بن زید قریشی عدوی: (عشرہ بمشرہ کی فرد) مدینے سے دس میل عقیق میں مرے اور مدینہ میں دفن کئے گئے۔ (۳)

۳۔ عبد الرحمن بن ابی بکر: کے سے چھ میل دور جبھی میں مرے اور دہاں سے مکہ لا یا گیا۔ حضرت عائشہؓ نے مدینہ سے آکر قبر پر نماز پڑھی اور نوحہ خوانی کی۔ (۴)

۴۔ سعد بن ابی وقاص: جماء الاسد میں مرے، مدینہ میں دفن کئے گئے۔ (۵)

۵۔ اسامہ بن زید: جرف میں مرے مدینہ میں دفن ہوئے۔ (۶)

۱۔ سکتواری کی حاضرة الاوائل، ج ۱، ص ۱۰۶ (ج ۱۵۵ اصحابی کی تمام التوں، ج ۱۵۱ (۲۰۰))

۲۔ اسد الغائب، ج ۳، ص ۱۱ (ج ۵، ص ۲۵۳) ۵۰۶۹ نمبر

۳۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۲، ص ۲۷ (ج ۲۱، ص ۹۲) ۲۳۲۷ نمبر

۴۔ تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۲۱۱ (ج ۲۲، ص ۲۱۲) ۵۸ نمبر

۵۔ تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۱۳۶ (ج ۱، ص ۲۱۰) ۵۸ نمبر

- ۶۔ ابو ہریرہ: عقیق میں مرے مدینہ میں دفن ہوئے۔ (۱)
- ۷۔ یزید بن معاویہ: حوارین میں ہلاک ہوا اور مشق میں دفن ہوا۔ (۲)
- ۸۔ ابو سحاق ابراہیم بن اوہم: جزیرے میں مرے صور میں دفن ہوئے۔ (۳)
- ۹۔ عزف بن یحییٰ: غیر میں قتل ہوئے اور بغدا جنازہ لا کر دفن کیا گیا۔ (۴)
- ۱۰۔ ذوالنون مصری: حیرہ میں مر جنازے کو سواری پر رکھ کر فساط لایا گیا اور اہل معافر کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ (۵)
- ۱۱۔ ہارون بن عباس ہاشمی: رویش یا عرج میں مرے مدینہ میں دفن ہوئے۔ (۶)
- ۱۲۔ احمد بن محمد باہلی: بغداد میں مرے بصرے میں دفن ہوئے۔ (۷)
- ۱۳۔ محمد بن اسحاق ابو لنتیس سیری: بغداد میں مرے کوفہ میں دفن ہوئے۔ (۸)
- ۱۴۔ خلیفہ عباسی مقتدی علی اللہ: بغداد میں مر اس مرہ میں دفن ہوا۔ (۹)
- ۱۵۔ عزف بن مقتضد: دینور میں مرے بغداد میں دفن ہوئے۔ (۱۰)
- ۱۶۔ علی بن محمد بن ابو الشوارب اموی: بغداد میں مرے سامراہ میں دفن ہوئے۔ (۱۱)
- ۱۷۔ عزف بن محمد بن عرفہ: عقیق میں مرے بغداد میں دفن ہوئے۔ (۱۲)
- ۱۸۔ حسین بن عمر بن ابو الاحص کوئی: بغداد میں مرے کوفہ میں دفن ہوئے۔ (۱۳)

۱۔ الاصابی، ج ۳، ص ۲۱۰۔ ۲۔ البدایہ والہلیہ، ج ۸، ص ۲۳۶ (ج ۸، ص ۲۵۹)

۳۔ صفت الصفوۃ، ج ۲، ص ۱۳۲ (ج ۲، ص ۱۵۸ نمبر ۱۷)

۴۔ شذرات الذهب، ج ۱، ص ۲۲۳ (ج ۲، ص ۲۲۵)

۵۔ صفت الصفوۃ، ج ۲، ص ۲۹۳ (ج ۲، ص ۳۲۱ نمبر ۱۸۳)

۶۔ تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۲۷۶۔ ۷۔ میران الاعتدال، ج ۱، ص ۲۷ (ج ۱، ص ۳۲۱ نمبر ۵۵)

۸۔ لخظیم، ج ۵، ص ۹۹ (ج ۱۲، ص ۲۷۲ نمبر ۱۸۱۸)

۹۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۲۱

۱۰۔ البدایہ والہلیہ، ج ۱۱، ص ۱۹ (ج ۱۱، ص ۸۰)

۱۱۔ لخظیم، ج ۵، ص ۱۶۳ (ج ۱۲، ص ۳۲۳ نمبر ۱۹۰)

۱۲۔ لخظیم، ج ۲، ص ۲۵ (ج ۱۲، ص ۳۱۲ نمبر ۱۹۲۲)

۱۳۔ تاریخ بغداد، ج ۸، ص ۸۱۔

- ۱۹۔ محمد بن جعفر ابو عمر قات کوئی: بغداد میں مرے کوفہ میں دفن ہوئے۔ (۱)
- ۲۰۔ عبد اللہ بن ابراہیم (ابن الاکفانی): قصر میں مرے مکہ میں دفن ہوئے۔ (۲)
- ۲۱۔ ابراہیم بن شیخ کوئی: بغداد میں مرے کوفہ میں دفن ہوئے۔ (۳)
- ۲۲۔ بدر بن یحییٰ کوئی قاضی: بغداد میں مرے کوفہ میں دفن ہوئے۔ (۴)
- ۲۳۔ محمد بن حسین ابوالطیب نجی: بغداد میں مرے کوفہ میں دفن ہوئے۔ (۵)
- ۲۴۔ ابراہیم بن محمد (ذریت عمر بن خطاب): بغداد میں مرے کوفہ میں دفن ہوئے۔ (۶)
- ۲۵۔ اسماعیل بن عباس ابو علی وراق: مکہ میں مرے بغداد میں دفن ہوئے۔ (۷)
- ۲۶۔ علی بن عبدالرحمن کوئی: بغداد میں مرے کوفہ میں دفن ہوئے۔ (۸)
- ۲۷۔ ابو الحسن علی بن محمد بن زیر: بغداد میں مرے کوفہ میں دفن ہوئے۔ (۹)
- ۲۸۔ مطرف بن عیسیٰ غسانی: قرطہ میں مرے غسان میں دفن ہوئے۔ (۱۰)
- ۲۹۔ ابراہیم بن محمد ابوالطیب عطار: سو سو سو یا سادہ میں مرے نیشاپور میں دفن ہوئے۔ (۱۱)
- ۳۰۔ المظیح لشیخ خلیفہ عباسی: دیر عاقول میں مرے بغداد میں دفن ہوئے۔ (۱۲)
- ۳۱۔ احمد بن عطاء زید: منواش میں مرے صخرہ میں دفن ہوئے۔ (۱۳)
- ۳۲۔ محمد بن عباس ضی ہراتی: خواف نیشاپور میں مرے ہرات میں دفن ہوئے۔ (۱۴)
- ۳۳۔ علی بن عبد العزیز جرجانی: نیشاپور میں مرے جرجان میں دفن ہوئے۔ (۱۵)

- ۱۔ لختم، ج ۲، ص ۱۱۰، (ج ۱۳، ص ۹) (ج ۱۳۹، ص ۹، ج ۹، ص ۳۰۵)
- ۲۔ تاریخ بغداد، ج ۹، ص ۱۳۹
- ۳۔ لختم، ج ۲، ص ۱۹۷
- ۴۔ لختم، ج ۲، ص ۲۲۲ (ج ۱۳، ص ۲۹۷ نمبر ۲۲۸۸)
- ۵۔ لختم، ج ۲، ص ۲۹۷ (ج ۱۳، ص ۲۹۷ نمبر ۲۲۸۸)
- ۶۔ لختم، ج ۲، ص ۳۵۲ (ج ۱۳، ص ۳۵۲ نمبر ۲۲۵۵)
- ۷۔ تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۸۱
- ۸۔ تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۱۱۲
- ۹۔ تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۱۶۹
- ۱۰۔ تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۲۰۰
- ۱۱۔ تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۲۷۹
- ۱۲۔ شورات الذهب، ج ۳، ص ۶۸ (ج ۲۷، ص ۲۷۳)
- ۱۳۔ البدایہ والنہایہ، ج ۱۱، ص ۳۸۱ (ج ۱۱، ص ۳۸۱)

- ۳۴۔ ابو عبد اللہ قمی مصري: مصر سے مکہ جاتے ہوئے مرے مدینہ میں دفن ہوئے۔ (۱)
- ۳۵۔ اسماعیل بن حسن صحراری: بغداد میں مرے صحراری میں دفن ہوئے۔ (۲)
- ۳۶۔ ابو نصر فیروز بہاء الدین: ارجان میں مرے کوفہ میں دفن ہوئے۔ (۳)
- ۳۷۔ ابو اسحاق اسٹرامنی شافعی: نیشاپور میں مرے اسٹرامنی میں دفن ہوئے۔ (۴)
- ۳۸۔ ابو القاسم حسین بن علی مغربی: میافارقین میں مرے بحیرہ میں دفن ہوئے۔ (۵)
- ۳۹۔ حافظ ابو بکر تیہی: نیشاپور میں مرے تہران میں دفن ہوئے۔ (۶)
- ۴۰۔ محمد بن احمد بن مشارہ ابو عبد اللہ اصفہانی شافعی: بغداد میں مرے دجلہ میں دفن ہوئے۔ (۷)
- ۴۱۔ علی بن ابی نصر مصلی: بغداد میں مرے موصل میں دفن ہوئے۔ (۸)
- ۴۲۔ ابو بکر محمد بن عبد اللہ ناصحی نیشاپوری: ری میں مرے نیشاپور یا اصفہان میں دفن ہوئے۔ (۹)
- ۴۳۔ قاضی ابو احمد شہزادی: مدائن کسری میں مرے اسکندریہ میں دفن ہوئے۔ (۱۰)
- ۴۴۔ ابو بکر احمد بن علی علی خبلی: عرفات میں مرے کہ میں دفن ہوئے۔ (۱۱)
- ۴۵۔ حافظ ابو الغنام محمد بن علی نزی کوفی مقری: حلہ میں مرے کوفہ میں دفن ہوئے۔ (۱۲)
- ۴۶۔ ابو بکر محمود بن مسعود قاضی القضاۃ حنفی: سرقد میں مرے بخارا میں دفن ہوئے۔ (۱۳)
- ۴۷۔ ابو اسحاق غزی ابراہیم بن عثمان: خراسان میں مرے مرود میں دفن ہوئے۔ (۱۴)
- ۴۸۔ قاضی بہاء الدین شہزادی: حلہ میں مرے صفین میں دفن ہوئے۔ (۱۵)

- ۱۔ لختم، ج ۷، ص ۲۲۸ (ج ۱۵، ص ۲۷ نومبر ۱۹۷۰)
- ۲۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۳۱۲ (ج ۱۵، ص ۲۷ نومبر ۱۹۷۰)
- ۳۔ شذرات الذهب، ج ۳، ص ۲۱۰ (ج ۵، ص ۹)
- ۴۔ البدریۃ والہلیۃ، ج ۱۲، ص ۹۳ (ج ۱۲، ص ۱۱۶)
- ۵۔ لختم، ج ۸، ص ۱۳۲، (ج ۱۵، ص ۱۸۶ نومبر ۱۹۷۰)
- ۶۔ لختم، ج ۸، ص ۲۷۵ (ج ۱۲، ص ۱۳۲)
- ۷۔ لختم، ج ۸، ص ۲۷۵ (ج ۱۲، ص ۱۳۲)
- ۸۔ لختم، ج ۹، ص ۲۹۲ (ج ۵، ص ۲۹۲)
- ۹۔ الجواہر المعبیر، ج ۲، ص ۶۳ (ج ۳، ص ۱۸۵)
- ۱۰۔ شذرات الذهب، ج ۳، ص ۲۹۳ (ج ۵، ص ۲۹۳)
- ۱۱۔ سفنه الصفوۃ، ج ۲، ص ۲۷۶ (ج ۵، ص ۲۹۵ نومبر ۱۹۷۰)
- ۱۲۔ الجواہر المعبیر، ج ۲، ص ۱۶۶ (ج ۲، ص ۲۵۵ نومبر ۱۹۷۰)
- ۱۳۔ وفاتات الاعیان، ج ۱، ص ۲۱۲ (ج ۲، ص ۲۲۵ نومبر ۱۹۷۰)

- ۳۹۔ ابو سعد احمد بن محمد حافظ اصفہانی: نہادن میں مرے اصفہان میں دفن ہوئے۔ (۱)
- ۴۰۔ احمد بن محمد ابوالمحالی بن بصر بخاری: سرخ میں مرے بخارا میں دفن ہوئے۔ (۲)
- ۴۱۔ مظفر بن اردشیر ابو منصور عبادی: شکرگاہ کرم میں مرے بنداد میں دفن ہوئے۔ (۳)
- ۴۲۔ ابو الحسن محمد بن مبارک بغدادی فقیہ شافعی: بنداد میں مرے کوفہ میں دفن ہوئے۔ (۴)
- ۴۳۔ صدر الدین بن خجہ شافعی: همدان و کرخ کے پاس دیہات میں مرے سیلان میں دفن ہوئے۔ (۵)
- ۴۴۔ محمد بن عبد الرحیم انصاری مالکی غرناطی: اشیلیہ میں مرے غرناطہ میں دفن ہوئے۔ (۶)
- ۴۵۔ عبداللطیف فقیہ شافعی: همدان میں مرے اصفہان میں دفن ہوئے۔ (۷)
- ۴۶۔ ضیاء الدین عسکری الکاری فقیہ: خروبہ میں مرے قدس میں دفن ہوئے۔ (۸)
- ۴۷۔ ابو الفضل حسین بن احمد همدانی بیزدی: قوص میں مرے مصر میں دفن ہوئے۔ (۹)
- ۴۸۔ مسعود بن صلاح الدین: مدرسہ راس الحسین میں مرے حلب میں دفن ہوئے۔ (۱۰)
- ۴۹۔ ابن حمدون تاج الدین حسن بن محمد: مدائن میں مرے مقابر قرشیش میں دفن ہوئے۔ (۱۱)
- ۵۰۔ قطب الدین عادل: فیوم میں مرے قاہرہ میں دفن ہوئے۔ (۱۲)
- ۵۱۔ ابو الفحشائل حسن بن محمد عدوی عمری: بنداد میں مرے مکہ میں دفن ہوئے۔ (۱۳)
- ۵۲۔ سیف الدین ابو الحسن قیمری: نابلس میں مرے صالحیہ میں دفن ہوئے۔ (۱۴)
- ۵۳۔ ابو الفحشائل قاسم بن حیی شہزادی: حماۃ میں مرے دمشق میں دفن ہوئے۔ (۱۵)

- ۱۔ لختنم، ج ۱۰، ص ۷۷ (ج ۱۸، ص ۵۸) (۳۱۳۵۳۵)
- ۲۔ لختنم، ج ۱۰، ص ۷۷ (ج ۱۸، ص ۵۸) (۳۱۳۵۳۵)
- ۳۔ شذرات الذهب، ج ۲۳، ص ۱۶۲ (ج ۲۶، ص ۲۲) (۳۱۷۸۸)
- ۴۔ لختنم، ج ۱۰، ص ۹۱ (ج ۱۸، ص ۱۷۳) (۳۱۳۵۳۵)
- ۵۔ شذرات الذهب، ج ۳، ص ۱۲۳ (ج ۲۰، ص ۲۰)
- ۶۔ البداية والنهاية، ج ۱۰، ص ۲۷۰ (ج ۲۰، ص ۹۹) (۳۹۱۹۹)
- ۷۔ شذرات الذهب، ج ۱۳، ص ۵۵ (ج ۲۲، ص ۱۳) (۳۱۳۵۳۵)
- ۸۔ البداية والنهاية، ج ۱۰، ص ۲۷۰ (ج ۲۰، ص ۹۹) (۳۹۱۹۹)
- ۹۔ البداية والنهاية، ج ۱۰، ص ۲۷۰ (ج ۲۰، ص ۹۹) (۳۹۱۹۹)
- ۱۰۔ البداية والنهاية، ج ۱۳، ص ۵۵ (ج ۲۲، ص ۱۳) (۳۱۳۵۳۵)
- ۱۱۔ البداية والنهاية، ج ۱۰، ص ۲۷۰ (ج ۲۰، ص ۹۹) (۳۹۱۹۹)
- ۱۲۔ البداية والنهاية، ج ۱۰، ص ۲۷۰ (ج ۲۰، ص ۹۹) (۳۹۱۹۹)
- ۱۳۔ شذرات الذهب، ج ۵، ص ۲۵۰ (ج ۷، ص ۲۵۰) (۳۱۳۵۳۵)
- ۱۴۔ شذرات الذهب، ج ۵، ص ۲۵۰ (ج ۷، ص ۲۵۰) (۳۱۳۵۳۵)

- ۲۴۔ ملک ناصر داود بن معظم: بویضا میں مرے کوہ قاسیون میں دفن ہوئے۔ (۱)
- ۲۵۔ جمال الدین صرصری فقیہ حنفی: بغداد میں مرے صرصر میں دفن ہوئے۔ (۲)
- ۲۶۔ شیخ محمد قونوی مصری: مصر میں مرے دمشق میں دفن ہوئے۔ (۳)
- ۲۷۔ ابوالنجیر رمضان ابن حسین سماری مدرس حنفی: سفر دریا میں مرے نودن بعد شہر انبار میں دفن ہوئے۔ (۴)
- ۲۸۔ ملک سعید برکت: کرک میں مرے دمشق میں دفن ہوئے۔ (۵)
- ۲۹۔ محمد الدین عبدالرحیم قاضی بن بارزی فقیہ شافعی: تبوک میں مرے مدینہ میں دفن ہوئے۔ (۶)
- ۳۰۔ یوسف بن ابی نصر دمشقی ابن سفاری: دمشق میں مرے مدینہ میں دفن ہوئے۔ (۷)
- ۳۱۔ ابوعبداللہ محمد بن حرانی فقیہ، عابد: وادی ابی سالم میں مرے بقیع میں دفن ہوئے۔ (۸)
- ۳۲۔ ابوالحسن علی بن یعقوب مصری امام شافعیہ: دری و ط میں مرے قرافہ میں دفن ہوئے۔ (۹)
- ۳۳۔ کمال الدین ابن زملکانی شیخ شافعی: بلجیس میں مرے قرافہ میں دفن ہوئے۔ (۱۰)
- ۳۴۔ عبد القادر بن عبد العزیز حنفی: بر میلہ میں مرے بیت المقدس میں دفن ہوئے۔ (۱۱)
- ۳۵۔ محمد بن محمد تلمسانی مقری فقیہ مالکی: فاس میں مرے تلمسان میں دفن ہوئے۔ (۱۲)
- ۳۶۔ محمد بن یوسف کرمانی، شارح صحیح بخاری: راه حج میں مرے بغداد میں دفن ہوئے۔ (۱۳)
- ۳۷۔ عزال الدین ابو جعفر احمد بن احمد اسحاقی طبی شافعی: حلشیں میں مرے حلب میں دفن ہوئے۔ (۱۴)

۱۔ البدایہ والنہایہ، ج ۱۳، ص ۱۸۹ (ج ۱۳، ص ۲۳۱) (۵۸)

۲۔ مختصر طبقات اصحابہ مس (۵۸)

۳۔ طبقات الاخیار، (الطبقات الکبری) ج ۱، ص ۲۷ (ج ۱، ص ۲۰۳ نمبر ۲۹۷)

۴۔ ابن خثیف روضۃ الناظر.

۵۔ ابو ہاجر المعنیہ، ج ۱، ص ۲۲۳ (ج ۱، ص ۲۰۵ نمبر ۵۹۲)

۶۔ شذررات الذهب، ج ۵، ص ۳۸۲ (ج ۷، ص ۲۷) (۲۶)

۷۔ شذررات الذهب، ج ۵، ص ۳۵۳، (ج ۷، ص ۲۹۳) (۲۶)

۸۔ البدایہ والنہایہ، ج ۱۳، ص ۱۱۰ (ج ۱۳، ص ۱۲۷)

۹۔ البدایہ والنہایہ، ج ۱۳، ص ۱۱۵ (ج ۱۳، ص ۱۳۶)

۱۰۔ ابو ہاجر المعنیہ، ج ۱، ص ۳۲۲ (ج ۲، ص ۱۳۲) (ج ۱۳، ص ۱۵۲)

۱۱۔ مختل الاجتہاج، مطبوع بر حاشیہ، الدینیان ج ۱، ص ۲۵۰

۱۲۔ شذررات الذهب، ج ۷، ص ۲۲۳ (ج ۹، ص ۳۱)

۷۸۔ امیر عمار الدین ابو الفداء اسماعیل عنابی: در میں مرے عتاب میں دفن ہوئے۔ (۱)

۷۹۔ شہاب الدین احمد بخاری کی: بندرگاہ جدہ میں مرے مکہ میں دفن ہوئے۔ (۲)

۸۰۔ ابو الحسن علی بن احمد کیزروانی: مکہ و طائف کے درمیان مرے جتازہ مکہ لے جا کر دفن کیا گیا

(۳)۔

ان کے اسماء جنہیں دفن کے بعد دوسری جگہ منتقل کیا گیا

۱۔ عبد اللہ بن عمرو بن حزم انصاری: پدر جابر بن عبد اللہ انصاری انھیں ان کے دوست عمرو بن جوح کے ساتھ دفن کیا گیا تھا۔ چھ ماہ کے بعد جابر نے خیال کیا کہ ایک ساتھ دفن ہونا مناسب نہیں، والد ماجد کی لاش نکال کر دوسری جگہ دفن کیا۔ ان کی لاش میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ صرف داڑھی زمین پر گر گئی تھی۔ (۴) ناصف کتاب التاج میں اس کے نقل کے بعد لکھتے ہیں کہ معلوم ہوا کہ نقل میت جائز ہے۔ (۵)

۲۔ عبد اللہ بن سلمہ بن مالک بن حارث بلدی انصاری: ان کی ماں ایمہ بنت عدی نے رسولؐ سے کہا کہ میں ان کا جتازہ مدینہ میں دفن کروں تو رسولؐ نے اجازت دی اور آہستہ آہستہ شتر پر لے جا کر مدینہ میں دفن کیا۔ (۶)

۳۔ مجذر بن زیاد بن عمرو بن احزام بلوی: کشته احمد، ان کی ماں ایمہ نے اجازت رسولؐ سے مدینہ میں دفن کیا۔

۱۔ شدرات الذهب، ج ۸، ج ۲۷ (ج ۱۰، ج ۲۲۸)

۲۔ شدرات الذهب، ج ۸، ج ۲۷ (ج ۱۰، ج ۲۲۸)

۳۔ شدرات الذهب، ج ۸، ج ۲۷ (ج ۱۰، ج ۲۲۸)

۴۔ شیخ بخاری، ج ۲، ج ۲۷۴ (ج ۱، ج ۲۵۳) سنن ابو داؤد، ج ۲، ج ۲۷۲ (ج ۱، ج ۲۱۸) سنن نسائی، ج ۳، ج ۸۳ (ج ۱، ج ۲۵۱) سنن تیمیل، ج ۲، ج ۵۸

۵۔ التاج الباحث لا صول، ج ۱، ج ۲۰۹ (ج ۱، ج ۳۷۲)

۶۔ اسد الغابة، ج ۳، ج ۲۷۷ (ج ۳، ج ۲۲۶) نمبر ۲۹۸۶ الاصابة، ج ۲، ج ۳۲۱، ج ۳، ج ۲۲۵

- ۴۔ طلوب بن عبد اللہ: عشرہ مبشرہ کی فرد، کشتہ جنگ جمل، بصرہ میں دفن تھے، اپنی بیٹی عائشہ کو خواب دکھایا کہ یہاں ربوت سے اذیت ہوتی ہے۔ وہاں سے نکال کر بھر تین میں دفن کیا گیا۔ (۱)
- ۵۔ مسجد رسول میں مدفن حضرات: عثمان نے حکم دیا کہ انھیں نکال کر بقیع میں دفن کیا جائے۔ (۲)
- ۶۔ شہدائے احمد: جابر سے روایت ہے کہ معاویہ نے احمد سے چشمہ نکالتا چاہا۔ جواب دیا گیا کہ شہدائے احمد کو نکالا جائے تبھی مکن ہے۔ حکم دیدیا کہ سب کو گھوڑ کر نکال دو۔ جابر کہتے ہیں کہ حضرت حمزہ کی انگلیوں پر پھاواڑا لگا تو خون جاری ہو گیا۔ چالیس سال کے بعد بھی لاش تاذہ تھی۔ (۳)
- ۷۔ عجفر بن منصور: قبرستان میں ہاشم میں مدفن تھے، دوسری جگہ منتقل کیا گیا۔ (۴)
- ۸۔ ۲۲ میں رصافہ کے قبرستان میں دفن خلفاء کو پانی آجائے کے ذریعے منتقل کیا گیا۔ ان میں متکل بھی تھا جسے سائز ہے تین سو سال بعد منتقل کیا گیا تھا۔ (۵)
- ۹۔ ابوالنجم بدرالکبیر: شیراز میں مرے طویل عرصے کے بعد بغداد میں منتقل کیا گیا۔ (۶)
- ۱۰۔ محمد بن علی بن مقلہ بغدادی: دارالسلطان میں دفن تھے ان کی بیوی نے اپنے گھر میں دفن کیا۔
- ۱۱۔ عجفر بن فضل (ابن حزراہ) وزیر و محدث، قرافہ میں دفن تھے وہاں سے مدینہ لے جا کر دفن کیا گیا۔ (۷)
- ۱۲۔ ابن سمعون محمد بن احمد: مشہور واعظ، غفاریین نامی سرک کے کناریوں اپنے گھر میں دفن تھے پھر مقبرہ احمد بن حنبل میں دفن کئے گئے۔ (۸)

- ۱۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۸، ص ۷۸ (ج ۲۵، ص ۱۳) عمدة القاری، ج ۲، ص ۲۲ (ج ۸، ص ۱۶۲)۔
- ۲۔ عمدة القاری، ج ۲، ص ۶۲ (ج ۸، ص ۱۶۲)۔
- ۳۔ صفة الصفوة، ج ۱، ص ۲۷ (ج ۱۳ ص ۲۷ نومبر ۱۲) نوادر الاصول ص ۷۷ (ج ۲، ص ۱۳۲) صفة الصفوة، ص ۱۹۳ (ج ۱، ص ۳۸۸ نومبر ۱۲)۔
- ۴۔ البدایہ والنہایہ، ج ۱۰، ص ۷۰ (ج ۱۰ ص ۱۱۳)۔
- ۵۔ لخظیم، ج ۲، ص ۱۸۰ (ج ۱۳ ص ۲۰۶ نومبر ۱۲)۔
- ۶۔ وفیات الاعیان، ج ۱۲، ص ۲۳۹ (ج ۱، ص ۲۳۹ نومبر ۱۲)۔

- ۱۳۔ ابو الحسن محمد بن عمر کوئی: ایک سال بعد مقبرہ کوفہ میں دفن کئے گئے۔ (۱)

۱۴۔ ابو بکر محمد بن طیب بالقافی: متكلم اشعری، نہر طائق کے پاس کوچہ بھوسی میں دفن تھے پھر باب الحرب میں دفن ہوئے۔ (۲)

۱۵۔ ابو بکر محمد بن موئی خوارزی فقیرِ حنفی: کوچہ عیدہ میں دفن تھے بازار غالب میں دفن کئے گئے۔ (۳)

۱۶۔ ابو حامد احمد بن محمد اسفاری کنی: فقیر شافعی الحنفی اپنے گھر میں دفن تھے باب الحرب میں منتقل کئے گئے۔ (۴)

۱۷۔ علی بن عبد العزیز ابن حاجب نعمان: برکہ زلزلہ میں دفن تھے مقابر قریش میں منتقل کئے گئے۔ (۵)

۱۸۔ خلیفہ قادر باللہ: اپنے گھر میں دفن تھا ایک سال کے بعد تابوت کو رصافہ منتقل کیا گیا۔ (۶)

۱۹۔ احمد بن محمد قدوری بغدادی: ریس حنفیہ، بغداد میں دفن تھے پھر منصور نامی سڑک کے کنارے دفن کئے گئے۔ (۷)

۲۰۔ ابو طاہر جلال الدین: بغداد میں مرے گھر میں دفن تھے۔ ایک سال کے بعد مقابر قریش میں منتقل کیا گیا۔

۲۱۔ عبدالسید بن محمد (ابن صبار غوثی شافعی): کرخ میں دفن تھے باب الحرب میں منتقل کئے گئے۔ (۸)

۲۲۔ ابونصر احمد بن مردان کردی: مسجد جامع الحمد شہ میں دفن تھے قریب ہی میں منتقل کیا گیا۔ (۹)

۲۳۔ احمد بن محمد سمنانی: بغداد اپنے گھر میں دفن تھے ایک ما بعد شارع منصور میں منتقل کیا گیا۔ (۱۰)

۲۴۔ خلیفہ قائم باصرۃ اللہ: اجددی قبرستان میں دفن تھے رصافہ میں منتقل کیا گیا۔ (۱۱)

۲۵۔ حسن بن عبد الودود شاہی: اپنے گھر سکھہ خرقی میں دفن تھے جامع مدینہ میں منتقل کیا گیا۔ (۱۲)

- ١- تاريخ بغداد، ج ٣، م ٣٢.

٢- البدرية والنهجية، ج ١١، م ٣٥ (ج ١١ م ٣٥٣)

٣- البدرية والنهجية، ج ١٢، م ٢٣ (ج ١٢ م ٢)

٤- تاريخ بغداد، ج ٣، م ٣٧.

٥- لفظ، ج ٨، م ٥٢ (ج ١٥، م ١٢٠ نمبر ٣٦٩)

٦- شذرات الذهب، ج ٣، م ٣٢٣ (ج ٥، م ١٣٢)

٧- دوبيات الاعيان، ج ١٩، م ٥٩ (ج ١٨، م ١٢٣ نمبر ٧)

٨- البدرية والنهجية، ج ١٢، م ٢٦ (ج ١٢، م ١٥٥)

٩- الجواهر المعمير، ج ١، م ٩٦ (ج ١، م ٢٥٦ نمبر ١٨٣)

١٠- لفظ، ج ٨، م ٨ (ج ١٨، م ٢٨ نمبر ١٣٥)

١١- البدرية والنهجية، ج ١٢، م ١٥٥ (ج ١٢، م ١٣٥)

- ۲۶۔ احمد بن علی بن محمد: قاضی دمشق، اپنے گھر میں دفن تھے مقبرہ باب الصیر میں منتقل کیا گیا۔ (۱)
- ۲۷۔ ابو عبد اللہ الدارمی: ورب العلائیین میں دفن تھے پھر ابو حنفہ کے بغیر میں دفن کیا گیا۔ (۲)
- ۲۸۔ عبد الملک بن عبد اللہ جوینی: امام الحرمین، نیشاپور میں دفن ہوئے ایک سال کے بعد مقبرہ حسین میں منتقل ہوئے۔ (۳)
- ۲۹۔ محمد بن ہلال صابی عرس الحمرۃ: بغداد میں اپنے گھر میں دفن ہوئے پھر نجف اشرف منتقل ہوئے۔ (۴)
- ۳۰۔ ابو محمد رزق اللہ بن عبد الوہاب تیمی: باب المراتب میں دفن تھے، احمد بن حنبل کے پیلو میں منتقل ہوئے۔ (۵)
- ۳۱۔ محمد بن ابی نصر اندرلی: باب ابرز میں دفن تھے باب حرب میں منتقل کئے گئے۔ (۶)
- ۳۲۔ طراد بن محمد عباسی بغدادی: باب المهرہ اپنے گھر میں دفن تھے مقابر شہدائیں منتقل کیا گیا۔ (۷)
- ۳۳۔ ابو الحسن عقیل بن ابی الواقعی: اپنے گھر میں دفن تھے پھر دکہ احمد میں دفن کئے گئے۔ (۸)
- ۳۴۔ محمد بن محمد ابو حازم فقیہ حنبلی: اپنے گھر باب الازج میں دفن تھے مقبرہ احمد میں منتقل کئے گئے۔ (۹)
- ۳۵۔ حسین بن حمید حنفی: اپنے گھر باب البرید میں دفن تھے پھر کوہ قاسیون میں منتقل ہوئے۔ (۱۰)
- ۳۶۔ احمد بن جعفر ابوالعباس حریثی: حریثی میں دفن تھے پھر باب الحرب میں منتقل ہوئے۔ (۱۱)
- ۳۷۔ شیخ ابو یعقوب ہمدانی: یامن میں دفن تھے مدت کے بعد مرد میں منتقل کیا گیا۔ (۱۲)
- ۳۸۔ احمد بن محمد ابو جعفر عدل بغدادی: خرابہ ہراس میں دفن تھے باب الحرب میں منتقل ہوئے۔ (۱۳)

- ۱۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۱، ص ۱۲۹ (ج ۱۲، ص ۱۵۹)
- ۲۔ البدایۃ والتدایۃ، ج ۱۲، ص ۱۲۹ (ج ۱۲، ص ۱۵۹)
- ۳۔ لحظم، ج ۹، ص ۳۲ (ج ۱۶، ص ۲۷۵) (۲۵۸۲ نومبر ۱۹۸۵)
- ۴۔ وفیات الاعیان، ج ۱، ص ۲۰ (ج ۲۳، ص ۲۸۳) (۲۶۵ نومبر ۱۹۹۱)
- ۵۔ لحظم، ج ۹، ص ۸۹ (ج ۷، ص ۲۱) (۲۶۵ نومبر ۱۹۹۱)
- ۶۔ شذرات الذہب، ج ۳، ص ۳۹ (ج ۲۲، ص ۶۸) (۲۷۵ نومبر ۱۹۸۵)
- ۷۔ لحظم، ج ۹، ص ۱۰۶ (۱۷، ص ۳۲۳) (۲۷۵ نومبر ۱۹۸۵)
- ۸۔ وفیات الاعیان، ج ۲۳، ص ۲۲ (ج ۱۳، ص ۲۲) (۲۹۹۵ نومبر ۱۹۹۰)
- ۹۔ لحظم، ج ۱۰، ص ۳۲۳ (ج ۱۷، ص ۳۲۸) (۲۹۹۵ نومبر ۱۹۹۰)
- ۱۰۔ وفیات الاعیان، ج ۷، ص ۵۲۲ (ج ۷، ص ۸۶) (۸۰۵ نومبر ۱۹۸۵)
- ۱۱۔ لحظم، ج ۱۰، ص ۹۷ (ج ۱۸، ص ۱۹) (۲۰ نومبر ۱۹۸۵)
- ۱۲۔ لحظم، ج ۱۰، ص ۹۷ (ج ۱۸، ص ۱۹) (۲۰ نومبر ۱۹۸۵)

- ۳۹۔ علی بن طراد زنجی بغدادی: دجلہ کے قریب دفن تھے حربیہ منتقل کئے گئے۔ (۱)
- ۴۰۔ شیخ الاسلام خلی مفتی حنفی: بیٹھ میں دفن تھے پھر مضافات خلم میں دفن کیا گیا۔ (۲)
- ۴۱۔ علی بن محمد درینی: مسجد جامع کے پاس گھر میں دفن تھے باب ابر و منتقل کیا گیا۔ (۳)
- ۴۲۔ جمال الدین محمد بن علی بن ابو منصور: موصل میں دفن تھے مدینہ نورہ لے جایا گیا اور مسجد النبی کے مشرقی حصہ میں دفن کیا گیا۔ (۴)
- ۴۳۔ عمر بن ہمیلیقا طحان: اپنی تعمیر کردہ مسجد کے دروازے کے قریب دفن تھے پھر قبر کھود کر اور نزدیک دفن کیا گیا۔ (۵)
- ۴۴۔ محمد بن ابراہیم کنانی: قرافہ صفری میں دفن تھے کوہ مقطم میں منتقل ہوئے۔ (۶)
- ۴۵۔ جعفر بن عبد الواحد ابو البرکات ثقفی: خاتمه درب بہروز میں دفن تھے مسجد جامع کے سافر خانے منتقل ہوئے۔ (۷)
- ۴۶۔ سعد اللہ بن نصر بن وجہی: مقبرہ رباط میں دفن تھے مقبرہ امام احمد میں منتقل ہوئے۔ (۸)
- ۴۷۔ مقطم ابن جوزی میں ہے کہ صوفیوں کی انجمن میں دفن کیا گیا تھا کیونکہ وہاں اکثر قیام رہتا تھا۔
- ۴۸۔ جب حلبیوں نے گھار بچائی کہ حلبی صوفیوں کے پاس کیوں دفن ہے تو پانچ دن بعد بیٹھ نے ان کے والدین کے پہلو میں دفن کیا۔ (۹)
- ۴۹۔ علامہ امیم فرماتے ہیں: ذرا دیکھئے تو یہ الٰہ سنت کن مقاصد کے لئے عیش قبر جائز سمجھتے ہیں۔
- ۵۰۔ خلیفہ مستجد باللہ: دارالخلافہ میں دفن تھا پھر رصانہ میں منتقل کیا گیا۔ (۱۰)

۱۔ لخطم، ج ۱۰، ص ۱۰۹ [۱۹۶، ۱۰۹]

۲۔ الجواہر المعتبر، ج ۲، ص ۱۳۰ (ج ۲۳، ص ۲۵۹ نمبر ۱۵۳)

۳۔ وفیات الاعیان، ج ۱، ص ۲۲۵ (ج ۲۳، ص ۲۷۸) (ج ۷، ص ۱۷۸)

۴۔ لخطم، ج ۱۰، ص ۲۲۵ (ج ۱۸، ص ۱۶۲)

۵۔ وفیات الاعیان، ج ۱، ص ۲۱۲ (ج ۲۳، ص ۲۱۲)

۶۔ لخطم، ج ۱۰، ص ۲۲۲ (ج ۱۸، ص ۱۶۱)

۷۔ البدایۃ والہلیۃ، ج ۱۲، ص ۲۵۹ (ج ۱۲، ص ۲۳۱)

۸۔ لخطم، ج ۱۰، ص ۲۲۸ (ج ۱۸، ص ۱۸۲ نمبر ۲۲۹)

۹۔ البدایۃ والہلیۃ، ج ۱۲، ص ۲۲۶ (ج ۱۲، ص ۲۲۶)

- (۱) امیر محمد الدین ایوب دوینی: قاہرہ میں بھائی کے پہلو میں دفن تھے وہاں سے مدینہ منتقل کیا گیا۔
- (۲) ملک عادل محمود بن رنگی: قلعہ دمشق میں دفن تھا پھر ہارس کے مدرسہ میں منتقل کیا گیا۔
- (۳) احمد بن علی طاہر حسینی: مدتوں اپنے گھر میں دفن رہے پھر مشہد صہیان میں منتقل کیا گیا۔
- (۴) جلال الدین بن جمال الدین اصفہانی: موصل لے جا کر دفن کیا گیا تھا پھر مدینہ منتقل کیا گیا۔

(۵) خلیفہ ناصر الدین اللہ: دارالخلافہ میں دفن تھا پھر رصافہ میں منتقل کیا گیا۔

(۶) خلیفہ ظاہر بالله عباسی: دارالخلافہ میں دفن تھا پھر رصافہ منتقل کیا گیا۔

(۷) شرف الدین عیسیٰ حنفی: دمشق میں دفن تھے وہاں سے کوہ صالحیہ پر منتقل کیا گیا۔

(۸) ابوسعید کوکوری: اربل میں دفن تھے وہاں سے بہ طابق وصیت کم معظمه دفن کیا گیا۔

(۹) احمد بن عبدالسید اربلی: رہائش دفن تھے پھر مصر کے قرآن صفری میں دفن کیا گیا۔

(۱۰) اشرف موسیٰ بن عادل: قلعہ متصور میں دفن تھے پھر کلاسہ میں منتقل کئے گئے۔

(۱۱) کامل محمد بن عادل: قلعہ میں دفن تھے جامع مسجد کے مدرسہ میں منتقل ہوئے۔

(۱۲) خلیفہ مستنصر بالله عباسی: دارالخلافہ میں دفن تھے رصافہ منتقل کیا گیا۔

(۱۳) امیر عز الدین: باب التصریف میں دفن تھے پھر الوراقہ میں منتقل کیا گیا۔

(۱۴) پادشاہ صالح نجم الدین ایوب: منصورہ میں دفن تھے پھر تعمیر کردہ مدرسہ میں منتقل کیا گیا۔

- ۱۔ وفیات الاعیان، ج ۲، ص ۲۰۶ (ج ۵، ص ۱۸۷)
- ۲۔ وفیات الاعیان، ج ۲، ص ۱۸۸ (ج ۵، ص ۱۸۷)
- ۳۔ وفیات الاعیان، ج ۲، ص ۱۸۹ (ج ۵، ص ۱۸۶)
- ۴۔ البدلیۃ والنهلیۃ، ج ۱۳، ص ۱۱۳ (ج ۱۳، ص ۱۳۲)
- ۵۔ وفیات الاعیان، ج ۲، ص ۱۸۰ (ج ۵، ص ۱۸۰)
- ۶۔ البدلیۃ والنهلیۃ، ج ۱۳، ص ۱۱۴ (ج ۱۳، ص ۱۳۲)
- ۷۔ وفیات الاعیان، ج ۲، ص ۱۸۱ (ج ۵، ص ۱۸۱)
- ۸۔ البدلیۃ والنهلیۃ، ج ۱۳، ص ۱۱۵ (ج ۱۳، ص ۱۳۳)
- ۹۔ وفیات الاعیان، ج ۲، ص ۱۸۲ (ج ۵، ص ۱۸۲)
- ۱۰۔ البدلیۃ والنهلیۃ، ج ۱۳، ص ۱۱۶ (ج ۱۳، ص ۱۳۴)
- ۱۱۔ البدلیۃ والنهلیۃ، ج ۱۳، ص ۱۱۷ (ج ۱۳، ص ۱۳۵)
- ۱۲۔ البدلیۃ والنهلیۃ، ج ۱۳، ص ۱۱۸ (ج ۱۳، ص ۱۳۶)
- ۱۳۔ البدلیۃ والنهلیۃ، ج ۱۳، ص ۱۱۹ (ج ۱۳، ص ۱۳۷)

- ۱۔ شذرات الذهب، ج ۲، ص ۲۱۱ (ج ۶، ص ۲۵۰)
- ۲۔ لحاظ، ج ۱۰، ص ۲۲۷ (ج ۱۸، ص ۲۰۸)
- ۳۔ البدلیۃ والنهلیۃ، ج ۱۳، ص ۱۰۶ (ج ۱۳، ص ۱۲۵)
- ۴۔ سرآۃ الجان، ج ۳، ص ۵۸
- ۵۔ وفیات الاعیان، ج ۱، ص ۲۳ (ج ۱۳، ص ۱۷)
- ۶۔ البدلیۃ والنهلیۃ، ج ۱۳، ص ۲۷ (ج ۱۳، ص ۱۳۹)
- ۷۔ البدلیۃ والنهلیۃ، ج ۱۳، ص ۲۸ (ج ۱۳، ص ۱۴۰)
- ۸۔ البدلیۃ والنهلیۃ، ج ۱۳، ص ۲۹ (ج ۱۳، ص ۱۴۱)
- ۹۔ البدلیۃ والنهلیۃ، ج ۱۳، ص ۳۰ (ج ۱۳، ص ۱۴۲)
- ۱۰۔ البدلیۃ والنهلیۃ، ج ۱۳، ص ۳۱ (ج ۱۳، ص ۱۴۳)
- ۱۱۔ البدلیۃ والنهلیۃ، ج ۱۳، ص ۳۲ (ج ۱۳، ص ۱۴۴)
- ۱۲۔ البدلیۃ والنهلیۃ، ج ۱۳، ص ۳۳ (ج ۱۳، ص ۱۴۵)

- ۶۲۔ شیخ حسن بن عدوی عمری: اپنے گھر حرم طاہری میں دفن تھے پھر مکہ منتقل کیا گیا۔ (۱)
- ۶۳۔ شیخ ابو بکر بن قوام بالکی: حلب میں دفن تھے کوہ قاسیون میں منتقل کیا گیا۔ (۲)
- ۶۴۔ بادشاہ سعید بن طاہر ابوالعالی: قبر جعفر کے پاس دفن تھے پھر دمشق والد کی قبر کے پاس منتقل ہوئے۔ (۳)

- ۶۵۔ سعد الدین بن فضیلانی: سمرقد سے سرخ منتقل کئے گئے۔ (۴)
- ۶۶۔ شیخ زین الدین خانی: مالین میں دفن تھے پھر درویش آباد منتقل کیا گیا۔ (۵)
- ۶۷۔ شیخ محمد بن سلیمان جزوی ماکلی: یے سال بعد ان کا جنازہ منتقل ہوا تو کوئی تغیری نہیں ہوا تھا۔ (۶)
- ۶۸۔ عبد الرحمن بن احمد جامی: ہرات میں دفن تھے جب اروپیوں نے خراسان پر حملہ کیا تو ان کے بیٹے نے دوسرے شہر میں منتقل کیا۔ جب حملہ آوروں نے جسد نہ پایا تو قبر کی لکڑیوں کو جلا دیا۔ (۷)
- ۶۹۔ شیخ حسن بن احمد خوارزی: حلب میں دفن تھے چار ماہ کے بعد دمشق منتقل کیا گیا۔ (۸)
- ۷۰۔ قبر ابوحنیفہ کے متعلق ابن جوزی لکھتے ہیں کہ سخت زمین پر مقبرہ بنانے کے لئے ستر ہزار ہاتھ کھودا گیا تو چار سو ٹوکریاں بڑی کی تکلیں۔ ان سب کو ایک دوسری جگہ منتقل کر کے دفن کیا گیا۔

﴿منهم من قصصنا ومنهم من لم نقصص عليهم﴾

”ہم نے بعض قصہ بیان کئے اور بعض کو چھوڑ دیا۔“ (۹)

۶۔ زیارت مشاہد مقدسہ آل رسول۔ دعا و نماز

صدر اسلام سے آج تک برابر مسلمان پیغمبروں، اماموں اور اولیاء و مشائخ اور ان سے برتر

- ۱۔ الجواہر المعتبرة، ج ۱، ص ۲۰۲ (ج ۲، ص ۸۲ نمبر ۲۷۵)
- ۲۔ شذرات الذهب، ج ۵، ص ۲۹۵ (ج ۷، ص ۱۱۰)
- ۳۔ البدرية والتهابية، ج ۱۳، ص ۲۹۰ (ج ۱۳، ص ۲۳۸)
- ۴۔ مقاصد العدة، ج ۱، ص ۲۷۴ (ج ۱، ص ۱۹۲)
- ۵۔ روضۃ الناظرین، ج ۱۳۵۔
- ۶۔ نسل الابرار، ص ۲۷۴
- ۷۔ شذرات الذهب، ج ۲، ص ۳۶۱ (ج ۹، ص ۵۳۳)
- ۸۔ شذرات الذهب، ج ۸، ص ۳۲۱ (ج ۱۰، ص ۳۶۲)
- ۹۔ سورۃ غافر آیت ۷۸

حضرت خاتم النبیینؐ کے قبروں کی زیارت کرتے آئے ہیں۔ ان مشاہد مقدسہ میں پھر تجھ کر نماز، دعا اور ان کے توسل سے بارگاہ الہی میں تقرب حاصل کرتے آئے ہیں۔ یہ عمل تمام اسلامی فرقوں میں بغیر کسی اختلاف کے مورداً تلقی رہا ہے۔ یہاں تک کہ دنیا میں ابن تیمیہ کا بخس وجود آیا اور اس نے ہدیان گوئی شروع کر دی، سنت کو کھلواڑ بنا لیا۔ اس نے اس اتفاقی مسئلے کو بھی نشانہ بنایا اور منطق و عقل سے بعد باقتوں کے ذریعے حل کرنے لگا۔ اس پسندیدہ عمل کی توجیہ کرنے لگا اور اس نے کہہ دیا کہ زیارت قبر رسولؐ کے لئے سفر کرنا حرام ہے، فتویٰ دیا کہ جو شخص رسول اسلامؐ کی زیارت کے لئے سافرت کرے تو چونکہ اس کا سفر معصیت ہے اس لئے اس کو نماز پوری پڑھنی چاہئے۔

میں ہی اس نے یہ بات چھپری بے شمار علماء و مشائخ اہل سنت نے اس کے خلاف مہا و آرائی کر دی۔ (۱) اور اپنے سخت حملوں سے خالی فتوے کا بجیہ ادھیر دیا۔ اس کی بدعتوں اور عقاوہ باطلہ پر تقدیروں سر زنش کے ذریعے اس کا جھوٹ آٹھکار کر دیا۔ (۲)

فقہاء شام نے اس کے خلاف چالیس سطروں کا فتویٰ صادر کر کے اس کے باطل عقیدے کے خلاف کفر کا حکم لگایا، برہان بن فرکان خ فزاری کے فتوے پر شہاب بن جہل نے مزید خاشید لگایا کہ امام ماکی کے پیروں بھی اس حکم میں آتے ہیں۔ فقہاء شام کے اس فتوے کو مصر کے قاضی القضاۃ البدر بن جماعہ کے سامنے پیش کیا گیا، انہوں نے بھی اس درقت کے پشت پر لکھا کہ ابن تیمیہ کا یہ عقیدہ کہ زیارت قبر رسولؐ کے لئے جانا بدعت ہے، قطبی باطل اور مردود ہے۔ کیونکہ اکثر فقہاء کا فیصلہ ہے کہ زیارت قبر رسولؐ کے لئے جانا افضل ہے۔ ایسے فتوے جمازنے والے کو اگر وہ توبہ نہ کرے تو قید کر دینا چاہئے۔ محمد بن ابی بکر ماکی نے کہا کہ اس

۱۔ اس سلسلہ میں تقی الدین سکلی نے شفاعة العقام فی زیارة خیر الانام، الدرة المفتیۃ فی الرؤیی، ابن تیمیہ، انتأی فی القالۃ المریضیۃ، ابن مسلم قرشی نے حمیم المدهدی، حصی نے درفع البهہ، فاکہانی نے الخفیۃ العقاریۃ لکھی اور دیگر علماء نے بھی کتابیں لکھیں۔

۲۔ اس بارے میں محمد بن وہاب کے بھائی شیخ سلیمان نے الصواعق الالہیۃ فی الرؤییۃ الولایۃ، ابن حجر نے الفتاویٰ الحدیثیۃ، قسطلانی نے موابہب اللدیحیۃ، ذرقانی نے شرح المواہب اور دیگر علماء نے بہت ساری کتابیں لکھی ہیں۔

کے اس مفسد عقیدے کو مصلحت سے روکنا چاہئے۔ احمد بن عمر مقدسی حلبی نے بھی یہی فتویٰ صادر کیا۔ (۱) مصر کے ان چاروں مکتبہ گلگر کے ائمہ نے متفق طور سے این تیسیہ کے خلاف فتویٰ صادر کیا۔ (۲) ابن تیسیہ کی گراہیوں پر سرزنش کرنے والوں میں وہنی بھی ہیں۔ انہوں نے سخت خط لکھا کہ تجھے بوعے اسلام سے بھی واسطہ نہیں، تجھے رسول اسلام کی واقیت نہیں، تیرے دل میں کلمہ کی بھی وقعت نہیں، کاش! تیرے ہاتھوں صحیح بخاری وسلم محفوظ رہ جائیں، تیرا حملہ اسلام و علم حدیث کو ضرب کاری لگانا ہے۔ (۳)

اس کے بعد علماء و فقهاء اس کی زندگی کا خاتمه کرنے پر قل گئے۔ دمشق میں اعلان کردیا گیا کہ جو بھی عقیدہ ابن تیسیہ پر رہے گا اس کا جان و مال حلال سمجھا جائے گا۔ (۴)

پھر اس کے بعد ہر عہد میں خدا نے مدد کی اور اس کے عقیدے کے خلاف لوگوں کو خبردار کرنے کے لئے علماء خامہ فرسائی کرتے رہے۔ ظاہر ہے کہ شعائرِ خدا کی تعظیم قلبی پر ہیز گاری کا ثبوت ہے۔ لیکن اس کا باطل گروہ بھی اپنی جہالتوں کے ساتھ دست ہوں دراز کرتا رہا۔ اور جن کی طینت ناپاک اور جن کا شیوه گمراہی تھا وہ اس کی پیروی کرتے رہے۔

انہیں بد نہادوں میں ایک قسمی بھی ہے جس نے صراع میں ابن تیسیہ کی پیروی کی ہے۔ اس بیسویں صدی میں اپنے استاد ابن تیسیہ کی پیروی کرتے ہوئے تمام وہ نوش و نامناب کلے آج کے دور میں زیارت اعیا، ائمۃ وصالحین کرنے والوں پر صرف کئے ہیں۔ اس نے واضح لفظوں میں اعلان کیا کہ یہ اعمال یعنی زیارت، دعا، نماز، تمیک و توسل اور ان سے شفاقت طلب کرنا یہ بھی شیعوں کی آفت ہے جو بھی ان اعمال کو بجالائے وہ ملعون ہے اور اسلام کی رسی سے باہر ہے۔ اور پھر شیعوں کو بھی بھر گالیاں دی ہیں۔ اپنی کتاب صراع میں لکھتا ہے:

شیعوں کا اپنے ائمۃ سے نلوادران کی قبروں پر عبادت کرنا، قبہ بنانا، دور و نزدیک سے زیارت

۱۔ دخ اشہ، ج ۳۹، ص ۲۷۔

۲۔ محمد زادہ کوثری کی حملہ السیف الصحلی، ص ۱۵۵۔

۳۔ کوثری کی السیف الصحلی، ج ۱۹۰، الفرقان ص ۱۲۹۔

۴۔ عقلانی کی الدرالاکہدۃ، ج ۱، ص ۲۷۔

کے لئے آنا، نذر میں چڑھانا، ہدایہ ارسال کرنا، قربانی کرنا یہ سب آپ دیکھتے ہیں۔ وہ اپنے امگہ کے لئے خون کے آنسو روتے ہیں، اس طرح اطمینان خلوص کرتے ہیں کہ خدا سے بھی اس درجہ اخلاص کا مظاہر نہیں کرتے۔ (۱)

آج گئے لکھتا ہے:

مشروع طریقے مثلاً رسول اکرم پر دورود وسلام خواہ دور سے ہو یا نزدیک سے کوئی فرق نہیں۔
کیونکہ اس قسم کے اعمال دونوں حالتوں میں ممکن ہیں۔ لیکن قبر کی زیارت کرنا یا اس پر پھر رکھ کر قبہ بنانا، تمام علماء کا منعقد فصلہ ہے کہ اس میں فضیلت و ثواب نہیں۔ بلکہ رسول اکرم گو خود ان کے زمانے میں دیکھنے کا بھی کوئی ثواب نہیں ہے۔ فضیلت تھا اس بات میں ہے کہ ان پر ایمان لائے اور ان کی تعلیمات کو اپنی زندگی میں بدلے۔ بطور خلاصہ رسول اکرم گی قبر کی زیارت میں ذرا بھی فضیلت نہیں ہے اور صدر اسلام سے آج تک مسلمانوں کا عمل اس پر گواہ ہے۔ (۲)

شاید قارئین محترم اس ابن تیہ کے پوت کی داد و فریاد کے متعلق سمجھتے ہوں کہ کچھ بھی صداقت ہو گی۔ لیکن نہیں، سراسر سفلتہ سے کام لیا ہے۔ صدر اسلام سے آج تک تمام مسلمانوں کی سیرت اس بات کی گواہ ہے کہ قبر رسول گی زیارت ہمیشہ سے امتیازی فضیلت سمجھی گئی۔ آٹھویں صدی کے ابن تیہ اور اس کے بعد عبدالوہاب نجدی جیسے صنالات پیشہ جرگے اور معنوی ثولی کے علاوہ کسی نے اس کو بدعت یا ضلالت نہیں سمجھا۔

کیا کسی مسلمان کے لئے جائز ہے کہ پھر اور قدیمی اور رسول اکرم کو ان کے زمانہ حیات میں دیکھنے میں فرق نہ سمجھتا ہو؟

کیا مسلمان کے لئے مناسب ہے کہ آنحضرت کو زمانہ حیات اور بعد وفات آپ کی زیارت کی اہمیت کا قائل نہ ہو؟ اور بر مطابق اعلان کرتا ہو کہ زیارت رسول بیرون ہر حرکت ہے؟ کیا اپنے بزرگوں کو محترم سمجھنا تمام قوموں کی رسم نہیں ہے؟ ان کی زیارت کو مایہ نازش نہیں سمجھتے؟ تمام دانشمندوں کی سیرت اور

تمام قوموں کی ہر عہد میں یہ عادت رہی ہے اور تاریخ بشریت اس پر گواہ ہے کہ وہ بزرگوں کی برکت کے خیال سے زیارت کرتے رہے ہیں۔

ابو حاتم کہتے ہیں:

ابو سہر عبد اللہ علی دشمنی غسانی (متوفی ۲۱۸) جب نماز پڑھنے مسجد میں جاتے تو لوگ دور ویہ کھڑے ہو کر ادب سے ان کو سلام کرتے، ان کے ہاتھوں کا بوسہ دیتے۔ (۱)

ابو سعد کہتے ہیں کہ ابو القاسم سعد بن علی شیخ حرم زنجانی (متوفی ۲۷۴) جب حرم کی طرف جاتے تو لوگ طواف کی جگہ چھوڑ دیتے تھے اور ان کے ہاتھوں کا حجر اسود سے زیادہ بوسہ لیتے۔ (۲)
تاریخ ابن کثیر میں ہے:

لوگ برکت کے خیال سے حجر اسود سے زیادہ ان کے ہاتھوں کا بوسہ لیتے۔ (۳)

ابو اسحاق ابراہیم بن علی شیرازی (متوفی ۲۷۶) جب اپنے مکان سے نکلتے تو لوگ ان کے استقبال کے لئے گروں سے نکل پڑتے، ہاتھوں کا بوسہ لیتے، رکابوں کو چوتھے، چھر کے قدموں کی خاک کو تمک بنا لیتے تھے۔ جب وہ سادہ پوچھ تو لوگ استقبال کے لئے نکل پڑے اور اپنی عزیز ترین چیزیں شارکیں۔ (۴)

شریف ابو جعفر حنبل کے نزدیک فقہاء اور دوسرے لوگ آتے تو ان کے ہاتھ اور سر کا بوسہ لیتے (۵)
حافظ ابو محمد عبدالغنی مقدسی حنبل (متوفی ۲۰۰) جب بروز جمعہ مسجد کے لئے نکلتے تو لوگوں کے استقبال یہ بجوم سے راست نہیں ملتا تھا۔ (۶) برائے زیارات و تمک آگے آگے چلتے۔ ابو بکر عبد الکریم بن عبد اللہ حنبل کے لئے بھی تذکروں میں یہی ملتا ہے۔ (۷) حافظ یونینی کا اس قدر احترام ہوتا کہ اس کی نظریں

۱۔ تاریخ خطیب بغدادی، ج ۱، ص ۲۷ (نمبر ۵۷۵۰)

۲۔ تذکرة الحفاظ، ج ۳، ص ۳۲۶ (ج ۳، ص ۵۱۷) (نمبر ۲۶۲) مفتضۃ الصفة، ج ۲، ص ۱۵۱ (ج ۲، ص ۲۲۶) (نمبر ۲۲۲)

۳۔ البدریۃ والنهایۃ، ج ۱۲، ص ۱۲۰ (ج ۱۲، ص ۱۳۶) (نمبر ۱۲۰)

۴۔ البدریۃ والنهایۃ، ج ۱۲، ص ۱۲۳ (ج ۱۲، ص ۱۵۱) (نمبر ۱۲۳)

۵۔ شذررات الذهب، ج ۲، ص ۳۲۶ (ج ۲، ص ۱۱۹) (نمبر ۱۱۹)

۶۔ شذررات الذهب، ج ۵، ص ۱۷۱ (ج ۷، ص ۳۰۱) (نمبر ۳۰۱)

۷۔ شذررات الذهب، ج ۵، ص ۱۷۱ (ج ۷، ص ۳۰۱) (نمبر ۳۰۱)

نہیں ملتی، سلاطین بھی ہاتھ چوتے اور جو تیاں سیدھی کرتے۔ (۱) محمد بن محمد جزری کی تصحیح جنازہ میں اشرف و خواص ٹوٹے پڑتے تھے۔ ہر شخص نے برکت کے خیال سے تابوت کا بوس لیا۔ (۲) دمشق والے شیخ مسعود مغربی سے عجیب عقیدت رکھتے تھے تبرک کے خیال سے ہاتھ کا بوس لیتے۔ جنم غزی کہتا ہے کہ انہوں نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی، آج تک اس کا فیضان باقی ہے۔ (۳)

اس حساب سے خیال کیا جا سکتا ہے کہ سردار انسانیت اور وجہ بقائے کائنات سے کس قدر مسلمانوں کو عقیدت ہو سکتی ہے جس سے سعادت ابدی وابستہ ہے۔

یہ آسمان کے فرشتے ہیں جو قبر شریف کا روزانہ ستر ہزار کی تعداد میں آکر طواف کرتے ہیں، ان پر درود پڑتے ہیں، جب رات ہوتی ہے تو آسمان پر واپس چلے جاتے ہیں، اسی طرح بر اiran کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ (۴)

کس قدر فرق ہے اس مرد فاسق اور بد عقیدہ قسمی کے عقیدے میں اور شیخ تقی الدین سعکی کے عقیدے میں، جو کتاب الشفاء میں لکھتے ہیں کہ ہمیں گذشتہ صالحین سے جو سیرت ملی ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ انبیاء و مرسیین تو بہت بلند ہستیاں ہیں، صالح مردوں سے بھی برکت حاصل کی جاتی ہے اور جو شخص دعویٰ کرے کہ قبور انبیاء و مرسیین اور دوسرے عام مردوں کی قبریں یکساں ہیں وہ بڑی عجیب بات کہتا ہے، مجھے یقین ہے کہ وہ غلطی پر ہے۔ اس قول سے تحقیر نبوت کی باؤ آتی ہے جو قطعی کفر ہے۔ (۵) یہ بڑی شرمناک بات ہے کہ یہ شخص ابن تیمیہ کی پیروی کرتا ہے، اس کے فقروں کی جگائی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ قبور انبیاء سے تو سل بدعت و ضلالت ہے۔ گویا کہ صدر اسلام سے آج تک تمام مسلمان گمراہ رہے ہیں، اگر ہدایت یافتہ ہیں تو صرف ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد روشنیدگی !!

۱۔ شذرات الذهب، ج ۵، ص ۲۹۳ (ج ۷، ص ۵۰۸)

۲۔ مقام الحادثة، ج ۱، ص ۳۹۲ (ج ۲، ص ۲۹۲)

۳۔ سنن داری، ج ۱، ص ۳۲۳، مواہب اللہ نیۃ (ج ۲، ص ۲۹۹) شعب الایمان، (ج ۳، ص ۳۹۲) نمبر ۲۷۰ شرح المواہب،

ج ۵، ص ۳۲۰، کنز الطالب، ص ۲۲۲

۴۔ شفاء القائم ص ۹۶ (ص ۱۳۰)

ذرا دیکھئے تو یہ شخص کس طرح زیارت قبور، اس کے لئے سفر کرنا اور وہاں دعا مانگنے کو مایپے کفر دار تہاد سمجھتا ہے، اسے شیعوں کی انج قرار دیتا ہے، علیٰ اور فرزمان علیٰ کی خدائی کے قائل ہونے کی ہاکم لگاتا ہے۔ پچھلے صفات میں اس کی بکواس نقل کی چاہجی ہے کہ شیعہ علیٰ اور ان کے فرزمان کو پھیرہ مانتے ہیں اور ان پر وحی نازل ہونے کے قائل ہیں۔ اس تسلیکی بہتان طرازی اموی سیرت کی غماز ہے جو صدر اول میں خاندان اہل بیت سے برتبے رہے ہیں۔ شیعہ تو اپنے اماموں کو صرف خاصان خدا ہی شمار کرتے ہیں۔

اب میں زیارت رسولؐ کے بارے میں صحابہ و تابعین سے لے کر انج ہجک سے مسلمانوں کی سیرت کا ثبوت فراہم کروں گا تاکہ جو ہلاک ہو وہ دلیل کے ذریعے اور جو زندگی پائے وہ بھی دلیل ہی کے ذریعے۔

زیارت قبر رسولؐ کی ترغیب

چاروں نہ اہب، خنی، مالکی، شافعی اور حنبلی کے حافظان حدیث اور ان کے صحابہ و مسانید میں زیارت قبر رسولؐ کے سلسلے میں روایات وارد ہوئی ہیں۔ بعض نمونے خوش خدمت ہیں:

۱۔ عبد اللہ بن عمر بطور مرفوع رسول خدا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا: من زار قبری وجبت له شفاعتی۔ ”جس نے میری قبر کی زیارت کی اس پر میری شفاعت واجب ہو گئی۔“
روایت کو حنفی حافظ حدیث اور انہر روایات نے نقل کیا ہے ان کے اسامی گرامی یہ ہیں:

- | | | |
|-----------------------------|---------------------------------|----------------|
| ۱۔ عبیدوراق نیشاپوری | ۲۔ ابن ابی الدنیا | ۳۔ دولا بی |
| ۴۔ محمد بن اسحاق نیشاپوری | ۵۔ حافظ عقیلی (۱) | ۶۔ قاضی حمالی |
| ۷۔ حافظ ابو محمد بن عدی (۲) | ۸۔ حافظ عبد اللہ بن محمد انصاری | ۹۔ دارقطنی (۳) |

۱۔ الفطواه الکبیر، (ج ۲، ص ۶۷ نومبر ۱۸۲۳)

۲۔ سنن دارقطنی، (ج ۲، ص ۲۵۱ نومبر ۱۸۲۳)

۳۔ سنن دارقطنی، (ج ۲، ص ۲۷۸ حدیث ۱۹۳)

- | | |
|---------------------------|---------------------------|
| ۱۰۔ مادرودی (۱) | ۱۱۔ بیکلی (۲) |
| ۱۲۔ حافظ اسماعیل اجتبائی | ۱۳۔ قاضی عیاض (۳) |
| ۱۴۔ ابن جوزی | ۱۵۔ ابن طیلی و مشقی |
| ۱۶۔ سعید بن علی قرقشی | ۱۷۔ عبد المؤمن دمیاطی |
| ۱۸۔ شیخ شیعیب مصری (۷) | ۱۹۔ عبد ربی فاسی |
| ۲۰۔ شیخ زادہ (۱۲) | ۲۱۔ شیخ شیعیب شریفی (۱۱) |
| ۲۲۔ ابو الحسین حسینی | ۲۳۔ شیخ شیعیب شیرازی (۱۰) |
| ۲۴۔ شیخ شیعیب مصری (۷) | ۲۵۔ شیخ شیعیب شیرازی (۱۳) |
| ۲۶۔ شیخ شیعیب شیرازی (۱۴) | ۲۷۔ شیخ شیعیب شیرازی (۱۵) |
| ۲۸۔ شیخ شیعیب شیرازی (۱۶) | ۲۹۔ شیخ شیعیب شیرازی (۱۷) |
| ۳۰۔ شیخ شیعیب شیرازی (۱۸) | ۳۱۔ شیخ شیعیب شیرازی (۱۹) |
| ۳۲۔ شیخ شیعیب شیرازی (۲۰) | ۳۳۔ شیخ شیعیب شیرازی (۲۱) |
| ۳۴۔ شیخ شیعیب شیرازی (۲۲) | ۳۵۔ شیخ شیعیب شیرازی (۲۳) |
| ۳۶۔ شیخ شیعیب شیرازی (۲۴) | ۳۷۔ شیخ شیعیب شیرازی (۲۵) |
| ۳۸۔ شیخ شیعیب شیرازی (۲۶) | ۳۹۔ شیخ شیعیب شیرازی (۲۷) |
| ۴۰۔ شیخ شیعیب شیرازی (۲۸) | |
| | ۴۱۔ شیخ شیعیب شیرازی (۲۹) |
- بہت سارے فقہاء (۲۱)

-
- | | |
|---|--|
| ۱۔ السنن الکبری، (ج ۵، ص ۲۲۵) | ۱۰۔ الاحکام السلطانیہ (ج ۵، ص ۱۰۹) |
| ۲۔ مختصر تاریخ ابن عساکر (ج ۲، ص ۲۰۶) | ۱۱۔ الشیعیونیف حقوق المصطفی (ج ۵، ص ۱۹۲) |
| ۳۔ الترغیب والترہیب، (ج ۲، ص ۲۲۳ حدیث ۱۶)؛ شفاهۃ القام، ص ۱۱-۱۲ | ۱۲۔ الرؤوف (ج ۲، ص ۳۹۲)؛ وفاء الوفاء (ج ۲، ص ۳۹۲) |
| ۴۔ المروض الفائق (ج ۲، ص ۲۷) (ص ۳۸۰) | ۱۳۔ الجامع الکبیر منتقل از کنز العمال (ج ۸، ص ۹۹) (ج ۵، ص ۲۵۱ حدیث ۲۷) (۲۲۵۸۲) |
| ۵۔ تفسیر الطیب من الحجیف، ص ۱۲۲ (حدیث ۱۳۹۵) | ۱۴۔ موابہب الدنیہ (ج ۳، ص ۵۷) |
| ۶۔ کنز الافتکار (ج ۲، ص ۱۰۸) | ۱۵۔ المخفی (ج ۱، ص ۵۱) |
| ۷۔ کشف الخفا (ج ۲، ص ۲۵۰) | ۱۶۔ مجھ الآخر، (ج ۱، ص ۱۵) |
| ۸۔ حسن الاثر، (ج ۲، ص ۲۳۶) | ۱۷۔ نسل الاولار (ج ۳، ص ۳۲۵) (ج ۵، ص ۱۰۸) |
| ۹۔ شرح المواجب (ج ۲، ص ۲۹۸) | ۱۸۔ الاحکام الوسطی والصغری از شفاهۃ القام (ص ۹) (ص ۱۱، ۱۰) |
| ۱۰۔ مصباح اللطام (ج ۲، ص ۱۳۳) (ج ۲، ص ۳۵۱) | ۱۹۔ الفتح المذکور اب الاربعہ، (ج ۱، ص ۵۹۰) (ج ۱، ص ۱۱۷) |

۲۔ عبد اللہ بن عمر سے بطور مرفوع: رسول اکرم نے فرمایا:

من جاءنى زائر لا تعمله الا زيارة کان حقا على ان اكون له شفيعا يوم
القيمة.

”جو شخص میری زیارت کو آئے اور اسے صرف میری زیارت ہی سے سرد کار ہو تو میری ذمہ داری
ہے کہ بروز قیامت اس کی شفاعت کروں“ - (۱)

اس روایت کو جن سولہ حفاظت نے نقل کیا ہے ان کے نام یہ ہیں:

- | | |
|------------------------|----------------------------|
| ۱۔ حافظ ابن سکن بغدادی | ۲۔ حافظ طبرانی |
| ۳۔ حافظ مقری اصفہانی | ۴۔ دارقطنی |
| ۵۔ حافظ ابو نعیم | ۶۔ قاضی خلیل |
| ۷۔ امام غزالی | ۸۔ ابن عساکر |
| ۹۔ یوسف بن خلیل دمشقی | ۱۰۔ حافظ حداد |
| ۱۱۔ حافظ عموی مالکی | ۱۲۔ سہودی |
| ۱۳۔ قسطلانی | ۱۴۔ شیخ عبدالرحمٰن شیخزادہ |
| ۱۵۔ شریبی | |

۳۔ عبد اللہ بن عمر ہی سے بطور مرفوع:

جو شخص حج کرے اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کرے گویا اس نے میری حیات میں
میری زیارت کی - (۲)

جن بچیں حفاظت نے اس کی روایت کی ہے ان کے نام یہ ہیں:

- ۱۔ الحجۃ الکبیر، (ج ۱۲، ص ۲۲۵) احیاء الطوم، (ج ۱، ص ۲۲۱) مختصر تاریخ دمشق (ج ۲، ص ۲۰۶) شفاء القام (ج ۲۰، ص ۱۶) وفاء
الوقا (ج ۲، ص ۱۳۲) المواهب اللدینی (ج ۲، ص ۱۷) مختصر الحج (ج ۱، ص ۵۱۲)
- ۲۔ الحجۃ الکبیر، (ج ۱۲، ص ۳۱۰) حدیث (۱۳۲۹) اکالی فی الفضلاء (ج ۲، ص ۲۸۲) سنن دارقطنی (ج ۲، ص ۲۷) حدیث
مختصر تاریخ ابن عساکر (ج ۲، ص ۲۰۲) الدرۃ الشفییۃ (ص ۲۹۷) مشکاة الصافی، (ج ۲، ص ۱۲۸) حدیث (۲۷۵۶) شفاء
القام (ص ۲۰۲) الرؤوف الفائق (ص ۳۸۰) وفاء الوقا (ج ۲، ص ۱۳۲) کنز العمال، (ج ۵، ص ۲۵۱) حدیث
تمیم الریاض (ج ۳، ص ۱۱۵) نسل الاوطار، (ج ۵، ص ۱۰۸) مصباح النّلام (ج ۲، ص ۳۵۲)

۱۔ حافظ ابو بکر صنعاوی	۲۔ حافظ شیبانی	۳۔ ابو یعلی موصی
۳۔ حافظ ابو غوثی	۵۔ طبرانی	۶۔ حافظ ابن عدی
۷۔ حافظ مقری	۸۔ دارقطنی	۹۔ تیہقی
۱۰۔ ابن عساکر	۱۱۔ ابن جوزی	۱۲۔ ابن خجارت بغدادی
۱۲۔ ابن خلیل و مشتی	۱۳۔ حافظ دمیاطی	۱۵۔ احمد بن محمد حداد
۱۶۔ ابو الحسین مصری	۱۷۔ خطیب تمیریزی	۱۸۔ سکلی
۱۹۔ شیخ شعیب مصری	۲۰۔ سہودی	۲۱۔ سپوٹی
۲۲۔ قاضی خفاجی	۲۳۔ شیخ زادہ	۲۴۔ شوکانی
۲۵۔ دمیاطی		

۳۔ عبد اللہ بن عمر عربی سے بطور مرفوع:

جو شخص حج کرے اور میری زیارت نہ کرے اس نے مجھ پر جھاکی۔ (۱)

۱۔ حافظ تمییزی	۲۔ ابن عدی	۳۔ دارقطنی
۴۔ سکلی	۵۔ سہودی	۶۔ قسطلانی
۷۔ عجلونی	۸۔ سید مرتضی زیدی	۹۔ شوکانی

۵۔ ابن عمر سے بطور مرفوع:

جو شخص میری قبر کی زیارت کرے میں اس کی شفاقت کروں گا اور جو شخص دونوں حرم میں سے کسی ایک میں سرجائے تو خدا ابروز قیامت اسے مامون لوگوں میں اٹھائے گا۔ (۲)

۱۔ کتاب الحجر و میمن، (حج ۲، ج ۲، ص ۲۳) انکا لفظ ضعفاء الرجال، (حج ۲، ج ۲، ص ۱۹۵۶) شفاعة القائم، (ص ۲۲-۲۳) وفاء الوفاء حج ۲، ج ۲، ص ۲۲۵ (ج ۲، ج ۲، ص ۱۳۲۲) المواهب للدین، (ج ۲، ج ۲، ص ۱۷۵) (کشف الخجاج، ج ۲، ص ۲۲۸) (تلل الاوطار، حج ۲، ج ۲، ص ۳۲۵) (ج ۵، ج ۵، ص ۱۰۸) (ج ۳۹۸) (ج ۲، ج ۲، ص ۱۳۲۲) المواهب للدین، (ج ۲، ج ۲، ص ۲۰) شفاعة القائم، (ص ۲۹) حدیث ۶) سنن کبریٰ حج ۵، ج ۵، ص ۲۲۵ و مختصر تاریخ ابن عساکر، (حج ۲، ج ۲، ص ۲۰) شفاعة القائم، (ص ۲۹) حدیث ۶) سنن کبریٰ حج ۵، ج ۵، ص ۲۲۵ و وفاء الوفاء حج ۲، ج ۲، ص ۲۲۵ (ج ۲، ج ۲، ص ۱۳۹۵) کنز الحکایت، (ج ۲، ج ۲، ص ۱۰) کشف الخجاج، (ج ۲، ج ۲، ص ۱۷۵) تحریر الطیب من الحکایت، (ص ۱۸۲) حدیث ۶) کنز الحکایت، (ص ۱۵) (ج ۲، ج ۲، ص ۱۰) کشف الخجاج، (ج ۲، ج ۲، ص ۲۷۸) (ج ۲، ج ۲، ص ۲۵۱) حدیث ۶) (ج ۲، ج ۲، ص ۲۲۸) حدیث ۶)

- | | | |
|-------------------------------------|------------------------|-------------------|
| ۱۔ طیاری | ۲۔ ابو نعیم | ۳۔ یہقی |
| ۴۔ ابن عساکر | ۵۔ ابن خلیل دمشقی | ۶۔ سکنی |
| ۷۔ سہودی | ۸۔ قسطلانی | ۹۔ حافظ ابن الدین |
| ۱۰۔ زین الدین مناوی | ۱۱۔ شیخ اسماعیل مجلووی | |
| ۱۲۔ حاطب بن ابی باتح سے بطور مرفوع: | | |

جو شخص میری وفات کے بعد میری زیارت کرے اس نے گویا میری زندگی میں میری زیارت کی،
اور جو شخص ان دو جسموں میں مرے قیامت میں مامون محشور ہوگا۔ (۱)

- | | | |
|-----------------------|--------------|--------------|
| ۱۔ دارقطنی | ۲۔ یہقی | ۳۔ ابن عساکر |
| ۴۔ ابن خلیل | ۵۔ دمیاطی | ۶۔ ابن الحاج |
| ۷۔ سہودی | ۸۔ شیخ شیعیب | ۹۔ سکنی |
| ۱۰۔ قسطلانی | ۱۱۔ مجلووی | ۱۲۔ شوکانی |
| ۱۳۔ شیخ محمد بن درویش | | |

۷۔ ابن عمر سے بطور مرفوع:
جو شخص حج کرے اور میری قبر کی زیارت کرے اور میرے ساتھ کسی جنگ میں شریک رہا ہو اور
بیت المقدس میں میرے اوپر صلوات پڑھے۔ خدا اس سے فرائض کی باز پرس نہ کرے گا۔ (۲)
۱۔ حافظ ازدی ۲۔ حافظ سلفی ۳۔ سکنی ۴۔ سہودی اور شوکانی
۸۔ ابو ہریرہ سے بطور مرفوع:

-
- | |
|--|
| ۱۔ شیخ دارقطنی (حج ۲، ص ۲۷۸) حدیث (۱۹۳) السنن الکبری (حج ۵، ص ۲۲۵) مختصر تاریخ ابن عساکر (حج ۲، ص ۲۰۶) المدخل
(ج ۱، ص ۲۶۱) شفاء القائم ص ۲۵ (ص ۲۳۳، ۲۲) حدیث ۸) الروض الفائق (حج ۲، ص ۱۳۷) وقام الوقام (حج ۲، ص ۳۸۰) (ص ۳۸۰) وقام الوقام (حج ۲، ص ۱۳۷) (ج ۳، ص ۳۹۹) المواهب اللذیۃ (حج ۳، ص ۱۴۵) کشف الخاج (حج ۲، ص ۵۵) (حج ۲، ص ۲۸۰) حدیث (۲۶۱۹) نیل
الاوطار (حج ۳، ص ۳۲۵) (ج ۵، ص ۳۲۵) (ج ۵، ص ۱۰۸). |
| ۲۔ شفاء القائم ص ۲۵ (ص ۲۳۳) حدیث ۹) وقام الوقام (حج ۲، ص ۳۰۰) (حج ۳، ص ۳۳۳) تبل الابوار (حج ۳، ص ۳۲۶) (حج ۵، ص ۱۰۹) |

جو شخص میری وفات کے بعد میری زیارت کرے اس نے گویا میری زندگی میں میری زیارت کی اور جس نے میری زیارت کی میں حشر میں اس کا کوہ اور شفیق ہوں گا۔ (۱)

- | | | |
|----------------|--------------------|----------------------|
| ۱۔ ابن مردویہ | ۲۔ ابو سعد اصفہانی | ۳۔ ابو الفتوح یعقوبی |
| ۴۔ حافظ سمعانی | ۵۔ ابن انماطی | ۶۔ سکلی |
| ۷۔ سہو دی | | |

۹۔ انس بن مالک سے بطور مرفوع:

جس نے مدینے میں بعوان قربتِ الہذا اور نیک عمل سمجھ کر میری زیارت کی میں اس کی شفاعت کروں گا۔ ایک دوسری روایت میں ہے: جو شخص دونوں حرم میں کہیں مرے حشر میں مامون ہوگا۔ جو شخص تصد قربت سے مدینہ میں زیارت کرے قیامت میں وہ میرے جوار میں ہوگا۔ (۲)

- | | | | |
|-------------------|------------------|------------------------|-------------------------|
| ۱۔ ابن ابی الدنیا | ۲۔ حاکم نیشاپوری | ۳۔ نبیقی | ۴۔ قاضی عیاض |
| ۵۔ ابن عساکر | ۶۔ ابن جوزی | ۷۔ عبد المؤمن دمیاطی | ۸۔ ابو عبد اللہ عبد ربی |
| ۹۔ ابن قیم جوزیہ | ۱۰۔ سیوطی | ۱۱۔ قسطلانی | ۱۲۔ سکلی |
| ۱۳۔ شیخزادہ | ۱۴۔ زرقانی | ۱۵۔ شوکانی | ۱۶۔ جراحی عجلونی |
| ۱۷۔ سید احمد باشی | ۱۸۔ دمیاطی | ۱۹۔ شیخ منصور علی ناصف | ۲۰۔ ابن ابی فردیک |

۱۰۔ انس بن مالک سے بطور مرفوع:

جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی اس نے گویا میری زندگی میں زیارت کی۔ اس پر میری شفاعت لازم ہو گئی، جو شخص استطاعت کے باوجود میری زیارت نہ کرے اس کا کوئی عندر سموج

۱۔ شفاعة العظام، ج ۲، ص ۲۵۰ (ص ۲۵۰) و فتاوی القاسم، ج ۲، ص ۳۰۰ (ج ۳، ص ۱۳۳۵)

۲۔ اشعب الایمان، ج ۳، ص ۳۹۰ حدیث ۳۱۵۸ (۳۲) اتفاقاً به ریف حقوق المصطفی (ص ۳۶) مختصر ابن عساکر (ج ۲، ص ۳۰۶)

شفاعة العظام، ج ۲، ص ۳۶ (۳۲) و فتاوی القاسم، ج ۲، ص ۳۰۰ (ج ۳، ص ۱۳۳۵) المواهب اللذاتیة (ج ۲، ص ۵۷) کنز العمال، ج ۸، ص ۸۷

(ج ۱۲، ص ۲۷۲ حدیث ۳۵۰۰) تلی الاوطار، ج ۲، ص ۳۲۶ (ج ۵، ص ۱۰۹) عمار لا حدیث الجوابی ص ۱۶۹ (ص ۱۷۹)

مسایح الظالم، ج ۲، ص ۱۳۳ (ج ۱۲، ص ۳۵۱ حدیث ۲۳۰) اتأرجح الراجح للاصول، ج ۲، ص ۲۱۶ (ج ۲، ص ۱۹۰)

نہیں۔ (۱)

- | | | |
|--------------------|------------|--------------|
| ۳۔ زین الدین عراقی | ۲۔ سکی | ا۔ ابن نجبار |
| ۶۔ عجولی | ۵۔ قسطلانی | ۲۔ سہودی |

۱۱۔ ابن عباس سے بطور مرفوع:

جو شخص میری وفات کے بعد میری زیارت کرے گویا زندگی میں میری زیارت کی۔ جو شخص میری قبر کے سامنے کھڑا ہو میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور شفیع ہوں گا۔ (۲)

- | | | |
|----------|--------------|-----------|
| ۱۔ عقیلی | ۲۔ ابن عساکر | ۳۔ شوکانی |
|----------|--------------|-----------|

۱۲۔ حضرت علیؑ سے بطور مرفوع اور غیر مرفوع:

جو شخص میری قبر کی زیارت کرے بعد مرگ گویا کہ زندگی میں میری زیارت کی جس نے میری قبر کی زیارت نہ کی اس نے مجھ پر جفا کی۔ (۳)

- | | | |
|--------------------|-----------|--------------|
| ۱۔ ابو الحسین حسنی | ۲۔ خرگوشی | ۳۔ ابن عساکر |
| ۴۔ ابن نجبار | ۵۔ دمیاطی | ۶۔ سکی |
| ۷۔ شیعیب | ۸۔ سہودی | ۹۔ منادی |

۱۳۔ مکرم عبد اللہ سے بطور مرفوع:

جو شخص میری زیارت کے لئے مدینہ آئے قیامت کے دن اس کی شفاعت مجھ پر لازم ہوگی۔ جو

۱۔ الدرة العثيمية ص ۳۹۷ شفاء القائم، ص ۲۸ (ص ۳۷) المواهب اللذية، (ج ۲، ص ۵۷۲) وفاء الوفاء (ج ۲، ص ۴۰۰)

(ج ۳، ص ۱۳۳۶) کشف الخفاء، (ج ۳، ص ۲۷۸) (ج ۲، ص ۲۵۰) حدیث (۲۲۸۹)

۲۔ الفعلاء الكبير، (ج ۳، ص ۲۳۵، نمبر ۱۵۱۳) تاریخ مختصر ابن عساکر، (ج ۲، ص ۳۰۶) شفاء القائم، ص ۲۱ (ص ۳۸) وفاء الوفاء، (ج ۲، ص ۳۰۱) (ج ۳، ص ۱۳۳۶) مثل الاوطار، (ج ۳، ص ۲۲۵) (ج ۵، ص ۱۰۸)

۳۔ شرف المصطفی (ص ۳۶۶، ۳۶۱) مختصر تاریخ ابن عساکر (ج ۲، ص ۳۰۶) الدرة العثيمية (ص ۳۹۷) شفاء القائم ص ۲۹ (ص ۳۹) الرؤوف الفائق، (ج ۲، ص ۱۳۲) (ص ۳۰۸) وفاء الوفاء (ج ۲، ص ۳۰) (ج ۳، ص ۱۳۳) کنز الحقائق، ص ۱۰۸ (ج ۲، ص ۱۳۱)

شخص در حرمون میں کہیں مرے قیامت میں مامون ہوگا۔ (۱)

۱۔ ابو الحسین حنیف ۲۔ بکی سہودی

۳۔ ابن عمر سے بطور مرفوع:

جس نے میری وفات کے بعد زیارت کی گئی اس نے میری زندگی میں زیارت کی۔ (۲)

۱۔ حافظ ابی عدنی ۲۔ طبرانی ۳۔ حافظ ابی عدنی

۴۔ بیهقی ۵۔ دارقطنی ۶۔ ابوالثخ انصاری

۷۔ مٹاولی ۸۔ خفاجی ۹۔ قاضی عیاض

۱۰۔ عجلونی

۱۱۔ ابن عباس سے بطور مرفوع:

جو شخص مکہ کا قصد کرے پھر میری مسجد کا قصد کرے اس کے لئے دونج مقبول کا ثواب ہے۔ (۳)

۱۲۔ منذر و دوس ۱۳۔ نسل الادطار ۱۴۔ وفاء الوفا

۱۵۔ بنی خطاب کے ایک شخص سے بطور مرفوع:

جو شخص از روئے قصد میری وفات کے بعد زیارت کرے وہ قیامت میں میرا ہمسایہ ہوگا۔ جو شخص دونوں حرمون میں کہیں مر جائے وہ قیامت میں مامون ہوگا۔ شماں تے اضافہ کیا ہے کہ جو شخص ساکن مدینہ ہو جائے اور بلاوں پر صبر کرے میں اس کا قیامت میں گواہ اور شفیع ہوں گا۔ (۴)

۱۔ شفاء الشام، ج ۲، ص ۲۰۰ (ح ۲۰۲، ج ۲، ص ۲۰۲) وفاء الوفاء، ج ۲، ص ۲۰۲ (ح ۲۰۲، ج ۲، ص ۲۰۲)

۲۔ لجم الادوات، ج ۱، ص ۲۰۱ حدیث ۲۸۹ انکلیل فی ضعفاء الرجال (ح ۲، ص ۲۸۲ نمبر ۱۳۶) السنن الکبری (ح ۵، ص ۲۲۶)

۳۔ الفتاہ بیان حقوق المصطفی (ح ۲، ص ۱۹۵) نسیم الریاض فی شرح الشفاء (ح ۲، ص ۵۱) کنز الحکائق، ج ۲، ص ۱۰۸ (ح ۲، ص ۱۰۸)

۴۔ کشف الخفاء، ج ۲، ص ۱۵۱ (ح ۲، ص ۱۵۱)

۵۔ وفاء الوفاء، ج ۲، ص ۲۰۰ (ح ۲، ص ۲۰۰) نسل الادطار، ج ۲، ص ۲۰۰ (ح ۲۰۰، ج ۲، ص ۲۰۰)

۶۔ الفضعاء الکبری، (ح ۲، ص ۲۳۲ نمبر ۱۹۷) سنن دارقطنی (ح ۲، ص ۲۷۸ حدیث ۱۹۷) شعب الایمان، (ح ۲، ص ۲۷۸)

۷۔ مختصر تاریخ ابن عساکر (ح ۲، ص ۲۰۶) مشکاة المصانع، (ح ۲، ص ۱۷۸ حدیث ۲۷۵۵) وفاء الوفاء، ج ۲، ص ۲۸۸

۸۔ حدیث ۲۱۵۲ (ح ۲، ص ۲۱۵۲ نمبر ۱۳۹۹) (ح ۲، ص ۲۱۵۲)

- ۱۔ عقیلی
۲۔ دارقطنی
۳۔ حاکم
۴۔ تیہنی
۵۔ عبد المؤمن دھیانی
۶۔ ابن عساکر
۷۔ خطیب عمری تبریزی
۸۔ تقی الدین سعکی
۹۔ نور الدین سہودی
۱۰۔ ابن عمر سے بطور مرفوع:

جومدینہ میں میری زیارت کرے میں اس کا قیامت میں شفیع اور گواہ ہوں گا۔
وقاء الوفا کے مطابق دارقطنی نے اس کی روایت کی ہے۔ (۱)

۱۱۔ رسول خدا سے مردی ہے:

- جو فارغibal ہو اور میری زیارت کا قصد نہ کرے اس نے مجھ پر جناکی۔ (۲)
۱۲۔ ابن فرحون ۱۳۔ قسطلانی ۱۴۔ عجلونی

۱۵۔ رسول خدا سے:

جو میری زیارت وفات کے بعد کرے اور مجھ پر سلام کرے تو میں اس پر دس بار سلام کرتا ہوں،
اس کی دس ملائکہ زیارت کرتے ہیں، سمجھی اسے سلام کرتے ہیں اور مجھے اپنے گھر سے سلام کرے تو خدا
میری روح کو لوٹاتا ہے تاکہ میں اسے سلام کروں۔ (۳)

شیخ شبیح حریفیش نے روض الفاقع میں ذکر کیا ہے۔

۱۶۔ ابو عبد اللہ محمد بن علاء کہتے ہیں:

میں مدینے گیا مجھ پر سخت بھوک کا غلبہ تھا اسی حالت میں زیارت قبر رسولؐ کی۔ رسولؐ اور شیخین کو
سلام کر کے کہا: اے خدا کے رسولؐ! مجھ پر بھوک کا غلبہ ہے جسے خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اور میں آج
رات آپ کا مہمان ہوں۔ اتنے میں مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا۔ خواب میں رسول خدا نے مجھے ایک

۱۔ سنن دارقطنی (ج ۳، ص ۳۷۸) حدیث ۱۹۳ (وقاء الوفا، ج ۲، ص ۳۹۸) (ج ۲، ص ۱۳۲۲)

۲۔ احیاء العلوم، ج ۱، ص ۲۳۶ (ج ۱، ص ۲۳۱) المواهب اللذیۃ (ج ۲، ص ۵۷) کشف الغافر، ج ۲، ص ۲۸

۳۔ الروض الفاقع، ج ۲، ص ۱۳۷ (ج ۲۸۰)

روئی مرحمت فرمائی۔ میں نے نیند کے عالم میں آدمی روئی کھائی اور خواب سے بیدار ہوا تو میرے ہاتھ میں آدمی روئی تھی۔ اس وقت مجھ پر اس ارشاد کی حقیقت روشن ہوئی کہ جو شخص مجھے خواب میں دیکھے اس نے واقعی مجھے دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل میں متمثل نہیں ہو سکتا۔ پھر میں نے ایک آواز سنی: اے ابو عبد اللہ! جو گھی میری قبر کی زیارت کرتا ہے اس کو بخش دیا جاتا ہے اور کل روز قیامت میں اس کی شفاعت کروں گا۔ اس مفہوم کے سات شعر روض الفائق (۱) میں ہے:

نال الشفاعة فی غد	من زار قبر محمد
و حديثه يامنشدی	بالله کر رذکره
جهرا علىه تهتدی	وابجعل صلاتك دائمًا
ذوالجود والكف الندى	فهو الرسول المصطفى
من هول يوم الموعده	وهو المشفع في الورى
في الحشر عذب المورد	والحوض مخصوص به
مالا خ نجم الفرقـ	صلى الله عليه ربنا

۲۱۔ حدیث مرفوع:

اس کا کوئی عذر لاتی ساعت نہیں جو خشحال ہوتے ہوئے میری زیارت نہ کرے۔

شیخ زادہ نے مجمع الانہر میں اسے نقل کیا ہے۔ (۲)

۲۲۔ حضرت امیر المؤمنین نے فرمایا:

جو شخص قبر رسول کی زیارت کرے وہ ان کے جوار میں رہے گا۔ (۳)

۱۔ این عساکر ۲۔ شوکانی

﴿فَلَعِلَكَ يَا نَحْنُ نَفْسَكَ عَلَى آثَارِهِمْ أَنْ لَمْ يَوْمَنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ اسْفَا فَبِإِ

۱۔ الروض الفائق، ج ۲، ص ۱۳۸ (س ۳۸۱)

۲۔ مجمع الانہر، فی شرح تحقیق الابجر، ج ۱، ص ۷۵۷

۳۔ مختصر تاریخ این عساکر (ج ۲، ص ۳۰۶) نیل الادوار، ج ۲، ص ۳۲۶ (ج ۵، ص ۱۰۹)

حدیث بعد یوم نون (تو کیا آپ شدت افسوس سے ان کے پیچھے اپنی جان خطرہ میں ڈال دیں گے اگر یہ لوگ اس بات پر ایمان نہ لائے) (۱)

مشائخ اربعہ کے اعلانات

ذماہب اربعہ کے بزرگوں نے زیارت قبر رسولؐ کے متعلق بہت زیادہ اور والہانہ انداز میں تاکید فرمائی ہے۔ ہم یہاں چائیں علماء کے ارشادات کا خلاصہ پیش کر رہے ہیں

۱۔ ابو عبد اللہ جلیسی جرجانی (متوفی ۲۰۳) منہاج میں کہتے ہیں کہ آج ان کی تعلیم زیارت کرنے میں ہے۔ (۲)

۲۔ ابو الحسن حامی (متوفی ۲۲۵) تحریر میں کہتے ہیں: حامی کے لئے مستحب ہے کہ قبر رسولؐ کی بھی زیارت کرے۔

۳۔ قاضی طاہر بن عبد اللہ طبری (متوفی ۳۵۰) حج و عمرہ کے بعد زیارت قبر رسولؐ مستحب ہے۔

۴۔ قاضی القضاۃ ماوردی (متوفی ۳۵۰) احکام سلطانیہ میں کہتے ہیں: معلم اپنے حاجیوں کو اکر زیارت کے لئے مدینہ جائے کیونکہ ان کی حرمت اور حقوق کی ادائیگی کا تقاضہ ہی ہے۔ اگرچہ فرض نہیں لیکن احتجاب تاکیدی ضرور ہے۔ (۳)

۵۔ مقلی (متوفی ۳۶۶) تہذیب میں کہتے ہیں کہ امام مالک اس بات کو کروہ سمجھتے تھے کہ کوئی کہہ ہم نے قبر رسولؐ کی زیارت کی۔ کیونکہ زیارت ایسی چیز ہے کہ چاہے تو بجالائے چاہے تو چھوڑ دے حالانکہ زیارت واجب ہے۔ مقلی کہتے ہیں: یعنی سنت واجب ہے۔ (۴)

۶۔ فقیہ شافعی ابو اسحاق، مہذب میں کہتے ہیں کہ زیارت قبر رسولؐ مستحب ہے۔ (۵)

۱۔ سورہ کہف آیت ۷۶

۲۔ المنہاج (ج ۲، ص ۱۳۰)

۳۔ الاحکام السلطانیہ، ج ۱، ص ۵۵ (ج ۲، ص ۲۰۹)

۴۔ الدلیل، ج ۱، ص ۲۵۶

۵۔ المہذب (ج ۱، ص ۲۳۳)

- کے۔ ابوالخطاب کلودانی فتحیہ، ہدایہ میں لکھتے ہیں: زیارت قبر رسول مستحب ہے۔
- ۸۔ قاضی عیاض مالکی لکھتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کے نزدیک زیارت قبر رسول مستحب ہے اس کی بڑی ترغیب آئی ہے (۱) ... حاجی کے لئے ضروری ہے کہ زیارت کے لئے جائے اور وہاں نماز اور ضرع کا بوسہ لے۔ (۲)
- ۹۔ ابن بیہرہ: چاروں ائمہ کا اتفاق ہے کہ زیارت قبر رسول مستحب ہے۔ (۳)
- ۱۰۔ حافظ ابن جوزی نے زیارت کا ایک ہاپ قائم کر کے حدیثیں نقل کی ہیں۔
- ۱۱۔ عبد الکریم مالکی، اپنی مناسک میں لکھتے ہیں: حج و عمرہ سے فارغ ہو کر مسجد رسول میں آئے، وہاں نبی پر سلام کر کے پھر نماز و دعا کے بعد بقیع جائے جہاں صحابہ و تابعین کی قبریں ہیں۔ اسے کسی حالت میں ترک نہ کرے۔
- ۱۲۔ ابن القیسیہ، المستوعہ میں لکھتے ہیں: قبر رسول پر جانے سے پہلے مستحب ہے کہ غسل کرے پھر آگے آداب زیارت، کیفیت سلام اور دعا و دعاء کا تذکرہ کیا ہے۔
- ۱۳۔ شیخ ابن قدامہ مقدامی، استحباب زیارت نبی کا ہاپ قائم کر کے دارقطنی کی روایات لکھی ہیں۔ (۴)
- ۱۴۔ نووی، منہاج میں: حج کے بعد مستحب ہے آب زرم پے اور قبر رسول کی زیارت کرے۔ (۵)
- ۱۵۔ محمد الدین بن حمدان حنبلی، رعایۃ الکبریٰ میں: حج کے بعد زیارت قبر رسول مستحب ہے۔
- ۱۶۔ قاضی حسین، شفاء میں بیہقی سے فراغت کے بعد "ملزم" میں توقف اور آب زرم پہنا مستحب ہے پھر مدینہ جا کر زیارت رسول کرے۔
- ۱۷۔ قاضی سروجی: حاجیوں کے لئے ضروری ہے کہ حج و عمرہ کے بعد مدینہ جائیں اور زیارت کریں۔

(۱) - خانمی کی شرح شغا (ج ۳ ص ۵۱۵)

(۲) - المختنی (ج ۲، ص ۵۸۸)

(۳) - اخقاء بہریف حقوق المصطفی (ج ۲، ص ۱۹۲)

(۴) - ابن الماج کی الدخل، ج ۱، ص ۲۵۶

(۵) - المنهاج مطہری بر ماشی المختنی (ج ۱، ص ۳۹۳)

۱۸۔ امام قیروانی مالکی، مغلیں لکھتے ہیں: تظمیم انبیاء کا مطلب یہ ہے کہ زائر دور و نزدیک سے حاضر ہونے کا ارادہ کرے جب قبر کے نزدیک پہنچنے تو کوشش کرے کہ ادب و احترام اور خشوع باقی رہے، حضور قلب سے انھیں دیکھئے کیونکہ نہ وہ کہہ ہوتے ہیں نہ تغیر واقع ہوتا ہے۔ حمد خدا کے بعد ان پر درود پڑھئے، پیر و کار اصحاب کے لئے رحم و رضا کی دعا کرے پھر ان کے دیلے سے اپنی حاجت بارگاہ خدامیں بیان کرے، مغفرت کی دعا کرے، ان سے تسلیم کا طلب گارہو کیونکہ سنت خدا یہی ہے کہ حاجتیں انھیں کے دیلے سے برآتی ہیں۔ جو نزدیک نہ پہنچ سکتا ہو وہ انھیں دور سے سلام کرے اور مغفرت و حاجات طلب کرے۔ رسول اکرمؐ کی زیارت میں پچھلے زیادہ مراعات کرے کیونکہ آپ کی شفاعت ردنے ہو گی، وہ قطب دائرہ کمال ہیں۔ جو شخص آپ سے توسل کا خواستگار ہو خدا اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔ کیونکہ خدا وعدہ خلاف نہیں، اس نے وعدہ کیا ہے کہ جو رسول اکرمؐ کے سامنے کھڑا ہو کر طلب مغفرت کرے تو خدا اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ یہ ایسی حقیقت ہے کہ اس کا انکار دشمن دین اور منکر دین حقیقی کر سکتا ہے۔

۱۹۔ شیخ سکلی شافعی نے شفاء القام میں تردید ابن تیمیہ کرتے ہوئے چاروں مذاہب کے علماء کے اقوال نقل کئے ہیں کہ انہوں نے قبر رسولؐ کی زیارت کو مستحب کہا ہے۔ خنیوں کے نزدیک زیارت افضل قربات بلکہ واجبات میں ہے۔ اس کی صراحت ابو منصور کرمانی، بلدمی اور ابو لیث قدی نے اپنے فتاویٰ میں کی ہے۔ پھر آگے ابن تیمیہ کے نظریات کی علمی وجہ باتی تردید کی ہے۔ (۱)

۲۰۔ زین الدین مراغی تحقیق النصرۃ میں کہتے ہیں کہ ہر مسلمان کے لئے زیارت قبر رسولؐ کو تقرب کا ذریعہ سمجھنا لازم ہے۔ آیات و احادیث سے اس کا اثبات کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آیت میں ارشاد ہے۔ ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِلنَّبِكَ وَاللَّهُمَّ مَنْ وَمَنْ﴾ (۱) اپنے اور جملہ مومنین و مومنات کے لئے طلب مغفرت کرہ۔ اس لئے کہ اگر کوئی مومن طلب مغفرت کے لئے جائے گا تو بخششیں و توبہ لا محال حاصل ہو جائیں گی۔ (۲)

(۱) شفاء القام، (۲۲، ۶۱، ۵۹، ۳۸) ص ۷۹، ۷۲، ۶۲، ۶۱

(۲) تحقیق النصرۃ فی تاریخ دارالعلوم (ج ۱۰۲) المواہب اللہیہ (ج ۲، ص ۵۷۲)

- ۲۱۔ سہودی وفاء الوفا میں لکھتے ہیں: احتجاب زیارت پر سب کا اجماع ہے بلکہ ظاہر حکم و جوب ہے۔ (۱)
- ۲۲۔ حافظ قسطلانی مواہب میں لکھتے ہیں: زیارت قبر شریف، بزرگ ترین عوامل تقرب خداوندی ہے اور طاعات کا بالاترین درجہ ہے۔ (۲) بلکہ مالکیوں نے تو جوب کا حکم دیا ہے۔ (۳) عمر بن عبد العزیز کچھ لوگوں کو مدینہ سمجھتے تھے کہ ان کا سلام رسول اکرم تک ہے وہ نصادر ہیں۔ پس قبر رسولؐ کی زیارت کے لئے سفر بخدا کا سبب ہے۔ پھر آگے این تبیہ کے وہی نظریات کی تردید کی ہے۔ (۴)
- ۲۳۔ شیخ الاسلام ابو الحسن انصاری بھی زیارت کو مستحب فرماتے ہیں اور اسی المطالب میں اس کے احکام لکھتے ہیں۔ (۵)

۲۴۔ این جغر: اگر آپ کہیں کہ زیارت رسولؐ پر اجماع کیسے کہتے ہیں جب کہ متاخرین میں اہن تبیہ اس کے مقابل ہیں۔ ان کے دلائل دیکھ کر طبیعت متضمر ہو جاتی ہے۔ وہ اس کے برخلاف دعویٰ کرتا ہے کہ زیارت قبر رسولؐ کی حرمت پر سب کا اجماع ہے تو جواب میں کہا جائے گا کہ این تبیہ کوں ہے کہ اس کی بات پر توجہ دی جائے۔ بے شمار علماء نے اس کے خبیث نظریات کی مخالفت کی ہے۔ اور آگے اس کا علمی جواب دیا ہے اور اس کی خلافات و گمراہی کے ثبوت فراہم کئے ہیں۔

۲۵۔ خطیب شربی: زیارت قبر رسولؐ بزرگ ترین عوامل تقرب خداوندی برائے مرد و عورت ہے۔ انہوں نے دوسرے انبیاء و صالحین کی قبور کو بھی شامل کیا ہے جو ظاہر ہجھ ہے۔ اذرعی نے اس کی تردید کر کے کہا ہے کہ اگر دوسرے قبور کو بھی شامل کر لیا جائے تو والدین اور دوسرے خاندان کے لوگوں کی قبروں کی زیارت بھی جائز ہو گی وہ صدر حرم کے معاملے میں صالحین کے ولی ہیں۔ اس لئے بہتر ہے کہ انھیں شامل نہ کیا جائے یہ سمجھنا کہ زیارت رسولؐ صرف حاجیوں کے لئے ہے غلط ہے، زیارت عام آدمی کے لئے مستحب ہے خواہ حاجی ہو یا نہ ہو۔ حاجیوں کو تاکید دو وجہ سے ہے: اول یہ کہ دور سے حج کرنے

۱۔ وفاء الوفاء، ج ۲ ص ۳۲۱ (ج ۳، ص ۲۶۲)۔

۲۔ المواہب اللدنی، (ج ۳، ص ۵۷۰)۔

۳۔ اسی المطالب شرح روض الطالب، ج ۱، ص ۵۰۱۔

۴۔ المدخل، (ج ۱، ص ۲۵۶)۔

۵۔ الجواہر الحکم فی زیارة القبر المکرم ص ۱۲۔

آتے ہیں اس لئے مدینہ نہ چنان خت معیوب ہے۔ دوسرے خود رسول نے فرمایا ہے کہ جو حج کرے اور میری زیارت نہ کرے اس نے مجھ پر جنا کی۔ (۱)

۲۶۔ شیخ زین الدین مناوی، زیارت رسول کو تکمیل حج کا ذریعہ اور صوفیوں کی نظر میں واجب سمجھتے ہیں۔ یہ زیارت درحقیقت شفاعت کے لئے، بے چاروں کی رسول کی طرف ایک تہجیت ہے (۲)۔
 ۲۷۔ شیخ شربنیانی: زیارت رسول بلند ترین عوامل تقرب بلکہ واجبات میں سے ہے۔ اس لئے کہ رسول نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ رسول آج بھی زندہ ہیں اور وہ لوگوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں صرف ہماری آنکھوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔ جو لوگ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے آپ کی زیارت کا انکار کرتے ہیں۔ (۳)

۲۸۔ قاضی القضاۃ خمامی: ابن تیمیہ و ابن قیم کے مہم لکھتا رکا جواب سمجھی نے مستقل تصنیف میں دیا ہے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ نجیب افراد دوڑ کر قبر رسول کی زیارت کرتے ہیں، وہاں اپنی حاجتیں پیش کرتے ہیں جو پوری ہوتی ہیں۔ (۴) ابن تیمیہ سمجھتے ہیں کہ وہ توحید کی حمایت کر رہے ہیں حالانکہ قطعی حمایت کر رہے ہیں۔ رسول کا ارشاد کہ ”لا تدخلوا قبری عیدا“ میری قبر پر عید نہ مناؤ، اس کا مطلب یہ ہے کہ میری قبر پر جشن منانے کے انداز سے نہ آؤ یا پھر مقصد یہ کہ میری قبر پر سال میں ایک دن مخصوص کر کے نہ آؤ بلکہ سال کے جس دن بھی تمہیں موقع ملے میری قبر پر حاضری دو۔ زیارت قبر رسول پر تمام علماء کا اجماع ہے۔ (۵)

۲۹۔ شیخ عبدالرحمن زادہ بھی زیارت کو پسندیدہ ترین مستحبات میں بلکہ نزدیک بہ واجب قرار دیتے ہیں۔ پھر اس سے متعلق چھ حصیں لکھ کر آداب زیارت بیان کرتے ہیں۔ (۶)

۱۔ مشق الحجاج، ج ۱، ص ۳۵۷ (ج ۱، ص ۳۶۵) (ج ۱، ص ۵۱۲)

۲۔ شرح الباجع الصغير، ج ۲، ص ۱۳۰

۳۔ مراتی الفلاح (ص ۱۰۵)

۴۔ شیم الریاض فی شرح الشقام، ج ۳، ص ۵۲۶ (ج ۳، ص ۵۱۲)

۵۔ شیم الریاض فی شرح الشقام، ج ۳، ص ۵۷۷ (ج ۳، ص ۵۲۲)

۶۔ مجمع الانہر فی شرح تحقیق الابرار، ج ۱، ص ۱۵۷

- ۳۰۔ علامہ الدین حکمی: زیارت قبر رسول مسحیب بلکہ مستطیع کے لئے واجب ہے۔ (۱)
- ۳۱۔ ابو عبد اللہ زرقانی: سلف سے یہ پسندیدہ عمل رہا ہے، جب عمر نے بیت المقدس کے لوگوں سے مصالحت کی، کعب الاحرار کے پاس آئے اور مبارک بادوی۔ عمر نے کہا: میرے ساتھ زیارت قبر رسول کے لئے چلو گے؟ کہا: ہاں۔ (۲)
- ۳۲۔ ابو الحسن سندی، شرح سنن ماجد میں لکھتے ہیں کہ زیارت قبر رسول مسحیب موکدہ ہے۔ اور پھر حدیثیں لکھی ہیں اور ان کی صحت پر دل بحث کی ہے۔ (۳)
- ۳۳۔ شیخ محمد بن علی شوکانی، نیل الاوطار میں: زیارت رسول کے متعلق علماء میں اختلاف ہے۔ زیادہ تر علماء اس کے احتجاب کے قائل ہیں، خنیوں کے یہاں واجب ہے۔ جو لوگ اس کو غیر شرعی کام سمجھتے ہیں ان پر تنقید کی ہے۔ (۴)
- ۳۴۔ شیخ محمد امین بن عابدین: زیارت رسول تمام مسلمانوں کے نزدیک مسحیب ہے۔ اختلاف اس میں ہے کہ عورتوں پر بھی زیارت مسحیب ہے یا نہیں تو چند طریقوں سے ان پر بھی مسحیب ہے۔ صحیح تر مذہب یہ ہے کہ مردوں و عورت سب پر مسحیب ہے، بعض نے زیارت کو واجب قرار دیا ہے جب کہ وہ مستطیع ہوں۔ آگے تائید میں چھ علماء کی کتابوں کے حوالے دیے ہیں۔ (۵)
- ۳۵۔ شیخ درویش حوت بیرونی، حاشیہ حسن الارث پر لکھتے ہیں: زیارت رسول مطلوب شرعی ہے اور یہ خالق و خلق کے درمیان واسطہ ہے جس طرح رسول، زمانہ حیات میں خالق و خلق کے درمیان واسطہ تھے۔ جو شخص اس بات کا انکار کرے وہ نہایت درجے کا احتق اور جاہل ہے۔ (۶)
- ۳۶۔ شیخ ابراہیم باجوری: زیارت قبر رسول لوگوں پر خواہ وہ حاجی ہوں یا نہ ہوں مسحیب موکدہ ہے۔ جو شخص آپ کی زیارت کا قصد کر کے مدینہ جائے اسے راستے میں درود شریف وسلام پڑھتے

۱۔ الدر المختار، (ص ۱۹۰) ۲۔ شرح المواهب، ج ۸، ص ۱۹۹.

۳۔ شرح سنن ابن ماجہ، ج ۲، ص ۲۶۸، سنن دار القلنی (ج ۲، ص ۲۷۸) حدیث (۱۹۲)

۴۔ نیل الاوطار، ج ۲، ص ۳۲۲ (ج ۵، ص ۱۰۰) ۵۔ رد المحتار علی الدر المختار، ج ۲، ص ۲۶۲ (ج ۲، ص ۲۷۴)

۵۔ حاشیہ حسن الارث ص ۲۳۶

رہنا چاہئے۔ جب مدینے کے اشجار پر نگاہیں پڑیں تو درود وسلام میں زیادتی کروئی چاہئے۔ (۱)
 ۳۷۔ شیخ حسن عدوی حمزہ اور زیارت کو قرآن و سنت اور اجماع و قیاس سے ثابت کرتے ہوئے
 جواب دیتے ہیں: جو شخص اس حقیقت کو بجھ لے گا کبھی زیارت میں کوتاہی نہ کرے گا۔ (۲)
 ۳۸۔ سید محمد جرودانی دمیاطی: زائر کے لئے دس کراتیں ہیں: (۳)

- ۱۔ بالاترین مرتبہ ملتا ہے۔
- ۲۔ بلند ترین مطلوب حاصل ہوتا ہے۔
- ۳۔ مواصب الہی حاصل ہوتے ہیں۔
- ۴۔ بلاوں سے نجات ملتی ہے۔
- ۵۔ عیوب سے پاک ہوتا ہے۔
- ۶۔ مصائب ٹلتے ہیں۔
- ۷۔ بلا کمیں ردهوتی ہے۔
- ۸۔ آفاق کی رحمتیں اس کے شامل حال ہوتی ہیں۔
- ۹۔ انعامات خیر ہوتا ہے۔

محقریہ کہ زیارت افضل قربات اور واجب ہے۔

۳۹۔ شیخ عبد الباسط فاخوری منطق بیروت، کفاریہ (۲) کی بارہویں فصل میں زیارت کے منتخب
 موکدہ ہونے کو بیان کرتے ہیں۔ پھر احادیث سے اس کا اثبات کر کے فرماتے ہیں کہ کم سے کم کہے:
 السلام عليك يا رسول الله۔ اس کے بعد شیخین اور آنحضرت اسطوانہ (اسطوانہ نماز رسول، اسطوانہ
 عائشہ، اسطوانہ توبہ، اسطوانہ سریر، اسطوانہ علی، اسطوانہ وفود، اسطوانہ جرجشل اور اسطوانہ تجد) سے
 برکت حاصل کرنے کو نقل کیا ہے۔

۴۰۔ شیخ عبد المطلب ستازیارت کو منتخب اور حاجی کے لئے ضروری قرار دیتے ہیں۔ پھر آداب
 زیارت لکھتے ہیں۔ (۵)

۴۱۔ شیخ محمد زاہد کوثری تکملۃ السیف (۶) میں: زیارت رسول کی بہت زیادہ تصریح ہے۔ پھر مختلف
 دانشوروں کے اقوال نقل کئے ہیں، انہوں نے زیارت کے متعلق حرام اور واجب کے اقوال نقل کر کے

- ۱۔ حاشیہ علی شرح ابن المغری ج ۱، ص ۲۲۷۔
- ۲۔ کنز الطالب، ج ۲، ص ۲۳۹۔
- ۳۔ مصباح النّلام، ج ۲، ص ۱۳۵ (ج ۲، ص ۳۵۱)۔
- ۴۔ الکفاریۃ الذوی المعنیۃ، ج ۱، ص ۱۷۵۔
- ۵۔ الارشادات السیفیۃ، ج ۱، ص ۲۶۰۔
- ۶۔ تکملۃ السیف الصقیل، ج ۱، ص ۱۵۶۔

واجب ہونے کا مسلک اختیار کیا ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ جو لوگ اسے حرام کہتے ہیں ان کے دل میں دشمنی رسول ہے۔ این تیجیہ کے بقول امام ابن الوفاء کا کہنا ہے کہ سفر برائے زیارت رسول مُعصیت ہے اس لئے زائر کو پوری نماز پڑھنی چاہئے۔ حالانکہ ابن الوفاء نے ہرگز یہ بات نہیں کہی بلکہ اپنی کتاب تذکرہ میں زیارت کی بہت زیادہ تاکید کی ہے۔

۲۲۔ فقہاء مصر کی کتاب الفتنہ علی المذاہب الاربعہ میں ہے کہ زیارت رسول افضل ترین مستحبات میں ہے۔ پھر آگے چھ احادیث میں زیارت رسول و شیخین کے آداب لکھے ہیں۔ (۱)
 ﴿هُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوا إِلَى صِرَاطِ الْحَمِيمِ﴾ اور انہیں پاکیزہ قول کی طرف ہدایت دی گئی ہے اور انہیں خدا نے حمید کے راستے کی طرف رہنمائی کی گئی ہے۔ (۲)

تین اہم فروعات

گذشتہ بحث سے معلوم ہوا کہ زیارت رسول مستحب موکدہ ہے۔ اس سلسلے میں تین باتوں کا تذکرہ ضروری ہے:

- ۱۔ فقہائے مذاہب میں اختلاف ہے کہ حج و زیارت میں کے مقدم کیا جائے۔ بعض کہتے ہیں کہ پہلے کہ جائے اور بعض پہلے مدینہ جانے کو ترجیح دیتے ہیں۔ امام احمد نے مناسک کبیر میں مکہ سے ابتداء کو ترجیح دی ہے اور ابراہیم تھجی، مجاہد، عذری، علقہ وغیرہ کی سندیں پیش کی ہیں۔ ان روایتیں میں بعض مدینہ کو ترجیح دیتے ہیں۔ (۳)
- ۲۔ شیخ علی قاری مکہ ہی کو ترجیح دیتے ہیں: مناسب ہے کہ حج کے بعد زیارت کی جائے کیونکہ حق اللہ حق الرسول سے مقدم ہے۔ (۴)
- ۳۔ تمام مکاتب فخر ترقی ہیں کہ زیارت میں زیارت کرائی جاسکتی ہے اس سلسلے میں یعنی، نیلی، بکی،

۱۔ الفتنہ علی المذاہب الاربعہ، ج ۱، ص ۵۹۰ (ج ۱۱، آیت ۲۲)

۲۔ سورہ حج آیت ۲۷

۳۔ المرقة فی شرح المسکاة، ج ۵، ص ۲۸۲ (ج ۱۱، حدیث ۲۴۵۶)

۴۔ شفاء القائم، (۵۷)

ابوالیث سرقندی، عبدالحق صقلی، عبدالحق محدث دہلوی، ابن بطيه وغیرہ نے اس کو جائز کہا ہے۔ (۱) اور عمر بن عبد العزیز کا واقعہ نقل کیا ہے کہ یزید بن ابی سعید جب مکہ سے نکلا تو عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ مجھے تم سے ایک حاجت ہے کہ جب مدینہ جانا تو قبر رسول پر میری طرف سے سلام کہنا۔ نیز ابوالقاسم کہتے ہیں کہ جب مکہ سے چلے گا تو قاسم بن عثمان نے کہا کہ جب مدینہ ہو پھر اتو آنحضرت کو میرا سلام کہنا۔ ابوالقاسم کہتے ہیں جب میں نے مسجد النبی میں قدم رکھا تو مجھے خیال آیا۔

۳۔ مسجد الحرام جانے کی نذر کرنا شرعی لحاظ سے ثابت ہے لیکن مدینہ کی نذر، کعبہ و بیت المقدس سے افضل ہے۔ اگر کوئی مدینہ جانے کی نذر مانے تو اس کو وفا کرنا ضروری ہے۔ اہن الحاج اور تکمیل وغیرہ کہتے ہیں کہ جو اس کی صحت میں شک مانے وہ مشرک یا معاون ہے۔ (۲) قاضی ابن حیجہ کہتے ہیں کہ جو شخص قبر رسول کی زیارت کے لئے نذر مانے میرے نزدیک اس کا پورا کرنا لازم ہے۔

علماء اہل سنت کی نظر میں آداب زیارت رسول

اب بہاں مصادر اہل سنت سے آداب زائر کے نصوص پیش کئے جاتے ہیں۔ (۳) ضمی و شافعی علماء نے مندرجہ ذیل آداب کلکھے ہیں:

نیت خالص کرے کیوں کہ عمل کا دار و مدار نیت پر ہے۔ (۴) شوق دائم باقی رکھے۔ جب گھر سے نکلنے تو دعا پڑھے جو کتابوں میں مذکور ہے۔ راستے میں درود وسلام پڑھتا رہے۔ جب روضۃ رسول پر نظر پڑے تو خشوی و خصوصی میں اضافہ کرے، مناسب ہے کہ سواری پر ہوتا پیادہ ہو جائے کیونکہ عبد القیس کے قالے والوں نے رسول کو دیکھ کر اپنے کوسواری سے اتار دیا تھا۔ رسول کی تعلیم حیات و ممات میں

۱۔ شعب الایمان (ج ۳، م ۳۹۱) حدیث (۳۱۶۶) الفتاہ تعریف حقوق المصلق (ج ۲، م ۱۹۸) فتح العالم، م ۵۰، ۷۲ (۶۲، ۵۶، ۲۶)

۲۔ المدخل (ج ۱، م ۲۵۶)، فتح العالم، م ۵۳ (م ۷۶، ۷۲)

۳۔ اس بارے میں فاٹکی نے مستقل رسالہ فی آداب زیارت افضل الرسل نام کا لکھا ہے جو شیرادی کی الاتحاد مطبوعہ مصر کے مالک ہے۔

۴۔ نووی کی شرح صحیح مسلم (ج ۹، م ۱۶۸)

یکساں ہونی چاہئے۔ فقہاء کا حکم بھی یہی ہے اور بزرگوں کا عالم بھی یہی رہا ہے۔ (۱) جب مدینہ میں ہوئے تو قمر آئیں حرم نبی میں داخل ہونے کی دعا پڑھے۔ غرالی کہتے ہیں کہ جب مدینہ کے درود یوار اور درخت نظر آئیں تب ہی دعا پڑھے۔ جب ذوالحلیفہ ہوئے تو معرس پر تھہر جائے۔ مدینہ میں داخل ہونے سے قبل بڑھہ پر غسل کرے پھر پاک صاف کپڑے پہنے۔ بعض نادان سواری سے اتر کر میلے کپڑے پہن لیتے ہیں انھیں روکنا چاہئے۔ باب البلد پر دعا پڑھے۔ (۲) قبر و بارگاہ دیکھے تو وقار و سکینہ پیدا کرے۔ تعظیم میں کوتاہی نہ کرے۔ مسجد اور حرم دیکھ کر خصوص و خشوع میں اضافہ کرے۔ بہتر ہے کہ زائر باب جبریل سے داخل ہو جب کہ تمام زائروں کا دستور ہے کہ باب السلام سے داخل ہوتے ہیں۔ دروازے میں داخل ہو کر ادب سے ذرا دیر کھڑا رہے جیسے بزرگوں کی تعظیم کی جاتی ہے۔ (۳) داخل حرم ہونے سے قبل دل کو کندور توں سے پاک کر لے۔ مخصوص دعاؤں کی تلاوت کرتا رہے۔۔۔ پھر روضہ نمازک میں داخل ہو جو مابین قبر و منبر ہے وہاں دور کعت نماز بجالائے اور اپنی حاجتیں حمد خدا کے بعد طلب کرے۔ (۴)

مناسب ہے کہ زیارت کے وقت زائر کھڑا رہے جس طرح نماز کھڑے ہو کر پڑھی جاتی ہے اسی طرح زیارت بھی کھڑے ہو کر پڑھے۔

قبر شریف کی طرف متوجہ ہو کر خدا سے رعایت ادب کی توفیق طلب کرے۔ بیٹھتے ہوئے رسول خدا کا تصور کرے۔ خصوص و خشوع کے ساتھ پشت بے قبلہ ہو کر آنکھوں کو پائیں دیوار مجرہ شریف میں جمادے۔ اس سلسلے میں ابن حجر خفاجی (۵)، کرمانی و ابن ملیکہ نے اپنے اپنے انداز میں معیار تعظیم بیان کئے ہیں۔ زیارت پڑھتے وقت نہ آواز بہت زیادہ بلند کرے نہ بہت آہستہ۔ (۶) اس کے بعد زیارت پڑھے:

۱۔ اللهم هذا حرم رسولك ، فاجعله لي وقاية من النار وامانا من العذاب وسوء الحساب ، احياء العلوم نج، اص ۲۳۶ (ج ۱، م ۲۳۱)

۲۔ مجمع الانہر، نج، اص ۷۵ (ج اص ۳۱۳)

۳۔ حسن الادب، م ۵۶، الارشادات السنية، م ۱۱، حسن الادب، م ۵۶

۴۔ الفتاوی (ج ۲، م ۲۰) المواهب اللذیة، (ج ۲، م ۵۷۸)

۵۔ نیم الریاض فی شرح الشفاء، نج، م ۱۷۵ (ج م ۳۲۷)

۶۔ الشفاء (ج ۲، م ۹۲)

”السلام عليك يا رسول الله السلام عليك يانبى الله السلام عليك
يا خيره الله السلام عليك يا حبيب الله السلام عليك يا سيد المرسلين وخاتم
النبيين ...“

دوسري زيارت ابن فردون نے ابن جبیب سے نقل کی ہے:

”السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبرکاته . السلام عليك (١) يانبى
الله ورحمة الله وبرکاته اشهد انک رسول الله فقد بلغت الرسالة وادیت الامانة
ونصحت الامة ... صلی الله علیہ وسلم يا رسول الله الفضل واذکری واعلی وانمی
صلوة صلاها على احد من انبیائے ...“

تیسری زيارت جس پر مذاہب اربعہ کا اتفاق ہے:

السلام عليك يانبى الله ورحمة الله وبرکاته اشهد انک رسول الله
فقد بلغت الرسالة.....

اللهم اجعل نبینا يوم القيمة اقرب النبین اليك واسقنا من كاسه
وارزقنا من شفاعته

يا ذا الجلال والاكرام. (٢)

چوتھی زيارت امام غزالی (٣) سے مقول ہے:

السلام عليك يا رسول الله السلام عليك يانبى الله . السلام عليك يا
امین الله السلام عليك يا حبيب الله

پانچویں زيارت قسطلانی (٤) سے سروی ہے: السلام عليك يا رسول الله ... السلام
عليك وعلى اهل بيت الطيبين الطاهرين . السلام عليك وعلى

١- الفتح على المذاہب الاربیعی، ج ١، ص ٥٩١ (ج ١، ص ٧١٢)

٢- الفتح على المذاہب الاربیعی (ج ١، ص ٥٩١)

٣- احیاء العلوم، (ج ١، ص ٢٣١)

٤- المواهب البدیری (ج ٢، ص ٥٨١)

از واجک الطاهرات امهات المؤمنین ...

چھٹی زیارت با جوری سے مردی ہے: السلام عليك يا رسول الله السلام عليك
یابنی الله ...

ساتویں زیارت شربنلائی ختنی نے المراتی (۱) میں نقل کی ہے: السلام عليك يا سیدی يا
رسول الله السلام عليك وعلى اصولك الطيبین وعلى اهل بيتك الطاهرين ...
آٹھویں زیارت شیخ زادہ نے مجع الامم (۲) میں نقل کی ہے: السلام عليك ورحمة الله
وبركاته السلام عليك يا رسول الله ...

فاکہی کی روایت کے مطابق نویں زیارت کے فقرے یوں ہیں: السلام عليك ورحمة الله
وبركاته السلام عليك يا رسول الله السلام عليك يا بنی الله السلام عليك يا خیرة الله ...
پھر اس کے بعد بالائے سر پڑھ کر یہ دعا پڑھئے: اللهم انک قلت وقولک الحق: ولو انهم
اذظلموا... اللهم انک قلت... اللهم انا سمعنا قولک واطعنا امرک وقصدنا نیک
مستشفیعین بے الیک فی ذنوبنا و ما اثقل ظهورنا... (۳)

پیغمبر اکرمؐ پر صلوٰت:

بخاری نے با اسناد مرفوع روایت کی ہے کہ جو شخص میری قبر کے پاس صلوٰت پڑھے تو خدا ایک
فریشتہ کو مامور کرتا ہے کہ محمدؐ کو وہ صلوٰت پہونچا دے اور اس کی دنیا و آخرت کی حاجات پوری کرتا
رہے۔ میں اس کا قیامت میں شفیق اور گواہ رہوں گا۔ (۴)

اس سلسلے میں محدث ابن ابی فدیک اور سہودی کی الگ الگ صلوٰت نقل کی گئی ہے۔ (۵)

۱- المراتی الفلاح (ص ۱۵۰)

۲- شربنلائی کی الحجیجی ح اص (۳۹۳) (ح اص ۵۱۲)

۳- احیاء العلوم، ح (ج ۱، ص ۲۲۲)

۴- شعب الایمان (ح ۲، ص ۲۹۲ حدیث ۳۱۶۹) الشفاعة (ح ۲، ص ۱۹) الدخل (ح ۱، ص ۲۶۱) وقام الوفاء (ح ۳، ص ۳۹۹)

قبر شریف پر توسل اور طلب شفاعت:

اس کے بعد زائر، رسول اکرم گوو سیلہ بنا کر خدا سے شفاعت طلب کرے اور بہت زیادہ استغفار پڑھے۔ توسل کے سلسلے میں قسطلانی اور زرقانی کے افادات ہیں۔ (۱)

علامہ امینی فرماتے ہیں کہ اس موقع پر توسل کے سلسلے میں مشاہیر اہل سنت نے بڑا ہو گیل کلام کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول سے توسل ہر حال میں جائز ہے، حیات و ممات دونوں حالتیں۔ اس کی تین نوعیں ممکن ہیں:

۱۔ اپنی حاجت طلب کرے، رسول اکرم ہی جان و برکت کا واسطہ دے کر۔

۲۔ توسل کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ذریعے دعائیں لے گئے۔

۳۔ نبی سے طلب کرے یعنی وہ پروردگار سے دعا پوری کرنے اور شفاعت کرنے پر قادر ہیں۔

اس سلسلے میں مندرجہ ذیل دو علماء کے افادات بڑے وقیع ہیں:

ابن جوزی (الوقاء)، محمد بن نعمن ماکلی (صباح الظلام)، ابن داؤد شاذی (البيان والاختصار)، سبکی (شفاء القام)، سہمودی (وفا الوقاء)، قسطلانی (مواهب اللہ یہہ)، زرقانی (شرح مواهب)، خالدی بغدادی (صلح الاخوان)، عدوی حزادی (کنز الطالب)، عزایی (فرقان القرآن)۔ (۲)

تہرک بے قبر شریف (قبر سے لپٹنا، بوسہ دینا)

ان باقوں کو چاروں مذاہب میں سے کسی عالم نے بھی حرام نہیں کہا ہے۔ جن لوگوں نے اس سے منع کیا ہے اس کی حیثیت بھی تقریباً ہے نہ کتحری۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ قبر سے چکنے اور بوسہ دینے سے ادب ٹکنی ہوتی ہے، قبر سے دور رہنے میں زیادہ شاشکی ہے۔ ہال بعض افراد نے اسے حرام کہا ہے لیکن

۱۔ المواهب اللہ یہہ، ج ۲، ص ۵۹۲ (۵۹۲) شرح المواهب ج ۸، ص ۳۷۱۔

۲۔ صلح الاخوان (ص ۹۱) شفاء القام ص ۱۳۳۔ (۱۴۰) وفا الوقاء، ج ۲، ص ۲۲۱۔ (ج ۲، ص ۲۱۹۔ ۱۳۸۱) المواهب اللہ یہہ (ج ۲، ص ۵۹۵) شرح المواهب ج ۸، ص ۳۷۱، کنز الطالب ص ۱۹۸، فرقان القرآن (ص ۱۲۵)

ان کا قول بلا دلیل ہے بغیر بہان فتویٰ جھاؤ دیا ہے اس سلسلے میں صحیح فیصلہ چند انشوروں کے ارشادات کے ذریعے کیا جاسکتا ہے:

۱۔ ابن عساکر نے حضرت علیؑ بے روایت کی ہے کہ جب رسول خدا کو فتن کر دیا گیا تو فاطمۃ نے قبر پر کھڑے ہو کر مٹی اٹھائی اور آنکھوں سے لگا کر یہ شعر پڑھا:

ماذَا عَلَىٰ مِنْ هَمْ تَرْبَةُ أَحْمَدَ
صَبَّتْ عَلَىٰ مَصَابَ لَوَانَهَا
إِنْ جُوزِيَّ كَيْ الْوَقَاءُ، إِنْ سِيدَ النَّاسِ كَيْ سِيرَةُ نُبُوَيَّ، قَطْلَانِيَّ كَيْ مَوَاهِبُ، قَارِيَّ كَيْ شَرْحُ ثَمَّالِ،
شَبَّرَادِيَّ كَيْ اِتْحَافُ، سَمْبُودِيَّ كَيْ وَفَاءُ الْوَقَاءُ، خَالِدِيَّ كَيْ صَلْحُ الْأَخْوَانِ، حَزَّارِيَّ كَيْ مَشَارِقُ الْأَنْوَارِ، سِيدَ أَحْمَدَ
زَينِيَّ وَحَلَانِيَّ كَيْ سِيرَةُ نُبُوَيَّ، عَمْ رَضَا كَيْ أَعْلَامُ النَّسَاءِ مِنْ اس کی روایت کی گئی ہے۔ (۱)
اور ابن حجر کی فتاویٰ فہمیہ، تفسیر شریفیہ اور قسطلانی کی ارشاد اساری میں ہے کہ یہ اشعار جتاب فاطمۃ کے ہیں۔ (۲)

۲۔ ابو درداء کہتے ہیں کہ بلال موزن کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں فرمایا کہ میری زیارت نہ کر کے مجھ پر جفا کرنے ہے۔ وہ انھ کفر اوساری سے چلے، قبر پر ہوئے وہی کردیتے اور اپنا چہرہ قبر پر ملنے لگے۔ اتنے میں حسن و حسین علیہما السلام آگئے تو گود میں اٹھا کر ان کا بوس لینے لگے۔ (۳)

- ۱۔ الوفاقی نھائی المصنف (ص ۸۱۹ حدیث ۱۵۳۸) اسریرۃ الدینیۃ، ج ۲، ج ۲۳۰، ج ۲۳۲ (ج ۲، ج ۲۳۰، ج ۲۳۲) الموابد اللدینیۃ، (ج ۲، ج ۲۳۰، ج ۲۳۲) شرح الشماکل ج ۲، ج ۲۰، الاتحاف ص ۹ (ج ۳۲) وفاء الوفاء ج ۲، ج ۲۳۰ (ج ۲، ج ۲۳۰) صلح الاخوان، ج ۷، ج ۵۲ (ج ۱، ج ۱۲۲) اسریرۃ الدینیۃ و حلانی ج ۳، ج ۳۹۱ (ج ۳۱۰) اعلام النساء، ج ۳، ج ۲۰۵ (ج ۳، ج ۳۱۳)
- ۲۔ القتداوی الطہری ج ۲، ج ۱۸، تفسیر شریفی، ج ۱، ج ۳۲۹، ارشاد اساری، ج ۳، ج ۳۹۰ (ج ۲۵۲، ج ۲۳)
- ۳۔ شارخ ابن عساکر (ج ۷، ج ۱۲۰، نمبر ۳۹۲) بمحض تاریخ ابن عساکر، ج ۲، ج ۱۱۸، ج ۵، ج ۲۶۵ (ج ۱، ج ۳۹) شفاء القائم، ج ۳۹، ج ۳۹ (ج ۱، ج ۳۲۳ نمبر ۲۹۳) وفاء الوفاء
- ۴۔ (ج ۱، ج ۵۲، نمبر ۵۲) تہذیب الکمال (ج ۲، ج ۲۸۹ نمبر ۷۸۲) اسد القلبی، ج ۱، ج ۲۰۸ (ج ۱، ج ۲۲۳ نمبر ۲۹۳) وفاء الوفاء
- ۵۔ (ج ۲، ج ۲۰۸) (ج ۲، ج ۱۳۵۶ نمبر ۲۲۰۵) صلح الاخوان ج ۲، ج ۵، ارشاد الانوار، ج ۷، ج ۱۲۱ (ج ۱، ج ۱۲۱)

۳۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ دفن رسولؐ کے تین دن کے بعد ایک اعرابی آیا اور قبر رسولؐ سے پٹ گیا۔ خاک اٹھا کر اپنے سر پر ڈالنے لگا، کہتا چلا جاتا تھا: اے رسول خدا! آپ کی بات ہم نے سنی، خدا کی طرف آپ نے حقوق عطا کئے، آپ کی خدمت میں گنہگار آکر تو بہ کریں تو خدا معاف کر دیتا ہے۔ حافظ سمعانی، نعمنا، مالکی، ابو الحسن کرخی، شعیب حرثیفیش، سہمودی، قطلانی، والد خالدی، شیخ حسن

جزء اولی - (۱)

۳۔ داؤد بن صالح سے مروی ہے کہ ایک دن مروان قبر رسول پر آیا تو دیکھا کہ ایک شخص قبر پر اپنے رخسار رگڑ رہا ہے۔ مروان نے گردن پکڑ کر کہا: کیا تو یہ جانتا ہے کہ کیا کر رہا ہے؟ اس نے اخایا تو دیکھا کہ وہ ابوالیوب анصاری ہیں۔ انہوں نے جواب دیا: میں پھر کے سامنے نہیں ہوں، میں رسول خدا کی خدمت میں آیا ہوں۔ میں نے رسول خدا سے سنا ہے کہ میرے دین پر گریہ نہ کرو جب کہ باصلاحیت لوگوں کے ہاتھ میں رہبری ہو۔ اس وقت گریہ کرو جس ناالہوں کے ہاتھ میں رہہ ہے؟ اس

^(٢) متدرک حاكم، اخبار المدينة، شفاء القائم، وفاء الوفاء.

علام امیٰ فرماتے ہیں: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قبور طاہرہ کے توسل سے منع کرنا امویوں کی ہدایت اور گرامی ہے۔ زمانہ صحابہ سے وہ روکتے آرہے ہیں کبھی کسی صحابی نے منع نہیں کیا لیکن بنی امیہ کے بد معاش نطفوں نے ہمیشہ منع کیا ہے۔ یہ اس لئے کہ رسول خدا نے اسلامی معاشرہ کو بنی امیہ سے خردار کیا کہ جب بنی امیہ میں چالیس کی تعداد پوری ہو جائے گی تو بندگان خدا کو غلام بنا کیں گے، مال خدا کو انعام سمجھیں گے اور قرآن سے غلط فائدہ اٹھائیں گے۔ نیز صحیح حدیث میں ہے جب خانوادہ عاصی کی تعداد تین تک پہنچ جائے گی تو دین خدا کو کھلواڑ بنا لیں گے، لوگوں کو غلام بنا کیں گے اور مال خدا میں اپنی احتجارہ داری قرار دوں لیں گے۔

١- الأرض الفانق، ج ٢، ص ٧٤ (م ٣٨٠) وفاء الوفاء، ج ٢، ص ٣١٢ (ج ٣، م ١٣٩٩) المواهب اللدنية، (ج ٣، م ٥٨٣)
صلح الأخوان، م ٥٣٠ مشارق الأنوار، م ٧٥ (ج ١، م ١٢١)

^٢- لمدرک على الحسن ح ٣، ج ٥١٥ (ج ٢، ج ٥٦٠) حدیث ٨٥٧ شفاء القائم (١٥٢) وقام الواقع، ح ٢٤ ص ٣١٠،
ج ٣، ج ٣٥٩ (١٣٥٢، ١٣٥٣) صحیح البخاری، ج ٢، ج ٣٣٣

یہ بھی صحیح حدیث میں ہے کہ رسول نے فرمایا: میں نے خواب میں حکم کے بیٹوں کو دیکھا کہ میرے مندر پر بندروں کی طرح اچک رہے ہیں۔ پھر اس کے بعد عمر بن رسول اکرم ہنسنے نہیں دیکھے گئے۔ جب حکم نے رسول سے اذن باریابی چاہا تھا تو آپ نے فرمایا: اس پر خدا کی لعنت جس کے صلب سے مومن کم ہی ہوں گے۔ زیادہ تر ایسے ہوں گے جو دنیا میں شریف اور آخرت میں ذلیل ہوں گے۔ مکار اور دنیا بٹورنے والے ہوں گے۔ آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہ ہو گا۔

رسول نے مردان کے لئے فرمایا۔ جھکلی کا پچ، ملعون بن ملعون۔

اور عائش نے کہا کہ رسول اکرم نے مردان کے باپ حکم پر لعنت کی تھی اور مردان پر لعنت کی جو صلب میں تھا اس لئے یہ بھی لعنت کا جزو ہے۔

عبداللہ بن زبیر کا بیان ہے کہ رسول خدا نے حکم اور اس کے بیٹے مردان پر لعنت کی تھی۔ (۱)

مندرجہ بالا بیانات کی روشنی میں مردان پر لازم بھی تھا کہ وہ تو حید کے خلاف حاذ آرائی کرتا۔ اسی لئے رسول اکرم نے اس کی تذلیل و توجیہ میں کوئی سرنہیں اخمار کی۔ رسول اکرم اس میں چونکتے بھی کیوں جب کہ باپ دادا بلکہ نبی امیہ کا پورا خاندان قرآن کی نظر میں شجرہ ملعون ہے۔ اس لئے امت اسلامیہ پر لازم ہے کہ اس ملعون قوم کی باتوں پر توجہ نہ دے۔ ان کے نظریات کو دھکار دے جنہوں نے مسلمانوں کو غلام بنا لیا ہوں خدا کے ساتھ دھوکہ کیا اور کتاب خدا کا تیا پا چکیا۔

۵۔ مشہور تابعی ابن منکد را پنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے اتنے میں ان پر شدید تخفیف کا اثر ہوا، اٹھ کر قبر رسول پر گئے اور اپنا چہرہ قبر پر رکھ دیا۔ پھر واپس آئے۔ حاضرین نے ان پر ملامت کی۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے شدید خطرے کا احساس کیا اس لئے قبر رسول سے شفاعت طلب کی۔ کبھی کبھی وہ مسجد میں آکر خاک پر لوٹ پوٹ کرتے تھے۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو بتایا کہ رسول خدا کو اس جگہ پر میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ (۲)

۱۔ المسدر رک علی الحسنین، ج ۳، ص ۳۸۲۔ ۳۷۹ (ج ۳، ص ۵۴۶ حدیث ۸۳۷۷)

۲۔ وقارۃ الوقاۃ، ج ۲، ص ۳۳۳ (ج ۳، ص ۳۰۶)

۶۔ عبد اللہ بن احمد بن حبیل نے باپ سے سوال کیا کہ ایک شخص منبر رسول کو بطور تبرک مس کرتا ہے، بوسہ لیتا ہے کیا اس میں ثواب ہے؟ فرمایا: کوئی ہرج نہیں۔ (۱)

۷۔ امام احمد سے قبر رسول کا بوسہ لینے کے متعلق سوال ہوا۔ فرمایا: کوئی ہرج نہیں۔
علامہ احمد بن مقری فرماتے ہیں کہ میں نے اہن تیمیہ سے امام احمد بن حبیل کا یہ قول نقل کیا۔ انھوں نے کہا کہ جلیل القدر امام کے جواب پر تعجب ہے۔ نہ معلوم یا ان کا قول ہے یا قول کامنہوم ہے۔ (۲)
مقری فرماتے ہیں کہ اس سے زیادہ تعجب یہ ہے کہ امام احمد کو دیکھا گیا ہے کہ امام شافعی کا رکنا بھلو کراں کا پانی پیتے تھے۔ (۳) جب اہل علم اپنے بزرگوں کا اس قدر احترام کرتے تھے تو صحابہ رسول کا کس قدر کرتے ہوں گے؟

۸۔ خطیب ابن حملہ سے سبقول ہے کہ عبد اللہ بن عمر اپنے ہاتھوں کو قبر رسول ﷺ پر رکھ کر بوسہ لیتے۔ (۴) بالآخر ہمی اپنار خسار قبر پر رکھتے۔ امام احمد کا بھی یہی انداز رہا پھر کہتے ہیں کہ بلاشبہ محبت خود اذن ہے۔ اس کا مقصد احترام ہے۔ لوگوں کا انداز اس سلسلے میں مختلف ہے جس طرح زمانہ رسول میں اندماز مختلف تھا۔ بعض رسول کو دیکھتے ہی دوڑتے تھے۔ بعض حاضر ہونے میں تاخیر کرتے۔ سب کے درجے الگ الگ ہیں۔ (۵)

۹۔ علامہ رملی شرح منہاج میں فرماتے ہیں کہ قبر کا بوسہ لیتا مکروہ ہے۔ لیکن اگر تبرک کے خیال سے بوسہ لے تو کوئی ہرج نہیں چنانچہ میرے والد نے یہی فتویٰ دیا ہے (۶) اور وضاحت کی ہے کہ اگر جر اسود کا بوسہ لینا ممکن نہ ہو تو چھڑی سے جبرا اسود مس کرے اور پھر چھڑی کا بوسہ لے۔ (۷)

۱۰۔ ابوالعباس رملی حاشیہ روض الطالب میں اس فتویٰ کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ اگر رسول، ولی خدا

۱۔ وفاء الوقاء، ج ۲ ص ۳۳۳ (ج ۲، ص ۳۳۳)

۲۔ فتح المصال، (ص ۳۲۹)

۳۔ ابن جوزی کی مناقب احمد ص ۳۶۶ (ص ۲۰۹) البداية والنهاية، ج ۱، ص ۳۳۱ (ج ۱۰، ص ۳۶۵)

۴۔ الشفاء (ج ۲، ص ۱۹۹)

۵۔ وفاء الوقاء، ج ۲، ص ۳۳۲ (ج ۲، ص ۳۳۲)

۶۔ سنن ابی داود (ج ۲، ص ۲۷۷)

۷۔ شیر آملی کی حاشیہ موابہ اللہ نیا اور حمزہ اولی کی کنز الطالب، ص ۱۹ (ص ۲۱۹)

- یا عالم کے قبر کا بقصد تمرک کوئی بوسے لے تو کوئی ہرج نہیں۔ (۱)
- ۱۱۔ طیب ناشری نے محبت الدین طبری کا قول نقل کیا ہے کہ قبر کا بوسے لینا جائز اور عمل علماء ہے۔ (۲)
- ۱۲۔ قاضی عیاض مالکی نے قبر رسول کا بوسے لینے کو جائز کہا ہے۔ کیونکہ یہاں وحی نازل ہوئی، فرشتے نازل ہوئے، اسلام سینی سے چار داگنگ عالم میں پھیلا۔۔۔ (۳)
- ۱۳۔ قاضی القضاۃ خبائی احترام قبر رسول پر تفصیلی بحث کر کے کہتے ہیں کہ بوسے لینا مکروہ ہے کم سے کم چار ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہئے۔ لیکن اگر کسی پر شوق و محبت کا غالبہ ہو تو کوئی ہرج نہیں۔ بعض مالکی چار ہاتھ سے کم پر بھی کٹرے ہونے کو جائز سمجھتے ہیں۔ (۴)
- ۱۴۔ ابن الاصیف یمانی سے مnocول ہے کہ قرآن، حدیث کی کتاب اور قبور صالحین کا چومنا جائز ہے۔
- ۱۵۔ ابن حجر نے استنباط کیا ہے کہ اگر جر اسود کا بوسے لینا جائز ہے تو ہر وہ شیءے جو شاعر الہی میں آتی ہے اس کو چومنا جائز ہے (۵)۔ آدی کا ہاتھ چومنا ادبی سبقت ہے۔ امام احمد قبر رسول کو چومنا جائز سمجھتے تھے۔ (۶)
- ۱۶۔ زرقانی بھی قبر رسول کو چومنا مکروہ سمجھتے ہیں لیکن رملی کے حوالے سے بقصد تمرک جائز کہتے ہیں۔ (۷)
- ۱۷۔ شیخ ابراہیم باجوری: پھر کا بوسے مکروہ ہے لیکن قصد تمرک سے چومنا جائز ہے اگر اولیاء کی قبر پر زیادہ بھیڑ ہو تو چھڑی کو قبر سے مس کرے اور چھڑی کا بوسے لے چنانچہ جر اسود کے چومنے میں بھی یہی انداز اختیار کرے۔ (۸)

۱۔ حاشیہ رضی الطالب مطبوع بر حاشیہ اسنی الطالب، ج ۱، ص ۳۳۱۔

۲۔ وقارۃ الوقاۃ، ج ۲، ص ۳۲۲ (ج ۲، ص ۱۳۰۶)

۳۔ الشفاعة بتعريف حقوق المصطفى (ج ۲، ص ۱۳۲ - ۱۳۱)

۴۔ نسیم الریاض فی شرح الشفاعة، ج ۲، ص ۵۷۷ (ج ۲، ص ۵۲۲) (ج ۲، ص ۱۷۵)

۵۔ فتح الباری (ج ۳، ص ۵۷۷ - ۵۷۶ حدیث ۱۲۰۹)

۶۔ حاشیہ بر شرح ابن قاسم غزی فی الفقہ الشافعی، ج ۱، ص ۲۶۶

۷۔ شرح المواهب اللذیتی، ج ۸، ص ۳۱۵

۱۸۔ شیخ حسن عدوی حزاوی مالکی نے کنز المطالب ص ۲۱۹ اور مشارق الانوار، ص ۲۶، ج ۱، ص ۱۳۰ پر قبر رسولؐ کے چونے کو جائز قرار دیا ہے۔

۱۹۔ شیخ سلامہ عزائی کہتے ہیں کہ ابن تیمیہ کا قول ہے کہ قبور صالحین کا طواف یا بوس گناہ عظیم ہے۔ اس نے اجماع کا بھی دعویٰ کیا ہے حالانکہ اس استدلال کی بنیاد ہی غلط ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ہر عبادت غیر خدا شرک ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ صحیح ہے، ضرورت دین میں ہے لیکن دوسرا حصہ صحیح نہیں ہے۔

منظقی لحاظ سے اس نے کہریٰ بنایا کہ ہر غیر خدا کی عبادت شرک ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ صحیح ہے۔ لیکن صفری قائم کیا کہ ہر مدارے مردہ یا طواف یا بوس لیہنایا نذر یہ غیر خدا کی عبادت ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ غلط ہے۔ اس نے آیات و احادیث کا مفہوم ہی نہیں سمجھا چونکہ صفری غلط تھا اس لئے نتیجہ بھی غلط کہ اس کے علاوہ تمام مسلمان شرک و کافر ہیں۔ محقق فاسی نے اس کی منطقی غلطی پر بڑی اچھی بحث کی ہے۔ اس شخص نے جسارت کر کے یہاں تک کہہ دیا کہ قبر رسولؐ کی زیارت کے لئے سفر کرنا حرام ہے، گناہ ہے اور ان سے شفاعت طلب کرنا شرک ہے۔ حالانکہ رسولؐ اکرم مُستحب الدعوة اور مقبول الشفاعة تھے۔ (۱)

محمدث انصاری کہتے ہیں کہ میں شیخ فاکہانی کے ساتھ دشمن گیا، رائے ہوئی کہ دارالحدیث اشرفیہ میں رکھی نظریں رسولؐ کی زیارت کی جائے۔ میں ان کے ساتھ تھا جب انہوں نے نظریں دیکھا تو بے تھاشہ اسے چونے لگے اور اپنارخار ملنے لگے، آنسوؤں کے ساتھ بجنوں کی محبت پر مشتمل اشعار پڑھنے لگے۔ (۲)

۲۰۔ ریاض العصرہ میں ہے کہ حضرت عمر کہ جارہ ہے تھے راستے میں ایک شیخ کی قبر تھی جس سے حضرت عمر نے مد طلب کی تھی۔ جب انہوں نے وہ قبر بیکھی تو دوڑے اور قبر کے کنارے کھڑے ہو کر درود نماز پڑھی اور پھر قبر سے لپٹ گئے۔ جب عمر کے لئے ایک شیخ کی قبر کے ساتھ یہ حرکت جائز ہے تو رسولؐ اور ان کی آل کی قبر کے ساتھ اس قسم کا برہاؤ کیوں جائز نہ ہو گا؟

۱۔ فرقان القرآن، ص ۱۳۳۔

۲۔ الدیوان المذہب، ص ۱۸۷ (ج ۲، ص ۸۱)

﴿وَأُولَئِكَ الَّذِينَ هُدِيَ اللَّهُ بِهِدَايَتِهِ هُمُ الْمُفْعَدُونَ﴾ (یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے لہذا آپ سمجھی اسی ہدایت کے راستے پر جلیں) (۱)

زیارت ابو بکر بن ابی قحافہ

الفقد علی المذاہب الاربیع (۲) کے مطابق زائر کو ابو بکر کے سرہانے کھڑے ہو کر یہ زیارت پڑھنی چاہئے: السلام عليك یا خلفیۃ رسول الله السلام عليك یا صاحب رسول الله فی الدار . پھر حضرت عمر کی زیارت پڑھئے:

السلام عليك یا امیر المؤمنین السلام عليك یا مظہر الاسلام . یہ زیارت شریعتی کی تھی۔ (۳) قسطلانی (۴) اور باجوری (۵) سے بھی دوسری زیارتیں منقول ہیں۔

ایک دوسری مشترک زیارت ہے:

السلام عليكما یا ضجیعی رسول الله ...

ایک دوسری مشترک زیارت ہے:

السلام عليكما یا صاحبی رسول الله ...

تیسرا زیارت بھی منقول ہے:

السلام عليكما یا وزیری رسول الله ... اور حکم ہے کہ حرم مقدس میں زیادہ دریقیام نہ کرے۔

دواع حرم مقدس

جب زائر زیارت سے فارغ ہو جائے اور مدینہ سے لکھنا چاہے تو مستحب ہے کہ دوبارہ قبر رسول پر

۲۔ ریاض المطہر ج ۲، ص ۵۲ (ج ۲، ص ۳۳۰)

۹۰۔ سورہ انعام آیت

۳۔ الفقد علی المذاہب الاربیع، ج ۱، ص ۱۵۵ (ج ۱، ص ۷۷)

۵۔ احیاء الطوم، (ج ۱، ص ۲۲۲) الدخل ج ۱، ص ۲۶۵

۳۔ مرائق الفلاح (۱۵۱)

جا کر دعاء و زیارت پڑھے اور دعاء مانگئے کہ دوبارہ یہاں آنے کی توفیق کرامت ہو۔ سفر میں سلامتی رہے۔ اور پھر روضہ صخرہ میں دور کعت نماز پڑھئے یہ وجہ ہے جو تو سمع سے پہلے کی ہے۔ اور کہے:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَّلَا تَجْعَلْهُ آخرَ الْعَهْدِ بَنِي إِبْرَاهِيمَ ...

اس کے بعد پھر مندرجہ بالا دعاء کو دوبارہ پڑھئے۔ (۱) کرانی کہتے ہیں کہ دعا کے بعد یہ کہہ کہ رسول اللہ! یہاں سے جانا میرے اوپر بہت شاق ہے۔ اور پھر روضہ میں دور کعت نماز پڑھ کرو اپنی کی دعا کرے۔

زیارت یقیع

وہاں سے کل کرزائی پر مستحب ہے کہ یقیع جائے۔ (فائدہ اور غزالی (۲) کے بقول) وہاں امام جعفر صادق علیہ السلام، عثمان، قبر ابی ایم بن رسول اور کچھ ازواج نیز جناب صنیفہ کے مزارات ہیں۔

سلام پڑھئے:

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنَعَمْ عَقْبَى الدَّارِ ...
نووی کہتے ہیں: (۳)

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارُ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ ...
اور قاضی حسین نے اضافہ کیا ہے: (۴)

اللَّهُمَّ رَبِّ هَذَا الْجَسَادِ الْبَالِيَّهُ وَالْعَظَمُ النَّخْرَهُ ...

علامہ امیکی فرماتے ہیں کہ یہ مزارات (۵) ظالم سعودیوں سے قبل تھے۔ اب ان سب کو مسما کیا جا چکا ہے۔

۱۔ مخفی الحجاج (ج ۱، ص ۵۱۳)

۲۔ حسن الارب، (ص ۸۲) احیاء الطوم، (ج ۱، ص ۲۲۲)

۳۔ وقارۃ الوقاۃ، ج ۲، ص ۲۲۸

۴۔ المہاج مطبوع باخفی الحجاج (ج ۱، ص ۳۶۵)

۵۔ کمودی نے وقارۃ الوقاۃ ج ۲، ص ۱۰۵۔ ۹۲۳-۸۹۱ (ج ۳، ص ۱۰۵)

پران سب کو ذکر کرنے کے بعد بڑی اہم بحث کی ہے۔

زیارت شہداءَ احمد

شہداءَ احمد کی زیارت بھی مستحب ہے۔ نووی و شریعتی (۱) کے نزدیک پنجشنبہ زیادہ مناسب ہے۔ اس کے بعد زیارت جناب حمزہ کے لئے انتہائی ادب و احترام کے ساتھ جائے اور کہیے:

السلام عليك يا عم المصطفى...
...السلام عليك يا عاصي المصطفى

اس کے بعد شہداءَ کی زیارت کے لئے جائے اور نام بنا م ان پر سلام کرے۔ (۱) علامہ امینی
یہاں سہودی (۲) کے حوالے سے ستر شہداءَ کے نام لکھتے ہیں۔

ان کے علاوہ بھی کچھ اہم مقدس مقامات ہیں جن کی علماء نے صراحت کی ہے۔
اس باب کی تحریر میں جن کتابوں کی مدد لی گئی:

المستوعب	الذکرہ	احیا العلوم ج ۱، ص ۲۳۶
وفاء الوفاء، ج ۲، ص ۳۳۱-۳۵۵	شفاء القائم ص ۵۲-۱۱۹	الدخل جزء اول
الجواہر الحکیم	اسنی الطالب ج ۱، ص ۵۰۱	المواہب اللدنیہ
الشفاء قاضی عیاض	حسن التوسل	مختلک احتجاج ج ۱، ص ۳۹۲
مجموع الانہر ج ۱، ص ۱۵۶	شرح الشفاء	مراتق الفلاح
مفتاح السعادۃ ج ۳، ص ۳۷	شرح المزاہب، ج ۸، ص ۲۹۷-۳۳۵	کنز الطالب، ص ۱۸۳-۲۲۲
الکفاۃ، ص ۱۲۵-۱۳۱	ارشادات السیدیہ، ص ۲۶۰	الفقہ علی المذاہب الاربعہ جزء اول

زیارت قبور کی تصریح

متفرق طور سے سنت صحیح میں زیارت قبور کی ترغیب ہے۔ چاروں مذاہب کے مشاہیر نے زیارت قبور کے مستحب ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ بلکہ بعض نے بظاہر واجب ہونے کا خیال ظاہر کیا ہے۔

۱۔ مراتق الفلاح (۱۵۱)

۲۔ حسن الارب ص ۸۳

بعض نصوص یہ ہیں:

- ۱۔ بریدہ سے مرفوعاً حدیث رسولؐ ہے: میں نے تمہیں زیارت قبور سے منع کیا تھا اب تاکہ کرتا ہوں کہ قبروں کی زیارت کرو۔ ترمذی نے اضافہ کیا ہے کہ خدا نے رسولؐ کو ان کی والدہ کی قبر کی زیارت کا حکم دیا تھا۔ (۱)
- ۲۔ عبید اللہ سے بطور مرفوع: قبروں کی زیارت کرو کیونکہ اس سے زہد نیا اور یاد آخرت ہوتی ہے۔ (۲)
- ۳۔ انس بن مالک سے حدیث اول۔ (۳)
- ۴۔ ہبی حدیث ابن عباس سے۔ (۴)
- ۵۔ زید بن خطاب سے۔ (۵)
- ۶۔ بطور مرفوع ابو ہریرہ سے۔ (۶)
- ۷۔ بریدہ سے بطور مرفوع۔ (۷)

- ۱۔ صحیح مسلم (ج ۲، ص ۳۶۱) کتب المجاز سنن ترمذی (ج ۲، ص ۳۷۰) حدیث (۱۰۵۳) سنن نسائی (ج ۲، ص ۸۹) (ج ۱، ص ۶۵۳) حدیث (۲۱۵۹) المسدرک علی الحسنین (ج ۱، ص ۲۷۲) (ج ۱، ص ۵۳۰) حدیث (۱۲۸۵) صباح الشنة، (ج ۱، ص ۱۱۶) (ج ۱، ص ۵۶۹) حدیث (۱۲۳۹) الترقیب والترہیب، (ج ۲، ص ۳۵۷) تبیر الوصول (ج ۲، ص ۲۱۰) (ج ۲، ص ۲۵۲) سنن ابن ماجہ، (ج ۱، ص ۱۰۵) حدیث (۱۵۱) اخبار مکہ (ج ۲، ص ۷۶) (ج ۲، ص ۷۷) (ج ۲، ص ۲۱) المسدرک علی الحسنین (ج ۱، ص ۳۲۵) (ج ۱، ص ۵۲۱) حدیث (۱۲۷۷) الترقیب والترہیب، (ج ۲، ص ۱۱۸) (ج ۲، ص ۳۷۸) سنن الکبریٰ (ج ۲، ص ۷۷).
- ۲۔ المسدرک علی الحسنین (ج ۱، ص ۳۵۷) (ج ۱، ص ۵۳۱) حدیث (۱۲۸۸)
- ۳۔ اجم الکبر (ج ۱، ص ۲۰۲) حدیث (۱۱۶۵۳) اجم الادسط (ج ۳، ص ۳۲۲) حدیث (۲۷۳۰) صحیح الزروانی، (ج ۳، ص ۵۸).
- ۴۔ اجم الکبر، (ج ۵، ص ۸۲) حدیث (۲۶۲۸) صحیح الزروانی، (ج ۳، ص ۵۸).
- ۵۔ صحیح مسلم (ج ۲، ص ۳۶۵) حدیث (۱۰۶) مسند احمد بن ضبل (ج ۱، ص ۳۳۱) (ج ۲، ص ۱۸۶) حدیث (۹۲۹۵) سنن ابن ماجہ، (ج ۱، ص ۲۷۶) (ج ۱، ص ۱۵۵) حدیث (۱۵۶۲) سنن ابی داود (ج ۲، ص ۷۶) (ج ۲، ص ۲۱۸) حدیث (۲۲۲۲) سنن نسائی (ج ۲، ص ۹۰) (ج ۱، ص ۲۵۳) حدیث (۲۱۸۱) المسدرک علی الحسنین (ج ۱، ص ۳۷۶) (ج ۱، ص ۵۲۱) حدیث (۱۳۹۰) الترقیب والترہیب، (ج ۲، ص ۱۱۸) (ج ۲، ص ۳۵۷)
- ۶۔ المسدرک علی الحسنین، (ج ۱، ص ۳۲۶) (ج ۱، ص ۳۲۲) (ج ۱، ص ۳۹۱) (ج ۱، ص ۳۹۱)

- ۸۔ انس بن مالک سے: میں نے تمہیں زیارت قبور سے منع کیا تھا اب چاہو تو زیارت کر سکتے ہو کیونکہ اس سے دل نرم ہوتا ہے آنکھیں بھیکتی ہیں اور آخرت کی یاد آتی ہے لیکن نامناسب بات مت کرو۔ (۱)

۹۔ زید بن ثابت سے: قبروں کی زیارت کرو اور بیہودہ بات نہ کرو۔ (۲)

۱۰۔ ابوذر سے بطور مرفوع۔ (۳)

۱۱۔ ابوسعید خدری سے بطور مرفوع۔ (۴)

۱۲۔ طلحہ بن عبد اللہ۔ (۵)

۱۳۔ حضرت علیؑ سے بطور مرفوع۔ (۶)

۱۴۔ ابوالولید ازرتی نے اخبار مکہ میں۔ (۷)

۱۵۔ ثوبان سے بطور مرفوع۔ (۸)

۱۶۔ شیخ شعیب حریقیش الروض الفاقع میں۔ (۹)

۱۷۔ جابر سے بطور مرفوع۔ (۱۰)

۱۸۔ امام سلمہ سے بطور مرفوع۔ (۱۱)

۱- مسند احمد بن حنبل ج ۳، ص ۲۵۰ (ج ۲، ص ۱۹) حدیث ۷۵ (۱۳۰) المسدر ک علی الحسن بن حنفیه، ص ۱۷۳ (ج ۱، ص ۵۳۲) حدیث
۲- شنون پیغمبر، ج ۳، ص ۷۷.

٥٨ - سعید الصغیر (٢٠١٣) (مجمع الخواص، ج ٣، ص ٦٧).

۱۳۰۷ء۔ مکتبہ عالمی

٣- المسحور على الحسين (ج ١، ص ٢٧٧) (ج ١، ص ٥٣٣ حدث ٥٣٩٥)

۳- المدرسي اسمنی ۲۲ آردن ایل، اداره کردستان، ۱۴۰۰

۲- مسند احمد بن حبیل بحیث ۳۸ (ج ۳، ج ۷۷) حدیث ۱۰۷۶ المسدر رئیسینی

(١٣٩٦) سنن بیهقی، ج ٢، ص ٧٧، اتر غیب و اتر حیب، ج ٢، ص ١١٨ (ج ٣، ص ٣٥٧).

۵- سنن بیهقی ج ۵، ص ۲۳۹ (ج ۲، ص ۲۱۸) حدیث ۲۰۳۳ (سنن بیهقی ج ۵، ص ۲۳۹).

۲- مسلمان بن عاصی (ع)

۷۔ خبرارکمہ، جع ۲۰۱۳ء (جن ۲۰۱۳ء)

^٨-مجمع المطراني (ج ٢، ج ٩٢ حديث ١٣١٩). بيع ازدواج، بع ٣٣ ص ٥٨.

٩-الروض الفائق في الموعظ والرقائق، ج ١، ص ١٩ (٢٢)

^{١١} الحسن الكوفي (٢٢٢-٣٢٨ هـ)، ج ٣، م ٢٤٢، ج ٣، م ٥٨.

۱۹۔ حضرت عائشہ سے۔ (۱)

۲۰۔ حضرت عائشہ سی سے زیارت قبور کی تاکید۔ (۲)

۲۱۔ حضرت فاطمہ ہر شب جو حضرت حمزہ کے قبر کی زیارت کو جاتی تھیں۔ (۳)

ان کے علاوہ بھی احادیث ہیں، اختصار کے خیال سے ترک کیا گیا ہے۔ جسے تفصیل کی طلب ہو، کتب نقہ کی طرف رجوع کرے۔

”فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ“۔ (اگر یہ اپنی بات میں پچے ہیں تو یہ بھی ایسا ہی کوئی کلام لے آئیں) (۴)

آداب زیارت قبور

زاروں کو مندرجہ ذیل باتوں کی مراعات کرنی چاہئے:

زار پاک ہو، زائر میت کے پائیں سے آئے سر کی طرف سے نہیں، زیارت کے وقت قبر کا رخ کرے، قرآن، سلسلیں اور توحید پڑھے، میت کے لئے روپہ قبلہ دعا کرے، قرآن کی تلاوت روپہ قبلہ کرے، پاک پانی قبر پر چھڑ کے، میت کے لئے صدقہ دے، ننگے ہیرہ رہے لات نہ مارے۔

زیارت کے بارے میں اقوال:

۱۔ عائشہ سے بطور مرفوع: رسول خدا نے فرمایا: میرے پاس جریئل آئے اور کہا کہ آپ کے پروگار نے حکم دیا ہے کہ آپ بیقیع جا کر ان کے لئے معرفت کی دعا کیجئے۔ عائشہ نے پوچھا: ہم کیسے

۱۔ صحیح مسلم (ج ۲، م ۳۶۳ کتاب الحجہ) سن بیہقی (ج ۲، م ۹، ج ۵، م ۲۲۹، مخفی الحجہ، ج ۱، م ۲۷) (۳۶۵)

۲۔ صحیح الزادہ، ج ۳، م ۵۸، بخاری بقدر (ج ۲، م ۲۲۸، ۱، حجۃ الاوسط)، (ج ۲، م ۹۹۸ حدیث ۵۰۵)

۳۔ دہان نماز پڑھتی تھیں اور گریز فرماتی تھیں، سن بیہقی، ج ۲، م ۸، المسدر ک علی الحجہ میں (ج ۱، م ۲۷) (۳۷۲) حدیث ۱۳۹۶

۴۔ سورہ طور آیت ۳۷۲

استغفار کریں؟ فرمایا کہو: السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ يَرْحَمُ اللَّهُ
الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَا وَالْمُسَاخِرِينَ وَإِنَّ إِنشَاءَ اللَّهِ بِكُمْ لَا حَقُولٌ. ابو ہریرہ اور ابن عباس کی دعا
میں قدرے فرق ہے۔ (۱)

۲۔ امیر المؤمنینؑ کو فی میں زیارت قبور فرماتے۔ (۲)

آپ یہ دعا پڑھتے "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الدِّيَارِ ..."

۳۔ فیروز آبادی سفر السعادة میں لکھتے ہیں کہ زیارت قبور، رسول خدا کی عادت تھی۔ آپ ان کے
لئے استغفار کرتے۔ اور یہ مستحب ہے۔ (۳)

۴۔ محمد حنفیہ قبر امام حسنؑ پر گریہ کرتے ہوئے گلوگیر انداز میں کہنے لگے:

"رَحْمَكَ اللَّهُ أَبا مُحَمَّدَ فَلَيَنْ عَزْتَ حَيَاكَ لَلْقَدْ هَدَتْ وَفَاتَكَ وَلَعْمَ
الرُّوحُ رُوحُ ضَمَّهُ بَدْنَكَ"

"اے ابو محمدؑ! خدا آپ پر رحمت نازل کرے، اگر آپ کی حیات عزت بخش تھی تو وفات ذات
آور، وہ بہترین روح تھی جو آپ کے بدن میں تھی، آپ کا بہترین بدن کفن میں ہے۔ ایسا کچوں نہ ہوتا
جب کہ آپ بقیدہ اولاد انبیاء، راہ ہدایت اور اصحاب کسانہ میں سے تھے۔ آپ نے دست حق سے غذا
حاصل کی، واسن اسلام میں تربیت ہوئی۔ آپ کی موت و حیات دونوں پا کیزہ ہے۔ میں خون دل روتا
رہوں گا۔ آپ کی خیر و بخلائی میں مجھے کوئی حکم نہیں"۔ (۴)

۵۔ حضرت علیؓ خباب کی قبر پر کھڑے ہو کر فرماتے ہیں: خدا خباب پر رحمت نازل کرے! ارغبت
سے اسلام لائے، فرمانبرداری سے جہاد کیا، مجاہد انہ زندگی بسر کی، حادث کو پیچھے چھوڑ گئے اور خدائیک

۱۔ صحیح مسلم، (ج ۲، ص ۳۶۲) حدیث ۱۰۳، اکتاب البخاری (سن بیہقی ج ۲، ص ۹۷، مسند احمد (ج ۳، ص ۹۰) حدیث ۸۲۶۱)، سنن البی
داود (ج ۳، ص ۲۱۹) حدیث ۲۷۲ (۲۷۲)، سنن نسائی (ج ۱، ص ۲۵۶) حدیث ۲۱۶۶، سنن ترمذی (ج ۳، ص ۳۶۹) حدیث ۱۰۵۳

مصنایع النبی (ج ۱، ص ۵۶۹) حدیث ۱۲۲۲

۲۔ مجمع الرواائد، ج ۹، ص ۲۹۹، البیان والتعیین، ج ۳، ص ۹۹ (ج ۳، ص ۱۰۲) العقد الفرید، ج ۲، ص ۶ (ج ۳، ص ۱۱)

۳۔ العقد الفرید، ج ۲، ص ۸ (ج ۳، ص ۱۲)

۴۔ سفر السعادة، ص ۷۵ (ج ۱، ص ۱۸۳)

لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ (۱)

۱۱۔ عائشہ اپنے باپ ابو بکر کی قبر پر کھڑی ہو کر کہنے لگیں: خدا آپ کا چہرہ شاداب کرے، عمل شائستہ کا اجر دے، دنیا سے منہ بچیر کر دنیا کو ذلیل اور آخرت کی طرف رخ کر کے سرخو کیا، آپ کی مصیبت رسول کے بعد سخت تھی، قرآن نے صبر کا حکم دیا ہے اس لئے کہتی ہوں: ﴿إِنَّ اللَّهَ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِحُونَ﴾، آپ کے لئے کثرت سے استغفار کرتی رہوں گی، آپ پر خدا کی سلامتی۔ (۲)

۱۲۔ حسن بصری مقبرے میں دعاء پڑھتے: اللهم رب هذه الاجساد... (۳)

۱۳۔ ابن ساک نے ابو سلیمان طائی کی قبر پر ان کے فضائل بیان کئے۔ (۴) اس قسم کی بے شمار روایتیں ہیں۔

ارشادات مشائخ

۱۔ عبد الرحمن الدخل (۵) میں سلام قبور کا طریقہ بتاتے ہیں کہ اموات پر سلام کا طریقہ یہ ہے: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ... پھر کہے: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهُمْ. پھر وہاں تھوڑا بہت دعا کرے کیونکہ ان کے اعمال کا سلسلہ ہند ہو چکا ہے، رو بقبلہ بیٹھے اور حمد و صلوٰت کے بعد میت کے لئے دعائے خیر کرے۔ یہ عام قبور کا طریقہ تھا۔ اگر میت اہم شخصیت کی ہے تو خدا سے توسل کا طلبگار ہو کیونکہ رسول اکرم کا توسل ثابت ہے اور وہ بہترین توسل ہے، یہ بات شریعت سے ثابت ہے۔ بخاری کی روایت ہے: اُس کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب نقطہ کے ایام میں رسول کے پچا عباس کے ذریعے متول ہوئے اور کہا: تو ہمیں سیراب کروئے۔ اس دعا کے بعد بارش ہوئی۔ (۶)

۱۔ الحقد الفرید، ج ۲، ص ۷۶ (ج ۳، ص ۱۲) ۲۔ المطر فوج ۲، ص ۲۳۸ (ج ۲، ص ۳۰۰)

۳۔ الحقد الفرید، ج ۲، ص ۶ (ج ۳، ص ۱۲) ۴۔ مذکوٰۃ الصوفیہ ج ۲، ص ۸۲ (ج ۳، ص ۲۶۰) (۲۳۲ انباری)

۵۔ الدخل، ج ۱، ص ۲۵۲

۶۔ صحیح بخاری (ج ۱، ص ۳۲۲) حدیث ۹۶۲، ج ۳، ص ۱۳۶۰ (۲۵۰) حدیث ۷۷

پھر صالحین کی قبر سے متصل ہو کیوں کہ حاجت پوری ہوتی ہے، مغفرت ہوتی ہے۔ پھر اپنے اور والدین وغیرہ کے لئے دعا کرے۔ اگر کوئی حاجت ہو تو قبور صالحین ہی کے قابل سے دعا کرے کیونکہ وہ خدا اور مخلوقات کے درمیان واسطہ ہیں، خدا نے انھیں شرافت و کرامت بخشی ہے اور منتخب بندے ہیں۔ صاحب سفیہ الحاجۃ لکھتے ہیں کہ ارباب بصیرت پر رoshn ہے کہ زیارت قبور صالحین پسندیدہ خدا ہے اس لئے ان سے توسل کرنا چاہئے، ان کی برکت کا فیض موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ علماء کا معمول رہا ہے کہ وہ ان سے شفاعت طلب کرتے ہیں اور برکت حاصل کرتے ہیں۔ حدیث رسول: لا تشد الروحال کا سہارا لے کر اس بات پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا کیونکہ امام غزالی نے مفید جواب دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ اولیاء سے برکت حاصل کرنا، عبادت کے لئے سفر کرنے کا حصہ ہے۔ (۱)

۲۔ عز الدین اردبیلی بھی الانوار میں زیارت قبور کو مستحب سمجھتے ہیں، لیکن عورتوں کے لئے زیارت قبور مکروہ ہے۔ قبر کی طرف متوجہ ہو کر رحمت و برکت کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ (۲)

۳۔ ابن حجیم مصری نے بحر الرائق اور بدائع السنفی کے حوالے سے زیارت قبور کو مستحب کہا ہے۔ (۳) مجہنی میں اس کو مندوب کہا گیا ہے لیکن عورتوں کے لئے حرام کا قول ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ انھیں بھی اجازت ہے۔

۴۔ ابن حجر عسکری نے ایک استفقاء کے جواب میں فرمایا کہ زیارت اولیاء قرب الہی کا ذریعہ ہے اور اس کے لئے سفر بھی مستحب ہے، اگرچہ اولیاء کی قبر پر اختلاط زن و مرد سب مفاسد بھی ہو کیونکہ مقاصد سے زیادہ ثواب متوقع نہیں ہوتا ہے۔ کوشش کرنا چاہئے کہ اختلاط نہ ہو لیکن اس سے زیارت قبور اولیاء ۰۰ حرام نہیں ہو جائے گی۔ (۴)

۵۔ خطیب شریفی بھی ارباب فضل و خیر کی قبر کی زیارت کو مستحب کہتے ہیں۔ (۵)

۶۔ مطاعلی ہرودی قاری، مرقاۃ میں زیارت قبور کی اجازت دیتے ہیں بلکہ مستحب قرار دیتے ہیں۔

۱۔ احیاء العلوم، (ج ۲، ص ۲۲۸)

۲۔ بحر الرائق فی شرح کنز الدقائق، (ج ۲، ص ۱۹۵)

۳۔ الانوار لاعمال الابرار فی الفقہ الشافعی، (ج ۱، ص ۱۲۳)

۴۔ مخفی الحجاج، (ج ۱، ص ۳۵۷)

۵۔ القیادی الکبریٰ القیادی، (ج ۲، ص ۳۲۵)

ابن عبد البر تو اس کو واجب قرار دیتے ہیں۔ (۱)

۷۔ ابن اخلاص نے مردوں کے لئے مستحب اور عورتوں کے لئے حرام کا قول لکھ کر اپنی رائے دی ہے کہ اجازت ہے دونوں کے لئے۔ روایت انس کے مطابق قبر پر سورہ یسین پڑھنا چاہئے کیونکہ اس سے عذاب قبر میں تخفیف ہوتی ہے جس طرح شبِ جمادی میں تخفیف عذاب ہوتی ہے۔ (۲)

۸۔ ابن عابدین، رواۃ الحمار علی الددر الحمار میں ہر ہفتہ زیارت قبور کو مستحب قرار دیتے ہیں اور چونکہ اس اموات کو روز جمعہ آنے والوں کی خبر ہوتی ہے، اس سے ثابت ہوا کہ روز جمعہ افضل ہے۔ (۳)

۹۔ شیخ باجوری یاد آخترت کے لئے زیارت قبور مستحب قرار دیتے ہیں لیکن عورتوں کے لئے حرام ہے کیونکہ ان کے پاس صبر کی کمی ہے۔ وہاں دعا پڑھنا، ان کے نام سے صدقہ کرنا یہ سب جائز ہے اور میت کو اس کا ثواب ہے وہ نصیحتا ہے۔ (۴)

۱۰۔ منفی یہ درت فاخوری بھی زیارت قبور مردوں کے لئے مستحب اور عورتوں کے لئے مکروہ قرار دیتے ہیں۔

۱۱۔ شیخ سقا، ارشادات سیدہ میں روایت مسلم کی بناء پر مردوں کے لئے مستحب قرار دیتے ہیں اور عورتوں کے لئے صرف رسول اکرم، عالم و صالح اور اعزہ کی قبروں پر زیارت کی اجازت دیتے ہیں، اگر وہ شہر کے حدود میں ہو اگر شہر سے باہر ہو تو شوہر یادی سے اجازت لے۔ اس سے عبرت دیا گی اور آخترت آتی ہے۔ (۵) پھر آگے آداب زیارت بیان کرتے ہیں۔

۱۲۔ منصور علی ناصف، التاج الجامع میں فرماتے ہیں کہ ان دونوں زیارت قبور بالاتفاق مستحب ہے بلکہ ابن حزم نے اسے واجب قرار دیا ہے خواہ عمر میں ایک ہی بارہو، عورتوں کو اس شرط کے ساتھ اجازت ہے کہ بے صبری نہ کریں اور ہنا و سکھار مقصود نہ ہو۔ حضرت عائشہ کا اپنے بھائی عبد الرحمن کی قبر پر

۱۔ المرقة شرح الموكا، ج ۲، ص ۲۰۲ (ج ۲، ص ۲۲۸ حدیث ۶۲۶)

۲۔ غرالا حکام طبیعہ بر حاشیہ در الرحمان ج ۱، ص ۱۶۷

۳۔ رواۃ الحمار علی الددر الحمار، ج ۱، ص ۲۰۳ (ج ۱، ص ۲۰۳)

۴۔ حاشیہ بر شرح ابن حزمی، ج ۱، ص ۷۷۷۔

۵۔ الارشادات السیدۃ ص ۱۱۱۔

جانا ثابت ہے۔ (۱)

۱۳۔ چاروں مذاہب کے علماء نے الفقہ علی المذاہب الاربعة میں زیارت قبور کو عبرت اور یاد آخرت کے لئے جائز قرار دیا ہے۔ روز جمعہ اور ایک دن قبل و بعد بھی جائز ہے اور اس کی تائید کی ہے۔ وہاں دعائیں پڑھنا چاہئے اور تضرع و زاری کرنا چاہئے۔ جس طرح مردوں کے لئے مستحب ہے اسی طرح عورتوں کے لئے بھی مستحب ہے بشرطیکہ قشنا اندیشہ نہ ہو اور وہ نوح خوانی نہ کریں۔ (۲)

مردوں کے لئے نذر و نیاز

ابن تیمیہ اور اس کے جرگے نے اس مسئلے میں برا شور مچایا ہے، گذشتہ صفحات میں قصہ (ص ۹۰) کا قول بیان کیا گیا کہ یہ سب شیعوں کی علیٰ ولاد علیٰ کے ساتھ غلوپسندی کی علامت ہے۔ حالانکہ یہ صرف افتراض ہے۔ اس معاملے میں صرف شیعہ ہی نہیں البتہ حضرات کو بھی اس سے پوری طرح اتفاق ہے۔ خالدی نے صلح الاخوان (ص ۱۰۹-۱۰۲) میں تفصیل کے ساتھ اس پر بحث کی ہے۔ وہ عمل کا دارو ندارنیت پر قرار دے کر فرماتے ہیں کہ اگر اس سے خود مردے کی ذات سے تقرب مقصود ہو تو قطعاً جائز نہیں لیکن اگر اس سے تقرب الی اللہ مقصود ہے اور اس کے ذریعہ سے مردے کو فائدہ ہو تو نچانا مقصود ہے تو اسکی نذر جائز اور منت مان کے وفا کرنا واجب ہے۔ اس بات پر ازہری، زرکشی، ابن حجر عسکری، رملی شافعی، قابی بصری، نووی، علماء الدین حنفی، خیر الدین رملی، غزالی اور شیخ قاسم بھی متفق ہیں۔

رافیٰ نے صاحب العہد یہ وغیرہ کا قول نقل کیا ہے کہ اگر کوئی شخص معینہ رقم کو اپنے ہم وطن پر صدقہ کرنے کا قصد کرے تو اسے صدقہ دینا چاہئے۔ اس کے بعد تشریع کرتے ہیں کہ اسی طرح اگر کوئی نذر کرے کہ جر جان کے قبر والوں کو ہدیہ کرے پھر وہاں وہ رقم جمع ہو کر لوگوں میں تقسیم ہو جو معروف طریقہ ہے تو نذر واقع ہو جائے گی، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ نذر عرفی ہو گی تو واقع ہو جائے گی اس کے

۱۔ اسناد الجامع للحاصل ج ۱، ص ۳۸۱ (ج ۱، ص ۳۸۲، ۳۸۳)

۲۔ الفقہ علی المذاہب الاربعة، ج ۱، ص ۳۲۳ (ج ۱، ص ۵۳۰)

علاوہ طریقہ میں دو چھوٹے سے اختلاف ہے: ایک یہ کہ نذر صحیح نہ ہو گی کیونکہ شرعی ثبوت نہیں۔ دوسرا یہ کہ نذر صحیح ہو گی جب کہ نذر کرنے والا خیر میں مشہور ہو۔ ایسی صورت میں مخصوص مصارع میں اسے خرچ ہونا چاہئے اگر اس سے تجاوز نہ کرے۔ اگر معروف طریقہ نہ اپنایا جائے تو بھی کے فتوے کے مطابق نذر باطل ہے۔ (۱)

عز امی، فرقان القرآن (ص ۱۳۳) میں کہتے ہیں کہ ابن تیمیہ کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص رسول اکرم یا دیگر انبیاء و اولیاء کے لئے نذر کرے یا کوئی جانور ذبح کرے تو وہ ان مشرکوں کی طرح ہے جو بتوں کے لئے قربانی کرتے ہیں اور منت مانتے ہیں اس طرح وہ غیر خدا کی عبادت کرتے ہیں اور کافر ہیں۔ اس سلسلے میں بڑا طولانی کلام کیا ہے۔ بعد کے مریدوں نے ابن تیمیہ کے نظریہ کو اور بھی بڑا چاہرہ دیا ہے لیکن یہ اصل میں شرعی دھوکہ ہے۔ وہ منہوم کو غلط ڈھنگ سے پیش کر رہے ہیں۔ ہر شخص جانتا ہے کہ قربانیاں میت کو نہیں پیش کی جاتیں، انبیاء و اولیاء وغیرہ کو جیسی نہیں کی جاتیں بلکہ اس کا ثواب انھیں خدا کے ذریعے سے پہنچایا جاتا ہے۔ علماء الہ مت کا اجماع ہے کہ نذر دوں کا صدقہ مردوں کے لئے نفع بخش ہے اور انھیں پہنچتا بھی ہے، اس کی تائید میں احادیث صحیح بھی موجود ہیں۔ چنانچہ حضرت سعد نے بارگاہ رسول میں عرض کی: میری والدہ گذر چکی ہیں اگر وہ زندہ ہوتیں تو میں جانتا ہوں کہ وہ یقیناً صدقہ کر دیں اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کے لئے مفید ہو گا؟ رسول خدا نے فرمایا: ہاں۔ پوچھا: کون سا صدقہ زیادہ نفع بخش ہو گا؟ فرمایا: پانی۔ سعد نے کنوں کھدا و ایسا تو رسول خدا نے فرمایا: ”هذله لام سعد“ یہ سعد کی ماں کے لئے ہے۔ یہاں لام اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ صدقہ کا فائدہ میت کو پہنچانے کے عبادات اور تقرب کے لئے ہے چنانچہ آیت ہے ﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفَقَرَاءِ﴾ (بالشبہ صدقات فقراء کے لئے ہیں) یہاں لام افادیت کے لئے ہے عبادات کے لئے نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی قربانی کرتا ہے تو وہ میت کے ثواب کے لئے کرتا ہے، اسی طرح ہدایا کا ثواب میت کو لا زی طور سے پہنچتا ہے اور شرعی حیثیت سے ثابت ہے فقہی کتابوں میں عام طور سے یہ بات ملتی ہے۔

اسی طرح نذر قربانی، انبیاء و اولیاء کے لئے شرعی حیثیت سے ثابت ہے، اس معاملے میں کوئی بھی اسلامی فرق اختلاف نہیں کرتا۔ خالدی نے اسی مفہوم کو بیان کیا ہے کہ جب کوئی کہتا ہے کہ میں نے میت کے لئے قربانی کی تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کی طرف سے خیرات کی۔

ایک استدلال ابو داؤد کی سنن سے بھی کیا جاتا ہے: ثابت بن ضحاک کی روایت ہے کہ ایک شخص نے زمانہ رسول میں نذر کی کہ ”بوانہ“ میں اونٹ کی قربانی کرے۔ رسول خدا نے فرمایا: کیا عہد جاہلیت میں وہاں عبادت ہوتی تھی؟ کہا: نہیں۔ پوچھا: کیا وہاں تقریب وغیرہ منائی جاتی تھی؟ کہا: نہیں۔ فرمایا: تو پھر وہاں جا کر نذر پوری کرو۔ بس معصیت خدا میں نذر پوری نہیں کرنی چاہئے اور جہاں انسان مالک نہیں ہے اس جگہ نذر پوری نہیں کرنی چاہئے۔ (۱)

سنن ابو داؤد میں عمر بن شعیب سے مردی ہے کہ ایک عورت نے رسول خدا کی خدمت میں عرض کی: میں نے نذر کی ہے کہ سر پر بچہ بجاوں۔ فرمایا: نذر پوری کرو۔ (تو بہ کرو، اس حدیث سے عظمت نبوت مجرد ہوتی ہے) اس نے عرض کی: میں نے نذر کی ہے کہ فلاں جگہ جہاں جاہلیت کے زمانے میں قربانی کی جاتی تھی، قربانی کروں؟ پوچھا: کیا قربانی غیر خدا کے لئے ہے؟ بولی: نہیں۔ فرمایا: بت کے لئے؟ کہا: نہیں۔ فرمایا: تو پھر اپنی نذر روفا کرو۔ (۲)

اسی طرح مجمع البلدان میں میمونہ بنت کردم کی حدیث ہے کہ ان کے باپ نے نذر کی بوانہ میں پچاس بکریوں کی قربانی کروں۔ رسول نے پوچھا: کیا وہاں بت ہیں؟ کہا: نہیں۔ فرمایا: تو پھر اپنی نذر روفا کرو۔ انہوں نے ۳۹ بکریوں کی قربانی کی، ایک بھائی تو پکڑ کے ذبح کیا اور نذر پوری کی۔ (۳)

خالدی، صلح الاخوان میں کہتے ہیں کہ خوارج کا یہ استدلال کہ انبیاء و اولیاء کی قبریں بت ہیں یا نذر، عہد جاہلی کی تقریبات میں سے ہے اس لئے نذر نہ کرنی چاہئے۔ یہ بات انبیاء کی انتہائی توہین کے مترادف ہے، اس لئے ان کے اقوال لاائق معافی نہیں۔ یہ اپنی جہالت میں پڑے رہیں گے اور

۱۔ سنن ابی داود ح ۲، ج ۳، م ۸۰ (ح ۳۲، م ۲۳۸ حدیث ۲۳۱۲)

۲۔ سنن ابی داود ح ۲، ج ۳، م ۸۱ (ح ۳۲، م ۲۳۷ حدیث ۲۳۱۳)

۳۔ مجمع البلدان، ح ۲، م ۳۰۰ (ح ۱، م ۵۰۵)

تو سل کو عبادت کھتے رہیں گے۔ (۱)

﴿أَوْلِيَّكُ الْدِّينَ طَبِيعَ اللَّهَ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَاتَّبَعُوا أَهْوَانَهُمْ﴾ (خدا نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے اور یہ خواہش نفس کی بیرونی کرتے رہتے ہیں) (۲)

زیارت کے مقبرے

دنیا میں اسلام میں بہت سے مقبرے ہیں جہاں دور و زدیک سے مسلمان زیارت کے لئے آتے ہیں۔ ان کے متعلق چاروں نفقہ کے علماء نے درس آمیز کلمات ارشاد فرمائے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مقبروں کی زیارت شعائر اسلامی میں داخل ہے۔ ہر صدی اور ہر عہد میں لوگ اس سے کب فیض کرتے رہے ہیں:

۱۔ موزن رسول، بلاں بن حامہ کا مقبرہ دمشق میں ہے۔ اس جگہ دعا میں مستجاب ہوتی ہیں مجرب ہے۔ (۳)

۲۔ سلمان فارسی کا مقبرہ: اچھی خاصی تغیر ہے۔ خلیف بغدادی، ابن جوزی وغیرہ نے زیارت کی ہے۔ (۴)

۳۔ طلحہ بن عبید اللہ: جنگ جمل میں مقتول ہوئے، عشرہ بشرہ کی فردتھے، بصرہ میں ان کا مقبرہ مر جع خلافت ہے۔ (۵)

۴۔ زبیر بن عوام: ۲۸۲ھ میں بصرہ والوں نے ان کا مقبرہ تلاش کیا۔ مر جع خلافت ہے۔ (۶)

۵۔ ابوالیوب انصاری: لوگ ان کے وسیلہ سے خشک سالی میں بارش کی دعا کرتے ہیں۔ (۷)

۱۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مص ۱۰۹۔

۲۔ (سورہ محمد آیت ۱۶) رحلۃ بن جبیر م ۲۲۹

۳۔ الحکم، ج ۵، م ۵۷ (ج ۱۲، م ۲۳۱ نمبر ۱۷۶۵)

۴۔ الحنفی، ج ۷، م ۱۸۷ (ج ۱۲، م ۲۸۲)

۵۔ رحلۃ بن بطوطہ، ج ۱، م ۱۱۶ (م ۱۸۷) محدث: محدث م ۵۹۲۹

۶۔ المسند رک علی ایکسین ج ۳، م ۳۵۸ (ج ۳، م ۵۱۸) محدث: الصنفی ج ۱، م ۱۸۷ (ج ۱، م ۲۷۲ نمبر ۲۰)

۷۔ تاریخ بغدادی ج ۱، م ۱۵۳، البدریۃ والٹہایہ ج ۸، م ۵۹ (ج ۸، م ۲۵) دول الاسلام ج ۱، م ۲۲ (م ۲۸)

۶۔ سر امام حسینؑ یہ مقبرہ مصر میں ہے۔ ابن جبیر (متوفی ۷۱۳) اپنی کتاب رحلۃ (۱) میں لکھتے ہیں کہ سر مبارک نقشی صندوق میں رکھا ہوا، زیر یہ میں مدفون ہے۔ اور پر ایسا عظیم الشان مقبرہ بنا ہوا ہے کہ اس کی توصیف کے لئے لفظیں نہیں ملتیں۔ حریری پر دے، سونے کے فانوس میں رکھی ہوئی شعیں جنہیں دیکھنے سے آنکھیں خیر ہوتی ہیں۔ روشنہ مبارک میں مسجد کی بھی بہترین تعمیر ہے جس میں رہنمی پر دے آؤ زیاد ہیں، لوگ ضریح مبارک کا بوسہ لیتے ہیں، طواف کرتے ہیں، دعا پڑھتے ہیں۔ غرض ایک اٹو ڈام ہوتا ہے۔ خدا سے تو سل اور گریہ وزاری کا عجیب سال ہوتا ہے۔ وہیں قرافہ کے پاس حضرت صالحؑ ویقوبؑ کے فرزندوں کی قبریں ہیں، آسیہ زوجہ فرعون کی قبر ہے اور چودہ پندرہ افراد اہل سنت کی قبریں ہیں۔

علام شیر اوی نے الاتحاف (۲) میں اس مشہد مقدس کے خصوصیات و زیارت اور کرامات وغیرہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ ابوالخطاب بن دحیہ کا بھی مفید رسالہ ہے جس میں قاضی زکی الدین کا استفتاء بھی ہے کہ جو شخص بھی اس شرف و برکت سے پھر پور جگہ پر حسن اعتقاد رکھے اس کے لئے مفید ہے والسلام۔

ثیر اوی نے نایاب شخص علیش الدین قوینی کی بصارت والیں آنے اور قلبین چڑھانے کا واقعہ لکھا ہے۔ وہ قالمین سلطان محمد خاں والی مصر کے عہد تک رہی۔ ثیر اوی نے آل طکی درج میں نظمیں بھی درج کی ہیں۔

۷۔ عمر بن عبد العزیز کے مقبرے پر لوگ زیارت کے لئے جاتے ہیں۔ (۳)

۸۔ ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کا مقبرہ بھی بغداد میں عظیم الشان ہے۔ امام شافعی اس مزار سے تو سل و تبرک فرمایا کرتے تھے۔ (۴) وہاں نماز پڑھ کر حاجتیں طلب کی جاتی ہیں۔ (۵)

۱۔ رحلۃ بن ابن جبیر، ص (۱۹)

۲۔ الاتحاف عجب الالشارف، ص ۲۰-۲۵ (ص ۲۵-۲۰)

۳۔ تذکرۃ الخطاط، ج ۱، ص ۱۳۲ (ج ۱، ص ۱۲۱ نمبر ۲)

۴۔ خوارزی کی مناقب ابوحنیفہ، ج ۲، ص ۱۹۹، کروی کی مناقب احمد، ج ۲، ص ۱۲۱ مفتاح السعادۃ، ج ۲، ص ۸۲ (ج ۲، ص ۱۹۳)

- ۹۔ مصعب بن زبیر کے مقبرے کی بھی اسی طرح زیارت کی جاتی ہے جس طرح قبر امام حسینؑ کی۔ (۱)
- ۱۰۔ مالکیوں کے امام بالک بن انس کی قبر بیچی مدینہ میں ہے۔ (۲)
- ۱۱۔ لیث بن سعد خنی کا مقبرہ بھی زائروں کی آماجگاہ ہے۔ (۳)
- ۱۲۔ کاظمین شریف میں امام کاظمؑ کا مقبرہ مرچ خلائق اور باب الحوانج ہے۔ (۴)
- ۱۳۔ امام ثانی ابو الحسن علی بن موسیٰ الرضاؑ کا مقبرہ خراسان میں مرچ خلائق ہے جہاں انہیں محمدؑ حاضری دیتے رہتے ہیں۔ (۵)
- ۱۴۔ عبد اللہ بن غالب حدافی کا مقبرہ بھی ہے جو روز تزویہ قتل ہوئے، لوگ ان کی خاک قبر کو پکڑوں میں مشک کی طرح لگاتے ہیں۔ (۶)
- ۱۵۔ عبد اللہ بن عون ابو عون خزار بصری کا مقبرہ بھی ہے۔ (۷)
- ۱۶۔ علی بن نصر بن علی کا مقبرہ۔ (۸)
- ۱۷۔ معروف کرخی کا مقبرہ بھی تریاق مجرب کہا جاتا ہے۔ (۹)
- ۱۸۔ عبید اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن الحسینؑ کا مقبرہ بھی مقبرہ نذور کے نام سے معروف ہے۔ (۱۰)
- ۱۹۔ امام شافعی کا مقبرہ بھی قرافہ صفری میں مرچ خلائق ہے۔ (۱۱)

۱۔ الخنزف، ج ۷، ص ۲۰۶ (ج ۱۵، ص ۱۳)

۲۔ الجواہر المعتبر، ج ۱، ص ۳۱ (ج ۲، ص ۲۰، نمبر ۱۱۳) ۳۔ رحلۃ بن حبیر ص ۱۵۳ (ص ۲۳)

۴۔ تاریخ بغدادی، ج ۱، ص ۱۲۰، شذررات النسب، ج ۲، ص ۳۸ (ج ۳، ص ۹۷)

۵۔ تہذیب، ج ۷، ص ۳۸۸ (ج ۷، ص ۳۳۹)

۶۔ حلیۃ الاولیاء، ج ۲، ص ۳۵۸، تہذیب الجذیب، ج ۵، ص ۳۵۳ (ج ۳، ص ۲۱۰)

۷۔ حلیۃ الاولیاء، ج ۳، ص ۳۹، تہذیب الجذیب، ج ۵، ص ۳۲۸ (ج ۵، ص ۲۰۵)

۸۔ حاشیۃ غلام المخرجی ص ۲۲۵ (ج ۲، ص ۲۵۸، نمبر ۵۰۵۷)

۹۔ تاریخ بغدادی، ج ۱، ص ۱۲۲، صفتۃ الصفوۃ، ج ۲، ص ۱۸۳ (ج ۲، ص ۳۲۳ نمبر ۲۲۰)

(۱۰) تاریخ بغدادی ج ۱، ص ۱۲۳

۱۱۔ وفاتات الاعیان، ج ۲، ص ۳۰ (ج ۲، ص ۱۶۵ نمبر ۵۵۸) مطبقات القراء، ج ۲، ص ۷، دول الاسلام، ج ۲، ص ۱۰۵ (ص ۲۲۲)



۲۰۔ ابو سلیمان دارانی۔ (۱)

۲۱۔ سیدہ نفیسہ۔ (۲)

۲۲۔ امام احمد بن حنبل کا مقبرہ بھی مر جع خلائق ہے۔ (۳)

احمد بن حنبل کے مرقد کے بیشتر فضائل تذکرہ نگاروں نے لکھے ہیں۔ ان کی جو بہ کراحتیں بھی منقول ہیں۔ ان جزوی کی منظوم میں ہے کہ خداوند عالم ہر سال احمد بن حنبل کے قبر کی زیارت کرتا ہے۔ ایک نیک مرد ابوالعلی حربی کے بیان کے مطابق شدید بارش میں یہ حضرت زیارت قبر کے لئے گئے، دیکھا کہ قبر حنفی گئی ہے وہ سمجھے کہ بارش کی وجہ سے دھنسی ہے۔ قبر سے آواز آئی کہ خداوند عالم میری زیارت کر رہا ہے انہوں نے فرمایا کہ میری قبر میں رسول خدا کے بال بھی ہیں، رمضان المبارک میں زیارت کیا کرو۔ (۴) احمد بن حافظ ابن عساکر کے مطابق جو مرقد احمد بن حنبل کی زیارت کرے خدا اسے بخش دیتا ہے۔ (۵) احمد بن حنبل کے فضائل و برکات بے شمار ہیں۔

۲۳۔ ذوالنون مصری کی قرافہ صغير میں قبر ہے۔ (۶)

۲۴۔ بکار بن قتیبہ بکراوی۔ (۷)

۲۵۔ ابراہیم حربی۔ (۸)

۲۶۔ امام علی دیلمی۔ (۹)

۱۔ البدیعی والہجی، ج ۱۵، ص ۲۵۹ (ج ۱۰، ص ۲۸۱)

۲۔ وفیات الاعیان، ج ۲، ص ۲۳۰ (ج ۵، ص ۲۲۲ نمبر ۷۶)

۳۔ طبقات الحکایات ص ۱۱ (ص ۱۳۰) دوں الاسلام ج ۱، ص ۱۱۳ (ص ۱۳۰) لحاظ، ج ۱۰، ص ۲۸۳ (ج ۱۸، ص ۲۳۸)

۴۔ مناقب احمد، ص ۲۵۲ (ص ۲۰۷)

۵۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۲، ص ۳۶ (ج ۵، ص ۲۳۲ نمبر ۱۳۶)

۶۔ وفیات الاعیان، ج ۱، ص ۱۰۹ (ج ۱، ص ۳۱۸ نمبر ۱۲۹)

۷۔ الجوہر المعبیر، ج ۱، ص ۷۱ (ج ۱، ص ۳۶۱)

۸۔ صفت الصفوۃ، ج ۲، ص ۲۲۲ (ج ۲، ص ۲۱۰ نمبر ۲۸۹)

۹۔ صفت الصفوۃ، ج ۲، ص ۲۲۳ (ج ۲، ص ۲۱۲ نمبر ۲۹۲)

۲۷۔ علی بن محمد بن بشار۔ (۱)

۲۸۔ یعقوب بن اسحاق ابو عوانہ۔ (۲)

۲۹۔ عبد اللہ بن احمد بن طباطبی۔ (۳)

۳۰۔ حافظ علی بن محمد عاصی۔ (۴)

۳۱۔ عبد الملک بن محمد خرگوشی۔ (۵)

۳۲۔ محمد بن حسن بن فورک اصفهانی۔ (۶)

۳۳۔ ابو جعفر بن ابی موسیٰ۔

۳۴۔ ابو علی حسن بن ابی الحیش۔ (۷)

۳۵۔ الحستم علی اللہ عجمی اندری۔ (۸)

۳۶۔ نصر بن ابراہیم مقدسی۔ (۹)

۳۷۔ فقیر شافعی علی بن حسن مصری۔ (۱۰)

۳۸۔ علی بن اسماعیل محمد۔ (۱۱)

۱۔ الحستم، ج ۲، ص ۱۹۹ (ج ۱۳، ص ۲۵۲ نمبر ۷۷۷)

۲۔ تذكرة الحفاظ، ج ۲، ص ۲ (ج ۲، ص ۷۸۰ نمبر ۷۷۴)

۳۔ وفاتات الاعیان، ج ۱، ص ۲۸۲ (ج ۲، ص ۲۸۲ نمبر ۷۷۳)

۴۔ البدریۃ والنهایۃ، ج ۱، ص ۳۵۱ (ج ۱۱، ص ۳۰۳ نمبر ۷۷۰)

۵۔ شفاء الشام، ص ۲۹ (نمبر ۷۷۹)

۶۔ وفاتات الاعیان، ج ۲، ص ۵۷۶ (ج ۲، ص ۲۷۲ نمبر ۱۱۰)

۷۔ الحستم، ج ۸، ص ۳۶ (ج ۱۵، ص ۲۰۲ نمبر ۱۳۶۳)

۸۔ شذرات الذهب، ج ۳، ص ۳۹۰ (ج ۵، ص ۲۸۷ نمبر ۱۳۶۴)

۹۔ شذرات الذهب، ج ۳، ص ۳۹۶ (ج ۵، ص ۳۹۷ نمبر ۱۳۶۵)

۱۰۔ شذرات الذهب، ج ۳، ص ۳۹۹ (ج ۵، ص ۳۹۹ نمبر ۱۳۶۶)

۱۱۔ نسل الاججاج، ص ۱۹۸

- ۳۹۔ خضر بن نصر۔ (۱)
 ۴۰۔ نور الدین محمود بن زنگی۔ (۲)
 ۴۱۔ قاسم بن فیرہ شاطئی۔ (۳)
 ۴۲۔ احمد بن جعفر خزری سقی۔ (۴)
 ۴۳۔ محمد بن احمد حنبلی ابو عمر و مقدسی۔ (۵)
 ۴۴۔ سیف الدین قمری۔ (۶)
 ۴۵۔ اسحاق بن سعیدی اعرج۔ (۷)
 ۴۶۔ شیخ احمد بن علی بدودی۔ (۸)
 ۴۷۔ شیخ حسین جاکی۔ (۹)
 ۴۸۔ احمد بن علوان۔ (۱۰)
 ۴۹۔ ابو علی بن بنان۔ (۱۱)

- ۱۔ البدایہ والنهایہ، ج ۱۲، ص ۲۷ (ج ۱۲، ص ۲۵۲) (۳۵۲)
- ۲۔ البدایہ والنهایہ، ج ۱۲، ص ۲۸۲ (ج ۱۲، ص ۲۵۰)
- ۳۔ طبقات القراء، ج ۲۳، ص ۲۲.
- ۴۔ نسل الاجتاج، ص ۲۲.
- ۵۔ شذرات الذهب، ج ۵، ص ۳۰ (ج ۷، ص ۵۶)
- ۶۔ شذرات الذهب، ج ۵، ص ۱۶۱ (ج ۷، ص ۵۶)
- ۷۔ نسل الاجتاج، ج ۱، ص ۱۰۰.
- ۸۔ شذرات الذهب، ج ۵، ص ۳۳۶ (ج ۷، ص ۵۰۶)
- ۹۔ طبقات الاخیار، ج ۲، ص ۲.
- ۱۰۔ مرآۃ الحجات، ج ۳، ص ۳۵۷
- ۱۱۔ ساری خیقدار، ج ۱۳، ص ۳۲۷

۵۰۔ ابو عبد اللہ قرقشی اندکی۔ (۱)

۵۱۔ شیخ ابو بکر بن عبد اللہ عیدروں باعلوی کی قبر مرچ غلائق ہے۔ (۲)

ان قبروں کے لئے دعائیں مستحب ہونے کی بات مشہور ہے۔ (۳) ان کے علاوہ بھی اور مقبرے
مرچ غلائق ہیں جنہیں اختصار کے خیال سے نظر انداز کیا جاتا ہے۔

آخری بات

یہ تمام چیزیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ صدر اسلام سے آج تک مقبرے، زیارت گاہ خلائق رہے
ہیں۔ تمام فرقہ اسلامی کے افراد ان مقبروں کی زیارت کرتے، نمازیں پڑھتے، ان سے توسل کرتے اور
حاجتیں پیش کر کے پوری ہونے کی تمنا کرتے ہیں۔ اگر یہ سب بدعت و شرک ہے تو پھر اہن
تیمہر اور ان کے جرگے کے علاوہ دنیا میں کوئی مسلمان ہی نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ یہ طریقہ جیسا کہ
قصیٰ نے کہا، صرف شیعوں سے مخصوص نہیں بلکہ زیارت قبور کے معاملے میں چاروں مسلم ملت متفق ہیں۔
قصیٰ نے الصراع (۴) میں علامہ امین کا تصدیہ جس میں خاندان اہل بیت سے توسل کا تذکرہ
ہے، نقل کر کے کہا ہے کہ شیعوں کے اس طرح کے خیالات انتہائی بدتر اور مخالف اسلام ہیں، قبر حسین سے
شفا طلب کرنا اور وہاں حاجتیں پیش کرنا شیعوں کی آفت ہے۔ (۵)

”کبرت کلمة تخرج من افواههم“

ان کی زبان سے بڑی بات لکل رہی ہے وہ سراسر جھوٹ بول رہے ہیں۔

احادیث کی ریڑھ ماری

شیعی احادیث کے متعلق مہل بکواس بہت زیادہ ہے جس کے منہ میں جو آتا ہے ایک غلطی نکال کر

۱۔ شذرات الذهب، ج ۳، ص ۳۲۲ (ج ۲۵، ص ۵۵۶)

۲۔ شذرات الذهب، ج ۸، ص ۸۰ (ج ۱۰، ص ۹۳)

۳۔ الصراع، ج ۲، ص ۱۲

۴۔ شذرات الذهب، ج ۲، ص ۸۱

۵۔ الصراع، ج ۲، ص ۱۲

جگہی کرنے لگتا ہے۔ ایک امام غائب کے جعلی خط کی نشاندہی کرتا ہے۔ دوسرا اسے امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام کی طرف جھوٹی نسبت دیتا ہے۔ نہ سے گستاخانہ تہہت کی پرواہ ہے نہ سے دروغ بانی پر شرم دامن گیر ہوتی ہے۔ اور وہ صاحب ہیں علم کی قنے سے لت پت عبد اللہ قصیٰ صاحب۔ وہ الصراع (۱) میں لکھتے ہیں:

چ بات تو یہ ہے کہ شیعہ راویوں میں خواہش نفس کے مرید، دنیاداری کے لئے یا اہل دنیا سے تقرب حاصل کرنے کے لئے اہل سنت اور احادیث کی دشمنی میں حد سے آگے بڑھ جانے والے بہت زیادہ ہیں۔ لیکن علماء اہل سنت نے ان کی ماہیت کو عظیم الشان طریقے پر آشکار کیا ہے۔ آگے فرماتے ہیں: اہل سنت کے راویوں میں دنیا یا اہل دنیا کے تقرب کے لئے یا پست مقصود یا باطل عقیدے کی کمک کے لئے دروغ سازی میں متمم افراد موجود ہی نہیں ہیں۔ لیکن ہاں کبھی اہل سنت راویوں کے درمیان ایسے افراد مل جاتے ہیں جن کا حافظہ بہتر نہیں یا انھیں نیا نیا کام رض لاحق ہے یا فریب کاروں کے فریب کاشکار ہو گئے ہیں۔ ماہرین رجال نے جرح و تعدیل کر کے اس قسم کے افراد کی نشاندہی کر دی ہے۔

شاید کوئی محقق خیال کرے کہ اس بے بنیاد دعوے میں سچائی کی بویا صداقت کا شائیب ہے۔ اسے کیا پہنچ کر بکے ہوئے قلم صرف اتهام طرازی ہی کرتے ہیں۔ آج قوموں کی پیش رفت اسی دروغ بانی پر ہے، سیاست دنیا کا محور ہر جہتی طور پر دروغ، تہہت اور پروپگنڈہ ہی پر ہے۔ وہ ان متذکرہ طریقوں سے حالات و نظریات و عقائد کو شخصی منافع کی پیچی میں قطعی الٹ دیتے ہیں۔ آج دنیا میں ایسے افراد موجود ہیں جن کی روزی روزی کی ضرورتیں انھیں دروغ و خرافات کے مل پر پوری ہوتی ہیں۔ وہ انہی سے ہرے افراد کو غلط و نادرست باتیں سمجھادیتے ہیں۔ اور اگر خدا نے ”ما یلفظ من قول الا للدیه رقیب عتید“ کے ذریعے تہدید نہ کی ہوتی اور قرآن نے جھوٹ بولنے والے کو عذاب کرنے کی بات نہ کی ہوتی تو یہ لوگ اس سے بھی زیادہ جھوٹ بولتے۔

اسی بنا پر میرے اوپر لازم ہو جاتا ہے کہ قارئین کرام کو اس حقیقت سے آگاہ کریں اور اہل سنت

کے راویوں کا کچھ چھایا بیان کریں کہ جن کے بارے میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ ان میں دروغ سازی کرنے والے موجود ہی نہیں۔ ہم یہاں ان راویوں کے نام لکھ رہے ہیں جن کے کذاب ہونے کی نشاندہی کی گئی ہے۔ ان میں سبھی دنیاداری، اہل دنیا سے تقرب اور عقائد بالطلہ کے لئے جعلی حدیثوں کا انبار لگانے والے ہیں۔ ابھی اچھی طرح پرده فاش ہو جائے گا کہ انہوں نے رسول خدا اور ان کی سنت کے ساتھ کیا کیا خیانت کی ہے۔

کذاب اور جعل ساز محدثین

حرف الف (۱۲۲ ابرار اوی):

- ۱۔ ابیان بن جعفر ابوسعید بھری: کذاب، جھوٹی حدیث رسول گزرتا۔ اس نے ابوحنیفہ کی طرف تین سو سے زیادہ حدیثیں منسوب کر دیں جسے امام ابوحنیفہ نے بیان ہی نہیں کیا۔ (۱)
- ۲۔ ابیان بن فیروز ابو عیاش بھری: شعبہ کہتے ہیں کہ اگر ابو عیاش کذاب نہ ہو تو میرا جاس، فقیر کو صدقہ دے دو۔ اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس نے رسول کی طرف جھوٹ منسوب کیا۔ احمد بن خبل نے ابن حمین کو خط لکھا، جس میں ابیان کی بات لکھی تھی: تو اسے لکھتا ہے حالانکہ تو جانتا ہے کہ ابیان کذاب ہے۔ نیز شعبہ ہی کا بیان ہے کہ اگر کوئی مرد زنا کرے تو اس سے کہیں بہتر ہے کہ ابیان سے روایت کرے، اگر میں گدھے کے پیشتاب سے لکھوں تو بہتر ہے کہ میں ابیان سے روایت کرول۔ اس نے انس سے ڈیڑھ ہزار سے زیادہ بے اصل حدیثیں روایت کی ہیں۔ (۲)
- ۳۔ ابراہیم بن ابی جیہ، کذاب تھا۔ (۳)
- ۴۔ ابراہیم بن ابو لیث: کذاب، جعلی حدیثیں بنانے والا اور متروک الحدیث۔ (۴)

- ۱۔ میزان الاعدال، ج ۱، ص ۰۹ (ج ۱، م ۲۷ نومبر ۲۰۰۲) تذکرة الموضوعات ص ۲۰ (ص ۸۲) ملکانی المصوّع ج ۲، م ۱۳ (ج ۲۲ م ۲۰۰۲)
- ۲۔ تہذیب العہد یہ، ج ۱، م ۹۹ (ج ۱، م ۸۶) نسائی المفتخار اہل کین (ص ۲۵ نومبر ۲۰۰۲)
- ۳۔ تذکرة الموضوعات، م ۲۰ (ص ۲۲)
- ۴۔ تاریخ بغداد، ج ۱، م ۱۹۶، میزان الاعدال، ج ۱، م ۲۷ (ج ۱، م ۵۲ نومبر ۲۰۰۲)

- ۵۔ ابراہیم بن ابی سعید ابو اسحاق مدفی: کذاب، جھوٹی حدیثیں بنا تا۔ امام نسائی نے اس کو رسول کی طرف جھوٹی حدیثیں منسوب کرے والوں میں شمار کیا ہے۔ (۱)
- ۶۔ ابراہیم بن احمد روانی ضریر: جھوٹی حدیثیں بنا تا۔ (۲)
- ۷۔ ابراہیم بن احمد عجلی: جھوٹی حدیثیں گڑھتا تھا۔ (۳)
- ۸۔ ابراہیم بن اسحاق بن سیلی بغدادی: کذاب تھا۔ (۴)
- ۹۔ ابراہیم بن براء النصاری: اس کی تمام حدیثیں جعلی ہیں۔ (۵)
- ۱۰۔ ابراہیم بن بکر شیعی ابی اسحاق اعور مقیم بغداد: اس کی تمام حدیثیں جھوٹی ہیں۔ (۶)
- ۱۱۔ ابراہیم بن حراث سات: ترمذی کا محاصر تھا۔ کذاب تھا، بہت سی حدیثیں گڑھ ڈالیں۔ (۷)
- ۱۲۔ ابراہیم بن زکریا ابی اسحاق عجلی: اس کی حدیثیں مکریں ہنس سے جھوٹی حدیثیں روایت کیں۔ (۸)
- ۱۳۔ ابراہیم بن صرمہ النصاری: خبیث، کذاب تھا، خدا و رسول پر دروغ بانی کی۔ (۹)
- ۱۴۔ ابراہیم بن عبد اللہ سفرق: کذاب اور حدیث ساز تھا۔ (۱۰)
- ۱۵۔ ابراہیم بن عبد اللہ بن خالد مصیحی: جھوٹا، حدیثیں چڑھاتا، جعلی حدیثیں بنا تا۔ (۱۱)

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۲۸، خلاصہ العہد یہ بیس ۱۸، (ج ۱، ص ۵۲۷) طبل احمد بن ضبل (ج ۲، ص ۵۲۵) (۲۵۲۲ نومبر ۱۹۵۰)

۲۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۱۰، ج ۱، ص ۲۲۳) اکالی فی ضعفاء الرجال، (ج ۱، ص ۱۲۷) (نومبر ۱۹۵۱)

۳۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۱۰ (ج ۱، ص ۲۵) (سان الیگر ان، ج ۱، ص ۲۷) (ج ۱، ص ۱۲) (نومبر ۱۹۵۰)

۴۔ تذکرة الموضوعات، ص ۸۷ (ص ۵۵)

۵۔ اکالی فی ضعفاء الرجال، (ج ۱، ص ۲۵۵) (۸۵ نومبر ۱۹۵۰) میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۱۲ (۲۹ نومبر ۱۹۵۰) تذکرہ الموضوعات، ص ۸۷، (ص ۶۱)

۶۔ تاریخ بغداد ج ۲، ص ۳۶، (سان الیگر ان ج ۱، ص ۳۰) (نومبر ۱۹۵۰)

۷۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۶ (ج ۱، ص ۲۷) (نومبر ۱۹۵۰)

۸۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۱۶ (ج ۱، ص ۳۳) (نومبر ۱۹۵۰)

۹۔ تاریخ بغداد ج ۲، ص ۱۰۲، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۱۹ (ج ۱، ص ۳۸) (نومبر ۱۹۵۰)

۱۰۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۰ (ج ۱، ص ۳۸) (نومبر ۱۹۵۰)

۱۱۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۲ (ج ۱، ص ۳۲) (سان الیگر ان، ج ۱، ص ۲۷) (نومبر ۱۹۵۰)

- ۱۶۔ ابراہیم بن عبد اللہ المخزومی: لائق اعتماد نہیں، مخلوق انسانوں سے حدیث قتل کرتا ہے۔ (۱)
- ۱۷۔ ابراہیم بن عبد اللہ بن جحام صنعاوی: کذاب و حدیث ساز ہے۔ (۲)
- ۱۸۔ ابراہیم بن علی آمدی: فقیہ فاضل ہے، غلط بیانی کرتا تھا۔ (۳)
- ۱۹۔ ابراہیم بن فضل اصفہانی ابو منصور بار: جھوٹا حافظ، بازار اصفہان میں کھڑے ہو کر جھوٹی حدیثیں بیان کرتا۔ معمراً کہتے ہیں کہ بازار میں سند صحیح کے ساتھ حدیث بیان کر رہا تھا جب تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ شیطان بول رہا ہے۔ (۴)
- ۲۰۔ ابراہیم بن مختر ابو اسحاق بغدادی: فضل اس کی تکذیب کرتے ہیں۔ ابن عدی کہتے ہیں: حدیث کا چور ہے۔ (۵)
- ۲۱۔ ابراہیم بن محمد عکاشی: نہایت جھوٹا تھا۔ (۶)
- ۲۲۔ ابراہیم بن منقوش زیدی: ازوی کہتے ہیں کہ حدیثیں بناتا ہے۔ (۷)
- ۲۳۔ ابراہیم مہاجر مدینی: کذاب تھا۔ (۸)
- ۲۴۔ ابراہیم بن مہدی ایلی ابو اسحاق بصری: ازوی کہتے ہیں کہ وہ جھوٹی حدیثیں گزشتا تھا۔ (۹)

۱۔ میزان الاعدال، ج ۱، ص ۲۰ (ج ۱، ص ۱۳۲ نمبر ۱۲۶)

۲۔ میزان الاعدال، ج ۱، ص ۲۱ (ج ۱، ص ۳۲ نمبر ۱۲۷) تذکرۃ الموضوعات ص ۱۱۲ (۱۲) (اللائی المصوّحة ج ۲، ص ۱۹۰ (ج ۲، ص ۱۳۶))

۳۔ میزان الاعدال، ج ۱، ص ۲۲ (ج ۱، ص ۵۹ نمبر ۱۵) لسان المیزان، ج ۱، ص ۸۲ (ج ۱، ص ۱۳۳ نمبر ۲۲۳)

۴۔ میزان الاعدال، ج ۱، ص ۲۵ (ج ۱، ص ۵۲ نمبر ۱۲) شدرات الذهب، ج ۳، ص ۹۵ (ج ۲، ص ۱۵۵) لسان المیزان، ج ۱، ص ۸۹ (ج ۱، ص ۸۵ نمبر ۲۵۸)

۵۔ ابن عدی اکاٹل فی ضعفه الرجال، ج ۱، ص ۳۷ نمبر ۱۱۳) تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۱۸۵

۶۔ میزان الاعدال، ج ۱، ص ۲۹ (ج ۱، ص ۶۲ نمبر ۱۹۶)

۷۔ میزان الاعدال، ج ۱، ص ۳۱ (ج ۱، ص ۷۶ نمبر ۲۲۱) (اللائی المصوّحة ج ۱، ص ۱۶۵ (ج ۱، ص ۳۱۸))

۸۔ تذکرۃ الموضوعات ص ۱۸ (ص ۱۲) نسائی کی کتاب الصعفاء والآخر دیکین (ص ۱۳۲ نمبر ۸)

۹۔ میزان الاعدال، ج ۱، ص ۳۲ (ج ۱، ص ۲۸ نمبر ۲۲۷) خلاصۃ الجذب ص ۲۹ (ج ۱، ص ۷۵ نمبر ۲۹۱) تہذیب الجذب،

ج ۱، ص ۲۰ (ج ۱، ص ۱۳۷ نمبر ۱۳۷)

- ۲۵۔ ابراہیم بن نافع جلب: کذاب تھا۔ (۱)
- ۲۶۔ ابراہیم بن حد بہ ابو بدیر بصری: خبیث، کذاب، غلط باقی ان کی طرف منسوب کرتا۔ ایک شادی میں شرکت کی اور شراب پی کرنا پڑے گانے لگا۔ (۲)
- ۲۷۔ ابراہیم بن ہراسہ شیعائی کوئی: مخلکوں، متذکر الحدیث اور کذاب تھا۔ (۳)
- ۲۸۔ ابراہیم بن ہشام عسائی: کذاب تھا۔ (۴)
- ۲۹۔ ابراہیم بن سعید بن زہیر: کذاب تھا۔ (۵)
- ۳۰۔ ابرد بن اشرش: کذاب اور حدیث ساز تھا۔ (۶)
- ۳۱۔ احمد بن ابراہیم مرثی: جھوٹی حدیثیں بیان کرتا۔ (۷)
- ۳۲۔ احمد بن ابی عرآن جرجانی: جھوٹی حدیثیں گزشتاتھا۔ (۸)
- ۳۳۔ احمد بن ابراہیم بن موی: کذاب تھا اور اس سے روایت لیتا جائز نہیں۔ (۹)
- ۳۴۔ احمد بن ابی سعید انعامی: کذاب تھا اور غیر معتبر لوگوں سے حدیث لیتا۔ (۱۰)
- ۳۵۔ احمد بن احمد ابوالجہاس بغدادی حنبلی: بے شمار حدیثیں کا حافظ ہے۔ ابن اخفر نے اس کی

- ۱۔ تذکرۃ الجہد بیب، ج ۱، ص ۱۵۲؛ لسان المیزان، ج ۱، ص ۱۱ (ج ۱، ص ۱۸ نومبر ۲۶۰)
- ۲۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۲۰۱، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۲ (ج ۱، نومبر ۲۳۲) تذکرۃ الموضوعات ص ۲۶۹ (ص ۳۹، ۵۱)
- ۳۔ لالہ لی المصنوعة، ج ۲، ص ۲۲۵، ۲۲۲، ۱۰۲، ۵۸ (ج ۲، ص ۱۰۳) (۲۳۲، ۲۳۷، ۱۸۲) لسان المیزان، ج ۱، ص ۱۲۱ نومبر ۲۷۱
- ۴۔ لسان المیزان، ج ۱، ص ۱۲۱ (ج ۱، ص ۲۲۳ نومبر ۲۷۲)
- ۵۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۲، ص ۳۰ (ج ۱، ص ۲۶۱) (۵۲۷ نومبر ۲۷۲) لسان المیزان، ج ۱، ص ۱۲۲ (ج ۱، ص ۲۲۳ نومبر ۲۷۳)
- ۶۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۶ (ج ۱، ص ۷ نومبر ۲۶۹) (لالہ لی المصنوعة، ج ۱، ص ۱۲۹ (ج ۱، ص ۳۳۸)
- ۷۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۸ (ج ۱، ص ۸۰ نومبر ۲۸۶) تذکرۃ الموضوعات ص ۳۸ (ص ۲۶)
- ۸۔ تذکرۃ الموضوعات، ص ۵۸ (۳۹)
- ۹۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۵۵ (ج ۱، ص ۸۰ نومبر ۲۸۷)
- ۱۰۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۶۷ (ج ۱، ص ۱۲۶ نومبر ۲۶۵)

کذب کی ہے۔ (۱)

- ۳۶۔ احمد بن اساعل ابو خداونہ ہی: مالک بن انس کا مصاحب اور کذاب تھا۔ (۲)
- ۳۷۔ احمد بن بکر بائی ابوبعید بن بکر ویہ: جھوٹی حدیثیں بیان کرتا تھا۔ (۳)
- ۳۸۔ احمد بن ثابت رازی فرخویہ: بلاشبہ کذاب تھا۔ (۴)
- ۳۹۔ احمد بن جعفر بن عبد اللہ سار: ابو قیم کا استاد تھا، جھوٹی حدیثیں بیان کرتا تھا۔ (۵)
- ۴۰۔ احمد بن جعفر بن عبد اللہ بن یونس: مہمل آدمی تھا، جھوٹی حدیثیں بیان کرتا تھا۔ (۶)
- ۴۱۔ احمد بن حامد سرقندی: جنہیں دیکھا نہیں ان سے حدیث بیان کرتا تھا۔ (۷)
- ۴۲۔ احمد بن حسن بن ابیان مصری۔ طبرانی کا استاد، کذاب، دروغ باف اور معتبر لوگوں کے نام سے حدیث بیان کرتا تھا۔ (۸)
- ۴۳۔ احمد بن حسن بن قاسم کوفی: کذاب تھا اور معتبر لوگوں کا نام لے کر حدیث بیان کرتا تھا۔ (۹)
- ۴۴۔ احمد بن حسین بن اقبال مقدسی ابو بکر صائد: کذاب تھا، جب اس کا جھوٹ کھلا تو لوگ اس سے الگ ہو گئے۔ (۱۰)

۱۔ شدرات الذهب، ج ۵، ص ۶۲ (ج ۷، ص ۱۱۲) حادث ۱۱۵

۲۔ تاریخ بغداد، ج ۳، ص ۲۲، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۹ (ج ۱، ص ۸۳ نومبر ۲۹۹) تہذیب العہد بیب، ج ۱، ص ۱۶ (ج ۱، ص ۱۲)

۳۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۰ (ج ۱، ص ۸۶ نومبر ۲۰۹)

۴۔ لسان المیزان، ج ۱، ص ۱۲۲) میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۸۶ (ج ۱، ص ۳۱۲)

۵۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۱ (ج ۱، ص ۷۸ نومبر ۳۱۷) شدرات الذهب، ج ۲، ص ۳۲ (ج ۲، ص ۲۲۲)

۶۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۱ (ج ۱، ص ۸۸ نومبر ۳۲۲)

۷۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۲ (ج ۱، ص ۸۹ نومبر ۳۲۷)

۸۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۲ (ج ۱، ص ۸۹ نومبر ۳۲۰) تذكرة الموضوعات، ص ۱۰۸، ۶۵ (ص ۷۶، ۳۸) المکالی المصوّر
ج ۱، ص ۴۵ (ج ۱، ص ۲۹۵)

۹۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۲ (ج ۱، ص ۹۰ نومبر ۳۲۳) تذكرة الموضوعات (ص ۹، ص ۱۱۳) (ص ۷، ۸۰، ۸۰) الحکم، ج ۵، ص ۳۲
(ج ۱۲، ص ۲۷ نومبر ۱۵۵۸)

۱۰۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۲ (ج ۱، ص ۹۲ نومبر ۳۱۳) لسان المیزان، ج ۱، ص ۱۵۸ (ج ۱، ص ۱۶۶ نومبر ۵۰۸)

- ۲۵۔ احمد بن حسین ابو الحسین بن ساک واعظ: ابن ابی الغوارس اسے کذاب کہتے تھے۔ (۱)
- ۲۶۔ احمد بن خلیل زفلی قومی: کذاب تھا، جو لوگ پیدائشیں ہوئے ان کے نام سے حدیث بیان کرتا تھا۔ (۲)
- ۲۷۔ احمد بن داؤد بن عبد الغفار رافی: کذاب اور حدیث ساز تھا۔ (۳)
- ۲۸۔ احمد بن داؤد عبد الرزاق کا بھانجہ: سب سے بڑا جھوٹا تھا، اس کی سبھی حدیثیں جھوٹی ہیں۔ (۴)
- ۲۹۔ احمد بن سلیمان قرشی: متذوک الحدیث و کذاب تھا۔ (۵)
- ۳۰۔ احمد بن سلیمان ابو جعفر قواری بخاری: کذاب تھا، حماد بن سلمہ کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کیں۔ (۶)
- ۳۱۔ احمد بن صالح ابو جعفر شمشوی مصری مقیم مکہ: کذاب تھا، حدیث ساز اور مکمل گوئا۔ (۷)
- ۳۲۔ احمد بن طاہر بن حرملہ مصری: کذاب تھا، اپنے دادا اور شافعی سے جھوٹی حدیثیں بیان کرتا تھا۔ (۸)
- ۳۳۔ احمد بن عبد الجبار کوفی: کذاب تھا۔ (۹)

- ۱۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۱۱۱؛ لحاظم، ج ۲، ص ۶۷ (ج ۱۵، ص ۲۳۸ نمبر ۳۱۸۲) میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۳ (ج ۱، ص ۹۳ نمبر ۲۷) (۳۲۵)
- ۲۔ لسان المیزان، ج ۱، ص ۱۶ (ج ۱، ص ۵۳۰)
- ۳۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۵ (ج ۱، ص ۷۷ نمبر ۳۲۷)
- ۴۔ تذكرة الموضوعات، ص ۲، ۲۰، ۲۲ (ج ۱، ص ۳۵) میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۵ (ج ۱، ص ۹۶ نمبر ۳۷) الالئی المصوّرة، ج ۲، ص ۲۲ (ج ۲، ص ۳۱ نمبر ۳۲۲)
- ۵۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۸ (ج ۱، ص ۱۰۲ نمبر ۳۹۸) الالئی المصوّرة، ج ۲، ص ۲۷
- ۶۔ تاریخ بغداد، ج ۳، ص ۱۷۳-۱۷۲
- ۷۔ تہذیب التہذیب، ج ۱، ص ۳۲ (ج ۱، ص ۲۷) لسان المیزان، ج ۱، ص ۳۲ (ج ۱، ص ۱۸۶ نمبر ۵۹۳)
- ۸۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۱۵ (ج ۱، ص ۱۰۵ نمبر ۳۱۳) لسان المیزان، ج ۱، ص ۱۸۹ (ج ۱، ص ۲۰ نمبر ۶۰۰)
- ۹۔ تہذیب الجهد، ج ۱، ص ۱۵ (ج ۱، ص ۳۵) میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۵۲ (ج ۱، ص ۱۲ نمبر ۳۲۳)

- ۵۲۔ احمد بن عبد الرحمن بن چارودرقی: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۱)
- ۵۵۔ احمد بن عبد اللہ شاشی: کذاب تھا۔ (۲)
- ۵۶۔ احمد بن عبد اللہ بشی مودب: جھوٹی حدیثیں بناتا تھا۔ (۳)
- ۷۵۔ احمد بن عبد اللہ شیبانی: کذاب و حدیث ساز تھا، یہی کہتے ہیں: میں پوری طرح اسے پہچانتا ہوں بنام رسول حدیثیں بناتا تھا، میں ہزار سے زیادہ حدیثیں گزھی ہیں اس لئے اس سے روایت جائز نہیں۔
- سیوطی، ابن حبان، حافظ سری وغیرہ نے اس کی مذمت کی ہے۔ (۴)
- ۵۸۔ احمد بن عبد اللہ ابو بکر ضریر: خطیب بغدادی نے اس کی ایک حدیث نقل کر کے کہا کہ اس کے تمام اسناد لئکن ضرری جھوٹا ہے۔ (۵)
- ۵۹۔ احمد بن عبد اللہ بن محمد ابو الحسن بکری: کذاب، دروغ ساز، نادان و بے حیا تھا۔ (۶)
- ۶۰۔ احمد بن عبد اللہ ابو العز بن فاریانی: حدیث سازی میں مشہور تھا۔ (۷)
- ۶۱۔ احمد بن عبد اللہ ابو العز بن کادش: یہ جھوٹ اور حدیث سازی میں مشہور تھا۔ ابن عساکر کہتے ہیں کہ ابو العز نے مجھ سے کہا کہ میں نے ایک شخص کے لئے سنا کہ اس نے مدح علیٰ میں جھوٹی حدیث

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۲۲۰، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۵۵ (ج ۱، ص ۶۷ انمبر ۲۵۰) الہائی انسوووہ، ج ۲، ص ۲۷ (ج ۲، ص ۳۲)

۲۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۵۲ (ج ۱، ص ۱۰ انبر ۲۳۳)

۳۔ تاریخ بغداد ج ۳، ص ۲۲۰، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۱۵ (ج ۱، ص ۱۰۶ انبر ۲۳۹)

۴۔ تاریخ بغداد ج ۳، ص ۲۹۵، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۱۵۵ (ج ۱، ص ۲۹۵) مذکورة الموضوعات، ص ۲۸ (ص ۲۷۲) اہنی الطالب، ص ۲۱۳ (۱۳۹۶ حدیث ۳۳۲) لسان المیزان، ج ۱، ص ۱۹۳، ج ۵، ص ۱۸۸ (ج ۱، ص ۲۰۶)

۵۔ تاریخ بغداد ج ۳، ص ۳۲۶، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۱ (ج ۱، ص ۳۱)

۶۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۵۲ (ج ۱، ص ۱۱۲ انبر ۲۳۳)

۷۔ لسان المیزان، ج ۱، ص ۱۹۳ (ج ۱، ص ۲۰۸ انبر ۲۱۳) الہائی انسوووہ، ج ۱، ص ۳۵۹، ج ۲، ص ۲۳ (ج ۲، ص ۸۲)

- بنائی ہے میں نے ابو بکر کے لئے بنا دی، کیا برائیا۔ (۱)
- ۶۲۔ احمد بن عاصمہ نیشاپوری: جھوٹی حدیث بنانے میں متهم تھا۔ (۲) (علامہ امینی فرماتے ہیں: اس کی جعلی احادیث آگے بیان ہونگی)
- ۶۳۔ احمد بن علی بن احمد بن صبح: بہت جھوٹ بولتا تھا۔ (۳)
- ۶۴۔ ابو بکر مرزوqi: جھوٹی حدیث شیش گڑھتا تھا۔ (۴)
- ۶۵۔ احمد بن علی بن حسن بن منصور الاسد مقری: وہ جھوٹوں کا سردار تھا، جسے نائیں اس کا دعویٰ کرتا تھا۔ (۵)
- ۶۶۔ احمد بن عیسیٰ عسکری: کذاب تھا۔ (۶)
- ۶۷۔ احمد بن علی مرزوqi: متردک اور حدیث ساز تھا۔ (۷)
- ۶۸۔ احمد بن عیسیٰ الحنفی: ابن طاہر اسے کذاب کہتے ہیں۔ (۸)
- ۶۹۔ احمد بن عیسیٰ ہاشمی: کذاب تھا۔ (۹)
- ۷۰۔ احمد بن عیسیٰ ختاب تیسی: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۱۰)

- ۱۔ لسان المیزان، ج ۱، ص ۲۱۸ (ج ۱، ص ۲۳۳ نمبر ۶۷۸)
- ۲۔ میرزان الاعتدال، ج ۱، ص ۵۶ (ج ۱، ص ۱۱۹ نمبر ۳۶۷)
- ۳۔ میرزان الاعتدال، ج ۱، ص ۵۸ (ج ۱، ص ۱۲۳ نمبر ۳۹۵) لسان المیزان، ج ۱، ص ۲۳۳ (ج ۱، ص ۲۵۲ نمبر ۲۳۸)
- ۴۔ الالقی المصورۃ، ج ۱، ص ۱۲۹ (ج ۱، ص ۲۳۹)
- ۵۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۳۲۵ نمبر ۱۲۲۸، الحنفی، ج ۱، ص ۱۱۹ نمبر ۳۲۳
- ۶۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۳۰۳
- ۷۔ تہذیب العہد یہب، ج ۱، ص ۲۵ (ج ۱، ص ۵۶)
- ۸۔ تہذیب العہد یہب، ج ۱، ص ۲۶ (ج ۱، ص ۵۷)
- ۹۔ میرزان الاعتدال، ج ۱، ص ۶۰ (ج ۱، ص ۱۲۶ نمبر ۵۰۹)
- ۱۰۔ میرزان الاعتدال، ج ۱، ص ۵۹ (ج ۱، ص ۱۲۶ نمبر ۵۰۸) لسان المیزان، ج ۱، ص ۲۳۱ (ج ۱، ص ۲۶۲ نمبر ۶۷) تذكرة الموضوعات، ص ۳۹ (ص ۲۲-۲۸-۲۷) شذرات الذهب، ج ۲، ص ۳۲۶ (ج ۲، ص ۲۲۲)

- ۱۔ احمد بن فرج ابو عتبہ جازی: کذاب تھا، اس کی گفتار غیر مسموع ہے۔ (۱)

۲۔ احمد بن محمد ابو الفتوح غزالی طوی مشہور واعظ: برادر جمیع الاسلام غزالی، جموئی حدیثیں باتا تھا، اکثر پاشی آمیزہ ہوتیں، شیطان کا طرفدار تھا، اسے مخذلہ سمجھتا تھا۔ (۲)

۳۔ احمد بن محمد بن حاجج ابو حفیظ مصری: حافظ حدیث مگر جھوننا تھا، شیخوخ محمد شین کی طرف جموئی نسبتیں دینا تھا۔ (۳)

۴۔ احمد بن محمد بن حرب نجی جرجانی: جھوٹ اور حدیث سازی میں مشہور تھا۔ (۴)

۵۔ احمد بن محمد حسن مقری: کذاب تھا، حدیث میں معتبر نہیں اور بڑا عبادت گزار تھا۔ (۵)

۶۔ احمد بن محمد بن صلب بن مغلس ابو العباس حبانی: جھوٹوں میں تھا، حیا کی کی تھی۔ مناقب ابو حنیفہ میں حدیثیں لکھیں جو کہیں جموئی ہیں۔ موافق راویوں کا نام لیا جو سب کے سب جھوٹے ہیں۔ (۶)

۷۔ احمد بن علی ابو عبد اللہ صیری فی ابن ابیوسی: جان بو جو کہ جھوٹ بولنے والوں میں مشہور تھا۔ (۷)

۱- کارت خ بگداد، ج ۲، ص ۳۳۱.

٢- المختتم، ج ٩، م ٢٦٠ (ج ١، م ٢٢٣٩ نمبر ٩٣٩) البدري والهليجية ج ١٢، م ١٩٢ (ج ١، م ٢٢٣٢) ميزان الاعتدال،

۲- میزان الاصدار، ج ۱، م ۱۲ (ج ۱، م ۱۳۳) (لائی اصوصیت ج ۱، م ۳ (ج ۱، م ۲))

٢- تاریخ بغداد، ج ٣، م ٧٤، ج ٥، م ٣٣، لغت، ج ٦، م ٧٤ (ج ١٣، م ٩٥ نومبر ٢٠١٧) میزان الاعتدال، ج ٤، م

(جاء، ۲۴۰) ببر ۵۵۵ البردية والجهة، ج ۱۱، ه ۱۳۱ (ج ۱۱، ه ۱۵۱) تاريخ ابن عمار، ج ۲، ه ۲۲ (ج ۱۵، ه ۲۲) نمبر ۱۵۸ (سان اندریان)، ج ۱۱، ه ۲۶۹ (ج ۱۱، ه ۲۹۳) نمبر ۸۲۰ (الطبلي المصنوعة)، ج ۲، ه ۲۲ (ج ۱۲، ه ۲۷۲)

卷之三

- ۷۸۔ احمد بن محمد بن علی بن حسن بن شقین مروزی: حدیث سازی کرتا تھا۔ (۱)
- ۷۹۔ احمد بن محمد بیانی: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۲)
- ۸۰۔ احمد بن محمد بن عمر ابو بشر کندی مروزی: بہترین فقیر لیکن بدعت نواز تھا، بہت شیریں بیان تھا۔

غیر معترض لوگوں کے نام سے حدیث بیان کرتا، ابن حبان کہتے کہ متن کو زیر وزیر کرتا۔ وارقطنی کہتے ہیں کہ شیریں زبان خطیب، حافظ اور بدھیوں کا امام تھا، جوئی حدیثیں بیان کرتا تھا۔ (۳)

۸۱۔ احمد بن محمد بن غالب بالی: بغداد کے زادبوی میں تھا لیکن بڑا دروغی باف تھا۔ حافظ ابن عدی، ابو داود، حجاجی وغیرہ کہتے ہیں کذاب و مجال تھا اس کی احادیث کا سند و متن جھوٹ ہوتا تھا۔ (۴)

(علامہ امینی: خیریت ہے کہ اس مجال کو مدینۃ السلام کے بازار میں جگہ ملی، جنازہ بصرہ سے لاکر وہاں بڑا مقبرہ بنوادیا گیا)

- ۸۲۔ احمد بن محمد بن فضل قیسی: حدیث ساز تھا۔ ابن حبان کہتے ہیں کہ اس کے وطن گیا تقریباً پانچ سو جوئی حدیثیں نقل کیں۔ شاید اس شخص حدیث نے تین ہزار سے زیادہ حدیثیں وضع کی ہیں۔ (۵)
- ۸۳۔ احمد بن مالک: حدیث ساز تھا۔ (۶)

۱۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۹ (ج ۱، ص ۷۷ نومبر ۱۹۵۵) لسان المیزان، ج ۱، ص ۲۱۳ نومبر ۱۹۵۶ (اللائی المصوّرة، ج ۱، ص ۲۲۹)

۲۔ تاریخ بغداد، ج ۵، ص ۲۶، تاریخ ابن عساکر، ج ۲، ص ۲۹ (ج ۵، ص ۲۲۶-۲۲۷ نومبر ۱۹۵) میزان الاعتدال، (ج ۱، ص ۱۳۲ نومبر ۱۹۵۹) (اللائی المصوّرة، ج ۱، ص ۲۷۲، ج ۲، ص ۲۲۶) (ج ۱، ص ۲۷۵ ج ۲، ص ۲۶۵)

۳۔ تاریخ بغداد، ج ۵، ص ۲۷، کتاب الحجر و حین، (ج ۱، ص ۹۱۵) اضفقاء والمحروکین (ص ۱۲۲) میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۷ (ج ۱، ص ۱۳۹، نومبر ۱۹۵۸) تذکرۃ الخطاۃ، ج ۳، ص ۲۲ (ج ۳، ص ۸۰۲) شذرات الذنب، ج ۲، ص ۲۹۸ (ج ۲، ص ۱۲۱)

۴۔ اکامل فی ضعفاء الرجال، (ج ۱، ص ۱۹۵ نومبر ۱۹۵۷) تاریخ بغداد ج ۵، ص ۲۹، الحفظ، ج ۵، ص ۹۵ (ج ۱۲، ص ۲۶۵ نومبر ۱۹۵۷) لسان المیزان، ج ۱، ص ۲۷۳ (ج ۱، ص ۲۹۸ نومبر ۱۹۵۸) (اللائی المصوّرة، ج ۱، ص ۲۰۰، ج ۲، ص ۱۰۹) (ج ۱، ص ۲۰۰)

۵۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۷ (ج ۱، ص ۱۳۸ نومبر ۱۹۵۷) تذکرۃ الموضوعات، ص ۳۱، ۳۵، ۳۷، ۷۰، ۷۱ (ج ۱۲، ص ۳۸، ۳۷، ۳۰، ۱۲)

۶۔ تذکرۃ الموضوعات، ص ۲۷ (ص ۲۲)

- (۱) ۸۴۔ احمد بن محمد بن مصعب: حدیث ساز تھا۔
- (۲) ۸۵۔ احمد بن محمد بن ہارون: کذاب تھا اور بہت سی حدیثیں بنائیں۔
- (۳) ۸۶۔ احمد بن مردان و نوری ماگی: حدیث ساز تھا۔
- (۴) ۸۷۔ احمد بن منصور ابوالسعادات: مخدود، کذاب اور جعل ساز تھا۔
- (۵) ۸۸۔ احمد بن موئی جرجانی: حافظ اور کذاب تھا، متن میں ملاوٹ کرتا تھا۔
- (۶) ۸۹۔ احمد بن یعقوب بن عبد الجبار اموی مروانی جرجانی: حدیث ساز تھا، ایسی حدیثیں بناتا جن کو نقل کرنا جائز نہیں۔

- (۷) ۹۰۔ اسپاط ابوالسجح بصری: تھی بن معین نے اس کی تکذیب کی ہے۔
- (۸) ۹۱۔ اسحاق بن ابراہیم داٹلی مودب: ابن عدی وازوی نے اس کی تکذیب کی ہے۔
- (۹) ۹۲۔ اسحاق بن ابراہیم طبری: کذاب تھا، موافق حفاظت کی طرف ایسی باتیں منسوب کرتا جس کی اصل نہیں۔
- (۱۰) ۹۳۔ اسحاق بن اوریں اسواری بصری: کذاب و حدیث ساز تھا، لوگوں نے اسے چھوڑ دیا تھا۔

۱۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۵، ص ۱۵۳۔

۲۔ میران الاعتدال، ج ۱، ص ۱۷ (ج ۱، ص ۱۵۰ انبر ۵۸۸)

۳۔ لسان المیزان، ج ۱، ص ۳۰۹ (ج ۱، ص ۳۲۹ نمبر ۹۲)

۴۔ میران الاعتدال، ج ۱، ص ۵۷ (ج ۱، ص ۱۵۹ انبر ۶۳۳) الملاعی المصوحة، ج ۱، ص ۱۲ (ج ۱، ص ۲۷)

۵۔ میران الاعتدال، ج ۱، ص ۵۷ (ج ۱، ص ۱۵۹ انبر ۶۳۶) شذرات الذہب، ج ۱، ص ۱۷ (ج ۱، ص ۳۲۰)

۶۔ میران الاعتدال، ج ۱، ص ۷۷ (ج ۱، ص ۱۶۵ انبر ۶۲۵) اسنی الطالب، ص ۸۲، (ص ۱۲۰ حدیث ۲۷۳)

۷۔ تکذیب الجہذیب، ج ۱، ص ۲۱۲ (ج ۱، ص ۱۸۶)

۸۔ تذکرة الموضوعات، ص ۹۵ (ص ۱۰۳، ۹۵) الملاعی المصوحة، ج ۲، ص ۶ (ج ۱، ص ۲۷)

۹۔ میران الاعتدال، ج ۱، ص ۸۵ (ج ۱، ص ۱۸۰ انبر ۲۷۲) اکالی فی ضعفاء الرجال، (ج ۱، ص ۳۲۵ انبر ۲۷۸) لسان المیزان،

ج ۱، ص ۳۲۸ (ج ۱، ص ۲۸۵ انبر ۱۰۸۶)

۱۰۔ میران الاعتدال، ج ۱، ص ۸۶ (ج ۱، ص ۱۸۳)

- ۹۳۔ اسحاق بن بشر بخاری ابو حذیفہ: متفق طور سے کذاب اور حدیث ساز تھا۔ (۱)
- ۹۴۔ اسحاق بن مقلان: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۲)
- ۹۵۔ اسحاق بن عبد اللہ اموی: کذاب تھا، سنو متن اتھل پھول کرتا۔ (۳)
- ۹۶۔ اسحاق بن محمد اوز: ایسا کذاب ہے جو اموی غذہب کے مفاد میں حدیثیں گڑھتا۔ (۴)
- ۹۷۔ اسحاق بن ناصح: بہت بڑا جھوٹا تھا، ابن سیرین سے ابو حنفیہ کی رائے کے مطابق حدیثیں بناتا تھا۔ (۵)
- ۹۸۔ اسحاق بن ناصح: اس کی کسی بات کا اغفار نہیں۔ حنفیوں کے مطابق حدیثیں گڑھتا تھا۔ (۶)
- ۹۹۔ اسحاق بن نجح ملطی: دجال، کذاب، دشمن خدا، مرد پیدا اور حدیث ساز تھا۔ (۷)
- ۱۰۰۔ اسحاق بن وہب طبری: کذاب و متروک الحدیث تھا، اعلایی حدیثیں گڑھتا۔ (۸)
- ۱۰۱۔ اسد بن عمرو ابوالمنذر جبلی: کذاب تھا، اس کی کسی بات کا اغفار نہیں۔ حنفیوں کے مطابق حدیثیں گڑھتا تھا۔ (۹)

- ۱۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۳۲۷، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۸۶ (ج ۱، ص ۸۳، نمبر ۲۷۳)
- ۲۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۳۲۹، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۸۷، تذكرة الموضوعات، ص ۳۲، ۲۲۰، ۲۰۷، ۲۹۹، ۳۲۳ (ص ۲۲۰، ۲۲۳، ۲۰۷، ۲۹۹)
- ۳۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۲، ص ۳۲۲-۳۲۵ (ج ۸، ص ۵۵-۵۶) تہذیب العدیب، ج ۱، ص ۱۷۵، ۲۹۵، ۲، ص ۱۲۸ (ج ۱، ص ۱۲۰)
- ۴۔ ملکی المسوودہ، ج ۱، ص ۹۱ (ج ۱، ص ۱۵۳، ۹۱) لسان المیزان، (ج ۱، ص ۱۷۵، ۲۷۵)
- ۵۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۹۲ (ج ۱، ص ۹۲، نمبر ۲۷۳)
- ۶۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۳۲۳، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۹۳ (ج ۱، ص ۲۰۰، نمبر ۲۹۵) تذكرة الموضوعات، ص ۸۳ (۵۹)
- ۷۔ تہذیب العدیب، ج ۱، ص ۲۵۲ (ج ۱، ص ۲۲۱) ملکی المسوودہ، ج ۱، ص ۱۰۳، ۵۵ (ج ۱، ص ۱۷۵، ۱۰۳) ظاہرۃ العدیب ص ۲۶ (ج ۱، ص ۲۷، نمبر ۲۷۲)
- ۸۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۹۵ (ج ۱، ص ۲۰۳، نمبر ۹۹) تذكرة الموضوعات ص ۵۳، ۱۷ (ص ۵۰، ۲۸) ملکی المسوودہ، ج ۱، ص ۱۰۶، ۲، ص ۹۹ (ج ۱، ص ۲۰۳)
- ۹۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۱، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۹۶ (ج ۱، ص ۲۰۶، ۸۱۳) لسان المیزان (ج ۱، ص ۲۷، نمبر ۱۲۰۸)

- ۱۰۲۔ اسماعیل بن ابیان غنوی کوفی: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۱)
- ۱۰۳۔ اسماعیل بن ابی اویس عبد اللہ مدینی: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۲)
- ۱۰۴۔ اسماعیل بن ابی زیاد شامی: کذاب و متروک الحدیث تھا۔ (۳)
- ۱۰۵۔ اسماعیل بن اسحاق جرجانی: حدیث ساز تھا۔ (۴)
- ۱۰۶۔ اسماعیل بن بلال عثمانی دمیاطی: کذاب تھا۔ (۵)
- ۱۰۷۔ اسماعیل بن زریق بصری: کذاب تھا۔ (۶)
- ۱۰۸۔ اسماعیل بن شروی صفائی: حدیثیں گڑھتا تھا۔ (۷)
- ۱۰۹۔ اسماعیل بن علی بن شفی واعظ استرآبادی: کذاب، کذاب کا بیٹا۔ جھوٹے قصے گڑھنا اور محبوں متن کو صحیح متن سے طانا پہنچانے کا کام تھا۔ (۸)
- ۱۱۰۔ اسماعیل بن محمد بن یوسف فلسطینی: جریل کے خاندان سے تھا، کذاب اور حدیثیں چاہاتا تھا۔ (۹)

- ۱۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۲۳۱، میزان الاعدال، ج ۱، ص ۹۸ (ج ۱، ص ۱۱۱، نومبر ۸۲۳) تذکرة الموضوعات، ص ۱۱۶ (ص ۸۲)
- ۲۔ تہذیب العہد یہب، ج ۱، ص ۱۷۷ (ج ۱، ص ۲۳۷) (اللائی امصورۃ، ج ۱، ص ۲۳۶) خلاصۃ العہد یہب، ص ۲۷ (ج ۱، ص ۲۶۹، نومبر ۸۲۴)
- ۳۔ میزان الاعدال، ج ۱، ص ۱۰ (ج ۱، ص ۱۲۰، نومبر ۸۸۲، ۸۸۳) (اللائی امصورۃ، ج ۲، ص ۷۷۹، ۱۷۹) (ج ۱، ص ۲۳۹، ۱۷۸)
- ۴۔ میزان الاعدال، ج ۱، ص ۲۰۳ (ج ۱، ص ۲۲۲، نومبر ۸۵۳) (ج ۱، ص ۳۹۳)
- ۵۔ میزان الہیوان، ج ۱، ص ۳۹۶ (ج ۱، ص ۳۹۶) (ج ۱، ص ۳۹۶، نومبر ۸۵۳)
- ۶۔ میزان الاعدال، ج ۱، ص ۱۰۶ (ج ۱، ص ۲۲۲، نومبر ۸۷۷)
- ۷۔ میزان الاعدال، ج ۱، ص ۱۰۹ (ج ۱، ص ۲۳۳) (ج ۱، ص ۸۹۵، نومبر ۸۹۵)
- ۸۔ میزان الہیوان، ج ۱، ص ۳۲۲ (ج ۱، ص ۳۲۲، نومبر ۱۳۲)
- ۹۔ میزان الاعدال، ج ۱، ص ۱۱۳ (ج ۱، ص ۲۲۲، نومبر ۹۲۲) تذکرة الموضوعات، ص ۱۰۷، ۵۸، ۳۹ (ص ۷۶، ۳۷، ۲۳، ۱۲) (ج ۱، ص ۲۲۲، نومبر ۱۳۲)
- ۱۰۔ میزان الہیوان، ج ۱، ص ۱۵۲.

- ۱۱۱۔ اسماعیل بن محمد اصفہانی واعظ مقتسب: حدیثیں گڑھتا اور صحیح کو غلط سے ملا دینا تھا۔ (۱)
- ۱۱۲۔ اسماعیل بن سلم سکونی پتھکری: حدیث گڑھتا تھا۔ (۲)
- ۱۱۳۔ اسماعیل بن سعید شیبانی شیری: کذاب تھا۔ (۳)
- ۱۱۴۔ اسماعیل بن سعید تمیٰ ذریت ابو بکر صدیق: کذاب تھا، اس سے روایت کرنا صحیح نہیں، حدیثیں وضع کرنے والوں کا ستون تھا۔ عموماً اس کی روایات جھوٹی ہیں، مالک و ثوری کے متعلق جھوٹی حدیثیں وضع کیں، مہمل اور مخلکوں باقی رہیں روایت کرتا ہے۔ (۴)
- ۱۱۵۔ اسید بن زید بن الحجاج ابو محمد جمال: کذاب اور متروک الحدیث تھا۔ اس کی روایت لائق تقید نہیں۔ (۵)
- ۱۱۶۔ اشعث بن سعید بصیر ابو الربيع سان: لائق اطمینان نہیں، ضعیف و متروک الحدیث ہے۔ (۶)
- ۱۱۷۔ اصخ بن خلیل قرطبی مالکی: متن و سند احتل پھٹل کرتا۔ لوگ اس کی دروغ بانی سے آگاہ ہو گئے تو جواب دیا کہ میں مذهب کی تائید میں جھوٹی حدیثیں گڑھتا ہوں۔ (۷) (اب آپ ہنسنے یارو یے)
- ۱۱۸۔ اصرم بن حوشب: کذاب، خبیث اور دروغ پر دعاز تھا۔ (۸)

۱۔ شدررات الذهب، ج ۳، ص ۲۲۳ (ج ۱، ص ۲۹)

۲۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۱۱۶ (ج ۱، ص ۲۵۰ نمبر ۹۳۶) تہذیب الجہد یہب، ج ۱، ص ۲۲۳ (ج ۱، ص ۲۹) الالی المصورۃ، ج ۲، ص ۲۱۰ (ج ۲، ص ۲۹)

۳۔ تہذیب الجہد یہب، ج ۱، ص ۳۳۶ (ج ۱، ص ۳۲۳)

۴۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۲۳۹، اسنی الطالب ص ۲۰۹ (ص ۳۲۲ حدیث ۱۳۷۰) میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۷۷ (ج ۱، ص ۲۵۳ نمبر ۹۱۵) لسان المیزان، ج ۱، ص ۳۲۴ (ج ۱، ص ۳۹۳) بیان الزوائد، ج ۱، ص ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ج ۹، ص ۹۹، الالی المصورۃ، ج ۱، ص ۸۹، ۱۰۰، ۱۱۱، ج ۲، ص ۱۶۳ (ج ۱، ص ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۰۷، ۲۱۹)

۵۔ تاریخ بغداد، ج ۷، ص ۳۸، نصب الریاء، ج ۱، ص ۹۲، بیان الزوائد، ج ۲، ص ۱۷۵، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۱۱۹ (ج ۱، ص ۲۵۶ نمبر ۹۸۲) خلاصہ الجہد یہب، ص ۳۲ (ج ۱، ص ۷۹ نمبر ۵۷۸) الالی المصورۃ، ج ۱، ص ۳۰۸ (ج ۱، ص ۳۰۸)

۶۔ تہذیب الجہد یہب، ج ۱، ص ۳۵۲ (ج ۱، ص ۳۷۵) لسان المیزان، ج ۱، ص ۳۵۹ (ج ۱، ص ۵۱۱ نمبر ۱۳۲)

۷۔ تاریخ بغداد، ج ۳، ص ۳۱، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۱۲۶ (ج ۱، ص ۲۷۲ نمبر ۱۰۱) تذکرۃ الموضعات، ص ۱۰ (ص ۷، ۸) بیان الزوائد، ج ۱، ص ۳۰۶، الالی المصورۃ، ج ۱، ص ۱۹۸، ج ۲، ص ۳۱۱، ج ۱، ص ۱۹۸ (ج ۱، ص ۵۲، ۳۷، ۶) ۹۵، ۸۹، ۱۰

۱۲۰۔ ایوب بن خوط ابو امیہ بصری حنفی: متزدک الحدیث ہے۔ (۱)

۱۲۱۔ ایوب بن محمد ابو میمون صوری: کذاب تھا۔ (۲)

۱۲۲۔ ایوب بن مدرک یہاںی: کذاب تھا، لائق اعتنا نہیں۔ مکھول سے موضوع نئے روایت کرتا

ہے۔ (۳)

(ب)

۱۲۳۔ پادام ابو صالح تابعی: کذاب و متزدک الحدیث تھا۔ ابو صالح کہتے ہیں کہ اس نے
جو حدیث روایت کی جھوٹی تھی۔ (۴)

۱۲۴۔ برکت بن محمد حنفی: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۵)

۱۲۵۔ بریہ بن محمد بن بریہ: کذاب و دروغ باف تھا۔ (۶)

۱۲۶۔ بشر بن ابراہیم ابو اسعید قرقشی انصاری مشقی ساکن بصرہ: موشق لوگوں کے نام احادیث
 موضوع دروایت کرتا ہے۔ (۷)

۱۲۷۔ بشر بن ابراہیم بصری ابو عمر و مظلوم: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۸)

۱۔ تہذیب العدید عیوب، ج ۱، ص ۳۰۲ (ج ۱، ص ۳۵۲) (السان المیزان، ج ۱، ص ۹۲۷) (۱۳۷۶ نمبر ۵۲۵)

۲۔ کتاب المجرد و میمن، (ج ۱، ص ۱۷) (السان المیزان، ج ۱، ص ۳۸۲) (ج ۱، ص ۵۲۵) (۱۳۷۶ نمبر ۵۲۶)

۳۔ تاریخ بغداد، ج ۷، ص ۸، تاریخ ابن عساکر، ج ۲۳، ص ۱۱۱ (ج ۱، ص ۱۲۲ - ۱۲۰ نمبر ۸۲۳) (السان المیزان، ج ۱، ص ۳۸۸) (ج ۱، ص ۵۲۹) (۱۳۸۵ نمبر ۵۲۹)

۴۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۱۳۸ (ج ۱، ص ۲۹۶) (۱۳۷۲ نمبر ۱۱۲) (تہذیب الجہد عیوب، ج ۱، ص ۳۱) (ج ۱، ص ۳۶۳)

۵۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۱۳۲ (ج ۱، ص ۳۰۳) (۱۳۷۹ نمبر ۱۱۳) (نصب الرأیة، ج ۱، ص ۸، ج ۲، ص ۲۰۹، ۲۰۹، ۲۰۹) (اللائل المصنوعة، ج ۲، ص ۲۰۹) (ج ۱، ص ۳۹۰، ۳۹۰)

۶۔ تاریخ بغداد، ج ۷، ص ۱۳۵، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۱۳۲، (ج ۱، ص ۳۰۶) (۱۳۷۸ نمبر ۱۱۵)

۷۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۲۳، ص ۷۲ (ج ۱۰، ص ۲۷) (۱۳۷۶ نمبر ۸۷۹)

۸۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۵، تذکرة الموضوعات، ص ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸ (۱۳۷۳ نمبر ۵۲، ۵۱، ۳۳) (اللائل المصنوعة، ج ۲، ص ۲۷)

(ج ۱، ص ۲۰۳) (۱۳۷۹، ۲۱۶)

- ۱۲۸۔ بشر بن حسین اصفهانی: کذاب تھا، زیر پر جمیٹ باندھا۔ اسکی کتاب میں ڈیڑھ سو جھوٹی حدیثیں ہیں۔ (۱)
- ۱۲۹۔ بشر بن رافع حارثی، ابو ہریرہ کا صحیحا: حدیث ساز و عجیب و غریب مطالب گزھتا تھا۔ جنہیں حدیث سے کچھ آشنا نہیں وہ بھی کہتے ہیں کہ اس کی حدیثیں جھوٹی ہیں۔ (۲)
- ۱۳۰۔ بشر بن عبد الداری: کذاب تھا۔ (۳)
- ۱۳۱۔ بشر بن عون شامی: اس کی کتاب میں سو حدیثیں جعلی ہیں۔ (۴)
- ۱۳۲۔ بشر بن نمير بصری: جمیٹ کاستون، کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۵)
- ۱۳۳۔ بکر بن زیاد بابلی: دجال اور حدیث ساز تھا۔ (۶)
- ۱۳۴۔ بکر بن عبد اللہ شرود و صنعاوی: کذاب اور سند کو تحمل پچھل کرتا تھا۔ (۷)
- ۱۳۵۔ بکر بن عقار صانع: کذاب تھا، اس کی روایت قابل قبول نہیں۔ (۸)
- ۱۳۶۔ بندار بن عمر حنفی رویائی مقدمہ مشق: کذاب تھا۔ (۹)

۱۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۱۳۷ (ج ۱، ص ۳۱۵ نمبر ۱۱۹۲) مجمع الفروائد، ج ۱، ص ۵۹.

۲۔ تہذیب الجدیب، ج ۱، ص ۳۲۸ (ج ۱، ص ۳۹۲) اسی الطالب، ص ۲۳۶ (ص ۳۸۳ حدیث ۱۵۵۱) تذکرة الموضوعات، ص ۱۱۸ (۸۲، ۷۵)

۳۔ مجمع الفروائد، ج ۱، ص ۱۳۷.

۴۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۱۳۹ (ج ۱، ص ۳۲۱ نمبر ۱۲۲) تذکرة الموضوعات، ص ۱۱۲ (ص ۲۷۹، ۷) مجمع الفروائد، ج ۲، ص ۲۲۸.

۵۔ تہذیب الجدیب، ج ۱، ص ۱۲۰ (ج ۱، ص ۳۰۳) میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۱۵ (ج ۱، ص ۳۲۵ نمبر ۱۲۲۸) الہلی المجموع، ج ۱، ص ۱۲۶ (ج ۱، ص ۲۲۲)

۶۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۱۲۰ (ج ۱، ص ۳۳۵ نمبر ۱۲۸) الہلی المجموع، ج ۱، ص ۷ (ج ۱، ص ۱۲)

۷۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۱۶۱ (ج ۱، ص ۳۳۶ نمبر ۱۲۸۶)

۸۔ تذکرة الموضوعات، ص ۱۵ (ص ۱۱) میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۱۲۲ (ج ۱، ص ۳۲۸ نمبر ۱۲۹۵)

۹۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۳، ص ۲۹۶ (ج ۱، ص ۳۰۸ نمبر ۹۶۸)

۱۳۷۔ پہلوان بن شہر مزان یزدی: کذاب تھا۔ (۱)

(ج)

۱۳۸۔ جابر بن عبد اللہ بیانی عقیلی: کذاب، جاہل اور حمق تھا۔ ابن شاذ ویہ کہتے ہیں کہ بخارا میں تین جھوٹے تھے: محمد بن تمیم، حسن بن فیصل اور جابر بیانی۔ (۲)

۱۳۹۔ چارود بن یزید ابو علی عامری: کذاب، متروک الحدیث اور حدیث ساز تھا۔ (۳)

۱۴۰۔ جبارہ بن مغلس حنفی: بھی کہتے ہیں کہ وہ کذاب تھا۔ (۴)

۱۴۱۔ جراح بن منہال جزری: اس کی حدیثیں غلط اور متروک ہیں، جھوٹی حدیثیں گڑھتا تھا اور شرائبی تھا۔ (۵)

۱۴۲۔ جریر بن ایوب بجلی: حدیث ساز تھا۔ (۶)

۱۴۳۔ جریر بن زیاد طالبی: کذاب تھا۔ (۷)

۱۴۴۔ جعفر بن ابیان: حدیث ساز تھا۔ (۸)

۱۴۵۔ جعفر بن زیر خپی دشقی: عابد تھا لیکن کذاب اور جعل ساز تھا۔ (۹)

۱۔ سان الیگر ان، ج ۳، ص ۱۵ (ج ۱، ص ۲۰۲ نومبر ۲۷۷۷ء)

۲۔ سان الیگر ان، ج ۲، ص ۷۸ (ج ۱، ص ۱۱۲ نومبر ۱۸۷۶ء) الاصابة، ج ۱، ص ۱۵۵، ۱۶۰ الامصوعۃ، ج ۱، ص ۳۵۲

۳۔ میران الاعتدال، ج ۱، ص ۸۷ (ج ۱، ص ۲۸۲ نومبر ۱۳۲۸ء) سان الیگر ان، ج ۲، ص ۹۰ (ج ۱، ص ۱۱۶ نومبر ۱۸۹۲ء)

۴۔ ائمۃ الطالب، ص ۲۳۶ (ص ۲۷۲ حدیث ۱۵۱۶ء) خلاصۃ الجہنیہ بیب، ص ۵۵ (ج ۱، ص ۲۷۱ نومبر ۱۰۸۲ء)

۵۔ میران الاعتدال، ج ۱، ص ۱۸۸ (ج ۱، ص ۳۹۰ نومبر ۱۳۵۲ء) سان الیگر ان، ج ۲، ص ۹۹ (ج ۱، ص ۲۶۲ نومبر ۱۹۲۵ء)

۶۔ میران الاعتدال، (ج ۱، ص ۳۹۱ نومبر ۱۳۵۹ء) سان الیگر ان، ج ۲، ص ۱۰ (ج ۱، ص ۲۸۳ نومبر ۱۹۳۱ء)

۷۔ نسب الرأیۃ، ج ۱، ص ۱۸۱۔ تذکرة الموضوعات، ص ۱۱۳۔ (۸۰)

۸۔ میران الاعتدال، ج ۱، ص ۱۸۸ (ج ۱، ص ۲۰۶ نومبر ۱۵۰۲ء) تہذیب الجہنیہ بیب، ج ۲، ص ۸۷ (ج ۱، ص ۲۲ نومبر ۱۸۸۰ء) جمیع الزوائد، ج ۱،

۹۔ میران الاعتدال، ج ۱، ص ۱۰۲ (ج ۱، ص ۳۲۲، ۱۰۲ نومبر ۱۸۶۲ء) خلاصۃ الجہنیہ بیب ص ۵۳ (ج ۱، ص ۲۳۸، ۱۰۲ الامصوعۃ، ج ۱، ص ۲، ج ۱، ص ۱۰۲، ۱۰۲ نومبر ۱۸۶۲ء)

۱۰۳ نومبر ۱۹۲۷ء)

۱۳۶۔ جعفر بن عبد الواحد ہاشمی عباسی: کذاب، حدیث ساز اور حدیث کا چور تھا۔ بے اصل حدیث پیان کرتا تھا۔ (۱)

^{۲۷}- جعفر بن علی بن سهل دقاق: کذاب و فاسق تھا۔ (۲)

۱۳۸- جعفر بن محمد بن علی: حدیث ساز تھا۔ (۳)

۱۳۹۔ جعفر بن محمد بن فضل ابوالقاسم دقاقي مصری مشہور بہ ابن ماسرستانی: دارقطنی و صوری نے اس کی تکذیب کی ہے۔ (۲)

(2)

^{١٥٠}- حارث بن عبد الرحمن دمشقي، علام مروان بن حكم ياغلام ابوالحالل: كذا في تحريره (٥).

۱۵۱- حامد بن آدم مروزی: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۲)

۱۵۲- حبیب بن حبلہ و قاق: کذاب تھا۔ (۷)

۱۵۳۔ حبیب بن ابی حبیب مصری: امام مالک کا فرشتھا، حدیث ساز اور جھوٹا تھا، اس کی تمام حدیثیں جھوٹیں ہیں۔ (۸)

استارخ بغداد، ج ٢، م ٥٧، المختتم، ج ٥، م ١٢ (ج ١٢، م ٣١ آذار ٢٠١٦) بيزان الاعتدال، ج ١، م ٩١ (ج ١، م ٣٢ نيسان

(١٨) ج ٢، هـ ٣٢٠، ج ٢، هـ ٢٢٣، ج ١، هـ ١٩٠، (ج ٢، هـ ٢٢٣، ج ٢، هـ ١٩٠) مص ١٩١، الالى المصوّحة،

^٢-تاریخ بغداد، ج ٢، ص ٢٢٣، میران الاعتدال، ج ١، ص ١٩١ (ج ١، ص ٢١٣، نمبر ١٥١٢)

٢٠-اللّا لِي أَمْصوَعَة، ج٢، ص١١٠ (ج٢، ص١٢٠)

۱- سلیمان، ج. ۷، می ۱۹۶۰ (ج ۲۴، می ۳۷۸) تاریخ بخارا، ج ۷، می ۲۳۲، لسان المیزان، ج ۲، می ۱۳۳ (ج ۲، می ۵۲) (نومبر ۲۰۰۵)

الله من لا إله إلا هو رب العالمين

میزان انتشار این گونه ها در ایران بسیار کم است.

۱۷- ۱۷- ۱۷- ۱۷- ۱۷- ۱۷- ۱۷-

^{٢٣} محمد عبد العال، *میراث العمال*، ج ١، ص ٢٠٢ (ج ٤، م ٣٥٢ بمبر ١٩٩٣) تذكرة المؤلفات، ص ٩٠.

رواند، ح۹۶، م۲۷، گارت خنکه ارد، ج ۱۳، امر ۳۹۶

- ۱۵۴۔ حبیب بن ابی حبیب مروزی: کذاب تھا، موافق لوگوں کے نام سے حدیث گڑھتا تھا۔ (۱)
- ۱۵۵۔ حبیب بن محمد رضا: احمد و یحییٰ نے اس کی تکذیب کی ہے۔ (۲)
- ۱۵۶۔ حرب بن میمون عبدی: مجتهد و عابد لیکن کذاب تھا۔ (۳)
- ۱۵۷۔ حسان بن غالب مصری: روایت کو تحلیل کر دیتا، امام مالکی کی جعلی حدیثیں نقل کی ہیں۔ (۴)
- ۱۵۸۔ حسن بن حسین بن عاصم سنجانی: اس کے کذاب ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ (۵)
- ۱۵۹۔ حسن بن دینار ابوسعید تیری: کذاب اور حدیث ساز تھا۔ (۶)
- ۱۶۰۔ حسن بن زیاد ابوعلی لولوی: ابوحنیفہ کا صحابی تھا۔ کذاب، خبیث اور متروک الحدیث تھا۔ (۷)
- ۱۶۱۔ حسن بن فیصل کرمی بخاری: شیخ، کذاب اور جعلی حدیث بیان نے والوں میں تھا۔ (۸)
- ۱۶۲۔ حسن بن عثمان ابوسعید تیری: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۹)
- ۱۶۳۔ حسن بن طیب پٹنی: جس روایت کو نہیں سنائیں کی روایت کرتا تھا۔ (۱۰)

۱۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۰۹ (ج ۱، ص ۲۵۱ نومبر ۱۹۹۲) تہذیب ج ۱، ص ۱۸۲ (ج ۲، ص ۱۶۰) (اللائلی المصورۃ، ج ۱، ص ۱۳).

۲۔ سیان الگیر ان، ج ۲، ص ۱۶۹ (ج ۲، ص ۲۱۲ نومبر ۱۹۹۱)

۳۔ تہذیب العہد یہب، ج ۱، ص ۲۲۷ (ج ۲، ص ۱۹۸) (خلاصہ العہد یہب، ص ۱۲) (ج ۱، ص ۲۰۲ نومبر ۱۹۹۷)

۴۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۲۳ (ج ۱، ص ۲۷۸ نومبر ۱۹۸۰)

۵۔ سیان الگیر ان، ج ۲، ص ۲۰۰ (ج ۲، ص ۲۵۱ نومبر ۱۹۹۲)

۶۔ تہذیب العہد یہب، ج ۲، ص ۲۷۶ (ج ۲، ص ۲۲۰ نومبر ۱۹۹۰) (اللائلی المصورۃ،

ج ۲، ص ۲۲۲) (ج ۲، ص ۱۷۲ نومبر ۱۹۹۱)

۷۔ تاریخ بغداد، ج ۷، ص ۲۷۳، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۴۲۸ (ج ۱، ص ۳۹۱ نومبر ۱۸۹۹) (البدایۃ والتجییۃ، ج ۵، ص ۳۵۲

(ج ۵، ص ۳۲۶) (ج ۲، ص ۱۷۲ نومبر ۱۹۹۲)

۸۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۲۹ (ج ۱، ص ۳۹۳ نومبر ۱۸۹۲)

۹۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۳۳ (ج ۱، ص ۵۰۰ نومبر ۱۸۷۳) (سیان الگیر ان، ج ۲، ص ۲۲۰ (ج ۲، ص ۲۷۳ نومبر ۱۹۹۱) (اللائلی

المصورۃ، ج ۲، ص ۱۹۳) (ج ۲، ص ۳۶۱ نومبر ۱۹۹۲)

۱۰۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۳۳ (ج ۱، ص ۵۰۰ نومبر ۱۸۷۳)

- ۱۶۳۔ حسن بن علی اہوازی: حدیث و قرأت میں کذاب تھا، اپنی کتاب میں جھوٹی حدیثوں کی بھر مار کر دی ہے۔ (۱)
- ۱۶۴۔ حسن بن علی تجھی معروف بابی الاشنان: نقش جھوٹ بولتا، جنسیں نہیں دیکھا ان سے روایت بیان کرتا تھا۔ (۲)
- ۱۶۵۔ حسن بن علی زکریا ابو سعید عدوی بصری: بے حیا، کذاب اور تہمت زدہ تھا، ایک ہزار حدیثیں گڑھیں۔ (۳)
- ۱۶۶۔ حسن بن علی بن عیسیٰ از ولی: حدیث ساز اور امام مالک سے جھوٹی حدیثیں روایت کرتا۔ (۴)
- ۱۶۷۔ حسن بن عمارہ بن مضرب ابو محمد کوفی: فقیہ بزرگ، کذاب اور پاک حدیث ساز تھا۔ (۵)
- ۱۶۸۔ حسن بن عمرو بن سیف عبدی: کذاب و متروک الحدیث تھا۔ (۶)
- ۱۶۹۔ حسن بن غالب تجھی معروف بابن مبارک: کذاب تھا۔ (۷)
- ۱۷۰۔ حسن بن غفار مصری عطار: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۸)
- ۱۷۱۔ حسن بن یزید مؤذن بغدادی: سند و متن اچھل کرتا تھا۔ (۹)

۱۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۲۳ (ج ۱، ص ۱۲۵ نمبر ۱۹۱۶) الالی المصورۃ، ج ۱، ص ۱۵ (ج ۱، ص ۷۸)

۲۔ تاریخ بغداد، ج ۷، ص ۳۳۹، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۳۶ (ج ۱، ص ۵۰۹ نمبر ۱۹۰۶)

۳۔ تاریخ بغداد، ج ۷، ص ۳۸۳، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۳۶، تذكرة المخاطب، ج ۳، ص ۳۲ (ج ۱، ص ۸۰۳ نمبر ۲۷)

۴۔ شذرات الذهب، ج ۲، ص ۲۸۱ (ج ۱، ص ۹۲) الالی المصورۃ، ج ۱، ص ۵۹ (ج ۱، ص ۲۲۶، نمبر ۱۱۳)

۵۔ تاریخ ابن حیا، ج ۲، ص ۳۲۰ (ج ۱، ص ۱۳۲) نمبر ۱۹۰۶

۶۔ تاریخ بغداد، ج ۷، ص ۳۳۹، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۳۹ (ج ۱، ص ۱۳۳ نمبر ۱۹۱۸) ارشاد الساری، ج ۶، ص ۲۷ (ج ۱، ص ۱۵۰) احمد حدیث (۳۶۳۲)

۷۔ تہذیب الجذب، ج ۲، ص ۳۱۱ (ج ۱، ص ۲۶۹) میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۳۹ (ج ۱، ص ۱۲۵ نمبر ۱۹۱۶)

۸۔ الحکم، ج ۸، ص ۲۳۳ (ج ۱، ص ۹۸) نمبر ۳۲۸۸ (البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۲، ص ۹۳ (ج ۱، ص ۱۱۶))

۹۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۳۰ (ج ۱، ص ۱۷۱) نمبر ۱۹۲۷

۱۰۔ الحکم، ج ۹، ص ۱۳۲ (ج ۷، ص ۷۷) نمبر ۳۲۵

۱۷۱۔ حسن بن محمد ابو علی کرمانی شرقی: حدیث کے لئے سافرت کی۔ عابد وزاہد و نماز شب پڑھتا

لیکن کذاب تھا۔ (۱)

۱۷۲۔ حسن بن واصل: کذاب تھا، پسی کی اولاد تھا۔ (۲)

۱۷۳۔ حسین بن ابراہیم: کذاب و دجال و حدیث ساز تھا۔ (۳)

۱۷۴۔ حسین بن ابی سری عسقلانی: کذاب تھا۔ (۴)

۱۷۵۔ حسین بن حیدر بن ریچ کوئی خزار: وہ اور اسکے باپ دادا بھی جھوٹے تھے۔ (۵)

۱۷۶۔ حسین بن داؤد ڈین: حدیث ساز تھا، اس کی حدیثین جعلی ہوتی ہیں۔ (۶)

۱۷۷۔ حسین بن عبد اللہ بن ضمیرہ حمیری: کذاب و متروک الحدیث ہے، اس کی بات کا اعتبار

نہیں۔ (۷)

۱۷۸۔ حسین بن عبد اللہ عجیل: موٹق لوگوں کے نام سے حدیثین گڑھتا ہے۔ (۸)

۱۷۹۔ حسین بن علوان: کذاب، خبیث اور حدیث ساز تھا۔ (۹)

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۷، م ۳۵۶

۲۔ الہلی المصورۃ، ج ۲، م ۳۵ (ج ۲، م ۸۲)

۳۔ میزان الاعتدال، ج ۲، م ۳۲۸ (ج ۱، م ۵۲۰) (نمبر ۱۹۷۸) الہلی الطالب، م ۷۷، تہذیب العہد بیب، م ۲، م ۳۶۹ (ج ۲، م ۳۵)

۴۔ میزان الاعتدال، ج ۱، م ۱۵ (ج ۱، م ۵۳۶) تہذیب العہد بیب، ج ۲، م ۳۶۵ (ج ۲، م ۳۱۵) خلاصہ

الہدی بیب، م ۲ (ج ۱، م ۲۳۰) (ج ۱، م ۲۳۰ نمبر ۱۳۲)

۵۔ تاریخ بغداد، ج ۸، م ۳۲، میزان الاعتدال، ج ۲، م ۲۸۰ (ج ۱، م ۵۲۲ نمبر ۱۹۹۲)

۶۔ تاریخ بغداد، ج ۸، م ۳۲، میزان الاعتدال، ج ۱، م ۱۵۰ (ج ۱، م ۵۲۲ نمبر ۱۹۹۸) الہلی المصورۃ، ج ۲، م ۱۸ (ج ۲، م ۳۵۰)

۷۔ میزان الاعتدال، ج ۱، م ۲۵۲ (ج ۱، م ۵۳۸) (ج ۱، م ۵۳۸ نمبر ۲۰۱۳)

۸۔ میزان الاعتدال، ج ۱، م ۲۵۲ (ج ۱، م ۵۳۸) تاریخ بغداد، ج ۸، م ۵۶، نصب الرایج (ج ۱، م ۱۳۳)، صحیح البوداکہ، ج ۱، م ۱۳۲

۹۔ الہلی المصورۃ، ج ۱، م ۱۶۲ (ج ۱، م ۳۱۶)

۱۰۔ تاریخ بغداد، ج ۸، م ۲۳، میزان الاعتدال، ج ۱، م ۲۵۲ (ج ۱، م ۵۲۲ نمبر ۲۰۲۷) تذکرۃ المجموعات، م ۲۳، ۱۰۲، ۲۳ (۱۹۷۹)

(ص ۳۳، ۳۲، ۳۵، ۲۷، ۲۸، ۲۹) الہلی المصورۃ، ج ۱، م ۱۰۹، ۲۵، ۵۰، ۱۱۹، ۲۵، ۱۱۹ (ج ۱، م ۲۱۱، ج ۲، م ۹۳، ج ۲، م ۱۱۵، ۱۱۵)

۱۸۲۔ حسین بن فرج خیاط: کذاب اور حدیث کا چور تھا۔ (۱)

۱۸۳۔ حسین بن قیس حنش: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۲)

۱۸۴۔ حسین بن محمد ابو عبد اللہ خالع بغدادی: ابوالخیر صواف مصری کہتے ہیں: میں نے اس کی جتنی حدیثیں لکھیں سب جھوٹی تھیں۔ (۳)

۱۸۵۔ حسین بن محمد بزری: کذاب تھا، بغداد کمپر رگ دروغ کو لوگوں میں تھا۔ (۴)

۱۸۶۔ حسن بن عمر حسی کوفی: کذاب و مکابر الحدیث تھا اور اس کی بات بے وقت ہے۔ (۵)

۱۸۷۔ حفص بن سلیمان اسدی بزار: کذاب، متزوک الحدیث، حدیث ساز، باطل گوا اور سند کو اتھل پتھل کرنا تھا۔ (۶)

۱۸۸۔ حفص بن عمر رفا: کذاب اور حدیث بھول جاتا تھا۔ شعی کہتے ہیں کہ دروغ گو تھا۔ (۷)

۱۸۹۔ حفص بن عمر بن دینار: ابو حاتم اس کو شیخ کذاب کہتے ہیں، عقیل و سامی بھی دروغ گو کہتے ہیں۔ (۸)

۱۹۰۔ حفص بن عمر رازی: دروغ گو تھا۔ (۹)

۱۹۱۔ حفص بن عمر جبلی رملی: جھوٹا اور متزوک الحدیث تھا۔ (۱۰)

۱۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۵۵ (ج ۱، ص ۲۵۵ نمبر ۲۰۲۰)

۲۔ تذکرة الموضوعات، ص ۹۰ (ص ۲۳، ۲۷، ۲۷) الالئی المسویۃ، ج ۲، ص ۱۳ (ج ۲، ص ۲۲) میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۵۵ (ج ۱، ص ۵۳۶ نمبر ۲۰۲۳)

۳۔ تاریخ بغداد، ج ۸، ص ۱۰۶۔

۴۔ تاریخ بغداد، ج ۸، ص ۱۰، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۵۶ (ج ۱، ص ۲۵۶ نمبر ۲۰۲۹)

۵۔ ارشیخ بغداد، ج ۸، ص ۲۳۶۔

۶۔ کتاب الجغرافیہ، (ج ۱، ص ۲۵۵) میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۶۱ (ج ۱، ص ۵۵۸ نمبر ۲۰۲۱) مجمع الزوائد، ج ۲، ص ۱۹۵ و ۲۱۹۔

۷۔ لسان المیزان، ج ۲، ص ۳۲۷ (ج ۲، ص ۲۹۸) الجرج والتعديل (ج ۲، ص ۲۸۵ نمبر ۲۰۲۸)

۸۔ لسان المیزان، ج ۲، ص ۳۲۵ (ج ۲، ص ۳۹۲) الجرج والتعديل (ج ۲، ص ۲۸۹) المفعاء الکبیر، (ج ۱، ص ۲۷۵ نمبر ۲۰۲۹)

۹۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۵۱۵ (ج ۲، ص ۳۹۶) لسان المیزان، ج ۲، ص ۳۲۶ (ج ۲، ص ۳۹۶) (ج ۲، ص ۳۹۶ نمبر ۲۰۲۸)

- ۱۹۲۔ حفص بن عمر قاضی طلب: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۱)
- ۱۹۳۔ خیدہ بن کشیر: امام شافعی جھوٹ کا مستون کہتے ہیں۔ (۲)
- ۱۹۴۔ حکم بن عبد اللہ ابو سلمہ: کذاب و حدیث ساز تھا، پچاس سے زیادہ جھوٹی حدیثیں روایت کی ہیں۔ (۳)
- ۱۹۵۔ حکم بن عبد اللہ الیمی، غلام حارث بن حکم بن عاص: کذاب و دروغ ساز تھا، بھی حدیثیں جھوٹی ہوتی تھیں۔ (۴)
- ۱۹۶۔ حکم بن عبد اللہ الحنفی: ابوحنفیہ کا مصاحب، کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۵)
- ۱۹۷۔ حکم بن مصقلہ: ازدی کے نزدیک وہ کذاب تھا۔ (۶)
- ۱۹۸۔ حماد بن عمر نصیبی: کذاب و حدیث ساز تھا، معتبر لوگوں کے نام سے حدیثیں گڑھتا تھا۔ ان معین کے نزدیک حدیث ساز تھا۔ (۷)
- ۱۹۹۔ حماد بن ابو حنیفہ: جریئے اس کی تکذیب کی ہے۔ تکیہ سے کہا کہ اس سے کہہ دو کہ تمہیں حدیث سے کیا سروکار۔ (۸)

- ۱۔ میران الاعتدال، ج ۱، ص ۲۶۲ (ج ۱، ص ۲۲۳) تذكرة الموضوعات، ص ۱۰۳ (ص ۲۷۲) الملای المصنوعة، ج ۱، ص ۱۔
- ۲۔ میران الاعتدال، ج ۱، ص ۲۶۳ (ج ۱، ص ۲۲۴) تذكرة الموضوعات، ص ۱۰۳ (ص ۲۷۲) الملای المصنوعة، ج ۱، ص ۱۳۸۔
- ۳۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۲، ص ۳۹۳ (ج ۱۵، ص ۱۲۳) میران الاعتدال، ج ۱، ص ۲۶۸ (ج ۱، ص ۲۷۲) الملای المصنوعة، ج ۱، ص ۲۶۸ نمبر ۱۲۷۹
- ۴۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۱، ص ۳۹۵ (ج ۱۵، ص ۱۵۱) میران الاعتدال، ج ۱، ص ۲۶۸ (ج ۱، ص ۲۷۲) الملای المصنوعة، ج ۱، ص ۲۰۹ (ج ۱، ص ۸۰) مجمع الزوائد، ج ۱، ص ۱۳۶۔
- ۵۔ الملای المصنوعة، ج ۱، ص ۲۰ (ج ۱، ص ۳۸)
- ۶۔ لسان المیران، ج ۲، ص ۳۴۹ (ج ۲، ص ۳۲۲) نمبر ۲۹۰۳
- ۷۔ تاریخ بغداد، ج ۸، ص ۱۵۵، میران الاعتدال، ج ۱، ص ۲۸۰ (ج ۱، ص ۹۸) نمبر ۲۲۶۲ مجمع الزوائد، ج ۱، ص ۳۱۷، لسان المیران، ج ۲، ص ۲۵ (ج ۲، ص ۲۲۲) نمبر ۲۹۲۲
- ۸۔ کامل فی ضعفاء الرجال، (ج ۲، ص ۲۵۲) نمبر ۲۳۰، لسان المیران، ج ۲، ص ۲۳۶ (ج ۲، ص ۲۳۶) نمبر ۲۹۲۹

۲۰۰۔ حماد بن ابی یعلیٰ دیلمی کوفی: جمعرت میں مشہور، اگلوں کے نام اشعار منسوب کرتا تھا۔ (۱)

۲۰۱۔ حماد کی: جھوٹا تھا۔ (۲)

۲۰۲۔ حمزہ بن ابی حزہ جزری: کذاب، حدیث ساز اور تمام روایات جعلی ہیں۔ (۳)

۲۰۳۔ حمزہ بن حسین دلال: کذاب تھا۔ (۴)

۲۰۴۔ حمید بن ریچ نجی: چار بڑے جھونوں میں ایک تھا۔ (۵)

۲۰۵۔ حمید بن علی بن ہارون قیسی: کذاب و خبیث تھا، جعلی احادیث بیان کرتا تھا۔ (۶)

(خ)

۲۰۶۔ خارجہ بن مصعب ضعی خراسانی: کذاب اور لائق اعتماد نہیں تھا۔ لوگ اس کی احادیث سے پرہیز کرتے تھے۔

ابو عمرہ بدلی کہتے ہیں کہ خارجہ کی حدیثیں اس لئے متروک ہوئیں کہ اصحاب قیاس کو مسائل ابوحنفہ کی طرف خاص توجہ تھی۔ انھوں نے یزید بن زیاد، مجاهد، ابن عباس سے موضوع حدیثیں نقل کی ہیں۔ ان کے لئے خارجہ کی حدیث وضع کرتا تھا۔ (۷)

۱۔ سان المیر ان، ج ۲، ص ۳۵۲ (ج ۲، ص ۲۹۲ نمبر ۲۷۸)

۲۔ تحدیر الخواص، ص ۳۵ (ص ۱۸۷)

۳۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۸۳ (ج ۱، ص ۲۹۹ نمبر ۲۲۹) تہذیب التہذیب، ج ۳، ص ۲۹ (ج ۲، ص ۲۵) الملا الحصوون، ج ۱، ص ۲۳۹ (ج ۱، ص ۲۶۰)

۴۔ سان المیر ان، ج ۲، ص ۳۵۹ (ج ۲، ص ۲۹۲ نمبر ۲۷۸)

۵۔ تاریخ بغداد، ج ۸، ص ۱۲۳، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۷۴ (ج ۱، ص ۲۷۴ نمبر ۲۲۲) سان المیر ان، ج ۲، ص ۲۲۳ (ج ۲، ص ۲۲۲ نمبر ۲۰۱) الملا الحصوون (ج ۲، ص ۲۱۹) سحرۃ الرجال، (ج ۱، ص ۲۹ نمبر ۲۱۳) الکامل فی ضعفاء الرجال (ج ۲، ص ۲۸۰ نمبر ۲۲۲)

۶۔ سان المیر ان، ج ۲، ص ۳۶۶ (ج ۲، ص ۲۳۳ نمبر ۲۰۸)

۷۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۵، ص ۲۶ (ج ۱، ص ۱۵۲ نمبر ۱۸۵)

- ۲۰۷۔ خالد بن آدم: کذاب تھا۔ (۱)
- ۲۰۸۔ خالد بن اسماعیل خزوی: متذکر الحدیث، مؤتّق لوگوں سے حدیث وضع کرتا تھا۔ (۲)
- ۲۰۹۔ خالد بن عبد الرحمن: کذاب، حدیث ساز اور حدیثوں کا چور تھا۔ (۳)
- ۲۱۰۔ خالد بن عبد الملک: کذاب تھا، ہشام کی طرف سے مدینہ کا گورنر تھا۔ علیٰ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرتا اور دشام دیتا تھا۔ (۴)
- ۲۱۱۔ خالد بن عمرو اموی کوفی: کذاب و حدیث ساز تھا، جعلی حدیثیں بیان کرتا تھا۔ (۵)
- ۲۱۲۔ خالد بن قاسم مدائی: متفقہ طور پر کذاب تھا، ہزاروں جھوٹی حدیثیں بناؤاں۔ (۶)
- ۲۱۳۔ خالد بن نجیح مصری: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۷)
- ۲۱۴۔ خالد بن یزید کی: کذاب اور غیر معین تھا۔ (۸)
- ۲۱۵۔ خراش بن عبد اللہ: کذاب اور درجہ اعتبار سے ساقط ہے۔ (۹)
- ۲۱۶۔ خصیب بن جدر: کذاب تھا، اس سے روایت نہیں کرنی چاہئے۔ (۱۰)

۱۔ مجمع الزوائد، ج ۲، ص ۱۶۲۔

۲۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۹۳ (ج ۱، ص ۶۲۷) (ج ۱، ص ۲۹۳ نمبر ۲۲۰۳) الالی المصورۃ، ج ۲، ص ۸، (ج ۲، ص ۵)

۳۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۹۷ (ج ۱، ص ۶۳۳ نمبر ۲۲۳۸)

۴۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۵، ص ۸۲ (ج ۱۶، ص ۷۰ نمبر ۱۹۰۲)

۵۔ تاریخ بغداد، ج ۸، ص ۲۹۹، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۹۸ (ج ۱، ص ۶۲۵ نمبر ۲۲۲۷) تذہب العہد بیب ج ۳، ص ۱۰۹

(ج ۳، ص ۹۸)

۶۔ تاریخ بغداد، ج ۸، ص ۳۰۳، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۹۹ (ج ۱، ص ۶۳۳ نمبر ۲۲۵۱) اسی المطالب، ص ۲۳۲ (ص ۳۷۳)

حدیث ۱۵۱۵ (الالی المصورۃ، ج ۲، ص ۱۵۰) (ج ۲، ص ۲۲۹)

۷۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۰۲ (ج ۱، ص ۶۳۳ نمبر ۲۲۶۹)

۸۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۰۳ (ج ۱، ص ۶۳۲، ۶۳۲، ۶۳۲ نمبر ۲۲۷۶) مجمع الزوائد، ج ۱، ص ۲۳۹، ج ۹، ص ۵۳، الالی

المصورۃ، ج ۱، ص ۵۳، ۵۲، ۱۱۶ (ج ۱، ص ۱۰۲) (ج ۲۲۲، ص ۱۰۲)

۹۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۰۵ (ج ۱، ص ۶۳۰ نمبر ۲۵۰۰)

۱۰۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۰۶ (ج ۱، ص ۶۵۳ نمبر ۲۵۰۹) الالی المصورۃ، ج ۱، ص ۷۹، ج ۲، ص ۲۳ (ج ۱، ص ۳۲۲)

۲۱۸۔ خلیل بن زکریا شیعی بصری: کذاب تھا، غلط حدیثیں نقل کرتا تھا۔ (۱)

(۲)

۲۱۸۔ داؤد بن ابراہیم قاضی قزوین: متزوك الحدیث اور دروغ گوتا۔ (۲)

۲۱۹۔ داؤد بن زبرقان رقاشی بصری: کذاب، متزوك الحدیث اور غیر معتبر روایت نقل کرتا۔ (۳)

۲۲۰۔ داؤد بن سلیمان جرجانی: کذاب تھا۔ (۴)

۲۲۱۔ داؤد بن عہد الجبار مسون: کذاب و مکر الحدیث تھا۔ (۵)

۲۲۲۔ داؤد بن عفان: انس بن مالک کے ندیم، جعلی حدیثیں بیان کرتا تھا، موضوع احادیث کی

کتاب بھی لکھی ہے۔ (۶)

۲۲۳۔ داؤد بن عمر نجاشی: کذاب تھا۔ (۷)

۲۲۴۔ داؤد بن محمد مقیم بغداد: کذاب اور متزوك الحدیث تھا۔ (۸)

۲۲۵۔ دینار بن عبد اللہ ابو عکیش جبشی: کذاب تھا، انس بن مالک سے جھوٹی حدیثیں روایت کرتا تھا

۱۔ تہذیب الحدیث، ج ۳، ص ۱۶۶ (ج ۲، ص ۲۲۲)

۲۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۱۶ (ج ۲، ص ۲۱۶) الالی المصنوعة، ج ۲، ص ۱۵۹ (ج ۲، ص ۲۹۶)

۳۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۵، ص ۲۰۰ (ج ۷، ص ۱۳۶) انفراد، ج ۲، ص ۳۵۸، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۱۸ (ج ۲، ص ۲۰۶)

۴۔ تاریخ بغداد، ج ۸، ص ۳۶۶، الالی المصنوعة، ج ۲، ص ۱۳۲ (ج ۲، ص ۲۲۲)

۵۔ تاریخ بغداد، ج ۸، ص ۳۵۶، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۱۹ (ج ۲، ص ۱۰۶)

۶۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۲۱ (ج ۲، ص ۱۲) تذكرة الموضوعات، ص ۳۲۱، ص ۱۱ (ص ۱۲) الالی المصنوعة، ج ۱، ص ۱۲، ج ۲، ص ۱۰۹ (ج ۱، ص ۲۲۱، ج ۲، ص ۱۹۹)

۷۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۲۲ (ج ۲، ص ۱۶) انفراد (۲۶۲۵)

۸۔ تاریخ بغداد، ج ۸، ص ۳۶۰، البدایۃ والہدایۃ، ج ۹، ص ۲۲۹ (ج ۹، ص ۲۵۵) تہذیب الحدیث، ج ۳، ص ۲۰۱ (ج ۲، ص ۱۰۹)

۹۔ الالی المصنوعة، ج ۱، ص ۱۲۱، ۱۲۲، ۲۳۱، ۲۳۲، ج ۲، ص ۲۲۲ (ج ۱، ص ۲۲۶، ج ۲، ص ۲۱۵)

بیش ہزار حدیثیں بنائیں۔ (۱)

(ر-ز)

۲۲۶۔ ریح بن بدر: کذاب تھا۔ (۲)

۲۲۷۔ ریح بن محمود ماروینی: دجال و مفتری تھا، صحابی رسول ہونے کا دعویٰ تھا۔ (۳)

۲۲۸۔ زن ہندی: شیخ، دجال و کذاب تھا۔ صحابی رسول ہونے کا دعویٰ تھا جب کہ ۳۲۴ھ میں مرا

ہے۔ (۴)

۲۲۹۔ روح بن مسافر: حدیث ساز تھا، اُمش سے سینکڑوں جھوٹی حدیثیں روایت کرڈیں۔ (۵)

۲۳۰۔ زکریا بن درید کندی: کذاب تھا، اس کی کتاب سے روایت نقل کرنا صحیح نہیں۔ (۶)

۲۳۱۔ زکریا بن زیاد: دجال و حدیث ساز تھا۔ (۷)

۲۳۲۔ زکریا بن سعیجی: بزرگ دروغلوگوں میں سے تھا، فقیر و درس بھی تھا۔ (۸)

۲۳۳۔ زید بن حسن بن زید حسینی: کذاب، حدیث ساز دجال تھا، چالیس سے زیادہ حدیثیں

گردھیں۔ (۹)

۱۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۲۹ (ج ۲، ص ۳۰ نمبر ۲۱۶) تذکرۃ الموضوعات، ص ۵۷ (ص ۵۲)

۲۔ مجمع الخروائد، ج ۱، ص ۱۲۲۔

۳۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۳۵ (ج ۲، ص ۳۲ نمبر ۲۵۵) لسان المیزان، ج ۲، ص ۳۲ (ج ۲، ص ۵۲ نمبر ۲۳۵)

۴۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۳۶ (ج ۲، ص ۳۵ نمبر ۲۵۹) لسان المیزان، ج ۲، ص ۳۵۰ (ج ۲، ص ۵۶ نمبر ۲۳۶)

۵۔ لسان المیزان، ج ۲، ص ۳۶۸ (ج ۲، ص ۲۶ نمبر ۲۳۰)

۶۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۳۸، ج ۳، ص ۵۸ (ج ۲، ص ۲۲ نمبر ۲۸۷) تذکرۃ الموضوعات،

ص ۵، ص ۸۶ (ص ۱۰۰، ۳) اتنی الطالب، ص ۲۱۳، الکاظمی المصورۃ، ج ۲، ص ۱۹، ص ۳۰، ص ۲۶ (ص ۲۵)

۷۔ تذکرۃ الموضوعات، ص ۲۸۔

۸۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۵۱ (ج ۲، ص ۲۷ نمبر ۲۸۹) مجمع الخروائد، ج ۱، ص ۱۳۱، الکاظمی المصورۃ، ج ۲، ص ۲۱۱ (ج ۲، ص ۳۹۵)

۹۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۶۲ (ج ۲، ص ۳۰ نمبر ۳۰۰) لسان المیزان، ج ۲، ص ۵۰۵ (ج ۲، ص ۲۲۲ نمبر ۲۵۹)

۲۳۴۔ زید بن رفاعة ابوالخیر: کذاب تھا، اپنے فلسفے کے مطابق حدیثیں گزرتا، اس میں اس کو کافی شہرت تھی۔ اس نے بھی چالیس سے زیادہ حدیثیں وضع کیں سب کو صحیح و حسن متن سے شائع کیا۔ (۱)

۲۳۵۔ زیاد بن میمون ثقفی فاہمی بصری: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۲)

(س)

۲۳۶۔ سالم بن عبد الاعلیٰ: حدیث ساز تھا۔ (۳)

۲۳۷۔ سری بن عامم ہمدانی: کذاب و حدیث ساز تھا حدیثوں میں متن و سند کی چوری کرتا۔ (۴)

۲۳۸۔ سعید بن سلام عطار بصری: کذاب و حدیث ساز تھا، محمدین کے یہاں بدنام ہے۔ (۵)

۲۳۹۔ سعید بن سنان ابو مہدی: کذاب تھا۔ (۶)

۲۴۰۔ سکین بن سراج: کذاب تھا۔ (۷)

۲۴۱۔ سعید بن موسی ازدی: حدیث ساز تھا۔ (۸)

- ۱۔ تاریخ بغداد، ج ۸، ص ۳۵۰، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۶۳-۳۶۲، (ج ۲، ص ۱۰۳-۱۰۲)، اسی الطالب، ص ۲۲۳، (ص ۵۲۹) الالی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۲۳، (ج ۱، ص ۳۳) لسان المیزان، ج ۲، ص ۵۰۶، (ج ۲، ص ۳۰۰-۳۰۱)، (ج ۲، ص ۳۰۱-۳۰۲)، (ج ۲، ص ۳۵۵)۔
- ۲۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۵۹، (ج ۲، ص ۹۲) ربیعہ ۲۹۶) الالی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۹۲-۵۷، (ج ۲، ص ۳۷۶)۔
- ۳۔ تذکرة الموضوعات، ص ۶۲، نصب الرایہ، ج ۳، ص ۲۳۸)۔
- ۴۔ البدریۃ والتحمیۃ، ج ۵، ص ۳۵۳، (ج ۵، ص ۳۷۶) میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۷۰، (ج ۲، ص ۷۷) اربیعہ ۳۰۸۹)، الالی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۸۰، (ج ۲، ص ۳۷۷)۔
- ۵۔ تاریخ بغداد، ج ۹، ص ۸۰، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۸۲، (ج ۲، ص ۱۳۱) ربیعہ ۳۱۹۵)، اسی الطالب، ص ۳۹، (ص ۸۱)، حدیث ۱۷۷، (ج ۱، ج ۲)، مجمع الزوائد، ج ۱، ص ۱۲۶، الالی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۹۱-۹۲، (ج ۲، ص ۸۱-۸۵)، (ج ۲، ص ۲۵۹) کشف الغطا، ج ۱، ص ۱۳۳)۔
- ۶۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۸۳، (ج ۲، ص ۱۳۳) ربیعہ ۳۲۰۸)، الالی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۲۰۶، (ج ۲، ص ۳۸۳)۔
- ۷۔ تذکرة الموضوعات، ص ۹۱، (ص ۱۲۸)۔
- ۸۔ تذکرة الموضوعات، ص ۷۰، (ص ۷۷)۔

- ۲۲۲۔ سلم بن ابراءہم و راق بصری: کذاب تھا۔ (۱)
- ۲۲۳۔ سعید بن عنبہ رازی: کذاب و غلط بیان تھا۔ (۲)
- ۲۲۴۔ سلمہ بن حفص سعدی: حدیث ساز تھا۔ (۳)
- ۲۲۵۔ سلام بن سلم تیمی: حدیث ساز، دروغ گو اور متروک الحدیث تھا۔ (۴)
- ۲۲۶۔ سلیم بن سلم: خبیث و متروک الحدیث تھا، اس کی حدیث شم پر ابر بھی معترض ہے۔ (۵)
- ۲۲۷۔ سلیمان بن احمد جرجشی شایی: کذاب، متروک الحدیث اور احادیث چڑھاتا تھا۔ (۶)
- ۲۲۸۔ سلیمان بن احمد و اسطی: بھی اس کی تکذیب کی ہے اپنی حدیث کے نزدیک حدیث چور تھا۔ (۷)
- ۲۲۹۔ سلیمان بن احمد ملطی مصری: دارقطنی نے اس کی تکذیب ہے۔ (۸)
- ۲۳۰۔ سلیمان بن احمد سر قسطلی بغدادی: کذاب تھا۔ (۹)
- ۲۳۱۔ سلیمان بن بشار: موئیں لوگوں کے نام سے حدیثیں گڑھاتا تھا۔ (۱۰)
- ۲۳۲۔ سلیمان بن داؤد بصری معروف بے شاذ کوئی: حافظ، کذاب و خبیث تھا۔ (۱۱)

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۹، ص ۱۳۵، تذکرہ المحدثین، ج ۲، ص ۱۲۱، (ج ۳ ص ۱۱۱)۔

۲۔ میران الاعتدال، ج ۱، ص ۲۸۹، (ج ۲ ص ۱۵۳ ار نمبر ۳۲۲۸) الالی المفتوحة، ج ۲، ص ۲۰، (ج ۲ ص ۱۰۶)۔

۳۔ میران الاعتدال، ج ۱، ص ۲۰۶، (ج ۲ ص ۱۸۹ ار نمبر ۳۳۹۳) الالی المفتوحة، ج ۱، ص ۲۳۵، (ج ۱ ص ۳۲۵)۔

۴۔ تاریخ بغداد، ج ۹، ص ۱۹۷، تذکرۃ الموضوعات، ص ۵۸، (ص ۳۱)۔

۵۔ میران الاعتدال، ج ۱، ص ۲۷۳، (ج ۲ ص ۳۲۲ ار نمبر ۳۵۲۷)۔

۶۔ تاریخ بغداد، ج ۹، ص ۵۵، تاریخ ابن عساکر، ج ۶، ص ۲۲۲، (ج ۲ ص ۲۲۵ ار نمبر ۲۶۲۳)۔

۷۔ اکالی فی ضغفاء الرجال، (ج ۲ ص ۲۹۲ ار نمبر ۲۲) میران الاعتدال، ج ۱، ص ۳۰۸، (ج ۲ ص ۱۹۲ ار نمبر ۳۳۲۱)۔

۸۔ میران الاعتدال، ج ۱، ص ۳۰۸، (ج ۲ ص ۹۵ ار نمبر ۳۲۲۲)۔

۹۔ میران الاعتدال، ج ۱، ص ۳۰۹، (ج ۲ ص ۱۹۵ ار نمبر ۳۲۲۲) لشکم، ج ۹، ص ۹۹، (ج ۱ ص ۳۲۳ ار نمبر ۳۲۱۰)۔

۱۰۔ میران الاعتدال، ج ۱، ص ۳۱۰، (ج ۲ ص ۱۹۶ ار نمبر ۳۲۲۲) تذکرۃ الموضوعات، ص ۶، (۲۲-۵)۔

۱۱۔ تاریخ بغداد، ج ۹، ص ۲۷۳، تذکرۃ الخطاط، ج ۲، ص ۲۲، (ج ۲ ص ۳۸۸ ار نمبر ۵۰۳۲) میران الاعتدال، ج ۱، ص ۳۱۳، (ج ۲ ص ۲۷۳)۔

ص ۲۰۵ ار نمبر ۳۲۲۵)

- ۲۵۳۔ سلیمان بن زید حاربی ابوآدم کوفی: ابن معین نے اس کی تکذیب کی ہے۔ (۱)
- ۲۵۴۔ سلیمان بن سلمہ جباری: جھوٹا اور حدیث ساز تھا۔ (۲)
- ۲۵۵۔ سلیمان بن عمر والبادوی خوشی: پکا جھوٹا تھا، بظاہر برائیک تھا لیکن حدیث سازی کرتا۔ (۳)
- ۲۵۶۔ سلیمان بن سیفی تحری: کذاب و حدیث ساز تھا، میں سے زیادہ حدیثیں گزدھیں۔ (۴)
- ۲۵۷۔ سہل بن صہیں خلاطی: حدیثیں وضع کرتا تھا۔ (۵)
- ۲۵۸۔ سہل ابن عاصم جملی: باطل حدیثیں روایت کرتا تھا۔ (۶)
- ۲۵۹۔ سہل بن عمار غیثا پوری: حاکم نے اس کی تکذیب کی ہے اور اکثر نے اس کو دروغ باف کہا ہے۔ (۷)
- ۲۶۰۔ سہل بن قرین: ازوی نے تکذیب کی ہے۔ (۸)
- ۲۶۱۔ سیف بن عمر تحری: دضایع اور زندگی تھی۔ (۹)
-
- ۱۔ خلاصۃ التحدیب، ص ۱۲۸، (ج ارس ۳۲۱، نمبر ۲۶۹۵)۔
- ۲۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۲، ص ۲۷۶، (ج ۲۲ روس ۳۲۲، نمبر ۲۶۸) میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۱۶، (ج ۲ روس ۳۰۹، نمبر ۳۲۷) تذکرۃ الموضوعات، ص ۷۰، (ج ۲۷۸) الالالی المفروضة، ج ۱، ص ۸۵، (ج ارس ۱۶۲)۔
- ۳۔ تاریخ بغداد، ج ۹، ص ۱۵۱، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۲۰، (ج ۲ روس ۲۱۶، نمبر ۳۲۹۵) اسی الطالب، ص ۳۱، (ص ۸۳) حدیث ۱۸۳ الالالی المفروضة، ج ۱، ص ۶۰، ج ۲، ص ۲۹، ۱۳۲، (ج ارس ۱۱۶، ج ۲، ص ۲۳۲، نمبر ۳۲۳)۔
- ۴۔ تاریخ بغداد، ج ۳، ص ۲۰، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۲۰، (ج ۲ روس ۲۱۸، نمبر ۳۲۹۶) الالالی المفروضة، ج ۱، ص ۲۶۱، ج ۲، ص ۸۰، (ج ارس ۱۷۲، ج ۲۹۳) اسی الطالب، ص ۲۷۳، (ص ۵۷۲)۔
- ۵۔ خلاصۃ التحدیب، ص ۱۳۳، (ج ارس ۳۲۷، نمبر ۲۷۹۹) میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۳۰، (ج ۲ روس ۲۲۸، نمبر ۳۵۸۱) الالالی المفروضة، ج ۱، ص ۱۲۰، (ج ارس ۳۰۸)۔
- ۶۔ لسان المیزان، ج ۳، ص ۱۱۹ (ج ۲، ص ۱۲۲، نمبر ۳۹۹۹)
- ۷۔ اسی الطالب، ص ۱۰۵ (ص ۲۳۲ حدیث ۱۲۰) میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۳۰ (ج ۲، ص ۲۲۰، نمبر ۳۵۸۹)
- ۸۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۲۱ (ج ۲، ص ۲۲۰، نمبر ۳۵۹۱) اسی الطالب، ص ۲۷۱ (ص ۵۲۳ حدیث ۱۷۲) الالالی المفروضة، ج ۲، ص ۸۲ (ج ۲، ص ۱۳۹)
- ۹۔ تکذیب التحدیب، ج ۲، ص ۲۹۶ (ج ۲، ص ۲۵۹)

۲۶۲۔ سیف بن محمد اوری: کذاب، خبیث اور جعل ساز تھا۔ (۱)

(ش)

۲۶۳۔ شاد بن شیریا میان: حدیث گڑھتا تھا۔ (۲)

۲۶۴۔ شاہ بن بشر خراسانی: ابن حبان کے مطابق حدیثیں وضع کرتا تھا۔ (۳)

۲۶۵۔ شاہ بن قرج ابو بکر: حدیثیں وضع کرتا تھا۔ (۴)

۲۶۶۔ شیعہ بن عرب طحان: ازوی نے اسے کذاب کہا ہے۔ (۵)

۲۶۷۔ شیخ بن ابی خالد البصري: حدیث ساز تھا، خود کہتا ہے کہ میں نے چار سو حدیثیں وضع کیں اور انھیں لوگوں کے روزمرہ کی زندگی میں شامل کر دیا۔ (۶)

(ص-ض)

۲۶۸۔ ابوالعلاء صاعد بن حسن رجی بغدادی: اس کے مطالب دروغ سے متهم ہوتے تھے۔ جب منصور پر اس کی دروغ بانی ظاہر ہوئی تو کتاب کو دریا برد کر دیا۔ (۷)

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۳۵، ج ۹، ص ۲۲۶، ج ۱۲، ص ۲۵۳، تذكرة الموضوعات، ج ۱۰۲، ص ۷۹، (ج ۱۱۲، ص ۷۲) تہذیب التہذیب، ج ۲، ص ۲۹۶ (ج ۳، ص ۲۶۰) مجموع الزوائد، ج ۱، ص ۲۱۹، الالانی المصنوعة، ج ۱، ص ۷۶، (ج ۱۰۱، ص ۱۲۹، ج ۲۷۲، ص ۲۷، ص ۳۹۱، ج ۲۷، ص ۳۹۱) خلاصة التہذیب، ص ۱۳۶ (ج ۱، ص ۲۳۳) (ج ۱، ص ۲۸۶) (ج ۱، ص ۲۳۶)

۲۔ تذكرة الموضوعات، ص ۳۰، (ص ۲)

۳۔ کتاب الحجر و حین (ج ۱، ص ۳۶۳) میران الاعتدال، ج ۱، ص ۲۳۰ (ج ۲، ص ۲۶۰) (ج ۳۶۵) الالانی المصنوعة، ج ۱، ص ۲۲۲ (ج ۱، ص ۲۳۱)

۴۔ الالانی المصنوعة، ج ۲، ص ۲۲۹ (ج ۲، ص ۳۵)

۵۔ میران الاعتدال، ج ۱، ص ۲۳۸ (ج ۲، ص ۲۷۲) (ج ۲۲۳)

۶۔ میران الاعتدال، ج ۱، ص ۳۵۲ (ج ۲، ص ۴۸۶) (ج ۲، ص ۴۸۶) تذكرة الموضوعات، ج ۱۱۲، ص ۶۳، (ص ۷۹)

۷۔ دلیلات الامیان، ج ۱، ص ۲۸۷ (ج ۲، ص ۲۸۸) (ج ۲۰۲) البدایۃ والنهایۃ، ج ۱۲، ص ۲۱ (ج ۱۲، ص ۲۷) شذرات الذهب، ج ۳، ص ۲۰۷ (ج ۵، ص ۸۵) (ج ۱۲، ص ۲۶۸) (ج ۱۲، ص ۲۷) (ج ۲۰۲)

- ۲۶۹۔ صالح بن احمد قیراطی: کذاب و دجال تھا، جسے کبھی نہ سنا گیا اس کی روایت کرتا تھا۔ (۱)
- ۲۷۰۔ صالح بن بشیر بصری: داستان گو، کذاب اور متروک الحجیث تھا۔ (۲)
- ۲۷۱۔ صالح بن حسان بصری: کذاب تھا۔ (۳)
- ۲۷۲۔ صحیح بن سعید بغدادی: کذاب و خبیث تھا۔ (۴)
- ۲۷۳۔ صخر بن محمد منظری مرزوzi حاجی: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۵)
- ۲۷۴۔ صفر بن عبد الرحمن ابو بہر کوفی: پکا جھوٹا اور حدیثیں وضع کرتا تھا۔ (۶)
- ۲۷۵۔ صدر بن سلیمان ابو زید عطاء: کذاب، متروک الحدیث اور غیر معترف تھا۔ (۷)
- ۲۷۶۔ ضحاک بن حزرة مُعْجَی: حدیثیں بناتا تھا، تمام احادیث متن و سند کے لحاظ سے صحیح نہیں ہیں۔ (۸)

(ط-ظ)

- ۲۷۷۔ طاہر بن فضل حلبی: وہ شخص لوگوں کے نام سے حدیثیں گڑھتا تھا۔ (۹)
- ۲۷۸۔ طلحہ بن زید: حدیث ساز تھا۔ (۱۰)

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۹، ص ۳۲۹، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۵۳ (ج ۲، ص ۲۸۲ نومبر ۲۷۶۷)

۲۔ تاریخ بغداد، ج ۹، ص ۳۰۸.

۳۔ تذکرۃ الموضوعات، ص ۷ (ص ۶).

۴۔ تاریخ بغداد، ج ۹، ص ۳۲۸ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۲۳ (ج ۲، ص ۲۷۰ نومبر ۲۸۵۲)

۵۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۲۲ (ج ۲، ص ۳۰۸ نومبر ۲۸۶۷) تذکرۃ الموضوعات، ص ۳۰، ۲۸ (ص ۲۹، ۲۸ نومبر ۱۹۰۳) الالی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۸ (ج ۱، ص ۱۳۹)

۶۔ تاریخ بغداد، ج ۹، ص ۳۳۰، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۲۷ (ج ۲، ص ۲۳۱ نومبر ۲۹۰۳) الالی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۲۹ (ج ۲، ص ۲۳۲)

۷۔ تاریخ بغداد، ج ۹، ص ۳۲۷ نومبر ۲۷۶۷.

۸۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۰ (ج ۲، ص ۲۷۰ نومبر ۲۹۲۰)

۹۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۷۵ (ج ۲، ص ۲۳۵ نومبر ۲۹۸۰)

۱۰۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۱، ص ۶۵ (ج ۲۵، ص ۲۶ نومبر ۲۹۷۸) الالی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۸۱ (ج ۱، ص ۱۵۶، ۲۱۷)

۲۷۹۔ ظیان بن محمد حسی: کذاب تھا اور اس کی احادیث غیر معتبر ہوتی تھیں۔ (۱)

(ع)

۲۸۰۔ عاصم بن سلیمان تھی بصری: کذاب و متروک الحدیث تھا۔ (۲)

۲۸۱۔ عاصم بن ظحو: مجہول و کذاب تھا۔ (۳)

۲۸۲۔ عاصر بن ابی عاصر: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۴)

۲۸۳۔ عاصر بن صالح: کذاب، خبیث اور دشمن خدا تھا۔ (۵)

۲۸۴۔ عباد بن صہیب: جعلی حدیثیں باتاتا تھا اور پچاس ہزار سے زیادہ حدیثیں بنائیں۔ (۶)

۲۸۵۔ عباد بن جویریہ بصری: کذاب، تہمت زندہ و متروک الحدیث تھا۔ (۷)

۲۸۶۔ عباس بن بکار رضی: کذاب تھا۔ (۸)

۲۸۷۔ عباس بن ضحاک تھی: دجال و حدیث ساز تھا۔ (۹)

۲۸۸۔ عباس بن عبد اللہ فیقہ شافعی: کذاب، مہم اور غیر معتبر تھا۔ (۱۰)

۱۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۸۱ (ج ۲، ص ۳۲۸) نمبر ۳۰۲۸ (۲۰۲۸)

۲۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲ (ج ۲، ص ۳۵۰) نمبر ۳۰۲۷ (سان الایران، ج ۳، ص ۲۱۸) نمبر ۳۳۵۲ (۲۰۲۷)

۳۔ میزان الاعتدال، (ج ۲، ص ۳۵۳) نمبر ۳۰۵۳ (سان الایران، ج ۲، ص ۲۲۰) نمبر ۳۳۵۸ (۲۰۲۰)

۴۔ تذكرة الموضوعات، ص ۲۷ (ص ۵۲)

۵۔ تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۲۲۶، معزنة الرجال، (ج ۱، ص ۵۲) نمبر ۱۹) کتاب انجو و میں، (ج ۲، ص ۱۸۷) اکالی فی ضعفاء الرجال (ج ۵، ص ۸۲) نمبر ۱۲۵۹ (۱۲۵۹) خلاصة العہدیب، ص ۱۵۲ (ج ۲، ص ۲۲۳) نمبر ۳۲۶۲ (۲۰۲۲)

۶۔ تاریخ بغداد، ج ۱۱، ص ۳۲۳، میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۱۰ (ج ۲، ص ۳۶۷) نمبر ۳۱۲۲ (۲۰۲۲) تذكرة الموضوعات، ص ۱۱۵، ۳۶ (ص ۸۱، ۳۲)

۷۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۳۲۵ (۳۲۵) نمبر ۱۱۳ (۱۱۳) اکالی المصوحة، ج ۲، ص ۱۰ (ج ۲، ص ۱۸)

۸۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۱۸ (ج ۲، ص ۳۲۸) نمبر ۳۱۲۰ (۳۱۲۰) اکالی المصوحة، ج ۱، ص ۲۰ (ج ۱، ص ۳۰۲)

۹۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۱۸ (ج ۲، ص ۳۲۸) نمبر ۳۱۱۷ (۳۱۱۷) تذكرة الموضوعات، ص ۹۵ (ص ۲۷)

۱۰۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۵، ص ۲۲۵ (ج ۲، ص ۲۲۶) نمبر ۲۱۰ (۲۱۰)

- ۲۸۹۔ عباس بن فضل عبدی: کذاب و خبیث تھا۔ (۱)
- ۲۹۰۔ عباس بن محمد عدوی: حدیثیں گڑھتا تھا۔ (۲)
- ۲۹۱۔ عباس بن محمد رادی: جھوٹی حدیثیں مالک سے روایت کرتا تھا۔ (۳)
- ۲۹۲۔ عبد الاعلیٰ بن ابی الساور بجزار: کذاب و مکبر الحدیث تھا، اس کی احادیث قابلِ احتجاج نہیں ہیں۔ (۴)
- ۲۹۳۔ عبد الباتی بن احمد: کذاب تھا۔ (۵)
- ۲۹۴۔ عبد الرحمن بن حماد حنفی: حدیثیں گڑھتا تھا۔ اس کے پاس جعلی حدیثیں کانخہ تھا۔ (۶)
- ۲۹۵۔ عبد الرحمن بن داؤد ابو البرکات: بخاری و ابو داؤد وغیرہ کی طرف حدیثیں منسوب کرتا تھا۔ (۷)
- ۲۹۶۔ عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عمر عدوی عمری: کذاب، سند و متن اتھل کرتا تھا۔ (۸)
- ۲۹۷۔ عبد الرحمن بن عفان ابو بکر صوفی: کذاب و دروغ یاف تھا۔ (۹)
- ۲۹۸۔ عبد الرحمن بن عبد اللہ: کذاب و متزوک الحدیث تھا۔ (۱۰)

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۱۳۲۳، میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۰ (ج ۲، ص ۳۸۵ نمبر ۷۲۷)

۲۔ تذكرة الموضوعات، ص ۱۷ (ص ۵۰)

۳۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۰ (ج ۲، ص ۳۸۶ نمبر ۱۸۱)

۴۔ تاریخ بغداد، ج ۱۱، ص ۲۹، ملکی المصور، ج ۲، ص ۳۹ (ج ۲، ص ۳۲۹)

۵۔ لسان المیزان، ج ۳، ص ۳۸۳ (ج ۳، ص ۳۲۹ نمبر ۳۸۹۹)

۶۔ تذكرة الموضوعات، ص ۱۵ (ص ۳۲۳)

۷۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۱۰۲ (ج ۲، ص ۷۵۵ نمبر ۳۲۵۸)

۸۔ تاریخ بغداد، ج ۱۰، ص ۲۳۱، تہذیب الجهد بیب، ج ۲، ص ۲۱۳ (ج ۲، ص ۱۹۲)

۹۔ تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۲۶۳، میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۱۱۳ (ج ۲، ص ۷۹ نمبر ۳۹۸۱) ملکی المصور، ج ۱، ص ۱۶۵ (ج ۱، ص ۳۲۰)

۱۰۔ نصب الریۃ، ج ۱، ص ۲۰.

- ۲۹۹۔ عبد الرحمن بن عمرو بن جبل: کذاب تھا۔ (۱)
- ۳۰۰۔ عبد الرحمن بن قطای بصری: کذاب تھا۔ (۲)
- ۳۰۱۔ عبد الرحمن بن قیس خسی: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۳)
- ۳۰۲۔ عبد الرحمن بن محمد بخشی: قتبیہ کے نام سے حدیثین گزٹھاتا تھا۔ (۴)
- ۳۰۳۔ عبد الرحمن بن مالک: مشہور حدیث ساز تھا۔ (۵)
- ۳۰۴۔ عبد الرحمن بن محمد بن علویہ: پکا جھوٹا تھا اور سند و متن میں ملاوٹ کرتا تھا۔ (۶)
- ۳۰۵۔ عبد الرحمن بن محمد: حافظہ بن ناصر نے اس کی تہذیب کی ہے۔ (۷)
- ۳۰۶۔ عبد الرحمن بن مرزوق طرطبوی: جعلی حدیثیں بنا تھا، صرف مذمت کے لئے اس کی حدیثیں بیان کی جائیں گے۔ (۸)
- ۳۰۷۔ عبد الرحمن بن زید مشقی: دروغ گو و متروک الحدیث تھا۔ (۹)
- ۳۰۸۔ عبد الرحیم بن حبیب فاریابی: ثقہ لوگوں کے نام سے حدیث گزٹھتا، پانچ بولوں حدیثیں
-
- ۱۔ میران الاعتدال، ج ۱، ص ۱۳۷ (ج ۲، ص ۱۱۳) (ج ۱، ص ۱۵۳ نمبر ۱۹۱)، ج ۲، ص ۱۱۸ (ج ۲، ص ۱۵۵ نمبر ۲۹۲۸)
- ۲۔ میران الاعتدال، ج ۲، ص ۱۱۳ (ج ۲، ص ۵۸۲) (ج ۲، ص ۵۸۲ نمبر ۲۹۲۲) (اللائل المصور، ج ۱، ص ۱۹۹ (ج ۲، ص ۱۱۸))
- ۳۔ تاریخ بغداد، ج ۱۰، ص ۲۵۰ خلاصہ العہذیب، ص ۱۹۸ (ج ۲، ص ۱۵۰ نمبر ۲۹۲۲) (میران الاعتدال، ج ۲، ص ۱۱۳ (ج ۲، ص ۵۸۳ نمبر ۲۹۲۲))
- ۴۔ میران الاعتدال، ج ۲، ص ۱۱۶ (ج ۲، ص ۷۵۸) (ج ۲، ص ۱۱۶ نمبر ۲۹۶۱)
- ۵۔ تاریخ بغداد، ج ۱۵، ص ۲۳۶، ج ۹، ص ۳۳۱۔ مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۱۵۔ میران الاعتدال، ج ۲، ص ۱۱۵ (ج ۲، ص ۵۸۳ نمبر ۲۹۶۲) (اللائل المصور، ج ۱، ص ۳۳۲ (ج ۲، ص ۳۳۶))
- ۶۔ سان الیگ ان، ج ۲، ص ۳۳۰ (ج ۲، ص ۵۲۲ نمبر ۴۵۰)
- ۷۔ سان الیگ ان، ج ۲، ص ۳۳۲ (ج ۲، ص ۵۲۵ نمبر ۵۰۰۵۵)
- ۸۔ میران الاعتدال، ج ۲، ص ۱۱۷ (ج ۵، ص ۵۸۸ نمبر ۲۹۶۹) تذکرة الموضوعات، ص ۱۷ (ص ۵۰) (اللائل المصور، ج ۲، ص ۱۱۷ (ج ۲، ص ۳۳۱))
- ۹۔ تہذیب الجہد، ج ۲، ص ۱۷ (ج ۲، ص ۲۹) (ج ۲، ص ۲۶۲)

بنا ڈالیں۔ (۱)

۳۰۹۔ عبد الرحیم بن زید بصری: کذاب و خبیث تھا۔ (۲)

۳۱۰۔ عبد الرحیم بن فیض بغدادی: جعلی حدیثیں بنا تھیں۔ (۳)

۳۱۱۔ عبد الرحیم بن ہارون واطئی: کذاب و متروک الحدیث تھا۔ (۴)

۳۱۲۔ عبد العزیز بن ابیان: کذاب و خبیث تھا۔ (۵)

۳۱۳۔ عبد العزیز بن ابی زادہ: کذاب تھا اور اس کی کتاب جعلی ہے۔ (۶)

۳۱۴۔ عبد العزیز بن حارث تھی: احمد بن حنبل کے نام سے جوئی حدیثیں گزشتہ تھیں۔ (۷)

۳۱۵۔ عبد العزیز بن خالد: کذاب تھا۔ (۸)

۳۱۶۔ عبد العزیز بن عبد الرحمن: کذاب اور غیر مستحب تھا۔ (۹)

۱۔ تاریخ ابن عساکر، حج ۵، ص ۱۶۰ (معترض تاریخ ابن عساکر، حج ۵، ص ۱۶۲) کتاب الحجر و میمن (حج ۲، ص ۱۶۲) میزان الاعتدال، حج ۲، ص ۱۲۳ (حج ۲، ص ۲۰۲ نمبر ۵۰۲۵)

۲۔ تہذیب الجہد یہب حج ۲، ص ۳۰۵ (حج ۲، ص ۲۳۲) ملکی المصورۃ، حج ۲، ص ۲۰ (حج ۲، ص ۱۲۵)

۳۔ تذکرۃ الموضوعات، ص ۲۷ (ص ۵۲)

۴۔ تاریخ بغداد، حج ۱۱، ص ۸۵، تہذیب الجہد یہب، حج ۲، ص ۳۰۹ (حج ۲، ص ۲۷۶) اسنی الطالب، ص ۳۲ (ص ای حدیث ۱۳۶) خلاصۃ الجہد یہب ص ۱ (۱۶۱ نمبر ۲۲۳)

۵۔ تاریخ بغداد، حج ۱۰، ص ۳۳۵، تذکرۃ الموضوعات، ص ۲۷ (ص ۲۰) میزان الاعتدال، حج ۲، ص ۱۳۳ (حج ۲، ص ۲۲۲ نمبر ۵۰۸۲)

۶۔ تاریخ ابن عساکر، حج ۵، ص ۱۵۲، تذکرۃ الموضوعات، ص ۲۷ (ص ۲۰، ۲۲۳) ملکی المصورۃ، حج ۲، ص ۱۰۲ (۱۲۸، ۱۲۷)

۷۔ تاریخ بغداد، حج ۱۰، ص ۳۲۲، میزان الاعتدال، حج ۲، ص ۱۳۲ (حج ۲، ص ۲۲۳ نمبر ۵۰۹۲) لسان المیزان، حج ۲، ص ۲۶ (حج ۲، ص ۳۲۶ نمبر ۵۱۷)

۸۔ ملکی المصورۃ، حج ۲، ص ۲۹ (حج ۲، ص ۹۲)

۹۔ میزان الاعتدال، حج ۲، ص ۲۷ (حج ۲، ص ۱۳۲ نمبر ۵۱۱۲) لسان المیزان، حج ۲، ص ۲۳ (حج ۲، ص ۲۱ نمبر ۵۱۹۵) تذکرۃ الموضوعات، ص ۲۶ (ص ۵۲)

- ۳۱۷۔ عبد العزیز بن حبیب مدفی: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۱)
- ۳۱۸۔ عبد الغفور بن سحید داٹی: جعلی حدیث شیں بنا تھا۔ (۲)
- ۳۱۹۔ عبد القدوس بن حبیب شامی: عبد الرزاق کہتے ہیں کہ ابن مبارک نے کسی کے لئے کذاب کا لفظ استعمال نہیں کیا مگر عبد القدوس کو کذاب کہا ہے۔ ابن عیاش کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حدیث ساز تھا۔ (۳)
- ۳۲۰۔ عبد القدوس بن عبد القاهر: ابن عاصم کے نام سے جھوٹی حدیث شیں بیان کیں جو آشکار ہو گئیں۔ (۴)
- ۳۲۱۔ عبد الکریم بن عبد الکریم خراجی: بغداد میں حدیث شیں بیان کرتا تھا، اسناو میں احتل پھل کرتا تھا اور جھوٹی حدیث شیں بیان کرتا تھا۔ (۵)
- ۳۲۲۔ عبد اللہ بن ابراہیم غفاری: حدیث شیں وضع و نہ لیں کرتا، معتبر حضرات اس کی روایات تلیم نہیں کرتے تھے۔ (۶)
- ۳۲۳۔ عبد اللہ بن ابراہیم مدفی: غیر معتبر احادیث بیان کرتا تھا، حدیث شیں گڑھتا اور سنداحتل پھل کرتا تھا۔ (۷)
- ۳۲۴۔ عبد اللہ بن ابی جعفر رازی: محمد بن حمید رازی کہتے ہیں کہ میں نے اس سے دس ہزار حدیث شیں
-
- ۱۔ میران الاعتدال، ج ۲، ص ۱۲۰ (ج ۲، ص ۲۳۶ نمبر ۵۱۳۶) خلاصۃ العجذیب، ص ۳۰۳ (ج ۲، ص ۲۷ نمبر ۳۳۸۲)
- ۲۔ میران الاعتدال، ج ۲، ص ۱۲۲ (ج ۲، ص ۲۳۲ نمبر ۵۱۵۰) الالی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۲۷ (ج ۲، ص ۱۲۹)
- ۳۔ کتاب اخْرَجَ وَحْسَنَ (ج ۲، ص ۱۲۱) تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۱۲۷، میران الاعتدال، ج ۲، ص ۱۲۳ (ج ۲، ص ۲۳۳ نمبر ۱۵۲) الالی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۲۰۷ (ج ۱، ص ۲۰۷ نمبر ۵۱۳۱) لسان المیران، ج ۲، ص ۳۶ (ج ۲، ص ۵۵ نمبر ۵۲۳)
- ۴۔ لسان المیران، ج ۲، ص ۳۸ (ج ۲، ص ۲۵ نمبر ۵۱۳۰)
- ۵۔ البدریۃ والنهیۃ، ج ۱، ص ۳۰۸ (ج ۱، ص ۳۵)
- ۶۔ میران الاعتدال، ج ۲، ص ۱۲۱ (ج ۲، ص ۲۸۸ نمبر ۳۱۹۰) خلاصۃ العجذیب ص ۱۶۱ (ج ۲، ص ۲۳۷ نمبر ۳۲۷۲) الالی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۱۰۹، ۳۲ (ج ۲، ص ۸۰، ۸۰)
- ۷۔ تہذیب العجذیب، ج ۵، ص ۱۳۸ (ج ۵، ص ۱۲۰)

سین سمجھی اس فاسق کی وجہ سے چھوڑ دیں۔ (۱)

۳۲۵۔ عبد اللہ بن ایوب بن ابی علائج: وہ اور اس کا باپ سمجھوتے تھے۔ ازدی کے نزدیک کذاب تھا اور حدیث میں گڑھتا تھا۔ (۲)

۳۲۶۔ عبد اللہ بن حارث صنعتی: شیخ، دجال و حدیث ساز تھا۔ (۳)

۳۲۷۔ عبد اللہ بن حفص ابو محمد وکیل سامری: دجال اور حدیثوں کا چور تھا، بہت زیادہ حدیث میں گردھیں۔ (۴)

۳۲۸۔ عبد اللہ بن حکیم داہری بصری: کذاب، حدیث ساز اور متردک، الحدیث تھا۔ (۵)

۳۲۹۔ عبد اللہ بن زیاد بن سمعان قاضی: کذاب و مرتضی نسیان تھا، حدیث سازی بھی کرتا تھا۔ (۶)

۳۳۰۔ عبد اللہ بن سعد الفاری رفی: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۷)

۳۳۱۔ عبد اللہ بن سلیمان بجھانی: اس کے باپ نے اس کی حدیثوں کی تکذیب کی لیکن بڑا عایدہ زاہد تھا۔ (۸)

۱۔ میزان الاعتدال، ج ۲، م ۲۸ (ج ۲، م ۲۸ نومبر ۲۲۵۲)

۲۔ تذكرة الموضوعات، م ۱۵، م ۸۰، م ۲۵ (ج ۲، م ۲۵) میزان الاعتدال، ج ۲، م ۲۳ (ج ۲، م ۲۹ نومبر ۲۲۱۷) لسان المیزان، ج ۲، م ۲۲ (ج ۲، م ۲۲ نومبر ۲۲۹)

۳۔ میزان الاعتدال، ج ۲، م ۲۹ (ج ۲، م ۲۹ نومبر ۲۲۵۹) الالی المصنوعة، ج ۱، م ۲۷ (ج ۱، م ۲۰۵)

۴۔ تاریخ بغداد، ج ۹، م ۳۲۹، میزان الاعتدال، ج ۲، م ۳۱ (ج ۲، م ۳۱ نومبر ۲۲۷۵) الالی المصنوعة، ج ۱، م ۲۰ (ج ۱، م ۲۰۵)

۵۔ تاریخ بغداد، ج ۹، م ۳۲۷، میزان الاعتدال، ج ۲، م ۳۲ (ج ۲، م ۳۲۰ نومبر ۲۲۷۶) تذكرة الموضوعات، م ۱۰ (م ۸ نصب الرییس، ج ۱، م ۳۹)

۶۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۷، م ۲۲۶ (ج ۲، م ۲۸۰) تاریخ بغداد، ج ۹، م ۳۵۶، میزان الاعتدال، ج ۲، م ۳۸ (ج ۲، م ۳۲۳ نومبر ۲۲۲۲) تذكرة الموضوعات، م ۱۳ (م ۲۷) الالی المصنوعة، ج ۱، م ۲۳، ج ۲، م ۸۳، ج ۱، م ۱۲۶، (ج ۱، م ۲۰۱)

۷۔ میزان الاعتدال، ج ۲، م ۳۱ (ج ۲، م ۲۲۸ نومبر ۲۲۵۰)

۸۔ شذررات الذهب، ج ۲، م ۲۷ (ج ۲، م ۹۷)

- (۱) عبد اللہ بن صالح مصری: کاتب لیٹھ تھا اور کذاب وحدیث ساز تھا۔
- (۲) عبد اللہ بن عبد الرحمن کلبی اسمائی: پکا جھوٹا تھا، غلط باتوں کی روایت کرتا تھا۔
- (۳) عبد اللہ بن علان بن زریں خراجی: کذاب و مکار تھا۔
- (۴) عبد اللہ بن علی بالھی وضاحی: حدیث ساز تھا۔
- (۵) عبد اللہ بن عمرو بصری: حدیث ساز تھا، دارقطنی نے تکذیب کی ہے۔
- (۶) عبد اللہ بن عیسیٰ افریقیہ: مالک کے نام سے حدیثیں گزھتا تھا۔
- (۷) عبد اللہ بن عیسیٰ جزری: حدیث ساز تھا۔
- (۸) عبد اللہ بن قیس: حمید طویل سے جھوٹی روایت کرتا تھا اور کذاب تھا۔
- (۹) عبد اللہ بن کرز: کذاب تھا۔
- (۱۰) عبد اللہ بن محمد بن اسامہ: حدیث ساز تھا۔
- (۱۱) عبد اللہ بن محمد معروف بہ ابن شلائق: کذاب وحدیث ساز تھا۔

۱۔ تذكرة الموضوعات، ج ۱، ص ۲۰، ۲۳، ۲۷ (ص ۱۳، ۲۳، ۲۷، ۲۹، ۳۰، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷)

۲۔ سیاریخ بغداد، ج ۱۰، ص ۲۸، میران الاعتدال، ج ۲، ص ۵۳ (ج ۲، ص ۳۵۲، ۳۵۳)

۳۔ لسان المیزان، ج ۳، ص ۱۰ (ج ۲، ص ۳۵)

۴۔ لسان المیزان، ج ۲، ص ۳۱۸ (ج ۲، ص ۳۶)

۵۔ لسان المیزان، ج ۲، ص ۳۲۰ (ج ۲، ص ۳۶)

۶۔ تذكرة الموضوعات، ج ۱۶ (ص ۸۲)

۷۔ لسان المیزان، ج ۲، ص ۶۱ (ج ۳، ص ۳۹۸)

۸۔ میران الاعتدال، ج ۲، ص ۶۲ (ج ۲، ص ۳۷۲، ۳۷۳)

۹۔ تذكرة الموضوعات، ج ۱، ص ۳۹ (ص ۳۵)

۱۰۔ میران الاعتدال، ج ۲، ص ۱۷ (ج ۲، ص ۳۹۱)

۱۱۔ سیاریخ بغداد، ج ۱۰، ص ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹ (ج ۲، ص ۳۸۹، ۳۹۰)

(۳۵۲، ۳۵۳)

- ۳۲۳۔ عبد اللہ بن محمد قزوینی: مصری مفتی تھا، کذاب و حدیث ساز تھا اور دوسرو سے زیادہ غلط حدیثیں روایت کیں۔ (۱)
- ۳۲۴۔ عبد اللہ بن محمد بن سنان روجی: متروک الحدیث اور حدیث ساز تھا، سند احتل پھل کرتا تھا۔ (۲)
- ۳۲۵۔ عبد اللہ بن محمد خزاعی: متروک الحدیث تھا، وہ اور اس کا باپ حدیثیں گڑھتے تھے۔ (۳)
- ۳۲۶۔ عبد اللہ بن محمد بن وہب دینوری: دجال، متروک الحدیث اور حدیث ساز تھا۔ (۴)
- ۳۲۷۔ عبد اللہ بن محمد بلوی: کذاب تھا۔ (۵)
- ۳۲۸۔ عبد اللہ بن مسلم بن رشید: باتام لیٹ وابن الجیج حدیثیں گڑھتا تھا۔ (۶)
- ۳۲۹۔ عبد اللہ بن مسروہ بائی: کذاب و حدیث ساز تھا، کلمات رسول میں اٹ پھیر کرتا تھا۔ (۷)
- ۳۵۰۔ عبد اللہ بن وہب نسوی: دجال و حدیث ساز تھا۔ (۸)
- ۳۵۱۔ عبد اللہ بن یزید بن حمیش نیشاپوری: حدیث گڑھتا تھا۔ (۹)

۱۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۷۳ (ج ۲، ص ۲۹۵ نمبر ۳۵۶۷) شدرات الذہب، ج ۲، ص ۲۷۰ (ج ۲، ص ۲۷۳)

۲۔ تاریخ بغداد، ج ۱۰، ص ۸۸، میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۷۰ (ج ۲، ص ۲۸۹ نمبر ۳۵۳۷) الالی المصوّۃ، ج ۲، ص ۲۲۰ (ج ۲، ص ۲۵۳) لسان المیران، ج ۳، ص ۲۳۲ (ج ۲، ص ۲۹۷ نمبر ۳۲۳۷)

۳۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۷۰ (ج ۲، ص ۲۹۶ نمبر ۳۵۷۰)

۴۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۷ (ج ۲، ص ۲۹۳ نمبر ۳۵۲۶)

۵۔ البدریہ والہلیہ، ج ۱۰، ص ۱۸۲ (ج ۱۰، ص ۱۹۶)

۶۔ میزان اعتراف، ج ۲، ص ۲۷ (ج ۲، ص ۲۹۰ نمبر ۳۶۰۳)

۷۔ تاریخ بغداد ج ۱۰، ص ۲۷۰، لسان المیران، ج ۳، ص ۲۳۹ (ج ۲، ص ۲۳۲ نمبر ۳۸۱۷) الالی المصوّۃ، ج ۲، ص ۱۶۰ (ج ۲، ص ۳۲۳، ۲۹۸)، الاصابیہ، ج ۳، ص ۱۳۱.

۸۔ میزان الاعتدال ج ۲، ص ۲۷ (ج ۲، ص ۲۹۳ نمبر ۳۶۰۸) الالی المصوّۃ، ج ۲، ص ۱۲۳، ۹۲، ۱۸۱ (ج ۲، ص ۲۷۸، ۲۲۷)

۹۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۸۸ (ج ۲، ص ۲۵۵ نمبر ۳۲۰۲)

۳۵۲۔ عبدالمغیث بن زہیر بن علوی: حافظ حدیث تھا لیکن زیادہ تر حدیثیں جعلی ہیں۔ (۱)

۳۵۳۔ عبدالملک بن عبدالرحمٰن شامی: فلاں کہتے ہیں کہ ختن جھوٹا آدمی ہے۔ (۲)

۳۵۴۔ عبدالملک بن ہارون بن عمرہ: دجال، گذاب اور حدیث ساز تھا۔ (۳)

۳۵۵۔ عبدالمعجم یمانی: گذاب و حدیث ساز تھا۔ (۴)

۳۵۶۔ عبدالمعجم بن بشیر انصاری: ابن معین نے ابو مودود کو اس کی دو سو حدیثیں ارسال کیں، انہوں نے کہا: خدا سے ڈرو، سب جھوٹی و جعلی ہیں۔ (۵)

۳۵۷۔ عبدوس بن خلاد: ابو زر عمنے اس کی تکذیب کی ہے۔ (۶)

۳۵۸۔ عبدالواہب ضحاک عرضی: گذاب و حدیث ساز تھا۔ (۷)

۳۵۹۔ عبدالواہب بن عطا خفاف: مت روک الحدیث وجھوٹا تھا۔ (۸)

۳۶۰۔ عبید بن قاسم: گذاب، خبیث و حدیث ساز تھا۔ (۹)

۱۔ شدرات الذهب، ج ۲، ص ۲۶۶ (ج ۲، ص ۶) (۳۵۲)

۲۔ لسان المیزان، ج ۲، ص ۸۷ نمبر ۵۲۰ (اللائل المصنوعة، ج ۲، ص ۱۱۶) (۳۱۳)

۳۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۱۵۳ (ج ۲، ص ۲۶۶) (۵۲۵۹ نمبر ۵۲۱) لسان المیزان، ج ۲، ص ۱۷ (ج ۲، ص ۸۲) (۵۲۱۹ نمبر ۵۲۰) تذكرة

ال موضوعات، ص ۸۲ (ص ۱۹) (اللائل المصنوعة، ج ۱، ص ۱۲۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶) (ج ۱، ص ۲۰، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶)

۴۔ تاریخ بغداد، ج ۱۱، ص ۱۳۳، تاریخ الزوان، ج ۹، ص ۳۱، میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۵۵ (ج ۲، ص ۲۶۸) (۵۲۰ نمبر ۵۲۱) (اللائل المصنوعة، ج ۱، ص ۱۱) (ج ۱، ص ۱۸) (۵۲۰، ۱۸)

۵۔ میزان الاعتدال، (ج ۲، ص ۲۲۹ نمبر ۵۲۱) (لسان المیزان، ج ۲، ص ۲۵) (ج ۲، ص ۸۸ نمبر ۵۲۲۱) (۵۲۲۱ نمبر ۵۲۰)

۶۔ لسان المیزان، ج ۲، ص ۹۵ (ج ۲، ص ۱۱) (۵۲۸۶ نمبر ۵۲۸۷)

۷۔ تاریخ بغداد، ج ۸، ص ۲۶۸، تاریخ ابن حساکر، ج ۵، ص ۱۳۸، تاریخ ابن حبیب، ج ۷، ص ۲۲۱ (ج ۲، ص ۲۲۳) (۳۲۷) تہذیب

الہدیب، ج ۲، ص ۲۳۷ (ج ۲، ص ۳۹۵) (میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۱۲۰) (ج ۲، ص ۹۷) (۵۲۱۶ نمبر ۵۲۱) (لسان المیزان،

ج ۲، ص ۲۳) (ج ۲، ص ۲۸) (۵۲۹۳ نمبر ۳۲۸)

۸۔ میزان الاعتدال، ج ۱۱، ص ۱۶۲ (ج ۲، ص ۱۲۸ نمبر ۵۲۲۲) (۵۲۲۲ نمبر ۵۲۲۱)

۹۔ تاریخ بغداد، ج ۱۱، ص ۹۵، میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۱ نمبر ۵۲۳۶ (۵۲۳۶ نمبر ۵۲۳۷) تہذیب العہدیب، ج ۷، ص ۲۷ (ج ۷، ص ۶۷)

- ۳۶۱۔ عبد اللہ بن تمام: سماجی کہتے ہیں کہ وہ کذاب ہے، اکثر نے تکذیب کی ہے۔ (۱)
- ۳۶۲۔ عبد اللہ بن سفیان بخاری: کذاب تھا۔ (۲)
- ۳۶۳۔ عتاب بن ابراہیم: کذاب تھا، خلیفہ مہدی کے تقریب کے لئے حدیثیں گزٹاتھا۔ (۳)
- ۳۶۴۔ عثمان بن خالد بن عمر: موضوع حدیثیں بیان کرتا تھا اور حدیثیں دگر گوں کروتا تھا۔ (۴)
- ۳۶۵۔ عثمان بن عبد الرحمن زہری: کذاب، متروک الحدیث اور موضوع حدیثیں بیان کرتا تھا۔ (۵)
- ۳۶۶۔ عثمان بن عبد اللہ مغربی: حدیث ساز و جھوٹا تھا۔ (۶)
- ۳۶۷۔ عثمان بن عبد اللہ اموی: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۷)
- ۳۶۸۔ عثمان بن عفان بختیانی: این خزینہ قسم کے ساتھ گواہی دیتے ہیں کہیہ شخص جھوٹا ہے۔ حدیث میں چوری کرتا تھا۔ (۸)
- ۳۶۹۔ عثمان بن مطر شیبانی: کذاب تھا، ثقلوگوں کے نام سے حدیثیں گزٹاتھا۔ (۹)

۱۔ سان الیمن، ج ۳، ص ۹۸ (ج ۳، ص ۱۱۳ نمبر ۵۳۹۸)

۲۔ تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۷۳، ج ۱۰، ص ۳۱۳، میران الاعتدال، ج ۲، ص ۱۲۷ (ج ۳، ص ۹ نمبر ۵۳۶۶) الالی المصنوعة، ج ۱، ص ۳۶۳

۳۔ البدایۃ والہدایۃ، ج ۱۰، ص ۱۵۳ (ج ۱۰، ص ۱۶۳)

۴۔ تہذیب الجدیب، ج ۷، ص ۱۱۳ (ج ۷، ص ۱۰۵)

۵۔ تاریخ بغداد، ج ۱۱، ص ۲۸۰، تہذیب الجدیب ج ۷، ص ۱۳۳ (ج ۷، ص ۱۲۲) الالی المصنوعة، ج ۱، ص ۵۲ (ج ۱، ص ۱۰۳)

۶۔ تذکرة الموضوعات، ص ۵۸، ۵۸، (۳۱، ۳۹)

۷۔ میران الاعتدال، ج ۲، ص ۱۸۲ (ج ۳، ص ۱۳۲ نمبر ۵۵۲۳) تذکرة الموضوعات، ص ۲۸ (ص ۲۷) سان الیمن ج ۳، ص

۸۔ میران الاعتدال، ج ۲، ص ۲۲۰ (ج ۳، ص ۱۳۵ نمبر ۵۵۲۸) الالی المصنوعة، ج ۱، ص ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵ (ج ۱، ص ۱۰۳)

(۳۲۷-۳۲۸)

۹۔ میران الاعتدال، ج ۲، ص ۱۸۲ (ج ۳، ص ۱۳۹ نمبر ۵۵۲۹) سان الیمن، ج ۳، ص ۲۲۳ (ج ۳، ص ۱۷ نمبر ۵۵۲۷)

۱۰۔ تذکرة الموضوعات، ص ۵۶، ۵۶، (ص ۳۰، ۳۰) تہذیب الجدیب، ج ۷، ص ۱۵۵ (ج ۷، ص ۱۳۰)

- ۳۷۰۔ عثمان بن معاویہ: ان بزرگ کی کسی روایت کو ارباب ثقہ نے نقل نہیں کیا۔ (۱)
- ۳۷۱۔ عبد اللہ بن مقصم بری: مشہور امام ہیں لیکن جعلی حدیثوں کے لئے مشہور ہیں، ۲۵ ہزار جعلی حدیثیں بیان کی ہیں۔ (۲)
- ۳۷۲۔ عذ افر بصری: سلیمان کہتے کہ یہ حدیث سازوں کی صفت میں ہے۔ (۳)
- ۳۷۳۔ عصمریہ بن محمد خوزری: کذاب و حدیث ساز تھا، لوگوں پر بہت جلد اڑاتا لیکن خخت جھوٹا تھا۔ (۴)
- ۳۷۴۔ عطاء بن محبان عطار: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۵)
- ۳۷۵۔ عطیہ بن سفیان: کذاب تھا۔ (۶)
- ۳۷۶۔ علاء بن زید ثقیفی: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۷)
- ۳۷۷۔ علاء بن عمر حنفی کوفی: کذاب و متروک الحدیث تھا۔ (۸)
- ۳۷۸۔ علاء بن مسلمۃ الرواس: حدیث ساز تھا اور مہمل روایتیں نقل کرتا تھا۔ (۹)
- ۳۷۹۔ علی بن احمد واعظ شروانی (مؤلف اخبار الحجاج): کذاب و عیاش تھا۔ (۱۰)

۱۔ کتاب الحجر و میمن، (ج ۲، ص ۷۹) لسان المیزان، ج ۲، ص ۱۵۲، (ج ۲، ص ۷۷ نمبر ۶۶) (۵۵۶۶)

۲۔ میران الاعتدال، ج ۲، ص ۱۹۱ (ج ۲، ص ۵۶ نمبر ۶۸) (۵۵۶۸)

۳۔ میران الاعتدال، ج ۲، ص ۹۳.

۴۔ تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۲۸۶۔ میران الاعتدال، ج ۲، ص ۱۹۶ (ج ۳، ص ۶۸ نمبر ۱۹۱) (اللائل المصنوعة، ج ۲، ص ۳۱)

۵۔ میران الاعتدال، ج ۲، ص ۲۰۰ (ج ۳، ص ۵۷ نمبر ۲۲۳) تصحیح الرواکد، ج ۲، ص ۲۲، تہذیب الجدیب، ج ۷، ص ۲۰۸ (ج ۷، ص ۱۸۶)

۶۔ میران الاعتدال، ج ۲، ص ۲۰۱ (ج ۳، ص ۸۰ نمبر ۲۸۸) (۵۵۶۸)

۷۔ میران الاعتدال، ج ۲، ص ۲۱۱ (ج ۳، ص ۹۹ نمبر ۲۶۹) تذكرة الموضوعات، ص ۱۱۳ (۸۳، ۸۰) تہذیب الجدیب، ج ۸، ص ۱۸۲ (ج ۸، ص ۱۶۲)

۸۔ میران الاعتدال، ج ۲، ص ۲۱۲ (ج ۳، ص ۱۰۳ نمبر ۲۳۵) (اللائل المصنوعة، ج ۱، ص ۵۰) (ج ۱، ص ۹۵)

۹۔ میران الاعتدال، ج ۲، ص ۲۱۳ (ج ۳، ص ۱۰۵ نمبر ۲۳۳) (اللائل المصنوعة، ج ۲، ص ۱۲۰، ۱۲۱)

۱۰۔ لسان المیزان، ج ۲، ص ۲۰۵ (ج ۳، ص ۲۳۶ نمبر ۲۷۵) (۵۵۶۷)

۳۸۰۔ علی بن امیر ک خرافی مروزی: حدیث و کذاب تھا۔ نسب شعریہ کے اشعار کے مفہوم پر حدیثیں گزھتا تھا۔ (۱)

۳۸۱۔ علی ابن جمیل رتی وضاح: شقولوں کے نام سے حدیث گزھتا اور حدیث میں چوری بھی کرتا۔ (۲)

۳۸۲۔ علی ابن حم خراسانی: پکا جھوٹا اور ناصی تھا، علی وآل محمد کی نعمت کرتا تھا۔ وہ اپنے باپ پر اس لئے لعنت بھیجتا تھا کہ اس نے اس کا نام علی رکھ دیا تھا۔ ایک طرف یہ حال اور دوسری طرف دیکھنے کے لئے علی کی توپین کرنے والا ابن کثیر کے نزدیک معجزہ ہو سکتا ہے؟ (۳)

۳۸۳۔ علی بن حسن معروف بہ ابن کتب: نہایت جھوٹا تھا اور حدیث سازی کرتا تھا۔ (۴)

۳۸۴۔ علی بن عشن بغدادی: کذاب اور بہام شیوخ حدیثیں بیان کرتا تھا۔ (۵)

۳۸۵۔ علی بن حسن بن سعید شاعر مصری: ناک، ثوری اور ابن ذب جیسوں کے نام سے حدیثیں روایت کرتا تھا۔ (۶)

۳۸۶۔ علی بن حسن رصافی: حدیث ساز تھا اور خدا پر افتخار کرتا تھا۔ (۷)

۳۸۷۔ علی بن ظبيان عسی: متزوک الحدیث، کذاب، حدیث ساز اور بہت خبیث تھا۔ (۸)

۱۔ لسان المیزان، ج ۳، ص ۲۷ (ج ۳، ص ۲۳۸) (۵۷۵۲۲۳۸)

۲۔ تذکرة الموضوعات، ج ۳، ص ۲۷ (ج ۳، ص ۵۲۷) میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۲۰ (ج ۳، ص ۲۷۱) (۵۸۰۰۱) لسان المیزان، ج ۳، ص ۲۰۹ (ج ۳، ص ۲۳۱) (۵۷۶۲۲) الالی المصوّحة، ج ۱، ص ۱۶۵، ج ۲، ص ۲۷ (ج ۳، ص ۲۳۹) (۵۷۲۲۲)

۳۔ تاریخ بغداد، ج ۱۱، ص ۳۸۵، لسان المیزان، ج ۳، ص ۱۵ (ج ۳، ص ۲۳۷) (۵۷۷۲۲)

۴۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۲۲ (ج ۳، ص ۱۲۱) (۵۸۲۱۲)

۵۔ لسان المیزان، ج ۳، ص ۲۲۳ (ج ۳، ص ۲۲۳) (۵۷۷۲۲)

۶۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۲۳ (ج ۳، ص ۱۲۲) (۸۵۲۶)

۷۔ تاریخ بغداد، ج ۱۱، ص ۳۳۳، میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۲۸ (ج ۳، ص ۱۳۲) (۵۸۱۷) تہذیب العہد، ج ۷، ص ۳۲۲ (ج ۷، ص ۳۰۰)

- ۳۸۸۔ علی بن عبدة الملکی: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۱)
- ۳۸۹۔ علی بن عبد اللہ برداںی: غیر معتر آدمی تھا اور حدیثیں گڑھتا تھا۔ (۲)
- ۳۹۰۔ علی بن عبد اللہ بہمنی: جھوٹا تھا، اس نے نماز رغائب وضع کی ہے۔ (۳)
- ۳۹۱۔ علی بن عزروہ و مشتی: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۴)
- ۳۹۲۔ علی بن فرس: اس کی طرف جعلی حدیثوں کو منسوب کیا گیا ہے۔ (۵)
- ۳۹۳۔ علی بن قرین بصری: کذاب، خبیث اور حدیث ساز تھا۔ (۶)
- ۳۹۴۔ علی بن مجاہد بن سلم کابلی: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۷)
- ۳۹۵۔ علی بن محمد روزی: جھوٹا محدث تھا۔ (۸)
- ۳۹۶۔ علی بن محمد زہری: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۹)
- ۳۹۷۔ علی بن محمد بن سری: کذاب و حدیث ساز تھا، جنہیں نہیں دیکھا ان سے روایت کرتا تھا۔ (۱۰)

- ۱۔ تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۱۹،
- ۲۔ میران الاعتدال، ج ۲، ص ۲۲۱ (ج ۳، ص ۱۳۲، نمبر ۷۷) تاریخ بغداد، (ج ۱۲، ص ۱۹) (۲۳۶۲)
- ۳۔ لخشم، ج ۸، ص ۱۰۲ (ج ۱۵، ص ۱۶۱، نمبر ۳۱۱۸) البریۃ والنهایۃ، ج ۱۲، ص ۱۶ (ج ۱۲، ص ۲۱) شدرات الذهب، ج ۳، ص
- ۴۔ (ج ۵، ص ۲۳۵) اتنی
- ۵۔ میران الاعتدال، ج ۲، ص ۲۲۲ (ج ۳، ص ۱۳۵، نمبر ۵۸۹۱) تہذیب الجہد عب، ج ۷، ص ۳۶۵ (ج ۷، ص ۳۱۹)
- ۶۔ میران الاعتدال، ج ۲، ص ۲۲۳ (ج ۳، ص ۱۳۵، نمبر ۵۸۹۱) ملکی المصورۃ، ج ۷، ص ۳۷۲ (ج ۲، ص ۱۶۹، ۸۸)
- ۷۔ الاصفہانی، ج ۳، ص ۵۱۵.
- ۸۔ تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۱۵، اتنی الطالب، ص ۱۰ (ص ۲۲۳ حدیث ۶۷۳) میران الاعتدال، ج ۲، ص ۲۳۶ (ج ۳، ص ۱۵۱)
- ۹۔ میران الاعتدال، ج ۲، ص ۲۵ (ج ۳، ص ۲۸۸، نمبر ۵۸۹۱) (۵۰۳۰) لسان المیران ج ۳، ص ۲۵ (ج ۳، ص ۲۲۸)
- ۱۰۔ تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۷۰، خلاصۃ الجہد عب، ص ۲۳۵ (ج ۲، ص ۲۵۵، نمبر ۵۰۳۱) تہذیب الجہد عب، ج ۷، ص ۳۷۸ (ج ۷، ص ۳۲۰) ملکی المصورۃ، ج ۱، ص ۳۵۹ (ج ۱، ص ۳۵۹)
- ۱۱۔ شدرات الذهب، ج ۳، ص ۸ (ج ۳، ص ۱۷۴)
- ۱۲۔ میران الاعتدال، ج ۱۲، ص ۹۲، ملکی المصورۃ، ج ۲، ص ۸۰ (ج ۲، ص ۱۱۲، ۷۳)
- ۱۳۔ تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۹۱.

۳۹۸۔ علی بن محمد موصی: کذاب و غلط کار تھا، سندیں مخلوک بیان کرتا تھا۔ (۱)

۳۹۹۔ علی بن معاذ ریسی: کذاب تھا۔ (۲)

۴۰۰۔ علی بن یعقوب وراق: حدیث ساز تھا۔ (۳)

۴۰۱۔ عمار بن زریل بصری: حدیث ساز و متروک الحدیث تھا۔ (۴)

۴۰۲۔ عمار بن عطیہ کوفی: دروغ گو تھا۔ (۵)

۴۰۳۔ عمار بن مطرہ بادی: عقیلی، اہن عذری و حاتم غیر معترک ہیں۔ (۶)

۴۰۴۔ عمارہ بن زید: حدیث ساز تھا۔ (۷)

۴۰۵۔ عمر بن ابراہیم کردی ہاشمی: کذاب و غیر معترک تھا۔ (۸)

۴۰۶۔ عمر بن اسحاق علی بن مجالد: کذاب، حدیث ساز اور خبیث تھا۔ (۹)

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۸۲، میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۲۷ (ج ۳، ص ۱۵۲ نمبر ۵۹۲۷)

۲۔ لسان المیزان، ج ۳، ص ۲۶۳ (ج ۳، ص ۳۰۳ نمبر ۵۹۲۳)

۳۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۲۳ (ج ۳، ص ۱۲۳ نمبر ۵۹۲۷) لسان المیزان، ج ۳، ص ۲۶۷ (ج ۳، ص ۳۰۸ نمبر ۵۹۵۲)

۴۔ الکاظمی ضعفاء الرجال (ج ۵، ص ۲۷ نمبر ۱۲۵۵) لسان المیزان، ج ۳، ص ۲۷۵ (ج ۳، ص ۳۱۲ نمبر ۵۹۷) الالانی المصوّرة، ج ۱، ص ۲۳۲ (ج ۱، ص ۳۶۸)

۵۔ تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۲۵۲

۶۔ ضعفاء الرجال، (ج ۵، ص ۲۷ نمبر ۱۲۵۵) الاجرج والتعديل (ج ۲، ص ۲۲۹ نمبر ۱۲۹۸) الضعفاء الکبیر، (ج ۳، ص ۲۷۳ نمبر ۱۲۷)

۷۔ انسن الکبیری، ج ۸، ص ۳۰، لسان المیزان، ج ۳، ص ۲۵ (ج ۳، ص ۳۲۶ نمبر ۵۹۸۵)

۸۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۲۸ (ج ۱۳، ص ۲۷ نمبر ۲۰۲۵) استیاع ج ۱، ص ۳۳۱ (نمبر ۲۲۲۳) الاصابة، ج ۳، ص ۳۳۲

۹۔ تاریخ بغداد، ج ۱۱، ص ۲۰۲، مجموع الرواائد، ج ۹، ص ۳۸، میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۲۹ (ج ۳، ص ۲۹ نمبر ۲۰۳۳) لسان

المیزان، ج ۳، ص ۲۸۰ (ج ۲، ص ۳۲۲ نمبر ۲۰۱۰) اسکن الطالب، ص ۲۰۵ (ص ۳۱۲ حدیث ۱۳۳) الالانی المصوّرة، ج ۱، ص

۱۵۲، ج ۲، ص ۱۱ (ج ۱، ص ۲۹۲، ج ۲، ص ۲۱)

۱۰۔ تاریخ بغداد، (ج ۱۱، ص ۲۰۳، میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۵۰) (ج ۳، ص ۱۸۲ نمبر ۲۰۵۵) تہذیب الجدیب ج ۷، ص ۳۲۸

(ج ۷، ص ۳۲۷) الالانی المصوّرة، ج ۲، ص ۲۲۸ (ج ۲، ص ۳۲۸) خلاصة العزیز، ص ۲۳۸ (ج ۲، ص ۲۱۵ نمبر ۵۱۲۵)

- ۲۰۷۔ عمر بن جعفر را ق: حافظ حدیث مگر کذاب تھا۔ (۱)
- ۲۰۸۔ عمر بن جبیب عدوی بصری: ابن معین نے اس کی تکذیب کی ہے۔ (۲)
- ۲۰۹۔ عمر بن حسن معروف بے ابن دیمہ: اس کی روایات ثقہ لوگوں نے مسترد کی ہیں اور تکذیب کی ہے۔ (۳)
- ۲۱۰۔ عمر بن حفص دمشقی: معروف خیاط کے نام سے حدیثیں روایت کرتا تھا جب کہ ان کے ڈھائی سو سال بعد پیدا ہوا ہے۔ (۴)
- ۲۱۱۔ عمر بن راشد چاری: اس کی حدیث جبوئی اور جعلی ہوتی تھیں۔ (۵)
- ۲۱۲۔ عمر بن رباح مصری: دجال و متذکر الحدیث تھا، ثقہ لوگوں سے روایت کرتا تھا۔ (۶)
- ۲۱۳۔ عمر بن سعد خوارانی: حدیث ساز تھا۔ (۷)
- ۲۱۴۔ عمر بن سعید دمشقی: ساختے نزدیک کذاب اور ابن عدی کے نزدیک غیر معتر ہے۔ (۸)
- ۲۱۵۔ عمر بن شاکر بصری: اس کی کتاب میں تیس حدیثیں غیر معتر ہیں۔ (۹)
- ۲۱۶۔ عمر بن صحیح خراسانی: کذاب و حدیث ساز تھا، کذب و بدعت میں اس کی مثال دنیا میں

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۲۳۷، تذکرة المخواط، ج ۳، ص ۱۳۸ (ج ۳، ص ۹۳۳ نومبر ۷) ۸۸

۲۔ تاریخ (ج ۳، ص ۱۳۳) ۳۵۵۸ (نومبر ۲۰۰۸) خلاصہ تہذیب، ص ۲۲۸ (ج ۲، ص ۲۶۶ نومبر ۵) میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۱۵۰ (ج ۲، ص ۱۸۲ نومبر ۷) ۲۰۶

۳۔ البدریۃ والنهایۃ، ج ۱۳، ص ۲۳۳ (ج ۱۳، ص ۱۶۹)

۴۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۵۲ (ج ۳، ص ۹۰ نومبر ۲۰۰۸) الالی المصنوعة، ج ۱، ص ۲۷۰، (ج ۳، ص ۳۷)

۵۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۵۷ (ج ۳، ص ۹۵ نومبر ۲۰۰۳) تذکرة الموضوعات، ص ۲۲ (اللی المصنوعة، ج ۱، ص ۱۲۱)

۶۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۳۳ (ج ۱، ص ۱۶۸ نومبر ۷) ۲۰۶

۷۔ تہذیب التہذیب، ج ۷، ص ۳۳۸ (ج ۷، ص ۳۹۳) میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۵۷ (ج ۳، ص ۹۰ نومبر ۷) ۲۰۰۹

۸۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۵۸ (ج ۳، ص ۹۹ نومبر ۷) تذکرة الموضوعات، ص ۲۹ (۲۱)

۹۔ الکامل فی شفاعة الرجال، (۵، ص ۵۷ نومبر ۱۲۲۳) (ج ۲، ص ۲۶۰ نومبر ۷) ۱۲۳۵

۱۰۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۶۰ (ج ۳، ص ۲۰۳ نومبر ۷) ۱۲۳۵

کہیں نہیں ملتی۔ (۱)

۳۱۷۔ عمر بن عمرو عسقلانی: ابن عدی کے نزدیک ثقہ لوگوں کے نام سے جعلی حدیثیں بیان کرتا۔ (۲)

۳۱۸۔ عمر بن عیینہ اسلامی: ابن حبان کے نزدیک ثقہ لوگوں کے نام جعلی حدیثیں بیان کرتا تھا۔ (۳)

۳۱۹۔ عمر بن محمد بن سری وراق: حدیث چورقا اور سند و متن کو گرگوں کرتا تھا۔ (۴)

۳۲۰۔ عمر بن محمد ابو حفص: غیر معتر اور حدیث ساز تھا۔ (۵)

۳۲۱۔ عمر بن مدرک قاضی ٹھجی: کذاب تھا۔ (۶)

۳۲۲۔ عمر بن موئی ایمیجی: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۷)

۳۲۳۔ عمر بن ہارون پلنی: کذاب، خیثا اور متروک الحدیث تھا۔ (۸)

۳۲۴۔ عمر بن یزید رفقاء بصری: جھوٹا تھا اور اسکی حدیثیں غیر معتر ہوتی ہیں۔ (۹)

۳۲۵۔ عمرو بن ازہر حنکی: کذاب، حدیث ساز اور متروک الحدیث تھا۔ (۱۰)

۱۔ میزان الاعتدال، (ج ۲، ص ۲۶۲) (ج ۳، ص ۴۰۴) نمبر نمبر ۶۰۰۳۷ تذکرة الموضوعات، ص ۷۷ (۵۲) تہذیب المہذیب، ج ۷، ص ۳۶۳ (ج ۷، ص ۷۰۷)

۲۔ الکامل انی الرجال، (ج ۵، ص ۲۶۲) نمبر نمبر ۱۲۲۳ (سان المیزان، ج ۳، ص ۳۲۰) (ج ۳، ص ۳۶۷) نمبر نمبر ۶۱۱۳

۳۔ سان المیزان، ج ۳، ص ۳۲۱ (ج ۳، ص ۳۶۸) نمبر نمبر ۶۱۱۵

۴۔ سان المیزان، ج ۳، ص ۳۲۱ (ج ۳، ص ۳۶۸) نمبر نمبر ۶۱۱۵

۵۔ تاریخ بغداد، ج ۱۱، ص ۲۲۲

۶۔ تاریخ بغداد، ج ۱۱، ص ۲۲۲، میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۷۰ (ج ۳، ص ۲۲۳) نمبر نمبر ۶۱۱۲

۷۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۷۲ (ج ۳، ص ۲۲۳) نمبر نمبر ۶۱۱۲ (نسب الرلیة، ج ۳، ص ۱۸۷، متدرک علی الحججین، ج ۳، ص ۱۷۳)

۸۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۷۲ (ج ۳، ص ۲۲۳) اسنی الطالب، ص ۳۲۲ (ص ۹۰) حدیث ۲۰ (اللائل المصورۃ، ج ۲، ص ۲۲۰، ۲۲۸، ۲۲۳، ۲۲۵) (ج ۳، ص ۱۵۲) نمبر نمبر ۶۱۱۲

۹۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۷۲ (ج ۳، ص ۲۲۳) اسنی الطالب، ص ۳۲۲ (ج ۳، ص ۲۲۳) حدیث ۱۰۳۰ (اللائل المصورۃ، ج ۲، ص ۲۷۰) نمبر نمبر ۶۱۱۲

۱۰۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۷۲ (ج ۳، ص ۲۲۳) اسنی الطالب، ص ۳۲۲ (ج ۳، ص ۲۲۳) نمبر نمبر ۶۱۱۲

۱۱۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۷۲ (ج ۳، ص ۲۲۳) اسنی الطالب، ص ۳۲۲ (ج ۳، ص ۲۲۳) نمبر نمبر ۶۱۱۲

^{۳۲۶} عمر و بن بحر حافظ: بہت کتابیں لکھیں، بہت جھوٹا تھا، خدا اور رسول پر جھوٹ باندھتا۔ (۱)

۳۲۷۔ عمر بن بکر سکسکی: جھوٹا انسان تھا۔ (۲)

۲۲۸۔ عمر و بن جریر بھی ابو حاتم نے تکذیب کی ہے۔ (۳)

(٢) عمر و بن جمیع : کذاب ، خبیث و غیر معترفا .

(٥) عمر و بن حصين: لذاب و خبيث تھا۔

۳۳۱۔ عمر و بن حمید قاضی دیبور: حدیث سازوں کی صفائی میں ہے۔ (۶)

^{٢٣٢} عمر و بن خالد قرشي : كذاب وغير معترفا . (٧)

۳۲۳- عمر بن خلیف خناوی: حدیث ساز تھا۔ اس کی حدیث ہے کہ ابن عباس نے رسول سے روایت کی ہے کہ میں بہشت ہو چکا تو ایک بھیڑ یہ کو دیکھا۔ پوچھا: یہاں بھیڑ یا؟ اس نے کہا: میں نے پولیس کے بیٹے کو کھایا تھا اس لئے جنت میں ہوں۔ فرمایا: اگر تو نے پولیس کو کھایا ہوتا تو اعلیٰ علیئن میں ہوتا

^(۹) عمر بن زیاد یا ہلی: ابو حاتم و ابن عدی کہتے ہیں کہ پکا جھوٹا اور غیر معتبر تھا۔

ایران ایمیج ان، ج ۲۳، ص ۲۵۶ (ج ۲۰۹، نمبر ۱۲۵۰)

۲- لارا لیس انتی، ج ۵، ص ۷۴۰، ج ۵، ص ۳۰۵ نمبر ۹۰۷۶) کتاب امیر و میم، (ج ۲، ص ۸۷)

٢- لارا ان، ج ٢، ص ٣٥٨ (ج ٢، ١٢ نمبر ٦٢٥٤)

١٢٣٦١٢٣٥١٨٩٠١٧٩٠١٢٩٠١٠٣٩٨٠٨ (ج ٢، ص ١٢، ج ٢، ص ١٩، ج ٢، ص ١٩) المصوّر، ج ٢، ص ٨، ج ٢، ص ١٩، ج ٢، ص ١٩

٩- تاریخ نهاد، ج ٥، ص ٣٩٠، ملکی المجموع، ج ١، ص ١٠٢ (ج ١، ص ١٩٨)

٦- ميزان الاعتراض، ج ٢، ص ٢٨٦ (ج ٣، ص ٢٥٦) (نمبر ١٣٥٦)

۷- میران الاعتزاز، ح ۲، ج ۲۸۶ (ج ۳، ج ۲۵۰ نمبر ۲۲۲۹) تنصیب الماریت، ح ۱، ج ۳۷، ۱۸۱، جمع الخواص، ح ۱، ج ۳۶، ۲۳۲.

مکالمی المصوّر، ج ۲، ص ۱۶۰ (ج ۲، ص ۳۳۳)

^٨-كتاب الحج وسمين، (ج ٢، ص ٨٠) تذكرة الموضوعات، ص (٣٦) ميزان الاعتدال، ج ٢، ص ٧٨ (ج ٣، ص ٢٥٨) نجف

(٢٤٦٢) لسان الميزان، ج ٢، م ٣٢٣ (ج ٢، م ٣٨٣)

۹- اکاڈمی فی ضعفایر الرجالی، (ج ۵، س ۱۵ اگسٹ ۲۰۱۶) تاریخ بغداد، ج ۲، س ۲۰۵، بیران الاعتدال، ج ۲، س ۲۸۸ (ج ۳، س ۲۳، ج ۲، س ۲۸۸)

٢٦٠ نمبر ٤٣٢ مترک علی الحسین ج ٣ هـ ٦٢ (ج ٣ هـ ٦٢ حدیث ١٣٣) ملکی المسوقة، ح اص ٣٩٤ (ج ٣ هـ ٣٩٤)

- ۳۳۵۔ عمر بن عبد الرحمن بصری: کذاب و کذاب تھا۔ (۱)
- ۳۳۶۔ عمر بن مالک فتحی: کذاب و حدیث چور تھا۔ (۲)
- ۳۳۷۔ عمر بن محمد بن اعثم: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۳)
- ۳۳۸۔ عمر بن واقد مشتی: دحیم کہتے تھے کہ ہمارے شیوخ اس سے روایت نہیں لیتے۔ پیشک (۴) وہ کذاب تھا۔
- ۳۳۹۔ عنبرہ بن عبد الرحمن: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۵)
- ۳۴۰۔ عوانہ ابن حکم: میں اسی کی مدح میں حدیثیں گزشتھا تھا۔ (۶)
- ۳۴۱۔ عیسیٰ بن زید ہاشمی: کذاب تھا۔ (۷)
- ۳۴۲۔ عیسیٰ بن عبد الغزیر تغمی: بیان حدیث میں غیر معترض تھا۔ (۸)
- ۳۴۳۔ عیسیٰ بن یزید بن داوب لشی مدنی: کذاب و حدیث ساز تھا۔ اب من ممتاز رکھتے ہی کہ اب داوب سے ہرگز روایت نہ کرو، وہ دوسروں کو ہلاک کرنے والا ہے، جھوٹی حدیثوں سے نجات کا طالب ہے، اس کے پیچھے چنان سراب کے مانند ہے۔ (۹)

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۱۸۲، تسبیح الرؤوف، ج ۱، ص ۲۹.

۲۔ لسان المیزان، ج ۳، ص ۳۷۲، (ج ۳، ص ۳۷۲، نمبر ۲۳۲۵)

۳۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۳۰۰ (ج ۳، ص ۲۸۶، نمبر ۲۳۲۱) تذکرۃ الموضوعات، (ص ۵۲، ۵۷، ۵۵، ۵۲، ۷۰، ۷۲، ۷۹، ۸۱)، (الکاظمی، المصورۃ، ج ۳، ص ۱۰۲) (ج ۲، ص ۱۸۷)

۴۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۳۰۲ (ج ۳، ص ۲۹۱، نمبر ۲۳۲۵)

۵۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۳۰۵ (ج ۳، ص ۲۰۱، نمبر ۲۵۱۲) تہذیب العہد یہ، ج ۸، ص ۱۲۱ (ج ۸، ص ۱۳۲)

۶۔ لسان المیزان، ج ۳، ص ۳۸۶ (ج ۳، ص ۳۳۶، نمبر ۲۳۲۵)

۷۔ لسان المیزان، ج ۳، ص ۳۹۵ (ج ۳، ص ۳۵۷، نمبر ۲۳۲۳)

۸۔ لسان المیزان، ج ۳، ص ۳۰۲ (ج ۳، ص ۳۲۳، نمبر ۵۲۲۴)

۹۔ تاریخ بغداد، ج ۱۱، ص ۱۵۲۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۳۱۹ (ج ۳، ص ۳۲۷، نمبر ۲۱۲۵)

(غ)

۳۲۴۔ غیث بن سالم: مشہور کذاب تھا، اس کی تمام روایات حیرت انگوڑھی ہوتی تھیں۔ (۱)

۳۲۵۔ غیاث ابن ابراہیم نجفی: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۲)

(ف)

۳۲۶۔ فضل بن احمد لولی: اس نے اسماعیل بن عمرو سے زیادہ حدیثیں گزٹھی ہیں۔ اس نے

کذاب تھا۔ (۳)

۳۲۷۔ فضل بن جبار: کذاب ہے۔ (۴)

۳۲۸۔ فضل بن سکین قطعی سندی: ابن معین اعنت کر کے کہتے کہ کذاب تھا۔ (۵)

۳۲۹۔ فضل بن سحل اسفرائی: کذب سے متهم تھا۔ (۶)

۳۵۰۔ فضل بن شہاب: بھی کے نزدیک کذاب تھا۔ (۷)

۳۵۱۔ فضل بن عیسیٰ: کذاب تھا۔ (۸)

۳۵۲۔ فضل بن محمد عطار باہلی: کذاب و حدیث ساز تھا، تمن میں اپنی طرف سے اضافہ کر دیتا

۱۔ کتاب الحجر و میمن، (ج ۲، ص ۲۰۲) بیزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۲۳ (ج ۲، ص ۲۳۳ نمبر ۲۶۷) سان الہیان، ج ۲، ص

۲۲۱ (ج ۲، ص ۲۸۹ نمبر ۲۵۰۲) تذکرة الموضعات، ص ۹۲، ۸۸ (ص ۶۲، ۷۲) (۲۶۷ نمبر ۲۶۷)

۲۔ تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۳۲۶، نصب الراية، ج ۲، ص ۲۳۹، بیزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۲۲ (ج ۲، ص ۲۳۷ نمبر ۲۶۷)

اسنی الطالب، ص ۵۰ (ص ۱۰۰ حدیث ۲۵۰) الالانی المصوّر، ج ۲، ص ۱۱۶ (ج ۲، ص ۱۲۳، ۱۱۶) (۲۲۲، ۲۱۲)

۳۔ سان الہیان، ج ۲، ص ۲۲۷ (ج ۲، ص ۱۱۵ نمبر ۶۵۳)

۴۔ مجمع الزوائد، ج ۲، ص ۱۱۲

۵۔ تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۳۶۲۔ سان الہیان، ج ۲، ص ۲۳۱ (ج ۲، ص ۲۳۱ نمبر ۲۵۵۸)

۶۔ لختم، ج ۱۰، ص ۱۵۵ (ج ۱۸، ص ۹۳ نمبر ۳۱۸) سان الہیان، ج ۲، ص ۲۳۲ (ج ۲، ص ۱۵۵ نمبر ۲۵۶۰)

۷۔ سان الہیان، ج ۲، ص ۲۳۲ (ج ۲، ص ۱۵۵ نمبر ۱۵۶۱)

۸۔ الالانی المصوّر، ج ۲، ص ۱۶۷ (ج ۲، ص ۳۱۲)

(خا۔ ۱)

۳۵۳۔ فہد بن عوف: کذاب تھا۔ (۲)

۳۵۴۔ فیض بن دشیق: کذاب و خبیث تھا۔ (۳)

(ق)

۳۵۵۔ قاسم بن ابراہیم ملطفی: کذاب و متمم پر جعل تھا۔ (۴)

۳۵۶۔ قاسم بن ابی سفیان معمراً: خبیث و کذاب تھا۔ (۵)

۳۵۷۔ قاسم بن عبداللہ مدینی: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۶)

۳۵۸۔ قاسم بن محمد فرغانی: فاحش حدیث ساز تھا۔ (۷)

۳۵۹۔ طلن بن صالح دمشقی: کذاب تھا۔ (۸)

(ک)

۳۶۰۔ کادح بن رحمة: کذاب تھا۔ (۹)

۱۔ میزان الاعتدال، حج ۲، ص ۲۳۲ (ح ۳، ص ۳۵۸) نمبر ۲۷۳۸ (السان المیزان، ح ۲، ص ۳۳۸) (ح ۳، ص ۳۳۸) نمبر ۶۵۷۹

۲۔ لسان المیزان، ح ۲، ص ۳۵۵ (ح ۳، ص ۳۵۵) نمبر ۲۶۱۲

۳۔ تاریخ بغداد، ح ۱۲، ص ۳۹۸، میزان الاعتدال، ح ۲، ص ۲۳۳ (ح ۳، ص ۳۶۱) نمبر ۲۷۸۷ (کنز العمال، ح ۲، ص ۳۳۲) (ح ۱۱، ص ۵۵۵) حدیث ۲۷۳۹ (۳۲۳۹)

۴۔ تاریخ بغداد، ح ۸، ص ۲۷۷، ح ۱۲، ص ۳۲۶، میزان الاعتدال، ح ۲، ص ۲۳۷ (ح ۳، ص ۳۶۷) نمبر ۲۷۹۰ (اللائی المصوّرة، ح ۱، ص ۸) (ح ۱، ص ۱۳)

۵۔ تاریخ بغداد، ح ۱۲، ص ۳۲۵.

۶۔ میزان الاعتدال، ح ۲، ص ۳۳۹ (ح ۳، ص ۳۷۲) نمبر ۲۸۱۲ (تلہیت العذیب، ح ۸، ص ۳۲۰) (ح ۸، ص ۳۲۰) اسی الطالب، ص ۲۳۳، ۸۰ (ص ۱۵۲) حدیث ۲۳۳ (اللائی المصوّرة، ح ۲، ص ۹۲) (ح ۳، ص ۹۲) نمبر ۱۶۷

۷۔ میزان الاعتدال، ح ۲، ص ۳۳۲ (ح ۳، ص ۳۷۷) نمبر ۲۸۲۸ (اللائی المصوّرة، ح ۲، ص ۸) (ح ۳، ص ۱۰۲)

۸۔ میزان الاعتدال، ح ۲، ص ۳۳۸ (ح ۳، ص ۳۹۱) نمبر ۲۹۰۰ (ح ۳، ص ۳۹۱)

۹۔ میزان الاعتدال، ح ۲، ص ۳۵۱ (ح ۳، ص ۳۹۹) نمبر ۲۹۲۷ (اللائی المصوّرة، ح ۱، ص ۱۰۶، ح ۲، ص ۳۳) (ح ۱، ص ۵۰۵، ص ۲۱)

۳۶۱۔ کثیر بن زید اسلی: امام شافعی اسے جھوٹ کا ستوں کہتے تھے۔ (۱)

۳۶۲۔ کثیر بن سلیم بن ہاشم ایلی: حدیث ساز تھا۔ (۲)

۳۶۳۔ کثیر بن عبد اللہ بن عمرو مزنی: جھوٹ کا ستوں تھا۔ (۳)

۳۶۴۔ کثیر بن مروان شامی: کذاب تھا، اس کی حدیثوں سے احتجاج صحیح نہیں۔ (۴)

۳۶۵۔ کثوم بن جوشن قشیری: معتبر لوگوں کے نام سے جعلی حدیثیں بیان کرتا تھا۔ (۵)

(ل)

۳۶۶۔ لاقن بن حسین مقدسی: کذاب و تہمت زدہ تھا، جن سے حدیث نہیں اُن کے نام سے حدیث بیان کرتا، طرغال و طربال جیسے اجنبی راویوں سے حدیث بیان کرتا۔ اکثر محدثین اسے غیر معتبر سمجھتے ہیں۔ (۵)

(م)

۳۶۷۔ مامون بن احمد اسلی ہروی: دجال و حدیث ساز تھا، نادرست مطالب روایت کرتا تھا۔ (۶)

۳۶۸۔ مبارک بن فاخر: لغت و ادب کا امام تھا کذاب تھا اور تزویر میں مہارت تھی۔ ان اُن باتوں

۱۔ اُنی الطالب، ج ۱، ص ۲۳۸ (ص ۲۳۸ محدث ۱۵۶۲)

۲۔ تذكرة المؤلفات، ج ۲، ص ۲۰۲ (الملا الاصفهاني، ح ۲، ج ۲، ص ۲۷۸)

۳۔ میران الاعتدال، ح ۲، ص ۲۵۲ (ج ۳، ص ۶۰۰ نمبر ۲۹۳۲) اُنی الطالب، ج ۱، ص ۲۳۳ (ص ۲۳۳ حدیث ۲۸) (الملا الاصفهاني، ح ۱، ص ۲۹) (ج ۱، ص ۹۳)

۴۔ تاریخ بغداد، ح ۱۲، ص ۳۸۲، میران الاعتدال، ح ۲، ص ۲۵۶ (ج ۳، ص ۲۰۹ نمبر ۲۹۵۰) لسان المیزان، ح ۳، ص ۳۸۳، ح ۲، ص ۲۳۲ (ج ۳، ص ۱۷۵ نمبر ۲۷۳۸، ح ۷، ص ۱۰۹۲ نمبر ۱۰۹۲)

۵۔ تہذیب العہد یہب، ح ۸، ص ۲۳۳ (ج ۸، ص ۳۹) میران الاعتدال، ح ۲، ص ۲۵۷ (ج ۳، ص ۳۱۳ نمبر ۲۹۶۲)

۶۔ تاریخ بغداد، ح ۲، ص ۲۲۲، ح ۱۳، ص ۱۰۰، اکشف الغافر، ح ۱، ص ۲۳۵، الملا الاصفهاني، ح ۱، ص ۵۹، ح ۲، ص ۱۶۰ (ج ۱، ص ۱۱۱، ح ۲، ص ۲۹۷)

۷۔ میران الاعتدال، ح ۳، ص ۲ (ج ۳، ص ۲۲۹) تذكرة المؤلفات، ج ۱، ص ۲۷۸ (الملا الاصفهاني، ح ۲، ص ۸۰) (ج ۲، ص ۲۵)

کی روایت کرتا تھا۔ (۱)

(۲) ۳۶۹۔ مبشر بن عبد الحصی: کذاب و حدیث ساز تھا۔

(۳) ۳۷۰۔ مجاش بن عمرو: دروغ گوتا۔

(۴) ۳۷۱۔ مجاعد بن ثابت خراسانی: کذاب اور کمینہ تھا۔

(۵) ۳۷۲۔ محمد بن ابیان رازی: دجال و کذاب تھا۔

(۶) ۳۷۳۔ محمد بن ابراہیم سعدی فرمیانی: حدیث ساز تھا۔

(۷) ۳۷۴۔ محمد بن ابراہیم شامی زاہد: کذاب تھا۔

(۸) ۳۷۵۔ محمد بن ابراہیم طیاسی: بدمعاش، دجال و حدیث ساز تھا۔ اس کی حدیث چوری میں ذرا بھی
شک نہیں۔

(۹) ۳۷۶۔ محمد بن ابی نوح: کذاب و متروک الحدیث تھا۔

(۱۰) ۳۷۷۔ محمد بن احمد کنفی: کذاب و مکار تھا۔

۱۔ الخفیم، ج ۹، ص ۱۵۳ (ج ۷، ص ۶۰ نمبر ۱۷۳) شذرات الذهب، ج ۵، ص ۲۱۶ (ج ۵، ص ۲۷۲)

۲۔ سحن بن علی، ج ۷، ص ۲۳۰، زاد المعاوی، ج ۱، ص ۱۲۳ (ج ۱، ص ۱۲۰) میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۶ (ج ۳، ص ۲۲۲ نمبر ۵۰)

اللعلی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۸۳، ج ۲، ص ۹۱ (ج ۱، ص ۱۲۰)، ج ۲، ص ۱۳۳ (ص ۱۲۵)

۳۔ تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۵۰، میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۷ (ج ۳، ص ۳۳۲ نمبر ۲۶۰) اسن الطالب، ص ۵۸، ۳۶ (ص ۳۲۶)

۴۔ تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۱۱۲، ۱۶۱ (ج ۱، ص ۲۷۲)، ج ۲، ص ۲۲۵ (ج ۱، ص ۲۲۵)، ج ۲، ص ۲۲۶ (ص ۲۲۶)

۵۔ لسان المیزان، ج ۵، ص ۳۲۲ (ج ۵، ص ۳۰ نمبر ۲۹۰۰)

۶۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۱۲ (ج ۳، ص ۲۲۸ نمبر ۱۱۲)

۷۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۱۱ (ج ۳، ص ۲۲۵ نمبر ۱۰۲) تذكرة الموضوعات، ص ۳۶، ۱۰۵، ۱۰۳، ۷۱، ۳۶ (ص ۳۷، ۲۶)

۸۔ تہذیب التہذیب، ج ۹، ص ۱۲ (ج ۹، ص ۹۹) اللعلی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۹۲ (۱۰۰، ۹۲) (ص ۱۸۲، ۱۲۸)

۹۔ لسان المیزان، ج ۳، ص ۲۲ (ج ۵، ص ۲۸ نمبر ۲۷۸۰)

۱۰۔ لسان المیزان، ج ۵، ص ۲۹ (ج ۵، ص ۲۷ نمبر ۲۹۱)

- ۳۷۸۔ محمد بن احمد رعنی: کذاب و حدیث ساز تھا، عروہ بہ کہتے ہیں کہ اس سے بڑا جھوٹا نہیں دیکھا۔ (۱)
- ۳۷۹۔ محمد بن احمد قزوینی: ابن نجاش کہتے ہیں کہ میں نے کچھ لوگوں کو اس کی نہ مت کرتے تھا۔ (۲)
- ۳۸۰۔ محمد بن احمد (قاضی حلب) انماطی نے اس کی تکذیب کی ہے۔ (۳)
- ۳۸۱۔ محمد بن احمد اہوازی: کذاب تھا۔ (۴)
- ۳۸۲۔ محمد بن احمد ابو حرام: حدیث ساز تھا۔ (۵)
- ۳۸۳۔ محمد بن احمد باہلی: متن و سنن کو تحلیل پختل کر دیتا اور حدیث چڑھاتا تھا۔ (۶)
- ۳۸۴۔ محمد بن احمد عامری مصری: اس کی ایک کتاب جعلی حدیثوں سے بھری ہے۔ (۷)
- ۳۸۵۔ محمد بن احمد بن محروم مصری: جھوٹا تھا۔ (۸)
- ۳۸۶۔ محمد بن احمد نحاس عطار: کذاب تھا۔ (۹)
- ۳۸۷۔ محمد بن احمد زیوندی: مہم بہ حدیث سازی تھا، حاکم نے نہ مت کی ہے۔ (۱۰)
- ۳۸۸۔ محمد بن احمد اسحاق ابو بکر مدینی: مشہور صاحب سیرت۔ ہشام بن عروۃ کہتے کہ وہ خبیث، دشمن خدا، جھوٹا اور دجال تھا۔ (۱۱)

- ۱۔ میران الاعدال، ج ۳، ص ۱۶ (ج ۵، ص ۲۵۸ نمبر ۱۲) لسان المیزان، ج ۵، ص ۳۰ (ج ۵، ص ۳۸ نمبر ۲۲۳)
- ۲۔ لسان المیزان، ج ۵، ص ۵۹ (ج ۵، ص ۶۸ نمبر ۱۹۸)
- ۳۔ لشظیم، ج ۹، ص ۵۲ (ج ۱۶، ص ۲۸۸ نمبر ۳۲۰۵) لسان المیزان، ج ۵، ص ۶۱ (ج ۵، ص ۶۰ نمبر ۱۹۸)
- ۴۔ میران الاعدال، ج ۳، ص ۱۵ (ج ۳، ص ۳۵۵ نمبر ۱۳۶)
- ۵۔ لسان المیزان، ج ۵، ص ۵۲ (ج ۵، ص ۶۲ نمبر ۱۹۲۸)
- ۶۔ میران الاعدال، ج ۳، ص ۱۵ (ج ۳، ص ۳۵۵ نمبر ۱۲۷) لسان المیزان، ج ۵، ص ۳۳ (ج ۲، ص ۲۲ نمبر ۶۰۲۰)
- ۷۔ المصویہ، ج ۲، ص ۳۰ (ج ۲، ص ۲۷)
- ۸۔ لسان المیزان، ج ۵، ص ۵۵ (ج ۵، ص ۶۳ نمبر ۱۹۷۰)
- ۹۔ میران الاعدال، ج ۳، ص ۱۶، ص ۱۹.
- ۱۰۔ لسان المیزان، ج ۵، ص ۳۳ (ج ۵، ص ۱۹ نمبر ۱۹۳)
- ۱۱۔ تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۲۲۲، ۲۲۳.

۳۸۹۔ محمد بن اسحاق رض: حافظ تھا لیکن پکا جھوٹا تھا۔ (۱)

۳۹۰۔ محمد بن اسحاق عکاشی: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۲)

۳۹۱۔ محمد بن اسحاق نسی: کذاب و متروک الحدیث تھا۔ (۳)

۳۹۲۔ محمد بن اسد رحمۃ اللہ علیہ فقیہ رض: بے مروت اور کذاب تھا۔ (۴)

۳۹۳۔ محمد بن اساعیل: موسیٰ بن نصر نے تکذیب کی ہے۔ (۵)

۳۹۴۔ محمد بن اساعیل و ساسکی: حدیث ساز تھا۔ (۶)

۳۹۵۔ محمد بن اساعیل عوام: جھوٹا اور مکار تھا۔ (۷)

۳۹۶۔ محمد بن ایوب رتی: بنام مالک حدیثیں گڑھتا تھا۔ (۸)

۳۹۷۔ محمد بن ایوب بن سوید رٹی: وہ اور اس کا باپ حدیث ساز تھے۔ (۹)

۳۹۸۔ محمد بن حمیم فاریابی: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۱۰)

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۱۰، ص ۹۰، لختم، ج ۵، ص ۱۳۸ (ج ۱۱، ص ۳۲۷ نمبر ۲۰۲) میران الاعتدال، ج ۳، ص ۲۲ (ج ۲، ص ۲۵۵ نمبر ۱۹۹) (۷)

۲۔ میران الاعتدال، ج ۳، ص ۲۵ (ج ۲، ص ۲۷۲ نمبر ۲۰۲) تذكرة الموضوعات، ص ۱۳، ۲۷، ۸۰ (ص ۵۶، ۲۰، ۱۰) الملاعی المصوّرة، ج ۱، ص ۹۰ (ج ۱، ص ۱۷۳)

۳۔ تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۲۳۹، لختم، ج ۵، ص ۱۳۸ (ج ۱۱، ص ۲۲۳ نمبر ۱۳۹۹) میران الاعتدال، ج ۳، ص ۲۵ (ج ۲، ص ۲۷۷ نمبر ۲۰۲) (۷)

۴۔ الجواہر المضيئة، ج ۲، ص ۳۲۳ (ج ۳، ص ۸۹ نمبر ۱۲۳)

۵۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۵۳، لختم، ج ۷، ص ۲۲ (ج ۱۳، ص ۵۹ نمبر ۲۶۳۸)

۶۔ لسان المیزان، ج ۵، ص ۷۷ (ج ۵، ص ۲۰۳) مجیع الفتاوی، ج ۹، ص ۸۲

۷۔ لسان المیزان، ج ۵، ص ۹۷ (ج ۵، ص ۹۱ نمبر ۲۰۳)

۸۔ لسان المیزان، ج ۵، ص ۱۰۰ (نمبر ۲۰۷) الملاعی المصوّرة، ج ۱، ص ۳۲۸ (ج ۱، ص ۳۲۹)

۹۔ لسان المیزان، ج ۵، ص ۷۸ (ج ۵، ص ۹۹ نمبر ۲۰۷) الملاعی المصوّرة، ج ۱، ص ۱۰ (ج ۱، ص ۱۷۰)

۱۰۔ تاریخ بغداد، ج ۷، ص ۳۲۲، میران الاعتدال، ج ۳، ص ۳۲ (ج ۳، ص ۳۹۲ نمبر ۲۹۰) لسان المیزان، ج ۵، ص ۹۸، (ج ۵، ص ۹۹ نمبر ۲۰۷) الملاعی المصوّرة، ج ۱، ص ۲۰، ج ۲، ص ۳۹ (ج ۱، ص ۱۷۰)

- ۳۹۹۔ محمد بن حاتم مروزی: جھوٹا تھا اور جعلی حدیث شیش گڑھتا تھا۔ (۱)
- ۴۰۰۔ محمد بن حاتم کشی: کذاب تھا۔ (۲)
- ۴۰۱۔ محمد بن حجاج و اسطلی نجی: کذاب، خبیث اور حدیث ساز تھا۔ (۳)
- ۴۰۲۔ محمد بن حسان کوفی خزار: ابو حاتم کہتے ہیں کہ کذاب تھا۔ (۴)
- ۴۰۳۔ محمد بن حسان اسمری: کذاب تھا۔ (۵)
- ۴۰۴۔ محمد بن حسان سمی: کذاب تھا اور مسجد الحرام میں جھوٹ بولتا تھا۔ (۶)
- ۴۰۵۔ محمد بن حسن بن ابی پریزیدہ بہاری کوفی: کذاب، دمتروک الحدیث تھا۔ (۷)
- ۴۰۶۔ محمد بن حسن شیبانی: کذاب تھا۔ (۸)
- ۴۰۷۔ محمد بن حسن اهوازی: کذاب و حدیث کا چور تھا۔ (۹)
- ۴۰۸۔ محمد بن حسن: محدث و مفسر تھا لیکن کذاب تھا اور ذہبی کے نزدیک آخر زمانے کا دجال تھا۔ (۱۰)

۱۔ معروف الرجال (ج ۱، ص ۹۲، نومبر ۲۰۲۳) تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۲۶، ج ۵، ص ۱۱۳۔

۲۔ میرزاں الانعام، ج ۲، ص ۲۷ (ج ۳، ص ۵۰، نومبر ۲۰۲۳) الالئی المصنوعہ، ج ۲، ص ۲۶ (ج ۲، ص ۱۳۶)

۳۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۲۹، سان المیران، ج ۵، ص ۱۲ (ج ۵، ص ۱۳۲، نومبر ۲۰۲۳) الالئی المصنوعہ، ج ۱، ص ۱۸۲ (ج ۱، ص ۱۸۳)

۴۔ سان المیران، ج ۵، ص ۱۲ (ج ۵، ص ۱۳۲، نومبر ۲۰۲۳)

۵۔ ج ۳، ص ۳۱ (ج ۳، ص ۱۲۵، نومبر ۲۰۲۳)

۶۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۲۵

۷۔ الجرج والتبدیل ، ج ۳، ص ۲۲۵ (ج ۷، ص ۲۲۵) میرزاں الانعام، ج ۲، ص ۲۲ (ج ۳، ص ۱۳۲، نومبر ۲۰۲۳) اسی الطالب، ص ۱۷، ۲۲۰، (ص ۱۳۵، ۲۸۲، ۳۸۲ حدیث ۳۸۲، ۳۸۳) مجمع الزوادی، ج ۱، ص ۱۲۸، الالئی المصنوعہ، ج ۲، ص ۱۵۷ (ج ۲، ص ۱۵۶، ۲۹۲) کشف الخطاۃ، ج ۱، ص ۱۵۱

۸۔ التاریخ (ج ۲، ص ۳۶۳، نومبر ۲۰۲۳) تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۱۸۱

۹۔ المختتم، ج ۸، ص ۹۳ (ج ۱۵، ص ۲۵۹، نومبر ۲۰۲۳) میرزاں الانعام، ج ۲، ص ۲۳ (ج ۳، ص ۱۲۶، نومبر ۲۰۲۳) سان المیران، ج ۵، ص ۱۲۵ (ج ۵، ص ۲۰۷) البدریۃ والنهایۃ، ج ۱۲، ص ۲۱ (ج ۵، ص ۵۱)

۱۰۔ میرزاں الانعام، ج ۲، ص ۲۲ (ج ۳، ص ۱۲۶، نومبر ۲۰۲۳)

۵۰۹۔ محمد بن حسن بن زبالہ: کذاب و متروک المحدثین تھا، روایتیں کمزور ہوتی تھیں۔ (۱)

۵۱۰۔ محمد بن حسن قطاطی: اس کی روایات وضعی ہوتی تھیں۔ (۲)

۵۱۱۔ محمد بن حسن بن کوثر ابو محیر بہاری: کذاب تھا۔ (۳)

۵۱۲۔ محمد بن حسن نیشاپوری: حدیث ساز تھا۔ (۴)

۵۱۳۔ محمد بن حسین ابوکبر راقی: حدیث ساز تھا اور سند و متن میں الٹ پھیر کرتا تھا۔ (۵)

۵۱۴۔ محمد بن حسین شاسی: بخت جھوٹا تھا۔ (۶)

۵۱۵۔ محمد بن حسین مقدسی: حدیث ساز تھا۔ (۷)

۵۱۶۔ محمد بن حسین قطان بخاری: ابن ناجیہ نے تکذیب کی ہے۔ (۸)

۵۱۷۔ محمد بن حمید رازی: حافظ، عالمگیر کذاب و غبیث تھا۔ (۹)

۵۱۸۔ محمد بن حسین بن عمران ابو عمر: حدیثیں گڑھتا تھا۔ (۱۰)

۱۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۳۲ (ج ۳، ص ۱۲۵ نمبر ۲۸۰)

۲۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۱۹۳

۳۔ لفظ، ج ۷، ص ۶۲ (ج ۱۳، ص ۲۱۹ نمبر ۲۱۰) لسان المیزان، ج ۵، ص ۱۳۳ (ج ۵، ص ۳۸ نمبر ۲۲۵)

۴۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۳۶ (ج ۳، ص ۵۲۲ نمبر ۲۱۹) تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۲۲۸، لفظ، ج ۸، ص ۶ (ج ۱۵، ص ۱۵۰ نمبر ۳۱۰) شذررات الذهب، ج ۳، ص ۱۹۶ (ج ۵، ص ۶۷)

۵۔ لفظ، ج ۸، ص ۳۳ (ج ۵، ص ۷۸ نمبر ۱۳۵۲) میزان الاعتدال، (ج ۲، ص ۵۲۳) البدایة والنهایة، ج ۱۲، ص ۲۳ (ج ۱۲، ص ۲۹)

۶۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۲۷ (ج ۳، ص ۵۲۵ نمبر ۲۲۸)

۷۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۳۷ (ج ۳، ص ۵۲۵ نمبر ۲۲۸)

۸۔ البدایة والنهایة، ج ۱۱، ص ۱۳۰ (ج ۱۱، ص ۱۳۸)

۹۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۲۲، میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۳۹ (ج ۳، ص ۵۲۰ نمبر ۲۵۳) شذررات الذهب، ج ۲، ص ۱۱۸

(ج ۳، ص ۲۲۲) المأیل المصور، ج ۱، ص ۳۵۹، ج ۲، ص ۱۲ (ج ۱، ص ۳۵۹، ج ۲، ص ۳۰)

۱۰۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۲۳۵

- ۵۱۹۔ محمد بن خالد وسطی طحان: مرد کذاب و خبیث تھا۔ (۱)
- ۵۲۰۔ محمد بن خلید خنی کرمائی: بخت جھوٹا تھا۔ (۲)
- ۵۲۱۔ محمد بن خلیل ذہلی: حدیثیں گڑھتا تھا۔ (۳)
- ۵۲۲۔ محمد بن داہب مدینی: کذاب تھا۔ (۴)
- ۵۲۳۔ محمد بن داؤد بن دینار فارسی: جھوٹا اور حدیث ساز تھا۔ (۵)
- ۵۲۴۔ محمد بن ز Zam: کذاب تھا۔ (۶)
- ۵۲۵۔ محمد بن زکریا خصیب: حدیثیں گڑھتا تھا۔ (۷)
- ۵۲۶۔ محمد بن زیاد جزری: حدیثیں گڑھتا تھا۔ (۸)
- ۵۲۷۔ محمد بن زیاد یہکری: کذاب، حدیث ساز، اندرھا اور خبیث تھا۔ بخدا کے نامی جھوٹوں میں
تھا۔ (۹)
- ۵۲۸۔ محمد بن زیاد طحان: اس کی حدیثیں جعلی ہوتی تھیں۔ (۱۰)

۱۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۵۱۸ (ج ۲، ص ۵۲۲ نمبر ۷۳۶)

۲۔ تذکرة الموضوعات، ص ۸، (ص ۶)

۳۔ تذکرة الموضوعات، ص ۱۲، (ص ۱۰) میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۵۲۹ (ج ۲، ص ۵۲۹ نمبر ۷۳۹)

۴۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۵۲ (ج ۳، ص ۵۲۰ نمبر ۷۴۰)

۵۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۵۲ (ج ۳، ص ۵۲۹ نمبر ۷۴۱) لسان المیزان، ج ۳، ص ۱۰۶ (ج ۲، ص ۱۲۳ نمبر ۵۳۵)،
ج ۳، ص ۱۵۸ (اللعلی المصوّدة، ج ۱، ص ۱۰۳)، ج ۲، ص ۹۹ (ج ۱، ص ۹۹)، ج ۲، ص ۱۸۶ (ج ۱، ص ۱۸۶)

۶۔ تذکرة الفحاظ، ج ۲، ص ۲۵ (ج ۳، ص ۲۳۹ نمبر ۱۰۵)

۷۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۵۸ (ج ۳، ص ۵۲۹ نمبر ۷۴۲) (اللعلی المصوّدة، ج ۱، ص ۱۲۱، ج ۲، ص ۱۲۰) (ج ۲، ص ۹۸ نمبر ۷۳۷)

۸۔ تذکرة الموضوعات، ص ۳۷، ۳۸، ۳۹ (ص ۳۷، ۳۸، ۳۹)

۹۔ ساری بخدا، ج ۵، ص ۲۸۰۔ ۲۷۹۔ ۲۷۸۔ ۲۷۷۔ ۲۷۶۔ ۲۷۵۔ ۲۷۴۔ ۲۷۳۔ ۲۷۲۔ ۲۷۱۔ ۲۷۰۔ ۲۶۹۔ ۲۶۸۔ ۲۶۷۔ ۲۶۶۔ ۲۶۵۔ ۲۶۴۔ ۲۶۳۔ ۲۶۲۔ ۲۶۱۔ ۲۶۰۔ ۲۵۹۔ ۲۵۸۔ ۲۵۷۔ ۲۵۶۔ ۲۵۵۔ ۲۵۴۔ ۲۵۳۔ ۲۵۲۔ ۲۵۱۔ ۲۵۰۔ ۲۴۹۔ ۲۴۸۔ ۲۴۷۔ ۲۴۶۔ ۲۴۵۔ ۲۴۴۔ ۲۴۳۔ ۲۴۲۔ ۲۴۱۔ ۲۴۰۔ ۲۳۹۔ ۲۳۸۔ ۲۳۷۔ ۲۳۶۔ ۲۳۵۔ ۲۳۴۔ ۲۳۳۔ ۲۳۲۔ ۲۳۱۔ ۲۳۰۔ ۲۲۹۔ ۲۲۸۔ ۲۲۷۔ ۲۲۶۔ ۲۲۵۔ ۲۲۴۔ ۲۲۳۔ ۲۲۲۔ ۲۲۱۔ ۲۲۰۔ ۲۱۹۔ ۲۱۸۔ ۲۱۷۔ ۲۱۶۔ ۲۱۵۔ ۲۱۴۔ ۲۱۳۔ ۲۱۲۔ ۲۱۱۔ ۲۱۰۔ ۲۰۹۔ ۲۰۸۔ ۲۰۷۔ ۲۰۶۔ ۲۰۵۔ ۲۰۴۔ ۲۰۳۔ ۲۰۲۔ ۲۰۱۔ ۲۰۰۔ ۱۹۹۔ ۱۹۸۔ ۱۹۷۔ ۱۹۶۔ ۱۹۵۔ ۱۹۴۔ ۱۹۳۔ ۱۹۲۔ ۱۹۱۔ ۱۹۰۔ ۱۸۹۔ ۱۸۸۔ ۱۸۷۔ ۱۸۶۔ ۱۸۵۔ ۱۸۴۔ ۱۸۳۔ ۱۸۲۔ ۱۸۱۔ ۱۸۰۔ ۱۷۹۔ ۱۷۸۔ ۱۷۷۔ ۱۷۶۔ ۱۷۵۔ ۱۷۴۔ ۱۷۳۔ ۱۷۲۔ ۱۷۱۔ ۱۷۰۔ ۱۶۹۔ ۱۶۸۔ ۱۶۷۔ ۱۶۶۔ ۱۶۵۔ ۱۶۴۔ ۱۶۳۔ ۱۶۲۔ ۱۶۱۔ ۱۶۰۔ ۱۵۹۔ ۱۵۸۔ ۱۵۷۔ ۱۵۶۔ ۱۵۵۔ ۱۵۴۔ ۱۵۳۔ ۱۵۲۔ ۱۵۱۔ ۱۵۰۔ ۱۴۹۔ ۱۴۸۔ ۱۴۷۔ ۱۴۶۔ ۱۴۵۔ ۱۴۴۔ ۱۴۳۔ ۱۴۲۔ ۱۴۱۔ ۱۴۰۔ ۱۳۹۔ ۱۳۸۔ ۱۳۷۔ ۱۳۶۔ ۱۳۵۔ ۱۳۴۔ ۱۳۳۔ ۱۳۲۔ ۱۳۱۔ ۱۳۰۔ ۱۲۹۔ ۱۲۸۔ ۱۲۷۔ ۱۲۶۔ ۱۲۵۔ ۱۲۴۔ ۱۲۳۔ ۱۲۲۔ ۱۲۱۔ ۱۲۰۔ ۱۱۹۔ ۱۱۸۔ ۱۱۷۔ ۱۱۶۔ ۱۱۵۔ ۱۱۴۔ ۱۱۳۔ ۱۱۲۔ ۱۱۱۔ ۱۱۰۔ ۱۰۹۔ ۱۰۸۔ ۱۰۷۔ ۱۰۶۔ ۱۰۵۔ ۱۰۴۔ ۱۰۳۔ ۱۰۲۔ ۱۰۱۔ ۱۰۰۔ ۹۹۔ ۹۸۔ ۹۷۔ ۹۶۔ ۹۵۔ ۹۴۔ ۹۳۔ ۹۲۔ ۹۱۔ ۹۰۔ ۸۹۔ ۸۸۔ ۸۷۔ ۸۶۔ ۸۵۔ ۸۴۔ ۸۳۔ ۸۲۔ ۸۱۔ ۸۰۔ ۷۹۔ ۷۸۔ ۷۷۔ ۷۶۔ ۷۵۔ ۷۴۔ ۷۳۔ ۷۲۔ ۷۱۔ ۷۰۔ ۶۹۔ ۶۸۔ ۶۷۔ ۶۶۔ ۶۵۔ ۶۴۔ ۶۳۔ ۶۲۔ ۶۱۔ ۶۰۔ ۵۹۔ ۵۸۔ ۵۷۔ ۵۶۔ ۵۵۔ ۵۴۔ ۵۳۔ ۵۲۔ ۵۱۔ ۵۰۔ ۴۹۔ ۴۸۔ ۴۷۔ ۴۶۔ ۴۵۔ ۴۴۔ ۴۳۔ ۴۲۔ ۴۱۔ ۴۰۔ ۳۹۔ ۳۸۔ ۳۷۔ ۳۶۔ ۳۵۔ ۳۴۔ ۳۳۔ ۳۲۔ ۳۱۔ ۳۰۔ ۲۹۔ ۲۸۔ ۲۷۔ ۲۶۔ ۲۵۔ ۲۴۔ ۲۳۔ ۲۲۔ ۲۱۔ ۲۰۔ ۱۹۔ ۱۸۔ ۱۷۔ ۱۶۔ ۱۵۔ ۱۴۔ ۱۳۔ ۱۲۔ ۱۱۔ ۱۰۔ ۹۔ ۸۔ ۷۔ ۶۔ ۵۔ ۴۔ ۳۔ ۲۔ ۱۔

۵۲۹۔ محمد بن سعید مصلوب شامی: عبد احمد شیش گڑھتا اور کذاب تھا۔ (۱)

۵۳۰۔ محمد بن سعید از رق: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۲)

۵۳۱۔ محمد بن سعید مردی بورتی: حدیث شیش گڑھتا تھا۔ (۳)

۵۳۲۔ محمد بن سلیم بغدادی: جھوٹی حدیث شیش بیان کرتا تھا۔ (۴)

۵۳۳۔ محمد بن سلیمان بن ابی فاطمہ: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۵)

۵۳۴۔ محمد بن سلیمان بن دیر: ثقلہ لوگوں کے نام سے حدیث شیش گڑھتا تھا۔ (۶)

۵۳۵۔ محمد بن زیاد: حدیث سازی کرتا تھا۔ (۷)

۵۳۶۔ محمد بن سلیمان: سب نے اس کی تکذیب کی ہے۔ (۸)

۵۳۷۔ محمد بن سنان قراز بصری: ابو داؤد وغیرہ نے تکذیب کی ہے۔ (۹)

۵۳۸۔ محمد بن کھل عطار: حدیث ساز تھا۔ (۱۰)

۵۳۹۔ محمد بن شجاع علی فقیرہ عراق: کذاب اور حدیث میں حیله کرتا تھا۔ (۱۱)

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۱۹۸، میزان الاعدال، ج ۳، ص ۲۳ (ج ۳، ص ۵۶۱ نمبر ۷۵۹۲)

۲۔ میزان الاعدال، ج ۳، ص ۲۵ (ج ۳، ص ۵۱۵ نمبر ۷۰۲) (اللائی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۲۲۳ (ج ۱، ص ۲۲۳)

۳۔ تاریخ بغداد، ج ۵، ص ۳۰۹، اللائی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۲۲۸، ج ۲، ص ۸۵ (ج ۱، ص ۳۵۷، ج ۲، ص ۱۵۲)

۴۔ میزان الاعدال، ج ۳، ص ۲۹ (ج ۳، ص ۳۵۷ نمبر ۷۶۲۵)

۵۔ میزان الاعدال، ج ۳، ص ۲۹ (ج ۳، ص ۳۵۷ نمبر ۷۶۲۵)

۶۔ کتاب الحجر و میم، (ج ۲، ص ۳۱۲)

۷۔ میزان الاعدال، ج ۳، ص ۲۹ (ج ۳، ص ۳۵۷ نمبر ۷۶۲۷)

۸۔ کتاب الحجر و میم، (ج ۲، ص ۳۰۳) اکالی فی ضعفاء الرجال، (ج ۲، ص ۵۷ نمبر ۷۰۱) میزان الاعدال، ج ۳، ص ۷۶ (ج ۳، ص ۳۰۷ نمبر ۷۶۲۳) تاریخ بغداد، ج ۵، ص ۲۹

۹۔ شذرات الذهب، ج ۲، ص ۱۶۱ (ج ۳، ص ۳۰۳) مجیح الرؤاں، ج ۲، ص ۱۳۹

۱۰۔ تاریخ بغداد، ج ۵، ص ۳۱۵، میزان الاعدال، ج ۳، ص ۱۷ (ج ۳، ص ۵۷ نمبر ۷۱۵۲) (اللائی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۹۹ (ج ۲، ص ۱۸۱))

۱۱۔ تاریخ بغداد، ج ۵، ص ۲۵۱، انخفیم، ج ۵، ص ۵۸ (ج ۱۲، ص ۲۰۹ نمبر ۷۲۲) میزان الاعدال، ج ۳، ص ۱۷ (ج ۳، ص ۲۹

۱۲۔ شذرات الذهب، ج ۲، ص ۱۵۱ (ج ۳، ص ۲۸۵) (اللائی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۳)

- ۵۲۰۔ محمد بن خوبن صلصال: کذاب و شرابی تھا۔ (۶)
- ۵۲۱۔ محمد بن عبد بن عامر سرقندی: کذاب اور جمل حدیث گڑھنے میں مشہور تھا۔ (۲)
- ۵۲۲۔ محمد بن عبدہ قاضی بصری: کذاب و متروک الحدیث تھا۔ (۳)
- ۵۲۳۔ محمد بن عبد الرحمن بن نجیر: کذاب و متروک الحدیث تھا۔ (۴)
- ۵۲۴۔ محمد بن عبد الرحمن ابو جابر بیانی: کذاب و متروک الحدیث تھا۔ (۵)
- ۵۲۵۔ محمد بن عبد الرحمن سیلمانی: اپنے باپ سے دو سو جھوٹی حدیثوں پر مشتمل کتاب پائی۔ (۶)
- ۵۲۶۔ محمد بن عبد الرحمن قشیری: کذاب، متروک الحدیث اور حدیث شیش لگڑھتا تھا۔ (۷)
- ۵۲۷۔ محمد بن عبد الرحمن بن غزوادان: کذاب و حدیث ساز تھا، ثقہ لوگوں کے نام سے حدیثیں بیان کرتا تھا۔ (۸)

۵۲۸۔ محمد بن عبد العزیز جارودی عبادانی: حافظ اور دروغ گو تھا۔ (۹)

۵۲۹۔ محمد بن عبد القادر بن ساک واعظ: کذاب تھا، اس سے روایت کرنا جائز نہیں۔ (۱۰)

- ۱۔ تاریخ بغداد، ج ۵، ص ۳۷۳۔
- ۲۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۳۸۸ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۹۶ (ج ۲، ص ۲۳۳ نمبر ۷۷) (سان الیمن، ج ۵، ص ۲۲۲)
- (ج ۵، ص ۷۷ نمبر ۲۷۷) (اللائلی المصوّر، ج ۱، ص ۲۳) (ج ۱، ص ۲۲۳، ۲)
- ۳۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۹۶ (ج ۲، ص ۲۳۳ نمبر ۷۷)
- ۴۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۹۰ (ج ۲، ص ۲۲۱ نمبر ۷۷) (سان الیمن، ج ۵، ص ۲۲۸)
- ۵۔ الدرج والتحفیل، ج ۲، ص ۳۲۵ (ج ۷، ص ۳۲۵) میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۸۹ (ج ۳، ص ۲۱ نمبر ۷۷)
- ۶۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۸۹ (ج ۳، ص ۲۱ نمبر ۷۷) (اللائلی المصوّر، ج ۱، ص ۲۳۹) (ج ۱، ص ۲۲۹) کشف الخاج، ۲، ص ۱۷
- ۷۔ الدرج والتحفیل، ج ۲، ص ۳۲۵ (ج ۷، ص ۳۲۵) میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۹۲ (ج ۲، ص ۲۲۳ نمبر ۷۷)
- ۸۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۳۱۱، میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۹۳ (ج ۳، ص ۱۷۵ نمبر ۷۷) تذكرة الموضوعات، ص ۳۰
- (ص ۲۹) (سان الیمن، ج ۵، ص ۲۵۲) (ج ۵، ص ۲۲۳ نمبر ۷۷)
- ۹۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۹۳ (ج ۲، ص ۲۳۰ نمبر ۷۷)
- ۱۰۔ لیستنک، ج ۹، ص ۱۲۱ (ج ۷، ص ۱۱۲ نمبر ۳۷۸۲) میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۹۳ (ج ۳، ص ۲۳۰ نمبر ۷۷) (سان الیمن
- ، ج ۵، ص ۲۱۳) (ج ۵، ص ۲۹۸ نمبر ۷۷)

۵۵۰۔ محمد بن عبد اللہ بن ابی سرہ ابوکبر مدینی: کذاب، کمینہا و رحدشیں گزھتا تھا، مدینہ میں فتویٰ دینیاتھا۔ (۱)

۵۵۱۔ محمد بن عبد اللہ اشناوی: کذاب، دجال، حدیث ساز اور سخت متعصب تھا۔ (۲)

۵۵۲۔ محمد بن عبد اللہ بوسلمہ: کذاب تھا۔ (۳)

۵۵۳۔ محمد بن عبد اللہ بن علائی: حدیث ساز تھا۔ (۴)

۵۵۴۔ محمد بن عبدالمجید ادی: بزرگ کذاب تھا۔ (۵)

۵۵۵۔ محمد بن عبدالملک انصاری مدینی: کذاب و حدیث ساز تھا، احمد نے اس کی ساری حدیثیں جلا ڈالی تھیں۔ (۶)

۵۵۶۔ محمد بن عبد الواحد غلام ثعلب: خطیب کہتے تھے کہ اگر مرغی اڑتی تو کہتا کہ اعرابی نے مجھ سے روایت کی ہے اور اس کے بارے میں حدیث سنادیتا تھا۔ کسی نے اس کی توثیق نہیں کی ہے۔ اب ان نجار کہتے ہیں کہ اس نے محاویہ کی مدد میں جوئی حدیثیں گردھی ہیں۔ (۷)

۵۵۷۔ محمد بن عثمان قاضی نصیری: کذاب تھا، شیعوں کے مطلب کی غلط حدیثیں روایت کرتا اور گزھتا تھا۔ (۸)

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۳۰۷، تہذیب العہد یہ، ج ۱۲، ص ۲۷ (ج ۱۲، ص ۳۱) میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۸۰ (ج ۳، ص ۵۹۶ نمبر ۷۷)

۲۔ تاریخ بغداد، ج ۵، ص ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ملکی المصنوعہ، ج ۱، ص ۲۷۳ (ج ۱، ص ۲۲۲)

۳۔ تذکرة الموضوعات، ص ۹۵، ۳۳ (ص ۳۱، ۲۷)

۴۔ تذکرة الموضوعات، ص ۵۲، ۳۸ (ص ۳۸)

۵۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۳۲۸ (ص ۳۲۸)

۶۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۳۲۰، میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۹۵ (ج ۳، ص ۶۳۱ نمبر ۸۸۹) مجح الزوائد، ج ۱، ص ۱۲۲ (ملکی المصنوعہ، ج ۲، ص ۲۲۳، ۱۲۸) (ج ۲، ص ۹۵، ۲۵۶، ۱۷۹)

۷۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۳۵۷، ملسان الْجَيْرَان، ج ۵، ص ۲۶۸ (ج ۵، ص ۲۸۵ نمبر ۸۱۸۲)

۸۔ تاریخ بغداد، ج ۳، ص ۵۲، ملسان الْجَيْرَان، ج ۵، ص ۲۸۱ (ج ۵، ص ۳۱۹ نمبر ۷۷۵)

- ۵۵۸۔ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ: اکثر محدثین کے نزدیک کذاب اور حدیث ساز تھا۔ (۱)
- ۵۵۹۔ محمد بن عثیم: کذاب و متروک الحدیث تھا، اس سے روایت کرنا صحیح نہیں۔ (۲)
- ۵۶۰۔ محمد بن عکاشہ کرمانی: دروغ گو، حدیث ساز اور غلط مطلب کی روایت بیان کرتا تھا اور رورو کر حدیث سناتا تھا۔ (۳)
- ۵۶۱۔ محمد بن علی بن موی اسلامی دمشقی: مشائخ کے نام سے جھوٹی حدیثیں سناتا تھا۔ (۴)
- ۵۶۲۔ محمد بن علی بن ودعان: اس کی تمام احادیث جھوٹی ہیں، متن و سند میں ملاوٹ کرتا تھا۔ (۵)
- ۵۶۳۔ محمد بن علی سرقندی: کذاب تھا، ثقہ لوگوں کے نام سے روایات نقل کرتا تھا۔ (۶)
- ۵۶۴۔ محمد بن عمر بن فضل ہنفی: کذاب تھا۔ (۷)
- ۵۶۵۔ محمد بن عیسیٰ اندری: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۸)
- ۵۶۶۔ محمد بن عیسیٰ بن عیسیٰ بن حییم: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۹)
- ۵۶۷۔ محمد بن فرات کوفی: جھوٹا تھا، ہمارب سے موضوع روایات سناتا تھا۔ (۱۰)
- ۵۶۸۔ محمد بن فرخان بن روزبه: غلط حدیثیں سناتا ثقہ لوگوں کے نام سے روایت گرختا تھا۔ (۱۱)

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۳، ص ۳۷۲، ۳۵۰۔

۲۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۱۰۲، (ج ۳، ص ۱۲۲، نمبر ۷۹۲)

۳۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۱۰۳، (ج ۳، ص ۱۵۰، نمبر ۹۵۶) (اللائل المصور، ج ۲، ص ۲۳۰، ۲۳۲، ۲۰۹، (ج ۲، ص ۲۵۰، ۲۵۸)

۴۔ لسان المیزان، ج ۵، ص ۳۶، (ج ۵، ص ۳۵۶، نمبر ۸۲۲)

۵۔ لسان المیزان، ج ۵، ص ۳۰۵، (ج ۵، ص ۳۲۵، نمبر ۸۱۲)

۶۔ لسان المیزان، ج ۵، ص ۲۳۲، (ج ۵، ص ۲۳۲، نمبر ۸۸۵)

۷۔ تاریخ بغداد، ج ۳، ص ۲۲، میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۱۱۳، (ج ۳، ص ۱۷۶، نمبر ۷۰۰)

۸۔ تذكرة الموضوعات، ص ۳۵ (ص ۳۲) (لسان المیزان، ج ۵، ص ۳۳۲، نمبر ۷۳۲)

۹۔ لسان المیزان، ج ۵، ص ۲۲۵، (ج ۵، ص ۲۸۸، نمبر ۸۹۲)

۱۰۔ تاریخ بغداد، ج ۳، ص ۱۲۳، اللائل المصور، ج ۲، ص ۲۲۹، (ج ۲، ص ۳۵۰)

۱۱۔ لسان المیزان، ج ۵، ص ۳۲۰، (ج ۵، ص ۳۸۲، نمبر ۹۰۸) (میزان الاعتدال، (ی ۲، ص ۲۸۰، نمبر ۸۰۵۲) (اللائل المصور، ج ۱،

ص ۲۲۳، ۲۰۳، (ج ۱، ص ۱۹۸)

- ۵۶۹۔ محمد بن فضل بن عطیہ مروزی: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۱)
- ۵۷۰۔ محمد بن فضل یعقوبی واعظ: کذاب تھا اور حکلوٹ احادیث ناتھا۔ (۲)
- ۵۷۱۔ محمد بن قاسم ابو بکر بخی: حدیث گڑھتا تھا۔ (۳)
- ۵۷۲۔ محمد بن قاسم طالقانی: کذاب، خبیث اور سرجرد کا آدمی تھا۔ (۴)
- ۵۷۳۔ محمد بن مجیب کوفی: کذاب، دشمن خدا تھا اور حدیث میں نسیان کرتا تھا۔ (۵)
- ۵۷۴۔ محمد بن مجیب ابو ہام قرقشی: کذاب و نسیان حدیث کاشکار تھا۔ (۶)
- ۵۷۵۔ محمد بن محزم: کذاب تھا۔ (۷)
- ۵۷۶۔ محمد بن حسن اسدی: لائق اعتماد نہیں تھا، مت روک الحدیث، کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۸)
- ۵۷۷۔ محمد بن محمد جرجانی: حافظ دامام تھا، لیکن گنام شیوخ کے نام سے حدیثیں وضع کرتا تھا۔ ابو سعید نقاش قسم کھا کر کہتے ہیں کہ حدیث ساز تھا۔ (۹)
- ۵۷۸۔ محمد بن محمد بن عبد الرحمن خثاب تلخی: شراب خوار اور وضع حدیث کے سلطے میں بطور مثل اس تاریخ بغداد، ج ۳، ص ۱۵، میرزان الاعتدال، ج ۳، ص ۱۲۰، ج ۲، ص ۵، میرزا نمبر ۸۰۵۶ (۸۰۵۶) تذکرۃ الموضعات، ص ۷۶ (ص ۵۳)
- ۱۔ مجمع الزوائد، ج ۲، ص ۶۷، الالالی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۱۰۹، ج ۲، ص ۲۲۰ (ج ۱، ص ۲۱۰، ج ۲، ص ۳۱۲)
- ۲۔ سان المیران، ج ۵، ص ۲۳۲ (ج ۵، ص ۲۸۶) میرزا نمبر ۷۹۱۲
- ۳۔ الالالی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۲۲۲ (ج ۲، ص ۳۱۲)
- ۴۔ الالالی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۲۱، ج ۲، ص ۱۰۲، ج ۱، ص ۱۰۲ (ج ۱، ص ۲۲۲، ج ۲، ص ۱۶۸) میرزا نمبر ۳۵۹، ۳۵۹، ۳۵۹
- ۵۔ تاریخ بغداد، ج ۳، ص ۲۹۸، میرزان الاعتدال، ج ۳، ص ۱۲۸ (ج ۲، ص ۲۲۳) میرزا نمبر ۸۱۱۶ (الالالی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۱۶۵) میرزا نمبر ۲۳۲ (ج ۲، ص ۲۳۰)
- ۶۔ مجمع الزوائد، ج ۳، ص ۱۵، میرزا نمبر ۲۲۲ (ج ۱، ص ۱۱۵)
- ۷۔ الالالی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۶۱ (ج ۲، ص ۱۰۷)
- ۸۔ میرزان الاعتدال، ج ۳، ص ۱۲۹ (ج ۳، ص ۲۵) میرزا نمبر ۸۱۲۰ (تذکرۃ الموضعات، ص ۹۳) تہذیب الجہدیب، ج ۹، ص ۳۳۰ (ج ۹، ص ۲۸۱) الالالی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۱۰۹ (ج ۲، ص ۲۰۰)
- ۹۔ تذکرۃ الحکاۃ، ج ۳، ص ۱۸۱ (ج ۳، ص ۹۸۲) میرزا نمبر ۹۱۹

بیان کیا جاتا تھا۔ (۱)

۵۷۹۔ محمد بن محمد بن سفر محدث: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۲)

۵۸۰۔ محمد بن محمد با غندی: حدیث میں تدليس کرتا تھا اور خبیث تھا۔ (۳)

۵۸۱۔ محمد بن مردان سدی صخیر: کذاب، غیر معتر اور حدیث ساز تھا۔ اس سے ہرگز حدیث نہ لینا

چاہئے۔ (۴)

۵۸۲۔ محمد بن مزید ابو بکر خراونی معروف بہ ابن ابی الا زہر خوی: نہایت جھوٹا تھا، مند خطیب

میں ہے کہ کذاب تھا۔ (۵)

۵۸۳۔ محمد بن مستنیر ابو علی خوی معروف بے قطرب: ابن سکیت کہتے ہیں کہ لغت میں دروغ گو تھا

اس لئے اس کا نام ذکر نہیں کیا۔ (۶)

۵۸۴۔ محمد بن مسلمہ واسطی: باطل حدیثیں وضع کرتا تھا۔ (۷)

۵۸۵۔ محمد بن معاویہ ابو علی نیشاپوری: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۸)

۵۸۶۔ محمد بن مندہ: کذاب و دروغ گو تھا۔ (۹)

۱۔ سان المیر ان، ج ۵، ص ۳۵۹ (ج ۵، ص ۲۵۶) (۷۹۶۲ نمبر ۲۷)

۲۔ سان المیر ان، ج ۵، ص ۳۲۹ (ج ۵، ص ۲۷۳) (۷۹۸۲ نمبر ۲۷)

۳۔ سان المیر ان، ج ۵، ص ۳۲۰ (ج ۵، ص ۲۷۰) (۷۹۶۵ نمبر ۲۷)

۴۔ تاریخ بغداد، ج ۳، ص ۲۹۲، میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۳۲ (ج ۳، ص ۲۲) (۸۱۵۳ نمبر ۸۰) اسنی الطالب، ص ۲۱۶ (ص ۳۳۲)

۵۔ حدیث ۱۰۲، ۱۰۲، ۱۰۲ (۱۰۲)، الکاظمی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۱۰۱، ۱۰۱ (۲۸۳، ۱۰۱) (ج ۲، ص ۲۲) (۷۹۳۳ نمبر ۲۸۵، ۲۲)

۶۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۲۵۰ (ج ۳، ص ۲۵۰) (۸۱۶۳ نمبر ۸۱) الاصاضی، ج ۲، ص ۲۸۲، البقیۃ الوعاء، ص ۱۰۲ (ج ۱، ص ۳۲۲) نمبر ۲۲۲ مقتاح السعادۃ، ج ۱، ص ۱۳۷ (۱، ص ۱۵۷)

۷۔ سیفیۃ الوعاء، ص ۱۰۲ (ج ۱، ص ۲۳۲) (۷۹۳۳ نمبر ۲۲۲)

۸۔ تاریخ بغداد، ج ۳، ص ۲۰۷، سان المیر ان، ج ۵، ص ۳۸۲ (ج ۵، ص ۲۳۲) (۸۰۲۵ نمبر ۸۰)

۹۔ تاریخ بغداد، ج ۳، ص ۲۲۲، ۲۲۲، ۲۲۲، میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۱۳۸ (ج ۳، ص ۲۲۳) (۸۱۸۸ نمبر ۸۱) مجمع الزوائد، ج ۱، ص ۳۹۳،

الکاظمی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۱۱۳، ۱۱۳، ج ۲، ص ۲۰۶ (ج ۱، ص ۳۵) (۷۹۳۳ نمبر ۳۸۵)

۱۰۔ سان المیر ان، ج ۵، ص ۲۹۲ (ج ۵، ص ۲۹۲) (۸۰۵۸ نمبر ۸۰)

- ۵۸۷۔ محمد بن منذر رتابی: کذاب تھا۔ (۱)
- ۵۸۸۔ محمد بن متصور بن جیکان: کذاب تھا۔ (۲)
- ۵۸۹۔ محمد بن مهاجر طالقانی: کذاب تھا اور حدیث وضع کرتا تھا۔ (۳)
- ۵۹۰۔ محمد بن مہلہب حرانی: حدیث ساز تھا۔ (۴)
- ۵۹۱۔ محمد بن موسیٰ بن ابی نعیم داسطی: کذاب و غبیث تھا۔ (۵)
- ۵۹۲۔ محمد بن نعیم نصیبی: کذاب تھا۔ (۶)
- ۵۹۳۔ محمد بن ہارون ہاشمی: حدیث میں نسیان کا فکار اور مہم بے کذب تھا۔ (۷)
- ۵۹۴۔ محمد بن نعیر قاری یابی: حدیث ساز تھا۔ (۸)
- ۵۹۵۔ محمد بن ولید قلنی بغدادی: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۹)
- ۵۹۶۔ محمد بن ولید قرطی: حدیث ساز تھا۔ (۱۰)
- ۵۹۷۔ محمد بن ولید بکری: ازدی نے اس کی تکذیب کی ہے۔ (۱۱)

۱۔ الالی المصنوعة، ج ۱، ص ۱۱۰ (ج ۱، ص ۲۲)

۲۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۱۳۰ (ج ۲، ص ۲۸۷ نمبر ۸۲۱۳)

۳۔ تاریخ بغداد، ج ۳، ص ۳۰۳، نسب الرلیہ، ج ۱، ص ۳۷۱، میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۱۳۰ (ج ۲، ص ۲۹۹ نمبر ۸۲۸)، لسان المیزان، ج ۵، ص ۳۹۷ (ج ۵، ص ۳۲۸) تذکرة الموضوعات، ص ۸۲ (ص ۵۹) الالی المصنوعة، ج ۱، ص ۱۲۷، ج ۲، ص ۳۲، ج ۱۲۳، ج ۱۲۲، ج ۲۲۲، ج ۲۰، ج ۲۲۸، ج ۲۰ (ج ۱، ص ۲۲۲، ج ۲، ص ۲۰، ج ۱۲۲)

۴۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۱۰۳ (ج ۲، ص ۲۹۹ نمبر ۸۲۲۰)

۵۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۱۳۱ (ج ۲، ص ۳۹۹ نمبر ۸۲۲۲)

۶۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۱۳۲، (ج ۲، ص ۵۶ نمبر ۸۲۶۸) الالی المصنوعة، ج ۲، ص ۳۶ (ج ۲، ص ۸۷)

۷۔ تاریخ بغداد، ج ۷، ص ۳۰۲

۸۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۲۳۲ (ج ۲، ص ۶۲ نمبر ۸۲۷۸)

۹۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۱۳۵ (ج ۲، ص ۵۹ نمبر ۸۲۹۵)

۱۰۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۱۳۶ (ص ۲۰ نمبر ۸۲۹۶)

۱۱۔ لسان المیزان ج ۵، ص ۳۱۹ (ج ۵، ص ۵۷ نمبر ۱۸۶۳)

۵۹۸۔ محمد بن سعیان رزین مصیحی: دجال و حدیث ساز تھا۔ (۱)

۵۹۹۔ محمد بن یزید مستملی: حدیث چپرو حدیث ساز تھا۔ (۲)

۶۰۰۔ محمد بن یزید محدثی: کذاب و خبیث تھا۔ (۳)

۶۰۱۔ محمد بن یزید عابد: حدیث ساز تھا، مدح معاویہ میں حدیثیں گڑھتا تھا۔ (۴)

۶۰۲۔ محمد بن یوسف: کذاب تھا، بنام طبرانی حدیثیں گڑھتا تھا۔ (۵)

۶۰۳۔ محمد بن یوسف رازی: شیخ، دجال و کذاب تھا۔ (۶)

۶۰۴۔ محمد بن یونس کدیکی: (محدث بصرہ) کذاب تھا ایک ہزار سے زیادہ حدیثیں وضع کیں۔ (۷)

۶۰۵۔ محش نیشاپوری: حدیث ساز تھا۔ (۸)

۶۰۶۔ محمود بن علی طواری: کذاب تھا۔ (۹)

۶۰۷۔ مردان بن سالم دمشقی: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۱۰)

۱۔ میران الاعتدال، ج ۳، ص ۱۳۷ (ج ۳، ص ۶۲) نمبر ۸۲۰۳ (اللائل المصورۃ، ج ۱، ص ۲۰۰، ج ۱، ص ۲۶۲، ج ۱، ص ۲۶۳)

۲۔ میران الاعتدال، ج ۳، ص ۱۳۹ (ج ۳، ص ۶۶) نمبر ۸۲۱۶ (۸۲۱۶)

۳۔ میران الاعتدال، ج ۳، ص ۱۳۹ (ج ۳، ص ۷۶) نمبر ۸۲۱۸ (۸۲۱۸)

۴۔ لسان المیزان، ج ۵، ص ۲۳۲ (ج ۵، ص ۳۸۹) نمبر ۸۱۹۶ (۸۱۹۶)

۵۔ لسان المیزان، ج ۵، ص ۲۳۲ (ج ۵، ص ۳۹۲) نمبر ۸۲۷۲ (میران الاعتدال، ج ۳، ص ۷۲) نمبر ۸۲۳۵ (اللائل المصورۃ، ج ۱، ص ۲۶۲)

۶۔ میران الاعتدال، ج ۳، ص ۱۵۱ (ج ۳، ص ۷۲) نمبر ۸۲۳۳ (تاریخ بغداد، ج ۳، ص ۳۹۷)

۷۔ تاریخ بغداد، ج ۳، ص ۳۳۱، تذكرة الموضوعات، ص ۱۸، (ص ۱۰، ۱۲، ۱۵) شدرات الذهب، ج ۳، ص ۱۹۳ (ج ۳، ص ۳۹۳)

۸۔ میران الاعتدال، ج ۳، ص ۱۵۲ (ج ۳، ص ۷۳) نمبر ۸۲۵۲ (اللائل المصورۃ، ج ۱، ص ۲۱۵، ج ۱، ص ۲۱۶) (ج ۳، ص ۲۱۵)

۹۔ تذكرة الحفاظ، ج ۲، ص ۵۷ (ج ۲، ص ۱۱۸) نمبر ۱۲۵ (۱۲۵)

۱۰۔ اللائل المصورۃ، ج ۲، ص ۱۵ (ج ۲، ص ۲۸)

۱۱۔ میران الاعتدال، ج ۳، ص ۱۵۳ (ج ۳، ص ۸۸) نمبر ۸۲۶۶ (الاصابة، ج ۱، ص ۱۲۳)

۱۲۔ میران الاعتدال، ج ۳، ص ۱۵۹ (ج ۳، ص ۹۰) نمبر ۸۲۲۵ (تہذیب الجہدیب، ج ۱۰، ص ۹۳) (اللائل المصورۃ،

ج ۱، ص ۸۱) (ج ۱، ص ۱۵۷)

۲۰۸۔ سروان بن شجاع حرانی: موئن لوگوں کے نام سے حدیث گزٹا تھا۔ (۱)

۲۰۹۔ سروان بن عثمان ذرتی: کذاب تھا۔ (۲)

۲۱۰۔ مطہر بن سلیمان: کذاب تھا۔ (۳)

۲۱۱۔ معاویہ بن طبی: حدیث گزٹا تھا۔ (۴)

۲۱۲۔ معلی بن صبح موصیٰ: عبادت گزار مگر پا جھوٹا اور حدیث ساز تھا۔ (۵)

۲۱۳۔ معلی بن ہلال بن سوید: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۶)

۲۱۴۔ مقائل بن سلیمان بخشی: کذاب و دجال تھا۔ (۷)

۲۱۵۔ منذر بن زیاد طائی: کذاب و متروک الحدیث تھا۔ (۸)

۲۱۶۔ منصور بن عبد اللہ ہروی: کذاب تھا۔ (۹)

۲۱۷۔ منصور بن مجاهد: حدیث ساز تھا۔ (۱۰)

۱۔ تہذیب العجب یہب، (ج ۱۰، ص ۸۵) میزان الاعتدال، (ج ۳، ص ۱۶۰) (ج ۲، ص ۹۱ نمبر ۸۳۲۸)

۲۔ الالئی المصنوعۃ، (ج ۱، ص ۱۵) (ج ۱، ص ۲۹)

۳۔ تاریخ بغداد، (ج ۱۳، ص ۲۲۰) میزان الاعتدال، (ج ۳، ص ۷۷) (ج ۲، ص ۱۲۹ نمبر ۸۵۹۵)

۴۔ میزان الاعتدال، (ج ۳، ص ۱۸۲) (ج ۲، ص ۱۳۰ نمبر ۸۲۳۸)

۵۔ لسان المیزان، (ج ۲، ص ۶۲) (ج ۲، ص ۵ نمبر ۸۳۸۳)

۶۔ اعلل و معرفۃ الرجال، (ج ۱، ص ۱۵۰ نمبر ۱۹۲) تاریخ بغداد، (ج ۸، ص ۲۳)، تذکرة الحفاظ، (ج ۳، ص ۱۱۲)، میزان الاعتدال، (ج ۳، ص ۱۸۷) (ج ۲، ص ۱۵۲ نمبر ۸۶۷۸)

۷۔ تاریخ بغداد، (ج ۱۳، ص ۱۶۸)، تاریخ ابن عساکر، (ج ۵، ص ۱۶۰)، میزان الاعتدال، (ج ۳، ص ۱۹۶) (ج ۲، ص ۷۳ نمبر ۸۷۳۱)

۸۔ تہذیب العجب یہب، (ج ۱۰، ص ۲۸۲) (ج ۱۰، ص ۲۲۹) الالئی المصنوعۃ، (ج ۱، ص ۱۲۸، ۲۰) (ج ۱، ص ۱۲۲، ۲۰) (ج ۱، ص ۲۷۲ نمبر ۲۲۶۱، ۱۰۶)

۹۔ میزان الاعتدال، (ج ۳، ص ۲۰۰) (ج ۲، ص ۱۸۱ نمبر ۸۷۵۹) الالئی المصنوعۃ، (ج ۱، ص ۳۲) (ج ۱، ص ۲۲)

۱۰۔ شذرات الذهب، (ج ۳، ص ۱۲۲) (ج ۵، ص ۹)

۱۱۔ میزان الاعتدال، (ج ۳، ص ۲۰۶) (ج ۲، ص ۱۹۵ نمبر ۸۷۲۷)

۶۱۸۔ منصور بن موقن: حدیث ساز تھا۔ (۱)

۶۱۹۔ مہدی بن ہلال بصری: کذاب، بدعتی اور حدیثیں گڑھتا تھا، عام طور سے اس کی احادیث خلط

ہیں۔ (۲)

۶۲۰۔ مہلب بن ابی صفرہ: والی خر اسان تھا، خخت جھوٹا تھا۔ صاحب استیعاب لکھتے ہیں کہ وہ محترم تھا جو لوگ اسے جھوٹا کہتے ہیں اس کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ خوارج سے جنگ میں غالب آنے کیلئے جھوٹ بولتا تھا۔ (۳)
علامہ امیٰ فرماتے ہیں: صاحب استیعاب کی یہ توجیہ تقریباً وہی ہے جو معاویہ کی حدیث سازی کی صفائی میں پیش کی جاتی ہے۔

۶۲۱۔ مہلب بن عثمان: کذاب تھا۔ (۴)

۶۲۲۔ موسیٰ اہتنی: حدیث سازوں کے گروہ میں تھا۔ (۵)

۶۲۳۔ موسیٰ بن ابراہیم مروزی: کذاب تھا۔ (۶)

۶۲۴۔ موسیٰ بن عبدالرحمن شفیقی صناعی: دجال و حدیث ساز تھا۔ (۷)

۶۲۵۔ موسیٰ بن محمد ابو طاہر و میاطی مقدسی: کذاب و حدیث ساز تھا اور محترم لوگوں کے نام سے

حدیث گڑھتا تھا۔ (۸)

۱۔ میران الاعتدال، ج ۳، ص ۲۰۲ (ج ۳، ص ۱۸۸، ۱۸۹ نمبر ۸۷) الملا کی المصنوعہ، ج ۲، ص ۹۶ (ج ۲، ص ۱۷۶)

۲۔ میران الاعتدال، ج ۳، ص ۲۰۶ (ج ۳، ص ۱۹۰ نمبر ۸۷)

۳۔ المعارف ص ۲۵ (ص ۳۹۹) استیعاب (ج ۳، ص ۱۶۹، ۱۷۰ نمبر ۳۰۳۶) الاصابة، ج ۲، ص ۵۳

۴۔ میران الاعتدال، ج ۳، ص ۲۰ (ج ۳، ص ۱۹۱ نمبر ۱۹۳)

۵۔ میران الاعتدال، ج ۳، ص ۲۲۸ (ج ۳، ص ۲۲۸ نمبر ۸۹۳۸)

۶۔ الملا کی المصنوعہ، ج ۲، ص ۱۹ (ج ۲، ص ۳۵)

۷۔ میران الاعتدال، ج ۳، ص ۲۱۳ (ج ۳، ص ۱۱۰ نمبر ۸۸۹) اسی الطالب، ص ۱۲۶ (ص ۲۲۷ حدیث ۹۱، ۷) الملا کی المصنوعہ، ج ۲، ص ۱۷ (ج ۱، ص ۲۲۶)

۸۔ میران الاعتدال، ج ۳، ص ۲۷ (ج ۳، ص ۱۲۰ نمبر ۸۹۱) لسان المیران، ج ۲، ص ۱۲۸ (ج ۳، ص ۱۲۹ نمبر ۸۷) الملا کی المصنوعہ، ج ۱، ص ۲۲ (ج ۱، ص ۲۲۶)

۲۲۶۔ موسیٰ بن مطیر: کذاب و متزوک الحدیث تھا۔ (۱)

۲۲۷۔ میسرہ بن عبد ربہ فارسی بصری: کذاب و حدیث ساز تھا۔ فضیلت قزوین میں چالیس حدیثیں گڑھ دیں اور کہا کہ تشویق مردم کے لئے گرمی ہیں۔ اکثر لوگ اسے زاہد سمجھتے تھے۔ (۲)

۲۲۸۔ میسرہ بن عبید: کذاب تھا۔ (۳)

(ن)

۲۲۹۔ نافع بن ہرزا ابو ہرزا جمال: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۴)

۲۳۰۔ نصر بن باب خراسانی: کذاب، خبیث اور دشمن خدا تھا۔ (۵)

۲۳۱۔ نصر بن حماد بخاری و راق: کذاب و نیسان حدیث کا شکار تھا، نہایت کمینہ تھا۔ (۶)

۲۳۲۔ نصر بن طریف: وضع احادیث میں مشہور تھا۔ (۷)

۲۳۳۔ نصر بن قدیر بن یسار: عقلیٰ وابن معین کے نزدیک کذاب تھا۔ (۸)

۲۳۴۔ نصراللہ بن ابی العز شیبانی: کذاب، شریعت کے معاملے میں لاپرواہ اور قاضی تھا۔ (۹)

۱۔ میزان الاختلال، ج ۳، ص ۲۱۸ (ج ۳، ص ۲۲۲ نمبر ۸۹۲۸)

۲۔ تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۲۲۳، میزان الاختلال، ج ۳، ص ۲۲۰ (ج ۳، ص ۲۲۲ نمبر ۸۹۵۸) لسان المیزان، ج ۶، ص ۱۳۰ (ج ۶، ص ۱۲۲ نمبر ۱۷۸) الالالی المصورہ، ج ۱، ص ۳۲ (ج ۱، ص ۸۱، ج ۲، ص ۳۲)

۳۔ اکنی الطالب، ص ۲۶۰ (ص ۳۵۲ حدیث ۱۷۲۰)

۴۔ میزان الاختلال، ج ۳، ص ۲۲۷ (ج ۳، ص ۲۲۳ نمبر ۹۰۰۰) تذکرۃ الموضوعات.

۵۔ تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۲۷۹، لسان المیزان، ج ۶، ص ۱۵۱ (ج ۶، ص ۱۸۰ نمبر ۸۷۶۸)

۶۔ تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۲۸۲، میزان الاختلال، ج ۳، ص ۲۲۰ (ج ۳، ص ۲۵۰ نمبر ۹۰۲۹) الالالی المصورہ، ج ۱، ص ۳۰۰ (ج ۱، ص ۳۰۰)

۷۔ میزان الاختلال، ج ۳، ص ۲۲۱ (ج ۳، ص ۲۵۱ نمبر ۹۰۲۳)

۸۔ الفضفاض الکبیر (ج ۳، ص ۲۹۹ نمبر ۱۸۹۷) میزان الاختلال، ج ۳، ص ۲۲۲ (ج ۳، ص ۲۵۲ نمبر ۹۰۲۲) الالالی المصورہ، ج ۲، ص ۱۹۰ (ج ۲، ص ۲۵۵)

۹۔ البدریۃ والنهجیۃ، ج ۱۳، ص ۲۱۸ (ج ۱۳، ص ۲۵۲) شدرات الذهب، ج ۵، ص ۲۸۵ (ج ۷، ص ۲۹۶)



۲۳۵۔ نظر بن سلمہ مردوزی: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۱)

۲۳۶۔ نظر بن شفی: پاک جھوٹا تھا۔ (۲)

۲۳۷۔ نظر بن طاہر: حدیث چور اور جھوٹا تھا۔ (۳)

۲۳۸۔ نعیم بن حماد اعور: دین کے لئے جھوٹی حدیثیں گڑھتا تھا۔ (۴)

۲۳۹۔ نعیم بن سالم بن قنبر: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۵)

۲۴۰۔ نہعل بن سعید بصری: کذاب و متروک الحدیث تھا۔ (۶)

۲۴۱۔ نوح بن ابی مریم: شیخ اور کذاب تھا فنا، بل قرآن میں حدیثیں وضع کی ہیں۔ (۷)

۲۴۲۔ نوح بن دراج: ذہبی کے نزدیک کذاب تھا۔ (۸)

۲۴۳۔ نوح بن جعونہ: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۹)

۲۴۴۔ نوح بن صافر: حدیث گڑھتا تھا۔ (۱۰)

۱۔ سیان الامیر ان، حج ۲۶، میں ۱۲۰ (ح ۶۲، میں ۱۹۲ نمبر ۵) (۸۸۰۵) (الاصابة ح ۲، میں ۳۸۰).

۲۔ سیان الامیر ان، حج ۲۷، میں ۱۶۱ (ح ۲۲، میں ۱۹۲ نمبر ۶) (۸۸۰۶)

۳۔ سیان الاعتدال، حج ۲۳، میں ۲۲۳ (ح ۲۳، میں ۲۵۸ نمبر ۷) (۹۰۷)

۴۔ سیان الاعتدال، حج ۲۳، میں ۱۵۱ (ح ۲۳، میں ۲۱۷ نمبر ۱) شذرات الذهب، حج ۲۳، میں ۲۷ (ح ۲۳، میں ۲۵۲) تہذیب

الجهدیب، ح ۱۰، میں ۲۶۲ (ح ۱۰، میں ۳۰۹) الالای المصنوعۃ، ح ۱، میں ۱۵ (ح ۱، میں ۲۹) الجوہر الٹھی مطبوع بر خاشیہ سنن تیقی،

ح ۲۳، میں ۳۰۵.

۵۔ اسی الطالب، میں ۱۰۳ (ص ۱۰۹ حدیث ۶۱۲) الالای المصنوعۃ، ح ۱، میں ۲۲، ح ۲، میں ۲۷ (ح ۱، میں ۲۳، ح ۲، میں ۸۹)

۶۔ سیان الاعتدال، حج ۲۳، میں ۲۲۲ (ح ۲۳، میں ۲۷۵ نمبر ۷) سمع الجواہر، ح ۱، میں ۱۲۲، ۲۲۰، ۲۲۱، الالای المصنوعۃ، ح ۱، میں ۱۰۳

۷۔ سیان الاعتدال، ح ۲۳، میں ۲۷ (ح ۱، میں ۱۹۸) (ح ۱، میں ۱۲۷) (ح ۲۳، میں ۲۰۵، ۲۲۰، ۲۰۵، ح ۲، میں ۲۳۵)

۸۔ سیان الاعتدال، ح ۲۳، میں ۲۷ (ح ۲۳، میں ۹۱۹ نمبر ۷) اسی الطالب، میں ۱۱۰، ۲۰ (ص ۲۷، ۲۱۳، ۲۱۳ حدیث ۶۷۵، ۵۱)

۹۔ الالای المصنوعۃ، ح ۲۳، میں ۲۷ (ح ۲۳، میں ۲۷۲)

۱۰۔ مسدرک علی الحسین، ح ۲۳، میں ۱۵۵ (ح ۲۳، میں ۱۲۶، ۱۷۱) (ح ۲۳، میں ۱۸۷، ۳۲۹۳ حدیث ۳۷۹۸، ۳۷۹۸)

۱۱۔ سیان الاعتدال، ح ۲۳، میں ۲۷ (ح ۲۳، میں ۵۷ نمبر ۹۱۳)

۱۲۔ تذكرة الموضوعات، میں ۱۱۸ (ص ۸۳)

(۵)

۲۳۵ - ہارون بن حبیب بغیثی: کذاب تھا۔ (۱)

۲۳۶ - ہارون بن حیان رقی: حدیث ساز تھا۔ (۲)

۲۳۷ - ہارون بن زیار: ثقہ لوگوں کے نام سے حدیث گزھتا تھا۔ (۳)

۲۳۸ - ہارون بن محمد ابوالطیب: کذاب تھا۔ (۴)

۲۳۹ - ہبۃ اللہ بن مبارک: دروغ گو حافظ تھا، انہی حدیث کے نزدیک کذاب مشہور تھا۔ (۵)

۲۴۰ - ہشام بن عمار ابوالولید سلمی: خطیب و حدیث و مشت، اس کی چار سو سے زیادہ حدیثوں کی کوئی اصل نہیں۔ (۶)

۲۴۱ - ہناد بن ابراہیم بغیثی: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۷)

۲۴۲ - پیغمبر بن عدعی طائی: کذاب و کمینہ تھا، اس کی کمیز کا بیان ہے کہ میرا آقا رات بھر عبادت کرتا اور سچ کو مستند حدیث پر بیٹھ کر جھوٹ گزھتا تھا۔ (۸)

۲۴۳ - پیغمبر بن عبد الغفار طائی بصری: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۹)

۱- میران الاعتدال، ح ۳، ص ۲۲۷ (ج ۲، ص ۲۸۲ نمبر ۹۱۵۲)

۲- میران الاعتدال، ح ۳، ص ۲۲۷ (ج ۲، ص ۲۸۲ نمبر ۹۱۵۲)

۳- میران الاعتدال، ح ۳، ص ۲۲۷ (ج ۲، ص ۲۸۲ نمبر ۹۱۵۲)

۴- اسی الطالب، ص ۲۰۸ (ص ۲۲۲ حدیث ۱۳۶۲) الالی المصنوعة، ح ۱، ص ۲۶ (ج ۱، ص ۱۲۰)

۵- اسی الطالب، ح ۹، ص ۱۸۳ (ج ۱، ص ۱۳۲ نمبر ۲۸۲) شذررات الذهب ح ۳، ص ۲۶ (ج ۲، ص ۲۲)

۶- شذررات الذهب، ح ۲، ص ۱۱ (ج ۲، ص ۲۰)

۷- میران الاعتدال، ح ۳، ص ۲۵۹ (ج ۲، ص ۲۱ نمبر ۹۱۵۲) الالی المصنوعة، ح ۲، ص ۱۲۲ (ج ۲، ص ۱۲۲ نمبر ۹۱۵۲)

۸- تاریخ بغداد، ح ۱۳، ص ۵۲، میران الاعتدال، ح ۳، ص ۲۶۵ (ج ۲، ص ۲۲۲ نمبر ۹۱۱) نصب الراية، ح ۱، ص ۱۰۲، الالی المصنوعة، ح ۲، ص ۵ (ج ۲، ص ۵) مجمع الرواائد، ح ۱، ص ۱۰

۹- تاریخ بغداد، ح ۱۳، ص ۵۵، میران الاعتدال، ح ۳، ص ۲۶۵ (ج ۲، ص ۲۲۲ نمبر ۹۱۰)

(و)

۲۵۳۔ ولید بن سلمہ طبرانی از دی: کذاب تھا اور ثقہ لوگوں کے نام سے حدیث گڑھتا تھا۔ (۱)

۲۵۵۔ ولید بن عبد اللہ جدایی: کذاب و کمینہ تھا۔ (۲)

۲۵۶۔ ولید بن فضل عتری: حدیث ساز تھا۔ (۳)

۲۵۷۔ ولید بن محمد موقری غلام نبی امیہ: کذاب اور متروک الحدیث تھا۔ (۴)

۲۵۸۔ وہب بن حفص بخل حرانی: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۵)

۲۵۹۔ وہب بن وہب قاضی ابوالعتری قرشی مدینی: پکا جھوٹا، کذاب، تنبیث، دجال، دخن خدا اور رات بھر جاگ کر حدیثیں گڑھتا تھا۔ اس نے افترا پردازی میں دین و دیانت کو بہت نقصان پہنچایا۔ (۶)

(ی)

۲۶۰۔ سعیٰ بن ابی ائیسہ جزیری رہاوی: کذاب و متروک الحدیث تھا۔ (۷)

۲۶۱۔ سعیٰ بن سکن بصری: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۸)

۱۔ میران الاعتدال، ج ۳، ص ۱۷۲ (ج ۲، ص ۹۳۳ نومبر ۹۲۷ء)

۲۔ تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۳۷۰

۳۔ کتاب الحجر و میمن، (ج ۲، ص ۸۲) میران الاعتدال، ج ۳، ص ۱۷۲ (ج ۲، ص ۹۲۲ نومبر ۹۲۹ء) تذكرة الموضوعات، ص ۷۲
(ص ۲۰)

۴۔ میران الاعتدال، ج ۳، ص ۲۷۵ (ج ۲، ص ۹۳۶ نومبر ۹۲۰ء) الالان المصنوعة، ج ۱، ص ۲۲۸ (ج ۱، ص ۹۳۹)

۵۔ میران الاعتدال، ج ۳، ص ۲۷۲ (ج ۲، ص ۹۲۵ نومبر ۹۲۲ء) الالان المصنوعة، ج ۱، ص ۳۵، ج ۲، ص ۲۱۵ (ج ۱، ص ۸۶)
ج ۳۰، ص ۳۰۲

۶۔ تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۳۸۵، میران الاعتدال، ج ۳، ص ۲۷۸ (ج ۲، ص ۹۲۲ نومبر ۹۲۲ء) الالان المصنوعة، ج ۱، ص ۳۵، ص ۳۳

(ج ۱، ص ۹۲۸) لسان الحیران، ج ۲، ص ۲۳۲ (ج ۲، ص ۹۲۸ نومبر ۹۰۶ء)

۷۔ میران الاعتدال، ج ۳، ص ۲۸۲ (ج ۲، ص ۹۲۲ نومبر ۹۲۲ء) تذكرة الموضوعات، ص ۹۵ (ص ۷۲، ۶۷)

۸۔ تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۱۳۶، الالان المصنوعة، ج ۱، ص ۱۳۱ (ج ۱، ص ۹۲۲)

- ۲۶۲۔ سیجی بن ہبیب بیانی: سلیمان اور حمید الطویل سے مجموعی حدیثیں روایت کرتا تھا۔ (۱)
- ۲۶۳۔ سیجی بن عبدونیہ: کذاب اور بر انسان تھا۔ (۲)
- ۲۶۴۔ سیجی بن عقبہ بن الہیز ار: کذاب، غبیث اور دشمن خدا تھا۔ (۳)
- ۲۶۵۔ سیجی بن علاء: مطرف سے روایت کرتا تھا، کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۴)
- ۲۶۶۔ سیجی بن علی بن عبد الرحمن بلنسی مالکی (امام جماعت مسجد عنبرہ): کذاب تھا۔ (۵)
- ۲۶۷۔ سیجی بن عنبرہ قرشی بصری: کذاب، دجال اور حدیث ساز تھا۔ (۶)
- ۲۶۸۔ سیجی بن محمد برادر حملہ تھجی: حملہ پر حدیث گزدھی۔ (۷)
- ۲۶۹۔ سیجی بن میمون بصری: کذاب، دجال و متروک الحدیث تھا۔ (۸)
- ۲۷۰۔ سیجی بن ہشام غسانی: کذاب، دجال اور حدیث ساز تھا۔ (۹)

۱۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۲۹۲ (ج ۲، ص ۲۸۵ نمبر ۹۵۲۲) (العلی المصنوعة، ج ۲، ص ۱۵) (ج ۲، ص ۲۲۰، ۲۲۱)

۲۔ تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۱۲۶

۳۔ سان انگلیز ان، ج ۷، ص ۲۰ (ج ۶، ص ۳۳۰ نمبر ۹۱۸۶)

۴۔ نصب الرائی، ج ۱، ص ۱۲۵

۵۔ سان انگلیز ان، ج ۲، ص ۲۹، ج ۲، ص ۱۲۰ (ج ۲، ص ۵۸ نمبر ۵۲۲۲، ج ۲، ص ۳۳۱ نمبر ۹۱۸۷)

۶۔ الکامل فی ضعف الرجال، (ج ۷، ص ۲۵۲ نمبر ۹۱۵۵) تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۱۲۲، میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۹۹ (ج ۲، ص ۲۰۰ نمبر ۹۵۹۹)

۷۔ تذكرة الموضوعات، ص ۲۷ (ج ۲، ص ۲۷۷) اتنی الطالب، ص ۱۲۳ (ص ۲۷۷ حدیث ۲۸) (العلی المصنوعة، ج ۲، ص ۲۰۰ نمبر ۹۵۹۹)

۸۔ تذكرة الموضوعات، ص ۲۷ (ج ۲، ص ۲۷۷) (ج ۲، ص ۲۰۵ نمبر ۹۱۲۰)

۹۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۲۰۵ (ج ۲، ص ۲۱۱ نمبر ۹۱۲۰) تہذیب المهدیہ، ج ۱۱، ص ۲۹۱ (ج ۱۱، ص ۲۵۲) (العلی

المصنوعة، ج ۲، ص ۱۲۵) (ج ۲، ص ۲۳۰)

۱۰۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۱۲۳، تذكرة الموضوعات، ص ۲۷ (ج ۲، ص ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸) (ص ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷) میزان الاعتدال،

ج ۲، ص ۲۰۵ (ج ۲، ص ۲۳۲ نمبر ۹۱۲۳) اتنی الطالب، ص ۱۲۹ (ص ۲۳۰ حدیث ۱۱۰۸) (العلی المصنوعة، ج ۱، ص ۱۲۳)

ج ۲، ص ۲۲۲، ۲۲۳ (ج ۱، ص ۱۲۲، ۱۲۳) (ج ۲، ص ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸)

- ۲۷۱۔ یزید بن خالد گی: کذاب تھا۔ (۱)
- ۲۷۲۔ یزید بن ربیعہ مشقی: کذاب اور مشہور جھوٹا تھا۔ (۲)
- ۲۷۳۔ یزید بن عیاض لشی بصری: کذاب، حدیث ساز اور غیر ثقہ نیز مت روک الحدیث تھا۔ (۳)
- ۲۷۴۔ یزید بن مردان خلائل: کذاب تھا۔ (۴)
- ۲۷۵۔ یعقوب بن اسحاق جنکسی: محمد میں اسے جھوٹا سمجھتے تھے۔ (۵)
- ۲۷۶۔ یعقوب بن ولید از دی مدفی: بہت بڑا جھوٹا تھا اور حدیث سازی کرتا تھا۔ (۶)
- ۲۷۷۔ یعقوب بن یوسف عاشی: کذاب و بد کار تھا۔ (۷)
- ۲۷۸۔ یعلیٰ ابن اشدوق عقلی: کذاب و کمینہ تھا۔ (۸)
- ۲۷۹۔ یمان بن عدی: حدیث ساز تھا۔ (۹)
- ۲۸۰۔ یوسف بن جعفر خوارزی: حدیث سازی کرتا تھا۔ (۱۰)
- ۲۸۱۔ یوسف بن خالد سنتی فقیہ: کذاب و حدیث ساز تھا، اسی نے ابوحنیفہ کے قیاس کا بصرہ میں

- ۱۔ اتنی الطالب، ج ۱۳۰، ص ۲۷۲ (ص ۲۷۲ نمبر ۲۱۵۳)
- ۲۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۲، ج ۳۹۵ (ج ۱۵، ج ۱۹ نمبر ۱۶۹۳)
- ۳۔ تاریخ بغداد، ج ۱۳، ج ۳۲۰، مجموع الزروانی و تاریخ ابن عساکر، ج ۱۲، ج ۲، ج ۳، ج ۱۷۱.
- ۴۔ تاریخ بغداد، ج ۱۳، ج ۳۲۰، مجموع الزروانی و تاریخ ابن عساکر، ج ۱۲، ج ۲، ج ۳، ج ۱۷۱.
- ۵۔ تاریخ بغداد، ج ۱۳، ج ۳۲۸.
- ۶۔ تاریخ بغداد، ج ۱۳، ج ۲۶۶، میزان الاعتدال، ج ۲، ج ۳۲۵ (ج ۲، ج ۳۲۵ نمبر ۹۸۲۹) تاریخ ابن عساکر، ج ۲، ج ۳۲۵ (ج ۱۰۳۲) میزان الاصحیۃ، ج ۱، ج ۱۱۸۔
- ۷۔ اتنی الطالب، ج ۱۳۱ (ص ۲۳۱ حدیث ۱۰۳۲) میزان الاصحیۃ، ج ۱، ج ۱۲، ج ۲، ج ۲۸، ج ۱، ج ۱۳۲ (ج ۱، ج ۱۳۲ نمبر ۹۸۲۲)
- ۸۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ج ۳۲۶ (ج ۳، ج ۳۲۶ نمبر ۹۸۲۳)
- ۹۔ اکمال فی ضغایم الرجال، (ج ۷، ج ۲۸۸) میزان الاعتدال، ج ۲، ج ۳، ج ۳۲۶ (ج ۲، ج ۳۲۶ نمبر ۳۰۰)
- ۱۰۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ج ۳۲۹ (ج ۳، ج ۳۲۹ نمبر ۹۸۲۰)

پر چار کیا۔ (۱)

۲۸۲ - یوسف بن سفر مشقی: کذاب، متروک الحدیث، جھوٹ گزشتا اور غلط با تمن روایت کرتا تھا۔ (۲)

۲۸۳ - ابن زبالہ: اس نے ایک لاکھ حدیثیں وضع کیں، جب احمد بن صالح کو معلوم ہوا تو سب کو چھوڑ دیا۔ (۳)

۲۸۴ - ابن شوکر: سند کے ساتھ حدیث گزشتا تھا۔ (۴)

۲۸۵ - ابن صقر: کذاب و حدیث چور تھا، مشارخ کے نام سے حدیث گزشتا تھا۔ (۵)

۲۸۶ - ابو بکر بن عثمان: کذاب و دروغ گو تھا۔ (۶)

۲۸۷ - ابو بکر بن الازہر: حدیث گزشتا تھا۔ (۷)

۲۸۸ - ابو جابر بیاض: کذاب تھا۔ (۸)

۲۸۹ - ابو الحسن بن نوبل رائی بلا کا جھوٹا تھا۔ (۹)

۲۹۰ - ابو حیان تو حیدری: اس کی بہت زیادہ تصنیفات ہیں۔ اس کا نام علی بن محمد بن عباس تھا۔ ہمیں نے اس کی بداعتقادی سے جلاوطن کر دیا تھا۔ ابن مالی کے نزدیک کذاب و بدکار تھا۔ ابن جوزی اس کو زندقیں کہتے ہیں۔

۱- میران الاختلال، ج ۳، ص ۳۲۹ (ج ۳، ص ۳۲۳ نمبر ۹۸۶۳) تہذیب الجہد بیب، ج ۱۱، ص ۳۱۳ (ج ۱۱، ص ۳۲۱) سندی کی طالیہ ابن ماجن، ج ۱، ص ۳۹۵.

۲- میران الاختلال، ج ۳، ص ۳۲۱ (ج ۳، ص ۳۲۶ نمبر ۹۸۷۱) مجمع الروائد، ج ۱، ص ۸۲، ملکی المجموع، ج ۲، ص ۳۸ (ج ۲، ص ۳۲۹) (۲۵۲، ۹۱) ۱۳۹.

۳- تاریخ بغداد، ج ۳، ص ۱۵۲.

۴- تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۲۱۹.

۵- تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۲۱۹ (ج ۷، ص ۳۲۹ نمبر ۱۳۶).

۶- میران الاختلال، ج ۳، ص ۳۵۰ (ج ۳، ص ۳۵۰ نمبر ۱۰۰۸۲).

۷- میران الاختلال، ج ۳، ص ۳۵۰ (ج ۳، ص ۳۵۰ نمبر ۱۰۰۸۲).

۸- اطہری، ج ۳، ص ۲۱۷.

۹- لسان المیزان، ج ۲، ص ۳۶۳ (ج ۷، ص ۳۲۵ نمبر ۳۱۲).

جعفر بن یحییٰ کہتے ہیں کہ اس نے ابو بکر و عمر کی طرف منسوب کر کے علی کی نعمت میں کتاب لکھی اور کہا کہ اسے شیعوں کی رو میں لکھا ہے کیونکہ ایک مجلس میں وزراء موجود تھے، کبھی علی کے سلسلے میں غلوکر رہے تھے، ان کی رو میں یہ کتاب لکھی۔ اس طرح اس نے اپنی حدیث سازی کا خود ہی اعتراض کیا۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ بحوالہ ابن جماعتہ، ابن علاج کے خط سے معلوم ہوا کہ اکثر دانشوروں کو اس کی اس جعلی تصنیف سے آگاہی تھی۔ اس رسالے میں حضرت ابو بکر و عمر کے لئے ایسی بات لکھی گئی ہے جس سے شیعوں کے شیخین کے بارے میں عقیدے کی تصدیق ہوتی ہے۔ اس رسالے کی اولین خصوصیت یہ ہے کہ احادیث جعلی ہیں، دوسرے یہ کہ ابو بکر نے ابو عبدہ کی چاپلوسی کی ہے کہ علی تک میری بات ہے وہ نچادریں حالانکہ ابو بکر چاپلوسی سے دور تھے۔ مزید اس کے ساقین کے متعلق غلط عقائد کا شیاع ہوتا ہے۔ (۱)

۲۹۱۔ ابوظف اُمیٰ بصری: خادم انس، کذاب تھا۔ (۲)

۲۹۲۔ ابوالثیر شیخ بغدادی: کذاب تھا۔ (۳)

۲۹۳۔ ابو سعد مدائی: حدیث سازی کرتا تھا۔ (۴)

۲۹۴۔ ابو سعید قدری: پا جھوٹا تھا۔ (۵)

۲۹۵۔ ابو سلمہ عاطلی شامی ازوی: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۶)

۲۹۶۔ ابو الطیب حرربی: کذاب و خبیث تھا اس کی حدیثوں پر اعتماد نہ کرنا چاہئے۔ (۷)

۲۹۷۔ ابو علی بن عمر ند کرنیشا پوری: دروغ گو تھا اور حدیث کی چوری میں مشہور تھا۔ (۸)

۱۔ میزان الاعتدال، (ج ۲، ص ۳۱۸) (نمبر ۱۱۳)

۲۔ تہذیب الجہد بیب، (ج ۱۲، ص ۸۷) (۸) (ج ۱۲، ص ۹۵)

۳۔ تاریخ بغداد، (ج ۲۲، ص ۳۱۷)، میزان الاعتدال، (ج ۳، ص ۳۵۷) (ج ۳، ص ۵۲۱) (نمبر ۱۰۱۶۲)

۴۔ لسان المیزان، (ج ۲، ص ۳۸۲) (ج ۷، ص ۵۲) (نمبر ۳۸۶)

۵۔ لسان المیزان، (ج ۲، ص ۳۸۳) (ج ۷، ص ۵۵) (نمبر ۲۹۷)

۶۔ تہذیب الجہد بیب، (ج ۱۲، ص ۱۱) (ج ۱۲، ص ۱۳۰)

۷۔ تاریخ بغداد، (ج ۱۲، ص ۳۰۶)، میزان الاعتدال، (ج ۳، ص ۳۲۶) (ج ۳، ص ۵۲۱) (نمبر ۱۰۲۲۰)

۸۔ تاریخ بغداد، (ج ۲، ص ۱۳۰)۔

۴۹۸۔ ابوالقاسم حنفی: غیر معمول دروغ گوئی کے شواہد طیتے ہیں۔ (۱)

۴۹۹۔ ابوالحسن علی: پکا جھوٹا اور خبیث ترین آدمی تھا۔ (۲)

۵۰۰۔ ابوالحسن مسیم: کذاب تھا۔ (۳)

﴿إِنَّهُوَلَا إِمْتَرَ مَا هُنْ فِيهِ وَنَاهِلُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾

”ان لوگوں کا نظام بر باد ہونے والا اور ان کے اعمال ہاصل ہیں۔“ (۴)

معیارِ نظر

یہ جو کچھ بھی چیز کیا گیا دریائے کذب کا کچھ قدرہ تھا۔ ممکن ہے قارئین اسی کو بہت زیادہ سمجھیں۔ اسی کے ساتھ یہ بھی آپ کے چیز نظر رہنا چاہئے کہ جھوٹ کا پلندہ توار کرنے اور خدا، رسول، مصحاب و تابعین کے نام سے حدیث سازی صرف جھوٹے اور مکار ہی نہیں کرتے تھے بلکہ پرہیز گار علماء اور معتبر مشائخ بھی بعض قربۃ الی اللہ یہ ”فریضہ“ انجام دیتے تھے۔ اسی لئے بھی بن سعید قطان کہتے ہیں:

”پرہیز گاروں کو ہم نے حدیث کے سلسلے میں سب سے زیادہ جھوٹا پایا، شائستہ کردار بھی حدیث میں جھوٹ بولتے تھے اور عابدوں اور زاہدوں نے حدیث میں بہت جھوٹ بولا ہے۔“ (۵)

قرطبی، التذکار (۶) میں لکھتے ہیں کہ حدیث سازوں نے فضیلت قرآن اور دیگر اعمال کے سلسلے میں جو احادیث گڑھی ہیں ان کی طرف التفات نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ انہوں نے بالصد قربت یہ کام انجام دیا ہے تاکہ لوگ اعمال یہک کی طرف مائل ہوں۔ چنانچہ ابو عصمه نوح بن ابی مریم مروزی، محمد بن عکاشہ اور احمد جو بیاری کی روایات اسی حکم کی ہیں۔

۱۔ سیم الادباء (ج ۳، ص ۱۲۲)

۲۔ تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۹۹ (ج ۱، ص ۳۱۰)

۳۔ سورہ اعراف، آیت ۱۳۹

۴۔ مقدمہ سیعی سلم (ج ۱، ص ۳۲) تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۹۸ (نمبر ۳۹۲) الملاعی المصور (ج ۲، ص ۲۰)

۵۔ التذکار، ص ۱۵۲۔ ۱۵۵

ابوعصمه سے پوچھا گیا: تم نے عکرہ داہنی عباس سے اچاک اتنے فضائل قرآن کہاں سے جمع کر لئے؟ جواب دیا: میں نے دیکھا کہ لوگ قرآن سے مخفف ہو کر فدق ابوحنیف اور مغازی ابواسحاق کی طرف ملتقت ہو گئے ہیں اس لئے یہ روایات بعض خوشنودی خدا کے لئے وضع کی ہیں۔

قرطبی نے حاکم اور حدیثین کے حوالے سے ایک پرہیز گار کا واقعہ لقیل کیا ہے: اس سے پوچھا گیا کہ فضائل قرآن میں اتنی حدیثیں کیوں وضع کیں؟ جواب دیا کہ میں نے لوگوں کو قرآن سے روگردانی کرتے دیکھا تو انھیں مائل کرنے کے لئے ایسا کیا۔ پوچھا گیا: پھر حدیث رسولؐ کے تخلق تھا را کیا خیال ہے کہ جو بھوپر عماد دروغ بانی کرے اس کا ملکانہ جہنم ہے؟ جواب دیا: میں نے ان کے نقصان کے لئے نہیں، فائدے کے لئے ایسا کیا ہے۔

لہذا اس معاملے میں سب سے زیادہ نقصان رسالی زاہد پرہیز گار ہی ہیں۔ انھوں نے حدیث سازی کو عمل نیک سمجھ کر انجام دیا۔ لوگوں نے ان کی ظاہری حالت دیکھ کر ان حدیثوں کو مان لیا۔ وہ خود بھی گراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گراہ کیا۔

مسرہ بن عبدربہ سے پوچھا گیا: یہ احادیث کہاں سے لائے؟ اس نے کہا: میں نے لوگوں کو دین و شریعت کی طرف مائل کرنے کے لئے ایسا کیا ہے، مجھے خدا سے اس عمل نیک کا بدلہ ملنے کی امید ہے۔ حاکم کہتے ہیں کہ حسن، بعض خوشنودی خدا کے لئے اور نعیم بن حماد، تقویت سنت کے لئے حدیث وضع کرتا ہے۔ (۱) اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ جھوٹ اور تہمت میں کوئی برائی نہیں رہ گئی تھی۔

حرب بن میمون، مجتهد و عابد شب زندہ دار جو پلا جھوٹا ہے۔

یاثم طائی، جو تمام رات عبادت کرتا ہے صبح کو مجلس حدیث میں جھوٹ کے طو مار باندھتا ہے۔

محمد بن ابراہیم، پرہیز گار بھی ہے اور کذاب و حدیث ساز بھی۔

یہ معلی بن منیع، موصل کا بڑا عبادت گزار جو جعلی حدیثوں کے ڈھیر لگار ہا ہے۔

حافظ عبدالغیث خبلی، جس کے ماتحت پر سیاہ دان غہ ہے، لوگوں میں معتبر بھی ہے۔ صداقت و دینداری

میں مشہور ہے اور پھر زید بن معادیہ کے فضائل میں کتاب بھی لکھا رہی ہے۔
یہ معلیٰ بن ہلال، عبادت گذار و جوٹا ہے۔

ابو عمر زاہد، جس نے معادیہ کے فضائل میں کتاب لکھی ہے۔ احمد بانی، براز اہد اور تارک الدنیا
خوا اور حدیث سازی میں پکا دنیا دار۔ شیطان نے برائیوں کو اس طرح اس کی نظر میں پیش کیا تھا کہ اچھائی
بن گئی تھیں۔

بردانی صاحب نے بھی فضائل معادیہ میں بیت المال کا حقن تکمیل کیا ہے۔
وہب بن حفص صاحب کو دیکھئے، جنہوں نے میں سال تک کسی سے کلام نہیں کیا۔ بڑے زاہد و عابد
تھے لیکن جب بولے تو ایسا سڑا جھوٹ بولے کہ جس سے تغفیل کی بوآتی تھی۔

ابوالبشر مرزوqi فقیہ اور بڑے پابند شریعت، ابو داؤد تخریجی عابد نیک شب زندہ دار، ابو یحییٰ ادکار، نیک
و پارسا، فقیہ و عبادت گذار۔ ابراہیم بن محمد، عابد وزاہد۔ (۱) ابراہیم اٹھلی جنہوں نے سانہ سال تک
روزے رکھے۔ (۲) جعفر بن زیبر اور ابان بن ابی عیاش، (۳) یہ بھی عبادت گذار، صالح، پابند
شریعت اور اپنے وقت کے مجتهد لیکن حدیث سازی کے تغفیل سے دماغ جمل جاتا ہے۔

ان جعلی حدیث بنانے والوں میں مختلف جذبات و طبقات کے افراد ہیں: امام مفتی، مشہور
محمد، فقیہ جنت اور مشائخ و حفاظ اور لمبی چوڑی زبان والے خطیب ہیں۔ ان سب نے محض خدمت
دین کے لئے جھوٹ کا خرمن لگایا، اپنے امام کی تقطیم میں دروغ بانی کی۔ اسی لئے ان کے جھوٹ کا پول
کھل گیا اور ارباب رجالت نے ان کی قلعتی کھول دی۔

درج ابوحنیفہ میں:

ذرائع ان لوگوں کو دیکھئے جنہوں نے درج ابوحنیفہ میں حدیث رسول گزروی کہ عنقریب میرے بعد

۱۔ سان المیر ان، ج ۱، ص ۹۹ (ج ۱، ص ۷۶ نمبر ۲۹۵)

۲۔ تہذیب الجہد، بیب ج ۱، ص ۹۰ (ج ۱، ص ۸۵)

۳۔ تہذیب الجہد، بیب ج ۱، ص ۹۹ (ج ۱، ص ۹۰)

نعمان بن ثابت نامی ایک شخص پیدا ہوگا، اس کی کنیت ابوحنیفہ ہوگی۔ میرا دین اور میری سنت اس کے ہاتھوں زندہ ہوگی۔ (۱)

ہر صدی میں میری امت کے سابقین ہوں گے اپنے عہد کے سابق ابوحنیفہ ہیں۔ (۲)
میری امت کا ایک شخص نعمان بن ثابت ہوگا، جس کی کنیت ابوحنیفہ ہوگی۔ میری امت کا چارغ ہے۔ (۳)

نعمان میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کی کنیت ابوحنیفہ ہوگی اس کی وجہ سے خدا نے سرے سے دین کو زندگی عطا کرے گا۔

ان روایت کو ابن عدی اور ابن حمیم وغیرہ نے موضوع اور باطل کہا ہے۔ کذاب اور حدیث ساز راویوں نے مدح سرائی کے لئے یہ جھوٹ کا طور باندھا ہے۔ (۴)

عنقریب میرے بعد نعمان بن ثابت جس کی کنیت ابوحنیفہ ہوگی پیدا ہوگا، خدا اس کے ہاتھوں میرا دین اور میری سنت زندہ کرے گا۔ (۵) ایک روایت میں ہے کہ وہ میری سنت زندہ کرے گا اور بدعت خشم کرے گا، اس کا نام نعمان بن ثابت ہوگا۔ اس کا راوی ابراہیم خبیث ہے جو کذاب وحدیث ساز تھا۔ (۶) ایک روایت ہے: تمام انبیاء میرے اور پخر کریں گے اور میں ابوحنیفہ پر پخر کروں گا۔ وہ پروردگار کے نزدیک پرہیز گار شخص ہوگا، علم کا پہاڑ اور انبیاء بني اسرائیل کے مانند ہوگا۔ پس جو اس سے محبت کرے گویا اس نے مجھ سے محبت کی۔ جو اس سے نفرت کرے گا گویا مجھ سے نفرت کی۔ ابن جوزی اس حدیث کو موضوع اور عجلونی غیر صالح کہتے تھے۔ (۷)

ایک روایت میں ہے: اگر موئی و عیشی کی امت میں ابوحنیفہ جیسے لوگ ہوتے تو یہودی و نصرانی

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۲۸۹ (۷۲۸)

۲۔ خوارزی کی مناقب ابوحنیفہ، ج ۱، ص ۱۶۔

۳۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، (ج ۲، ص ۳۶۱، نمبر ۵۶۹) علی قاری کی موضوعات الکبری (ص ۱۶) کشف الخنا، ج ۱، ص ۳۲۔

۴۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۲۸۹ (نمبر ۷۸۹) اور کشف الخناج، ج ۱، ص ۳۳ پر اس کے جعلی ہونے کی تصریح ہوئی ہے۔

۵۔ کتاب الفتاوا (ج ۲، ص ۷۸)

نہیں ہوتے۔ عجلوٰ فی کہتے ہیں کہ موضوع ہے۔ (۱) ایک روایت ہے: آدم میرے اوپر فخر کریں گے اور میں ابوحنیفہ پر فخر کروں گا جو میری امت کے چہار آن ہیں۔ یہ حدیث بھی عجلوٰ فی کے نزدیک جعلی ہے۔ (۲) میری امت میں ابوحنیفہ نای شخص ہو گا جس کے دونوں شانوں کے درمیان تسلی ہو گا۔ خدا اس کے ہاتھوں سے میری سنت زندہ کرے گا۔ خوارزمی نے اس کو نقل کیا ہے مگر اس کے راوی گناہ ہیں۔ این عباس کی روایت ہے کہ بعد رسولؐؑ خراسان سے ایک چاند چمکے گا جس کی کنیت ابوحنیفہ ہو گی۔ اس کی سند باطل ہے۔

ابوالحسن ری کذاب کی روایت بھی سنئے:

ابوحنیفہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آئے، امام کی نظر پڑی تو فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے ہاتھوں میرے جد کی مردہ سنت زندہ ہو گی، تم غمگین کی پناہ گاہ، فریادرس اور سرگشتوں لوگوں کا وسیلہ ہو۔ (۳)

اب ان لوگوں کے متعلق کیا لکھا جائے جنہوں نے مناقب ابوحنیفہ میں ضحیم کہا ہیں لکھ کر ان بے ہودہ مطالب اور بدیودار جھوٹ کے ڈھیر لگادئے ہیں۔ یہ سمجھتے تھے کہ کبھی ہمارا جھوٹ ظاہر ہی نہ ہو گا۔ مریدان ابوحنیفہ انھیں رسول خدا سے بھی اعلم سمجھتے تھے۔ ابن جریر کا بیان ہے کہ میں کوفہ سے بصرہ گیا، وہاں ابن مبارک سے ملاقات ہوئی، پوچھا: تم نے لوگوں کو کیوں چھوڑ دیا ہے؟ میں نے کہا: چونکہ وہاں لوگ سمجھتے ہیں کہ ابوحنیفہ رسول خدا سے بھی زیادہ اعلم تھے۔ یہ کہہ کے اس قدر روئے کہ داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ (۴)

ابن جریر ہی کا بیان ہے کہ میں ابن مبارک کے پاس گیا، ایک شخص نے ان سے بیان کیا کہ وہ شخص میرے پاس بھگڑتے ہوئے آئے، ایک کہہ رہا تھا ابوحنیفہ یہ کہتے ہیں۔ دوسرا کہہ رہا تھا کہ رسول خدا کا پیار شاد ہے۔ پہلے نے کہا: رسول خدا سے زیادہ امام ابوحنیفہ اعلم تھے۔ ابن مبارک نے کہا: پھر بیان کرو

۱۔ کشف الغما، ج ۱، ص ۳۲۔

۲۔ کشف الغما، ج ۱، ص ۳۲۔

۳۔ خوارزمی کی مناقب ابوحنیفہ، ج ۱، ص ۱۹۔

اس نے دوبارہ بیان کیا۔ ابن مبارک جیسے پڑے: یہ سراسر کفر ہے۔ میں نے کہا: یہ کفر تو آپ کی وجہ سے پھیلا ہے، آپ ہی کی وجہ سے لوگوں نے کافر کو اپنا امام بنالیا ہے۔ ابن مبارک نے جملے کے پوچھا: وہ کیسے؟ میں نے کہا: اس لئے کہ آپ نے ابوحنیفہ سے روایت کی ہے۔ یہ سن کر ابن مبارک کہنے لگے: میں ابوحنیفہ سے روایت کرنے پر استغفار کرتا ہوں۔ (۱)

فضل بن عیاض کہتے ہیں کہ ان کے دل محبت ابوحنیفہ میں ڈوبے ہوئے ہیں اس لئے ان سے زیادہ اعلم کسی کو نہیں سمجھتے۔ (۲) اور سنئے، فقیرہ عراق محمد بن شجاع نے تردید حدیث رسول اور تائید قیاس ابوحنیفہ میں بڑی تحقیقی کتاب لکھی ہے۔ (۳)

نہمت ابوحنیفہ میں:

ان جعلی حدیثوں اور یادہ گوئیوں کے برخلاف نہمت ابوحنیفہ میں بھی ڈھیروں اقوال ہیں۔ سب کو توبیان نہیں کیا جا سکتا بعض نمونے ملاحظہ فرمائیے:

امام بخاری نے ضعیف اور متزوک الحدیث لوگوں میں ابوحنیفہ کا نام بھی شامل کیا ہے۔ (۴) سفیان ثوری سے لوگوں نے سنا کہ ابوحنیفہ نے دوبارہ کفر سے توبہ کی۔ فیض، فراری کا بیان نقل کرتے ہیں کہ سفیان بن عینیہ کے سامنے مرگ ابوحنیفہ کی خبر آئی۔ فرمایا: خدا اس پر لعنت کرے، اس نے اسلام کی رہی بکھیر دی، اسلام میں اس سے بدتر کوئی پیدا نہیں ہوا۔ بخاری نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

امام ابوحنیفہ کے مخالف، ساجی اپنی کتاب علی میں لکھتے ہیں کہ ابوحنیفہ سے طلق قرآن کے معاملے میں توبہ کرائی گئی اور اس نے توبہ کی۔ ابن الجارود نے ضعیف و متزوک روایوں میں ابوحنیفہ کا نام بھی لکھا

۔

امام مالک نے سفیان ثوری کی طرح کہا کہ ابوحنیفہ اسلام کا بدترین فرزند تھا۔ اگر اس نے اسلام

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۳۳۲۔

۲۔ حلیۃ الاولیاء، ج ۶، ص ۳۵۸۔

۳۔ الاتقانی، فضائل الشافعیۃ، المختصر، ج ۱، ص ۱۳۹۔

۴۔ تاریخ بغداد، ج ۵، ص ۳۵۹۔

کے خلاف تواریخ سے جگہ کی ہوتی تو اتنا نقصان نہ ہیو پختا۔ (۱) سامیٰ نے وکیج کا بیان نقل کیا ہے کہ ابو حنیفہ نے دوسو محدث رسولؐ کی خلافت کی۔ (۲)

ابن مبارک سے کہا گیا کہ آپ ابو حنیفہ کے بیرو ہیں۔ کہنے لگے کہ جب اس کوئی پیچانا تھا تو اس کے بیہاں آمد و رفت تھی، پیچان لیا ہے تو چھوڑ دیا ہے۔ ابو عبد الرحمن کا بیان ہے کہ ابو حنیفہ نے انھیں کئی بار مختلف جگہوں پر اپنا پرچار کرنے کے لئے بھیجا چاہا لیکن وہ نہیں گئے۔

امام طحاوی نے ایک شخص کا بیان نقل کیا ہے کہ اس نے اپنے حریف سے کہا: اگر تم جھوٹے ہو تو تم ابو حنیفہ یا زفر کا گناہ لازم ہو جائے، جس نے دین میں قیاس کو راجح کر کے شریعت کی خلافت کی۔ (۳)

امام احمد بن حبل کے بیٹے عبد اللہ کہتے تھے کہ اصحاب ابو حنیفہ سے کوئی چیز روایت کرنا مناسب نہیں۔ (۴) مالک بن انس کہتے تھے کہ ابو حنیفہ نے دین کے ساتھ کھلواڑ کیا جو دین کے ساتھ کھلواڑ کرے وہ دیدار نہیں ہو سکتا۔ (۵) انھوں نے ولید بن مسلم سے پوچھا: ابو حنیفہ سے کچھ حاصل کیا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ کہا: آئندہ سے اس کی کوئی بات ذکر نہ کرنا۔ (۶)

ابن ابی سلیل نے ابو حنیفہ کے کچھ اشعار نقل کر کے انھیں مرجدہ اور کافر کہا ہے۔ (۷)

یوسف بن اسماط کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ نے چار سو سے زیادہ حدیثیں روکر دیں۔

مالک کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ سے بدتر اسلام میں کوئی پچھہ پیدا نہیں ہوا۔ فتنہ ابو حنیفہ ایلیس سے بھی بدتر

ہے۔

عبد الرحمن بن مهدی کہتے تھے کہ اسلام میں فتنہ دجال کے بعد سب سے بڑا فتنہ، ابو حنیفہ کا ہے۔
شریک کہتے تھے کہ اگر ہر قبیلہ میں شر ابی لوگ بھرے پڑے ہوں اس سے کہیں بہتر ہیں کہ اس قبیلے میں کوئی ابو حنیفہ کا صحابی ہو۔

۱۔ الانتقام، ص ۱۵۰۔

۲۔ تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۲۰۷۔

۳۔ الانتقام، ص ۱۵۲۔

۴۔ تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۲۵۹، ۲۶۰ (نمبر ۷۵۵۸)

۵۔ حلیۃ الاولیاء، ج ۲، ص ۳۲۵، تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۳۰۰۔

۶۔ حلیۃ الاولیاء، ج ۲، ص ۳۲۵۔

۷۔ تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۳۸۰۔

امام اوزاعی کہتے ہیں: ابوحنینہ اسلام کی طرف تیزی سے بڑھے اور اسلام کی رسی کو پارہ پارہ کر دیا، اس سے زیادہ بدتر بچا اسلام میں پیدا ہی نہیں ہوا۔

سفیان ثوری کو جب خبر وفاتِ نبیؐ تو کہا کہ خدا کا شکر جس نے مسلمانوں کو ابوحنینہ کے شر سے نجات دی۔ اس نے اسلام کی رسی پارہ پارہ کر دی، اسلام میں اس سے بدتر کوئی مولود نہیں ہوا۔

ان کے سامنے ابوحنینہ کا تذکرہ ہوتا تو کہتے: وہ بے جانے بوجھے مسائل میں اپنی رائے دیدتا ہے۔

عبداللہ بن اور لیں کہتے تھے کہ ابوحنینہ خود بھی گمراہ ہوئے اور رسولوں کو بھی گمراہ کیا۔
ابن ابی شيبة سے یہودی سمجھتے تھے۔

احمد بن حنبل کا فتویٰ تقا کر ان نے کوئی روایت نہ کی جائے۔ (۱)
ابو حضن کہتے کہ ابوحنینہ جانلٹ نہیں صاحب قیاس ہے، اس کی حدیث مistrub ہیں، وہ خواہشات کا بندہ ہے۔

دوسرے ائمہ اہل سنت:

دوسرے امام شافعی ہیں جن کے لئے حدیث رسول وضع کی گئی۔ ایک روایت ہے کہ اس عالمِ قریش سے تمام کرہ ارض ملو ہوگا۔ (۲) مرنی نے خواب دیکھا کہ رسول سے شافعی کے متطلق سوال کر رہے ہیں رسول نے فرمایا: مجھے میری محبت اور سنت کا دعویٰ ہے اسے شافعی کے مقاہیم سے استفادہ کرنا چاہئے کیونکہ وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ (۳)

محمد بن فضیل رضی فرماتے ہیں کہ ۲۹ رسال تک امام مالک سے حدیث کا درس لیا، مجھے امام شافعی کا

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۷۶۔

۲۔ ابن الحوت نے اسی المطالب، ج ۱۲ (ص ۲۳۲ حدیث ۳۱) پر اس کو ضعیف کہا ہے۔

۳۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۲۹۔

عرفان نہیں تھا۔ ایک دن مسجد النبی میں اوٹھ کر آگئی، رسول خدا کو خواب میں دیکھا۔ آپ سے پوچھا: کیا میں فقہ شافعی لکھوں؟ فرمایا: نہیں۔ عرض کی: فقہ ماکی لکھوں؟ فرمایا: اگر میری حدیث سے موافق ہو۔ پوچھا: فقہ شافعی لکھوں؟ رسول خدا نے مجھے گھور کر دیکھا اور خشم آلو داندار میں فرمایا: اسے فقہ شافعی نہ کہو، وہ بالکل میری سنت ہے۔ یہ سن کر میں فوراً مصراً ایا اور فقہ شافعی لکھنے لگا۔ (۱)

احمد بن اصر نے بھی خواب میں رسول خدا سے پوچھا تو آپ نے فقہ شافعی کا حکم دیا۔ دوبارہ پوچھا تو فرمایا کہ فقہ احمد بن حنبل کی پیروی کرو یونکہ وہ فقیہ، پرہیز گارا اور زاہد ہے۔ (۲)

احمد بن حسن ترمذی نے بھی اوٹھ کی جالت میں رسول ﷺ سے سوال کیا: فقہ شافعی کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا: تخف ہے اس پر، اس کے ہاتھوں جائیں۔ امام مالک کے متعلق فرمایا: لیکن غلطی کی۔

امام شافعی کے متعلق فرمایا: بیتھنے پر میرے باپ قربان ہو جائیں میری سنت زندہ کر دی۔ (۳) انھیں کا ایک دوسرا خواب ہے کہ رسول نے فرمایا: ابو حنیفہ کوتو میں جانتا ہی نہیں۔ امام مالک کچھ پڑھا لکھا ہے۔ امام شافعی کو فرمایا کہ میرے بعد وہی ایک ہے۔ (۴)

اس کے ساتھ یہ حدیث رسول بھی پڑھئے: عنقریب میری امت میں ابو حنیفہ ناٹی شخص ہو گا میری امت کا چاراغ ہے۔ عنقریب میری امت میں ایسیں کے فتنے سے بھی بڑا فقہ شافعی فتنے کی شکل میں رونما ہو گا۔ (۵)

دشمن کے قاضی محمد بن موسیٰ کہتے تھے کہ اگر میرا بس چلتا تو شافعیوں سے جزیہ لیتا۔ (۶) مالکیوں نے بھی اس اوپجی ہائک میں اپنے کو چیچھے نہیں رکھا ہے۔ ایک حدیث وضع کی ہے کہ اگر

۱۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۲، ص ۲۸ (ج ۵، ص ۲۳۳ نومبر ۱۹۶۱)

۲۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۲، ص ۲۸ (ج ۵، ص ۲۳۳ (ص ۲۳۶)

۳۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۲۹۔

۴۔ تاریخ بغداد، ج ۵، ص ۳۰۹ نومبر (۱۹۶۱) کشف المخراج، ج ۳، ص ۳۳۶ الالائی المصوودۃ، ج ۱، ص ۲۲۳ (ج ۱، ص ۲۵۷)

۵۔ البدریۃ والنهجۃ، ج ۱۲، ص ۵۷۵ (ج ۱۲، ص ۲۱۶) لسان المیراں، ج ۵، ص ۳۰۲ (ج ۵، ص ۲۵۵ نومبر ۱۹۷۰)

تمام دنیا والے دنیا کا چکر لگا میں تو امام مالک سے زیادہ علم نہیں پائیں گے۔ (۱) کویا کہ امام مالک کے بعد مدینہ، علم و دانش سے خالی ہو گیا تھا۔ حدیث تقلین کے مصدق آل محمد وہاں نہیں تھے، کویا امام مالک، صادق آل محمد کے شاگرد نہیں تھے۔

احمد بن حبیل کے مطابق ابن ابی ذئب امام مالک سے افضل تھے۔ (۲)

یحییٰ بن سعید کے مطابق سفیان، حدیث و فقہ میں امام مالک سے بڑھے ہوئے تھے۔ (۳)

عطیہ بن اسہاط کی سختے: جب کہ تمام روزے زمین مالک کے علم سے بھرا ہوا تھا تب بھی ابوحنیفہ زیادہ فقیر تھے۔ (۴) اور یحییٰ بن صالح تو مالک سے زیادہ فقیر، محمد بن حسن شیعیان کو سمجھتے تھے۔ (۵)

امام احمد بن حبیل کے بیان کے مطابق ابن ابی ذئب نے "المتعین بالخبراء" کے معاملے میں فتویٰ دیا تھا کہ اگر وہ توبہ نہ کرے تو گردن مار دو۔ جب کہ مالک نے اس کی تاویل کی ہے تو دید نہیں کی۔ (۶) ماکیوں کا گمان ہے کہ رسول خدا نے ان کے امام کو سراہا ہے۔ (۷) لیکن حبیلیوں نے اپنا پروپگنڈہ سب سے بڑھ کر کیا ہے جس کو اسی جلد کے گذشتہ صفات میں بیان کیا ہے جسے سن کر کان چھین چھنا اٹھتے ہیں۔ کوئی ان کے جھوٹ کی اڑان تک ہو چکے سے قادر ہے۔ ابن جوزی کی مناقب احمد میں رجیع بن سلیمان کا بیان ہے کہ امام شافعی نے مجھے خط دیا کہ اس کا جواب امام احمد بن حبیل سے لے آؤ۔ وہ خط لئے بنداد ہو چکے تو احمد بن مازن صحیح پڑھ رہے تھے۔ فارغ ہوئے تو خط دیا۔ پوچھا: اسے تم نے دیکھا ہے؟ رجیع نے کہا: نہیں۔ خط کھول کر پڑھا اور آنکھوں میں آنسو بھرا آئے۔ رجیع نے پوچھا: اس میں کیا ہے؟ احمد بولے: شافعی نے رسول کا خواب نقل کیا ہے کہ میر اسلام احمد بن حبیل کو یہو چکا دینا اور کہتا کہ بہت جلد تمہارا امتحان ہونے والا ہے، خلق قرآن کے سلطے میں ان کی تائید نہ کرنا خدا تمہارا نام قیامت تک زندہ

۱۔ ابن الحوت نے اسی المطالب، میں (ص ۲۷۳ حدیث ۳۱) پر اس کو گزرمی ہوئی حدیث کہا ہے۔

۲۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۲۹۸۔

۳۔ قاری کی مناقب ابوحنیفہ مطبوع بر الجواہر المعہدہ فی طبقات الحفییہ ص ۳۶۱۔

۴۔ تاریخ بغداد، ج ۲، میں ۲۷۵۔

۵۔ حلیۃ الاولیاء، ج ۲، میں ۲۷۱۔

رکھے گا۔ رجع نے کہا: آپ کو مبارک ہو۔ پھر احمد نے رجع کو اپنا بس اتار کر دیا۔ خط کا جواب لے کر شافعی کے پاس واپس آیا۔ شافعی نے پوچھا: کیا دیا؟ عرض کیا: بدن کا بس۔ شافعی نے کہا: پھر تمہارا یہ تبرک چھینوں گا نہیں۔ اسے بھجو کر دونوں نے پانی باٹ لیا۔ روزانہ اس پانی کو شافعی اپنے منہ پر لٹتے تھے۔ (۱)

فقیہہ احمد بن محمد یازودی کو اختلاف فقر میں سخت اختلاف تھا۔ گروہ سے علیحدہ ہو کر سخت مضموم تھے، ندامت میں دور کعت نماز پڑھی اور دعا کی کہ خدا یا مجھے اپنے محبوب راستے کی رہنمائی فرم۔ خواب میں دیکھا کہ مسجد المحرام میں رسول خدا اکعب سے ٹیک لکا کر کھڑے ہیں۔ وہی طرف شافعی اور احمد بن حببل ہیں، باہمیں طرف بشر مریمی ہے۔ خدمت رسول میں عرض کی: ان دونوں کے اختلاف کی وجہ بھی میں نہیں آئی کیا کروں؟ آپ نے شافعی و حببل کی طرف اشارہ کیا کہ انہیں میں نے کتاب، حکم و نبوت عطا کیا ہے، بشر مریمی کی طرف اشارہ کر کے کہا: اگر لوگ اس سے مکر ہو جائیں تو دوسرے عقیدت مند میں کر دوں گا جو اس کا انکار نہ کریں گے۔ دوسرے دن یازودی نے ہزار دینار صدقہ کیا اور سمجھ لیا کہ حق شیخین کے ساتھ ہے۔ (۲)

حبلیوں کا غلوستہ: ان کا عقیدہ ہے کہ خدا نے اس امت کے دو مردوں کو عزت بخشی تیرے کو نہیں: ابو بکر کو مرتدین کے معاملے میں اور احمد بن حببل کو آذناش خلق قرآن کے معاملے میں۔ اور سنئے: رسول خدا کے بعد کسی نے بھی دین اسلام کی خدمت احمد بن حببل سے زیادہ نہیں کی۔ مدینی کے اس قول پر میونی دہاڑے: کیا ابو بکر نے بھی؟ جواب دیا: ہاں، ابو بکر نے بھی کیونکہ ابو بکر کے تو مدگار تھے اور امام احمد بن حببل اکیلے تھے۔ (۳)

اس کے برخلاف ابو علی کرامی شافعی امام احمد پر اعتراض کرتے تھے کہ بھی میں نہیں آتا کہ اس چھوکرے کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ اگر کہتا ہوں کہ قرآن تخلوق ہے تو کہتا ہے کہ بدعت ہے۔ اگر

۱۔ البدایہ والہمیہ، ج ۱۰، ج ۱، ص ۳۳۱ (ج ۱۰، ج ۱، ص ۳۶۵)

۲۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۱، ج ۳، ص ۳۵۲ (ج ۵، ج ۲۲۶ نومبر ۱۹۹۷)

کہوں غیر مخلوق ہے تب بھی کہتا ہے کہ پدعت ہے۔ (۱)

مرجان خادمِ حبلیوں سے سخت اختلاف تھا۔ مکہ میں جہاں ابن طباخِ حبلی نماز پڑھاتا تھا اس نے وہ دیوارِ منہدم کرادی تھی۔ وہ ابن جوزیِ حبلی سے کہتا تھا کہ میری زندگی کا صرف ایک مقصد ہے کہ تم لوگوں کا نامہب ملیا میت کر دوں۔ اس کی نبوت پر ابن جوزی بہت زیادہ خوش ہوئے تھے۔ (۲)

ابوسعید سعائی کو بھی حبلیوں سے شدید پر خاش تھی۔ انھیں بے حیا اور بے دین کہتا تھا۔ (۳) اور

محمد بن محمد ابوالمنظر الوردي تو حبلیوں پر جزیہ لگانے کے بھی قائل تھے۔ (۴)

ایسے ہی مخالفین میں فیروز آبادی صاحب قاموس اور عجلونی (۵) بھی ہیں۔ فیروز آبادی اپنی

کتاب ”سفر السعادة“ (۶) میں لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کے سلسلے میں جتنے بھی فضائل نقل کئے گئے ہیں سب جھوٹ کا طور ماریں۔

صاحب اسی المطالب، لکھتے ہیں کہ انہرے اربجہ کے بارے میں کوئی حدیث نہیں۔ سب غلط اور

بالکل غلط ہے۔ (۷)

جعلی حدیثوں کی فہرست

ایک محقق اگر تمام جعلی اور جھوٹی حدیثوں سے واقفیت حاصل کرنا چاہے تو ناکام رہے گا کیونکہ یہ

تمام احادیث مختلف صحاح و مسانید میں بکھری پڑی ہیں اور اس موضوع پر کوئی مستقل کتاب بھی نہیں ہے۔

میں نے شخص کے بعد ایک فہرست بنائی ہے آپ بھی دیکھئے:

ابوسعید ابیان بن حعفر نے تین سو سے زیادہ حدیثیں گردھی ہیں۔

۱۔ اسناد بغداد، ج ۸، ص ۲۲ (نمبر ۳۱۳۹)

۲۔ لخطم، ج ۱۰، ص ۲۲۲ (ج ۱۳، ص ۸، نمبر ۳۲۷۹) البدایہ والتبایہ، ج ۱۲، ص ۲۵۰ (ج ۱۲، ص ۲۵۱)

۳۔ لخطم، ج ۱۰، ص ۲۲۲ (ج ۸، ص ۸، نمبر ۳۲۷۹)

۴۔ لخطم، ج ۱۰، ص ۲۳۹ (ج ۸، ص ۱۸، نمبر ۳۲۹۲)

۵۔ کشف الخفا، ج ۲، ص ۳۲۰

۶۔ اسناد الطالب، ص ۱۲ (ص ۳۷ حدیث، ۳۱)

۷۔ سفر السعادة (ج ۲، ص ۲۱۲)

ابوالی احمد جو بیاری نے دس ہزار، مردی نے وسی ہزار اور ابو سہل خنی نے پانچ سو جمیعی حدیثوں کا انبالہ لگایا۔

بشر بن حسین اصفهانی کی کتاب میں ایک سو پچاس، بشربن عون کی کتاب میں سوا و جعفر بن زیر کے بیہاں چار سو جمیعی حدیثیں ہیں۔

جمیعی حدیثوں کی فہرست دیکھئے

۱۔ حارث بن اسامہ	۳۰ حدیث	۱۲۔ ابن ابی العوجاء	۳۰۰۰ حدیث
۲۔ حسن عدوی	۱۰۰۰ حدیث	۱۵۔ عبد اللہ قزوینی	۲۰۰ حدیث
۳۔ حکم بن عبد اللہ	۵۰ حدیث	۱۶۔ عبد اللہ قدای	۱۵۰ حدیث
۴۔ دینار جبشی	۱۰۰ حدیث	۱۷۔ عبد اللہ دروی	۱۰۰ حدیث
۵۔ زید بن حسن	۲۰ حدیث	۱۸۔ عبدالمکرم	۲۰۰ حدیث
۶۔ زید بن رفاعة	۲۰ حدیث	۱۹۔ عثمان بن مقص	۲۵۰۰۰ حدیث
۷۔ سلیمان بن عیسیٰ	۲۰ حدیث	۲۰۔ عمر بن شاکر	۲۰ حدیث
۸۔ شیخ بن ابو خالد بصری	۳۰۰ حدیث	۲۱۔ محمد بن علی	۲۰۰ حدیث
۹۔ صالح قیراطی	۱۰۰۰۰ حدیث	۲۲۔ محمد کردی	۱۰۰۰ حدیث
۱۰۔ عبد الرحمن بن داؤد	۳۰ حدیث	۲۳۔ والدی	۳۰۰۰۰ حدیث
۱۱۔ عبد الرحیم فاریابی	۵۰۰ حدیث	۲۴۔ معلی داسطی	۹۰ حدیث
۱۲۔ عبد العزیز	۱۰۰ حدیث	۲۵۔ میسرہ بصری	۳۰ حدیث
۱۳۔ نوح بن ابی مریم	۱۱۳ حدیث	۲۶۔ ہشام بن عمار	۳۰۰ حدیث

ان جمیعی حدیثوں کا کل مجموع ۹۸۶۸۳ ہوتا ہے۔

اب ان کے بعد ان ناموں کا بھی اضافہ کیجئے:

عبدالصمری ساختہ ہزار جمیعی احادیث

عمر بن ہارون	ستر ہزار جھوٹی احادیث
ابن زبالہ	ایک لاکھ جھوٹی احادیث
محمد بن حمید	پچاس ہزار جھوٹی احادیث
عبداللہ رازی	وہ ہزار جھوٹی احادیث
نصر	بیس ہزار جھوٹی احادیث

ان تمام کا مجموع چار لاکھ آٹھ ہزار چھ سو چوراہی (۳۰۸۶۸۲) ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ جعلی حدیثوں کا جس تعداد ابھار ہے ان کے مقابلے میں یہ فہرست قطعی نامکمل اور ناجائز ہے۔ ان کے علاوہ جن لوگوں نے جعلی حدیثوں کو جمع کر کے کتابیں لکھی ہیں ان کے نام بھی دیکھتے چلئے:

احمد بن ابراهیم مرنی	اسحاق بن محمد شاذ	احمد حنفی
ایوب بن مدرک خنقی	حسن بن علی اہوازی	بریہ بن محمد الحنفی
حسین بن داؤد خنچی	ذکریا بن درید	داود بن عفان
عبد الرحمن بن حماد	عبدالکریم بن عبد الکریم	عبد العزیز بن زداد
عبداللہ بن حارث	عبد الغوث بن عمر	عبداللہ بن عمر
فضائل زید میں ایک جھوٹی حدیثوں کی کتاب جمع کی ہے۔		
عبدید بن قاسم	لائق بن حسین مقدی	علاء بن زید بصری
محمد بن احمد مصری	محمد بن عبد الواحد زاہد	فضائل معاویہ پر
کتاب جمع کی ہے۔		
محمد بن یوسف رشی	مویا بن عبد الرحمن شقفی	
متذکرہ تمام افراد کی جھوٹی حدیثوں پر مشتمل کتاب ہے۔		

اس طرح ان جھوٹی حدیثوں کا انبار کیا جائے تو سچی بن معین کی بات صحیح لکھ لکھی گی کہ ان جھوٹے

محدثوں کی کتابوں کو جمع کیا جائے تو ایک سورہ دش کر کے روٹیاں پکائی جا سکتی ہیں۔ (۱) امام بخاری کہتے ہیں کہ میں نے دولا کھنگری صحیح حدیثیں یاد کی ہیں۔ (۲) اسحاق بن ابراہیم حنبلی کو چار ہزار جموٹی حدیثیں یاد تھیں۔ (۳) عین بن محبین کہتے تھے کہ کسی محدث نے جمتوں کی ایک ہزار سے کم حدیثیں جمع نہیں کی ہیں۔ (۴) خطیب بغدادی کے بقول کوفیوں اور خراسانیوں کے پاس جعلی حدیثوں کا نسخہ زیادہ تر ہے۔ مجدد اللہ بغداد والوں کے پاس جموٹی اور جعلی حدیثوں کا انبار کم ہے۔ (۵) ان بی بہرہ کذاب و ضارع کہتا تھا: میرے پاس ستر ہزار جموٹی حدیثیں حلال و حرام سے متعلق ہیں۔ (۶) ائمہ حدیث نے صحابہ و مسانید کی جمع و ترتیب میں معتبر حدیثیں لکھیں اور باقی کو ترک کر دیا۔

ان کی تفصیل ہے:

ابوداؤ بجعفانی نے اپنی سمن میں پانچ لاکھ حدیثوں میں سے ۲۸۰۰ کا انتخاب کیا۔ (۷)

صحیح بخاری میں چھ لاکھ حدیثوں میں سے غیر تکراری ۲۱۷ کا انتخاب ہوا۔ (۸)

صحیح مسلم میں تین لاکھ حدیثوں میں سے غیر تکراری صرف چار ہزار کا انتخاب ہوا۔ (۹)

منداد حمد بن خبل میں ساڑھے سات لاکھ حدیث میں سے تیس ہزار کا انتخاب ہوا۔ (۱۰)

۱- تاریخ بغداد، حج ۱۳، ج ۱۸۲، ص ۱۸۲ (نمبر ۲۸۳)

۲- ارشاد الساری شرح صحیح بخاری، حج ۱، ج ۲۳، ص ۵۹ (حج ۱، ج ۱)

۳- تاریخ بغداد، حج ۲۲، ج ۱، ص ۲۵۲ (نمبر ۲۸۱)

۴- تاریخ بغداد، حج ۱۲، ج ۱، ص ۳۳.

۵- تاریخ بغداد، حج ۱۲، ج ۲۷، ص ۲۲ (حج ۱۲، ج ۱)

۶- تذکرہ الحفاظ، حج ۲، ج ۱، ص ۱۵۳ (حج ۱۲، ج ۲۳، نمبر ۱۱۵) تاریخ بغداد، حج ۹، ج ۹، ص ۷۵ (نمبر ۲۶۳۸) لمحتم، حج ۵، ج ۱، ص ۹۷ (حج ۱۲، ج ۲۳، نمبر ۲۸۱)

۷- تاریخ بغداد، حج ۲، ج ۱، ص ۸ (نمبر ۲۲۲) ارشاد الساری، حج ۱، ج ۱، ص ۲۸ (حج ۱۲، ج ۱، ص ۵۰) مختصر الصفوۃ، حج ۲، ج ۱، ص ۱۳۳ (حج ۱۲، ج ۱)

۸- تذکرہ الحفاظ، حج ۲، ج ۱، ص ۱۵۱ (نمبر ۱۲۶) تذکرہ الحفاظ، حج ۲، ج ۱، ص ۱۵۷ (نمبر ۱۵۸۹) ندوی کی شرح صحیح مسلم، حج ۱، ج ۱، ص ۳۲ (حج ۱، ج ۱)

۹- طبقات شعراء، حج ۲، ج ۱، ص ۷ (نمبر ۲۳۱) تذکرہ الحفاظ، حج ۲، ج ۱، ص ۷ (نمبر ۲۳۸)

احمد بن فرات نے پندرہ لاکھ حدیثوں میں سے تین لاکھ کا انتخاب کیا۔ (۱)

اس اعتیاط و انتخاب کے باوجود متذکرہ کتابوں میں جعلی اور جھوٹی حدیثیں بھری پڑی ہیں۔

اعتبار کی بات

یہ تو غیر معتر لوگوں کی بات تھی، معتبر افراد بھی قارئین کو حیرت میں ڈال دیں گے۔

آئیے ذرا لفظ و معتر لوگوں کی بھی معرفت حاصل کریں:

۱۔ زید بن ابیہ: تاریخ میں اس کے باپ کی راستائیں بھری ہیں۔ غلیفہ بن خیاط اس کو معتبر مانتے

تھے۔ احمد بن صالح اس کو جھوٹا نہیں سمجھتے تھے۔ (۲)

۲۔ عمر بن سعد: قاتل امام حسین، جعلی اس کو لوثقہ اور معتبر مانتے تھے۔ (۳)

۳۔ عمران بن طلان: جس نے ابن ملجم کی تعریف میں اشعار کئے ہیں۔ جعلی اس کو معتبر مانتے ہیں

اور صحیح بخاری میں اس سے حدیث لی گئی ہے۔ (۴)

۴۔ سعیل بن اوسط: حجاج بن یوسف ثقفی کا یار غار جس نے سعید بن جبیر کو گرفتار کر کے جاج کے سامنے پیش کیا تھا۔ ابن حمیں وابن حبان معتبر سمجھتے ہیں۔ (۵)

۵۔ اسد بن ودامہ شامی: عابد شب زندہ دار، حضرت علیؑ کو گالیاں دیتا تھا۔ نساؓ اسے معتبر مانتے ہیں۔ (۶)

۱۔ خلاصۃ العہد یہ مس ۹ (ج ۱، مس ۷، نومبر ۱۰۲)

۲۔ تاریخ ابن عساکر ج ۵، م ۳۱۲، ۳۰۶ (ج ۹، م ۱۲، نومبر ۲۰۰۹)

۳۔ خلاصۃ الجہد یہ م ۱۳۰ (ج ۲، م ۲۷، نومبر ۱۹۶۵)

۴۔ تاریخ الثقات، (م ۲۷، نومبر ۱۳۰۰)

۵۔ ابن حبان (ج ۲، م ۳۰) میزان الاعتدال، ج ۱، م ۳ (ج ۱، م ۲۲۲، نومبر ۸۵۳) میزان المیزان، ج ۱، م ۳۹۵ (ج ۱، م ۱۳۰۰ نومبر ۲۰۰۹)

۶۔ میزان الاعتدال، ج ۱، م ۱۹ (ج ۱، م ۷، نومبر ۸۱۶) میزان المیزان، ج ۱، م ۳۸۵ (ج ۱، م ۲۲۹، نومبر ۱۳۱۱)

- ۶۔ ابو بکر محمد بن ہارون: ناصیحی اور مشہور دشمن علی۔ خطیب بغدادی نے اس کی توثیق کی ہے۔ (۱)
- ۷۔ خالد قسری: ناصیبوں کا امیر، ذہبی وابن کثیر نے اس کی یوں تعریف کی ہے: ہذا بد معاشر تھا، علی کو گالیاں دیتا تھا، اس کی ماں نصرانی تھی، اس کا دین مخلکوں تھا، اپنی ماں کے لئے گرمیں کلیسا بنوایا تھا۔ اس کے باوجود این حبان نے اس کی توثیق کی ہے۔ (۲)
- ۸۔ اسحاق بن سوید عدوی بصری: علائی علی سے شمشی کا اظہار کرتا۔ احمد، ابن معین ونسائی اسے معتبر سمجھتے ہیں۔ بخاری، مسلم، ابو داؤد اور نسائی میں اس کی روایتیں موجود ہیں۔ (۳)
- ۹۔ فیض بن الی ہند: ناصیحی اور دشمن علی تھا، اس کے باوجود نسائی اس کی توثیق کرتے ہیں۔ (۴)
- ۱۰۔ حریز بن عثمان: شخص مسجد میں نماز پڑھ کر جب تک ستر بار حضرت علی پر لعنت نہیں پڑھ لیتا تھا باہر نہیں لکھتا تھا۔ اسماعیل بن عیاش کہتے ہیں کہ مکہ کے سفر میں میرا اس کا ساتھ ہو گیا۔ راتے بھر حضرت علی پر لعنت کرتا رہا۔ کہنے لگا: لوگ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا: یا علی! تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موتی سے تھی، حدیث صحیح ہے لیکن سنن والوں نے غلطی کی ہے۔ میں نے پوچھا: کیسے؟ کہنے لگا کہ حدیث رسول ہے: یا علی! تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو قارون کو موتی سے تھی۔ میں نے پوچھا: آپ نے کہاں سے سنا؟ بولا کہ ولید بن عبد الملک نے منبر پر بیان کیا۔ (۵) ایسے شخص سے بخاری، ابو داؤد، ترمذی اور دسرے لوگ روایت کرتے ہیں۔ ریاض الحضری میں ہے کہ شخص معتبر ہے لیکن دشمن علی تھا۔ (۶)
- ۱۱۔ ازہر بن عبد اللہ الحصی: علی کو گالیاں دیتا تھا لیکن علی اسے معتبر مانتے ہیں۔ (۷) ابو داؤد، ترمذی

۱۔ تاریخ بغداد، (ج ۳، ص ۲۵۷۴ نومبر ۱۲۲۳) سان لیبران، ج ۵، ص ۲۳۱ (ج ۵، ص ۲۳۶۵ نومبر ۱۲۲۴)

۲۔ البدریۃ والنہلیۃ، ج ۱۰، ص ۲۱، ۲۰ (ج ۱۰، ص ۲۲، ۲۰) الفتاوی، (ج ۲، ص ۲۵۶)

۳۔ تہذیب العجذیب، ج ۱، ص ۲۳۵ (ج ۱، ص ۲۰۶)

۴۔ میران الاعدال، ج ۳، ص ۲۲۳ (ج ۳، ص ۲۷۴ نومبر ۹۱۱)

۵۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۲، ص ۱۱۵ (ج ۱۲، ص ۳۳۶ نومبر ۱۲۵۲) تاریخ بغداد، ج ۸، ص ۲۵۲۸ (نومبر ۱۲۲۶)

۶۔ ریاض الحضری، ج ۲، ص ۲۱۶ (ج ۲، ص ۱۶۹) تاریخ الفتاوی، (ص ۹۵ نومبر ۱۲۹)

اور نسائی نے اس شخص سے روایت نقل کی ہے۔ (۱)

۱۲۔ عبد الرحمن بن ابراہیم معروف بدحیم شاہی: کہتا تھا کہ جو شخص اہل شام کو باغی گروہ کہے وہ حرام زادہ ہے۔ اس کے باوجود بخاری وغیرہ نے اس سے روایت کی ہے۔ (۲)

۱۳۔ حافظ عبدالمغیث حنبلی: اس نے فضائل زید بن معاویہ میں کتاب لکھی ہے کہ زید بود اپنے دار، معتبر اور امین تھا۔ (۳)

۱۴۔ حافظ زید بن حباب: ابن معین کہتے ہیں کہ معتبر ہے لیکن ثوری کی حدیث انقل پھل کر دیتا ہے
(۴)

۱۵۔ خلف بن ہشام: شرابی تھا لیکن حبليوں کے امام احمد نے معتبر مانتے ہے۔ اعتراض کرنے پر جواب ملا کہ اس کا علم ہم سمجھ پڑا ہے۔ خدا تم ادہ ہمارے نزدیک ثقہ دامین ہے چاہے وہ شراب پئے یا کچھ کرے۔ (۵)

۱۶۔ خالد بن مسلمہ قرشی: مرجہ اور دشن علی تھا، (۶) امام احمد (۷) اور ابن معین اسے معتبر مانتے ہیں۔

یہ دشمنان علیٰ تھے جن سے روایت لی گئی لیکن اس کا دوسرا رخدیکھنے:
احمد بن حبیل نے سنا کہ عبد اللہ بن موسیٰ عیسیٰ، معاویہ کو بر اجھلا کہتا ہے تو اس سے روایت لینا ترک کر دیا۔ سعیٰ بن معین کے پاس آدی صحیح کر کھلوایا کہ عبد اللہ سے حدیثیں بہت زیادہ نقل ہوتی ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ وہ معاویہ کو بر اکھتا ہے۔ اس لئے میں اب اس سے روایت نہیں لیتا۔ سعیٰ نے جواب کھلوایا

۱۔ تہذیب العہد بیب، ج ۱، ص ۲۰۳ (ج ۱، ص ۱۷۹)

۲۔ الکاشف (ج ۲، ص ۱۵۲) نومبر ۱۳۶۹ (۱۳۶۹) تہذیب العہد بیب، (ج ۶، ص ۱۲۰) الفتاوی (ج ۸، ص ۳۸۱)

۳۔ سیر اعلام النبیاء (ج ۲۱، ص ۱۱۰) شذرات الذہب، (ج ۲، ص ۳۵۳)

۴۔ سعرۃ الرجال، ص ۲، ص ۲۱۲ (۱۷) خلاصۃ التہذیب ص ۱۰۸ (ج ۱، ص ۲۵۰) نومبر ۱۳۶۹ (۲۲۶۹)

۵۔ تاریخ اہن عساکر، ج ۵، ص ۵۲ (ج ۱۲، ص ۱۸۸) نومبر ۱۸۸۲ (۱۸۸۲)

۶۔ اعلل و معرفۃ الرجال، (ج ۲، ص ۲۸۳) نومبر ۱۳۷۶ (۲۱۷)

کہ ہم نے اور آپ نے عبدالرزاق سے نہ مت عثمان سنی، کیا اس سے روایت کرنا جائز ہے؟ عثمان تو محاویہ سے افضل ہیں۔ (۱)

جی ہاں اشیبہ نے منہال بن عمر و کوفی سے روایت لیتا اس لئے ترک کر دیا تھا کہ اس کے گھر سے گانے کی آواز سن لی تھی۔ (۲) یزید بن ہارون کہتے ہیں کہ ابو یوسف سے روایت لیتا اس لئے جائز نہیں کہ قیمتوں کا مال سود پر چلاتا ہے۔ (۳) اور سننے، امام بخاری صادق آل محمد سے روایت نہیں لیتے ہیں۔ تیجی بن سعید کہتے ہیں کہ مجھے ان کی طرف سے کچھ کدورت ہے اگرچہ وہ جھوٹ نہیں بولتے۔ (۴) صادق آل محمد سے ابن سعید کا عناد واضح ہے لیکن شافعی، ابن معین، ابن ابی خیثہ، ابو حاتم، ابن عدی، ابن حبان اور نسائی اسے معتبر سمجھتے ہیں۔ (۵) ابو حاتم بستی کہتا ہے کہ امام موسیٰ رضا علیہ السلام اپنے آباء و اجداد سے عجیب و غریب روایتیں بیان کرتے ہیں گویا کہ وہ اشتبہ کا شکار ہیں یا غلطی پر ہیں۔ (۶) ابن جوزی نے امام حسن عسکری علیہ السلام کو ضعیف روای قرار دیا ہے۔ (۷)

﴿لَوْزِيلَ لَهُمْ مِمَّا كَتَبْتَ أَنِيدِيهِمْ وَوَزِيلَ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ﴾ (۸)

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۳۲۷ (نمبر ۷۷۸۸)

۲۔ الجرج والتتعديل (ج ۸، ص ۷۵)

۳۔ تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۲۵۸

۴۔ تہذیب الجدیب، ج ۲، ص ۱۰۳ (ج ۲، ص ۸۸)

۵۔ معرفۃ الرجال، (ج ۱، ص ۵۱) (نمبر ۱۳) الجرج والتتعديل، (ج ۲، ص ۲۷۸) (نمبر ۱۳) الکامل فی ضعفاء الرجال، (ج ۲، ص ۱۳۲) (نمبر ۳۲۲) (الثقات، ج ۶، ص ۱۳۱)

۶۔ کتاب الجرج و میمن، (ج ۲، ص ۱۰۶) (نمبر ۱۰۶) الانساب (ج ۲، ص ۲۷) تہذیب الجدیب، ج ۷، ص ۳۸۸ (ج ۷، ص ۳۳۸)

۷۔ لسان المیزان، ج ۲، ص ۲۳۰ (ج ۲، ص ۲۹۸) (نمبر ۲۹۸)

۸۔ سورہ بقرہ، آیت ۷۹

حدیث کے کارخانے

ان جھوٹے مکاروں اور حدیث سازوں نے فضائل کے جود ریا بھائے ہیں اس کے چند قطرے

ملاحظہ فرمائیے:

۱۔ این عباس سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جنت کے ہر درخت کے پتوں پر لکھا ہوا ہے: "خدا نے سو اکوئی خدا نہیں، محمدؐ خدا کے رسول ہیں، ابو بکر صدیق ہیں، عمر فاروق ہیں اور عثمان ذوالنور ہیں ہیں"۔ طبرانی لکھتے ہیں کہ یہ حدیث علی بن جیل نے گزہی ہے پھر اسے معروف بن ابی معروف بلجی نے چراہی۔ اس میں عبد العزیز خراسانی مجھول شخص ہے۔ (۱) ابوالقاسم بن بشران نے امامی میں اسے محمد بن عبد سرفقہ تھی سے روایت کی ہے۔ یہ سرفقہ وہی کذاب ہے جس کے لئے این حدیث نے کہا ہے کہ اس کی احادیث لائق پیروی نہیں۔ (۲) خطیب بغدادی نے اسے حسین بن ابراہیم سے لیا ہے۔ (۳) زہبی اس کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ حدیث باطل اور جھوٹی ہے۔ (۴)

۲۔ این عباس سے بطور مرفوع: قیامت برپا ہوگی تو منادی زیر عرش سے آواز دے گا: اصحاب محمدؐ کو لا او۔ ابو بکر، عمر، عثمان اور علیؑ کو لایا جائے گا۔ ابو بکر سے کہا جائے گا کہ دروازہ بہشت پر بیٹھ جاؤ جسے چاہو داخل کرو جسے چاہو نکال دو۔ عمر سے کہا جائے گا کہ میزان پر بیٹھ جاؤ جس کا پلہ چاہو بھاری کرو یا کم

۱۔ احمد الکبیر، (حج ۱۱، میں ۶۳ حدیث ۱۱۰۹۳)

۲۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، (حج ۵، میں ۱۷۳ نمبر ۱۵۲۳)

۳۔ تاریخ بغداد، حج ۵، میں ۲، حج ۷، میں ۳۳۷

۴۔ میزان الاعتدال، حج ۱، میں ۳۵۲ (حج ۱، میں ۳۰۵ نمبر ۲۰۱۸) حج ۳، میں ۱۸۳ (حج ۳، میں ۳۶۱ نمبر ۸۵۵)

کرو۔ عثمان کو ایک درخت عطا کیا جائے گا جسے خدا نے اپنے ہاتھوں سے سیٹھا ہوگا۔ ان سے کہا جائے گا کہ اس درخت سے جس کو چاہو جو حوض کوثر سے ہنکا کیا بلاد۔ حضرت علیؑ کو دو حلے عطا کئے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ جب سے آسمان زمین خلق ہوئے ہیں یہ تمہارے لئے مہیا تھے۔

اس حدیث کو ابراہیم مصیحی اور احمد بن حسن کوئی نے روایت کیا ہے دونوں ہی پکے جھوٹے ہیں۔ پھر یہ کہ میزان الاعتدال (۱) اور ریاض المعرفة (۲) میں علیؑ کی بات عثمان سے منسوب کی گئی ہے جا لانکہ حوض کوثر سے ہنکانے والے علیؑ ہیں جسے اکثر حفاظت نے نقل کیا ہے۔ (۳)

۳۔ اُس سے بطور مرفوع: میں نے معاویہ کے علاوہ تمام اصحاب کو جنت میں دیکھا۔ صرف انھیں ستر یا اسی سال نہیں دیکھا بھروسہ ایک اونٹ پر سوار ہیرے سامنے آئے جو مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ میں نے پوچھا: اسی سال کہاں تھے؟ جواب دیا: زیر عرش ایک باغیچے میں تھا اور خداوند عالم سے راز دنیا ز کر رہا تھا۔ خدا مجھ پر صلوٽ پڑھ رہا تھا میں اس پر صلوٽ پڑھ رہا تھا۔ رسول خدا نے فرمایا: یہ تمہیں ان گالیوں کا بدلا ملا ہے جو لوگ دنیا میں تمہیں دیتے تھے۔

اس حدیث کو عبد اللہ بن حفص و کیل نے گڑھا ہے ابن عذری کہتے ہیں کہ مجھے ذرا بھی مشک نہیں کہ یہ حدیث جھوٹی ہے (۴) خلیفہ، ذہبی، ابن عساکر وغیرہ نے اس روایت کو حکم جھوٹ کہا ہے۔ (۵)

۴۔ اُس سے بطور مرفوع: شبِ معراج جب بہشت ہو نچا تو ایک حور یہ کو دیکھا، اس نے کہا: میں

۱۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳ (ج ۱، ص ۹۰، ۹۱، ۹۲)

۲۔ ریاض المعرفة، ج ۱، ص ۳۲ (ج ۱، ص ۲۷)

۳۔ انجم الصیر (ج ۲، ص ۸۹) ذخیر العقلي ص ۹۱، ریاض المعرفة، ج ۲، ص ۲۱۱ (ج ۲، ص ۶۳) مجمع الفتاوی، ج ۲، ص ۱۳۵، صواعق محقد، ص ۱۰۲ (ص ۱۷۲) احمد کی مناقب علی (ص ۲۰) حدیث ۲۷۹، فضائل صحابہ حدیث ۱۵۷ (۱) کنز العمال، ج ۲، ص ۲۰۲ (ج ۱۳، ص ۱۵۱) حدیث (۳۶۸۲)

۴۔ اکاں فی ضعفاء الرجال، (ج ۲، ص ۲۶۲) (۱۰۰ نمبر ۲۶۲)

۵۔ تاریخ بغداد، (ج ۹، ص ۲۲۹) نمبر ۵۰ تاریخ میزان الاعتدال، (ج ۲، ص ۲۱۰) نمبر ۲۲۵ تاریخ ابن عساکر، (ج ۲، ص ۲۰۵) نمبر ۲۲۵ تاریخ بغداد، (ج ۱۵، ص ۲۲۱) نمبر ۲۲۱

عثمان مظلوم کے لئے ہوں۔

ذہبی (۱) نے اسے عباس بن محمد عدوی کے طریق سے نقل کیا ہے جو پاچ چھوٹا اور حدیث ساز تھا اور اس کے جعلی ہونے کی تصریح کی۔ ابن حجر، خطیب، ابن جوزی وغیرہ نے اس کو جعلی حدیث کہا ہے۔ (۲)

۵۔ جابر سے بطور مرفوع: خداوند عالم نے میرے اصحاب کو انبیاء کے علاوہ تمام مخلوقات پر فضیلت عطا کی ہے، ان میں چار اصحاب کو منتخب فرمایا ہے اگرچہ میرے سبھی اصحاب اچھے ہیں۔

یہ حدیث عبد اللہ بن صالح کی بنائی ہے۔ ذہبی کہتے ہیں کہ یہ قیامت عبد اللہ بن صالح کی برپا کی ہوئی ہے۔ (۳) ابودزرعہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث باطل ہے، خالد مصری نے بنائی ہے اور عبد اللہ نے بیان کی ہے۔ نسائی اس کو جعلی حدیث کہتے ہیں۔

۶۔ عبد اللہ بن عمر سے بطور مرفوع: جس وقت ابو بکر بیدا ہوئے اسی شب خداوند عالم نے بہشت پر نظر کی اور فرمایا: مجھے میرے عزت و جلال کی قسم! جو اس مولود کو دوست رکھے گا اسی کو تیرے اندر داخل کروں گا۔

ذہبی کہتے ہیں کہ یہ حدیث احمد بن عصمت نیشاپوری نے گزہمی ہے۔ (۴) خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ یہ حدیث جعلی ہے اس میں چند نفر گنام اور مجهول ہیں۔ (۵)

۷۔ ابو ہریرہ سے مرفوع:

آسمان دنیا میں اسی ہزار فرشتے ہیں جو دوستاران ابو بکر و عمر کے لئے استغفار کرتے ہیں اور دوسرے آسمان پر اسی ہزار فرشتے ہیں جو دشمنان ابو بکر و عمر پر لعنت پڑھتے ہیں۔

۱۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۰ (ج ۲، ص ۲۸۶، نمبر ۲۱۸۲) (ج ۲، ص ۲۸۵، نمبر ۹۵۲۲)

۲۔ سان الیگ ان، ج ۳، ص ۲۲۵، ج ۳، ص ۲۲۸ (ج ۳، ص ۳۰۸، نمبر ۳۰۸، ۵۵۲۲) (ج ۳، ص ۲۳۵۹، نمبر ۳۶۲۳) تاریخ بغداد، ج ۵، ص ۲۹، المجموعات (ج ۱، ص ۳۲۹)

۳۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۷ (ج ۲، ص ۳۲۲، نمبر ۲۲۸۳)

۴۔ میزان الاعتدال، (ج ۱، ص ۱۹، نمبر ۳۶۷)

۵۔ تاریخ بغداد، ج ۳، ص ۳۰۹

یہ حدیث بصرے کے مکار ابوسعید حسن بن علی عدوی کی بنائی ہوئی ہے۔ خطیب نے کہا ہے کہ اس حدیث کو عدوی نے بنام کامل بن طلحہ کر رکھا ہے۔ اس کے سلسلہ سنن میں ابوعبد اللہ زادہ، مجہول ہے۔ (۱) دیلیٰ نے اس باب میں اضافہ کرتے ہوئے گز ہا ہے کہ جو شخص تمام صحابہ کو دوست رکھے گا فناق سے دور رہے گا۔

ذہبی نے اس حدیث کو بھی جعلی کہا ہے۔ (۲) این جو نے انس سے ایک اور روایت لکھ کر کہا ہے کہ یہ دونوں باطل ہیں۔ (۳)

۸۔ انس سے روایت ہے کہ ایک یہودی ابوبکر کے پاس آ کر بولا: قسم اس ذات کی جس نے موٹی کو مبووث فرمایا! میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ ابوبکر نے اس کی تحقیر کرتے ہوئے سرنہ اٹھایا کہ جبریل امین رسول خدا پر نازل ہوئے اور کہا: اے محمد! خداوند عالم بعد سلام فرماتا ہے کہ اس یہودی سے کہہ دو خدا نے جہنم تیرے اوپر چرام کر دی۔ اسکے بعد وہ یہودی خدمت رسول میں آکر مشرف پر اسلام ہوا۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ خدا نے جہنم سے فرمایا: تیرے اوپر سے دو چیزیں ہٹالیں: طوق اور زنجیر۔ رسول خدا نے اس کو حکم خدا سے باخبر کر دیا۔

یہ حدیث بھی حسن بن علی عدوی کی آفت ہے۔ سیوطی نے کہا ہے کہ عدوی و غلام خلیل دونوں ہی حدیث ساز ہیں۔ (۴)

۹۔ براء سے بطور مرفوع: خدا نے ابوبکر کے لئے اعلیٰ علمین میں یاقوت سفید کا قبیح فرمایا ہے جس میں ہوائے رحمتِ جلتی رہتی ہے۔ اس میں چار ہزار در ہیں، جب بھی ابوبکر لقاءِ الہی کے مشناق ہوتے ہیں اس میں کا ایک درکھول کر خدا کی زیارت کر لیتے ہیں۔

۱۔ تاریخ بغداد، (ج ۷، م ۳۸۲ نومبر ۱۹۹۰ء)

۲۔ میزان الاعتدال، (ج ۱، م ۵۰۸ نومبر ۱۹۰۳ء)

۳۔ سان انگلیز ان، (ج ۲، م ۱۰۷) (ج ۳، م ۱۲۵ نومبر ۱۹۵۱ء)

۴۔ المخالیف الصنوعة، (ج ۱، م ۱۵۱) (ج ۲، م ۲۹۲)

یہ حدیث محمد بن عبد اللہ ابو بکر اشناقی کی بنائی ہوئی ہے۔ خطیب نے اس کے سلسلہ سنن کے متعلق کہا ہے کہ اس طرح گستاخانہ جھوٹ بولنے پر خدا بھی معاف نہ کرے گا، اشناقی اسی طرح جھوٹ کا طومار باندھتا ہے۔ احمد ذراع نے اس حدیث کو گڑھا ہے۔ (۱) ذہبی بھی اس حدیث کو اشناقی کا جھوٹ کہتے ہیں۔ (۲)

۱۰۔ انس سے منقول ہے: جب رسول خدا غار سے نکل تو ابو بکر بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ آنحضرت نے فرمایا: کیا میں تمہیں بشارت دوں؟ ابو بکر نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیوں نہیں؟ حضرت نے فرمایا: خداوند عالم قیامت کے دن سب پر بطور عام اور تم پر بطور خاص تجلی فرمائے گا۔

یہ حدیث سرتندی کی بنائی ہوئی ہے۔ خطیب نے کہا ہے کہ اس کی کوئی اصل نہیں، اسے محمد سرقدی نے متن و سند سجا کر گڑھ لیا ہے۔ (۳) یہ اور اسی مفہوم کی دوسری حدیث دونوں باطل ہیں۔ اس کو ذہبی، ابن عدی، فیروز آبادی، سیوطی، عجلوی، ابن حجر اور ابن درویش حوت نے جعلی کہا ہے۔ (۴)

حاکم نے متدرک میں جابر سے حدیث نقل کی ہے کہ اے ابو بکر! خدا نے تمہیں رضوان اکبر عطا کیا ہے۔ کچھ لوگوں نے رسول سے پوچھا: رضوان اکبر کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا: خداوند عالم آخرت پر بطور عام اور ابو بکر پر بطور خاص تجلی فرمائے گا۔

ذہبی نے تخلیص متدرک (۵) میں نوٹ لگایا ہے کہ اس حدیث کو محمد بن خالد تخلی نے کیش بن ہشام، جعفر بن بر قان اور ابن سوقة سے روایت کی ہے۔ میرے خیال میں اسے محمد نے گڑھا ہے۔ میزان (۶)

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۵، ص ۳۳۲-۳۳۱، ج ۹، ص ۹۳۵

۲۔ میزان الانعام (ج ۳، ص ۲۰۵ نمبر ۷۷۸۲)

۳۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۳۸۸، ج ۱۲، ص ۱۹

۴۔ میزان الانعام، ج ۲، ص ۲۲۲، ۲۲۱ (ج ۳، ص ۱۳۲، ۱۳۰ نمبر ۵۵۸۸۶، ۵۸۰۸) ج ۲، ص ۲۲۹ (ج ۳، ص ۲۲۲ نمبر ۶۶۰۲) ج ۲، ص ۲۲۹ (ج ۳، ص ۱۳۲، ۱۳۰ نمبر ۹۸۹۷) اکامل فی ضعفاء الرجال (ج ۵، ص ۲۱۶ نمبر ۱۳۲۰) سفر السعادۃ (ج ۲، ص ۱۱۱) الالی المخصوصة، ج ۱، ص ۱۳۸ (ج ۱، ص ۲۸۶ کشف الاخفاق ج ۲، ص ۳۱۹، لسان المیزان، ج ۲، ص ۳۶ نمبر ۱۷۱) اسی الطالب، ج ۱، ص ۶۲ (ص ۱۲۱ حدیث ۳۲۶)

۵۔ المسدر رک علی حسین (تخلیص اس کے حاشیہ پر جیسی ہے) ج ۳، ص ۸۷ (ج ۳، ص ۸۲ نمبر ۳۳۶۲)

۶۔ میزان الانعام، (ج ۳، ص ۵۵۵ نمبر ۷۷۸۰)

میں خلقی کو پکا جھونا کہا گیا ہے کیونکہ اس نے تجھی برائے ابو بکر کی روایت کی ہے۔ این مندہ اسے غلط روایت گزینے والا کہتے تھے۔ (۱)

۱۱۔ ابو ہریرہ سے بطور مرفوع: شبِ معراج میں جس آسمان سے گزر اس میں لکھا تھا: محمد رسول اور ابو بکران کے جانشین ہیں۔ یہ حدیث عبد اللہ بن ابراہیم غفاری کی بنائی ہوئی ہے جسے ذہبی، سیوطی اور ابن حجر نے حدیث ساز کہا ہے۔ (۲)

۱۲۔ انس سے بطور مرفوع: خداوند عالم ہر شب جمعہ ایک لاکھ لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے لیکن میری امت کے دو قسم کے آدمیوں کو نہیں آزاد کرتا بلکہ انھیں بت پرستوں کے ساتھ جکڑ رکھا ہے، وہ ہیں ابو بکر و عمر کے دشمن، وہ اس امت کے بہودی ہیں۔ پھر فرمایا: سمجھ لو اخدا کی لعنت ابو بکر و عمر و عثمان و علی کے دشمنوں پر یہ حدیث مسرہ بن عبد اللہ نے بنائی ہے۔ خطیب اور ذہبی نے اس کی نشاندہی کی ہے۔ (۳)

۱۳۔ انس سے مردی ہے: رسول خدا نے ابو بکر و عمر کو ایک دوسرے کے برابر کھڑا کر کے کہا: تم دونوں دنیا و آخرت میں میرے دزیر ہو، میں اور تم دونوں جنت میں اڑنے والے پرندہ کی طرح ہیں، میں اس کا سینہ ہوں اور تم اس کے بال و پر۔ ہم تم جنت میں پرواز کریں گے، زیارت خدا کریں گے بہشت میں بزم منعقد کریں گے۔ پوچھا گیا: کیا بہشت میں بزم بھی جمع گی؟ فرمایا: ہاں، بزم جمع گی، سرگرمیاں ہوں گی۔ پوچھا گیا: بہشت کی سرگرمی کیا ہوگی؟ فرمایا: کبریت احرار کا آشیانہ، اس کا فرش مرطوب موتوپوں کا، طیبیہ کی ہوا لہنکے گی تو اس آشیانہ میں صد ابا بھرے گی۔ ایسی خوبصورت صدائے ہٹتی، دنیا و آخرت فراموش کر جائیں گے یہ حدیث زکریا بن درید نے گزی ہے۔ (۴) ذہبی کہتے ہیں اس کی روایت صحیح نہیں ہے کیونکہ زکریا اور احمد بن موسیٰ جعلی حدیثوں کا نسخہ رکھتے تھے۔ (۵)

۱۔ الموضوعات (ج ۱، ص ۳۰۲)

۲۔ میزان الاعتدال، (ج ۲، ص ۶۰۹ نمبر ۸۰۹)، (السان المیزان، ج ۵، ص ۲۲۵) (ج ۵، ص ۲۶۵ نمبر ۶۰۲)، (الملای انصویہ،

(ج ۱، ص ۱۲۸) (تہذیب التہذیب، ج ۵، ص ۱۲۸) (ج ۵، ص ۱۲۸)

۳۔ تاریخ بغداد، (ج ۲، ص ۷۲، میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۱۲۶)، (ج ۲، ص ۹۶ نمبر ۸۳۵)

۴۔ کتاب الحجر و میمین (ج ۱، ص ۳۱۲)

۵۔ میزان الاعتدال، (ج ۱، ص ۳۲۸) (ج ۲، ص ۷۲ نمبر ۲۸۷)

۱۴۔ انس سے بطور مرفوع: خدا کی شمشیر نیام میں ہے جب تک عثمان زندہ ہیں، جب وہ قتل ہوں گے تو وہ شمشیر نیام سے باہر آجائے گی پھر قیامت تک نیام میں نہ جائے گی۔
ابن عدی کہتے ہیں کہ یہ جعلی حدیث عمرو بن قائد اور اس کے استاد موئی بن سیار کی آفت ہے اور دونوں ہی کذاب ہیں۔ (۱)

۱۵۔ انس سے بطور مرفوع: جبریل مجھ پر نازل ہوئے، ان کے ہاتھ میں طلاۓ ناب کا قلم تھا، کہا:
خدا نے آپ کو سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ اس قلم کو بالائے عرش سے معاویہ کے لئے بھیج رہا ہوں، آپ اسے دیدیجئے اور حکم دیجئے کہ اپنے ہاتھوں سے آئیہ الکری لکھ دیں تاکہ قیامت تک آئیہ الکری پڑھنے والوں کا ثواب معاویہ کے نامہ اعمال میں لکھتا رہوں۔ رسول خدا نے فرمایا: کون ہے جو ابو عبد الرحمن کو بلاۓ؟ ابو بکر گئے اور معاویہ کو اپنے ساتھ لائے۔ رسول نے انھیں قلم دیتے ہوئے کہا: یہ خدا نے تھے بھیجا ہے تم اس سے آئیہ الکری لکھ دو۔ معاویہ دوز انو ہو کر شکر خدا بجالائے اور آئیہ الکری لکھ کر حاضر کیا۔ رسول نے فرمایا: اے معاویہ! خدا نے آئیہ الکری پڑھنے والوں کا ثواب تمہارے نامہ اعمال میں لکھنے کا فہملہ کر لیا ہے۔

اس حدیث کو یا حسین بن سعید ختنی نے یا احمد بن عبد اللہ ایلی نے گڑھا ہے۔ سمجھی نے اس حدیث کو موضوع اور باطل کہا ہے۔ ذہبی، ابن حجر اور نقاش نے دونوں کو کذاب اور جعل ساز کہا ہے۔ (۲)

۱۶۔ جابر سے روایت ہے کہ رسول خدا نے جبریل سے معاویہ کو کاتب بنانے کے سلسلے میں مشورہ کیا، جبریل نے کہا کہ انھیں کاتب بنائیے کیونکہ وہ امین ہیں۔
ابن عساکر نے سری بن عاصم ہمدانی، حسن بن زیاد اور قاسم بن ہبیرام سے یہ روایت لی ہے۔ (۳)

۱۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، (ج ۵، ص ۱۳۸) (نمبر ۱۳۲) الالی المصورۃ، ج ۱، ص ۱۲۳ (ج ۱، ص ۳۱۶) میران الاعتدال، ج ۲، ص ۲۹۹ (ج ۲، ص ۲۸۳) نمبر ۶۲۲۱ (۶۲۲۱)

۲۔ میران الاعتدال، ج ۱، ص ۲۵۲، ۲۷۴، ۲۷۶ (ج ۱، ص ۱۱۱ نمبر ۲۶۷)، ص ۵۰۵ نمبر ۲۰۶۵ (سان الہیزان)، (ج ۱، ص ۲۱۵ نمبر ۱۳۲) (ج ۱، ص ۲۸۵) (ج ۱، ص ۱۳۳ نمبر ۸۲۷) الالی المصورۃ، ج ۱، ص ۲۱۶ (ج ۱، ص ۳۱۵)

۳۔ مختصرہ دریخ دمشق (ج ۲۲، ص ۲۰۲)

تینوں کذاب تھے۔ ابن کثیر نے بداعیہ میں اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ (۱) ذہبی نے اس روایت کو اصرم بن حوشب کذاب سے لیا ہے۔ (۲)

۷۔ عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ خدا نے پیغمبر پر وحی کی کہ معاویہ کو کاتب بنالجھے وہ امین ہیں۔

اس کے سلسلہ سند میں محمد بن معاویہ کذاب اور اس کا استاد مجھول ہے۔ اس حدیث کے تمام طرق باطل ہیں۔ (۳) ذہبی کہتے ہیں کہ شاید محمد بن زہیر سلمی کذاب نے یہ حدیث وضع کی ہے۔ (۴)

علامہ امینی فرماتے ہیں: عبادہ سے یہ حدیث کیونکہ صحیح ہو سکتی ہے۔ انہوں نے معاویہ کے خلاف شامیوں کو بغاوت پر اکسایا تھا۔ معاویہ نے عثمان کو شکایت لکھ پہنچی، انھیں مدینہ بلا�ا گیا۔ عثمان نے وجہ پچھی تو فرمایا: میں نے ابو القاسم رسول خدا سے حدیث سنی ہے کہ میرے بعد ایسے حکمران ہوں گے جو معروف کو منکرا اور منکر کو معروف بنادیں گے۔ خدا کی قسم! معاویہ انھیں میں ہے۔ عثمان چپ ہو گئے۔ (۵)

۱۸۔ ابو ہریرہ سے بطور مرفوع: خدا کے نزدیک امین تین ہیں: میں (رسول خدا)، جرجیل اور معاویہ۔ خطیب، نسائی اور ابن حبان اس حدیث کو جعلی کہتے تھے۔ (۶) ابن عدی کہتے ہیں کہ یہ حدیث ہر حیثیت سے باطل ہے۔ (۷) حاکم اور ذہبی وغیرہ نے اس کی تضعیف کی ہے۔ (۸)

۱۹۔ زیاد بن معاویہ (ذریت یزید) کی روایت ہے کہ بنی ہاشم کے دس افراد خدمت رسول میں

۱۔ البدریۃ والنهلیۃ، ج ۵، ص ۲۵۲ (ج ۵، ص ۲۵۳)

۲۔ میزان الاعتدال، ج ۲۳، ص ۹۵ (ج ۳، ص ۶۳۰ نمبر ۷۸۸)

۳۔ الالٰی المصوّحة، ج ۱، ص ۲۱۸ (ج ۱، ص ۲۲۰)

۴۔ میزان الاعتدال، (ج ۱، ص ۱۱۶ نمبر ۳۵) ج ۳، ص ۵۹ (ج ۳، ص ۱۵۵ نمبر ۷۷)

۵۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۷، ص ۳۱۲، ۳۱۳ (ج ۲۶، ص ۷۱۹ نمبر ۳۰)

۶۔ تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۸، کتاب الجروجین (ج ۱، ص ۱۳۶)

۷۔ اکالی فی ضعفاء الرجال، (ج ۱، ص ۱۹۶ نمبر ۳۱)

۸۔ الالٰی المصوّحة، ج ۱، ص ۲۱۷ (ج ۱، ص ۳۱) میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۲۳ (ج ۲۳، ص ۳۲ نمبر ۷۵۸)

۹۔ البدریۃ والنهلیۃ، ج ۸، ص ۱۲۰ (ج ۸، ص ۱۲۸) لسان الحجر ان، ج ۲، ص ۲۷۲ (ج ۲۲۰، نمبر ۲۲۹) الموضوعات

(ج ۲، ص ۲۷)

آئے اور کہا: خدا نے آپ کو ہر عظمت عطا کی ہے اور معاویہ آپ کا کاتب ہے، حالانکہ بنی ہاشم میں اس سے بہتر اور موزوں افراد موجود ہیں۔ رسول خدا نے فرمایا: ہاں ٹھیک ہے۔ دوسرے شخص کے انتخاب کی وجہ سے رسول خدا پر چالیس روز تک وحی نازل نہیں ہوئی۔ چالیس روز کے بعد جریل ایک صحیفے کے ساتھ نازل ہوئے جس میں لکھا تھا: اے محمد! تمہیں حق نہیں ہے کہ ہے خدا نے وحی لکھنے کے لئے معین کیا ہے اسے بدلتے دو، معاویہ کو کاتب رہنے دو کیونکہ وہ امین ہے۔ اس کے بعد رسول نے معاویہ کو کبھی نہیں بدلا۔

ابن عساکر لکھتے ہیں کہ اس روایت میں بھی افراد مجہول و مکتمب ہیں، ابن حجر کہتے ہیں کہ مسلم طور سے یہ حدیث باطل ہے، (۱) قسم خدا کی! یہ حدیث لامد ہب نے گردھی ہے۔

۲۰۔ یزید بن محمد روزی سے مردی ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا: ایک دن میں رسول خدا کے برابر بیٹھا ہوا تھا تھے میں معاویہ آئے۔ رسول خدا نے میرے ہاتھ سے قلم لے کر معاویہ کو تھادیا۔ میرے دل میں اس سے ذرا بھی کدوڑت پیدائشیں ہوئی کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ خدا نے اپنے رسول گو حکم دیا ہے۔
ابن حجر اس حدیث کو مسراہ بن عبد اللہ کی گردھی ہوئی بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کا متن باطل اور سند جھوٹی ہے۔ (۲) خطیب بغدادی بھی اسے جعلی اور جھوٹ کہتے ہیں۔ (۳)

۲۱۔ انس سے بطور مرفوع: امین سات ہیں: لوح، قلم، اسرافیل، میکائیل، جریل، محمد اور معاویہ۔
ذہبی نے میزان میں اسے داؤ دبن عفان کی جعلی حدیث بتایا ہے۔ (۴) اُن کیشرنے اس حدیث کو ابن عباس سے نقل کر کے کہا ہے کہ بدترین اور ضعیف حدیث ہے۔ (۵)

علامہ امینی: حدیث سازوں کو شرم بھی نہیں آئی۔ معاویہ جیسے بدمعاش اور خائن کو کیسے امین لوگوں کی صفائی کھڑا کر دیا ہے۔

۱۔ تاریخ ابن عساکر، (ج ۲، ص ۳۰۲ نمبر ۷۲۸) (۲۷۸) (لسان المیزان، ج ۳، ص ۲۱۱) (ج ۲۳، ص ۱۵۰ نمبر ۲۹۸۲)

۲۔ لسان المیزان، ج ۲، ص ۲۰ (ج ۲، ص ۲۲ نمبر ۸۲۳) (۲۷۲)

۳۔ تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۲ (ج ۲، ص ۲۱ نمبر ۲۶۳۷) (۲۶۳۷)

۴۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۱ (ج ۲، ص ۱۲ نمبر ۲۶۳۷) (۲۶۳۷)

۲۲۔ واثلہ سے بطور مرفوع: رسول نے فرمایا: خدا نے مجھے، جریل اور معادیہ کو اپنی وجی کا امین قرار دیا اور قریب تھا کہ معادیہ کو کثرت علم و امانت کی وجہ سے رسول ہنا دیتا۔ خدا معادیہ کے گناہ بخش دے، اس کا حساب چکتا کر دے، اپنی کتاب کا اسے علم دیا، اسے ہادی و مہدی و سیلہ ہدایت قرار دیا۔ ابن عساکر اور حاکم نے اس حدیث پر تقدیم کی ہے کہ احمد بن عمر مشقی مہمل حدیثیں بیان کرتا تھا (۱) علامہ امین فرماتے ہیں: میرے خیال میں یہ ضمیر فروش راوی چاہتے ہیں کہ اس طریقے سے وہ بجائے اس کے کہ معادیہ کا مقام بلند کر دیں، مقام نبوت کو پست کر دیں۔ کیونکہ مقام و مرتبہ نبوت بہت بلند ہے اور اس ذیل کا درجہ مقام خلافت سے بھی کہیں پست ہے، لہذا عظمت نبوت گھٹائے بغیر ان کا مقصد پورا نہیں ہو گا۔

اب آئیے معادیہ کے مریدوں سے پوچھیں: وہ معادیہ کو یہ عظمت کس بنیاد پر دینا چاہتے ہیں؟ کیا اس لئے کہ وہ شجرہ ملعونہ کی فرد ہیں؟ یا اس لئے کہ وہ مولفۃ القلوب میں تھا؟ یا اس لئے کہ امام مفترض الطائفة سے جنگ کی اور انھیں قتل کیا، امیر المؤمنین پر لعنت کی رسم جاری کی، اہل بیت کے خلاف غلط باشی منسوب کیں، جھوٹی روایات گردھیں، میں امیر کی مدح میں حدیثیں کے ابشار لگائے، زیاد کو اپنا بھائی بنایا، جب کہ حدیث رسول ہے "الولد للفراش... " اپنے ذیل، کہیں اور شراب خوار بیٹے یزید کو دھونس، دھکار اور دھمکی سے خلیفہ بنایا۔ یہاں تک کہ اس کی بد کداریوں نے اس کا گریباں تمام کر جنم تک ہیو تو چاہیا؟؟؟

معادیہ کہاں اور علم قرآن کہاں؟ اسے تو ایک آیت کا بھی علم نہیں تھا، اگر تھا تو اس پر عمل نہیں کیا مثلاً آیۃ ﴿إِذْ يَأْتُوكُمْ أَطْبِعُوا اللَّهَ وَأَطْبِعُوا الرَّسُولَ وَأَذْلِيَ الْأَمْرُ مِنْكُمْ﴾ کیا حضرت علی اوی الامر نہیں تھے؟ چاہے اوی الامر کی شیعی طرز پر تفسیر کی جائے یا سنی طرز پر۔ آیت ہے کہ جان بوجھ کر مومن کا قتل جنم کا سزاوار ہے۔ کیا اس نے منتخب روزگار مومنوں کو قتل نہیں کیا، مومنوں کو اذیت نہیں دی؟

کیا وہ امین قرآن ہو سکتا ہے جس نے ایک آیت پر بھی عمل نہیں کیا؟ حدود خداوندی کو بیرون تلے روندو لا؟ کیا اس کا دفتر علم مقام نبوت تک پہنچا سکتا ہے جب کہ وہ آل رسول کا دشمن ہے، موننوں کا قاتل ہے، انھیں سولی دی جلاوطن کیا، جائیدادیں خبط کیں؟ وہ کس حیثیت سے تمیں میں کا ایک یا سات میں میں کا ایک امین ہو گیا؟ کیا مختلفت کی وجہ سے امین ہو گیا یا سنت کو ملیا میٹ کرنے کی وجہ سے امین ہو گیا؟ یا اس لئے کہ موننوں کا خون بہایا؟ یا اس لئے کہ احکام اسلامی کو پامال کیا یا بدلت دیا یا منبر سے اولیاء خدا پر لعنت کی رسم جاری کی؟ کیا انھیں وہ جوں سے ضمیر فروش مرید چاہتے ہیں کہ معاویہ پیغمبر ہو جائے؟ آفریں ہے اس ذلیل شخص پر جو پاپ کا بوجو کاندھے پر اٹھائے مقام نبوت سے سرفراز ہو گیا۔ کاش ایسے نہیں کہ خچپے حدیث برخ سے آگے نہ بڑھتے۔ لیکن حیرت ہوتی ہے ان حفاظ کرام پر جو اس قسم کی حدیثوں پر صرف سند کو ضعیف و مکمل کہ کے آگے بڑھ جاتے ہیں۔

۲۳۔ اہن عباس سے بطور مرفوع: جب تسلیم مجھ پر نازل ہوئے، ان کے پاس ایک کپڑا تھا جس میں جا بجا سوراخ تھے۔ میں نے پوچھا: یہ یوسیدہ کپڑا مجھ پر کیوں نازل ہوا ہے؟ کہا کہ خدا نے آسمان پر فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ ان سوراخوں سے نکلیں اور آئیں کیونکہ زمین پر ابو بکر اسی طرح کے سوراخوں سے نکلتے ہیں۔

خطیب نے محمد بن عبد اللہ الشافعی سے روایت کی ہے کہ جو کذاب اور حدیث ساز تھا۔ (۱) کتابوں میں صحیح حدیث دیکھ کر ویسی ہی مصیبت نازل کر دیتا تھا۔

۲۴۔ عبد اللہ بن عمر سے بطور مرفوع: خدا نے مجھے چار کی محبت کا حکم دیا ہے: ابو بکر، عمر، عثمان اور علی۔ یہ مصیبت سلیمان بن عیسیٰ بھری کذاب کی نازل کی ہوئی ہے۔ (۲)

۲۵۔ ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ ہر بھی کا دوست ہوتا ہے اور میرے دوست میان ہیں۔ یہ حدیث اسحاق بن قحیح ملطی کی گوسمی ہوئی ہے۔ ذہبی کہتے ہیں کہ یہ حدیث باطل ہے کیوں کہ

ایک دوسری حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ اگر میں اس امت میں کسی کو دوست بناتا تو وہ ابو بکر ہوتے۔ (۱)

علامہ امینی فرماتے ہیں: ذہبی نے اس حدیث کے باطل ہونے کی جو دلیل دی ہے وہ بھی گزہی ہوئی ہے چنانچہ شرح ابن ابی الحدید میں اس حدیث کو موضوع کہا گیا ہے۔ (۲)

۲۶۔ جب ہارون رشید مدینہ آیا تو اس نے سیاہ قباود کر بندہ ہاں کر منبر رسولؐ کے سامنے جانا گتائی خیال کیا۔

ابوالحسنی نے کہا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسل رسول خدا پر نازل ہوئے حالانکہ کوہ قباہ پہنچ ہوئے اور کمر بندہ میں خیال لگائے ہوئے تھے۔

یہ حدیث وہب بن وہب ابوالحسنی کی گزہی ہوئی ہے۔ اس کذاب کے متعلق صحافی تھیں نے سات شعروں میں کہا ہے کہ جب لوگ حشر میں اٹھائے جائیں گے تو ابوالحسنی صادق آل محمد کی تکذیب لئے محشور ہو گا۔ خدا اسے قتل کرے، کبھی علم فقة حاصل نہیں کیا اور جو گوئی حدیثیں گڑھتا ہے کہ جب رسل رسول اکرمؐ پر قباود کر بندہ میں خیال لگائے آئے تھے۔ (۳)

علامہ امینی فرماتے ہیں: جسے خدا، رسولؐ اور جبریلؐ کا احترام طوظ ہو وہ اسی توپین آمیز باتیں نہیں کہہ سکتا۔

۲۷۔ ابن عباس سے بطور مرفوع:

زمین پر جو بھی شیطان ہے وہ عمر سے عیتمہ رہتا ہے اور آسمان پر جو بھی ملک ہے وہ عمر کی تو قیر کرتا ہے۔

مویں بن عبد الرحمن کی گزہی ہوئی حدیث ہے، وہ دجال اور حدیث ساز تھا۔ ابن یوس، امام نسائی

۱۔ میزان الاعتدال، (ج ۱، ص ۲۰۱، نمبر ۹۵)

۲۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۲، ص ۱۸۹ (ج ۱۱، ص ۳۹، خطبہ ۲۰۳)

۳۔ تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۳۵۲

ابن عدی اور سیوطی نے اس کو ضعیف اور باطل کہا ہے۔ (۱)

۲۸۔ معاذ بن جبل سے بطور مرفوع: خداوند عالم آسمان پر اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ زمین پر ابو بکر قدم اٹھائیں۔ حارث نے اس کو محمد بن سعید کذاب سے نقل کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث بناوی ہے۔ نسائی اسے مور داعم انہیں سمجھتے۔ مسلم کہتے ہیں کہ حدیث بھول جاتا تھا۔ ایک دوسرا ادیوبکر بن حسین ہے جس کے متعلق دارقطنی کہتے ہیں کہ متروک الحدیث ہے۔ (۲) اس نے محمد بن سعید مصلوب سے حدیث لی ہے جو جھوٹا اور حدیث سازقا۔ (۳)

۲۹۔ زید بن ثابت سے مردی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا: قیامت میں سب سے پہلے عمر کے ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا۔ ان کا نامہ اعمال سورج کی طرح درخشاں ہوگا۔ پوچھا گیا: حضرت ابو بکر کہاں ہیں؟ فرمایا: فرشتوں نے انھیں بہشت میں بدلتا دیا ہوگا۔ خطیب نے اسے بطریق عمر بن ابراهیم کرداری کذاب روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ جھوٹ میں مشہور تھا۔ (۴) سیوطی نے حدیث کو جعلی اور وضعی بتایا ہے۔ (۵)

۳۰۔ بلال بن رباع بطور مرفوع: رسول نے فرمایا: اگر میں تمہارے درمیان مبجوض نہ ہوتا تو عمر مبجوض ہوتے۔ ابن عدی نے دو طریقوں سے روایت کر کے کہا ہے کہ اس میں زکریا کذاب ہے اور ابن والقد متروک الحدیث ہے۔ (۶)

۱۔ بیزان الاعتدال، (ج ۲، ص ۶۲۲ نمبر ۵۰۵، ج ۳، ص ۵۰۵ نمبر ۸۸۹) اکال فی ضعف الرجال، (ج ۲، ص ۳۳۹ نمبر ۱۸۳)

الپاسح الصغير (ج ۲، ص ۵۰۲ حدیث ۷۹۵)

۲۔ الفحفاۃ المتردکین (ص ۱۶۰ نمبر ۱۲۸)

۳۔ الالی المصنوعة، (ج ۱، ص ۱۵۵) (ج ۱، ص ۳۰۰)

۴۔ تاریخ بغداد، (ج ۱۱، ص ۴۰۲ نمبر ۵۹۰)

۵۔ الالی المصنوعة، (ج ۱، ص ۱۵۶) (ج ۱، ص ۳۰۲)

۶۔ اکال فی ضعف الرجال، (ج ۲، ص ۶۲۲ نمبر ۱۳۷، ج ۳، ص ۱۹۲ نمبر ۱۰۰۵) الالی المصنوعة، (ج ۱، ص ۳۲۰) الموضوعات (ج ۱، ص ۳۲۰) االتاریخ (ج ۳، ص ۹۱ نمبر ۳۲۰) نسائی کی کتاب الفحفاۃ والمسر وکین (ص ۵۰ نمبر ۳۵۸)

۳۱۔ ابو ہریرہ سے بطور مرفوع: جنت و جہنم نے باہم مفاخرت کی۔ جہنم نے کہا: مجھ میں فرعون، ہامان اور بادشاہ ہیں۔ خدا نے جنت سے کہا: تو کہہ دئے کہ افضل میں ہوں کیونکہ خدا نے ابو بکر و عمر کے دلیل سے بمحظیت وی ہے۔ یہ حدیث مہدی بن ہلال کی گردھی ہوئی ہے۔ (۱)

۳۲۔ ابو ہریرہ سے مردی ہے: رسول خدا حضرت علیؑ کا سہارائے گھر سے نکلے۔ ابو بکر و عمر نے استقبال کیا۔ رسول خدا نے علیؑ سے فرمایا: کیا تم ان دونوں بزرگوں کو دوست رکھتے ہو؟ عرض کی: بھی ہاں، اے خدا کے رسول! فرمایا: ہاں دوست رکھو تو کہ جنت میں جاؤ۔

یہ حدیث محمد بن عبد اللہ الشافعی کی بنائی ہوئی ہے۔ سیوطی و خلیفہ و ذہبی نے اس کو باطل کہا ہے۔ (۲)

۳۳۔ ابی ابن کعب سے بطور مرفوع: جبریل نے کہا کہ اگر تمہارے ساتھ عمر نوچ کی مقدار میں بیٹھ کر فضائل عمر بیان کروں تب بھی تمام نہیں کر سکتا۔ ذہبی نے حبیب بن ثابت کے ذکر میں کہا ہے کہ یہ حدیث باطل ہے۔ ابی جوڑی نے اسے الموضوعات میں درج کیا ہے۔ ابی حمجزہ اور دارقطنی نے بھی اس کو غلط اور موضوع کہا ہے۔ (۳)

۳۴۔ عبد اللہ سے بطور مرفوع: ابو بکر تاج اسلام، عمر حلة اسلام، عثمان اکمل اسلام اور علیؑ طبیب اسلام ہیں۔ ذہبی نے المیران میں اس حدیث کو جوہنی کہا ہے۔ (۴)

۳۵۔ عبد اللہ سے بطور مرفوع: ہر نبی کے خواص ہوتے ہیں، میر نے خواص عمر و ابو بکر ہیں۔ ذہبی کہتے ہیں کہ یہ حدیث باطل ہے۔ (۵)

۱۔ الملا کاصوفہ، ج ۱، ص ۱۵۸ (ج ۱، ص ۳۰۵)

۲۔ الملا کاصوفہ، (ج ۱، ص ۳۰۵) تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۲۲۶، ج ۵، ص ۲۲۰ (نمبر ۲۹۶۳) میران الاعتدال، ج ۱، ص ۲۲۳ (ج ۱، ص ۵۲۲ نمبر ۱۹۵۳)

۳۔ الموضوعات، (ج ۱، ص ۳۲۱) میران الاعتدال، (ج ۱، ص ۲۵۱ نمبر ۱۲۹) لسان المیران، ج ۲، ص ۱۲۸ (ج ۲، ص ۲۱۳ نمبر ۲۲۷۰) ج ۲، ص ۱۸۹ (ج ۲، ص ۲۲۸ نمبر ۱۲۲۸)

۴۔ میران الاعتدال، ج ۱، ص ۳۱۰ (ج ۱، ص ۲۶۱ نمبر ۲۵۰۵)

۵۔ میران الاعتدال، (ج ۲، ص ۷۰ نمبر ۲۶۲۳) لسان المیران، ج ۲، ص ۲۳۵ (ج ۲، ص ۲۳۸ نمبر ۲۸۲۷)

۳۶۔ عبد اللہ سے بطور مرفوع: رسول خدا نے فرمایا: ابھی تمہارے درمیان جنتی شخص دارد ہوگا۔ تھوڑی دیر میں معاویہ آئے رسول خدا نے فرمایا: اے معاویہ! تو مجھ سے ہے میں تجھ سے ہوں، ہم اور تم جنت کے دروازے میں ایک ساتھ یوں داخل ہوں گے اور پھر دو انگلیوں کو جوڑ کر اشارہ کیا۔ ذہبی نے حسن بن شیبیب اور عبد اللہ بن یحیٰ مودب سے لیا ہے اور کہا ہے کہ حسن معتبر لوگوں کے نام سے حدیث گزرتا تھا اور یحیٰ کے حال میں لکھا ہے کہ اس کی حدیث باطل ہے معلوم نہیں یہ کون شخص ہے۔ (۱)

۳۷۔ حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ رسول خدا نے فرمایا: میری امت میں سب سے پہلے داخل بہشت ہونے والے عمر وابو بکر ہیں۔ حالانکہ ابھی میں اور معاویہ حساب کے لئے کھڑے ہی ہوں گے۔ یہ حدیث اصح شیبانی کی ہے جو وہی حدیثیں گزرتا تھا۔ ذہبی کہتے ہیں کہ اسے موضوعات میں درج ہونا چاہئے۔ (۲)

۳۸۔ ابن عباس سے بطور مرفوع: آخری زمانے میں میری امت کے بعض افراد راضی ہوں گے جو اپنے کو اہل بیت کا دوست کہیں گے حالانکہ وہ جھوٹے ہوں گے کیونکہ وہ ابو بکر و عمر کی برائی کریں گے جہاں بھی انھیں پاؤ قتل کر دو کیونکہ وہ مشرک ہیں۔

ابن عدی نے اسے نامناسب اور غلط حدیث میں شمار کیا ہے، یہ حدیث غلط ہے۔ (۳)

۳۹۔ جب بھی رسول خدا بوئے جنت کے مشتاق ہوتے تو ابو بکر کی داڑھی کا بوسہ لیتے۔

فیروز آبادی اور عجلوں نے اس کو موضوع، افترا پردازی اور غلط کہا ہے۔ (۴)

۱۔ میزان الاعتدال، ج (ج ۱، ص ۳۹۵) نمبر ۱۸۶۳ (ج ۲، ص ۱۳۲) نمبر ۳۶۸۲ (ج ۲، ص ۵۲۲) نمبر ۱۸۶۲ (ج ۳، ص ۳۷۶) نمبر ۳۸۶۶

۲۔ میزان الاعتدال، (ج ۱، ص ۱۰۱۵) نمبر ۱۰۱ (الضعفاء الکبیر) (ج ۱، ص ۱۲۰) نمبر ۱۲۲ (ج ۱، ص ۳۶۰) نمبر ۳۶۰ (ج ۲، ص ۵۱۲) نمبر ۱۳۲

۳۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، (ج ۵، ص ۱۵۲) نمبر ۱۳۱ (لسان المیزان، ج ۳، ص ۲۷۵) نمبر ۲۷۵ (ج ۳، ص ۳۳۳) نمبر ۳۳۳

۴۔ سفر السعادة (ج ۲، ص ۲۱) کشف الخجاج، ج ۲، ص ۳۱۹

۳۰۔ ابی بن کعب سے بطور مرفوع: قیامت میں سب سے پہلے حق سے معافہ کرنے والے عمر ہیں، سب سے پہلے وہی مصافی بھی کریں گے۔ سب سے پہلے عمری کو ہاتھ پکڑ کے جنت میں لے جایا جائے گا۔ (متدرک حاکم) تخلیق، ذہبی میں اس حدیث کو گزٹی ہوئی بتایا ہے۔ شاید فضل بن جبیر و راق کی وجہ سے کہا گیا ہو۔ (۱)

۳۱۔ ابراہیم بن حجاج بن محبہ سہی اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں: رسول خدا نے فرمایا: جسے بھائی ابو بکر و عمر کی برائی کرتے دیکھو وہ دراصل اسلام کی برائی کر رہا ہے۔ ذہبی نے میزان میں اس کو غلط اور جعلی بتایا ہے۔ ابراہیم گنمام و مجہول ہے۔ حجاج بن محبہ کا پورا خاندان حدیث سازی میں ماہر تھا۔

۳۲۔ انس سے بطور مرفوع: میں نے ابو بکر و عمر کو مقدم نہیں کیا ہے خدا نے مقدم کر کے احسان فرمایا ہے اس لئے ان کی بیرونی کرو پس جو شخص ان کی برائی کرے وہ دراصل میری اور اسلام کی برائی کر رہا ہے حسن بن ابراہیم فتحی سے اخراج کر کے ذہبی کہتے ہیں کہ یہ حدیث باطل ہے میں اسے نہیں جانتا۔ (۲)
۳۳۔ ابو ہریرہ سے بطور مرفوع: خدا نے مجھے اپنے نور سے خلق کیا، ابو بکر کو میرے نور سے اور عمر کو نور ابو بکر سے، عثمان نور عمر سے اور عمر بہشت کے چراغ ہیں۔

ذہبی نے یہ روایت احمد بن یوسف مبلغی سے لی ہے اور کہا ہے کہ یہ روایت باطل ہے۔ (۳) ابو فیض کہتے ہیں کہ یہ خبر باطل اور خالق قرآن ہے۔ (۴)

۳۴۔ عبد اللہ بن عمر سے بطور مرفوع: جریل رسول خدا پر نازل ہوئے اور عرض کی: پروردگار عرش فرماتا ہے کہ جب میں نے انبیاء سے میثاق لیا تو تمہیں ان کا آقا قرار دیا۔ ابو بکر و عمر کو تمہارا وزیر قرار دیا، مجھے میری عزت کی قسم! اگر تم چاہو کہ آسمانوں اور زمینوں کو زائل کر دوں تو کر دوں گا۔

۱۔ المحدثون ج ۳، ص ۸۲ (ج ۲، ص ۹۰ حدیث ۳۲۸۹، تخلیق کا بھی بھی مخفی ہے) الفتحاء الکبیر (ج ۳، ص ۳۳۳ نومبر ۱۳۹۲)

۲۔ لسان المیزان، (ج ۲، ص ۲۳۱ نومبر ۱۳۹۲)

۳۔ میزان الاعتدال، (ج ۱، ص ۱۶۶ نومبر ۱۳۹۲)

۴۔ لسان المیزان، (ج ۱، ص ۳۲۸) (ج ۱، ص ۱۱۶ نومبر ۱۳۹۲)

ذہبی و ابن معانی اس خبر کو باطل کہتے ہیں۔ مولیٰ بن عیشیٰ کذاب تھا۔ (۱)
 ۲۵۔ ابن عباس سے بطور مرفوع: خدا نے مجھ پر دھکی کی کہ اپنی بیٹی کا نکاح عثمان سے کر دوں۔ (۲)
 ۲۶۔ معاذ سے بطور مرفوع: قیامت میں میرے اور ابراہیم کے لئے منبر نصب ہوگا۔ ابو بکر کے لئے کرسی رکھی جائے گی جس پر وہ بیٹھیں گے اور آواز دی جائے گی: کیا کہنا صدیق کا جو خلیل و حبیب کے پہلو میں ہے۔

ذہبی اسے غلط اور باطل قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ اس کا راوی محمد بن احمد حلیمی ہے۔ (۳)

۲۷۔ بطور مرفوع: اگر میں مجبوتوں ہوتا تو عمر مجبوتوں ہوتے۔

معانی کہتے ہیں کہ یہ حدیث جعلی ہے۔ (۴)

۲۸۔ بطور مرفوع: خدا نے جو کچھ میرے سینے میں اونٹ دیا اسے ابو بکر کے سینے میں بھی اونٹ دیا۔ اکثر محدثین نے اس کو بطور ارسال مسلم نقل کیا ہے۔ فیروز آبادی کہتے ہیں کہ مشہور ترین جعلی حدیث ہے۔

عقل سے اس کا باطل ہونا معلوم ہوتا ہے۔ عجلوٰ نی اور ملائی قاری بھی اسے موضوعات ہی میں شمار کرتے ہیں۔ (۵)

۲۹۔ بطور مرفوع: میں اور ابو بکر گھوڑ سواری کے دو گھوڑوں کی طرح ہیں۔

فیروز آبادی، عجلوٰ نی، ابن درویش حوت اور ملائی قاری نے اس حدیث کو جعلی اور باطل کہا ہے۔ (۶)

۱۔ بیزان الاعدال، (ج ۲، ص ۲۱۶) نمبر ۸۹۰۸

۲۔ ابن عدی نے اس کو میر بن عمر ان حنفی کی گزینی ہوئی حدیثوں میں بتایا ہے۔ الکالن فی ضعفاء الرجال، (ج ۵، ص ۲۰) نمبر ۱۲۲۹
 لسان المیر ان، (ج ۲، ص ۳۸۰) نمبر ۲۳۹۲

۳۔ بیزان الاعدال، (ج ۲، ص ۲۱۵) نمبر ۱۸۲۷
 ۴۔ بیزان الاعدال، (ج ۲، ص ۲۱۵) نمبر ۱۸۲۷
 ۵۔ بیزان الاعدال، (ج ۲، ص ۲۱۱) نمبر ۱۹۲

۶۔ سفر المساعدة (ج ۲، ص ۲۱۹) کشف الخجاج، (ج ۲، ص ۳۱۹)، اسی الطالب، (ج ۲، ص ۱۹۲) (ص ۳۹۱ حدیث ۲۶۲) الموضوعات الکبریٰ (ص ۱۰۶)
 ۷۔ سفر المساعدة (ج ۲، ص ۲۱۱) کشف الخجاج، (ج ۲، ص ۳۱۹)، اسی الطالب، (ج ۲، ص ۲۳۷) (ص ۳۸۳ حدیث ۳۹۳) الموضوعات الکبریٰ (ص ۱۰۶)

۵۰۔ بطور مرفوع: خدا جب روحوں کو اختیار کر رہا تھا تو روح ابو بکر کو اختیار کیا۔

عقل واضح طور سے اس کے باطل ہونے کا فیصلہ کرتی ہے۔ فیروز آبادی، عجلوں اور ملا علی قاری نے اس حدیث کو باطل کہا ہے۔ (۱)

۵۱۔ عبد اللہ بن عمر و عاصی سے مردی ہے: عیینی بن مریم آسان سے اتریں گے، شادی کریں گے، ان کے بچے ہوں گے اور وہ ۳۵ سال زندہ رہیں گے پھر انھیں موت آئے گی اور دفن کے جائیں گے۔ پھر میں، ابو بکر، عمر اور وہ مشورہ ہوں گے۔ ذہبی نے اس کو جعلی اور بناولی کہا ہے۔ (۲)

۵۲۔ ابن عباس سے بطور مرفوع: عمر مجھ سے ہے اور میں عمر سے ہوں جہاں بھی حلول کروں۔ جو اس کو دوست رکھتا ہے وہ مجھے دوست رکھتا ہے جو اسے دشمن رکھتا ہے وہ مجھے دشمن رکھتا ہے۔

ذہبی نے اس حدیث کو جھوٹ کہا ہے۔ ابن درویش اس کو غیر صحیح کہتے ہیں۔ (۳)

۵۳۔ ابن عباس سے بطور مرفوع: ابو بکر کو مجھے سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی۔ یہ حدیث ابن حسن کلہی کی گڑھی ہوئی ہے۔ ذہبی نے اسے جھوٹ کہا ہے۔ (۴)

۵۴۔ انس سے بطور مرفوع: جو شخص خدا کی طرف جھوٹی نسبت دے اسے توبہ کرنے کے بجائے قتل کیا جانا چاہئے۔ جو مجھے گالیاں دے اس سے توبہ کے بجائے قتل کیا جانا چاہئے، جو ابو بکر کو گالیاں دے یا عمر کو گالیاں دے اسے بھی توبہ کے بجائے قتل کیا جانا چاہئے اور جو عثمان اور علی کو گالیاں دے اسے تازیانہ سے سزا دیجیا چاہئے۔ پوچھا گیا: اے خدا کے رسول! ایسا کیوں؟ فرمایا: اس لئے کہ مجھے اور ابو بکر دعمر کو خدا نے ایک مٹی سے پیدا کیا ہے اور ایک ساتھ دفن ہوں گے۔

ذہبی کہتے ہیں یہ حدیث جعلی ہے۔ ابن عدی کہتے ہیں یہ حدیث یعقوب بن چنم حصی کذاب نے

۱۔ کشف الخفا (ج ۲، ص ۳۱۹) اتنی الطالب، ج ۲۰ (ص ۶۸۸ حدیث ۳۱۲) الموضوعات الکبری (ص ۱۰۶)

۲۔ میران الاعتدال، ج ۲، ص ۱۰۵ (ج ۲، ص ۶۲۳ نمبر ۳۸۲۲)

۳۔ میران الاعتدال، ج ۲، ص ۱۵۸ (ج ۲، ص ۷۲۵ نمبر ۵۲۹۸، ج ۲، ص ۲۸۱ نمبر ۶۷۲) اتنی الطالب، ج ۲۲ (ص

۴۔ حدیث ۹۲۳

۵۔ میران الاعتدال، ج ۲، ص ۲۲۲ (ج ۳، ص ۱۲۲ نمبر ۵۸۱۶)

بنائی ہے۔ (۱)

۵۵۔ انس سے منقول ہے: جب ابو بکر کا وقت وفات آیا تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ تمام لوگوں میں صرف چار افراد زیرِ وحدت بریں: دو عورت دوسرا۔ عورتوں میں صفراء بنت شعیب اور خدیجہ بن خویلد اور مردوں میں عزیزہ مصر اور ابو بکر۔ ابو بکر صدیقؑ نے وقت وفات مجھ سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ خود ہی عمر کے حوالے اس خلافت کو کردوں۔ میں نے ان سے کہا: اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو میں آپ سے راضی نہ ہوں گا۔ ابو بکر نے خوش ہو کر کہا: آپ نے مجھے خوش کر دیا کیوں نہ میں بھی آپ کو خوش کردوں، میں نے رسول خدا سے سنا ہے کہ بلاشبہ پل صراط پر ایک گھٹائی ہے اس سے وہی گذرے گا جسے علیؑ اجازت دیں گے۔ حضرت علیؑ نے کہا: میں بھی آپ کو خوش کردوں؟ رسول خدا نے مجھ سے فرمایا ہے کہ اے علیؑ! ان لوگوں کو گذرنے کی اجازت مت دینا جو ابو بکر عمر کو گالیاں دیں کیونکہ یہ جنت کے بوڑھوں کے سردار ہیں انہیاں کے بعد۔ جب خلافت عمر کو مل گئی تو حضرت علیؑ نے مجھ سے فرمایا: اے انس! میں نے خدا کی طرف سے اجراء قلم کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ میری رائے کے خلاف علم و ارادہ خدا ہو چکا ہے۔ اگر میں اس پر راضی نہ ہوتا تو مجھ پر اعتراض ہو جاتا کہ خدا کے معاملے میں راضی برضا نہیں۔ رسولؐ نے فرمایا ہے کہ میں خاتم انہیاں ہوں اور علیؑ خاتم اوصیاء۔

خطیب نے اسے نقل کر کے کہا ہے کہ عمر بن داصل کی بنائی حدیث ہے یا اسے کسی اور نے بنایا ہے۔ (۲)

۵۶۔ ابن عباس سے بطور مرفوع: خدا نے مجھے چار وزریوں سے تقویت دی۔ ہم نے پوچھا: وہ چار کون ہیں؟ فرمایا: دو آسمان والے جبریل و میکائیل اور دوز میں والے عمر و ابو بکر۔

یہ محمد بن مجیب کی وضع کی ہوئی حدیث ہے جو بہت بڑا جھوٹا تھا۔ (۳) (خطیب) ذہبی نے معلیٰ

۱۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۳۲۲ (ج ۲، ص ۳۵۰ نومبر ۹۸۰۹) لسان المیزان، ج ۲، ص ۳۰۶ (ج ۲، ص ۳۷۶ نومبر ۹۳۲۳)

الکامل فی ضعفاء الرجال، (ج ۷، ص ۱۵۰ نومبر ۲۰۲۰)

۲۔ تاریخ بغداد، ج ۱۰، ص ۳۵۸، ۳۵۷۔

۳۔ تاریخ بغداد، ج ۱۰، ص ۲۹۸۔

سے یہ حدیث نقل کی ہے وہ بھی بہت بڑا حدیث ساز تھا۔ (۱)

۷۔ چابر سے مروی ہے: ہم خدمت رسول میں تھے کہ آپ نے فرمایا: ابھی ایک شخص برآمد ہو گا جو میرے بعد تمام لوگوں سے افضل و بہتر ہے۔ اس کی شفاقت انہیاء کی شفاقت کی طرح قبول کی جائے گی۔ تھوڑی دیر میں ابو بکر صدیق برآمد ہوئے، رسول نے کھڑے ہو کر ان کا ماتھا چوم کر لپٹالیا۔

خطیب نے اسے بازاری مقرر محمد بن عباس بن حسین سے نا۔ (۲) اس بازاری قصے کی اہمیت کیا ہو سکتی ہے۔

۸۔ ابن مسعود سے بطور مرفوع: ہر مولود کی ناف میں اس کی مٹی کا جزو ہوتا ہے۔ جب وہ بوزھا ہوتا ہے تو اسی خاک کی طرف واپس کیا جاتا ہے اور اس سے دفن کیا جاتا ہے۔ میں، ابو بکر و عمر ایک خاک سے پیدا کئے گئے ہیں اور اسی میں دفن کئے جائیں گے۔ خطیب نے موی بن ہل سے سنا جو مہمل اور پے ہو وہ باتیں نقل کرتا رہتا ہے۔ یہ حدیث باطل ہے۔ (۳)

۹۔ انس سے بطور مرفوع: جب مجھے جریل آسمان پر لے گئے تو وہاں میں نے زین اور جام سے آراستہ گھوڑے دیکھے ان کے سریاً قوت سرخ کے، سم زبر جد بزر کی اور بدن طلاعے ناب کے تھے۔ لمبے بال تھے۔ پوچھا: یہ کس کے لئے ہیں؟ جریل نے کہا: یہ ابو بکر و عمر کے دوستوں کے ہیں۔ انھیں پر سوار ہو کر قیامت میں زیارت خدا کریں گے۔ خطیب اسے نقل کر کے کہتے ہیں کہ یہ غلط ہے۔ (۴) ذہبی اور ابن حجر کہتے ہیں کہ یہ حدیث جھوٹی ہے، محمد مرزا ذوق نے بنائی ہے۔ (۵)

۱۰۔ عطیہ عونی، ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں: علیہن والے زیر زمین دیکھتے ہیں جس طرح تم آسمان کے ستارے دیکھتے ہو اور وہاں ابو بکر و عمر ہیں اور انہما ہیں۔ پوچھا: انہما کیا ہے؟ کہا:

۱۔ میزان الاعتدال، (ج ۲، ص ۱۵۲) نمبر ۸۵۷۹

۲۔ تاریخ بغداد، ج ۳، ص ۱۲۳۔

۳۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۳۱۳، میزان الاعتدال، ج ۳ ص ۲۱۱ (ج ۲، ص ۲۰۶) نمبر ۸۸۷۳

۴۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۳۲۰، ج ۱۱، ص ۲۳۲۔

۵۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۹۹ (ج ۲، ص ۶۲۸) نمبر ۹۱۱، (اسان المیران، ج ۵، ص ۲۷۳) (ج ۵، ص ۳۱۱) نمبر ۲۶

علمین والے ائمیں سے ہیں۔ مقدی کے نزدیک جعلی حدیث ہے، خطیب نے جھوٹوں کی نشاندہی کی۔ (۱)
 ۶۱۔ انس سے مروی ہے: جب سورہ تمیں نازل ہوا تو رسولؐ بہت خوش ہوئے۔ پھر ہم نے امن
 عباس سے اس کی تفسیر پوچھی، کہا کہ تمیں سے مراد بلاد شام ہیں، زندون سے بلاد فلسطین، طور سنتن طور سینا
 ہے جہاں خدا نے موٹی سے کلام کیا، ﴿وَهُدَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ﴾ سے مراد کہے، ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا
 الْإِنْسَانَ﴾ سے مراد محمدؐ، ﴿ثُمَّ رَدَّذَنَاهُ﴾ سے مراد ادالات و عزمی کے پیگاری ہیں، ﴿إِلَّا الَّذِينَ
 آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ سے مراد ابو بکر و عمر، ﴿فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ﴾ سے عثمان
 ، ﴿فَمَا يُكَلِّبُكَ بَغْدَ الْدِينِ﴾ سے مراد علیؐ اور ﴿الْأَنْسَى اللَّهُ بِأَخْرَمُ الْحَاكِيمِينَ﴾ سے مراد
 ان کو تقویٰ پر برجع کرتا ہے۔

اس حدیث کی سند باطل ہے۔ اس میں محمد بن بیان پاک جھوٹا اور حدیث ساز ہے، لفظی بدلتا

ہے۔ (۲)

۶۲۔ عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے: ہم خدمت رسولؐ میں تھے اور ابو بکر بھی تھے۔ کاندھے پر جبا
 ڈالے ہوئے تھے، عباس نے پر سے پھٹی ہوئی تھی سوراخ نظر آرہا تھا۔ اس درمیان جبریل نازل ہوئے اور
 کہا: ابو بکر ایسا کپڑا کیوں پہنے ہوئے ہیں؟ رسولؐ نے فرمایا: فتح مکہ سے پہلے سارا مال میرے اوپر خرچ
 کر دیا۔ جبریل نے کہا: انھیں خدا کا سلام ہو چکا کر خردے دیجئے۔ رسولؐ، خدا کا سلام ہو چکتے ہیں
 اور کہتے ہیں کہ تم خدا سے اس قدر پر راضی ہو یا نہیں؟ ابو بکر نے کہا: کیا میں خدا سے ناراض ہو سکتا ہوں۔
 خطیب نے محمد بن بابا شاذ سے روایت کی ہے کہ جو عجیب و غریب مطالب نقل کیا کرتا ہے۔ ذہبی
 نے اس حدیث کو دروغ کہا ہے۔ (۳)

۶۳۔ ابو ہریرہ سے مروی ہے: جب رسول خدامیہ میں متقطن ہو گئے تو شادی کی خواہش کی۔

۱۔ تذكرة المجموعات ص ۲۷ (ص ۲۰) تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۳۹۲، ج ۳، ص ۱۹۵، ج ۲، ص ۶۲، ج ۱۲، ص ۱۳۳۔

۲۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۹۷، میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۳۲ (ج ۲، ص ۹۲ نمبر ۲۸۲)

۳۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۱۰۶، میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۱۳ (ج ۲، ص ۱۰۳ نمبر ۵۲۳)

مسلمانوں سے کہا مجھے عورت دو۔ جبرئیل ایک پارچہ بہشت میں جس کا طول دو ہاتھ اور عرض ایک پالش تھا، ایک تصویر لایا کرتے تھاوی کہ اس سے زیادہ خوبصورت دیکھنی نہیں گئی تھی۔ اسے کھول کر فرمایا: اے محمد! اخدا فرماتا ہے کہ اس عورت سے شادی کرو۔ فرمایا: یہ عورت کہاں سے لا اوں؟ کہا کہ ابو بکر کی بیٹی سے ازدواج کرو۔ رسول، خانہ ابو بکر پر ہوئے کندھی کھلکھلائی۔ ابو بکر سے کہا کہ میں حکم خدا سے تھا را داماد بننا چاہتا ہوں۔ ابو بکر کے پاس تین بیٹیاں تھیں تیوں کو لا کر حاضر کر دیا۔ رسول نے فرمایا کہ خدا نے مجھے عائش سے شادی کرنے کا حکم دیا ہے۔

خطیب نے اسے محمد بن حسن زیاد سے نقل کیا ہے جو ایسی سند سناتا ہے کہ جس میں سمجھی رجال معتبر ہوتے ہیں حالانکہ وہ بہت بڑا حدیث ساز تھا۔ (۱) ذہبی نے اس کو محمد بن حسن کی جھوٹی حدیث کہا ہے۔ (۲)

۶۳۔ بطور مرفوع رسول خدا کا ارشاد ہے: اسلام میں ابو بکر و عمر کی حیثیت کان اور آنکھ کی ہے۔

مقدسی نے شاہزادی کی ہے کہ یہ حدیث ولید بن فضل کی گزہمی ہوئی۔ (۳)

۶۴۔ رسول خدا نے ابو بکر و عمر کے شانے پکڑے اور کہا: تم دونوں میرے وزیر ہو۔

یہ ذکر کریابن درید کی گزہمی ہوئی ہے۔ (۴)

۶۵۔ بطور مرفوع رسول خدا سے مردی ہے: میں اور تم دونوں (ابو بکر و عمر) بہشت میں گھوئے پھریں گے۔

یہ بھی ذکر کریابن درید کی گزہمی ہوئی ہے۔ (۵)

۶۶۔ ابو ہریرہ سے بطور مرفوع: جبرئیل، خدا کی طرف سے مجھے خبر دے رہے ہیں کہ ابو بکر و عمر کو

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ج ۱۹۲، ج ۱۱، ج ۱۱، ص ۲۲۲۔

۲۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ج ۲۲۲ (ج ۳، ج ۱۵ نمبر ۲۹۵)، ج ۳، ج ۱۹ (نومبر ۵۵۶)۔

۳۔ تذکرۃ الموصعات، (ص ۲۰)۔

۴۔ تذکرۃ الموصعات، (ص ۲) میزان الاعتدال، (ج ۲، ج ۲، نمبر ۲۸۷)۔

۵۔ میزان الاعتدال، ج ۲۰، ج ۲، نمبر ۲۸۷۔

صرف مومن ہی دوست رکھے گا اور صرف منافق ہی دشمن رکھے گا۔ (۱)

۶۸۔ دختر رسول رقیٰ کی نیز امام عیاش سے مردی ہے: ام کلثوم کی شادی عثمان سے میں نے حکم خدا سے کی۔ خطیب نے احمد بن محمد مفلس کذاب سے لی ہے۔ اس نے عبد الکریم بن روح سے جو مجہول وکنام ہے۔

اس کا باپ عبہ بھی گنام ہے اور متروک الحدیث ہے (ذہبی)۔ تجرب ہے کہ خود خطیب چپ ہیں۔ (۲)

۶۹۔ عیدالله بن عمر سے بطور مرفوع: خواب میں دودھ سے بھرا پیالہ دیا گیا۔ میں پی کر سیر ہو گیا لیکن پیالے میں دودھ باقی تھا، بچا ہوا دودھ عمر کو دیا انھوں نے بھی پیا۔ اس خواب کی تعبیر علم سے کی گئی ہے؟ جب آپ علم سے سیر ہو گئے تو عمر کو دیا گیا۔ رسول نے فرمایا: صحیح ہے۔ یہ حدیث عبدالرحمن عدوی کی گزہمی ہوئی ہے جو عمر بن خطاب کی نسل سے تھا۔ (۳)

۷۰۔ جعفر بن محمد سے بطور مرفوع: شبِ مرحاج عرش پر لکھا دیکھا: کوئی خدا نہیں خدا کے سوا، محمد خدا کے رسول، ابو بکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان، ذوالنور نین و کشیہ ستم ہیں۔

خطیب نے اسے عبدالرحمن بن عفان اور محمد بن مجیب صالح سے لیا ہے۔ دونوں ہی کچھ جھوٹے ہیں۔ (۴)

۱۔ حدیفہ سے مردی ہے: رسول خدا نے نماز صحیح ہمارے ساتھ ادا کی۔ فارغ ہو کر فرمایا: ابو بکر صدیق کہاں ہیں؟ آخری صفات سے ابو بکر نے جواب دیا: لبیک، لبیک اے خدا کے رسول! رسول نے

۱۔ یہ ابراہیم بن براء کذاب کی گزہمی ہوئی حدیثوں میں سے ہے۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، (ج ۱، ص ۲۵۲ نمبر ۸۲) میزان الاعتراض، (ج ۱، ص ۵۶۲ نمبر ۲۷۳) انسان المیزان، (ج ۱، ص ۹۱، نمبر ۲۷۲) تاریخ بغداد، (ج ۱، ص ۳۰۱، نمبر ۳۹۹).

۲۔ تاریخ بغداد، (ج ۱۲، ص ۳۶۲)، الجرج والتبدیل (ج ۶، ص ۶۱ نمبر ۳۲۵) خلاصہ الجهد میں (ج ۱، ص ۱۰۱) (ج ۱، ص ۳۲۸ نمبر ۲۰۸) الفتاوی (ج ۸، ص ۲۲۲) میزان الاعتراض، (ج ۳، ص ۳۰۱ نمبر ۶۵۰۸)

۳۔ تاریخ بغداد، (ج ۱، ص ۲۲۱ نمبر ۵۳۶۱)

۴۔ تاریخ بغداد، (ج ۱۰، ص ۲۶۲ نمبر ۲۶۰) ملاحظہ کیجئے کذاب وجمل ساز محدثین کا سلسہ نمبر ۵۷۲، ۲۹۸

فرمایا: انھیں راستہ دو، قریب آؤ میرے پاس آؤ۔ پوچھا: کیا تم پہلی تکمیر میں شامل ہوئے تھے۔ جواب دیا: آپ کے ساتھ پہلی صفحہ میں تھا۔ آپ نے تکمیر کی تو مجھے اپنی طہارت میں مشک ہوا۔ آپ قرأت شروع کر پچے تھے تو میں مسجد سے لکھنا چاہتا تھا۔ ناگہاں ہاتھ ف نے آواز دی: اپنے پیچھے دیکھو۔ ایک سونے کا اٹشت ٹھنڈے ٹھنڈے پانی سے بھرا ہوا دیکھا۔ سبز رومال سے ذھکا ہوا تھا۔ اسی پر لکھا تھا "لا الہ الا اللہ محمد رسول وابو بکر صدیق"۔ میں نے اس سے وضو کر کے رومال سے پوچھا اور آپ رکوع میں تھے تو شریک ہو گیا اور نماز ختم کی۔ رسول نے فرمایا: بشارت ہو، تمہیں جبریل نے وضو کرایا، رومال لئے ہوئے میکائیل تھے اور اسرافیل میراز انوپکڑے ہوئے تھے کہ تم نماز میں شامل ہو جاؤ۔

یہ حدیث اسی کذاب نے گزہی ہے جس کا نام محمد بن زیاد ہے۔ سیوطی کہتے ہیں ممکن ہے یہ دوسرے نے گزہی ہو۔ (۱)

۷۲۔ ابن عباس سے بطور مرفوع: بزم رسول میں تذکرہ ابو بکر چھڑ گیا۔ فرمایا: کون ہے مثل ابو بکر؟ جب لوگوں نے میری تکذیب کی انھوں نے میری تصدیق کی اور مجھ پر ایمان لائے، مجھے بیٹھی دی دولت خرچ کی، خت جنگوں میں میرے ساتھ جنگ کی۔ نتیجہ میں وہ حشر میں ناقہ جنت پر سوار ہوں گے، جس کے ہاتھ مشک و نیز کے، پاؤں زمرہ بزر کے، مہار موتوں کی ہو گی، چھرے پر سندس و استبرق کے ٹلے ہوں گے میں ان کی طرح وہ میری طرح ہوں گے، لوگ دیکھ کر کہیں گے: یہ خدا کے رسول محمد ہیں اور یہ ابو بکر صدیق یہ روایت اسحاق بن بشیر بن مقاتل کی ہے جو بڑا مکار اور جھوٹا تھا۔ حدیثیں گزہتاتھا۔ (۲)

۷۳۔ آسمان سے کچھ درہم نازل ہوئے جس میں لکھا ہوا تھا: ضرب الرحمن مال عثمان بن عفان" یہ سکھ خدا نے عثمان کے لئے ڈھالا ہے۔ این درویش نے اس کو جھوٹ اور واهیات کہا ہے۔ (۳)

۱۔ المکانی المصوّعہ، ج ۱، ص ۱۵۰ (ج ۱، ص ۲۸۹)

۲۔ کتاب الحجر و مجن (ج ۱، ص ۱۳۵) نیز لاحظہ بیچھے کذاب و جعل ساز محمد شین کا سلسلہ نمبر ۹۵

۳۔ اتنی الطالب، ص ۲۸۷ (ص ۶۰۱)

۷۔ بطور مرفوع: میرے بعد عمر ابو بکر کی پیرودی کرو۔ ابن درویش اور ابن حزم نے اس کو جھوٹی حدیث کہا ہے۔ اسی مفہوم کی ایک صحیح حدیث ترمذی میں ہے کہ میرے بعد عمار کی پیرودی کرو اور ابن سعید کے عہد سے وابستہ رہو۔ پیشی کہتے ہیں کہ اس کی سند مہمل ہے۔ (۱)

۸۔ بطور مرفوع: میں شہر علم ہوں اس کا دروازہ ملی، اس کی اساس ابو بکر اور اس کی دیوار عمر ہیں۔ ابن درویش کہتے ہیں کہ کسی علمی کتاب میں اس حدیث کا درج ہونا مناسب نہیں۔ (۲) ابن حجر نے فتاویٰ حدیث میں اس کو ضعیف کہا ہے۔ (۳)

۹۔ بطور مرفوع: جب جبرئیل آنحضرت سے جدا ہوتے تو ابو بکر آپ کی خدمت میں حاضر رہتے تاکہ مانوس رہیں۔ ابن درویش کے نزدیک یہ حدیث باطل اور جھوٹ ہے۔ (۴)

۱۰۔ انس سے بطور مرفوع: جنت کے بوڑھوں کے سردار ابو بکر و عمر ہیں۔ اور ابو بکر جنت میں اسی طرح ہیں جس طرح آسمان میں شریا۔

یہ حدیث تیکیا بن عباس نے گزہی ہے۔ وہ دجال بہت بڑا حدیث ساز تھا۔ (۵) ایک سلسلہ ابن مریم سے ہے وہ بھی دجال و حدیث ساز تھا۔ اسی کو بشار بن موئی اور یونس بن ابی اسحاق کے طریق سے نقل کیا گیا ہے جن کو ابن محبیں، بخاری، نسائی، احمد اور ابو حاتم وغیرہ نے کذاب دجال کہا ہے۔ (۶)

۱۔ اتنی الطالب، میں ۳۸ (مس ۹۶ حدیث ۲۲۸)

۲۔ اتنی الطالب، میں ۷۲ (مس ۱۳۷ حدیث ۳۹۱)

۳۔ الصواعن الحجر (مس ۳۳) القوادی الحموی (مس ۱۷) (۲۶۹)

۴۔ اتنی الطالب، میں ۲۸۷، ۸۸ (مس ۱۶۸ حدیث ۵۰)

۵۔ حیران الاعدال، ج ۲، میں ۱۲۶ (ج ۲، میں ۱۸۰) ح ۲، میں ۵۸۵ نمبر ۵۸۵ (۱۹۹۲) تیز لاحظہ کچھی کذاب و جعل ساز محمد میں کا سلسلہ نمبر ۲۲۸

۶۔ اتاریخ (ج ۲، میں ۶۲ نمبر ۲۲۳) اتاریخ اکبری (ج ۲، میں ۱۳۰ نمبر ۱۹۲۵) نسائی کی کتاب الفضفاء والمر وکین (میں نمبر ۲۲۳، ۸۲

۷۔ اتاریخ (ج ۲، میں ۱۱۸، ج ۱، میں ۱۰۱، ج ۱، میں ۹۲، ج ۱، میں ۱۱۹) تہذیب الجہد عب، (ج ۱، میں ۳۲۱) (ج ۱، میں ۲۸۶) (ج ۵، میں ۲۱، ج ۱۱، میں ۳۸۱) احتلال و معزرة الرجال، (ج ۲، میں ۵۱۹ نمبر ۲۳۲۲) (ج ۱، میں ۱۳۱ نمبر ۸۶۶) الجرح والتعديل (ج ۱، میں ۹۰ نمبر ۲۲۳) (ج ۱۰، میں ۱۰۰ نمبر ۲۲۳) (ج ۲، میں ۲۷۸ نمبر ۲۰۹) اتاریخ الصافی، (ج ۲، میں ۹۵) انکامل فی الفضفاء الرجال، (ج ۲، میں ۱۰۸) (ج ۱، میں ۹۲۵ نمبر ۲۰۵) کتاب الحجر و میمن (ج ۱، میں ۳۸۲)

۷۸۔ جابر سے مردی ہے: ابو بکر و عمر کا مومن دشمن نہیں رکھ سکتا اور منافق دوست نہیں رکھ سکتا۔
معلیٰ بن ہلال طحان نے یہ حدیث گزدھی ہے۔ احمد کہتے ہیں کہ اس کی تمام احادیث موضوع ہوتی
ہیں۔ ذہبی اس حدیث کو غیر صحیح کہتے ہیں، ایک عبد الرحمن بن مالک سے طریق سے ہے وہ بھی دجال و
حدیث ساز تھا۔ (۱)

۷۹۔ سعد سے مردی ہے: رسول نے معاویہ سے کہا کہ حشر میں تم یوں مشور ہو گے کہ حل نور سے
آراستہ ہو گے جس کا ظاہر رحمت اور بالمن رضا ہو گا۔ اس کے ذریعے تم لوگوں میں فخر کرو گے۔ چونکہ تم
کاتب وحی ہو۔

ذہبی نے اس کو باطل اور جھوٹ کہا ہے۔ (۲)

۸۰۔ عائشہ کا بیان ہے: ایک رات رسول خدا کی میرے یہاں باری تھی۔ جب ہم سونے لگئے آسان
کی طرف دیکھا، بے شمار ستارے تھے۔ میں نے کہا: اے خدا کے رسول! ادنیا میں کوئی ایسا ہے جس کے حنات
ستاروں کے برابر ہوں؟ فرمایا: ہاں پوچھا: کس کے؟ فرمایا: عمر، ان کے حنات تمہارے باپ کی طرح ہیں۔
خطیب اور ذہبی نے اسے بریہ بن محمد کی گزدھی ہوئی حدیث بتایا ہے جو بہت بڑا کذاب تھا۔ (۳)

۸۱۔ جابر سے مردی ہے: ایک جنازہ لا یا گیا جس کی نماز رسول نے نہیں پڑھی اور فرمایا چونکہ یہ
عنان کو دشمن رکھتا تھا اس لئے خدا بھی اس کا دشمن تھا۔

یہ حدیث محمد بن زیاد جزری کی ملتی ہوئی ہے۔ ذہبی اسے عمر بن موسیٰ مشتملی کذاب کی گزدھی ہوئی
 بتاتے ہیں۔ (۴)

۱۔ تذكرة الحفاظ، ج ۲، ص ۱۱۱، میزان الاعتراض، (ج ۲، ص ۵۸۲) نمبر ۳۹۲۹

۲۔ میزان الاعتراض، (ج ۳، ص ۵۱۶) نمبر ۲۷۹۰

۳۔ میزان الاعتراض، (ج ۱، ص ۳۰۶) نمبر ۱۱۵۸ (اہن الطالب، ص ۲۷۸) المجموعات (ج ۱، ص ۳۳۲) نیز ملاحظہ
کیجئے کذاب وجہ ساز محدثین کا سلسلہ نمبر ۱۲۵۔

۴۔ تذكرة الموضوعات، ص ۲۷۲ (ص ۱۹) میزان الاعتراض، (ج ۲، ص ۲۲۲) نمبر ۶۲۲۲ (سان المیران، ج ۲، ص ۲۲۵)
(ج ۲، ص ۲۸۲) نمبر ۶۱۵۲ (نیز ملاحظہ کیجئے کذاب وجہ ساز محدثین کا سلسلہ نمبر ۱۲۷)۔

۸۲۔ رسول خدا نے فرمایا: میں نے عرش کی شادابی پر لکھا دیکھا: محمد، رسول اللہ ہیں اور ابو بکر،

صدقی ہیں۔

ذہنی اسے سری بن عاصم کی مصیبت بتاتے ہیں۔ (۱)

۸۳۔ ابو درداء سے بطور مرفوع: شبِ معراج میں نے عرش پر گوہر سبز پر فور سفید سے لکھا دیکھا: محمد،

خدا کے رسول اور ابو بکر، صدقی ہیں۔ طبری نے اضافہ کیا ہے: اور عمر، فاروقی ہیں۔

یہ حدیث عمر بن اساعیل بن مجالد ہمدانی کی بنائی ہوئی ہے جو کذاب و خبیث تھا۔ (۲)

۸۴۔ عائشہ سے مروی ہے: جب رسول خدا نے ام کلثوم کا عقد کیا۔ ام ایکن سے فرمایا: میری بیٹی

کو تیار کرو اور عروس بنا کر، باجے بجا تی ہوئی عثمان کے گھر لے جاؤ۔ میں نے بھی اطاعت کی۔ تین دن

تک بیٹی کے بیہاں آمد و رفت رہی پوچھا: شوہر کو کیسا پایا؟ کہا: اونچے آدمی ہیں۔ فرمایا کہ ہاں، وہ تمہارے

دوا ابراہیم اور باب پ محمد سے بہت زیادہ مشابہ ہیں۔

یہ حدیث عمرو عکھی کی بنائی ہوئی ہے جو کذاب و حدیث ساز تھا۔ ذہنی کہتے ہیں یہ جعلی ہے۔ (۳)

۸۵۔ بطور مرفوع رسول خدا کا ارشاد ہے: ایک پلے میں تمام امت تھی اور درسرے میں ابو بکر کو رکھا

گیا تو پلہ برادر ہا پھر عمر کو رکھا گیا وہ بھی برادر ہا۔ پھر عثمان کو رکھا گیا وہ پلہ بھی برادر ہا۔ پھر ترازو اور پڑا

لیا گیا۔

یہ حدیث عمرو بن واقع دمشقی کی گزوصی ہوئی ہے جو بلاشبھ جھوٹا تھا۔ اس کے علاوہ کسی نے اس کی

ہدایت نہیں کی ہے۔ (۴)

۸۶۔ براء بن عاذب: رسول نے ہم سے ایک دن فرمایا: جانتے ہو عرش پر کیا لکھا ہے: لا إله إلا الله

محمد رسول، ابو بکر صدقی، عمر فاروق، عثمان شہید اور علی راضی و مرضی ہیں۔

۱۔ میزان الاعدال، ج ۱، ص ۳۷۰ (ج ۱، ص ۲۹۶) (۳۰۸۹)

۲۔ الہلی المصور، ج ۱، ص ۱۵۲ (ج ۱، ص ۲۷۶) (ج ۱، ص ۲۹) تارتیب بقدر، ج ۱، ص ۲۰۳

۳۔ میزان الاعدال، ج ۲، ص ۲۸۰ (ج ۲، ص ۲۲۵ نومبر ۲۳۲۸) دارقطنی کی اضطراب و اثر وین (ص ۲۲۲ نومبر ۲۳۲۷)

۴۔ میزان الاعدال، (ج ۳، ص ۲۹۱ نومبر ۲۳۲۵)

ابن عساکر نے محمد بن عبد عامر سے حدیث روایت کی ہے جو پاکا جھوٹا تھا۔ (۱)

۸۷۔ ابن عباس سے بطور مرفوع: قیامت میں ابو بکر حوض کوڑ کے ایک رکن ہوں گے، دوسرے رکن عمر، تیسرا رکن عثمان اور چوتھے رکن علیٰ ہوں گے۔ جوان سے نفرت رکھے گا اس سے کبھی سیراب نہ ہو سکے گا۔ (۲)

۸۸۔ عقبہ بن عامر سے بطور مرفوع: جب تک نازل ہوئے اور کہا کہ خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ ابو بکر سے مشورہ کرو۔ یہ حدیث محمد بن عبدالرحمٰن نے گزہی ہے جو کذاب ہے۔ (۳)

۸۹۔ عبد اللہ بن عمر سے بطور مرفوع: قیامت کے دن عمر و ابو بکر کے درمیان مشورہ ہوں گا اور مکہ اور مدینہ کے درمیان اتنی دیر پھر ہوں گا کہ وہاں کے باشندے میرے ساتھ ہو جائیں۔ (۴)

۹۰۔ ابو ہریرہ سے بطور مرفوع: خدا کے آسمان پر ستر ہزار فرشتے ہیں جو عمر و ابو بکر پر لعنت پڑھنے والوں پر لعن پڑھتے ہیں۔ خطیب نے بطريق کہل بن صقین نقل کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث ساز ہے۔ ذہبی دارقطنی نے بھی اسے محبوب و متروک کہا ہے۔ (۵)

۹۱۔ ابن عباس سے مردی ہے: رسول خدا کو خواب میں دیکھا گھوڑے پر سوار تھے۔ ان کے سر پر نور کا عمامہ تھا، پاؤں میں سبز نعلین تھی، ہاتھ میں مہشت کا سبز تازیانہ تھا، والہان انداز میں پوچھا: کہاں سے تشریف آرہی ہے؟ فرمایا: جنت میں عثمان کی شادی تھی۔ شرکت کر کے آ رہا ہوں۔

یہ حدیث ازدی نے ابراہیم منقوش سے لی ہے جو حدیث ساز اور جھوٹا تھا۔ (۶)

۱۔ تاریخ ابن عساکر (ج ۲۹، ج ۳۰، ج ۳۱، ج ۳۲، ج ۳۳) (المکالی المصنوعۃ، ج ۱، ج ۲، ج ۳)

۲۔ ذہبی نے اس کو ابراہیم بن عبد اللہ مصباحی سے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ فحش جھوٹا تھا لاحظ کیجئے میران الاعتدال، (ج ۱، ج ۲، ج ۳) (نمبر ۱۲۲) حاکم نے اس کی روایتوں کو جعلی تباہی ہے۔

۳۔ میران الاعتدال، (ج ۲، ج ۳، ج ۴، ج ۵، ج ۶، ج ۷) (السان المیزان، ج ۱، ج ۲، ج ۳، ج ۴، ج ۵، ج ۶، ج ۷)

۴۔ یہ عبد اللہ بن ابراہیم خفاری کی روایتوں میں سے ہے جو جھوٹا اور حدیثیں گزہتی تھا۔ اکاہل فی ضعفاء الرجال، (ج ۲، ج ۳، ج ۴، ج ۵، ج ۶، ج ۷) (نمبر ۱۰۰) میران الاعتدال، (ج ۲، ج ۳، ج ۴، ج ۵، ج ۶، ج ۷)

۵۔ المکالی المصنوعۃ، ج ۱، ج ۲، ج ۳، ج ۴، ج ۵، ج ۶، ج ۷ (السان المیزان، ج ۱، ج ۲، ج ۳، ج ۴، ج ۵، ج ۶، ج ۷)

۶۔ المکالی المصنوعۃ، (ج ۱، ج ۲، ج ۳)

۹۲۔ عبد اللہ بن عمر سے مروی: بزم رسول میں کہا گیا کہ امت میں سب سے افضل ابو بکر پھر عمر پھر عثمان ہیں اور رسول نے سن کر ان کا انکار نہیں کیا۔

تمام محدثین نے اس کی روایت کی ہے۔ ہم آخرباب میں اس پر بحث کریں گے۔

۹۳۔ عمر سے بطور مرفوع: عثمان مریں گے تو ان پر طالکہ آسمان نماز پڑھیں گے۔ میں نے پوچھا: کیا عثمان کے لئے خاص طور سے یا تمام لوگوں کے لئے یہ خصوصیت ہے؟ فرمایا: خاص عثمان کے لئے۔ یہ حدیث طویل کا ایک حصہ ہے۔ ذہنی کہتے ہیں کہ محمد بن عبد اللہ خراسانی نے یہ حدیث گزی ہے۔ (۱) ابن حجر کہتے ہیں کہ اس کا جعلی ہونا ظاہر ہے۔ (۲)

۹۴۔ ابو ہریرہ سے بطور مرفوع: خدا کا پر جنم نور ہے جس پر کھا ہوا ہے: "الاَللّٰهُ الاَللّٰهُ مُحَمَّدُ رَسُولُهُ وَابُو بَكْرٍ الصَّدِيقُ"۔ (۳)

۹۵۔ عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے: جعفر بن ابی طالب نے ایک بھل رسول کو ہدیہ کیا اور معادیہ نے تین بھل تھنے میں دئے۔ رسول نے فرمایا: ان ہدیوں کی وجہ سے تم جنت میں جاؤ گے۔ (یہ حدیث ابراہیم بن زکریا نے گزی ہے)۔ (۴)

اس کا جعلی ہونا اس سے واضح ہے کہ جعفر تھنے مکہ سے پہلے شہید ہو چکے تھے اور معادیہ تھنے مکہ کے بعد اسلام لایا۔

۹۶۔ ابو سید خدری سے بطور مرفوع: جس نے عمر سے نفرت کی اس نے مجھ سے نفرت کی۔ خدا شب عرف میں تمام لوگوں پر مبارکات کرتا ہے اور عمر پر خاص طور سے۔

۱۔ میزان الاعتدال، (ج ۳، ص ۲۰۵ نمبر ۲۸۲)

۲۔ لسان المیزان، (ج ۵، ص ۲۲۷ نمبر ۵۵۸)

۳۔ ذہنی اور ابن حجر نے جعلی حدیث کہا ہے۔ میزان الاعتدال، (ج ۲، ص ۲۲ نمبر ۸۳۰) لسان المیزان، (ج ۵، ص ۲۲۲ نمبر ۸۱۷)

۴۔ کتاب الحجر و مسنون (ج ۱، ص ۱۱۶) الہائی المصورہ (ج ۱، ص ۱۱۹) (ج ۱، ص ۲۲۲) میزان الاعتدال، (ج ۱، ص ۱۶) (ج ۱، ص ۹۰ نمبر ۹۰)

ذہی کے نزدیک یہ حدیث باطل ہے کیونکہ حسن بھری کا خادم سعد معلوم نہیں کون ہے۔ (۱)

۷۹۔ انس سے بطور مرفوع: شب مرارج میں نے جبریل سے پوچھا: کیا میری امت سے حساب لایا جائے گا؟ کہا: سب سے حساب لیا جائے گا سوائے ابو بکر کے۔ قیامت میں ان سے کہا جائے گا: اے ابو بکر! جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ کہنیں گے میں اس وقت تک جنت میں نہیں جاؤں گا جب تک مجھے دوست رکھنے والے بھی جنت میں نہ جائیں۔

تاریخ خطیب اور میزان ذہی میں اس کی تکذیب کی گئی ہے۔ (۲)

یہ مناقب خلفاء میں چند احادیث ہیں جنہیں اپالہ و دجالہ نے گڑھا ہے اور یہ صحابہ و مسانید سے الگ ہیں۔ ان میں تو اور بھی جعلی فریب کا طومار ہے اکثر کا سلسلہ حضرت علیؑ تک مشتمی ہوتا ہے۔ عامر بن شراحیلی کہتے ہیں کہ اکثر حدیثیں حضرت علیؑ کے نام سے گردھی گئی ہیں۔ (۳) فیروز آبادی کہتے ہیں کہ ابو بکر کی مدح میں بہت زیادہ حدیثیں وضع کی گئی ہیں۔ (۴) وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ فضائل معادیہ میں ایک بھی صحیح حدیث نہیں ہے۔ (۵) ابن تیمیہ، منہاج السنۃ میں کہتے ہیں کہ ایک گروہ نے فضائل معادیہ میں حدیث رسول گردھی ہیں وہ تمام کی تمام جھوٹی ہیں۔ (۶)

اسی طرح بہت سے صحابہ کے نام فضیلت کی حدیثیں گردھی گئیں۔ کچھ معلوم افراد کے نام سے بھی گردھی گئی ہیں مثلاً وہب اور غیلان کے نام سے۔ حدیث رسول ﷺ ہے: میری امت میں وہب ناگی شخص ہو گا جسے حکمت خداوندی عطا کی گئی ہوگی۔ ایک غیلان نام کا شخص ہو گا جو ابلیس سے بدتر ہو گا۔ (۷) ایک حدیث ہے: آخری زمانے میں محمد بن اکرام ناگی ہو گا جو میری سنت زندہ کرے گا۔ (۸) اس طرح

۱۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۳۲۰، (ج ۲، ص ۵۷۹ نمبر ۱۰۲۲۸)

۲۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۱۱۸ (ج ۸، ص ۲۶۷، میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۳۶ (ج ۲، ص ۵۰۰ نمبر ۷۲۱۵)

۳۔ تذکرۃ الحکایات، ج ۱، ص ۷۷ (ج ۱، ص ۸۲) ۴۔ سفر الصادق، (ج ۱، ص ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳)

۵۔ مخلوqi نے کشف المحتوا، ج ۱، ص ۳۱۹ پر فیروز آبادی کے جیسی حقیقات لکھی ہے۔

۶۔ منہاج السنۃ، ج ۲، ص ۷۰ (ج ۳، ص ۱۶۰ نمبر ۸۳۲۵)

۷۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۳۰ (ج ۱، ص ۷۱ نمبر ۲۷۱)

۸۔ سان المیران، ج ۱، ص ۲۷۵ (ج ۱، ص ۷۱ نمبر ۲۷۱)

جموئی حدیثوں کے دفتر تیار ہو سکتے ہیں۔

یہاں صرف بام جریل وضع کی گئی سو حدیثوں کا بعض نمونہ پیش کیا جاتا ہے:

۱۔ میری امت میں ستر ہزار افراد بے حساب جنت میں جائیں گے۔ (۱)

۲۔ اس قبرستان (بیچ) سے ستر ہزار مردے الٹھائے جائیں گے اور بے حساب جنت میں جائیں

گے۔ (۲)

۳۔ میری امت کے ستر ہزار افراد کا کوئی حساب و کتاب نہ ہو گا جنت میں جائیں گے۔ (۳)

۴۔ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میری امت سے ستر ہزار افراد کو بے حساب جنت میں داخل

کرے گا۔ (۴)

۵۔ خدا تمص کے نوے ہزار افراد کو بے حساب جنت میں داخل کرے گا۔ (بزار)

۶۔ میرے بعض اصحاب کی نسل سے عورت و مرد بے حساب جنت میں جائیں گے۔ (طبرانی

بطریق صحیح) (۵)

۷۔ تم میں سے پچاس ہزار یا ستر ہزار کو دیکھ رہا ہوں کہ بے حساب جنت میں جا رہے ہیں۔

(طبرانی) (۶)

۸۔ خدا کس قدر بزرگ و برتر ہے کہ ہر ستر ہزار کے ساتھ ستر ہزار بغیر حساب جنت میں جائیں

گے۔ (۷)

۹۔ مجھے عطا کیا گیا ہے کہ ستر ہزار کو بے حساب جنت میں داخل کیا جائے گا۔ اس پر اضافہ کیا گیا

۱۔ صحیح بخاری (ج ۵، ص ۲۲۳۵ حديث ۶۱۰۷) صحیح مسلم (ج ۱، ص ۲۵۰ حديث ۷۷۲) کتاب الایمان) مسند احمد (ج ۱، ص ۲۹۸ نمبر ۲۹۸) سنن داری (ج ۲، ص ۳۲۸)

۲۔ ائمۃ الکبریٰ (ج ۵، ص ۳۹ حديث ۲۵۵۶) صحیح الروابند، ج ۲، ص ۱۲.

۳۔ مسند احمد (ج ۲، ص ۲۶۸) نمبر ۱۲ (۲۱۹۱) ائمۃ الکبریٰ (ج ۲، ص ۹۲ حديث ۱۱۳۱)

۴۔ ائمۃ الکبریٰ (ج ۵، ص ۳۹ حديث ۲۵۵۶) ۵۔ ائمۃ الکبریٰ (ج ۲، ص ۲۰۱ حديث ۱۰۰۵)

۶۔ صحیح الروابند، ج ۱، ص ۳۱۰.

۷۔ صحیح الروابند، ج ۱، ص ۳۰۱.

- ہے کہ ہر ایک پر ستر ہزار ساتھ جائیں گے۔ (احمد، ابو یعلیٰ، مجمع الزوائد) (۱)
- ۱۰۔ حدیث مراجی میں ہے: حاملان قرآن سے حساب کتاب نہ ہوگا۔ (خزینۃ الاسرار) (۲)
- ۱۱۔ ہمیں کسیپ میں میری امت سے ستر ہزار جنت میں جائیں گے۔ (تاریخ بغداد) (۳)
- ۱۲۔ حمس وز تون کے درمیان سے ستر ہزار بغیر حساب مشور ہوں گے۔ (محدث کعبین) (۴)
- ۱۳۔ ہر حاجی یا عمرہ کرنے والا مر جائے تو بے حساب جنت میں جائے گا۔ (۵)
- ۱۴۔ پشت کوفہ سے ستر ہزار بے حساب وارد بہشت ہوں گے۔ (۶)
- ۱۵۔ اے محمد ان میں سے ستر ہزار بے حساب وارد بہشت ہوں گے۔ (۷)
- ۱۶۔ خدا نے مجھے بشارت دی ہے کہ ستر ہزار اور ان کے ساتھ ستر ہزار بے حساب جنت میں جائیں گے۔ (۸)

۱۷۔ حدیث عییر بطور مرفوع: خدا نے مجھے وعدہ کیا ہے کہ تمیں ہزار کوبے حساب جنت میں بھیجے گا۔ (۹)

مزید سنن خندی نے ابوالامائمہ سے روایت کی ہے: ابو مکر سے سنا کہ رسول نے فرمایا: سب سے پہلے میں اور تم حساب کے لئے پیش ہوں گے۔ پوچھا: پھر کون؟ کہا: عمر۔ کہا: پھر کون؟ فرمایا: علی۔ پھر پوچھا: عثمان؟ فرمایا کہ میں نے خدا سے دعا کی کہ اس کا حساب میری وجہ سے بخش دے خدا نے بخش دیا۔

﴿...فَعَنْ أَظْلَمِ مَمْنُونِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا لِيُهْلِكَ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ...﴾ (۱۰)

- ۱۔ محدث احمد، (ج ۱، ص ۱۲۰ حدیث ۲۲۳) محدث ابی یعلیٰ (ج ۱، ص ۳۰۰ حدیث ۱۱۷) محدث ابی یعلیٰ (ج ۱، ص ۳۱۲) مجمع الزوائد، ج ۱۰، ص ۳۰۵۔
- ۲۔ خزینۃ الاسرار (ص ۸۸) (ص ۶۶) تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۲۶۰۔
- ۳۔ محدث کعبین (ج ۲، ص ۸۹) (ج ۳، ص ۹۵) حدیث ۲۲۷
- ۴۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۲۷۰۔
- ۵۔ محدث احمد، ج ۱، ص ۳۱۸ (ج ۱، ص ۳۵۲) حدیث ۲۸۹، (ج ۱، ص ۳۹۵) حدیث ۲۷۲ (۳۳۷)
- ۶۔ محدث احمد، ج ۵، ص ۳۹۵ (ج ۶، ص ۵۳۳) حدیث ۲۲۸۲۵
- ۷۔ محدث احمد، (ج ۱، ص ۳۵۲) حدیث ۲۲۲۵ (ج ۷، ص ۶۳) حدیث ۱۲۳ (۱۲۳) الاصابیہ (ج ۳، ص ۳۷)، ریاض المعرفۃ، (ج ۱، ص ۳۱) (ج ۱، ص ۲۵)
- ۸۔ سورۃ انعام، آیت ۱۳۳

خلافت کے بارے میں جعلی احادیث

ارباب ہوں نے سب سے زیادہ موضوع خلافت ہی کو نشانہ بنایا ہے۔ جھوٹی حدیثیں گردھی گئیں اور حق پوشی کے لئے انہیں کتابوں میں بھر دیا گیا۔ حالاں کہ تمام فرقے ان احادیث کے مفہوم سے اختلاف رکھتے ہیں۔ ان حدیثوں کو ماننے کا مطلب ہے کہ تمام امت غلطی پر ہے جب کہ انھیں کے عقیدہ کے مطابق امت غلطی پر اجماع نہیں کر سکتی۔ کیون کہ امت یا تو نص علیٰ کا عقیدہ رکھتی ہے یا خلافت کو انتخاب اور عدم نص کے مطابق سمجھتی ہے۔ ان نصوص کو ماننے کا مطلب ہے کہ وہ غلطی پر ہیں۔ ان جھوٹی حدیثوں کا نمونہ ملاحظہ فرمائیے:

۱۔ انس سے مروی ہے: رسول خدا ایک باغ میں وارد ہوئے۔ اتنے میں کسی نے دروازہ ٹکڑھایا۔ رسول نے کہا: انس جاؤ آنے والے کو جنت کی بشارت اور میرے بعد خلافت کی بشارت دیو۔ انس گئے تو دیکھا کہ ابو بکر ہیں۔ انہیں جنت کی اور خلافت کی بشارت دی۔ تھوڑی دیر بعد پھر کندھی ٹکڑھائی گئی۔ رسول نے فرمایا: جا کر جنت اور خلافت کی بشارت دیو۔ جا کر دیکھا تو عمر تھے۔ انہیں جنت و خلافت کی بشارت دی۔ تھوڑی دیر بعد کندھی ٹکڑھائی گئی۔ فرمایا: جا کر خلافت اور کشتہ مظلوم ہونے کی بشارت دیو۔ وہاں عثمان تھے انہیں خلافت اور کشتہ مظلوم ہونے کی بشارت دی۔ عثمان نے رسول سے پوچھا: نہ تو میں نے کبھی آواز بلند کی نہ کسی چیز کی آرزو کی، نہ کبھی داہنے ہاتھ سے شرمگاہ مس کی پھر کیوں قتل کیا جاؤں گا؟ فرمایا: ایسا ہی ہو گا۔

خطیب اور ذہبی نے اس کو جعلی حدیث کہا ہے۔ (۱) ابن حجر نے کہا ہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو

عمر خلافت کو شوری پر نہ تلتے۔ (۱) اس روایت میں عبد الاعلیٰ کو کذاب کہا گیا ہے۔ (۲) بکر بن مخاربی کذاب تھا۔ (۳)

علامہ امینی فرماتے ہیں: پھر سقیفہ کی دھینگا مشتی میں اس کو بطور ثبوت کیوں نہ پیش کیا گیا؟ تجب ہے کہ ابو قیم اور سیوطی نے دلائل (۲) اور خصائص (۵) میں بغیر تبصرہ کے درج کر دیا ہے۔

۲۔ عائشہ کہتی ہیں کہ میری باری تھی جب رسول خدا یت گئے تو میں نے پوچھا: کیا میں آپ کی معزز یہوں نہیں ہوں؟ رسول نے فرمایا: کیوں نہیں۔ عائشہ نے کہا: پھر میرے والد کے لئے کوئی حدیث ارشاد فرمائیے۔ رسول نے فرمایا: جبریل نے مجھ سے کہا کہ جب خدا نے ارواح کو خلق کیا تو روح ابو بکر کو اختیار فرمایا، ان کی تخلیق جنت کی مٹی اور آب حیات سے ہوئی۔ ان کے لئے سفید موئی کا قصر ہو گا، خدا ان کا حنف ضائع نہ کرے گا اور گناہ کی باز پس نہ کرے گا۔ اور میں نے اپنی ذات کی طرح ان کی بھی خانست لی ہے۔ وہ قبر میں میرے رفق اور انہیں ہوں گے، وہی میرے بعد میرے خلیفہ ہوں گے۔ اے عائشہ! جبریل و میکائیل نے اسی نیاد پر ان کی بیعت کی ہے اور ان کی خلافت کو زیر عرش سفید پر چم کے ساتھ استوار کیا ہے پھر خدا نے فرشتوں سے پوچھا: کیا جس بندے سے میں راضی ہوں تم راضی ہو؟ یہ فخر تمہارے باپ کے لئے کافی ہے۔

خطیب کہتے ہیں کہ اس کے تمام راوی معتبر ہیں صرف شیخ قلان کا نام در میان میں گڑھ لیا گیا ہے۔ اور ابن بالشاذ جھوٹی حدیثیں گڑھتا تھا۔ (۶) ذہبی نے اس حدیث کو جھوٹ کہا ہے۔ (۷) مغلوں اور فیروز آبادی نے مشہور ترین جعلی حدیث کہا ہے، اس کا باطل ہونا بالکل واضح ہے۔ (۸) سیوطی

۱۔ سیان الیمن ج ۳ ص ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴ (ج ۳ ص ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷ نمبر ۲۲۵)

۲۔ میزان الاعدال ج ۲ ص ۹۱ (ج ۲ ص ۵۳۱ نمبر ۲۲۱)

۳۔ میزان الاعدال ج ۱ ص ۱۶۲ (ج ۱ ص ۲۳۸ نمبر ۱۲۹۵) کتاب الحجر و میمن (ج ۱ ص ۱۹۵) تذکرۃ الموضوعات ص ۱۵

۴۔ دلائل الجواہر ج ۲ ص ۲۰۱ (ج ۲ ص ۷۰ نمبر ۲۷۰ حدیث ۳۸۸)

۵۔ الحسان اکبری ج ۲ ص ۱۲۲ (ج ۲ ص ۲۰۶)

۶۔ تاریخ بغداد ج ۲ ص ۱۲۳

۷۔ میزان الاعدال ج ۳ ص ۱۲۳، ۱۲۴ (ج ۳ ص ۲۲۶، ۲۲۷ نمبر ۲۶۳، ۲۶۴)، ج ۳ ص ۲۸۲ نمبر ۹۱۳۹

۸۔ کشف الخفا (ج ۲ ص ۳۱۹) سفر الحادثة (ج ۲ ص ۱۱۲)

بھی اسے جعلی کہتے ہیں۔ (۱)

۳۔ عائشہ کا بیان ہے کہ مسجد رسولؐ کی پہلی اینٹ رسولؐ نے رکھی پھر ابو بکر، عمر اور عثمان نے رکھی۔ میں نے کہا: یا رسول اللہؐ! آپ دیکھتے نہیں کہ یہ لوگ کس طرح محنت کر رہے ہیں؟ فرمایا: یہ میرے بعد خلفاء ہوں گے۔ حاکم کہتے ہیں کہ اس کاراوی محمد بن فضل واہیات ہے۔ (۲) ذہبی کہتے ہیں کہ صحیح نہیں کیوں کہ عائشہ تو اس وقت تک زوجیت میں نہیں آئی تھیں بہت کم تھیں۔ افسوس ہے کہ حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

۴۔ عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے: رسول خدا نے فرمایا: اے بلال! لوگوں میں اعلان کر دو کہ میرے بعد خلیفہ ابو بکر ہیں، اے بلال! لوگوں میں اعلان کر دو کہ ابو بکر کے بعد عمر خلیفہ ہوں گے اور اعلان کر دو کہ عمر کے بعد عثمان خلیفہ ہوں گے۔

اس روایت کو ابو قیم و خطیب (۳) نے بغیر تبرے کے نقل کیا ہے۔ ذہبی نے اسے موضوع کہا ہے اس کی سند کی ایک فرد سعید کو جوہتا کہا ہے۔ (۴) اس اعلان کو لوگوں نے سن کیوں نہیں۔ کیا تمام امت محمدیؐ کے کان بہرے ہو گئے تھے۔

۵۔ بطور مرفوع: ابو بکر میری امت پر میرے بعد زمام خلافت سے وابستہ ہیں۔

محمد بن عبد الرحمن کذاب نے اس روایت کو گڑھا ہے۔ وہ حدیث ساز بھی تھا۔ (۵)

۶۔ زیبر بن عوامؓ سے مروی ہے کہ رسولؐ نے فرمایا: میرے بعد خلیفہ ابو بکر ہیں پھر عمر کے بعد اختلاف واقع ہوگا۔ راوی نے علیؑ سے اس خبر کی قدمیق چاہی، علیؑ نے فرمایا: زیبر نے حق کہا ہے، میں

۱۔ الالہ المحفوظ لیلہ حرام ۱۵۵ (ج ۱۹۱ ص ۲۹)

۲۔ المسدر ک علی الحسین ح ۳۷ ص ۹۷ (ج ۳ / حدیث ۳۵۲۲)، اسی صفحے کے حاشیہ پر ذہبی کا نظر ہے، تجھیں اصل کتاب کے ساتھ شائع ہوئی ہے اور پتن کتاب اور حاشیہ پر تجھیں ذہبی ہے)

۳۔ تاریخ بغداد ح ۲۸۹ ص ۳۲۹

۴۔ میران الاعتماد ح ۱۸۷ ص ۲۸۷ (ج ۲ / ح ۱۵۰ نومبر ۳۲۲۳) ابتوح و انتدیل (ج ۲ / ح ۲۵ ص ۲۵)

۵۔ میران الاعتماد ح ۱۸۷ ص ۹۳ (ج ۳ / ح ۲۷۴ نومبر ۸۸۶) نیز ملاحظہ کیجئے کذاب و حکم ساز محمدین کا سلسہ نمبر ۵۳۸

نے بھی رسول سے یہ سنائے ہے۔

یہ عبد الرحمن بن عمر بن جبلہ کی گزینی ہوئی ہے۔ (۱) اگر علی نے ساتھا تو شوری میں دعویدار خلافت کیوں ہوئے۔ پھر یہ کہ زیرینے حکم رسول مسیح کر بھی ابو بکر کی غافلگی کی وہ تو تکوار بجا نہ رہے تھے کہ جب تک علی کی بیت نہ ہو گی تکواز نیام میں نہ رکھوں گا۔

۷۔ بطون مرفوع ارشاد رسول ہے: جب تک نے مجھ سے کہا کہ ابو بکر زمانہ حیات میں تمہارے وزیر اور بعد وفات تمہارے خلیفہ ہیں۔

یہ حدیث ابوہارون اسماعیل بن محمد فلسطینی کی بنائی ہوئی ہے، ذہبی کہتے ہیں ابوہارون کذاب ہے۔ (۲)

وادی ارشاد حکم خدا ہوا اور کے وادی میں والوں کو خبر نہ ہو سکی، ایک قسطنطین کے آدمی نے اس کی خبر نہ کی!!!۔

۸۔ ابوسعید خدری سے بطون مرفوع حدیث مسراج ہے: میں نے عرض کی: خدایا! میرے بعد علی کو خلیفہ بنادے؟

آسان لرز رہا تھا اور فرشتے چلانے لگے: اے محمد! چو" و ماتشاؤن الا ان یشاء اللہ " خدا ابو بکر کو خلیفہ بنانا چاہتا ہے۔

یوسف بن جعفر کی گزینی ہوئی حدیث ہے۔ ذہبی و جوز جانی وغیرہ نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے۔ (۳)

۹۔ حضرت علی علیہ السلام سے مردی ہے: اے علی! میں نے تین بار خدا سے دعا کی کہ تمہیں خلافت میں مقدم کروے مگر خدا نے ابو بکر علی کو مقدم رکھا۔

۱۔ میزان الاعتداں ج ارس ۷۲ (ج ارس ۳۱۵ نمبر ۱۱۹۱)۔

۲۔ میزان الاعتداں ج ارس ۷۲ (ج ارس ۲۲۵ نمبر ۹۲۵)۔

۳۔ میزان الاعتداں ج ۲۳ ارس ۳۲۹ (ج ۲۳ ارس ۳۶۰ نمبر ۹۸۶) المکالی المصوّر ج ارس ۶، ۱۵۶ (ج ارس ۱، ۳۰۱)۔

بلا تبرہ خطیب نے اس کو نقل کیا ہے۔ (۱) ذہبی نے اس کو ابوحنیفہ سے نقل کر کے کہا ہے کہ علی بن حسین بھی کی آفت ہے جو کذاب تھا۔ (۲) اس باطل حدیث کی چحتا ز ابن حجر نے بھی مچائی ہے۔ (۳)

تبصرہ:

اس حدیث ساز سے پوچھا جا سکتا ہے کہ بالفرض جب خلافت کسی شخص میں تھی تو خدا سے بلا وجہ رسول نے سوال کیوں کیا؟ رسول کو تو بجائے علی کے یہ پوچھنا چاہیئے تھا کہ کے خلیفہ بجائے گا نہ کہ رسول ایسا سوال کریں کہ آسمان کو لزہ ہو جائے۔ کیا رسول اس قدر پست تھا کہ مکمل سوالات خدا سے کرتا تھا؟

پھر یہ کہ علم رسول یہاں ملائکہ کے علم سے بھی کم ہو گیا، آخر رسول سے علم ملائکہ کے مقدم ہونے کی وجہ کیا ہے؟ چھوڑیے اس کو آخر رسول مغلی کے متعلق کیوں مصر تھے اور خدا ابویکر کے لئے بھند کیوں تھا؟ میرا خیال ہے کہ حدیث گڑھنے والوں کے پاس قطعی جواب نہ ہو گا، لطف یہ کہ محدثین اسے نقل کر کے لطیف و عالی سند سے متصف کرتے ہیں۔ (۴)

۱۰۔ خطیب نے ابراہیم، ہارون مستملی، عبداللہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا کی خدمت میں گھوڑا لایا گیا، آپ اس پر سوار ہوئے اور فرمایا کہ اس پر اب وہ سوار ہو گا جو میرے بعد خلیفہ ہو گا، پھر ابویکر صدیق اس پر سوار ہوئے۔ (۵)

دیکھئے تو خطیب اس گھوڑے سے کس قدر خائف ہیں، انہیں اس سند کے عیوب سے جنم پوشی پر مزہ آ رہا ہے۔ اس میں ابراہیم مجہول و گنام ہے، (۶) ہارون کی حدیث بقول ابوحنیم گھوڑے خانے کے

۱۔ تاریخ بغداد ح امری ۲۱۳

۲۔ میزان الانعام ح ۲۲۲ ح ۲۲۲ (ح ۳ ح امری ۲۲ ائمہ ۵۸۱)

۳۔ القوادی الحنفی، ح ۱۲۶ (۱۷۲)

۴۔ اکاہل فی ضعفاء الرجال (ح امری ۱۵۰، ح امری ۱۸۸)

۵۔ تاریخ بغداد ح امری ۲۲

قابل ہے، یعنی کذاب ہے، (۱) عبد اللہ کو ذہبی مجھول کہتے ہیں، (۲) ابن حجر اور سیوطی نے بھی اس کو موضوع اور ضعیف کہا ہے۔ (۳)

۱۱: جابر سے بطور مرفوع: رسول نے فرمایا: ابو بکر میرے بعد وزیر و خلیفہ ہیں، عمر میرے دوست اور عثمان مجھ سے ہے اور میں عثمان سے ہوں، علی میرے بھائی اور صاحب لواہ ہیں۔ (۲) کنز العمال میں ہے کہ ابو بکر میرے وزیر، عمر میرے ترجمان اور عثمان مجھ سے ہے، میں اس سے ہوں۔

یہ حدیث کادح بن رحمۃ کی گڑھی ہوئی ہے جو کذاب اور اس کی تمام احادیث مہمل ہیں، (حاکم، ابو قیم، ذہبی) (۵)

۱۲۔ ابن عساکر عبد الرحمن بن ابی بکر سے اخراج کرتے ہیں کہ رسول اکرم نے فرمایا: مجھے قلم و دوات لا کرو تاکہ اسی تحریر لکھ دوں کہ اس کے بعد کسی گراہ نہ ہو۔ پھر فرمایا: خدا و مولین ابو بکر کے سوا کسی کو قبول نہ کریں گے۔ (۶)

۱۳۔ عائشہ سے مردی ہے مجھ سے رسول اکرم نے مرض الموت میں فرمایا: اپنے بھائی اور باپ کو میرے پاس بلاؤ تاکہ میں ایک تحریر لکھ دوں، کیوں کہ مجھے اندر یہ ہے کہ کوئی خلافت کا طلب گارا پنا مطالبه پیش کرتے ہوئے کہہ کہ میں زیادہ حقدار ہوں اور خدا و مولین ابو بکر کے سوا کسی کو قبول نہ کریں گے۔

مسلم، احمد اور دوسروں کے فقرے ہیں کہ مجھ سے رسول خدا نے مرض الموت میں فرمایا:
اپنے باپ ابو بکر اور بھائی عبد الرحمن کو میرے پاس بلاؤ تاکہ اسی تحریر لکھ دوں کہ جس کے بعد کوئی

۱۔ ملاحظہ کچھ کذاب و جعل ساز محدثین کا سلسہ نمبر ۶۷۹

۲۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۳۰۰، رقم ۳۲۳۲، ابو جرج و الحمدیل ج ۵، ص ۲۱

۳۔ الاصل، ج ۲، ص ۲۸۸، الملا لی المضوی، ج ۱، ص ۱۵۶ (ج ۱، ص ۳۰۱)

۴۔ کنز العمال، ج ۶، ص ۱۶۰ (ج ۱، ص ۲۲۸، رقم ۱۶۱) (۳۲۰۶۳)

۵۔ میزان الاعتدال (ج ۳، ص ۳۹۹، رقم ۲۹۲۷) اکالی فی ضعفاء الرجال (ج ۲، ص ۲۸۲، رقم ۱۶۱۶) لسان المیزان، ج ۲، ص ۲۸۱، (ج ۱، ص ۵۶۷، رقم ۲۵۷)

۶۔ مسند رک علی الحسنین (ج ۳، ص ۵۲۲، رقم ۲۰۱۶) کنز العمال، ج ۲، ص ۱۳۹، (ج ۱، ص ۵۵۰، رقم ۱۶۱۶) (۲۲۵۸۲)

اختلاف باقی نہ رہ جائے پھر فرمایا: خدا کی پناہ کر مونوں کے درمیان خلافت ابو بکر کے بارے میں کوئی اختلاف ہو۔ (۱)

ایک روایت عبد اللہ بن احمد کی ہے جس کے الفاظ ہیں: خدا اور موسیٰ کو خلافت ابو بکر کے بارے میں اختلاف سے انکار ہے۔ (۲)

۱۲۔ عائشہ سے بطور مرفوع روایت ہے کہ رسول خدا نے فرمایا: میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ کسی کو ابو بکر اور ان کے صاحبزادے (عبد الرحمن) کے پاس سُجّح کر بلوادیں اور استوار عہد کروں (وصیت خلافت کروں) تاکہ اختلاف کرنے والوں کا منہ بند ہو جائے کہ ان سے زیادہ حقدار موجود ہیں یا کوئی خلافت کا متینی خلافت کی تمنا کرے پھر میں نے کہا: خدا اس میں اختلاف نہ ہونے دیگا اور موسیٰ دفاع کریں گے یا موسیٰ اس میں اختلاف نہ ہونے دیں گے اور خدا اس کا دفاع کرے گا۔

اس حدیث کو صنعتی نے مشارق الانوار میں بحوالہ بخاری (۳) نقل کیا ہے پھر حاشیہ میں لکھا ہے کہ میں نے اسے سُجّح بخاری میں نہیں پایا ہے مراہد کیا جائے۔ پھر مین التوسمیں میں اس کی شرح کی گئی ہے۔ (۴) این حزم نے فصل میں نقل کر کے کہا ہے کہ خلافت ابو بکر کی یہ نص صریح ہے۔ (۵)

یہ حدیث، حدیث قرطاس کی مسخ شدہ صورت میں پیش کی گئی ہے اور اس کا چہ بہ اثار اگیا ہے جسے اکثر سُجّح احادیث پیان کرتی ہیں، مسانید میں اس کا ذکر ہے جس میں رسول پر بذیان کا الزام لگایا گیا اور مرض کا بہانہ کیا گیا۔

اہن ابی الحدید بھی لکھتے ہیں کہ یہ حدیث قرطاس کا چہ بہ ہے۔ (۶)

۱۔ سعیج سلم (ج ۵ ص ۱۰) حدیث اہل کتاب فضائل الصالحة (مسند رحمۃ) مسنودۃ (ج ۷ ص ۱۵۲) / حدیث (۵۳۲۲)۔

۲۔ الصواعق امغر (ج ۱۲) شرح مشارق الانوار (ج ۲ ص ۲۵۸)۔

۳۔ سُجّح بخاری (ج ۵ ص ۲۲۵) / حدیث (۵۳۲۲)۔

۴۔ شرح مشارق الانوار (ج ۲ ص ۹۰)۔

۵۔ الفضل (ج ۲ ص ۱۰۸)۔

۶۔ شرح سُجّح البلاغ (ج ۳ ص ۷۱) (ج ۱۱ ص ۲۰۲) / خطبہ (۲۰۲)۔

علامہ امینی فرماتے ہیں: یہ رسول کا استحادہ یا تو مومنین کے عدم اختلاف سے منع کیا گیا ہے اگر خبر ہے تو جھوٹ ہے کیوں کہ بنی ہاشم اور بنی خزر ج کے اکثر افراد و دیگر صحابہ نے اختلاف کیا بعد میں تشدد پسندی کے ذریعے بیعت کی گئی لیکن خزر جیوں کا کیتنہ باقی رہ گیا اور شیعوں کو تو قیامت تک اختلاف رہے گا۔ اور اکثر رسول نے منع کیا تھا تو تمام وہ صحابہ اور مومنین فاسق ہو گئے جنہوں نے خلافت ابو بکر کی خلافت کی پھر الصحابی کلمہ عدول کا نظریہ غلط ہو جائے گا بہر حال یہ حدیث صحیح نہیں رہ جاتی۔ پھر یہ کہ خود عائشہ سے پوچھا جا سکتا ہے کہ انہوں نے سیفہ میں یہ حدیث رسول کیوں نہ پیش کی جب تمام صحابہ خلافت کر رہے تھے۔ شاید وہ جواب دیں کہ رسول نے یہ حدیث نہیں فرمائی بلکہ بعد کے دجالوں نے یہ حدیث گزرا ہی ہے۔

۱۵۔ عائشہ سے مردی ہے: میرے بعد انہم خلافت ابو بکر و عمر ہیں۔

ذہبی کے نزدیک یہ حدیث باطل ہے، علی بن صالح انہامی حدیث سازی میں بدنام تھا۔ (۱) تجب ہے کہ یہ نص صریح سیفہ میں عائشہ نے کیوں نہ پیش کی شاید انہیں ڈر تھا کہ تمام صحابہ ان کی عیاری اور مکاری کا پردہ فاش کر دیں گے۔

۱۶۔ عبد اللہ بن عمر سے بطور مرفوع: میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے: ابو بکر تھوڑے دن رہیں گے پھر عمر عرب میں ہنگامہ الحا کے بہترین زندگی گذاریں گے اور شہید ہوں گے اور عثمان! تم سے لوگ کہیں گے کہ خدا نے جو خلافت کا لباس پہنایا ہے اسے اتنا دو۔ بخدا! اگر تم نے وہ لباس اتنا دیا تو تمہارا جنت میں جانا ایسا ہی ہو جائے گا جیسے اونٹ کا سوئی کے نا کے میں جانا۔

اس کا راوی عبد اللہ بن صالح ہے جو کذاب تھا (بیہقی (۲) ابن کثیر) اور ربیعہ بن سیف ہے بخاری اسے منکر کجھتے ہیں۔ (۳) ذہبی اس کو صحیح بن معین سے نقل کر کے تجب کرتے ہیں کہ ایسا مقدس آدمی ایسی جھوٹی حدیث کیسے لکھ دیتا ہے اور پھر کوئی تبرہ بھی نہیں کرتا۔ اس میں ربیعہ راوی ہے جو مہل اور جیر تاک روایتیں بیان کرتا تھا۔ (۴)

۱۔ میزان الاعتadal ج ۲ ص ۲۲۷ (ج ۲ ص ۲۲۲) (۵۸۶۵ نومبر ۱۹۷۵)

۲۔ دلائل علی الہدیۃ (ج ۲ ص ۳۹۲) الہدیۃ والحلیۃ ج ۲ ص ۲۰۶ (ج ۲ ص ۲۲۰)

۳۔ میزان الاعتadal ج ۲ ص ۲۸۳ (ج ۲ ص ۲۲۳) (۲۲۸۳ نومبر ۱۹۷۳)

۷۔ ابن عباس سے ”و اذا سر النبی الی بعض ازواجه“ کی تفسیر مردی ہے کہ رسول نے خصص سے راز کی بات کہی کہ ابو بکر میرے بعد ولی امر ہوں گے اور ان کے بعد عمر ہوں گے انہوں نے عائشہ کو اس کی خبر دی۔ (۱)

نہضۃ الجالیں میں ہے کہ رسول نے نہ بیان کرنے کی تاکید کی تھی۔ (۲) زینبی نے عائشہ سے اس آیت کے ذیل میں روایت نقل کی ہے کہ رسول نے عائشہ سے راز کی بات کہی تھی کہ میرے بعد ابو بکر خلیفہ ہوں گے۔ پھر کہتے ہیں کہ یہ روایت خالد بن اسماعیل مخدومی کی بنائی ہوئی ہے جو کذاب تھا۔ (۳)

۸۔ ابن عباس سے مردی ہے: جب سورۃ نصر نازل ہوا تو عباس، علیؑ کے پاس آئے اور کہا: اللہو، مل کے رسول سے پوچھیں کہ آپ کے بعد خلیفہ کون ہے؟ دونوں نے رسول سے پوچھا تو فرمایا: اے عباس! اے رسول کے پچا! بے شک خدا نے ابو بکر کو میرے بعد دین خدا اور وحی کا محافظ اور خلیفہ مقرر کیا ہے۔ اس لئے ان کی بات سن کر اطاعت کروتا کہ فلاج پاؤ۔ عباس کہتے ہیں کہ لوگوں نے اطاعت کی اور فلاج پائی۔

ایک دوسری روایت کا فخر ہے: اے پچا! خدا نے ابو بکر کو اپنے دین اور وحی کے سلسلے میں میرا خلیفہ قرار دیا ہے اس لئے ان کی اطاعت کروتا کہ ہدایت پاؤ ان کی پیروی کروتا کہ راہ راست سے بہرہ مند ہو سکو۔

ابن عباس کا بیان ہے کہ لوگوں نے ایسا ہی کیا اس لئے راہ راست سے بہرہ مند ہوئے۔ یہ روایت تاریخ خطیب (۴) میں بغیر کسی تقدیم سند کے نقل ہے ان کے سلسلہ سند میں عمر بن ابراہیم بن خالد ہے جو کذاب تھا علاوہ اس کے سیوطی (۵) نے لکھا ہے کہ خطیب نے عمر کو کذاب کہا ہے لیکن موجودہ تاریخ خطیب کے نئے میں ناشروں نے بد دیانتی کرتے ہوئے اس کے کذاب ہونے کی بات اڑادی

۱۔ انساب الاشراف (ج ارمس ۲۲۲، ربیر ۸۸۷)

۲۔ نہضۃ الجالیں (ج ارمس ۲۲۲، ربیر ۸۸۷)

۳۔ میزان الاعتدال (ج ارمس ۲۹۲، ربیر ۲۲۰)

۴۔ تاریخ بغداد (ج ارمس ۲۹۲)

۵۔ الہلی المجموع (ج ارمس ۱۵۲، (ج ارمس ۲۹۲)

ہے۔ ذہبی نے میزان میں کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ (۱)

علامہ امیلی فرماتے ہیں: افسوس ناک بات یہ ہے کہ عباس نے یہ نص رسول سے سنی اور ابن عباس نے خلافت شیخین کو قرآن میں بھی حلاش کر لیا اور قسم کھا کھا کے لوگوں سے بیان کیا لیکن دونوں نے خلافت شیخین کی خلافت کی۔ انہوں نے بیعت ابو بکر سے انکار کیوں کیا؟ (۲) پھر یہ کہ عباس نے علیؑ کو رسولؐ کے پاس چلنے کو کہا اور علیؑ نے کہا بھی کہ میں نے رسولؐ سے پوچھا تھا انہوں نے ابو بکر کی خلافت کا اعلان کیا ہے لیکن پھر علیؑ نے بعد رسولؐ بیعت کیوں نہ کی؟ علیؑ تو فرماتے ہیں کہ میرے سوا اس کا کوئی حقدار نہیں۔ (۳)

طبقات ابن سعد کی روایت ہے کہ عباس نے کہا: اے علیؑ! انہوں تکہ ہمارے ساتھ جو لوگ موجود ہیں تمہاری بیعت کریں اور ہمارے گھر والے بھی بیعت کر لیں کیوں کہ یہ معاملہ بھی ہمارے اختیار میں ہے۔ علیؑ نے فرمایا: کیا میرے علاوہ بھی کوئی اس کی طبع کرتا ہے؟ عباس نے کہا: بخدا! میرا مگان ہے کہ ایسا ہوگا۔ (۴)
۱۹۔ ابو ہریرہ سے مردی ہے: ایک دن جبریل رسول خدا کی خدمت میں تھے، ابو بکران کے پاس سے گزرے تو رسول خدا نے فرمایا: یہ ابو بکر ہیں انہیں پیچانتے ہو۔ جبریل نے کہا: ہاں! وہ آسمان میں زمین سے زیادہ مشہور ہیں، فرشتے انہیں حلم قریش کے نام سے جانتے ہیں، یہ آپ کی زندگی میں آپ کے وزیر اور بعد موت آپ کے خلیفہ ہوں گے۔

ابن حبان نے اسے بطریق اساعیل بن محمد یوسف نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ حدیث چور تھا۔ اس کی حدیثوں سے احتجاج کرنا صحیح نہیں۔ (۵) ابن طاہر کہتے ہیں وہ کذاب تھا، ابو العباس یشکری اور سیوطی اس کو کذاب و دجال کہتے ہیں۔ (۶)

۱۔ میزان الاعتراض ۲۲۹، (ج ۳ ص ۱۸۰، ۱۸۱ نمبر ۲۰۳۳)

۲۔ العقد الفريد ۲۲۹، (ج ۳ ص ۵۰، ۵۰)، (ج ۳ ص ۸۷، ۸۷)، الریاض المظہر، (ج ۳ ص ۱۶۷، ۱۶۷)، (ج ۳ ص ۲۰۷، ۲۰۷)، السیرۃ حلیہ، (ج ۳ ص ۲۸۵، ۲۸۵)، (ج ۳ ص ۳۵۶، ۳۵۶)

۳۔ الامامة والسياسة، (ج ۳ ص ۵، ۵)، (ج ۳ ص ۱۲، ۱۲)، (ج ۳ ص ۲۲۶، ۲۲۶)

۴۔ الملائی المفروض، (ج ۳ ص ۱۵۲، ۱۵۲)، (ج ۳ ص ۲۹۵، ۲۹۵)

۲۰۔ ابن عساکر (۱) نے ابو بکر سے روایت کی ہے کہ میں عمر کی خدمت میں حاضر ہوا ان کے پاس بہت سے لوگ کھانا کھا رہے تھے۔ عمر نے دستخوان کے آخری سرے پر بیٹھے آدمی سے پوچھا تھا: نے گذشتہ آسمانی صحیفوں میں خلافت کے بارے میں کیا دیکھا ہے؟ اس نے جواب دیا: خلیفہ رسول صدیق ہو گا۔

سیوطی نے اس کو خصائص الکبریٰ میں نقل کر کے اس کو آسمانی صحیفوں میں خلافت ابو بکر کے اثبات کے عنوان سے پیش کیا ہے۔ (۲)

اول تو اس کی سند صحیح نہیں پھر کمزوری اس طرح واضح ہے کہ یہ رسول ہے اگر صحیح مان بھی لیں تو یہ ثبوت تلاش کرنا پڑے گا کہ ابو بکر کو یا خدا نے صدیق کہا ہو یا رسول نے لیکن انہیں تو امت نے صدیق کا لقب دیدیا تھا امت کے لقب اور حقیقت واقع میں برا فرق ہے۔ آسمانی صحیفوں میں تو یہ کہا گیا ہے کہ صدیق ہی رسول کا جانشین ہو گا ابو بکر صدیق نہیں تھے۔ پھر یہ کہ رسول نے اپنے بعد وگرانقدر چیزیں چھوڑیں ان میں بھی ابو بکر نہیں ہیں۔ علیٰ کے لئے تو صحیح حدیث رسول ہے کہ تم میرے بعد میرے خلیفہ و ولی ہو۔ ترجیح وحی کے اس ارشاد کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ اس امت کے صدیق علیٰ ہیں۔ رسول نے انہیں کے لئے فرمایا ہے کہ تم تین صدیقوں میں ایک اور صدیق اکبر ہو۔ خود حضرت علیٰ نے بھی کہا ہے کہ میرے علاوہ جو بھی صدیق ہونے کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہے۔ (۳)

۲۱۔ محمد بن زبیر کہتے ہیں کہ مجھے عمر بن عبد العزیز نے حسن بصری کے پاس کچھ مسائل دریافت

۱۔ تاریخ ابن عساکر ج ۳ ص ۲۹۶، نمبر ۳۹۸

۲۔ الخصائص الکبریٰ ج ۳ ص ۳۰، (ج ارس ۳۰) (۵۲)

۳۔ الرایض الصفرۃ (ج ۳ ارس ۹۵، ۹۶)، احمد کی مناقب ص ۱۳۱، حدیث ۱۹۷، ابو قیم کی مزیدۃ الصعلبة (ج ارس ۳۰۲) تاریخ ابن عساکر (ج ۱۲ ارس ۱۳۱)، کتابیۃ الطالب ص ۲۷، (ص ۱۲۲، باب ۲۲) کنز الممال ج ۶ ص ۱۵۲ (ج ۱۱ ارس ۲۰۱) حدیث الصواعق اخر قد ص ۲۷ (ص ۱۲۵) اجمیع الکبر (ج ۴ ارس ۲۲۹) حدیث ۲۱۸۳، مجھ الرؤا وائد ج ۹ ارس ۱۰۲، فرائد الحسین باب ۲۲ (ج ارس ۳۰) حدیث ۱۰۳، ۱۰۴ (الموافق ج ۳ ارس ۲۷، ۲۸)، (زنہ المجال ج ۲ ارس ۲۰۵)

کرنے کے لئے بھجا، اسی درمیان میں نے ان سے کہا کہ لوگوں نے خلافت کے بارے میں جو اختلاف کر رکھا ہے اس کے بارے میں مجھے شفائی تھی اور فرمائی کہ کیا رسول خدا نے ابو بکر کو خلیفہ نامزد کیا تھا؟ حسن بصری سید ہے ہو کر پیشے اور کہا: ابن باپ کے! کیا اس بارے میں کوئی اختلاف بھی ہے؟ قسم اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں رسول نے انہیں اپنا جانشین قرار دیا اور قطعی طور سے وہ دانا ترین اور پرہیز گارگوئین تھے کہ مر جائیں اور کسی کو خلیفہ نامزد نہ کریں، وہ سب سے زیادہ اس بارے میں خائف تھے۔

ابن تثیہ نے الامامة والیاسۃ میں اسے نقل کیا ہے ان کے قدرے میں خلیفہ کے بجائے امیر کا لفظ ہے، ابن حجر نے صواتعن میں بھی نقل کیا ہے۔ (۱)

ذرا دیکھئے تو یہ زاہد خلک کس طرح قسم کھا کے ایسی بات کہہ رہا ہے جس کا انکار خود ابو بکر و عمر کو ہے، عائشہ علی کو بھی انکار ہے۔ عامہ و خاصہ نے واضح طور سے کہا ہے کہ ابو بکر نے مرض الموت میں کہا ہے کہ اے کاش امیں رسول سے پوچھ لیتا کہ کسے خلیفہ نامزد کر رہے ہیں تاکہ کوئی جھٹڑا باتی نہ رہتا۔ اس بنیاد پر حسن بصری نے جوابات بتائی وہ شفائیں بلکہ مرض ہے۔

۲۲۔ ابن حبان، سفینہ سے نقل کرتے ہیں:

جب رسول نے مجادلی کی بنیاد رکھی تو ابو بکر سے کہا: میری ایئٹ کے بغل میں تم بھی ایئٹ رکھو پھر عمر سے کہا: ابو بکر کے بغل میں ایئٹ رکھو پھر عثمان سے کہا: عمر کے بغل میں ایئٹ رکھو پھر فرمایا: یہی تینوں میرے بعد میرے جانشین ہیں۔

ابن حجر کی صواتعن، حاکم کی مستدرک اور تیہیت کی کتاب دلائل میں اس کو صحیح کہا گیا ہے۔ ابن کثیر نے بھی اسے نقل کیا ہے۔ (۲) کاش ابن حجر نے اس کے اسناد بھی نقل کئے ہوتے تاکہ فیض بن حماد جیسوں

۱۔ الامامة والیاسۃ میں (ج ارس ۱۰) الصواتعن اخیر قصص (ص ۲۶)۔

۲۔ الصواتعن اخیر قصص (۲۲) المحدث علی الحججین ج ۳ ص ۱۳، (ج ۳ ص ۱۲) رحمدیث (۳۲۸۳)، دلائل العروة (ج ۲ ص ۵۵۲) البدایۃ والحدایۃ ج ۶ ص ۲۰۳، (ج ۲ ص ۲۲۷)۔

کے کذاب ہونے کا پرده فاش ہوتا جن لوگوں نے اسے صحیح کہا ہے وہ اس بات کو نظر انداز کر بیٹھے کہ خود ابو بکر، عمر و عائشہ وغیرہ نے صراحت کی ہے کہ رسول نے کسی کو اپنا جانشین مقرر نہیں کیا تھا حالاں کہ ذہبی نے اس روایت کو باطل کہا ہے۔ (۱) کیا اس روایت سے سقید والوں کی بنیاد متزلزل نہیں ہوتی؟

۲۳۔ عبد اللہ بن عمر سے بطور مرفوع: میرے بعد ابو بکر و عمر کی پیروی کرو۔

عفیلی نے اسے منکر دے بے بنیاد کہا ہے۔ (۲) دارقطنی کہتے ہیں کہ محمد بن عبد اللہ غلط باتوں کی روایت کرتا تھا یہ روایت ثابت نہیں، ابن حبان کہتے ہیں کہ اس روایت سے احتجاج کرنا صحیح نہیں۔ (۳)

۲۴۔ حسن بن صالح قیصر افریقی نے اسحاق سے روایت کی ہے کہ میں نے یوسوں بن مزرع سے

پوچھا: اے استاد یہ کیسے ہوا کہ رسول نے علیؑ کو خلیفہ نہیں بنایا اور ابو بکر کو خلیفہ بنادیا؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے یہی سوال جاہظ سے پوچھا تھا انہوں نے جواب دیا تھا کہ میں نے یہ سول نظام سے پوچھا تھا تو انہوں نے کہا کہ خدا نے قرآن میں فرمایا ہے ﴿وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَسْتَخْلِفُنَّهُمْ﴾ "خدا نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو ایمان لائے اور عمل صالح بجالائے کر ان کو ایک نہ ایک دن روئے زمین پر ضرور اپنا خلیفہ بنائے گا" اور جبریل نازل ہو کر وحی کے علاوہ بھی رسول سے اسی طرح کی باتیں کرتے تھے جس طرح عام لوگ آپس میں باتیں کرتے ہیں۔

رسول خدا نے ان سے پوچھا: اے جبریل! خدا نے جن لوگوں کو خلیفہ بنایا ہے وہ کون لوگ ہیں؟

جبریل نے کہا: وہ ابو بکر، عمر، عثمان اور علیؑ ہیں۔ ابو بکر صرف دو سال عمر کی خلافت سے پہلے زندہ رہے تھیں اگر رسول نے علیؑ کو خلیفہ بنادیا ہوتا تو یہ تینوں حضرات خلافت سے فائدہ نہ اٹھا پاتے تھیں چون کہ خدا کو ان لوگوں کی عمر وہ اپنے تھا اس لئے اسی انداز سے ترتیب خلافت قرار دی کہ بھی اس سے بہرہ مند ہو سکیں اور خدا کا وعدہ اس سلسلے میں درست ہو جائے۔ (۴)

۱۔ ملاحظہ کیجئے کذاب جعل ساز محمد شیخ کا سلسہ نمبر ۶۲۹۔

۲۔ الفتحاء الکبیر (ج ۲ ص ۹۵ نومبر ۱۹۲۹)۔

۳۔ کتاب الحجر وحین (ج ۲ ص ۲۸۲)۔ بسان المیزان (ج ۵ ص ۷۲)۔ (ج ۵ ص ۲۲۸ نومبر ۱۹۲۱)۔

۴۔ تاریخ ابن عساکر (ج ۲ ص ۱۸۲)، (ج ۲ ص ۱۱۵ نومبر ۱۹۲۷)۔

اگر جرجئیل کے قول کے مطابق جیسا کہ روایات میں ہے اور رسول نے امت کی احتیاج کے بطور اسے ابلاغ بھی فرمایا تھا تو تمام مسلمانوں کو کیوں نہ معلوم ہوا؟ خود امیر المومنین، ابن عباس، ابو بکر و عمر اور عائشہ پر بھی یہ بات مخفی رہ گئی۔ سیفی میں احتجاج کے وقت کی نے یہ بات نہیں کی۔

ذریانیادی حیثیت سے سوچئے کہ خلافت کا معیار نص ہے یا جماعت ہے؟ ضرف شیعہ ہی نص کے قائل ہیں۔ خود عمر نے کہا کہ اگر میں نے خلیفہ نہیں بنایا تو رسول نے بھی تو نہیں بنایا تھا۔

مرید یہ کہ جن لوگوں نے بیعت ابو بکر سے اختلاف کیا وہ کیا عادل رہ جائیں گے؟ بقول ابن حزم: کیا قاتلین عثمان اس حکم سے مستثنی ہیں یا ان پر قاعدة استصحاب جاری ہو گا؟ ان میں صاحبان عصمت بھی ہیں اور کبار صحابہ ہیں کیا ان سب کے متعلق اجتہادی تاویل کی جائے گی؟

ایسے بہت سے جھول ہیں ان سب کو نظر انداز کر کے سوچئے کہ خود نظام کے متعلق ابن قیمہ کہتے ہیں کہ یہ کمینہ ترین بدکار تھا۔ (۱) ان کے شاگرد جاحدۃ کا حال جھوٹے راویوں کے ذیل میں گذر چکا۔ (۲)

۲۵۔ عمر بن شعیب (ذریت میر و عاص) اپنے باپ اور وادا سے روایت کرتے ہیں کہ جب جنگ خیر کی بھٹی گرم تھی رسول سے عرض کیا گیا کہ جنگ اپنے شباب پر ہے ایسے میں اگر کوئی واقعہ رونما ہو جائے تو اپنے گرامی ترین صحابی کا نام بتا دیجئے تا کہ اس کا انتخاب کر لیا جائے رسول نے فرمایا: ابو بکر میرے وزیر ہیں جو میرے بعد خلیفہ ہوں گے، عمر میرے ترجمان ہیں اور عثمان مجھ سے ہے اور میں عثمان سے ہوں، علی میرے بھائی اور قیامت میں میرے رفیق ہوں گے۔

ذہبی نے یہ روایت عقیلی سے لی ہے اور کہا ہے کہ شیخ جمال نے یہ حدیث گزہی ہے ”یعنی سلیمان بن شعیب بن شیش مصری“۔ (۳)

خطیب نے (۴) اس واقعہ کو جنگ خیبر سے منسوب کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ سوال جنہب بن عبد

۱۔ تاویل عقیل الحدیث (ص ۲۶) اسان امیر ان ج ارس ۲۷ (ج ارس ۵۹ نومبر ۱۹۷۸ء)۔

۲۔ ملاحظہ کریجے کہ اب دھمل ساز صحابین کا سلسہ نمبر ۲۲

۳۔ میران الاعتدال (ج ۲۲ ارس ۲۱ نومبر ۱۹۷۷ء)، الفرقان الکبیر (ج ۲۰ ارس ۱۳ نومبر ۱۹۷۵ء)۔

۴۔ تاریخ بغداد، ج ۱۳ ارس ۲۶۱

اللہ نے کیا تھا۔ اس روایت کے رجال میں علی بن حماد کو دارقطنی متذکر المحدث کہتے ہیں۔
محمد کو کذب اور ابن لمیعہ کو ابن مہدی متذکر کہتے ہیں۔ عمر بن شعیب کے متعلق ابو داؤد نے کہا
ہے کہ اس سے اور اس کے باپ دادا سے روایت کرنا صحیح نہیں ہے۔

شاید اسی لئے خطیب نے سکوت کیا تھا کہ کسی پر اس کی سند و متن کا بطلان پوشیدہ نہیں ہے۔

۲۶۔ اس سے مردی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا: اے عثمان! تم میرے بعد مسلمانوں کے حکمراں
ہو گے لیکن منافقوں کی نوٹی گیراؤ کر کے اس سے معزول کرنا چاہے گی لیکن تم دشبرا دار نہ ہونا اس دن
روزہ رکھ لینا تاکہ میرے ساتھ افظار کرو۔

ذہی نے اس کو خالد بن محمد سے نقل کر کے کہا ہے کہ یہ عجیب و غریب باقی میں بیان کرتا ہے۔ (۱) ابن
حبان کہتے ہیں کہ اس سے احتجاج کرنا صحیح نہیں۔ (۲) ابو حاتم کے نزدیک اس کی روایت قوی نہیں
ہوتی۔ (۳)

ابو ہریرہ سے حدیث رسول مروی ہے کہ آپ نے حصہ سے فرمایا: کیا میں بشارت دوں کہ میرے
بعد ابو بکر حکمراں ہوں گے پھر تیرے باپ عمر ہوں گے، اس راز کو چھپائے رکھنا۔ لیکن وہ باہر نکلیں اور
عائشہ سے کہا: کیا میں تمہیں بشارت دوں؟ عائشہ نے کہا: کس بات کی؟ پھر حصہ نے ارشاد رسول نقل کیا
اور کہا کہ اس راز کو پہاں رکھنے کا حکم رسول ہے۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی، یہا ایہا النبی
لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَخْلَقَ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مِرْضَاتَ إِذَا جَاءَكُمْ هُنَّا بَنِي إِنْجَنَى خَلَالَ کیا ہے
اسے اپنے اوپر کیوں حرام قرار دیتے ہو کیا اپنی بیویوں کی خشنودی کے طلب گارہو۔

ماوردی نے بطور مرسل نقل کیا ہے (۴) اور عقیلی نے موسی بن جعفر انصاری سے نقل کر کے کہا ہے
کہ یہ گمان ہے اس کی حدیثیں صحیح نہیں ہوتیں۔ (۵) ذہی نے بھی اس کو ضعیف روایت قرار دیا ہے پھر

۱۔ میزان الاعدال ج ۳۰۰ ص ۶۳۹ (ج ارس ۲۲۵۹ نومبر ۱۹۷۸)

۲۔ کتاب المحرر و مہین (ج ارس ۲۸۲۹)

۳۔ سان المحرر ج ۲ ص ۹۳۷، (ج ۲۲۹ ارس ۱۹۷۸)

۴۔ الفسفاء الکبیر (ج ۲ ارس ۱۹۷۸)

۵۔ اعلام البغۃ ج ۸۱ ص ۱۷۲۳ (۱۹۷۸)

کہا ہے کہ یہ حدیث باطل ہے (۱) اور متین حدیث سے زیادہ سنده حدیث بھیل ہے کیوں کہ اگر ولایت کا حکم خدا کا تھا تو نبی پر اظہار لازم تھا تا کہ امت اس کی پیروی کر کے سعادت سے بہرہ مند ہو، چنانے سے امت کی سرستی لازم آتی ہے اور اگر غیر مشروع بات تھی تو ابو بکر و عمر کو روکنا رسول کے لئے لازم تھا، حقیقت حال یا ان کرنا یا تقاضائے وقت تھا۔

اگر یہ روایت صحیح ہے تو رسول نے ایک ایسی حکومت کی اطلاع دی تھی کہ جو قبر و غلبہ سے حاصل ہونے والی تھی ایسے میں لفظ بشارت کا کوئی محل نہیں آپ نے غیب کی خبر دی کہ میرے بعد ناجائز طریقے سے ابو بکر و عمر حکمران ہو جائیں گے اس لئے خصہ دعا کشی باچھیں کھل گئیں۔

۲۸۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے (اپنے آبا و اجداد کرام کی سند سے): جس رات فاطمہ سلام اللہ علیہا نے وفات کی، ابو بکر و عمر ایک گروہ کے ساتھ آئے۔ ابو بکر نے علی سے کہا: آگے بڑھیے اور نماز جنازہ پڑھیے، علی نے کہا: نہیں، خدا کی قسم! ہرگز نہیں میں آگے نہیں بڑھوں گا، کیوں کہ آپ ہی رسول خدا کے جائشیں ہیں۔ تب ابو بکر نے چار تکمیروں سے فاطمہ سلام اللہ علیہا کی نماز جنازہ پڑھائی۔

ذہبی کہتے ہیں کہ یہ مصیبت عبداللہ بن محمد مصیبی نے مالک سے مالک سے روایت کر کے نازل کی ہے۔ (۲) ابن عدی کہتے ہیں کہ اس کی تمام روایات غیر معتبر ہیں۔ (۳) ابن حبان کہتے ہیں کہ وہ روایتیں احتفل چھل کر دیتا ہے۔ (۴) سمعانی و حاکم اسے حدیث سازوں میں شمار کرتے ہیں۔ (۵) یہ جھوٹ جو صادق آل محمد کے نام سے گزار ہا گیا ہے یہ اس حدیث سے قطعی تضاد رکھتا ہے جو عائشہ سے مروی ہے کہ علی نے فاطمہ کو رات کے وقت دفن کیا اور علی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے (۶)

۱۔ میزان الاعتدال (ج ۲۳، ص ۲۰۲، نمبر ۸۸۵۳)، لسان المیزان (ج ۲۴، ص ۱۱۳، نمبر ۸۲۳۳) (۸۲۳۳)

۲۔ میزان الاعتدال (ج ۲۴، ص ۲۸۸، نمبر ۸۸۸) (۸۸۸)

۳۔ الکامل فی ضعفاء الرجال (ج ۲۳، ص ۲۵۸، نمبر ۱۰۹۲) (۱۰۹۲)

۴۔ کتاب الحجر و میمن (ج ۲۴، ص ۳۹) (۳۹)

۵۔ الانساب (ج ۲۳، ص ۳۵۹)، میزان الاعتدال (ج ۲۴، ص ۷۰)، (ج ۲۴، ص ۳۸۸، نمبر ۳۵۲۳) (۳۵۲۳)، لسان المیزان (ج ۲۳، ص ۳۳۳)، (ج ۲۳، ص ۳۱۲، نمبر ۳۲۳۶) (۳۲۳۶)

۶۔ مسدر ک علی الحججین (ج ۲۳، ص ۱۶۳)، (ج ۲۳، ص ۱۷۸، احادیث ۳۲۳۶)

صلبی و اقدی نے بھی بھی کہا ہے کہ علیؑ نے فاطمہؓ کو رات کے وقت نماز جنازہ پڑھ کے دفن کیا۔ (۱)

۲۹۔ انس سے مردی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: میں نے ابو بکر کو مقدم نہیں کیا ہے بلکہ خدا نے ابو بکر کو مقدم کر کے مجھ پر احسان فرمایا ہے اس لئے ان کی اطاعت کرو جو شخص ان کی بدگونی کرتا ہے وہ در اصل میرے اور اسلام کے خلاف بدگونی کرتا ہے۔ (۲)

یہ کیسے ممکن ہے کہ جسے خدا نے مقدم کیا ہو علیؑ اور کبار صحابہ بیعت نہ کریں۔ آخر کیا وجہ تھی کہ رسول خداؐ اپنی وفات کے پانچ روز قبل ایک تحریر لکھنا چاہتے تھے اور روایت گز ہے والوں کے مطابق خلیفہ میں بھی کیا جا چکا تھا اور تحریر لکھنے نہیں دی گئی۔ کسی نے سیفید میں بھی اس کو بطور دلیل پیش نہیں کیا۔ اگر خدا نے ابو بکر کو مقدم کیا تھا تو ابو بکر، ابو عبیدہ کو کیوں مقدم کرنا چاہتے تھے چنانچہ حدیث صحیح میں ہے کہ عام طور سے لوگوں کو ابو عبیدہ کی بیعت کی ترغیب بھی دے رہے تھے جیسے کہ مسلمانوں نے تھی کہ انس نے بھی یہ حدیث سنی ہی نہیں تھی۔

۳۰۔ ابن عمر اور ابو ہریرہ سے مردی ہے کہ رسولؐ نے ایک اعرابی سے ایک اوثت بطور نسیہ خریدا، اعرابی نے عرض کی: اگر آپ کا انتقال ہو جائے تو کس سے رجوع کروں؟ فرمایا: میرا قرض ابو بکر ادا کریں گے اور میرے پیمان پر عمل کریں گے۔ پوچھا: اگر وہ بھی مر جائیں تو کیا کیا جائے؟ فرمایا: تو پھر اگر تم مرننا چاہو تو مرجانا۔

اس روایت کو خالد بن عمر و قرشی نے بیان لیتھ گڑھا ہے، ذہبی نے ابن عدی کا بیان نقل کیا ہے کہ میرے خیال میں خالد نے یہ حدیث گڑھی ہے کیوں کہ لیتھ کا مسودہ میرے پاس موجود ہے اس میں کہیں بھی یہ روایت نہیں ہے۔ (۳)

اُنی الطالب میں یہ واقعہ یوں ہے کہ اعرابی حضرت علیؑ کے پاس چلا آیا تو علیؑ نے اعرابی سے

۱۔ المسيرة الحلبية ج ۲ ص ۳۲۰، (ج ۳ ص ۳۶۱)

۲۔ کنز العمال ج ۲ ص ۱۳۳، (ج ۱ ص ۵۷۲) (حدیث ۳۲۷۰۶)

۳۔ میراث الاعتدال ج ۱ ص ۲۹۸، (ج ۱ ص ۲۳۵) (نمبر ۲۲۳۷) (کامل فی ضعفاء الرجال (ج ۳ ص ۲۹) (نمبر ۵۹۳)

کہا: جا کر رسول سے پوچھا اگر آپ مر جائیں تو قرض کس سے دھول کروں؟ رسول نے فرمایا: ابو بکر سے۔ (۱) وہ کہتے ہیں کہ اس سند میں فضل بن عمار قطبی ضعیف و کمزور ہے، وہ لائق اعتماد نہیں۔ ازدی وابن عدی بھی یہی کہتے ہیں۔ (۲)

۳۱۔ انس سے بطور مرفوع: ابو بکر میرے وزیر و خلیفہ ہیں۔

ذہبی کہتے ہیں کہ اس کاراوی احمد بن جعفر بہت زیادہ حدیثیں گڑھتا تھا۔ (۳)

۳۲۔ عائشہ سے مردی ہے کہ رسول نے ایک شخص سے کہا: جا کر ابو بکر سے کہو کہ تم میرے خلیفہ ہو، لوگوں کو نماز پڑھا دو۔ عقیلی کہتے ہیں کہ اس کاراوی فضل غیر معتر ہے۔ (۴)

۳۳۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک عورت رسول کی خدمت میں آئی اور پچھے سائل پوچھے پھر آپ نے اس سے فرمایا: پھر کبھی آنا۔ اس نے کہا: اگر آپ نہ ہوں تو میں کیا کروں؟ فرمایا: اگر میں نہ رہوں تو ابو بکر کے پاس جانا کیوں کہ وہ میرے بعد میرے خلیفہ ہیں۔ (۵) اس میں کوئی سند نہیں ہے پھر یہ کہ ابن عباس اس کے خلاف حق پھاڑ پھاڑ کے خلافت علیؑ کے متعلق چلا رہے ہیں، کیا وہ احادیث صحیح نہیں ہیں؟ اس میں تو سمجھی رجال معتبر ہیں، واقعہ دعوت ذوالعشیرہ میں صاف صاف رسول نے کہا ہے کہ تم میرے بعد وزیر، وصی، وارث اور خلیفہ ہو۔ (۶)

۱۔ اسی الطالب ص ۲۳۹، (مس ۷۵۱ رحمد و حش ۱۶۵۳)

۲۔ اکامل فی الفضفاء الرجال (ج ۶، م ۵، نمبر ۱۵۶۱)، میران الاعدال (ج ۳، م ۳۳۹، نمبر ۲۷۵۰)، الجرج و التعلیل (ج ۷، م ۲۹)

۳۔ میران الاعدال (ج ارس ۳۱)، (ج ارس ۸۸، نمبر ۳۲۲)

۴۔ الفضفاء الكبير (ج ۳، م ۲۲۲، نمبر ۱۳۹۲)، مسلم المیزان (ج ۳، م ۳۳۸)، (ج ۳، م ۵۱۲، نمبر ۱۵۳۶)

۵۔ تاریخ ابن عساکر (ج ۳، م ۲۲۰، نمبر ۳۲۹۸) الصواعق المحرقة، م ۱۱ (م ۲۰)

۶۔ تاریخ طبری (ج ۲، م ۲۱۶)، تاریخ البخاری (م ۳۱۹) تفسیر الحمایة (م ۳۲) شرح نجع البلاغ (ج ۳، م ۲۶۲)، (ج ۱۳، م ۲۲۳، خطبہ ۲۲۸)، انباء نجاء الانباء (م ۳۸، م ۳۹)، تاریخ کامل (ج ۲، م ۲۲) (ج ارس ۲۷۸) البدایہ و اخہلیۃ (ج ارس ۱۶)، نجم الرایض (ج ۳، م ۳۲)، نکرہ اعمال (ج ۶، م ۳۹۲)، (ج ۱۳، م ۱۷۸) کنز حديث (م ۱۷۸)، محدثون (م ۳۶۷۹)، مسن احمد (ج ارس ۱۰)، (ج ۱۳، م ۳۲)، مسن حنبل (ج ارس ۱۵۹)، (ج ۱۳، م ۳۲)، مسن نسائی (م ۱۸)، (م ۸۳) رحمد و حش ۱۳۷۵، مسن نسائی (ج ۵، م ۲۵)، مسن نسائی (م ۱۸)، (م ۱۳۷۵) رحمد و حش ۱۳۷۵

۳۲۔ عبد اللہ بن عمر سے مردی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا: اس امت پر بارہ خلفاء حکومت کریں گے۔ ابو بکر کا نام تم جانتے ہو، عمر شاخ آہن ہیں، انہیں بھی تم جانتے ہی ہو، عثمان بن عفان بھی دونور والے ہیں، شہید ہو کر رحمت خدا سے واصل ہوں گے اور مقدس زمین میں دفن ہوں گے، معاویہ اور ان کا پیٹا یزید پھر سفاح، منصور، جابر، امین، سلام اور امیرالحصب جس کا مش نظیر نہیں دیکھا گیا۔

نیم نے فتن میں کنز العمال (۱) کی طرح سند حذف کرنے کے نقل کیا ہے تاکہ جھوٹوں کو پہچان نہ لیا جائے۔ لیکن اس میں صرف نیم کا ہوتا ہی کافی ہے کیوں کہ وہ دین کی تقویت کے لئے حدیثیں گڑھتا رہتا تھا۔ (۲) اس روایت کا پچھرپن اسی سے واضح ہو جاتا ہے کہ اس سلسلے میں معاویہ و یزید ہیں پھر یہ کہ یہ کیسی خلافت ہے جس میں یزید سے سفاح تک ۶۲۷ھ سے ۱۳۲ھ کا زمانہ بغیر خلیفہ کے گذر گیا۔ ان میں جابر و امین اور امیرالحصب کون ہیں؟ عمر بن عبد العزیز جیسے شریف کو کیوں چھوڑ دیا گیا؟ جب کراکثر نے انہیں خلفاء راشدین میں شمار کیا ہے۔ (۳) معلوم ہوا کہ یہ حدیث قطعی جعلی ہے۔

۳۵۔ ابو بکر نے غار میں پوچھا: آپ کی منزلت نبوت تو پیش خدا میں نے سمجھ لی لیکن پیش خدا میری منزلت کیا ہے؟ فرمایا: میں خدا کا رسول ہوں اور تم صد ایق اور میرے خلیفہ و ہدم و انس ہو، میری جگہ پر بیٹھو گے، ہم تم ایک جگہ دفن ہوں گے، خدا تمہارے دوستوں کو قیامت میں بخش دے گا۔

صفوری نے نزدہ میں بحوالہ عیون المجالس بطور مرسل نقل کیا ہے (۴) آگے اس پر بحث ہوگی۔

۳۶۔ انس سے مردی ہے: میں رسول خدا کی خدمت میں گیا تو دیکھا کہ ابو بکر آپ کی وہی طرف اور عمر با میں طرف تھے، آپ نے دونوں کے شانوں پر ہاتھ رکھ کے فرمایا: تم دونوں دنیا و آخرت میں میرے وزیر ہو اسی طرح میرے اور تمہارے لئے زمین شکافتہ ہو گی اور اسی طرح ہم تم خدا کی زیارت

۱۔ کنز العمال ج ۲ ص ۲۷، (ج ۱۱ ص ۲۵۲ / حدیث ۳۱۲۲۱)

۲۔ ملاحظہ کچھ کذاب و جعل ساز محمد شین کا سلسلہ نمبر ۲۳۹

۳۔ المبدیہ و انہلیہ ج ۲ ص ۱۹۸، (ج ۲ ص ۲۲۱)

۴۔ نزدۃ المجالس ج ۲ ص ۱۸۲

کریں گے۔ (۱)

افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ نص خود عمر و ابو بکر بخول گئے تھے۔ سقیدہ کے دن اس نص کا صاف انکار کر بیٹھے۔

۳۷۔ بطور مرفوع رسول نے عمر و ابو بکر سے فرمایا: ہر گز میرے بعد تم پر کوئی امیر نہ ہو گا۔

صفوری نے نزہہ (۲) میں اسے ابو بکر کی خلافت کے ثبوت میں پیش کیا ہے، شبیحی نور الابصار (۳)

میں بسطام بن مسلم سے نقل کرتے ہیں، خود ابو بکر و عمر کو بھی اس جھوٹ سے آگاہی نہیں۔

۳۸۔ انس بن مالک حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ خدا نے مجھ سے فرمایا: اے علی! خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ ابو بکر کو باپ بناوں، عمر کو مشیر قرار دوں اور عثمان کو سردار بناوں اور تمہیں داماد بناوں۔ تم چاروں کے متعلق خدا نے ام الکتاب میں بیان لیا ہے کہ تم سے صرف مومن ہی مجتہد کرے گا اور منافق ہی بغض رکھے گا جو بدجنت ہو گا، تم میری نبوت کے خلفاء، میرے عہد و پیمان کے ذمہ دار اور میری امت پر میری جگت ہو۔

ابن عساکر و خطیب نے نقل کر کے کہا ہے کہ اس کا راوی ضرار بن سہل غیر معترض ہے۔ (۴) ذہبی کہتے ہیں کہ یہ روایت باطل ہے، میں نہیں جانتا یہ ذہل جانور (ضرار) کون ہے۔ (۵)

۳۹۔ زید بن جلاس کندی نے رسول سے پوچھا: آپ کے بعد کون خلیفہ ہے؟ فرمایا: ابو بکر۔

اس کے راوی زید کے متعلق استیغاب میں ہے کہ اس کی روایت تو یہ نہیں ہوتی۔ (۶)

۴۰۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسول خدا ملکہ نبیکم اس وقت تک نہیں مرے، جب تک یہ

۱۔ زندہ الجالس ج ۲ ص ۱۹۱

۲۔ زندہ الجالس ج ۲ ص ۱۹۲

۳۔ نور الابصار ص ۵۵، (۱۱۲)

۴۔ تاریخ ابن عساکر ج ۳ ص ۲۸۲، ج ۷ ص ۲۸۶، (ج ۱۳ ص ۲۹ نومبر ۱۵۰، ج ۲۷ ص ۳۶ نومبر ۱۲۲)، تاریخ بغداد ج ۹ ص ۳۲۵

۵۔ میران الاعدال ج ۱ ص ۳۷۲، (ج ۲ ص ۳۲۲ نومبر ۱۹۵۰)

۶۔ الاستیغاب (المیانی ص ۵۲۲ نومبر ۱۹۵۰)

بات رازدارانہ طور پر بتانے والی کہ میرے بعد ابو بکر خلیفہ ہوں گے، پھر عمر، پھر عثمان اور پھر میں۔

۳۱۔ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ خدا نے اس خلافت کا افتتاح ابو بکر سے کیا، وہرے نمبر

پر عمر اور تیسرے نمبر پر عثمان کو رکھا اور ختم نبوت کا خاتمہ مجھے فرادر دیا۔

۳۲۔ حضرت علی علیہ السلام سے مردی ہے کہ رسول خدا دنیا سے تشریف نہیں لے گئے جب تک یہ

عہد نہ لیا کہ میرے بعد ابو بکر حکمرال ہوں گے، پھر عمر، پھر عثمان ہوں گے، پھر حکومت میری طرف آئے

گی اور لوگ مجھ پر اکتفا نہ کر سکیں گے۔

یہ تینوں روایات (۳۰، ۳۱، ۳۲) طبری نے ریاض (۱) میں بغیر سند کے لکھی ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ یہ

روایتیں صحیح نہیں ہیں، کیونکہ علیؑ نے چھ ماہ تک بیعت ابو بکر نہیں کی تھی اور بعدید ہے کہ روایتیں کو نیسان ہوا ہو۔

۳۳۔ دبلیو نے امیر المؤمنین علیہ السلام سے اخراج کیا ہے کہ رسولؐ نے فرمایا: میرے پاس

جبرائل آئے، میں نے پوچھا: میرے ساتھ کون بھرت کرے گا؟ کہا کہ ابو بکر اور وہی آپ کے بعد

حکمرال ہوں گے اور وہ آپ کے بعد افضل امت ہیں۔ (۲)

۳۴۔ حضرت علی علیہ السلام سے مردی ہے کہ رسولؐ نے فرمایا: میرے نزدیک معزز ترین، شریف

ترین اور محبوب ترین وہی اصحاب ہیں، جنہوں نے میری تصدیق کی اور ایمان لائے۔ میرے معزز اور

بہترین اصحاب میں دنیا و آخرت میں ابو بکر صدیق سب سے افضل ہیں کیونکہ جب سب نے مجھے جھٹالا یا تو

انہوں نے میری تصدیق کی، سب نے انکار کیا تو ایمان لائے، سب نے مجھے وحشت زدہ کیا اور انہوں

نے مجھے سکون دیا، سب نے چھوڑ دیا اور انہوں نے میری محبت اختیار کی، سب نے انکار کیا اور انہوں

نے میری شادی اپنی بیٹی سے کر دی، سب مجھ سے کنارہ کش ہوئے اور وہ میری طرف مائل ہوئے،

انہوں نے اپنے مال اور جان سے میرے اوپر فدا کاری کا مظاہرہ کیا۔ اس لئے خدا قیامت میں ان کو

میرے برادر قرار دے گا جو مجھ سے محبت کرتا ہے اسے چاہئے کہ اس سے محبت کرے، جو میری کرامت

۱۔ ریاض العصر، ج ۱، ص ۳۳، (ج ۱، ص ۲۸)

۲۔ الفردوس بیانوں اخلاقیات، (ج ۱، ص ۲۰۳، نمبر ۱۶۳)، نکر العمال، ج ۲، ص ۱۳۹، (ج ۱، ص ۵۵، حدیث ۳۲۵۸۸)

کا ارادہ کرتا ہے اسے ابو بکر کا اکرام کرنا چاہیے، جسے قرب خداوندی کی طلب ہوا سے ابو بکر کی بات سننا اور اطاعت کرنا چاہیے کیوں کہ وہ میرے بعد امت پر خلیفہ ہیں۔ (۱)
یہ حدیث متاخرین کی مرسل حدیثوں میں سے ہے جس کی کوئی اصل و بنیاد نہیں ہے۔ نیز یہ حدیث بہت سے صحابہ و مسانید کی حدیثوں کی تکذیب کرتی ہے۔

۲۵۔ ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف سے مروی ہے کہ عبد الرحمن بن عوف عمر کے ساتھ تھے، محمد بن مسلم نے زیبر کی شمشیر توڑ دی۔ ابو بکر نے کھڑے ہو کر لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا اور کہا کہ علیٰ وزیر کہتے ہیں کہ مجھے اس بات کا غصہ ہے کہ شوریٰ میں ہم لوگوں کو نظر انداز کیا گیا اور نہ ہم ابو بکر کو رسول کے بعد اولیٰ ترجیح ہیں کیوں کہ وہ رسول کے یار غار تھے، ہم ان کی شرافت کو جانتے ہیں، انہوں نے حمایت رسول میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔ (۲)

یہ تمام روایات بالکل باطل ہیں کیوں کہ آگے آپ ملاحظہ کریں گے کہ صحیح و حسن احادیث میں کہا گیا ہے کہ حضرت علیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول خدا نے اپنے بعد کسی کو خلیفہ نامزد کرنے کا اقدام نہیں فرمایا۔ خود سیرت نبیٰ میں اکثر شواہد ملتے ہیں جن سے خلافت ابو بکر بالطل ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں علیٰ سے ان لوگوں کا احتجاج بھی ہے جنہوں نے زبردستی پیرا ہن خلافت پہن لیا تھا۔ خطبہ شققیہ اور حدیث رکبان سے بڑا ثبوت اور کیا سو سکتا ہے جسے بے شمار کتابوں میں نقل کیا گیا ہے۔ کیسے کیسے لوگ تھے جنہوں نے بنام حضرت علیٰ علیہ السلام جھوٹ کے طومار باندھے چنانچہ ابن سیرین کہتے ہیں کہ عام طور سے حضرت علیٰ علیہ السلام سے مروی احادیث غلط اور جھوٹ ہیں۔ (۳)

مُتَّكَرِ کا منہ کالا

ان جھوٹی روایات کا انبار اہل سنت کے عقیدہ اساسی کی بنیاد ہیں انہوں نے بتخاطہ خلافت کی تغیر کو

- ۱۔ نزدیک الجمالیں ج ۲ ص ۱۷۲، (ج ۲ ص ۱۸۲)، مصباح الظلام ج ۲ ص ۲۳۰، (ج ۲ ص ۵۹) حدیث (۳۲۲)
- ۲۔ المسند رک علی الحسین ج ۲ ص ۲۶، (ج ۳ ص ۷۰) حدیث (۲۲۲۲)
- ۳۔ صحیح بخاری ج ۵ ص ۲۷۲، (ج ۳ ص ۱۳۵۹) حدیث (۳۵۰۲)

ان غلط روایات سے سجا یا ہے۔ خود ائمہ اہل سنت نے گواہی دی ہے کہ یہ سب بحث دروغ بے فروغ ہیں ان میں ایک بھی روایت صحیح نہیں۔

واقعیت اور اعتبار بھی اسی کی تائید کرتا ہے کیونکہ اہل سنت کے نزدیک خلافت کا معیار انتخاب و اجماع ہے کوئی بھی نص پر اعتقاد نہیں کرنا انہوں نے انکار نص کی بعض شیعہ کی طرف نسبت دی ہے۔ باقلانی (۱) تمہید میں کہتے ہیں کہ ہم جانتے ہیں کہ جمہور امت کو خلافت کے بارے میں نص کا انکار ہے جو نص کا قائل ہوا، اس سے برآت کرتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر تفضیل کے قائل مثلاً زید یا اور معززہ علی کو صحابہ سے افضل بھی مانتے ہیں اور نص کا انکار بھی کرتے ہیں۔

حضری محاضرات (۲) میں کہتے ہیں انتخاب میں اصل چیز امت اسلام کی رضا ہے۔ خلیفہ امت کی مدد سے تو انہوں نہیں ہوتا ہے، وقت رسولؐ کے وقت امت کی رائے بھی یہی تھی، اس لئے لوگوں نے ابو بکر کو منتخب کیا، وہ لوگ اس بارے میں شارع کی نص یا حکم کے پابند نہیں تھے۔ انہوں نے خلیفہ منتخب کر کے اس کی بیعت کی جس کا مطلب یہ تھا کہ خلیفہ کتاب خدا و سنت رسولؐ کے مطابق عمل کرے گا۔ بیعت کا طریقہ بالکل ہائی اور مشتری کے انداز کا ہوتا ہے، وہ بیعت کے وقت ایک دوسرے کے ہاتھ مارتے ہیں، خلیفہ احکام شریعت پر عمل کر کے بھی تو انہوں نہیں ہوتے جو امت کی مدد سے انجام پاتا ہے۔

ابو بکر نے خلیفہ کے انتخاب میں ایک دوسرا طریقہ ایجاد کیا یعنی اپنا جانشین نامزد کر دیا اور لوگوں نے ان کی اطاعت کا پیمان باندھا۔ امت اسلام نے اس طریقے کی موافقت کر کے بتادیا کہ یہ بھی طریقہ واجب الاطاعت ہے۔

یہیں سے معلوم ہوتا ہے ان روایات کی پیدائش جو قطعی طور سے جعلی ہیں انعقاد بیعت اور استقرار خلافت کے بعد ہوئی ہے جسے زبردستی امت پر تھوپا گیا تھا، اسی لئے کسی نے ان روایات سے بروز سقیفہ استدلال نہیں کیا۔ اس سے زیادہ تجуб کی بات یہ ہے کہ علماء علم کلام نے بھی ان روایات سے احتیاج نہیں

۱۔ تمہید، ص ۱۶۵

۲۔ معاشرات تاریخ الامم الاسلامیہ، ص ۳۶، (الدولۃ العباسیۃ، ص ۳۱)

کیا، نہ ارباب تحقیق نے ان روایات کی طرف توجہ کی۔ ظاہر ہے کہ یہ حرف اس لئے ہیں کہ انہیں اس جعلی روایات کا پتہ نہیں تھا یا سمجھتے تھے کہ یہ جعلی ہیں حالانکہ بعض علماء نے فضائل کے باب میں انہی عقیدت کے تحت اس پر توجہ کی ہے، لیکن دانشوران امت نے کبھی ان پر توجہ نہ کی، یہ خود ان کے جعلی ہونے کا ثبوت ہے۔ ان جعلی روایات کے مقابلے میں صحیح روایات بھی ملاحظہ فرمائیے جو قطعی مخالف ہیں:

۱۔ ابو بکر سے بطور صحیح نقل کیا گیا ہے کہ مرض الموت کے وقت کہا میں چاہتا تھا کہ رسول خدا سے پوچھوں کیا خلافت میں انصار کا بھی حق ہے۔ (۱)

اگر ابو بکر نے نفس رسول مسی ہوتی تو کبھی یہ تناد کرتے۔ یا تو یہ کہا جائے کہ وہ آخری وقت ہذیان بک رہے تھے۔

۲۔ مالک حضرت عائشہ سے نقل کرتے ہیں: ابو بکر نے حالت اختخار میں عمر کو بلا یا اور کہا: میں تمہیں اصحاب رسول پر خلیفہ رسول بناتا ہوں پھر فوجیوں کو خط لکھا کہ عمر کی اطاعت ہی میں تمہاری بھلانی ہے۔ (۲) اگر عمر کی خلافت کے متعلق نفس رسول صحیح تو اسے ابو بکر اپنی طرف کیوں نسبت دے رہے ہیں؟

۳۔ عبد الرحمن بن عوف کہتے ہیں ابو بکر کے مرض وفات میں ان کی عیادت کو گیا، میں نے ان سے کہا: میں آپ کو اچھی حالت میں دیکھ رہا ہوں اسے خلیفہ رسول! ابو بکر نے جواب دیا: لیکن مجھے تم مہاجرین کی حرکات سے سخت تکلیف ہے میں بہترین انسان کو خلیفہ بنارہا ہوں اور تم لوگ چاہتے ہو کر تم میں سے کوئی ہو۔ میں نے کہا: آپ رنجیدہ نہ ہوں ورنہ درد بڑھ جائے گا، بخدا! آپ ہمیشہ ہمارے خیر خواہ رہے کسی دنیوی چیز کے ضائع ہونے کا افسوس مت سمجھئے، یہ جو آپ نے اپنی رائے سے خلیفہ نامزد کیا ہے اس میں بھی بھلانی ہی ہوگی۔ (۳)

۱۔ تاریخ طبری، ج ۲، ص ۵۲۳ (ج ۲۳، ص ۳۳۱) الحقد الفرید ج ۲، ص ۲۵۳ (ج ۲۳، ص ۹۲) اس روایت کے بارے میں ساقویں جلد میں تفصیل سے بحث کی جائے گی۔

۲۔ تیسرا الوصول ج ۱، ص ۳۸، (ج ۲۳، ص ۵۷)

۳۔ تاریخ طبری ج ۲، ص ۵۲ (ج ۲۳، ص ۳۲۹) الحقد الفرید ج ۲، ص ۵۲، (ج ۲۳، ص ۹۲) تحدیب الکامل ج ۱، ص ۶، بالقلانی کی ایجاد القرآن ص ۱۱۶، (۲۲۰-۲۲۱).

صحابہ اس لئے ناخوش تھے کہ وہ جانتے تھے کہ اس سلسلے میں کوئی نص رسول نہیں ہے۔ وہ اس بات کے معتقد تھے کہ صحابہ کو ایک دوسرے پر کوئی ترجیح حاصل نہیں۔ یا اگر نص رسول تھی تو وہ جانتے تھے کہ اس پر عمل نہیں ہو رہا ہے۔ ابو بکر نے شخص اپنی ذاتی رائے سے خلیفہ کو امت پر تھوپ دیا ہے یاد ہے یہ سمجھتے تھے کہ خلیفہ منتخب کرنا ایک شخص کا کام نہیں تمام امت کا اختیار ہے یا پھر اس لئے خفاقت ہے کہ نص رسول تو صرف علیٰ کے لئے ہے جن پر دوسروں کو مقدم کر دیا گیا ہے یاد ہے یہ دیکھ رہے تھے کہ لوگوں کو نص پر اعتبار نہیں اور انتخاب بھی غلط ڈھنگ سے کیا گیا۔ کیوں کہ ابو بکر کا انتخاب بھی بقول عمر ایک ہنگامی حادثہ تھا، عمر کا انتخاب بھی ایسے ہی ہو گیا، اس شور و غم میں ہر شخص اپنے کو خلافت کا حق دار سمجھ رہا تھا چنانچہ بلاذری کی الائب کے مطابق عبد الرحمن بن عوف نے کہا: ائے قوم! میں دیکھ رہا ہوں تم میں ہر شخص خلافت کا دوئے دار ہے اس معاملہ کو ثال جاؤ کیا تم سب کو امید ہے کہ خلیفہ ہو جاؤ گے۔ (۱)

۳۔ ابن قبیہ نے ایک حدیث کے ذیل میں ابو بکر کا قول نقل کیا ہے کہ خدا نے محمدؐ کو پیغمبر کی حیثیت سے مبجوض فرمایا اور مومنوں کا ولی قرار دیا۔ ان کے مرتبہ کی وجہ سے خدا نے ہم پر احسان فرمایا پھر ان کی وفات ہو گئی۔ آپ نے اس خلافت کا معاملہ امت کے پر دکر دیا تاکہ ان کی مصلحت کے مطابق متفق طور سے کسی کو خلیفہ منتخب کر لیں امت نے مجھے اپنا سرپرست اور ولی بنادیا۔ (۲)

۴۔ عمر سے بطور صحیح مردی ہے: اگر میں نے تین چیزیں رسول سے پوچھ لی ہوتیں تو مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتیں خلافت، کلالہ اور سود۔ دوسری روایت میں بجائے سرخ اونٹوں کے دنیا و مافیہا آیا ہے۔
۶۔ عمر سے بطور صحیح مردی ہے کہ اگر میں نے تین چیزیں رسول سے پوچھ لی ہوتیں تو مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتیں... آپ کے بعد کون خلیفہ ہو گا۔ (۳)

۷۔ عمر سے بطور صحیح: اگر ہم کسی کو خلیفہ نہ بھی نامزد کریں تب بھی خداوند عالم اپنے دین کی حفاظت

۱۔ الائب بلاذری، بح ۵، ج ۱۵، ص ۲۰

۲۔ الامامة والیاست، ج ۱، ص ۱۵، (ج ۱، ص ۲۱)

۳۔ جلد ۲ کے باب نوار الامر میں اس کے مارک بیان کئے جائیں گے۔

کرے گا کیوں کہ رسول خدا نے بھی کسی کو اپنا خلیفہ نامزد نہیں کیا تھا۔ اگر چاہوں تو کسی کو خلیفہ نامزد کروں جس طرح ابو بکر نے اپنا جانشین نامزد کیا۔ عبداللہ بن عمر کہتے ہیں: بخدا! ان کے رسول اور ابو بکر کو یاد کرنے سے ہم سمجھتے ہیں کہ کسی کو جانشین نہیں بنائیں گے۔ (۱)

۸۔ عمر سے بطور صحیح: جب عمر زخمی ہوئے تو ان سے کہا گیا: آپ کسی کو اپنا جانشین کیوں نہیں بنادیتے؟ جواب دیا کہ تم چاہتے ہو کہ تمہارا بار عکین موت و حیات کی حالت میں اٹھاؤں تو ابو بکر نے جانشین بنایا جو مجھ سے بہتر تھے اگر نہ بناؤں تو رسول خدا نے اپنا جانشین نہیں بنایا وہ بھی مجھ سے بہتر تھے۔ ابن عمر کہتے ہیں کہ ہم اس بات سے سمجھ گئے کہ وہ کسی کو جانشین نہ بنائیں گے۔ (۲)

حضرت عمر کا خطبہ ہے: اے لوگوں! میں کوئی بات اپنے طرف سے نہیں کہتا ہے مجھے اس کی لائج ہے بلکہ مرنے والے (ابو بکر) نے مجھ پر وحی کی تھی اور انہیں خدا کی طرف سے الہام ہوا تھا، میں نااہل کو امام نہیں بنائیں گا جو مسلمانوں میں محترم ہو اور وہ اس کا اہل بھی ہو۔ (۳)

اس خطبہ اور ان جعلی حدیثوں کے درمیان کس قدر فرق ہے جنہیں نص خلفاء کے سلسلے میں گڑھا گیا ہے، اس میں خلافت کو ابو بکر کی طرف سے تھوپی گئی چیز بتایا گیا ہے نہ بطور وحی یا خدا کی طرف سے کوئی

چیز۔

۱۰۔ تاریخ طبری (۲) میں ہے کہ جب عمر زخمی ہوئے تو لوگوں نے کہا: آپ کسی کو خلیفہ کیوں نہیں

۱۔ صحابتی کے مؤلفین میں سوائے نبأی کے بھی نے اس کو نقل کیا ہے، تبیر الوصول، ج ۲، ص ۵۰، (ج ۲، ص ۵۹، ر حديث ۹)

مندار احمد، ج ۱، ص ۳۷، (ج ۱، ص ۷۷، ر حديث ۳۳۲) تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۲۵۸، (نمبر ۸۶)

۲۔ سعی بخاری (ج ۲، ص ۲۲۸، ر حديث ۶۷۹۲)، صحیح مسلم (ج ۲، ص ۱۰۲، ر حديث ۱۱)، سنن ابی داود، (ج ۳، ص ۱۳۲، ر حديث ۲۹۲۹)، سنن ترمذی (ج ۲، ص ۳۳۵، ر حديث ۲۲۲۵)، مندار احمد، ج ۱، ص ۳۳، (ج ۱، ص ۱۰۷، ر حديث ۳۰)، سنن بیہقی، ج ۸، ص ۱۳۸، تبیر الوصول، ج ۲، ص ۳۹، (ج ۲، ص ۵۹، ر حديث ۸)، البدریۃ و الحکایۃ، ج ۵، ص ۲۵۰، (ج ۵، ص ۲۷۰، ر حديث ۲۷)

۳۔ تبیر الوصول، ج ۲، ص ۳۸، (ج ۲، ص ۵۷، ر حديث ۷)

۴۔ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۳۲، (ج ۳، ص ۲۷)

بنا دیتے؟ جواب دیا: کس کو خلیفہ بناؤں اگر ابو عبیدہ زندہ ہوتے تو انہیں اپنا جانشین بناتا، اگر خدا پوچھتا کہ کیوں خلیفہ بنایا؟ تو کہتا کہ میں نے تیرے پیغمبر سے سنا تھا کہ وہ امین امت ہیں۔ اگر سالم زندہ ہوتے تو انہیں بناتا۔ ایک شخص نے کہا: آپ کے فرزند عبد اللہ کی طرف آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ جواب دیا: خدا تجھے قتل کرے، مجھے خدا سے ہرگز اس کی خواہش نہیں کیا اسے جانشین بناؤں جو اپنی جور و کو طلاق دینے سے بھی عاجز ہے، مجھے تمہارے مشورے کی ضرورت نہیں کیوں کہ اگر نتیجہ بہتر لکھا تو کہو گے میں نے رائے دی تھی اور اگر بر الکلا تو مجھ پر الزام دو گے۔ عمر کے خاندان کے لئے بھی کافی ہے کہ اس کی ایک فرد امت کے بارے میں موقف حساب میں جواب دہ ہوگی۔ میں نے بذات خود جہاد کیا اور اپنے خاندان کو اس امر سے محروم رکھا... میں اس وقت دیکھ رہا ہوں کہ اگر اپنی رائے سے جانشین بناؤں تو جو مجھ سے بہتر تھا اس نے بھی ایسا ہی کیا اور اگر نہ بناؤں تو بھی مجھ سے بہتر نے ایسا کیا اور ہرگز خدا اپنے دین کو ضائع نہ کرے گا۔

ان باتوں کے بعد لوگ وہاں سے چلے آئے تھوڑی دیر بعد پھر گئے اور ان سے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ مولیٰ نبی کی قسمت کا فیصلہ کیوں نہیں کر دیتے؟ جواب دیا: میں نے پچھلی باتوں کے بعد سوچا تھا کہ اس کے لئے موزوں ترین شخص کو تمہارا حکمران بناؤں (اشارة حضرت علیٰ کی طرف تھا)۔

اتنے میں مجھے پچھلی آئی اور میں نے دیکھا کہ ایک باغ میں وہ شخص داخل ہوا جس نے اسے سینچا تھا۔ اس نے خام و پختہ پھل توڑے اور پھر دوں سے روند نے لگا اس سے میں سمجھا کہ میں اب مر نے والا ہوں چنانچہ اب میں اس نتیجے پر ہو چکا ہوں کہ تم لوگوں کا بار، موت و حیات کی حالت میں خود اپنے دوش پر نہیں اٹھانا چاہتا یہ رہے تم اور یہ ہی قوم۔ (۱)

کاش! اہم اور تمام قوم جان سکتے کہ صحابہ باوجود بے شمار نصوص کے خلیفہ نہیں کرنے کی درخواست کیوں کر رہے تھے اور عمر خالفت کیوں کر رہے تھے؟ وہ ابو عبیدہ وغیرہ کی تمنا کر رہے تھے کہ زندہ ہوتے تو انہیں کو خلیفہ بناتا پھر معاملے کو شورائی پر نال دیا۔ انہیں ابو عبیدہ اور سالم کا تو خیال آیا لیکن حضرت علیٰ کا خیال نہیں آیا جن کی آیات و احادیث میں فضیلت بیان ہوتی ہے۔ اگر خدا پوچھتا تو کہہ دیتے کہ اسے

خلیفہ بنایا ہے جس کے بے شمار مناقب تو نے خود بیان کئے ہیں۔

جس کے لئے آئی مبالغہ و آیت تلفیر نازل ہوئی اور جو مخصوص تھا، اسے سزاوار خلافت کیوں نہیں سمجھتے؟ وہ عبداللہ کو صرف ایک معاملے میں ناصل ہونے پر سزاوار خلافت نہیں سمجھتے۔ ان کے نظریے کے مطابق فرائض و احکام کے متعلق پوچھنا ہو تو زید بن ثابت کے پاس جائے، جسے فقہ کے متعلق دریافت کرنا ہوا سے معاذ بن جبل کے پاس جانا چاہیے اور جسے بیت المال کے متعلق پوچھنا ہو وہ میرے پاس آئے، کیوں آئے کیوں کہ خدا نے مجھے خازن اور دولت تقسیم کرنے والا بنایا ہے۔

۱۱۔ عبداللہ بن عمر نے باپ سے کہا: لوگ کہتے ہیں کہ آپ کسی کو جانشین بنا نہیں چاہتے حالاں کہ اگر بکری اور اونٹ کو بغیر سار بان کے چھوڑ دیا جائے تو آپ اسے قصور و اس بھیں گے، لوگوں کی نگہبانی تو جانوروں سے اہم تر ہے، آپ خدا سے کیا کہیں گے جب آپ اس سے ملاقات کریں گے اور پوچھے گا کہ کسی کو نگہبان کیوں نہ بنایا؟

عبداللہ کا بیان ہے کہ یہ سکرا بابا جان مغموم ہو گئے، دیریک سر جھکائے رہے پھر سر بلند کر کے فرمایا: دین کا حافظ خدا ہے، دونوں حق کام سنت ہیں کے انعام دونوں، اگر جانشین نہ بناوں تو رسول نے بھی نہیں بنایا اور اگر جانشین بناوں تو ابو بکر نے بنایا ہے۔ عبداللہ سمجھ گئے کہ کسی کو جانشین نہیں بنا میں گے۔ (۱)

یہ روایت ایک دوسری طرح بھی ہے کہ عبداللہ نے کہا: لوگوں کا مطالبه آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کسی کو جانشین نہ بنا میں گے جب کہ اگرچہ وہا پری بکریوں کو آزاد چھوڑ دے تو آپ اس کو قصور و اس بھیں گے، انسانوں کا معاملہ تو جانوروں سے بھی اہم ہے۔ میری بات سن کر بابا جان نے تصدیق کی اور دیریک سر جھکائے رہے پھر اٹھا کر کہا: خدا پنچے دین کا حافظ ہے اگر خلیفہ نہ بناوں تو رسول نے بھی نہیں بنایا اگر بناوں تو ابو بکر نے بنایا ہے۔ (۲)

۱۔ حلیۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۳۳، ۳۴، ریاض المختصر، ج ۲، ص ۷۲، ۷۳، (ج ۲، ص ۲۵۲)، مجمع مسلم (ج ۲، ص ۱۰۲) اور حدیث ۱۱، ۱۲، اکتاب الامارة، سنن بیہقی ج ۵، ص ۱۳۹

۲۔ ابن جوزی کی سیرۃ عمر، ص ۱۹۰ (۱۹۵)

۱۲۔ ابو زرعة کتاب الفعل میں عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں: جب عمر کو ختمی کیا گیا تو میں نے کہا: آپ کسی کو جانشین کیوں نہیں بنادیتے؟ انہوں نے کہا: مجھے اخما کے بخادو۔ عبد اللہ کہتے ہیں جب میں نے کہا اور انہوں نے فرمایا کہ مجھے بخادو تو میرا خیال ہے کہ ان کا مجھ سے فاصلہ مدینے کی دوری کا تھا۔ فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے امیں اسی کے حوالے کروں گا جس نے یہ بوجہ میرے حوالے کیا تھا۔ (۱)

۱۳۔ ابن قتبہ الامامة والسياسة (۲) میں لکھتے ہیں: جب عمر نے کا یقین ہو گیا تو اپنے بیٹے عبد اللہ سے کہا: عائشہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ مجھے پہلوئے رسول میں دفن ہونے کی اجازت دیدیں۔ عبد اللہ نے جا کر ان سے ماجرا بیان کیا، انہوں نے جواب دیا کہ تمہیک ہے کوئی ہرج نہیں مزید کہا: بیٹا! میر اسلام عمر سے کہہ دینا اور ان سے کہنا کہ امت بغیر سرپرست کے نہ چھوڑیں کیوں کہ میں اس کے خطرناک نتائج دیکھ رہی ہوں۔ عبد اللہ نے آکر عائشہ کی بات کہی عمر نے جواب میں کہا: وہ کے بنانے کو کہہ رہی ہیں؟ اگر ابو عبیدہ زندہ ہوتے تو انہیں خلیفہ اور ولی بناتا، خدا کے ساتھے جا کر کہتا کہ امیں امت کو خلیفہ بنایا ہے اگر معاذ بن جبل زندہ ہوتے تو انہیں خلیفہ بناتا خدا پوچھتا تو کہتا کہ تیرے نبی سے نہ ہے کہ معاذ قیامت میں زمرہ علماء میں محسور ہوں گے، اگر خالد بن ولید زندہ ہوتے تو انہیں خلیفہ بناتا خدا پوچھتا تو کہتا کہ خالد مشرکوں کے خلاف اپنی ہوتی تلوار ہے لیکن میں اسے خلیفہ بناؤں گا جس سے رسول خدا اُمرتے وقت راضی تھے۔ (۳)

علامہ امین فرماتے ہیں: کاش! حضرت عمر کو حضرت علی علیہ السلام کے بازے میں کوئی ایک ہی حدیث یاد آجائی جسے بے شمار حفاظ و محدثین نے خود انہیں سے نقل کیا ہے اور انہیں خلیفہ بنادیتے اور خدا پوچھتا تو عذر پیش کرتے ہوئے وہ حدیث دہرا دیتے۔ انہیں تو صرف حدیث تلقین ہی کافی تھی جسے تمام علماء و محمد شین نے ان سے نقل کیا ہے، حدیث منزلت، حدیث خبر کے علاوہ حدیث غدری کو پیش کر دیتے۔

۱۔ ریاض العصر، ج ۲، ص ۲۳، (ج ۲، ص ۲۵۲)

۲۔ الامامة والسياسة، ص ۲۲، (ج اول، ص ۲۸)

۳۔ اعلام النساء، ج ۲، ص ۲۶، ۸۷، (ج ۳، ص ۱۲۷)

دوسرے صحابہ سے مروی علیٰ کے لئے ہے کہ جس قدر علیٰ کے فضائل ہیں کسی کے نہیں وہ حق کی ہدایت کریں گے اور مظاہر سے باز رکھیں گے یا اکثر صحابہ سے مروی اگر آسان وزین کے ساتوں طبق کا ایمان ایک پلے میں اور دوسرے میں علیٰ کا ایمان ہو تو قطعاً ایمان علیٰ کر اس تر ہو گا۔

حضرت عمر کو ایسے وقت میں جعلی حدیثیں یاد آئیں تھیں علیٰ کے بارے میں آپ سے مبالغہ اور آپ تطبیر یاد نہیں آئی؟ کتنی شرمناک بات ہے کہ عمر کو ایرانی نژاد سالم بن معقل خلافت کے لئے موزون نظر آتا ہے۔ آخری وقت خواہش کرتے ہیں کہ اگر سالم زندہ ہوتے تو معاملہ خلافت کوشونی پر نہ ٹالتا۔ (۱) رسول خدا^۱ کو کس قدر راذیت ہوئی ہو گی کہ ان کے بھائی علیٰ کو غلاموں کے برابر بھی نہیں سمجھا جاتا جب کہ ان کی ولایت کے ثبوت میں آیات و احادیث کے انبار ہیں۔

کیا یہی عرنیں تھے جنہوں نے سقینہ میں اس حدیث سے استدلال کیا تھا کہ ”امام قریش سے ہوں گے“ پھر کیوں وہ غلام اور ایرانی نژاد کو خلافت کے لئے موزون سمجھ رہے ہیں اور علیٰ کو نہیں سمجھتے۔

کیا عمر نے خالد بن ولید کے لئے سگار کرنے پر اصرار نہیں کیا تھا۔ ابو مکر پر دھڑے تھے کہ اس نے مالک بن نوریہ کو قتل کیا، اس کی عورت سے اسی رات ہم بستری کی، پورے قبیلے کے لوگوں کو اور وہاں کی دولت کو تھس نہیں کر دیا تھا۔ خالد کی تواریخ اور گناہ ہے، اس دشمن خدا نے مسلمانوں کو قتل کیا پھر اس کی عورت سے زنا بھی کیا یا خالد سے غصے میں کہا تھا: تم نے ایک مسلمان کو قتل کیا پھر اس کی عورت سے زنا بھی کیا، خدا کی تم! میں تجھے ضرور سگار کر دوں گا۔

شاید وہ یہ تمام واقعات فراموش کرچے تھے۔ ناجائزیاست، تو می خناد سے الگ ہی زبان عطا کرتی ہے، غلط آرزو کیں اُنہیں ناجائزیاستوں کا نتیجہ ہوتی ہیں جنہیں کتاب و سنت سے منطبق کرنا محال ہو جاتا ہے۔

۱۲۔ بلاذری انساب الاشراف (۲) میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ عمر نے مجروح ہونے

۱۔ طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۲۲۸، (ج ۳ ص ۳۲۲) بالطائفی کی التحہید، ج ۲۰، الاستیغاب، ج ۲ ص ۵۶۱، (نمبر ۸۸) طرح

۲۔ اشریف، ج ۱، ص ۳۹

۳۔ انساب الاشراف، ج ۵، ص ۱۶

سے قبل کہا تھا: سمجھ میں نہیں آتا امت محمدؐ کے متعلق کیا کروں؟ میں نے کہا: آپ فکر مند کیوں ہیں جب کہ اس میں موزوں افراد موجود ہیں۔ کہنے لگے: شاید تمہاری مراد علی بن ابی طالب سے ہے؟ میں نے کہا: ہاں، کیوں کہ وہ رسولؐ کے مقرب، ان کے داماد، سابق الاسلام ہیں اور ہر حاذ پر کھرے اترے۔ کیا ایسا شخص خلافت کے لئے موزوں نہ ہو گا۔

عمر نے کہا: ان میں خوش طبعی اور مزاج بہت زیادہ ہے۔ میں نے پوچھا: طلخے کیسے ہیں؟ بولے: اس میں خوت و تکبر ہے۔ پوچھا: عبد الرحمن بن عوف؟ بولے: موزوں تو ہے لیکن کمزور نہ ہے۔ میں نے پوچھا: سعد؟ بولے: وہ جنگجو اور ہنگامہ پسند ہے۔ پوچھا: زبیر؟ کہا: بخیل ہے موسیٰ سے زیادہ کافر سے راضی ہے، بخت ہے لیکن وہ لاچی بھی ہے۔ خلافت تو ایسے کوٹھی چائیے جو طاقت ور ہو، مکار نہ ہو، مہربان ہو، کمزور نہ ہو، بے موقع خجی نہ ہو۔

میں نے کہا: عثمان کیسے ہیں؟ کہنے لگے: اگر وہ مسلمانوں پر کھراں ہوا تو ان معیط کے چھوکروں کو لوگوں پر سلط کر دے گا اور اگر اس نے ایسا کیا تو لوگ اسے قتل کر دیں گے۔

۱۵۔ جنگ جمل میں حضرت علی علیہ السلام نے تقریر فرمائی: اما بعد رسول خدا نے حکمرانی کے بارے میں ہمیں کوئی وصیت نہیں فرمائی کہ ہم اس کی پیروی کرتے۔ ہم نے خود حکمراں بنائے، ابو بکر جاشین بن گعے اور عبیر رہے پھر عمر بنے اور سعی رہے اور اس کے بعد حالات دگرگوں ہو گئے۔ (۱)

۱۶۔ ابو داؤل نے علی سے پوچھا: آپ اپنا خلیفہ کیوں نہیں بنادیتے؟ جواب میں فرمایا: رسول نے خلیفہ نہیں بنایا تو میں کیوں بناؤں لیکن اگر خدا لوگوں کی بھلاکی کا ارادہ کرے کا تو انہیں خیر پر مجتمع کر دے گا جس طرح بعد رسولؐ لوگ خیر پر جمع ہو گئے۔ (۲)

۱۷۔ حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا گیا: اگر آپ اپنا قتل ہونا جانتے ہیں تو اپنا جاشین کیوں نہیں

۱۔ المسدر رک علی الحسنین، ج ۳، ص ۱۰۲، (ج ۳ ص ۱۱۲ / حدیث ۳۵۵۸)، البدریہ و التحایہ، ج ۵، ص ۲۵۰، (ج ۵ ص ۱۲۱)۔

الصوات عن الحسن (ص ۲۸)، مسند احمد (ج ارس ۱۸۳ / حدیث ۹۲۳)

۲۔ المسدر رک علی الحسنین، ج ۲، ص ۹، (ج ۲ ص ۲ / حدیث ۲۲۶۷)، سنن تیقی، ج ۸، ص ۱۳۹، البدریہ و التحایہ، ج ۵،

ص ۲۵۱، (ج ۵ ص ۲۷)، الصوات عن الحسن (ص ۲۷)، (ج ۵ ص ۲۷)

بنا دیتے؟ فرمایا: میں اس سلسلے میں وہی کروں گا جو رسول نے کیا۔ (۱)
نبیقی نے اس طرح لکھا ہے میں اس معاملے کو اسی طرح چوڑ دوں گا جس طرح رسول نے چھوڑ دیا تھا۔ (۲)

۱۸۔ عائشہ سے بطور صحیح روایت ہے کہ اگر رسول نے خلیفہ بنایا ہوتا تو ابو بکر عمر بھی بنا تھے۔ (۳)
۱۹۔ عائشہ کو حضرت ام سلم نے کہا یا: میں اور تم ایک سر میں رسول کے ساتھ تھے، حضرت علی رسول کا کپڑا اور جوتا تھیک نھاک کر رہے تھے، اتفاق سے رسول کا جوتا پھٹ گیا اور ایک درخت کے پیچے علی نائکنے لگے، اسی درمیان تمہارے باپ عمر کے ساتھ آئے اور اذن باریابی طلب کیا، ہم تم پس پر دہ چلے گئے، اس نے خدمت رسول میں عرض کی: یا رسول اللہ! ہم نہیں جانتے آپ کب تک زندہ رہیں گے اس لئے آپ اپنے جانشین کی نشان دہی کر دیں تاکہ ہمیں اطمینان ہو جائے۔ رسول خدا نے فرمایا: ہم اس معاملے پر غور کر رہے ہیں، ہم سمجھتے ہیں کہ اگر جانشین بنادوں تو تم لوگ اس سے الگ ہو جاؤ گے جس طرح بنی اسرائیل ہاروں سے الگ ہو گئے تھے۔ وہ دونوں چپ ہو کر واپس گئے جب ہم خدمت رسول میں شرفیاب ہوئے تو تم چوں کہ رسول کی زیادہ منہگی تھی تم نے پوچھا: یا رسول! آپ کس کو امیر بنا کیمیں گے؟ رسول نے فرمایا: جو میری جوتیاں تاکہ رہا ہے۔ ہم نے جماں کر دیکھا تو وہاں صرف علی ہی تھے، ہم نے پوچھا: یا حضرت! وہاں تو صرف علی ہی ہیں جو آپ کی جوتیاں تاکہ رہے ہیں۔ رسول نے فرمایا: ہاں وہی۔ عائشہ یہ سن کر چونکہ پڑیں اور بولیں: ہاں یاد آیا۔ (۴)

۲۰۔ عائشہ نے بصرے میں خطبہ دیا: لوگو! عثمان کا گناہ اس حد تک نہیں ہے وہ نچا تھا کہ ان کا خون

۱۔ مسند احمد (ج ارس ۲۵۱ / حدیث ۱۳۳۲) ریاض الحضرة (ج ارس ۱۵۹، ج ۲ / حرس ۲۲۵)، (ج ارس ۱۹۹، ج ۳ / حرس ۲۰۳)

۲۔ دلائل النبوة (ج ۶ / حرس ۳۳۹)، البدریۃ والعلیۃ، ج ۲، ص ۲۱۹، (ج ۶ / حرس ۲۲۳)، الصواعق المحرقة، ج ۲، ص ۲۷، (۳۶)، تخلیص المسدر رک علی الحسین، (ج ۳ / حرس ۸۳ / حدیث ۲۲۶۷)

۳۔ صحیح مسلم (ج ۵ / حرس ۹ / حدیث ۹، رکتاب فضائل الصالحة)، ریاض الحضرة (ج ارس ۳۹)، المسدر رک علی الحسین، (ج ۳ / حرس ۲۷، (ج ۳ / حرس ۸۳ / حدیث ۲۲۶۲)

۴۔ اعلام النساء، ج ۲، ص ۲۸۹، (ج ۳ / حرس ۲۸)

مباح کر دیا جائے وہ قطعی مظلوم قتل ہوئے۔ میں تمہارے تازیانے و ڈندرے کھانے پر رنجیدہ ہو جاتی ہوں قتل عثمان پر کیوں نہ رنج ہوگا۔ میرے خیال میں پہلے قاتلین عثمان سے بدلہ لو پھر حضرت عمر کی طرح شورئی کے ذریعے خلافت کا معاملہ طے کرو۔

اس تقریر کے بعد لوگوں میں اختلاف ہو گیا بعض کہتے تھیک کہتی ہیں بعض کہتے لگے غلط کہتی ہیں اور پھر آپس میں کے گھونے چلنے لگے۔ بالکل اسی طرح کی اور بھی روایتیں ہیں۔ (۱)

۲۱۔ حدیفہ نے رسول خدا سے عرض کی: کیا اچھا ہوتا کہ آپ اپنا جانشین کسی کو بناویتے؟ فرمایا: اگر میں جانشین بنا دوں اور تم اس کی مخالفت کرو تو تم پر عذاب نازل ہو جائے گا۔

لوگ کہنے لگے: بہتر ہوتا آپ ابو بکر کو خلیفہ بنادیں۔ فرمایا: اگر اسے خلیفہ بنادوں تو تم دیکھو گے کہ وہ کمزوری اور بوڑھے پن کے باوجود دین کے معاملے میں مضبوط ہے۔

کہا گیا: مناسب ہوگا کہ آپ عمر کو خلیفہ بنادیں۔ فرمایا: اگر اسے بنادوں تو تم دیکھو گے کہ دین خدا کے لئے طاقتو را اور امین کسی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے۔

کہا گیا: بہتر ہوتا آپ علیؑ کو خلیفہ بنادیں۔ فرمایا: اگر اسے بنادوں تو تم اسے ہادی و مہدی پاؤ گے وہ ہمیشہ تمہیں سید ہے راستے پر رکھے گا۔ (۲) حلیۃ الاولیاء (۳) میں ابو بکر و عمر کی جانشینی کا تذکرہ نہیں ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں خیانت کی گئی ہے۔

۲۲۔ ابن عباس سے مردی ہے: لوگوں نے رسول خدا سے عرض کی: آپ کسی کو اپنا خلیفہ بنادیں تاکہ ہم اسے پچھان لیں اور اپنے معاملات اس کے حوالے کر دیں کیوں کہ ہم نہیں جانتے کہ آپ کے بعد کیا ہوگا۔ رسول خدا نے فرمایا: اگر کسی کو تم پر امیر مقرر کر دوں اور وہ تمہیں اطاعت خدا کا حکم دے اور تم اس کی نافرمانی کرو تو اس کی نافرمانی میری نافرمانی ہوگی اور میری نافرمانی خدا کی نافرمانی ہوگی اور اگر

۱۔ اعلام النساء، ج ۲، ص ۹۶، ۷، (ج ۳، ص ۳۶)

۲۔ المسدر ک علی الحسنی، ج ۳، ص ۶، ۷، (ج ۳، ص ۳۷، ۴۷حدیث ۳۳۳۵)

۳۔ حلیۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۶۳

وہ محصیت خدا کا حکم دے اور تم اس کی اطاعت کرو تو قیامت کے دن مجھ پر تمہاری محبت قائم ہو جائے گی لیکن تمہیں خدا کے پروردگر تھوڑے۔ (۱)

۲۳۔ پھر اگر یہ نصوص صحیح ہیں اور خلافت عہد خدا ہے، جب تک آسمان سے لائے، آسمان کا نپا، فرشتوں نے آواز دی، رسول اکرم نے اعلان کیا اور خدا اور رسول اور مومنوں کو صرف ابو بکر ہی کی طلب تھی تو پھر صحیح بخاری (۲) کی ان روایتوں کا کیا بنے گا کہ ابو بکر نے سقینہ کے دن حاضرین سے خطاب کیا: عمر بن ابوبعیدہ کی بیعت کرو۔ طبری (۳) کی روایت ہے کہ زید ہیں عمر اور یہ ہیں ابو بعیدہ ان کی بیعت کرو۔ مسند احمد (۴) الامامة والسياسة (۵) وغیرہ میں بھی لیکی ہے۔

علامہ انتیقی فرماتے ہیں : واه! کیا کہنا رسول کے اختصار اور مومنین کی نازش کے لئے بھی کافی ہے کہ مدینہ میں خلیفہ رسول بنیتے کے لئے ابو بعیدہ اور ابو طلحہ گورکن کے سوا کوئی نہ تھا۔

امت اسلام کس قدر خوش نصیب ہے کہ ایک گورکن خلافت کے خلا کو پر کرے اور دین کا سربراہ بنے۔ جس خلافت کا معیار یہ ہو کہ معاویہ جیسا شخص امین ہو، رسول بنیتے بنیتے رہ جائے (۶) اس میں ظیفہ کسی گورکن ہی کو ہونا چاہیے۔

جب ابو بکر خلافت کو ابو بعیدہ کے حوالے کرنا چاہتے تھے تو آسمان کیوں نہ کاپا حالاں کہ رسول جب (روایات کی بنا پر) خلافت کوئی کے حوالے کرنا چاہتے تھے تو آسمان لرزنے لگا، فرشتے آہ و فخاں کرنے لگے، خدا نے بختی سے منع کر دیا کہ صرف ابو بکر ہی خلیفہ ہوں گے۔ جی ہاں! آسمان کو لرزنا چاہیے، زمین کو پھٹ جانا چاہیے، پہاڑوں کو زمیں بوس ہو جانا چاہیے۔

۱۔ ستارن بلنداد، ج ۱۳، ج ۱۶۰، ج ۱۶۱

۲۔ صحیح بخاری (ج ۳۳، ج ۳۳۲، ج ۳۳۷، ج ۳۳۶)

۳۔ تاریخ طبری، ج ۳، ج ۲۰۹، ج ۲۲۱، ج ۲۰۱، ج ۲۰۶

۴۔ مسند احمد، ج ۱، ج ۵۶، (ج ۱، ج ۹۰، ج ۹۱)

۵۔ الامامة والسياسة، ج ۱، ج ۷، (ج ۱، ج ۱۲)

۶۔ مختصر تاریخ ائمہ اسکر، (ک ۲۵، ج ۶)، الالان المفود، (ج ۱، ج ۱۹)

۲۲۔ آخر کیا بات تھی کہ عمر کہتے ہیں: اے ابو بکر! آپ ہاتھ بڑھائیے تاکہ میں بیعت کروں اور ابو بکر کہتے ہیں: نہیں، تم ہاتھ بڑھاؤ تاکہ بیعت کروں۔ اس عکس میں آخر عمر نے ابو بکر کی بیعت کر لی۔ ابو بکر نے کہا: میری قوت تھماری قوت کے مل پر ہے۔ (۱)

۲۳۔ آخر کیسے ابو بکر کو مہاجرین اور وزارت کو انصار سے مخصوص قرار دے رہے ہیں؟ (۲)
۲۴۔ ابو بکر کے لئے آخر کیا وجہ جواز تھا کہ وہ کہتے ہیں: میں نے یہ خلافت تمام لی ہے لیکن کراہت کے ساتھ، بخدا! میں چاہتا ہوں کہ میری جگہ تم میں سے کوئی ہو جائے۔ (۳)

جسے خدا، رسول اور جرجیل نے ان کے حوالے کیا تھا اس سے آخر کراہت کیوں؟ دوسروں کے حوالے کیوں کر رہے ہیں حالانکہ رسول نے خلافت کو علی کے حوالے کرنا چاہا تو وہ درمیان میں حائل ہو گئے تھے، صرف ابو بکر کو خدا چاہتا ہے۔

۲۵۔ ابو بکر چلا رہے ہیں کہ مجھے چھوڑ دو میں تم سے بہتر نہیں ہوں، (۴) مجھے تھماری بیعت کی ضرورت نہیں، مجھے چھوڑ دو۔ (۵) آخر اس دست برداری کا جواز کیا ہو سکتا ہے جسے خدا رسول متعین کرنا چاہتے ہیں؟

۲۶۔ ابو بکر تین روز تک لوگوں سے پوشیدہ رہے، روزانہ باہر آ کر کہتے ہیں: تھماری بیعت کو مسترد کرتا ہوں کسی دوسرے کو منتخب کرو۔ (۶) بلکہ سات روز تک لوگوں کو اختیار دیا آخر اس دست برداری اور بیعت گروں سے اٹھانے کا جواز کیا ہو سکتا ہے جب کہ مشیت خداوندی انہیں کے حق میں تھی۔

۲۷۔ حضرت ابو بکر کی اس تقریر کے متعلق کیا صفائی دی جائے گی کہ وہ فرماتے ہیں:

۱۔ تاریخ طبری، ج ۲، م ۱۹۹، (ج ۳، م ۲۰۳)، السیرۃ الحلبیہ ج ۳، م ۲۸۶، الصواعق الحمرۃ، م ۷، (۱۲)

۲۔ تاریخ طبری، ج ۲، م ۱۹۹، (ج ۳، م ۲۰۸)، (ج ۳، م ۲۲۰، ۲۰۳)، ریاض المطہرۃ، ج ۲، م ۱۶۲، (ج ۱، م ۲۰۳، ۲۰۲)

۳۔ مذکوٰ الصفوۃ، ج ۱، م ۹۹، (ج ۱، م ۲۶۰)، (ج ۱، م ۲۶۰، نمبر ۲)

۴۔ الصواعق الحمرۃ، م ۳۰، (۵۱)

۵۔ الاملۃ والیامتۃ، ج ۱، م ۱۳، (ج ۱، م ۲۰)

۶۔ الاملۃ والیامتۃ، ج ۱، م ۱۶، (ج ۱، م ۲۲)، ریاض المطہرۃ، ج ۱، م ۵۷، (ج ۱، م ۲۱۷)

لوگو ایلی ہیں، انہوں نے میری بیعت نہیں کی ہے، یہ اپنے معاملات میں با اختیار ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ! تم سب بیعت کے سلسلے میں با اختیار ہو میرے سوا کسی اور کی بیعت کرو۔ جس کی بیعت کرو گے سب سے پہلے میں اس کی بیعت کروں گا۔ (۱)

شاید وہ حادثوں کے ذریعے لوگوں کو ختارتینار ہے تھے۔ لیکن یہ حادثے تو آسان رز نے کے مقابلے میں کمتر تھے، عمر نے ابو بکر کے سامنے پیدائچی کر شور چانا شروع کر دیا، وہ حباب بن منذر سے جو مخالف بیعت ابو بکر تھے بولے: خدا تجھے قتل کرے، ان کی آنکھیں پھوڑ دیں، ہاتھا نیٹھ دئے پھر ریسیں از زرج، سعد پر غرائے: اس کو قتل کر دو، خدا قتل کرے یہ منافق ہے۔ قیس بن سعد نے جھپٹ کے عمر کی داڑھی پکڑ لی اور کہا: مخددا! اگر سعد کو کچھ ہوا تو تیرے دانت توڑ دوں گا۔ زیر تو تکوار ہی بھاجنے لگے تھے، مقداد کے سینے کو فشار دیا گیا، فاطمہ کے گھر پر بہلہ بول دیا جو لوگ گھر میں تھے انہیں بیعت کے لئے بزرگ نکالنے کے عزم آگئے اور لکڑی بھی لے آئے اور آواز دی: گھر سے باہر نکل دو نہ سب کو جلا دوں گا۔ فاطمہ نے پس پردہ سے روتے ہوئے فریاد کی: اے بابا! ذرا دیکھئے تو پرتفاق نے مجھ پر معاشر کے پہاڑ توڑ دئے۔ بیعت کے لئے علی کے گلے میں چادر کا پھند اڈاں کر مسجد کی طرف ہجھیتے ہوئے چلے۔ ان سے کہا گیا بیعت کرو ورنہ قتل کر دئے جاؤ گے۔ وہ فریاد کر رہے تھے: اے مانجاۓ! لوگوں نے مجھے کمزور کر دیا ہے وہ قتل پر آمادہ ہیں۔ (۲)

یہ تمام باتیں اس بات کی واضح تردید کرتی ہیں کہ خلافت ابو بکر خدا رسول اور فرشتوں کی طرف سے ہے، خلافت ابو بکر کا خدا کی طرف سے ہونا سراسر جھوٹ اور ڈھونگ ہے جسے بنام خدا رسول گڑھا گیا ہے۔

۳۰۔ عمر نے بعد وفات رسول ابو عبیدہ سے کہا: اپنا ہاتھ بڑھا دتا کہ تمہاری بیعت کروں کیوں کہ تم ارشاد رسول کے مطابق امین امت ہو۔ ابو عبیدہ نے جواب دیا: جب سے مسلمان ہوا ہوں تم سے اسکی غلطی نہیں دیکھی کیا تم میری بیعت کرو گے جب کہ تمہارے درمیان صدیق و یار غار موجود

۱۔ المسیرۃ الحلبیۃ، ج ۲، ص ۳۸۹، (ج ۳ ص ۳۶۰)

۲۔ اس کے مدارک ساتویں جلد میں پیش کئے جائیں گے۔

ہیں۔ (۱) ان نصوص کے ہوتے صدیق و یار غار کی دہائی دینا سمجھ میں نہیں آتا؟

۳۱۔ عمر مسلمانوں کے معاملات کو شوریٰ کے پرداز کر کے کہتے ہیں: جو شوریٰ کے علاوہ کسی کی بیعت کرے گا اس کی اہمیت نہ ہوگی، اسے قتل کر دیا جائے گا۔ (۲)

۳۲۔ صحیح مسلم (۳) و مسند احمد (۴) میں ہے کہ ایک دن عمر نے تقریر کی: میں نے خواب دیکھا ہے کہ مرغ مجھے چونچ مار رہا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کے میری موت قریب ہے پچھے لوگ کہتے ہیں کہ کسی کو خلیفہ بناؤں، حالاں کی خدا کبھی اپنادین بر بادنہ کرے گا اور اگر لوگ اس امر (خلافت) میں جلدی چاہتے ہیں تو شوریٰ کے ان چھا فراد میں سے کسی کو خلیفہ منتخب کر لیں۔ (۵)

۳۳۔ آخر کیا جہہ تھی کہ عمر نے خلافت ابو بکر کے لئے کہا کہ بیعت ابو بکر ناگہانی حادثہ تھا، خدا نے اس کے شر سے محفوظ رکھا (۶) یا جاہلی لغزش تھی (۷) اب اگر کوئی اس کا اعادہ کر چکا تو قتل کیا جائے گا۔ (۸)

۱۔ مسند احمد، ج ۱، ص ۲۵، (ج ارس ۵۸ ر حديث ۲۲۵)، الطبقات الکبریٰ، ج ۲، ص ۱۷۸، (ج ۳ ر ح ۱۸۱)، بخاری ابن اثیر ج ۳ ص ۷۷، (ج ۳ ر ح ۲۸۲)، صفتة الصفوۃ، ج ۱، ص ۹۷، (ج ارس ۲۵۶)، السیرۃ الاحلیۃ، ج ۳ ر ح ۲۸۶، (ج ۳ ر ح ۳۵۷)، الصواعق الْجُنُوُنُ، ص ۷۶، (ص ۱۲)

۲۔ مسند احمد، ج ۱، ص ۵۶، (ج ارس ۹۱ ر حديث ۳۹۳)، البدریۃ والتحلیۃ، ج ۵، ص ۲۳۶، (ج ۵ ر ح ۲۶۷)

۳۔ صحیح مسلم، ج ۲، ص ۳، (ج ۲ ر ح ۲۸۸)، کتاب المساجد

۴۔ سنن تیمیٰ، ج ۸، ص ۱۵۰، تیسیر الوصول، ج ۲، ص ۲۹، (ج ۲ ر ح ۵۸ ر حديث ۸)

۵۔ صحیح بخاری، باب رجم اُنجلی مِنَ الْأَرْضِ، ج ۱۰، ص ۳۲، (ج ۲ ر ح ۲۵۰۵ ر حديث ۲۲۳۲)، مسند احمد، ج ۱، ص ۵۵، (ج ارس ۱۹۰)

۶۔ تاریخ طبری، ج ۳، ص ۲۰۰، (ج ۳ ر ح ۲۰۵)، انساب بلاذری، ج ۵، ص ۱۵، سیرۃ ابن حشام، ج ۲، ص ۲۳۸، (ج ۳ ر ح ۳۹۳)

۷۔ تیسیر الوصول، ج ۲، ص ۲۲، (ج ۲ ر ح ۵۲، ر حديث ۳)، تاریخ کابل، ج ۲، ص ۱۳۵، (ج ۲ ر ح ۱۱)

۸۔ بخاری ابن اثیر، ج ۳، ص ۲۲۸، (ج ۳ ر ح ۲۶۷)، ریاض المضرّة، ج ۱، ص ۱۶۱، (ج ارس ۲۰۱)، البدریۃ والتحلیۃ، ج ۵، ص ۲۳۸، (ج ۵ ر ح ۲۲۶)

۹۔ السیرۃ الاحلیۃ، ج ۳، ص ۲۸۸، (ج ۳ ر ح ۳۶۰)، الصواعق الْجُنُوُنُ، ص ۵، (ص ۱۰)، (ج ۳ ر ح ۳۶۰)

۱۰۔ تاریخ طبری، ج ۳، ص ۲۰، (ج ۳ ر ح ۲۲۲)

۱۱۔ الصواعق الْجُنُوُنُ، ص ۲۱، (ص ۳۶)

یہ خلافت تو بشارتوں اور متواتر پیش گویندوں سے معور تھی۔ رسول خدا کی زبان نہیں تھکی تھی اس کے اعلان سے، ان نصوص کے مقابلے میں رسول گو صیست لکھنے کی قطعاً ضرورت نہ تھی اس کے بعد تو چھوٹا سا اختلاف بھی ناممکن تھا۔ حضرت عمر آخراں میں کیا برائی دیکھ رہے تھے جب کہ تمام صحابہ عادل ہیں اور خدا و رسول و مولین خلافت ابو بکر کے سوا کوئی چیز قول کرنے پر آمادہ نہ تھے۔

۳۲: عمر نے عبد الرحمن بن عوف کو پیش کی کہ وہ خلیفہ ولی عہد ہو جائیں۔ انہوں نے کہا کہ جب میں مشورہ کروں گا تو آپ میری رہنمائی کریں گے؟ عمر نے کہا: بخدا! ہرگز نہیں۔ عبد الرحمن نے کہا: تو پھر میں راضی نہیں ہوں کہ آپ کے بعد مسلمانوں کا خلیفہ ہوں۔ (۱)

۳۵۔ کیا وجہ تھی کہ تمام انصار بیعت ابو بکر نہیں کر رہے تھے (۲) جب کہ اس قدر بے شمار نصوص موجود تھیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم علیؑ کے سوا کسی کی بیعت نہیں کریں گے۔ یا یہ کہ ایک تم میں سے امیر ہو ایک ہم سے ہو۔ (۳) آخر کیا وجہ تھی کہ طلحہ، زبیر، مقداد، سلمان، عمار، ابوزر، خالد بن سعید اور اکثر بزرگان مہاجرین نے بیعت ابو بکر سے انکار کیا۔ (۴) وہ کہتے رہے کہ ہم صرف علیؑ کی بیعت کریں گے اس لئے علیؑ کے گھر میں پناہ گزیں تھے آخراج بری سیاست کے ذریعے نکالے گئے۔

حد دہاڑ رہے تھے: بخدا! ہرگز تمہاری بیعت نہ کروں گا چاہے تمام جن و انس تمہاری بیعت کر لیں۔ وہ آخری سانسوں تک ابو بکر کی جماعت میں شامل نہ ہوئے، ان سے قطع تعلق کئے رہے، نہ ان کے ساتھ چکیا۔ (۵) عباس اور تمام بنی ہاشم کے پاس کیا عذر تھا؟ کیا ان کے سامنے یہ جعلی نصوص نہیں تھے؟

۳۶۔ خود امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کو اس انتخابی بیعت سے اختلاف تھا۔ ابن تکبیر لکھتے

۱۔ الفتوحات الاسلامية، ج ۲، م ۳۷، (ج ۲۰، م ۲۷۵)

۲۔ منhadh، ج ۱، م ۵۵، (ج ارم ۹۰، حدیث ۳۹۳)

۳۔ منhadh، ج ۱، م ۳۰۵، (ج ارم ۲۲۸، حدیث ۳۸۳۲)، طبقات ابن سعد، ج ۲، م ۱۹۸، (ج ۳، م ۱۸۲)

۴۔ ریاض الصtera، ج ۱، م ۱۷۶، (ج ارم ۷۰)

۵۔ تاریخ طبری، ج ۳، م ۱۹۸، (ج ۳، م ۲۰۲، ۲۰۵، ۲۰۷، ۲۰۰)

ہیں کہ علی کرم اللہ وجہہ کو ابو بکر کے سامنے لایا گیا تو انہوں نے کہا: میں بندہ خدا و برادر رسول ہوں۔ ان سے کہا گیا کہ ابو بکر کی بیعت کرو۔ انہوں نے جواب دیا: میں خلافت کا تم سے زیادہ حقدار ہوں، اگر تم صاحب ایمان ہو تو میرے ساتھ انصاف کرو ورنہ پھر اپنے کرتوت کا بدلہ پاؤ گے۔

عمر نے کہا: تمہیں آزاد نہیں کیا جائے گا جب تک بیعت نہ کرو گے۔ علی نے جواب دیا: تم دودھ دوہ رہے ہو کہ اس میں تمہارا بھی حصہ ہے، آج کوشش کر رہے ہو کل فائدہ اٹھاؤ گے، بخدا! اے عمر! میں ہرگز بیعت نہ کروں گا۔

ابو بکر نے کہا: اگر تم بیعت نہ کرو گے تو میں مجبور بھی نہ کروں گا۔ ابو عبیدہ نے کہا: بھیا! تم کسن ہو اور یہ میں ہیں، تمہارے پاس ان کے جیسا تجربہ نہیں، میں ابو بکر کو تم سے زیادہ خلافت کا حقدار سمجھتا ہوں، بڑا چھا ہوتا کہ خلافت ان کو دے ڈالتے اگر زندہ رہو گے تو یہ خلافت تمہیں کو ہوئے چیزیں، تم علم و دینداری، فہم و داما دی کے لحاظ سے زیادہ سزاوار ہو۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اے مہاجر و اخدا کے لئے حکومت محمد گوان کے گھر سے نکال کر عربوں میں مت رانج کرو۔ اہل بیت کو ان کے حق سے محروم نہ کرو۔ اے مہاجر و اخدا! میں تمام لوگوں میں سب سے زیادہ اس خلافت کا حقدار ہوں کیوں کہ ہم اہل بیت محمد میں سے ہیں، ہم تم سے زیادہ اس کے حقدار، تم سے بہتر قرآن کے قاری، سنت رسول سے آگاہ، رعیت نوازی سے بہرہ مند اور عدالت اجتماعی کے واقف کار ہیں۔ نفس کی بیرونی کر کے راہ حق سے اخراج نہ کرو۔

بیشتر بن سحد نے کہا کہ اگر یہ کلمات انصار سن لیتے تو ابو بکر سے پہلے تمہاری بیعت کر لیتے۔

ابن قیمہ مزید لکھتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے رات کے وقت فاطمہ گوخر پر سوار کر کے انصار کے گھروں میں بھیجا اور مدد طلب کی۔ انہوں نے کہا کہ اب تو ابو بکر کی بیعت ہو گئی اگر آپ نے اسی وقت اپنا مطالبہ رکھا ہوتا تو ہم آپ ہی کی بیعت کرتے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

کیا میرے لئے مناسب تھا کہ رسول گو گھر میں چھوڑ دیتے اور بغیر دن کے سلطنت کے لئے

بھگر نے کھرے ہوتے؟ فاطمہ نے فرمایا: ابو حسن نے وہی کیا جوان کے لئے مناسب تھا دوسروں نے جو کچھ کیا اس کا حساب خدا کے ذمے ہے۔

ابن قتبہ مزید لکھتے ہیں:

ابو بکر نے غالپین بیت کے تعاقب میں خاتمه علیٰ کی طرف عمر کی سر کردگی میں لوگوں کو بھیجا، عمر نے آواز دی: گھر سے باہر نکلو۔ انہوں نے باہر نکلنے سے انکار کیا، عمر نے آگ لگانے کا ارادہ کیا اور کہا کہ خدا کی قسم! گھر والوں سمیت گھر جلا دوں گا ورنہ باہر نکلو۔ ان سے کہا گیا: اس میں فاطمہ بھی ہیں۔ کہنے لگے چاہے اس میں فاطمہ ہی کیوں نہ ہوں۔

یہ سن کر لوگ باہر نکل آئے اور سب نے ابو بکر کی بیعت کر لی۔ لیکن علیٰ نے بیعت نہیں کی کیوں کہ انہوں نے عہد کر لیا تھا کہ جب تک قرآن جمع نہ کروں گا نہ گھر سے نکلوں گا نہ عبادوں پر ڈالوں گا۔ فاطمہ نے آواز دی: تم سے بدتر آدمی دیکھنے کو نہ ملے گا کہ جنازہ رسول کو ہمارے پاس چھوڑ دیا اور اپنا کام تمام کر لیا، نہم سے مشورہ کیا نہ ہمارا حق دیا۔

عمر نے ابو بکر سے کہا: اس منکر کو ہواتے کیوں نہیں؟ ابو بکر نے قنفذ کو بھیجا کہ علیٰ کو میرے سامنے حاضر کرے۔ وہ علیٰ کے سامنے گیا تو علیٰ نے کہا: کیا بات ہے؟ اس نے کہا: خلیفہ رسول آپ کو بلا رہے ہیں۔ علیٰ نے فرمایا: بہت جلد تم رسول پر جھوٹ باندھنے لگے۔ قنفذ نے جا کر سارا مااجر ایمان کیا جسے سن کر ابو بکر رونے لگے، عمر نے کہا: اس منکر بیعت کو مہلت مت دیجئے۔ ابو بکر نے کہا: جا کر کہو کہ امیر المؤمنین تمہیں بلا رہے ہیں کہ میری بیعت کرو۔ قنفذ نے جا کر کہا تو علیٰ نے فرمایا: سجان اللہ اولہ ایسی چیز کا دعویٰ کر رہا ہے جس کا سزاوار نہیں۔ قنفذ نے واپس جا کر کہا، ابو بکر دریک روتے رہے اس وقت عمر اٹھے اور ان کے ساتھ بہت سے لوگ تھے۔ فاطمہ کے در پر ہو چکر دورازہ ٹکھکھایا، فاطمہ سلام اللہ علیہا نے آواز سن کر فریاد کی:

اے بابا!

اے رسول خدا! ادیکھنے تو آپ کے بعد پر خطاب و پر قافذ سے کیا دن دیکھنے پڑ رہے ہیں۔

لوگوں نے گریہ زہر آتنا تو کیجیے پانی ہو گئے، بگر پھنسنے لگے۔ عمر نے لوگوں کی مدد سے علیٰ کو ابو بکر کے سامنے حاضر کیا اور ان سے کہا کہ بیعت کرو۔ فرمایا: اگر بیعت نہ کروں تو کیا ہو گا؟ کہا گیا: گردن مار دی جائے گی۔ علیٰ نے کہا: کیا تم بندہ خدا اور رسولؐ کو قتل کر دے؟

عمر نے کہا: بندہ خدا ہوتا ما تھا ہوں لیکن برادر رسولؐ ہونے سے انکار ہے۔ (۱) ابو بکر چپ تھے، عمر نے ان سے کہا: آپ انہیں بیعت کا حکم کیوں نہیں دیتے؟ ابو بکر نے کہا: جب تک فاطمہ زندہ ہیں انہیں بیعت پر مجبور نہ کروں گا۔ علیٰ نے قبر رسولؐ کی طرف رخ کر کے کہا: مانجائے لوگوں نے مجھے کمزور کر دیا ہے ترقیب ہے کہ قتل کر دیں۔ (۲)

۳۔ ابو بکر و عمر نے آخر کیوں مغیرہ کو سازش کر کے بھیجا کہ عباس کو خلافت میں شریک ہونے پر آمادہ کریں۔ این تقبیہ لکھتے ہیں (۳): مغیرہ بن شعبہ ابو بکر کے پاس گئے اور کہا: آپ عباس سے ملنے اور انہیں خلافت میں حصہ دیدیجئے جوان کی اولاد میں باقی رہے، یہ چیز علیٰ و میہاشم کے خلاف پڑے گی۔ ابو بکر، عمر، ابو عبیدہ رسولؐ کے پچھا عباس کے گھر پر گئے، ابو بکر نے تقریب کی: خدا نے محمدؐ کو رسول ہنایا اور ہم نوں کا ولی قرار دیا، ہمارے درمیان مسحوث کر کے ہم پر احسان فرمایا... ہم آپ کے پاس آئے ہیں کہ آپ کو اس خلافت میں حصہ دار ہنا میں اور آپ کے بعد آپ کے بیٹوں میں بھی باقی رہے کیوں کہ آپ عم رسول ہیں۔

عمر نے کہا: ہمیں آپ کی ضرورت نہیں لیکن ہم خلافت کے بارے میں آپ کے طعنوں کو پسند کرتے ہیں جسے تمام لوگوں نے ملے کر لیا ہے... اب آپ کی کیا رائے ہے؟

حضرت عباس نے حمد و ثناء کے بعد کہا: جیسا کہ تم نے کہا کہ خدا نے رسولؐ کو مسحوث کر کے ہم پر

۱۔ جب کہ جلد ۳ میں حضرت علیٰ و میرا سلام کے درمیان روشن اخوت و صمیم اخوت سے متعلق محدود روایتیں بیان کی جا چکی ہیں جن میں کئی تواتر ہیں۔

۲۔ الامامة والسياسة، ج ۱، ص ۱۲، ۱۳، (ج ارس ۱۸-۲۰)

۳۔ الامامة والسياسة، ج ۱، ص ۱۵، (ج ارس ۲۱)

احسان فرمایا اور لوگوں کے امور ان کے پرد کئے لیکن یہ سب کچھ حق کی بنیاد پر ہوا، ہوا وہوس کی وجہ سے نہیں۔ اے ابو بکر! صورت حال یہ ہے کہ اگر تم نے خلافت کو رسولؐ کی نسبت سے اختیار کیا تو ہمارا حق لیا ہے اور اگر مومنین کے دیلے سے لیا تو ہم ان سے ممتاز ہیں۔ یہ جو تم پر بذل و بخشش کر رہے ہو اگر تھہارا حق ہے تو ہمیں اس کی ضرورت نہیں اگر مومنین کا حق ہے تو ہمیں باشندے کا حق نہیں، اگر یہ ہمارا حق ہے تو ہم تم سے راضی نہیں۔

تم نے صحیح کہا کہ رسولؐ ہم سے ہیں لیکن ہم درخت نبوت کی شاخ ہیں اور تم ہمسائے ہو۔

۳۸۔ کچھ لوگوں نے ابو بکر پر اعتراض کیا کہ آپ نے عمر کو خلیفہ کیوں بنادیا؟

عائشہؓ کہتی ہیں کہ جب میرے بابا کی حالت غیر ہونے لگی فلاں فلاں بابا کے پاس آئے اور ان سے کہا: اے خلیفہ رسولؐ! اکل جب آپ پیش خدا حاضر ہوں گے تو آپ عمر کو خلیفہ بنانے کا کیا عذر پیش کریں گے؟ بابا نے جواب دیا: کیا تم مجھے خدا سے ڈارتے ہو۔ میں خدا سے کہوں گا کہ میں نے صحابہ کی بہترین فردوں کو خلیفہ بنایا ہے۔ (۱)

۳۹۔ آخر کیا وجہ تھی کہ امیر المؤمنین نے بیعت عثمان سے انکار کیا جب کہ عبدالرحمٰن بن عوف اور ان کے ساتھ لوگوں نے بیعت کر لی تھی۔ علیؑ اٹھ کر پیش گئے، عبدالرحمٰن نے کہا: ان کی بیعت کجھے ورنہ گردن مار دوں گا۔ اس دن صرف عبدالرحمٰن ہی کے پاس تکوار تھی حضرت علیؑ غصے میں باہر نکل آئے۔ پھر ارباب شوریٰ نے علیؑ سے کہا کہ اگر آپ نے عثمان کی بیعت نہ کی تو ہم سے جنگ کریں گے۔ علیؑ نے بیعت کر لی۔ (۲)

تاریخ طبری (۳) میں ہے کہ لوگ عثمان کی بیعت کرنے لگے مگر علیؑ نے سستی دکھائی، عبدالرحمٰن نے ان سے کہا: جو بیعت نہ کرے گا اپنا برآ کرے گا۔ علیؑ نے یہ آیت (فتح راہ) سن کر عثمان کی بیعت

۱۔ سنن ترمذی، ج ۸، ص ۱۳۹

۲۔ بلاذری کی الاسناب، ج ۵، ص ۲۲

۳۔ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۳۱، (ج ۳ ص ۲۳۸، حدیث ۲۲۵)

کر لی۔ صحیح بخاری میں ہے کہ عبد الرحمن نے کہا کہ توارنکا لئے پر مجبور نہ کہجئے۔ (۱)

علامہ امین فرماتے ہیں:

طبری کے بقول شوری سے سرتابی پر حکم قتل عمر نے دیا تھا۔ تاریخ طبری میں ہے عمر نے صہیب کو حکم دیا کہ تین دن لوگوں کو نماز پڑھا، علی، عثمان، زید، سعد، عبد الرحمن اور طلحہ کو جمع کر، عبد اللہ بن عمر بھی رہیں لیکن وہ شوری کے مبنی نہیں ہیں، تم ان کے سر پر سوار رہنا اگر پانچ آدمی ایک پر متفق ہو جائیں اور ایک اختلاف کرے تو اس کی گردان مار دینا اگر چار متفق ہوں اور دو انکار کریں تو دو کو قتل کر دینا، اگر تین انکار کریں تو عبد اللہ بن عمر کو حاکم بنانا، اگر اس پر بھی راضی نہ ہوں تو جدھر عبد الرحمن بن عوف ہوں اس کو منتخب کرنا بقیہ جو اس کا مخالف ہواں کی گردان مار دینا۔ (۲)

﴿فَمَنْ هُدَا مِنْهُ فَأَنْتَ لَا تُكَوِّنُ﴾ (۳)

گھار، چن، پکار

یہ تمام روایتیں حضرت علیؓ کی مسلم خلافت حقیقی کے خلاف ہے بنیاد گھار سے زیادہ وقت نہیں رکھتیں۔ رسول اسلامؐ نے روز بعثت سے اپنی آخری سالوں تک حضرت علیؓ کی جائشی تسلیم کرنے کا جو اہتمام فرمایا یہ جعلی روایات اس میں مخالف ہے اس کی سمجھی ہے۔ رسول خداؐ نے اول روز عین فرمادیا تھا کہ خلافت کن جانب اللہ ہے۔

آپ نے قبیلہ بنی عامر کے لوگوں کو دعوت اسلام دی تو انہوں نے پوچھا: اگر ہم اسلام قبول کر لیں اور خدا آپ کو ان مخالفتوں میں کامرانی سے ہمکنار کر دے تو کیا خلافت کو اپنے بعد ہمیں عطا فرمائیں گے؟

۱۔ صحیح بخاری، ج ۱، ص ۲۰۸، (ج ۲، ص ۲۶۳۵، حدیث ۶۷۸۱)، الامامة والسياسة، ج ۱، ص ۲۵، (ج ۱، ص ۳۱)

۲۔ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۳۵، (ج ۲، ص ۲۲۹) انساب بلاذری، ج ۵، ص ۱۱، ۱۸، الامامة والسياسة، ج ۱، ص ۲۳، (ج ۱، ص ۲۸)

۳۔ العقد الفريد، ج ۲، ص ۲۵، (ج ۳، ص ۹۸)

۴۔ سورہ نجم، آیت ۵۹۔

رسول خدا نے فرمایا: خلافت خدا کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہے عطا فرمائے۔ (۱) یہ جعلی روایات مسلمانوں کو گراہی کی طرف لے جانے والی زنجیریں ہیں، انہیں مخصوص مقاصد کے لئے گڑھا گیا ہے، ان کا حقیقت و واقعیت سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ حدیث سازی حقائق پر پردہ ڈالنے اور جھوٹ اور بہتان کی ہوا بادمختی کے لئے کی گئی ہے، ان کی وجہ سے تاریخ کا چہرہ انتہائی مکروہ اور غیر معتر ہو کر رہ جاتا ہے۔ ان روایات سے سالک راہ خدا پر حق بالکل مشتبہ ہو کر رہ جاتا ہے، چند روزہ حیات کی طمع مادی نے ان کے ذریعے آتش فتنہ بھڑکایا اور خواہش نفسانی کے فریب کے جال بچھادئے، انہیں امت اسلامی کو صحیح سمت سے محرف کرنے کے لئے گڑھا گیا ہے۔

کیا ان روایات کے ذریعے ایک مثالیٰ حق، راہ نجات پاسکتا ہے؟ آخر دہ کس کتاب پر ببروسہ کرے، کس پر اعتماد کرے یہ جھوٹی؟ روایات تمام کتابوں میں بکھری پڑی ہیں، یہ ہزاروں ہزار جھوٹ کے طومار، تالیفات میں اپنا مقام بنانچکے ہیں پھر یہ کہ انہیں میں ان کے جعلی ہونے کی نشاندہی بھی ہے۔ جس وقت کوئی انسان دیکھتا ہے کہ ان جھوٹی حدیثوں کو بعض نے بطور ارشاد مسلم نقل کیا ہے، جھوٹی سندوں کو صحیح حدیث کی طرح پیش کیا گیا ہے، بعض نے بغیر متن و سند پر توجہ کئے لکھا رہے تو اس کے سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کرے۔ یہ تمام روایات صاحب کے فضائل میں ہیں اسی صورت میں وہ خود سے پوچھتا ہے کہ کیا کرے؟ انہیں مولفین میں چودھویں صدی کا مولف بے حیائی سے لکھا رہا ہے کہ اہل سنت کے رجال میں جھوٹ اور حدیث سازی کے بدنام افراد ہیں ہی نہیں۔ اس کی فہم کو اس مکاری سے وہی نکال سکتا ہے جس کے جذبات خالص اور خواہش نفسانی کی آلودگی سے پاک ہوں ایسا مصلح ملتے کہاں سے؟

ہاں! ہم نے اس کے لئے ان الواح میں ہر طرح کی نصیحت لکھ دی ہے تاکہ جو بھی ہلاک ہو یا زندہ ہو وہ دلیل کے ساتھ ہو۔ سے ہم نے ان کے لئے تفصیل علم کی اساس پر کتاب پیش کی۔

۱۔ سیرۃ ابن رشام، ج ۱، ص ۳۲۳، (ج ۲ ص ۶۶) الرؤوف الافاف، ص ۲۲۳، (ج ۲ ص ۳۹)، السیرۃ الحلبیۃ، ج ۲، ص ۲، دحلان کی السیرۃ النبویۃ، ج ۱، ص ۳۰۲، (ج ۱ ص ۱۳۷)

حدیث سازی کے متعلق علماء کی رائے

حافظ جلال الدین سیوطی تحریر الحوادث (۱) میں لکھتے ہیں کہ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی بھی سنی گناہ کبیرہ کے مرکب پر کفر کا فتویٰ صادر کرے گا مگر شیخ ابو محمد جوینی نے رسول پر جھوٹ گزھنے والے کے متعلق کہا ہے کہ جو شخص جان بوجھ کر رسول پر جھوٹ باندھے وہ کافر ہے، وہ ملت اسلام سے خارج ہے۔ اس فتویٰ کی تائید مالکیوں کے اکثر ائمہ نے کی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول پر جھوٹ باندھنا بہت بڑا گناہ ہے کیوں کہ کسی بھی گناہ کبیرہ کے متعلق اس کے ارتکاب کرنے والے کو کافر نہیں کہا جاسکتا صرف بھی ایک گناہ کبیرہ جس میں رسول پر جھوٹ باندھا گیا ہو۔

محمد بنین و حفاظت کی یہ ثولی جنہوں نے ان احادیث کے ذریعے رسول پر جھوٹ باندھا اور اپنی تایفات میں نقل کیا وہ اس حدیث رسول کے زمرے میں آتے ہیں جسے خطیب نے نقل کیا اور ان جو زی نے مجھ ہونے کی نشاندہی کی ہے (من روی منی حدیشا و هو بیری انه کذب فهو احد الکتابین) جو شخص یہ جانتے ہوئے کہ یہ جھوٹ ہے مجھ سے کوئی روایت نقل کرے وہ جھوٹوں میں سے ایک ہے۔ (۲)

قرآن بھی اس کی تائید کرتا ہے: ﴿وَ لَوْ تَقُولُ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَا يَخْذُنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقْطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينِ﴾ اگر رسول ہماری نسبت کوئی جھوٹ بات بنا لاتے تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے پھر ضرور ہم ان کی گردن اڑا دیتے پھر مجھے تم میں سے کوئی بھی روک نہ سکتا۔

ان مورخین و حفاظ نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ گزھا ہوا جھوٹ ہے انہیں رسول خدا کی طرف نسبت دی، خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو گمراہ کیا، لوگوں کو راہ راست سے روکا، ان سے بڑا ظالم کون ہو گا؟

کیا آپ سوچ سکتے ہیں کہ یہ جھوٹ کا طومار باندھنے والے جاگل تھے، انہوں نے جان بوجھ کر یہ

۱- تحریر الحوادث، ج ۲۱، ص ۱۲۵ (ص ۱۲۵)

۲- تاریخ بغداد، ج ۳، ص ۱۶۱، (نمبر ۱۸۲)، لختم، ج ۸، ص ۲۶۸، (ج ۱۶، ص ۱۳۳، نمبر ۲۳۰)

حرکت نہیں کی؟ قرآن ان کے متعلق کہتا ہے کہ ان کے پاس علم نہیں یہ اندھے بہرے کی طرح جھوٹ
باندھ رہے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ حق پر ہیں، اکثر ان میں بے سواد ہیں، وہ کتاب میں سے آرزوں کے سوا
چکنیں جانتے یہ ارباب پندرہ ہیں۔

قطب الدین راوندی

وفات ۱۷۵۷ھ

بنو الزهراء آباء الیتامی اذا مَا خوطبوا قالوا: سلاماً

”فرزندان زہرا تیمین کے باپ ہیں جب کبھی جاں ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ سلام کہہ کے آگے بڑھ جاتے ہیں۔ وہ مخلوقات پر خدا کی جنت ہیں جو ان کی طرف سے برے خیالات رکھے وہ گناہوں میں ڈوب گیا وہ ہمیشہ صائم النہار اور قائم اللیل رہے۔

کیا رسول خدا نے غدری کے دن بلند مرتبہ علیؑ کو امام مقرر نہیں کیا؟ کیا حیدرؒ کرا مردمیدان اور شجاع نہیں تھے؟ کیا حیدرؒ کرا کا (خدا کے نزدیک) بلند مقام نہیں ہے؟“؟

ایک مریمی میں ایک شعر غدری سے بھی متعلق ہے:

”وہ لوگ غدریم کے واقعے کو قطعی فراموش کر بیٹھے پھر تو ان پر بدتر بد بختی ثوٹ کے برس پڑی۔“

حالات و شخصیت:

قطب الدین ابو الحسین سعد (سعید) بن پوتۃ اللہ بن حسین بن عیسیٰ راوندی۔ ممتاز ترین شیعہ عالم تھے، فقہ و حدیث کے استاذ اور علم و ادب کے نابغہ روزگار تھے۔ ان کے نفائل و مسامعی علمی میں ذرا بھی جھوٹ نہیں، ان کے دینی خدمات عیب سے بربی اور گرفتار تالیفات سے مزین ہیں۔

ان کی ستائش میں تذکرہ نگاروں نے بہت مبالغہ کیا ہے، حالات زندگی مندرجہ ذیل کتب میں ہیں:

۱۔ فہرست منتخب الدین

۲۔ معالم العلماء

۳۔ اہل الالٰل

۴۔ لسان المیزان

۵۔ ریاض العلماء

۶۔ اجازہ سائنسی

۷۔ ریاض البختة (روضہ رابعہ)

۸۔ لولوۃ الحیران

۹۔ تہنی القال (۱)

۱۰۔ الکنی والاتقاب

۱۱۔ متدربک الوسائل

اساتذہ اور حنفی سے روایت کی

شیخہ اللہ بغدادی، عباد الدین مرزوqi، سعید صوانی، محمد بن ابی القاسم طبری، علی بن علی بن عبد الصمد نیشاپوری، محمد بن علی بن عبد الصمد، سید ابوتراب مرتضی بن داعی، مجتبی بن داعی، ابو البرکات مشهدی، شیخ ابو جعفر جبی، ابو فخر غاری، ابو القاسم بن تکی، محمد بن مرزبان، شیخ مودود تکی، ابو سعد ار ابادی، شیخ حدیقی، ابو الحسین مرکلی، ہبہ اللہ بن دعویدار، علی بن ابی طالب سلیمانی، ابو جعفر بن تکی، عبد الرحیم بغدادی، ابو جعفر مقری، شیخ محمد بن حسن۔

- ۱۔ فہرست منتخب الدین، (ص ۷۷، نمبر ۱۸۶)، معالم العلماء، (ص ۵۵، نمبر ۳۶۸)، اہل الالٰل، (ج ۲، ص ۲۵۶، نمبر ۳۵۶)، لسان المیزان، ج ۳، ص ۳۸، (ج ۳، ص ۵۹، نمبر ۲۲۶)، ریاض العلماء، (ج ۲، ص ۳۱۹) لولوۃ الحیران، (ص ۳۰۲، نمبر ۱۰۳)، تہنی القال ص ۳۸، (ص ۲۱۳)، متدربک الوسائل، ج ۳، ص ۳۸۹، روضات البختات، ص ۳۰۱، (ج ۳، ص ۵)، تہنی القال، (ج ۲، ص ۲۲)، الکنی والاتقاب، (ج ۳، ص ۵۸)، (ج ۳، ص ۲۷)۔

مندرجہ ذیل افراد نے راوندی سے روایت کی ہے:

- ۱۔ شیخ احمد طبری قاضی ۲۔ شیخ نصیر الدین بخاری ۳۔ شیخ بابویہ سعد بن محمد ۴۔ راوندی کے فرزند علی
- ۵۔ قاضی جمال الدین علی ۶۔ شریف عز الدین بغدادی ۷۔ ابن شہر آشوب۔

تالیفات:

المختصر	سلوہ الحزین
منہاج البراعتہ	نہیۃ النہایہ
نفعۃ المضدور	احکام الاحکام
قصص الانبیاء	غیریب النہایہ
الآیات المخلکة	معارج
شرح کلمات امیر المؤمنین	آیات الاحکام
زہرة المباحثة	الاغرائب فی الاعراب
تهافتة الفلاسفہ	ضیاء الشہاب
شجر العصاہ	کتاب الجر
النیات فی العبادات	جواہر الكلام
رسالة الفقہا	الخرائج والجرائج
شرح العوامل	تاریخ و منسوخ
لباب الاخبار	خس
تحفۃ العلیل	کتاب المزار
ام القرآن	اسباب النزول
حل المعمود	صلوۃ الآیات

اولاً:

آپ کی تمام اولاد علم و دانش سے آراستہ تھیں:

۱۔ علی بن قطب الدین ثقة عالم تھے۔ (۱)

۲۔ دوسرے فرزند شیخ نصیر الدین ابو عبد اللہ الحسین کاشم بھی عظیم علماء میں ہوتا ہے جو شہید ہوئے۔ (۲)

۳۔ تیسرے فرزند فقیہ ظہیر الدین ابو الفضل محمد بن قطب الدین تھے جنہیں تمام تذکرہ نگاروں نے

مراہب ہے۔

قطب الدین راوندی نے روز چهارشنبہ ۱۴۷۵ھ ارشوال میں انتقال کیا۔ (۳) ایک دوسری روایت میں تیرہ شوال ہے۔ آپ کی قبر و ضر مصوّمه قم کے گن جدید میں ہے۔

۱۔ فہرست منتخب الدین، ج ۱۲، نمبر ۲۷۵

۲۔ شہداء الفضیلیہ، ج ۲۰

۳۔ اجازات البحار، ج ۱۵، لسان المیزان، (ج ۳ ص ۵۹، نمبر ۲۷۶)

سبط بن تعاویذی

ولادت ۵۱۹ھ.

وفات ۵۸۲ھ.

یا اسمی النبی یا ابن علیؑ! قامع الشرک والبتول الطہور
 ”اے ہم نام رسولؐ، اے شرک شکن علیؑ اور پاک بتول کے فرزند!“
 آپ کائنات میں بلند مرتبہ اور بزرگ گرانے والے مشہور ہیں۔ لوگوں نے آپ سے درس و فالیا اور کار
 خیر میں آپ کی پیغمبری کی جاتی ہے، آپ مجھ سے وعدہ خلافی کیوں کریں گے جب کہ وعدہ خلافی بڑے لوگوں کا
 کام نہیں سوائے فرزند ختار کے آپ اس نامناسب کام سے قلعی بلند ہیں کیوں کہ آپ نے اول روز بغیر کسی جر
 کے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا انسان خوشی غم کے بجائے فضیلت کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے، آپ کے کیامانع مذر ہے
 جب کہ غیر عادی امور بھی آپ کے اقدام میں رکاوٹ نہیں ڈالتے جب تک آپ کی وعدہ خلافی بغیر کسی عذر تا خیر
 کے ہوتی رہی میں ناصیحی ہو جاؤں گا، حرام مچھلی کھاؤں گا، عاشورہ کے دن غسل کر کے اچھے کپڑے پہنؤں گا، اچھے
 کھانے پکاؤں گا، عید غدیر کے دن غم کی کنڈلی مار کر بینٹھ جاؤں گا اور کوئی خوشی کا مظاہرہ نہ کروں گا۔“
 یہ اشعار میں نے تعاویذی کے خطی دیوان سے نقل کئے ہیں جسے سید محمد بن مقار علوی، نقیب کوفہ کو
 لکھتے ہیں، انہوں نے کسی معاملے میں تعاویذی سے وعدہ خلافی کی توجیہ یا اشعار کہے۔

شاعر کے حالات:

ابوالفتح محمد بن عبد اللہ (عبدیہ اللہ) بغدادی، عرفیت ابن تعاویذی یا سبط تعاویذی تھی۔ یہ شہرت
 ان کے نانا ابو محمد مبارک جو ہری کی وجہ سے تھی جن کی عرفیت ابن تعاویذی تھی۔

تعاویذی شیعوں میں صاحب طرز شاعر اور عراق کے مجاہد قلم کاروں میں شمار ہوتے تھے ان کے بلند اشعار میں احساس غرور صاف جملکتا تھا، تمام تذکرہ نگاروں نے ستائش سے معطر خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔

مجم (۱) میں ہے کہ وہ عراق کے مشہور ترین شاعر اور قلم کار تھے جس زمانے میں عماد کتاب اصفہانی عراق میں تھا تو مدت توں اس سے محبت کی جب وہ شام گیا اور سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب سے وابستہ ہوا تو ان تعاویذی نے اس سے مراسلت بڑھائی بعض خطوط کو عماد اور اخیر یہ میں نقل کیا گیا ہے۔
 ابوالحق تعاویذی آخر عمر میں اندھے ہو گئے تھے یہ ۹۷۵ھ کی بات ہے۔ ان کے پیشتر اشعار میں اپنی بیانی اور جوانی کے تذکرے ملتے ہیں۔ انہوں نے تین قصیدے سلطان کو لکھ بیجے اور انہیں دفتر سے دلیفہ مقرر ہو گیا تھا۔ جب وہ اندھے ہوئے تو چاہا کہ اپنے بیٹے کے نام منتقل کر دیں اس لئے تذکرہ قصیدہ لکھا۔



ان کے متعلق حکی کہتے ہیں کہ تمام اشعار بلند و نیس ہوتے تھے۔ دو جلدوں پر مشتمل دیوان ہے۔ ایک کتاب الحجۃ والحجاب نامی بھی لکھی۔
 ولادت دل رجب روز جمعہ ۵۱۹ھ کو ہوئی اور دوسری شوال ۵۸۳ھ میں انتقال کیا اور بغداد میں باب ابرز میں دفن کئے گئے۔ ان کی تاریخ ولادت و وفات میں اختلاف بھی ہے۔ (۲)

۱۔ مجم الادباء، ج ۷، ص ۳۱، (ج ۱۸ ص ۲۳۵)

۲۔ ابن علکان نے وفات الاعیان، ج ۲، ص ۱۲۳، (ج ۳ ص ۳۶۶ و نمبر ۲۸۰) پر ابوالقدانے الحقر فی التاریخ البشیر، ج ۳، ص ۸۰، (ج ۳ ص ۷۶) پر ابن شہنہ روض الناظر، (ج ۲ ص ۱۷۱) میں، ابن کثیر نے البدایہ والتحفیۃ، ج ۱۲، ص ۳۲۹، (ج ۲ ص ۳۰۲) پر، عبدالحی نے شذرات الذنب، ج ۳، ص ۲۸۱، (ج ۲ ص ۳۶۲) پر، یافی نے مرآۃ الجان، ج ۳، ص ۳۰۳، (ج ۲ ص ۲۲۹)، اور دیگر تذکرہ نگاروں نے اپنے تذکروں میں ان کا شرح حال لکھا ہے۔

عند لیبان غدری

(ساتیں صدی ہجری)

- | | |
|--------------------------|-----------------------|
| ۱- ابو الحسن منصور بالله | ۲- مجدد الدین بن جمیل |
| ۳- شواعر کوفی حلی | ۴- کمال الدین شافعی |
| ۵- ابو محمد منصور بالله | ۶- ابو الحسین جزار |
| ۷- قاضی نظام الدین | ۸- شمس الدین محققوط |
| ۹- بہاء الدین ارمی | |

ابو الحسن منصور باللہ

ولادت ۵۶۱ھ.

وفات ۶۱۳ھ.

بنی عمّان يوم الغدیر يشهد للفارس المعلم
ابونا على وصي الرسول ومن خصه باللواء الاعظم
”ہمارے تجیرے بھائیوں! بلاشبہ غدر کادن داشند انسان کے لئے بہترین گواہ ہے۔
ہمارے پدر علی ہیں، وصی رسول جلواء اعظم سے مخصوص ہیں۔

تمہارا احترام ان کی طرف منسوب ہونے کو وجہ سے ہے لیکن ہم تو ان کا گوشت اور خون ہیں۔
اگرچہ ہم بھی باشی ہیں لیکن کہاں اونٹ کا کہاں اور کہاں پیروں کی جوتیاں۔
اگر تم آسمان کے ستارے ہو تو ہم ان ستاروں میں چاند ہیں۔

ہم ان کی بیٹی کے فرزند اور با ایمان وچاکے بیٹے ہیں تم نہیں ہو، ہمارے پدر عالی مقدار ابو طالب
ہیں جنہوں نے رسول اسلام کی حمایت کی اور اسلام لائے حالاں کہ تمام عرب ان کی نسبت کافر تھا۔
اگرچہ آپ نے ایمان چھایا لیکن ایک لمحے کے لئے بھی رسول گی حمایت کو نہیں چھایا۔“
ان اشعار کو ابو الحسن منصور باللہ نے جمادی الاول ۲۰۲ھ. میں کہا، یہ دراصل ابن معز کے قصیدہ
میمیہ کے جواب میں کہے گئے ہیں۔ جس کا پہلا شعر ہے:

بنی عمّان! ارجعوا وَدنا
و سیروا على السنن الاقوم
ایک اور قصیدہ میں غدری کا ایک شعر ہے:

فعدن عن المنازل و التصابی

و هات لنا حديث غدير خم

شاعر کے حالات:

امام منصور بالله، عبد اللہ بن حمزہ بن سلیمان بن حمزہ بن علی بن حمزہ بن ہاشم بن حسن بن عبد الرحمن بن تیجی بن ابی محمد عبد اللہ بن الحسین بن ترجمان الدین قاسم بن ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم طباطبا بن حسن بن حسن بن امام علی بن ابی طالب۔

یمن میں زیدیوں کے امام تھے، آپ کا شرف وہی و اکتسابی دونوں ہی طرح سے ہے پھر یہ کہ علم نے آپ کی شخصیت میں چار چاند لگادے۔ ٹوار اور قلم دونوں کے دھنی تھے، اس لئے یمن میں زیدیوں کے امام بنادے گئے، ۲۵ سے زیادہ کتابیں لکھیں۔

ان کی جدوجہد ۵۹۳ھ میں شروع ہوئی اور ریحیخ الاول ۵۹۲ھ میں لوگوں نے آپ کی بیعت کی۔ انہوں نے اپنا مبلغ خوارزم شاہ کے پاس بھیجا، سلطان نے بڑی گرم جوشی دکھائی۔ مدت تک یمن زعامت عطا کی یہاں تک ۱۱۲ھ میں انتقال کر گئے۔

اولاد:

ان کے اولاد ذکور میں: محمد ناصر الدین اللہ، احمد متوكل علی اللہ، علی، حمزہ، ابراہیم، سلیمان، حسن، موسیٰ، تیجی، ادریس، قاسم، فضل، جعفر، علی، داؤد، حسین۔

اولاد انانث میں: زینت ب، سیدہ، فاطمہ، حماتہ، رملہ، نفیسه، مریم، مہدیہ، آمنہ، عائشہ۔

نسخہ آخر فہیمن آشیبو شعر (جلد ۸، رج ۲، ص ۳۹) میں ان کا شرح حال موجود ہے۔

مجد الدین ابن جمیل

وفات ۱۲۶ھ۔

۲۶ شعروں پر مشتمل قصیدے کا مطلع ہے:

المت و هى حاسرة لشاما وقد ملات ذو انبها الظلاما
و من اعطاه... ”جس کی بزرگی و شرف کو رسول خدا نے بروز غدریم آنکار فرمایا، جس کے لئے
خورشید پلٹا تاکہ وقت پر نماز ادا کرے حالانکہ تاریکی چاروں طرف چھا چکی تھی، جس نے تین روز تک
متواتر کھانا نہیں کھایا اور دوسروں کو دیدیا“۔

شعری تصنیع:

اکثر مخطوطہ متذکروں میں دیکھا ہے کہ مجد الدین ابن جمیل حکومت ناصر الدین خزانہ دار تھے،
کسی بات پر خلفیہ ان سے خفا ہو گیا اور قید میں ڈال دیا، اشرف و معززین نے اس کی خلیفہ سے شفارش
کی لیکن وہ نہ مانا، نتیجے میں وہ بیس سال تک قید خانے میں پڑے رہے۔

ایک رات روشنی کی کرن نظر آئی کہ ان کے دل میں مدح علی میں قصیدہ کہنے کی سماں، متذکرہ قصیدہ
کہہ کے سوئے تو خواب میں حضرت کو فرماتے سن کہ تم ابھی آزاد ہو جاؤ گے۔ وہ خواب سے بیدار ہو کر اپنا
اثاثہ جمع کرنے لگے، حاضرین نے کہا: کیا بات ہے؟ جواب دیا: میں ابھی آزاد ہو جاؤں گا۔ قید خانے
کے ملازم میں تصرف کرنے لگے کہ بیچارہ دیوانہ ہو گیا ہے۔

لیکن ادھر ناصر نے بھی حضرت علیؑ کو خواب میں دیکھا کہ فرمار ہے ہیں: ابھی ابن جمیل کو آزاد

کر دو۔ وہ گھبرا یا ہوا بیدار ہوا اور استغفار پڑھتے ہوئے کہنے لگا: یہ کیا شیطانی خواب دیکھ رہا ہوں۔ جب دوسرا اور تیسرا بار بھی یہی خواب دیکھا تو فرما کسی کو سمجھ کر ابن جمیل کو آزاد کرنے کا حکم دیا۔ جس وقت مامور شخص قید خانے میں پہنچا تو دیکھا کہ ابن جمیل باہر نکلنے کو بالکل تیار ہیں، وہ انہیں لے کر خلیفہ کے پاس پہنچا اور ماجرا بیان کیا۔ خلیفہ نے پوچھا: میں نے سنا ہے کہ تم باہر نکلنے کے لئے بالکل آمادہ تھے۔ جواب دیا: ہاں۔ پوچھا: کیوں؟ جواب دیا: جو تمہارے پاس آیا تھا وہی تم سے پہلے میرے پاس آیا تھا۔ پوچھا: ایسا کیوں ہوا؟ جواب دیا: میں نے مدح علیٰ میں قصیدہ کہا تھا۔ حکم دیا: اسے سناؤ۔ ابن جمیل نے یہی قصیدہ سنایا۔

شاعر کا تعارف:

مجد الدین ابو عبد اللہ، محمد بن منصور بن جمیل جباری (اب جبی)، عرفیت ابن جمیل فزاری تھی، انشائی نگار، شاعر، ادیب و انسنند تھے۔ نحو، لغت اور ادب و شعر میں بلند مقام کے حامل تھے، تذکرہ لگاروں نے ان کی بڑی ستائش کی ہے۔

ہیئت کے ایک دیہات میں جس کا نام جبار تھا پیدا ہوئے، اوائل عمر ہی میں بغداد چلے آئے، قرآن وغیرہ کی تعلیم کے بعد محدث بن شیب سے نحو، لغت، فقہ و احکام اور حساب میں مہارت پیدا کی۔ جن اساتذہ سے علم حاصل کیا ان کے نام ہیں: عبدالحکم بن عبد الوہاب، قاضی منداوی۔ یاقوت حموی (۱) ان کی توصیف کرتے ہیں کہ وہ لغوی، نحوی، ادیب اور ممتاز عالم تھے، مرد بلغ، خوش خط، فضائل مآب، متواضع، حسین اور خوش اخلاق تھے۔

وہ عباسی دربار کے شاعر تھے، ناصر الدین اللہ کی مدح میں بہت سے قصیدے کئے اور ملکہ تر کات خشیہ کے انچارج بنادیے گئے، (۲) یہ ملکہ ایسے لاوارث مخصوص کا ترکہ بیت المال میں جمع کر کے نہ ہب شافعی کے مطابق خرچ کرتا تھا جن کا کوئی وارث نہیں ہوتا تھا۔

۱۔ مجمجم الادباء، ج ۷، ص ۱۱۰، (ج ۱۹ ا رس ۶۰)۔

۲۔ اصول التاریخ والا دب، ج ۹، ص ۱۲۶۔

بغداد کا ایک تاجر ابن عہمیری ان کا فیض تھا، جب مر نے لگا تو انہیں بلا کر کہنے لگا: میں قضاۓ الٰی کو بیک کہنے والا ہوں، تمہاری دوستی کے ناطے میں اپنے بچوں کو تمہارے پر درکرتا ہوں۔ ابن جمیل نے ذمہ داری سننا لئے کا وعدہ کیا۔ جب وہ مر گیا تو ترکہ دیکھا کہ اس میں ہزار دینار ہیں، اسے ناصری خدمت میں لے گیا دنوں نے دیکھ کر کہا: ابن عہمیری مر گیا اور اس کا ایک ہزار دینار بیت المال میں جمع کیا جاتا ہے۔

وہ معاملات میں بڑا سخت گیر تھا۔ ایک دانشور سے کہا: میرے عذاب سے ڈرو کہ بڑا شدید و درد ناک ہے۔ وہ بولا: کیا تم خدا ہو؟ ابن جمیل یہ سکر بہت شرمدہ ہوا لیکن سزادینے سے باز نہیں آیا۔ وہ بہت زیادہ خود پسندی کا شکار تھا، کسی کو اپنی نگاہ میں نہیں لاتا تھا۔ (۱)

وزارت خزانہ میں مشی ہونے کے بعد اس نے تمام حکم نامے لکھے چنانچہ ترقی کر کے وزارت خزانہ میں ڈائریکٹر ہو گیا۔ جسے آج کل وزیر مالیات کہا جاتا ہے یہ ۲۰۵ ہے۔ کی بات ہے (۲) جب وہ خزانے کا مشی تھا تو پائچ دینار تجوہ تھی جب ڈائریکٹر ہوا تو دس دینار تجوہ ہو گئی۔

ایک بار کچھ تجارت اور غرباء نے کسی مخصوص شخص کو بیت المال سے عطا کرنے کی شفارش کی، ابن جمیل نے وعدہ کر لیا لیکن دیتے وقت ٹال مٹول کرنے لگا جو تاجر واسطہ تھا اس نے ارادہ کر لیا کہ روزانہ ایک دانق (یک ششم درهم) ابن جمیل کو دیگا۔ اس نے تاجر سے پوچھا: یہ پیسہ کیسا؟ جواب دیا: چوں کہ آپ عادل ہیں اور اس غریب سے زیادہ مستحق ہیں اس لئے میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ روز آپ کو دیا کروں گا۔ بالآخر تمام عہدے برداشتہ ۲۳ مرتبہ ۱۱۱۰ ہے کواس سے چمن گئے اور وہ قید خانہ پہنچ گیا (۳)

جب آزاد ہوا تو ناصر کے فرزند عدۃ الدین کا وکیل مشی بن گیا وہ اسی عہدے پر آخری عمر تک باتی رہا۔ پندرہ شعبان ۱۱۶ ہے کوئی بڑا پے میں انتقال کیا اور کاظمین میں دفن کیا گیا، (۴) ابن جمیل کے ایک

۱۔ اصول التاریخ والادب، ج ۹، ص ۲۷، ۲۸

۲۔ اصول التاریخ والادب، ج ۹، ص ۲۲۱، ۲۲۲، الجامع المختصر، ج ۹، ص ۲۲۵

۳۔ اصول التاریخ والادب، ج ۹، ص ۲۸

۴۔ اصول التاریخ والادب، ج ۹، ص ۱۲۶، الجامع الادباء، ج ۷، ص ۱۱۰، (ج ارج ۶۰) مختصر الحکمة، ص ۷۰، (ج ارج ۱۵۰) ارج ۶۰

فرزند بنام صفو الدین عبداللہ تھے وہ بھی بڑے پائے کے شاعر تھے مستحصم باللہ کے زمانے میں ۲۲۹ھ میں انتقال کیا۔ (۱) ابن جیل کے بھائی کاظم قطب الدین قبایر بڑے حکام رس تھے۔

الشواء کو فی حلی

ولادت تقریباً ۵۲۲ھ.

وفات ۶۳۵ھ.

ضمنت لمن يخاف من العقاب اذا والى الوصى اباتراب
 يسرى فى حشره رباغفورا و مولى شافعا يوم الحساب
 "میں اس شخص کی ضمانت لیتا ہوں جسے روز حشر عذاب خداوندی کا خوف ہے اگر وہ وصی رسول
 ابوتراب کو اپنا مولا سمجھتا ہے۔"

وہ اپنے پروردگار کو حشر میں غنور پائے گا اور علیؑ کو شفاعت کرنے والا۔ وہ جو ان مرد بخلاف کرم و
 تو ادائی تمام لوگوں سے برتر، بہترین ہمسایہ اور کشاور پیشانی سے پیش آنے والے تھے۔
 صلح کے وقت داتا تھے اور جنگ میں غراتے ہوئے شیر تھے، جب جنگ کے لئے نیام سے توار
 نکال لیتے تھے تو بادلوں سے بچلی چھکتی دکھائی دیتی تھی۔

صحابہ کے مقابل وہی محمد مصطفیٰؐ کے وصی تھے اور رسولؐ کے فرزندوں کے باپ اور فاطمہ ظاہرہ کے
 شوہرت تھے، بروز غدر صرف انہیں کے لئے نص طاہر ہوئی، قرآن میں ان کے فضائل بہت واضح ہیں۔"

شاعر کے حالات:

ابوالحسان، یوسف ابن اسما عیل ابن علی ابن احمد ابن حسین ابن ابراہیم۔ شواہ عرفیت اور لقب شہاب
 الدین تھا۔ کوفہ کے حلب گاؤں میں پیدا ہوئے اور وہیں پڑھے اور وفات پائی۔

وہ شعروادب کے نابھ روزگار تھے، ہر فضیلت سے آرستہ تھے، ان کی رائے حکم اور خواہش پا کیزہ تھیں، اپنے شعروں میں بڑے اچھے جذبات کا اظہار کرتے تھے، ادب عالی تھا اور سہرے قافیے اوزان میں سودتے تھے۔ ان کے حالات ابن خلکان کی تاریخ، شذرات الذهب، تاریخ حلب، نسیم الاجر، الکنی و الاقتاب اور الطلبیہ میں پائے جاتے ہیں۔ (۱) وہ اکثر ابن الجبرانی نحوی و لغوی کی محبت میں حاضر رہتے زیادہ تر ادبیات ان ہن سے حاصل کی۔ ابن خلکان اور شواء میں بڑی گہری دوستی تھی، آپس میں بیٹھ کر ادبی بحث کرتے تھے۔ (۲) لے کر انپی وفات تک یہ محبت باقی رہی۔ انہیں جامع طلب دشمن میں اکثر آتے جاتے دیکھا جاتا تھا، شعروں پر ان کی تنقید بڑی جاندار ہوتی تھی، وہ انہا پسند شیعہ تھے اس لئے انہیں حسن الشواء کہا جاتا تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کا نام یوسف اور رکنیت ابوالحسن تھی۔ کمال ابن شمار کو ان کے اکثر اشعار یاد تھے۔ ان کے حالات عقود اجتماعت میں لکھے ہیں اسی میں ہے کہ شواء کی پیدائش ۵۶۲ھ میں ہوئی، ۱۹ ربیع بروز جمعہ ۵۷۵ھ میں وفات پائی اور مقبرہ باب انطا کیہ میں دفن کئے گئے۔ اس وقت چوں کہ مجھ سے ان سے کھٹ پٹ تھی اس لئے ان کی نماز جنازہ میں شریک نہ ہو سکا۔ اللہ ان پر رحمت نازل کرے، وہ بہت اچھے دوست تھے۔ ان کے استاد ابن الجبرانی اور سختری نے انہیں اعزاز بخشی۔ خاص طور سے انہیں لفت پر عبور حاصل تھا۔

روز چہار شنبہ ۲۲ ربیع الاول ۵۶۱ھ کو پیدا ہوئے اور دشنبہ ۲۸ ربیع الاول ۵۷۵ھ کو حلب میں انتقال

کیا۔

۱۔ دفاتر الاعیان، ج ۲، ص ۵۷۷، (ج ۷، ص ۲۳۱، ربیع الاول ۸۵۰ھ) شذرات الذهب، ج ۵، ص ۷۸۱، (ج ۷، ص ۳۱۰) تاریخ طب، ج ۲، ص ۷۷۰، (ج ۷، ص ۳۷۰) نہر الاجر فین تشیع شمر، (جلد ۹، ربیع الاول ۶۱۳ھ) الکنی و الاقتاب، ج ۱۳۶، (ج ۷، ص ۱۵۲)

کمال الدین شافعی

وقات ۱۵۲ھ

غدیر سے متعلق ان کے اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

و شرفه یوم الغدیر لخصہ بانک مولیٰ کل من کفت مولاہ
 ولولم یکن الا قضیۃ خبیر کفت شرفا فی ما ثرات سجایاہ
 ”اور حضرت علی علیہ السلام کو غدیر کے دن شرف و منزلت عطا کی اور انہیں مولا کے لقب سے
 مخصوص کیا اور فرمایا: جس کامیں مولا ہوں اس کے علی علیہ السلام مولا ہیں اور اگر صرف واقعہ خبیر ہوتا،
 تب بھی علیٰ کی شرافت و بزرگی کے لئے کافی قا۔“ (۱)

شاعر کے حالات

ابوسالم کمال الدین، محمد بن طلحہ بن محمد بن حسن قرقشی، فقیر شافعی کے امام تھے، حدیث، اصول اور
 اخلاقی مسائل نیز ادبیات میں مہارت رکھتے تھے، قضاوت و خطابت میں بھی سب پر مقدم تھے، زہد و
 پارسائی میں شہرت تھی۔ انہوں نے موسید ابن علی طوی اور زینب شیریہ سے نیشاپور میں حدیث سنی اور حلب
 دمشق اور دوسرے شہر میں حدیث بیان کی، حافظہ دیتا اور ابن عدریم ان سے روایت کرتے ہیں۔
 وہ دمشق کے مدرسہ امینیہ میں سکونت پذیر تھے اور بادشاہوں کو وہیں سے خط لکھتے تھے بادشاہ دمشق

(۱) مطالب المؤول، (ص ۲۰) بیاضی کی الصراط المستقیم، (ج اوس ۷۹)

نے ان سے وزیر بنخے کی درخواست کی لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ طبقات مکی (۱) میں ہے کہ وزارت قبول کی تھی لیکن پھر چھوڑ دیا تھا اور تمام مال و اسباب چھوڑ کر کسی نامعلوم جگہ پر چلے گئے تھے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ وہ غیبت پر بھی آگاہ تھے اور بعض کہتے ہیں کہ واپس آ کر منصب وزارت قبول کر لی تھی چوں کہ ان کے علم نجوم نے اجازت دی تھی۔ پھر حلب میں قاضی کے عہدے پر فائز ہوئے پھر دمشق کے خطیب ہوئے آخر میں زاہد ہو کر مکہ چلے گئے کے سے واپس ہوئے تو دمشق اور پھر حلب گئے وہیں فوت ہوئے۔

تالیفات:

۱۔ عقد الفرید

۲۔ الدر المظمم

۳۔ مفتاح القلاح

۴۔ دائرة الاحروف

۵۔ مطالب المسؤول

ان کے مناقب و فضائل لوگوں میں بہت زیادہ مشہور ہیں جو احاطہ خریر کے باہر ہیں۔ اہل بیت کے متعلق ان کے بہت قیمتی اشعار ہوتے تھے۔

ابو محمد منصور باللہ

ولادت ۵۹۶ھ۔

وفات ۷۲۴ھ۔

ان کے غدیر سے متعلق بہت سے اشعار ہیں وہ فرماتے ہیں:

”امراamat رسول کے بعد ان کے ابن علی علیہ السلام کے لئے بلا فصل ہے، وہ خدا نے بلند واحد کے واضح حکم کی یا پر مولا قرار پائے، یہ معالمہ قرآن میں ظاہر و مشہور ہے اور لوگوں میں بھی، جو کسی حال میں چھپایا گئیں جاسکتا اور صبح کے نور کو کیسے چھپایا جاسکتا ہے لیکن ان لوگوں نے چھپایا جن کے دل میں کھوٹ تھی۔“

شاعر کے حالات:

ابو محمد منصور باللہ امام حسن ابن محمد ابن احمد ابن سیفی ابن سیفی۔ وہ زیدیوں کے امام تھے اور علم حدیث، ادب و شعر میں بہت اچھا مقام رکھتے تھے، بہت اچھے مناظر بھی تھے۔ ان کی زخمیں کتاب انوار الریقین میں یقیدہ مرقوم ہے۔

وہ احمد ابن حسین محدثی کے زمانے میں بزرگ ترین علماء میں شمار ہوتے تھے، اس کی تہذیت میں اشعار بھی کہے ہیں۔ یوسف ابن عمر بادشاہ یمن یا سلطنت عباسی متوفی ۷۵۲ھ۔ نے دو آدمیوں کو آمادہ کیا کہ انہیں قتل کر دیں، انہوں نے ان کو زخمی کر دیا لیکن ان کے حماتوں نے ان دونوں کو قتل کر دیا، ان کی جان نجٹ گئی۔ اس واقعہ کے بعد انہوں نے امام محدثی احمد ابن حسین کی تہذیت میں کچھ اشعار کہہ کر زندہ رہا۔

نچ جانے کی مبارک بادوی۔

ابو محمد منصور اللہ ۵۹۶ھ میں پیدا ہوئے، امام احمد بن حسین کے قتل ہونے کے بعد ان کی بیعت کی گئی اور ۷۱۵ھ میں ان کی طرف سے دائی بیجیے گئے، رغافہ میں ماہ محرم ۷۱۷ھ میں وفات پائی۔ (۱)

۱۔ نسرۃ الامر فیین تسبیح و شری، (جلد ۷، راج ابریس ۱۹۳۲) میں ان کے حالات موجود ہیں۔

ابو الحسین جزار

ولادت ۱۰۵ھ۔

وفات ۲۷۲ھ۔

غدیر کے متعلق ان کے چند اشعار یہ ہیں:

”اے داماد رسول! آپ خلافت کے معاملے میں سب پر مقدم ہیں کیوں کہ جو شر انکا آپ میں پائی جاتی ہیں وہ دوسروں میں نہیں پائی جاتی۔

داستان غدیر مکروں کے لئے شعلہ آتش کی طرح ہے جو قبل قیامت لوگوں کو اچھی طرح سمجھادی گی اگر کچھ لوگ اس حدیث میں کتم کائنات کے مولا ہو، عیب لگاتے اور تقدیر کرتے ہیں تو جو لوگ عیب لگاتے ہیں انھیں میں عیوب بھرے ہوئے ہیں۔“

یہ طویل قصیدہ قدیم مخطوط تذکروں میں موجود ہے بعض ادبی کتابوں میں اس کے منتشر اشعار نقل کئے گئے ہیں۔

شاعر کے حالات:

سیعی بن عبدالعزیز بن سعید بن محمد بن علی جمال الدین، ابو الحسین جزار مصری۔ گنام شیعہ شاعر ہیں، حالانکہ بڑے قیمتی اور نقیص اشعار کہتے تھے لیکن نہ معلوم کیوں تذکرہ نگاروں نے ان کو فراموش یا نظر انداز کیا، انہیں فن توریہ اور استخدام کے استعمال میں بڑی مہارت تھی۔

ابن حجت کتاب خزانہ (۱) میں لکھتے ہیں کہ جزار (اوٹ ذئع کرنے والا) اور سراج دراق (زین ساز، کاغذ فروش) اور حمای نے باہم عہد و پیمان کیا کہ ایک دوسرے کے متعلق فن توریہ میں اشعار کہے۔ آخر میں سراج دراق کے لئے فیصلہ کیا گیا کہ اگر اس کا دھنڈا کاغذ فروشی نہ ہوتا تو آدمی اشعار مہل تھے۔

علامہ ساولی نے جزار کا دیوان مرتب کیا ہے جس میں ۱۲۵۰ ارشاعر ہیں۔ (۲) کہا جاتا ہے کہ ان کا ایک اور دیوان ہے جس میں حکام و خلفاء کے قصیدہ ہیں میں کے کتب خانہ میں ہے۔ امام حسینؑ کے متعلق ان کے مرثیے بڑے دل گذاز ہوتے تھے۔

روضۃ رسولؐ میں آگ لگنے کے متعلق ان کے اشعار ہیں کہ حرم رسولؐ میں آگ لگ جانا کوئی اہم بات نہیں، یہ تو قوں کی بات پر توجہ نہیں دیتی چاہیئے، اس میں ایک خدائی راز تھا جو عقل مندوں سے پوشیدہ نہیں وہ یہ کہ امیکی تحریرات کا تمام نشان ختم کر دیا جائے۔

مسجد الہبیؓ میں شب جمعہ ماہ رمضان ۱۴۵۲ھ نماز تراویح کے بعد آگ لگ گئی۔ ہدایہ کہ فراش ابو بکر مراغی کے ہاتھ سے چار گر گیا اور تمام دیواریں اور چھت وغیرہ جل گئیں، بہت سے مجرے بھی جل گئے۔ شراء نے اس بارے میں بہت سے اشعار کہے۔ ابن تولومغربی نے جزار کے اشعار کا جواب دیتے ہوئے کہا: مدینہ کے رافقیوں سے کہہ دو کہ تم نہ مت میں یہ تو قوں کی ہیروی نہ کرو حرم رسولؐ میں آگ اس لئے لگی کہ تم اس میں نہ مت مجاہب کرتے تھے۔

ابن حجتوانہ (۳) میں لکھتے ہیں کہ جزار کی پیدائش ۱۴۰۷ھ میں ہوئی اور ۱۴۰۷ھ میں مصر میں وفات پائی ابن کثیر (۴) کہتے ہیں کہ ارشوال ۱۴۰۷ھ میں وفات ہوئی، وفات کے وقت ان کی عمر ۶۷ سال کی تھی، قرافہ میں دفن کئے گئے۔

۱۔ خزانہ ادب، (ج ۲ ص ۳۸)

۲۔ کعی نے ذوات الوفیات، (ج ۲، ص ۳۱۹)، (ج ۲ ص ۲۷۷) پر، ابن کثیر نے البدیۃ والتحلیۃ، (ج ۱۳، ص ۲۹۲)، (ج ۱۳ ص ۳۳۲) بعد اُنہی نے شذرات الذصب، (ج ۵، ص ۳۶۳)، (ج ۷، ص ۲۳۶) پر اور مکہمذکورہ الگاروں نے اپنے مذکورہ میں ان کا شرح حال لکھا ہے۔

۳۔ خزانہ ادب، ص ۳۳۸، (ج ۲ ص ۱۰۸)

قاضی نظام الدین

متوفی ۱۷۸۴ھ۔

۲۲۷ رشروع پر مشتمل اس قصیدے کو قاضی نے حوالہ المؤمنین میں نقل کیا ہے:

”اے آل یا میں کیا کہنا تمہارا تم، ہمارے درمیان ستارگان حق اور ہدایت کی نشانیاں ہو۔“

حدیث غدیر سے متعلق شعر ہے:

مہما تمسک بالاخبار طائفہ فقوله: وال من والاہ یکفينا
 ”جب کبھی محدثین، حدیث رسول: ”وال من والاہ“ سے تمک کرتے ہیں تو ہمیں کفایت کرتا
 ہے۔ غدیر کے دن رسول خدا نے بیابان میں ان لوگوں کے درمیان جو ہمارے دشمن تھے حضرت علیؑ کا
 تعارف کرایا کہ ان کے دو قوی فرزند باغ یہشت کی خوشبو ہیں تو اب تم کہہ سکتے ہو کہ یہ ان زمینوں میں
 نہون پذیر ہوئے ہیں جو اسی جنت کی پروردہ ہے۔“

آخری شعر ہے:

لا جل جد کم الا فلاک قد خلقت لواہ ما اقتضت القدر تکونیا
 ”تمہارے جد کے صدقے میں افلک کی تخلیق ہوئی اگر وہ نہ ہوتے تو کائنات تکوین نہ ہوتی۔“

شعری تنقیح

اس شعر میں جس حدیث کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اسے متدرک حاکم میں بطور صحیح نقل کیا گیا ہے۔ (۱)

الحمد لله علی الحجۃین، ج ۲، ص ۶۱۵، (ج ۲، ص ۶۷۲ / حدیث ۲۲۷)

ابن عباس سے مردی ہے کہ خدا نے عیسیٰ کو وحی فرمائی کہ اے عیسیٰ! محمد پر ایمان لا و اور اپنی امت کے ان افراد کو جو انہیں درک کر ریں حکم دید و کہ ان پر ایمان لا کیں کیوں کہ اگر محمد نہ ہوتے تو میں آدم کو خلق نہ کرتا، نہ ہشت و جنہم کو خلق کرتا۔ جب میں نے عرش کو خلق فرمایا تو اسے اضطراب ہوا اپس میں نے لکھ دیا ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ تب اسے اطمینان ہوا۔

اس حدیث کو بکلی (۱) نے شفاء القام میں اور شرح مواهب (۲) میں زرقانی نے لکھ کر اس کے صحیح ہونے کی نشاندہی کی ہے اور کہا ہے کہ ابوالشخ نے اسے طبقات (۳) اصفہانی میں نقل کیا ہے اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اور بکلی و بلقتنی نے نقل کر کے اس کی محنت کی نشاندہی کی ہے۔ (۴)

حاکم (۵) نے اس حدیث صحیح کو نقل کر کے ایک دوسری حدیث بھی لکھی ہے:
رسول خدا نے فرمایا: جب آدم نے خطا کی تو کہا: خدا یا! بحق محمد و آل محمد مجھے بخش دے۔ خدا نے پوچھا: آدم! تم نے محمد کو کیسے پہچانا ہے؟ ابھی پیدا نہیں کیا ہے؟ عرض کی: خدا یا! جب تو نے میرے ذھان پر روح پھوکی تو میں نے سراخا کر عرش پر لکھا ہوا دیکھا: ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ میں سمجھ گیا کہ تو نے اپنے محبوب ترین بندے کا نام لکھا ہے۔ خدا نے کہا: آدم! تم نے حق کہا، محمد میرا محبوب ترین بندہ ہے، اگر محمد نہ ہوتے تو تجھے خلق نہ کرتا۔ (۶)

شاعر کے حالات:

نظام الدین محمد بن قاضی القضاہ اسحاق بن مظہر اصفہانی، عظیم و بے نظر شاعر تھے، تمام فنون پر

۱- شفاء القام، ج ۱، ص ۱۲۱، (ص ۱۶۲)

۲- شرح مواهب، ج ۱، ص ۳۳

۳- طبقات الحمد شیخ، (ج ۳ ص ۸۰۸) اربیل (۲۲۸)

۵- المسدر ک علی الحسن، (ج ۲ ص ۶۷۶) رحمہ (۲۲۸)

۶- دلائل الیہ وہ تعلیٰ، (ج ۵ ص ۳۸۹) اجم الصیر، (ج ۲ ص ۸۲) شفاء القام، ج ۱، ص ۱۲۰، وفاء الوفا، ج ۱، ص ۲۱۹، (ج ۲ ص ۸۳)

۷- المواهب اللدنی، (ج ۲ ص ۵۹۳) شرح المواصب، ج ۱، ص ۲۳۳، فرقان القرآن، ج ۱، ص ۱۱۷۔

یک سال دستگاہ حاصل تھی۔ اس قصیدے کے علاوہ خواجہ بہاء الدین (۱) اور خواجہ نصیر الدین طوسی کے لئے بھی قصیدے کہے ہیں۔ ان کا ایک دیوان بہام نشاث بھی ہے جو برٹش میوزیم میں موجود ہے۔ ایک رسالہ بھی لکھا ہے جس کا نام رسالہ تو یہ ہے، بعض علمائے نیشاپور نے اس کی شرح لکھی ہے اور ستائش میں لکھا ہے کہ بہترین قاضی، عالم، مفتی اور فتح و بیان انسان یہ نگار تھے۔ ان کے اشعار کشکول بہائی، مجلس المؤمنین اور خزانہ نراثتی میں ہیں۔ (۲)

حالات زندگی کے لئے مجلس اور تاریخ آداب اللہ وغیرہ دیکھئے۔ (۳)

۱۔ مجلس المؤمنین، (ج ۲، ارس ۲۸۴)

۲۔ کشکول بہائی، (ج ۱، امس ۴۰۹)، (ج ارس ۷۶) مجلس المؤمنین، (ج ارس ۵۳۵)، انحراف، م ۱۱۵

۳۔ مجلس المؤمنین، م ۲۲۶، (ج ارس ۵۲۲) تاریخ آداب اللہ، ج ۳، م ۱۲، (جلد ۲ ارس ۳۱۵)

شمس الدین محفوظ

وفات / ۲۹۰ھ.

مدح آل محمد میں ایک قصیدہ ہے جس کا ایک غدیری شعر ہے:

ذَاكَ الْأَمِيرُ لِدِي الْغَدِيرِ أَخْوٌ البَشِيرُ الْمُسْتَنِيرُ وَ مِنْ لِهِ الْأَبْنَاءِ
”حضرت علیؑ وہی ہیں جو روز غدیر خلیفہ بنائے گئے، رسولؐ پیش کے بھائی ہیں، وہ پاکیزہ اصلاب
کے ذریعہ پیدا ہوئے جس طرح ان کے بیٹے پاک و پاکیزہ ہیں۔“ سملی سکنیۃ

آگے چودہ شعروں میں آل محمد کا نام باتام تذکرہ و مدح ہے پھر آخری دو شعر ہیں:
انَا يَا بَنِ عَمِّ مُحَمَّدٍ أَهْوَ أَكْمَمٍ وَ تَطْبِيبٌ مَنْتَ فِي كُمِ الْأَهْوَاءِ
وَ أَكْفَرُ الْغَالِينَ فِي كَ وَالْعَنِ الْمَقَالِينَ إِنَّهُمْ لِدِي مَوَاءِ
”اے محمدؐ کے چھیرے بھائی! میں آپ کی محبت سے سرشار ہوں، آپ کی پاکیزہ محبت میرا سماں یہ
زندگی ہے، میں ان لوگوں کو کافر سمجھتا ہوں جو آپ کے بارے میں غلوکرتے ہیں یا آپ کو مرتبے سے
گھٹاتے ہیں۔“

علامہ نادی نے طیہہ میں ان شعروں کو نقل کیا ہے۔

شاعر کے حالات:

شیخ شمس الدین، محفوظ بن وشار بن محمد ابو محمد حلبی اسدی۔ ممتاز ترین فقیہ اور پیشارة علم و ادب تھے،

ان کے فتوؤں پر زعامت دینی کا انحصار تھا، مشکل مرطبوں میں ان کی طرف رجوع کیا جاتا، محقق حلی اور حادثی ان سے روایت کرنے والوں میں ہیں۔

محفوظ اور محقق حلی کے درمیان خط و کتابت تھی۔ ان کی تاریخ ولادت اور وفات کا پتہ نہ چل سکا مگر اتنا یقینی ہے وہ ۱۸۰ھ تک زندہ رہے۔ ان کی جلالت قدر کا پتہ ان قسم کے ہے جو ان کے انتقال پر علماء و شعراء نے کہے ہیں۔

ان کے صاحبزادے ابو علی، قاضی حلی تھے۔ آج بھی خانوادہ محفوظ کے حلیل القدر افراشام و عراق میں موجود ہیں۔ (۱)

۱۔ اہل الآل، (ج ۲۲، ص ۱۳۳، نومبر ۱۹۵۲)، روضات الحجات، (ج ۲، ص ۱۰۰، نومبر ۱۹۷۶) (حملہ اہل الآل)، (ص ۱۳۳، نومبر ۱۹۷۶)۔
ویلیات الاعلام، (ج ۲۳، ص ۹۷، نومبر ۱۹۷۶) میں ان کے حالات تکمیند ہوئے ہیں۔

بہاء الدین اربلی

وفات: ۱۹۲، ۱۹۳

غدیر سے متعلق پہلے قصیدے کے دو شعر ہیں:

تقضی بمحض عن علاه فانها بولانہ یرجو النجاة مقصرا	واسنل بخم عن علاه فانها و تحط عنه عظایم الا وزار
دوسری قصیدہ:	
حسد وہ علی مآثر شتی و کفاحم حقداً علیه الغدیر	

شاعر کے حالات:

بہاء الدین ابو الحسن، علی بن فخر الدین عیسیٰ ابن ابو الفتح اربلی۔ بغداد میں سکونت پذیر تھے اور وہیں دفن ہوئے۔ ان جیسے نابغہ روزگار کی نظر دیا میں کم ہی ملتی ہے جن کے علم و دانش سے ساتویں صدی ہجری جملگار ہی ہے، ان کا شمار بزرگ ترین عالموں اور ادیبوں میں ہوتا ہے، وہ بہترین ادیب و شاعر تھے اور کامیاب سیاست دال بھی تھے جو منصب وزارت پر فائز ہوئے، اسی طرح وہ فقیہ و محدث بھی تھے، انہوں نے اپنی صلاحیتوں سے دین کی بھرپور حمایت کی۔

امّہ معصومین علیہم السلام کی سیرت پر ان کی وقیع ترین کتاب کشف الغمہ ہے اس کتاب سے ان کی دانش اور ادب و حدیث پر کامل دست گاہ کا اندازہ ہوتا ہے۔

مشائخ و رواۃ:

انہوں نے اکثر شیعہ و تی مشائخ سے روایت کی ہے ان میں:

۱۔ سید علی بن طاؤوس

۲۔ جلال الدین فخار

۳۔ ابن الصائی (۱)

۴۔ حنفی شافعی (۲)

۵۔ علی بن وضاح حنبل (۳)

۶۔ محمد بن ابو القاسم

اکثر تالیفات سے انہوں نے استقادہ کیا ہے ان کے نام ہیں:

تفیر خاکستری، مطالب السول، تالیفات راویہ۔

وہ افراد جنہوں نے ان سے روایت کی ہے:

علامہ علی، شیخ رضی الدین علی بن مطہر، محمد بن فضل علوی حنفی، ان کے صاحزوادے محمد بن علی، شیخ تقی الدین ابن ابراہیم، شیخ محمود، ان کے نواسے احمد بن صدر، فقیہ ماکلی احمد بن عثمان، بیہقی بن علی بن مظفر بیہقی، عبد اللہ بن محمد بیکی، حسن ابوالبیجا اربیلی، ابوالفتح اربیلی، مولی امین الدین جزری، شیخ حسن موصیلی۔

اربیلی کے تفصیلی حالات مندرجہ ذیل کتب میں ہیں:

آل الامل، ریاض العلماء، ریاض الجنة، روضات الجنتات، اعلام زرکلی، تتمیم الامل، اکٹی والا لقب،

الطلیعہ فی شعراء الشیعہ۔ (۴)

۱۔ کشف الغمر، ج ۲ ص ۱۳۵، (ج ۲ ص ۱۶۷)۔

۲۔ کشف الغمر میں کلمہ الطالب بہت ساری روایتیں ثلثیں کی ہیں، کشف الغمر، ج ۲ ص ۳۲۲، (ج ۱ ص ۳۸۳، ۱۰۵) پران کے اجازہ کا ذکر ہے۔

۳۔ کشف الغمر، (ج ۱ ص ۳۲۳)۔

۴۔ الامل، (ج ۲ ص ۱۹۵، (ج ۲ ص ۵۸۸) ریاض العلماء، (ج ۲ ص ۱۶۶) روضات الجنتات، (ج ۲ ص ۳۳۱) اعلام، (ج ۲ ص ۳۱۸) اکٹی والا لقب، (ج ۲ ص ۱۸۱)۔

ابن فاطلی کی الحوادث الجامعہ سے کچھ حالات نقل کئے جاتے ہیں: (۱)
 ۲۵۷ھ میں بہاء الدین علی بن فخر الدین عیسیٰ اربیلی وارود بغداد ہوئے، ان کی انشائے نگاری کی وجہ سے ان کو کاتب دیوان بنادیا گیا، وہ آخردم تک اسی عبیدے پر پر فائز رہے۔ ۲۷۸ھ میں ایک مشہور مسجد کی تعمیر کے ذمہ دار ہنانے کے، انہوں نے طوی وغیرہ کے اثر انگیز مراثی کئے، اور انہوں نے ۲۹۳ھ میں بغداد میں انتقال کیا۔

کعی فوات الوفیات (۲) میں ان کے حالات لکھتے ہیں کہ وہ بہترین شاعر و ادیب تھے، جب وہ علاء الدین کے زمانے میں صاحب دیوان بغداد ہوئے تو یہودیوں کا بازار ختم پڑ گیا۔ ۲۹۲ھ میں انتقال کیا۔ بڑے جاہ دا لے اور بہترین اخلاق سے آراستہ تھے، شیعہ مذهب کے ماننے والے اور ان کے والدان سے پہلے اربیل میں حکمران تھے۔ صاحب شذرات (۳) نے تاریخ وفات ۲۸۷ھ لکھی ہے میرے خیال میں غلطی سے لکھ گیا ہے، صحیح ۲۹۳ھ ہے۔

صاحب ریاض الجنة نے لکھا ہے کہ وہ انشائے نگار تھے، اکثر بادشاہوں کے وزیر ہے، دولت و شوکت کے مالک تھے، آخر زمانے میں وزارت سے اسغاہ دے کر تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے تھے۔

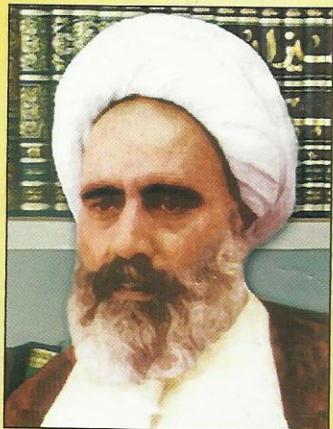
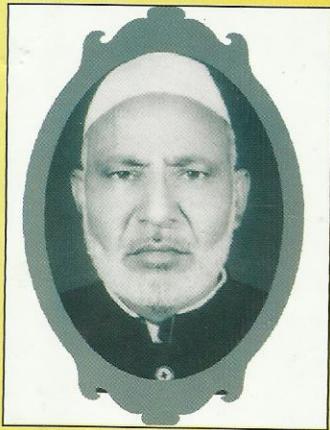
ملاء عبد الرحمن جامی نے ان کے وزارت سے اسغاہ دینے پر فارسی میں ایک قصیدہ کہا تھا۔ عترت طاہرین کے متعلق ان کے اشعار بڑے نسب اور گرفتار ہیں۔

(۴) ۲۷۹ شعروں پر مشتمل کشف الغمہ کا اقتداری بھی المہبیت علیہم السلام کی مدح سرائی کا شاہکار نمونہ ہے:

اِيَّهَا السَّادَةُ الْأَئْمَةُ اَنْتُم
 خَيْرُهُنَّ اللَّهُ اَوْلَى وَالْخِيْرُ
 بِمَزْبُونِكُمُ الْعُلَى فَاقْتَرِعُتُمْ
 اِنْزَلَ اللَّهُ فِيْكُمْ هُلْ اَتَى نَصَارَى
 جَلَّا فَيْ فَضْلَكُمْ مَسْطُورًا

۱- الحوادث الجامعہ، ج ۱، ص ۳۳۱، ۱۶۳، ۳۲۱، ۱۷۷، ۱۷۶، ۱۷۵، ۱۹۵، ۲۲۷، ۱۶۳، ۲۳۰، ۲۳۱ ۲- فوات الوفیات، ج ۲، ص ۸۳ (ج ۳، ص ۷۵ نمبر ۲۷۷)

۳- شذرات الذهب، ج ۵، ص ۳۸۳ (ج ۷، ص ۲۱۸)، (ج ۳، ص ۳۶۱)



ادیب عصر مولانا سید علی اختر رضوی شعور گوپال پوری مرحوم

ولادت: ۱۹۲۴ھ

وفات: ۱۴۲۲ھ / ۱۹۰۲ء براطیش، انگریزی

کتاب "الغدیر" زمانہ طالب علیٰ ہی سے مولانا مرحوم کی توجہات کا مرکز رہی ہے، آپ کے دل میں اسی وقت یہ جذبہ مدد و ہزار بیدار کرنے لگا تھا کہ اس علیٰ اور تحقیقی کتاب کو ارادہ جسمی ترقی یافتہ زبان میں ضرور منتقل ہونا چاہئے لیکن ہندوستان کے حالات اور طباعت کی گنجائی کے پیش نظر خاموشی پیدا ہے۔

۱۹۹۰ء میں جب مولانا مرحوم مولانا سید نیاز علی رضوی بھیک پوری کی زحمت و مشقت اور کوششوں کے دریم مرح عالی قادر آیہ اللہ العظیم ناصر مکار شیرازی دامت برکات کی وجوہت پارایاں آئے تو مظہر نے بر صیر کے حاس موضوع کو منظر کھٹھ کھٹھ ہوئے تھوڑی تخفیض کے ساتھ "الغدیر" کا ترجمہ کرنے کو کہا، اہم کتاب اور حاس موضوع کے دیکھتے ہوئے "منیں" کہنے کی گنجائش نہیں تھی۔ چنانچہ فوراً ثابت جواب دے دیا اور ترجمہ میں مشغول ہو گئے۔

یہ بات یقیناً حیرت انگیز ہے کہ مولانا مرحوم نے آج سے تقریباً پندرہ سال قل، دیہات کی زندگی میں مسالک و آسائش حیات کی کمی کے باوجود الغدیر کی تمام جملوں کا ترجمہ کر کذا الاتھا جس کی ایک جلد ۱۹۹۳ھ میں مختصر عام پر آچکی ہے، لیکن پھر حالات نامساعد ہوتے چلتے گئے اور دوسرا جملوں کی طباعت کی نوبت نہ اسکی نیزرو جملوں (چھٹی اور گیارہوں) حالات کی ستم ظرفی کی نذر ہو گئیں، جس کی تحریک کا فریضان کے فرزند "مولانا سید شاہد بمال رضوی" نے نکسن و خوبی انجام دیا ہے۔ (ناشر)

حضرت علامہ عبدالحسین الائمی النجفی (طاب ثراه)

ولادت: ۱۳۲۵ھ

وفات: ۱۴۲۹ھ / ۱۹۰۹ء

"الغدیر" گیارہ جملوں پر مشتمل یہ کتاب اگلے بھگ ۱۳۲۵صفحات پر پھیلی ہوئی تحقیقی تصنیف کی داد دیتی ہے، یقول شہید مرتضی مطہری: "یہ کتاب تمام زیر آگیں پر دیکھنے کے برخلاف، یہ ثابت کرتی ہے کہ شیعیت قرآن و سنت کی مطلق پر استوار ہے، تثیق پر لگائے گئے تمام انتہامات پر اور بے بنیاد ہیں، اس کتاب نے حضرت علیٰ اور تمام آئین طاہر (علیهم السلام) کی مظلومیت کو حساس ترین میانیاں کیا ہے۔ یہ پڑھنے کے بعد ہر شخص اعزاز حق پر بمحروم جاتا ہے۔"

ای لئے کتاب کی اشاعت کے بعد عالم اسلام کے نامور علماء و محققین نے اس کتاب سے متعلق احساس قدر دانی اگیز کر کے اپنے بہترین خیالات کا اظہار کیا ہے۔

ڈاکٹر عبدالرحمن کیلائی طلبی کہتے ہیں: ہر مسلمان کے پاس یہ کتاب رہنا چاہئے۔

ڈاکٹر محمد غلام مصري کہتے ہیں: یہ کتاب صاحبان تحقیق کی آرزو ہے۔

یہ عظیم کتاب اتنی قدر دانی کی تصنیف کیوں نہ ہو جب کی علامہ میں نے اس کی تالیف و تحقیق میں رسول رحمتیں بروادشت کی ہیں اور صرف تحقیق موافق اہم کرنے کے لئے ہندوستان، مصر، شام کے علاوہ کئی ملکوں کا چکر لگایا ہے۔ ان پر غلوص کا وصول کا نتیجہ ہے کہ آج شیعی دائرۃ المعارف کی تیشیت سے "کتاب الغدیر" افیش پر چھائی ہوئی ہے۔ (ناشر)

کلِستاراہ ۷۷ پبلی کیشنر لاہور